دار النعمان پبلشرز
DARUN NOMAN PUBLISHERS
تحریکِ ختمِ نبوّت
اور
نوائے وقت
تحریک ختم نبوت سرخرو ہوگئی
تحقیق و تالیف
محمد ثاقب رضا قادری

اور

تحقیق وتالیف

محمد ثاقب رضا قادری

دار النعمان پبلشرز

DARUN NOMAN PUBLISHERS

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحریک ختم نبوت اور نوائے وقت
تحقیق وتالیف، محمد ثاقب رضا قادری (پ: یکم جولائی ۱۹۸۴ء)
لاہور، دار النعمان، جون ۲۰۱۷ء ۹۲۸ صفحات
۱-ختم نبوت/ردقادیانیت
۲-صحافت/نوائے وقت
۳-تاریخ ۴-پاکستان
۵-تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء/۱۹۷۴ء
TEHREEK-E-KHATM-E-NUBUWWAT AUR NAWA-E-WAQT
/TAHQEEQ O TALEEF : MUHAMMAD SAQIB RAZA QADRI
Dar-ul-Noman, May 2017 , PP.928

طبع اول: جون ۲۰۱۷ء/رمضان ۱۴۳۸ھ
ناشر: دار النعمان، لاہور، طابع: مقصود احمد، لاہور
قیمت: ....روپے
دست یابی کا پتا:
دار النعمان، دکان نمبر 4، ہادیہ حلیمہ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
فون: 042-37228075 صوتی رابطہ: +92-331-1206301
برقی پتا: saqib1126@gmail.com
کتاب سرائے، الحمد مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
مکتبہ اعلیٰ حضرت، نزد ستا ہوٹل، دربار مارکیٹ، لاہور
مسلم کتابوی، دربار مارکیٹ، لاہور
ضیاء القرآن، لاہور/کراچی

الاھدا

تاجدارِ ختم نبوت

جناب محمد و احمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ والہ وسلم

کی بارگاہِ بے کس پناہ میں

بہ صد عجز و نیاز

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است
آبروئے ما ز نام مصطفیٰ است

(اقبال)

انتساب

مجاہدین ختم نبوت

حمید نظامی/مجید نظامی

کے نام

آئین جواں مردی حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رُوباہی
(اقبال)

حمید نظامی

☆ہماری ناچیز رائے میں مرزا (بشیر الدین محمود) صاحب کو غیر مبہم الفاظ میں یہ اعلان کرنا چاہیے کہ ''ان کی جماعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتی ہے اور اس عقیدہ سے ہم آہنگ ہے کہ محمد رسول اللہ کے بعد تشریعی یا غیر تشریعی ظلّی یا بروزی نبی نہیں آئے گا۔'' ہمارے خیال میں یہ اعلان اِبہام کو دُور کرنے میں کامیاب ثابت ہوگا۔

(نوائے وقت، اداریہ ۲۰؍ جون ۱۹۵۳ء)

مجید نظامی

☆''(مرزائی) **نوائے وقت** سے برابر کے سلوک کی اُمید نہ رکھیں۔ **نوائے وقت** ان (مرزائیوں) کا ترجمان نہیں، سوادِ اعظم کا اخبار ہے۔ اس کا عقیدہ بھی وہی ہے جو سوادِ اعظم کا ہے اس عقیدہ کی حفاظت ہم سب کی ذمہ داری ہے۔''

(نوائے وقت، اداریہ ۲۹؍ جون ۱۹۷۴ء)

☆ ☆ یہ (مرزائی) فرقہ پاکستان اور دوسرے ممالک میں اسلام کی جس انداز میں تبلیغ کرتا رہا ہے یا اسلام کو جس رنگ میں پیش کرتا رہا ہے۔ اس کا توڑ کرنے کی اَشد ضرورت ہے۔ یہ معاملہ ہمارے علماء کرام اور اربابِ اقتدار و حکومت کے لیے لمحۂ فکریہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ تبلیغ بے پایاں وسائل و ذرائع کی متقاضی ہوتی ہے اور اربابِ اقتدار و حکومت کو سوچنا چاہیے کہ وہ اپنے مختصر وسائل و ذرائع کے علاوہ سعودی عرب، لیبیا، خلیج کی عرب اَمارتوں اور دوسرے امیر مسلم ممالک کی امداد و اعانت سے کوئی جامع تبلیغی و اشاعتی پروگرام شروع کر کے اسلام کی کوئی خدمت کر سکتے ہیں!!! (نوائے وقت، اداریہ ۸؍ ستمبر ۱۹۷۴ء)

☆

ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ

و خاتم النبیین

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے“ (الاحزاب: ۴۰)

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

پاکستان میں تحفظ ختم نبوت کی تحریکات پر ایک نظر

۳/جون ۱۹۷۴ء :237

مختلف شہروں میں جلوس/مظاہرے، بحالی امن میں پولیس کا تساہل ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا، اسیر طالب علم رہنماؤں کو رہا کیا جائے، قادیانی اخبار الفضل کا ۲ جون کا شمارہ ضبط کرلیا گیا

۴/جون ۱۹۷۴ء :238

قومی اسمبلی کے اجلاس میں وزیراعظم بھٹو کی تقریر، جماعت احمدیہ کے امیر مرزا ناصر احمد کو شامل تفتیش کرنے کا حکم، وزیر اطلاعات کا بیان، حکومت پنجاب کا پریس نوٹ،

۵/جون ۱۹۷۴ء :241

مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے بارے غور وفکر، مسجد وزیر خان سے متعدد رہنماؤں کی گرفتاری، دفعہ 144 کا نفاذ، لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کا اہم اجلاس،

۶/جون ۱۹۷۴ء :242

پولیس کا مرزا ناصر احمد سے رابطہ، جسٹس صمدانی کی زیرنگرانی سانحہ ربوہ کی تحقیقات کا آغاز،

۷/جون ۱۹۷۴ء :242

مرزا ناصر کی درخواست برائے ضمانت نامنظور، مشائخ کانفرنس لاہور، انکوائری کمیشن کی رپورٹ کا انتظار کیا جائے، آئین میں ختم نبوت کا فیصلہ ہو چکا ہے،

۸/جون ۱۹۷۴ء :244

وزیراعلیٰ پنجاب کی علماء وائمہ مساجد سے اپیل، امیر جماعت اسلامی کا مطالبہ، لندن میں ظفراللہ قادیانی کی پریس کانفرنس، خدا اپنی فوجوں کے ساتھ آرہا ہے، علماء اسلام کا دوٹوک اعلان، میں قادیانی نہیں ہوں: راجہ منور کا اعلان، لاہور میں 30 طلبا گرفتار،

۹/جون ۱۹۷۴ء :246

طلبا پر حملہ کرنے والوں کی تعداد 500 تھی، تحریک استقلال کا اعلان،

۱۰/جون ۱۹۷۴ء :247

قادیانیوں کے خلاف فسادات بھٹو نے کرائے ہیں، کل پاکستان مشائخ کانفرنس کا حکومت کو نوٹس، مرزا ناصر احمد کو گرفتار کیا جائے، مرکزی مجلس عمل، پہل قادیانیوں نے کی ہے، موتمر کا مطالبہ، BBC کا پروگرام، وزیراعظم بھٹو قادیانی مسئلہ حل کردیں گے، ظفراللہ خان بین الاقوامی پوزیشن کا غلط استعمال کررہے ہیں، PUSU کا ظفراللہ قادیانی کے خلاف مقدمہ دائر کرنے کا اعلان، آل پاکستان مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا قیام، میوہسپتال کے ڈاکٹر عبدالغفور قمر کا اعلان،

۱۱/جون ۱۹۷۴ء :252

متحدہ جمہوری محاذ کا حکومت کا ملک گیر ہڑتال کا الٹی میٹم، انجمن جماعت احمدیہ کی بیرون ملک جائیداد، قادیانیوں کا سماجی اقتصادی بائیکاٹ کرنے کی اپیل، قادیانی فرقہ انگریزوں کا ایجنٹ ہے، قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے،

۱۲/جون ۱۹۷۴ء :256

قادیانی ڈپٹی کمشنر اور ایس پی گرفتار، شورش کاشمیری کی وزیراعظم بھٹو سے ملاقات، وزیراعلیٰ کا خطاب، وزیراعلیٰ کا خطاب، 20 قادیانیوں نے اسلام قبول کرلیا، مشترکہ مجلس عمل کا اجلاس (شورش/بھٹو مذاکرات پر غور)، واقعہ ربوہ کے ملزمان کی عدالت پیشی،

۱۳ / جون ۱۹۷۴ء :260

وزیر اعلیٰ پنجاب کا خطاب، مستقل حل کی کوششیں، ہڑتال کی دھمکی، مشترکہ مجلس عمل کا اعلان، مولانا درخواستی کی اپیل، پنجاب اسمبلی میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی قرارداد، ملک گیر ہڑتال کی اپیل، تحفظ ناموس فنڈ برائے تحریک ختم نبوت،

۱۴ / جون ۱۹۷۴ء :268

ملک گیر ہڑتال کا اعلان، قومی اسمبلی میں اپوزیشن کا فیصلہ، علامہ رحمت اللہ ارشد، قادیانیوں کو فوری اقلیت قرار دیا جائے: اپوزیشن پنجاب اسمبلی، **وزیر اعظم بھٹو کا عوام سے خطاب**، (فیصلہ قابل فخر ہوگا، ہم قادیانیوں کے محتاج نہیں، کنفیڈریشن، ہیرو بننا نہیں چاہتا، ہر شہری کی حفاظت کی جائے گی، کانٹوں کی سیج، قادیانی مسئلہ حل کرنے کا شرف مجھے حاصل ہوگا: بھٹو)، موزیر اعظم بھٹو کی تقریر کا خیر مقدم، ۲۰ / افراد مرزائیت سے تائب، وزیر اعظم نے صحیح طریق کار کا انتخاب کیا

۱۵ / جون ۱۹۷۴ء :275

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبہ کی حمایت میں ملک گیر ہڑتال، مسجد وزیر خان میں **مجلس عمل کا اجتماع**، (مولانا یوسف بنوری، مولانا عبد الستار خان نیازی، آغا شورش کاشمیری، میاں فضل حق، علامہ عبید اللہ انور، چودھری غلام جیلانی، احسان الٰہی ظہیر، مولانا مظفر علی شمسی، مفتی سید محمود احمد رضوی، عبد القادر روپڑی، ثناء اللہ بھٹہ، میجر اعجاز احمد)، سربراہ تحریک استقلال کی پریس کانفرنس، PUSU کے زیر اہتمام احتجاجی جلوس، سٹوڈنٹس یونین کا جلسہ، آل پاکستان شیعہ یوتھ لیگ کا اعلان، قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا اختیار صوبوں کے پاس نہیں، صوبائی وزیر تعلیم ڈاکٹر عبد الخالق کی تقریر،

۱۶ / جون ۱۹۷۴ء :284

تحقیقات میں لائرز سرکل کی نمائندگی، راول پنڈی / اسلام آباد / گجرات میں 27 ممتاز علا گرفتار، سینئر خواجہ صفدر کی مبارک باد، قادیانیوں کا مکمل سماجی / اقتصادی بائیکاٹ، مجلس عمل آئندہ لائحہ عمل کا فیصلہ کرے گی

۱۷ / جون ۱۹۷۴ء :287

مزید تین علما DPR کے تحت نظر بند، قرارداد کی بجائے بل کا مطالبہ، شاہ فیصل سے امیر جماعت اسلامی کی اپیل، ختم نبوت کے موضوع پر جلسہ، گرفتار شدہ علما / طلبا کو رہا کیا جائے، میاں جمیل احمد شرقپوری کا بیان، تحریک استقلال طلبا کی طرف سے گرفتاریوں کی مذمت، قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے: انجمن گلزار مدینہ، اسلامی جمعیت طلبا کا مطالبہ، رکن قومی اسمبلی محمد ذاکر قریشی کا مطالبہ، قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ، جمعیت علماء پاکستان کا جلسہ،

۱۸ / جون ۱۹۷۴ء :292

تحریک ختم نبوت کی متحدہ مجلس عمل کی قراردادیں، لاہور کی سیاسی، دینی اور طلبا کی تنظیموں کا مطالبہ، مرزا ناصر احمد کو عدالت میں طلب کیا جائے، چوھدری ظفر اللہ کے بیان کی مذمت، علماء کے وفد کی وزیر اطلاعات مولانا کوثر نیازی سے ملاقات،

۱۹ / جون ۱۹۷۴ء :298

قادیانی ڈاکٹر مسعود کی درخواست ضمانت مسترد، قومی اسمبلی میں شاہ احمد نورانی کی تقریر، شیزان فیکٹری کا انتظام، مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے، بحرین میں مجلس ختم نبوت کا قیام، انتخابات 1946ء میں مرزائیوں کی مخالفت، انجمن طلباء اسلام کی مہم، NAP قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی حامی، مجلس تحفظ ختم نبوت، قصور

کا اجلاس، مسلمانان گڑھ مہاراجہ کا مطالبہ، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی کا مطالبہ،

۲۰ر جون ۱۹۷۴ء :302

سرحد اسمبلی میں قرارداد کی منظوری، راول پنڈی کے اسیر علما کی رہائی،

۲۱ر جون ۱۹۷۴ء :303

قادیانی مسئلہ بارے اعلیٰ سطحی اجلاس طلب، متحدہ مجلس عمل کا آیندہ اجلاس، قادیانی غیر مسلم ہیں: ائیر مارشل اصغر خان، ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کا فیصلہ، سرحد اسمبلی کی قرارداد پر مختلف حلقوں کا خراج تحسین، رکن پنجاب اسمبلی محمد اعظم مرزائی کا بیان،

۲۲ر جون ۱۹۷۴ء :308

قادیانی مسئلہ بارے اعلیٰ سطحی اجلاس، لائل پور میں قادیانی کی اندھا دھند فائرنگ، اجتماعات جمعہ میں قراردادیں منظور، قادیانی مسئلہ بارے طلبہ مہم جاری، تحریک ختم نبوت دوروزہ کنونشن، میاں شہادت خاں بھٹی کا اعلان، حافظ آباد میں مرزائیوں کا بائیکاٹ، مفتی محمود کا مطالبہ، قادیانی مسئلہ پارلیمنٹ میں پیش ہوگا،

۲۳ر جون ۱۹۷۴ء :312

قادیانی مسئلہ بارے غور وفکر، وزیر اعظم کا خطاب، سرکاری ترجمان کا بیان، لائل پور میں احتجاج، روس میں اس قدر قادیانی ہوں گے جتنے صحرا میں ریت کے ذرے، قادیانی مناظرہ چیلنج قبول، تحریک محافظ اسلام کا مطالبہ، علما اور طلبا کی گرفتاری، رکن قومی اسمبلی مولانا محمد ذاکر کی پیش کردہ قرارداد، مفتی سید محمود رضوی کا اعلان،

۲۴ر جون ۱۹۷۴ء :316

مطالبات کی منظوری تک قادیانیت مخالف مہم جاری رکھی جائے گی، قادیانی مسئلہ کا حل عوامی خواہشات کے مطابق ہوگا: بھٹو، ہمیں ختم کرنا ممکن نہیں: مرزا ناصر، ملک بھر میں جلسے، تحریک استقلال اور مرزائی، صوفی ایاز محمد نیازی کا ردعمل، قادیانی رکن اسمبلی کو دوبارہ الیکشن لڑنے کا چیلنج، طلبا رہنما جاوید ہاشمی کا بیان، قادیانی پمفلٹ کی اشاعت پر اظہار تشویش، نواب زادہ نصر اللہ کا بیان،

۲۵ر جون ۱۹۷۴ء :322

ختم نبوت کا منکر مسلمان نہیں: وزیر اعلیٰ، قادیانی مسئلہ بارے بل، جمعیت علماء پاکستان کا مطالبہ، NAP کی حمایت، ختم نبوت کے حق میں ووٹ، مولانا یوسف بنوری کا مطالبہ، 25 مرزائی حلقہ بگوش اسلام، پنجاب اسمبلی میں قادیانی مسئلہ بارے قرارداد، ڈی ٹائپ کالونی قادیانیوں سے خالی کرالی گئی،

۲۶ر جون ۱۹۷۴ء :326

چیئرمین اٹیمی توانائی کمیشن قادیانی نہیں: شورش کاشمیری، قادیانی اسلام اور پاکستان کے غدار ہیں: طلبا رہنما، تحفظ ختم نبوت کی تحریک کو قریہ قریہ پھیلائیں گے: فرید پراچہ، مسئلہ قادیانیت بارے ٹال مٹول برداشت نہیں کریں گے: جاوید ہاشمی

۲۷ر جون ۱۹۷۴ء :328

مسئلہ قادیانیت کے حل کے لیے ایوان کی رائے لینے کا فیصلہ، متعدد ارکان پنجاب اسمبلی نے قادیانیت بارے قرارداد پر دستخط کر دیے، متحدہ مجلس عمل کا مطالبہ، پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کا اعلان، ایک مرزائی کے مکان سے دودستی بم برآمد، سندھ اسمبلی میں حکمران جماعت قادیانیوں کے بارے قرارداد کی حمایت کرے گی

۲۸ر جون ۱۹۷۴ء :332

قادیانی فرقے کا مذہب جھوٹا ہے: جامعۃ الازھر کا فتوی، پنجاب اسمبلی میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت نہ

دی گئی، پنجاب اسمبلی میں اپوزیشن کی پیش کردہ قرارداد کا متن، ربوہ کیس کے 76 ملزموں کا چالان عدالت میں پیش، لاہور فوڈ گرین اینڈ جنرل پروویژ مرچنٹس ٹریڈ گروپ کا مطالبہ، لاہور میں مختلف تنظیموں کے جلسے، مولانا عبدالستار خان نیازی کا اعلان، پروفیسرز ایسوسی ایشن کی پریس ریلیز، مرزائیوں کا مسئلہ سینٹ میں پیش کیا جائے گا: سینیٹر خواجہ صفدر، طلبا کی گرفتاریاں

۲۹؍جون ۱۹۷۴ء :341

مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا حکومت سے مطالبہ، PUSU کے صدر فرید پراچہ کی گرفتاری

۳۰؍جون ۱۹۷۴ء :344

دو مرزائیوں کا قبول اسلام، حکومت گرفتاریوں سے تحریک کو دبانا چاہتی ہے، قادیانیوں نے پنڈی سازش کیس کے ذریعے بھی اقتدار میں آنے کی کوشش کی،

یکم جولائی ۱۹۷۴ء :345

ڈھاکہ میں وزیراعظم بھٹو کو قادیانیت کی طرف سے یادداشت پیش کی گئی، قادیانیوں کا مسئلہ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے سپرد، اپوزیشن کی قرارداد، اپوزیشن کی قرارداد کا متن، سرکاری تحریک کا متن، قومی اسمبلی کے باہر حفاظتی انتظامات، مرکزی مجلس عمل کا اہم اجلاس، علماء وطلبا کی گرفتاریوں کی مذمت، مجلس عمل تحفظ ختم نبوت لاہور کے عہدے دار، قادیانی غیر مسلم نہیں تو ہمیں غیر مسلم قرار دے دیا جائے: امیر جماعت اسلامی، سرگودھا میں علماء کنونشن۔

۲؍جولائی ۱۹۷۴ء :355

خصوصی کمیٹی کا پہلا اجلاس، ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے: وزیر داخلہ خان عبدالقیوم، امیر جماعت اسلامی کا مطالبہ، تنظیم علماء اسلام کے رہنماؤں کی پریس کانفرنس، جاوید ہاشمی کی ضمانت قبل از گرفتاری، دولتانہ وزارت کے انجام سے عبرت پکڑیں، لاہور ہائی کورٹ میں طلبا رہنماؤں کی نظر بندی کے خلاف رٹ دائر، مرزائیت کے خاتمے کا وقت قریب آ گیا: منجم کی پیش گوئی، اوکاڑہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا جلسہ، قادیانیوں کے بارے قومی اسمبلی میں سرکاری تحریک غیر تسلی بخش قرار

۳؍جولائی ۱۹۷۴ء :360

ہر قسم کے فرقہ وارانہ مواد کی اشاعت پر پابندی، مجلس عمل تحفظ ختم نبوت شاہدرہ، قومی اسمبلی کی ختم نبوت کمیٹی کی ذیلی کمیٹی کا قیام

۵؍جولائی ۱۹۷۴ء :362

جسارت کی اشاعت پر دو ماہ کی پابندی

۷؍جولائی ۱۹۷۴ء :363

ہفت روزہ چٹان کا ڈیکلریشن منسوخ - آغا شورش کاشمیری گرفتار، انجمن احمدیہ کو خصوصی کمیٹی میں اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کی اجازت

۸؍جولائی ۱۹۷۴ء :365

شورش کاشمیری کی گرفتاری کے خلاف احتجاجی جلسہ، شورش کاشمیری کی گرفتاری قانونی طور پر غلط ہے،

۹؍جولائی ۱۹۷۴ء :365

مارشل لاء لگا تو ختم نبوت کو تحفظ دینے والا آئین معطل ہو جائے گا: حنیف رامے، مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے اجلاس کی قرارداد، گرفتار شدہ علماء وطلبا کو رہا کیا جائے: سینیٹر خواجہ صفدر، مولانا عبدالستار خان نیازی

کا بیان، آغا شورش کاشمیری کے بچوں کا پریس بھی سربمہر کردیا گیا

۱۰؍جولائی ۱۹۷۴ء :369

مدیر چٹان کی نظر بندی اور پریس کی ضبطی غیر جمہوری ہے،

۱۰؍جولائی ۱۹۷۴ء:369

وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کا بیان،

۱۳؍جولائی ۱۹۷۴ء :370

ٹریبونل جج ۱۲۰گست کو ربوہ کا معائنہ کریں گے، شورش کاشمیری کی گرفتاری کے خلاف رٹ، قومی اسمبلی کی خاص کمیٹی کی رہبر کمیٹی کا اجلاس، رہبر کمیٹی کی سفارشات اتفاق رائے سے منظور، قومی اسمبلی کم سے کم وقت میں قادیانی مسئلہ حل کرے گی: بھٹو

۱۴؍جولائی ۱۹۷۴ء :372

بی بی سی کی رپورٹ، آل پاکستان ختم نبوت سُنّی کنونشن

۱۵؍جولائی ۱۹۷۴ء :373

وفاقی وزیر قانون کی پریس کانفرنس، علماء وایڈیٹروں کی رہائی کا مطالبہ

۱۶؍جولائی ۱۹۷۴ء :376

فرقہ وارانہ مواد کی اشاعت پر پانچ سال قید کی سزا، مولانا عبدالرؤف کو گرفتار کرلیا گیا

۱۷؍جولائی ۱۹۷۴ء :377

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا باضابطہ دفتر

۱۹؍جولائی ۱۹۷۴ء :377

مرزا ناصر احمد کی بہ طور گواہ ہائی کورٹ میں حاضری

۲۳؍جولائی ۱۹۷۴ء :378

اسیر ایڈیٹروں کو رہا کر کے اخبارات کے ڈیکلریشن بحال کیے جائیں: علامہ بنوری، قرارداد، مرزا ناصر احمد کا حلفیہ بیان

۲۴؍جولائی ۱۹۷۴ء :379

قومی اسمبلی کی خاص کمیٹی کے روبرو مرزا ناصر احمد کا بیان مکمل، ربوہ کیس کے 81 ملزموں کے کیس کی سماعت ملتوی، وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کا خطاب، مرکزی مجلس عمل کی پریس کانفرنس

۲۷؍جولائی ۱۹۷۴ء :381

آغا شورش کاشمیری رہا کردیے گئے

۲۸؍جولائی ۱۹۷۴ء :382

خصوصی کمیٹی قادیانی مسئلے پر رپورٹ جلد مکمل کرے گی: وزیر قانون، قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس،

۳۰؍جولائی ۱۹۷۴ء :382

جسٹس صمدانی تحقیقاتی ٹریبونل سے مرکزی مجلس عمل کے وکلاء کی دست برداری، پاکستان متحدہ جمہوری محاذ کی قرارداد، مجلس عمل تحفظ ختم نبوت شاہدرہ کا انتخاب،

۳۱؍جولائی ۱۹۷۴ء :386

قومی اسمبلی کا فیصلہ آخری اور قطعی ہوگا: وزیر اعظم بھٹو، مولانا شاہ احمد نورانی کا بیان، قادیانیوں کا مسئلہ حل

ہونے ہی والا ہے: بھٹو، قومی اسمبلی قادیانی مسئلے کا 14 اگست تک فیصلہ کرے، 50 شیعہ عالموں کا مشترکہ بیان، اوکاڑہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن گرفتار،

۲/اگست ۱۹۷۴ء: 389

قادیانی مسئلے کے حل کی تاریخ کا تعین کرنے کے لیے اعلیٰ سطحی اجلاس

۴/اگست ۱۹۷۴ء: 390

خصوصی کمیٹی کا اجلاس، مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی علاقائی کمیٹیوں کا قیام، گرفتاریوں کے خلاف احتجاج، مجلس عمل تحفظ ختم نبوت باغبان پورہ لاہور کا اجلاس،

۵/اگست ۱۹۷۴ء: 392

قادیانی مسئلہ 7 ستمبر تک حل کر دیا جائے گا: وزیراعظم بھٹو، چاہ میراں میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا قیام،

۶/اگست ۱۹۷۴ء: خصوصی کمیٹی کا اجلاس 393

۷/اگست ۱۹۷۴ء: 393

جماعت اسلامی کی مجلس عاملہ کا اجلاس، واقعہ ربوہ کے 86 ملزموں کا مزید ریمانڈ، ربوہ کیس میں ملوث 86 افراد کی درخواست ضمانت، مجلس عمل اندرون لوہاری گیٹ لاہور، مولانا غلام علی اوکاڑوی گرفتار،

۸/اگست ۱۹۷۴ء: قومی اسمبلی میں مرزا ناصر احمد پر جرح 396

۹/اگست ۱۹۷۴ء: 396

مرزا ناصر احمد پر جرح جاری ہے، مولانا شاہ احمد نورانی کا بیان،

۱۰/اگست ۱۹۷۴ء: 397

علامہ سید محمود احمد رضوی کا خطاب

۱۲/اگست ۱۹۷۴ء: 398

مجلس عمل قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے کام سے مایوس نہیں، مرکزی مجلس عمل کا ہنگامی اجلاس

۱۳/اگست ۱۹۷۴ء: 399

اندھا دُھند گرفتاریوں سے حکومت اشتعال پھیلا رہی ہے

۱۴/اگست ۱۹۷۴ء: طلبا کنونشن 399

۱۸/اگست ۱۹۷۴ء: حکومت حسب وعدہ 7 ستمبر تک قادیانی مسئلہ حل کرے 400

۱۹/اگست ۱۹۷۴ء: 402

متحدہ محاذ پنجاب کا اجلاس، پنجاب سٹوڈنٹس کونسل کا اجلاس، متحدہ جمہوری محاذ کی پریس کانفرنس، مجلس عمل کا کل پاکستان کنونشن، اسلام قبول کر لیا،

۲۱/اگست ۱۹۷۴ء: 405

سانحہ ربوہ کی تحقیقاتی رپورٹ مکمل،

۲۲/اگست ۱۹۷۴ء: 405

مرزا ناصر احمد پر جرح جاری، 7 ستمبر کو وعدہ پورا نہ ہوا تو مظاہرے کیے جائیں گے: مجلس عمل،

۲۵/اگست ۱۹۷۴ء: 406

مرزا ناصر احمد پر جرح مکمل ہو گئی، قادیانی مسئلے کا فیصلہ لازماً 7 ستمبر کو کر دیا جائے گا: مولانا کوثر نیازی،

۲۶/اگست ۱۹۷۴ء: میں قادیانی نہیں ہوں: خورشید حسن میر 407

صمدانی کمیشن کی سفارشات پر عمل، توہین آمیز لٹریچر ضبط کیا جائے، اسلام کی تبلیغ کے لیے حکومت الگ محکمہ قائم کرے، عقیدہ ختم نبوت کے خلاف لٹریچر کی تقسیم، گورنروں کی کانفرنس طلب، قادیانی سچے دل سے مسلمان ہو جائیں

II۔ تحقیقات (جسٹس صمدانی ٹربیونل کی کارروائی) 447-684

شام کا اجلاس -اعجاز بٹالوی کی جرح، کرم الٰہی بھٹی کی جرح، **مظفر حسین (گارڈ انچارج ااأپ چناب ایکسپریس) کی شہادت، عبدالحمید اختر (اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر ربوہ) کی شہادت**

۱۵/جون: 506

جرح شیر عالم، جرح کرم الٰہی بھٹی، جرح ایم اے رحمان، جرح خلیل الرحمان، جرح کمال مصطفی بخاری، جرح لطیف راں، **ریلیونگ اسٹیشن ماسٹر ربوہ کی شہادت**،

۱۶/جون: 513

مرزا عبدالسمیع (اسٹیشن ماسٹر ربوہ) کی شہادت، شام کا اجلاس - جرح ایم اے رحمان،

۱۸/جون: 521

مرزا عبدالسمیع پر وکلاء کی جرح، فاضل جج، جرح رفیق باجوہ، جرح اسماعیل قریشی، جرح احسان وائیں، فاضل جج، دوسرا اجلاس - جرح محمد دین، جرح کرم الٰہی بھٹی، جرح عاصم جعفری، جرح شباب مفتی

۱۹/جون: 527

بشیر احمد (سکنہ سرگودھا) کی شہادت، جرح اعجاز حسین بٹالوی، جرح رفیق باجوہ، جرح ایم اے رحمان، جرح کرم الٰہی بھٹی، جرح محمد دین، **ارباب عالم (طالب علم) کی شہادت**، بعداز دوپہر کا اجلاس - جرح ایم اے رحمان، جرح احسان وائیں،

۲۰/جون: 535

جرح افتخار احمد انصاری، جرح اعجاز حسین بٹالوی، فاضل جج، جرح رفیق احمد باجوہ، جرح محمد دین، جرح مرزا نصیر احمد، **حسین بخش (ٹرین ایگزامینر ملتان کینٹ) کی شہادت**، جرح عاصم جعفری جرح مبشر لطیف، جرح خاقان بابر، **آفتاب محمود (طالب علم) کی شہادت**، بعداز دوپہر کا اجلاس - جرح اعجاز بٹالوی

۲۱/جون: 545

محمد فاروق کی شہادت، جرح اعجاز بٹالوی، جرح ناصر احمد، رفعت حیات باجوہ کی شہادت، محمد امین (طالب علم) کی شہادت،

۲۲/جون: 555

محمد حسن محمود (طالب علم) کی شہادت، جرح عاصم جعفری، جرح ایم ڈی طاہر، جرح مرزا نصیر احمد، بعداز دوپہر کا اجلاس - جرح اعجاز بٹالوی، **جماعت اسلامی کا تحریری بیان**،

۲۵/جون: 567

محمد ایوب بھٹی (ڈویژنل ٹرانسپورٹیشن افسر) کی شہادت، جرح اسماعیل قریشی، جرح کرم الٰہی بھٹی، جرح عاصم جعفری، جرح اعجاز بٹالوی، **محمد اصغر (ڈسپنسر ریلوے ہسپتال، لائل پور) کی شہادت**، جرح ایم اے رحمان، جرح عاصم جعفری، **نعیم احمد (طالب علم) کی شہادت**،

۲۶/جون: جرح ایم ڈی طاہر، جرح اعجاز بٹالوی، 572

۲۷/جون: 578

محمد صالح نور کی شہادت، جرح اسماعیل قریشی، جرح کرم الٰہی بھٹی، جرح ایم اے رحمان، جرح عاصم جعفری، بعداز دوپہر کا اجلاس - جرح رفیق احمد باجوہ، جرح خاقان بابر، جرح شیر عالم، جرح رفیق احمد باجوہ، جرح ایم اے رحمان،

۲۸/جون: 590

محمد ابراہیم (طالب علم) کی شہادت، جرح احسان وائیں، جرح عزیز باجوہ، محمد صالح نور پر وکلاء کی جرح، جرح بیرسٹر ایم انور، جرح خاقان بابر، جرح مبشر لطیف، جرح کرم الٰہی بھٹی

۲۹/جون:598

رفیق احمد باجوہ (طالب علم۔سابقہ احمدی) کی شہادت، وکلاء کی جرح،

۲/جولائی:603

ثناء اللہ (ٹھیکیدار سرگودھا) کی شہادت، وکلاء کی جرح، حافظ محمد اشرف کی شہادت، وکلاء کی جرح، امیر الدین کی شہادت

۴/جولائی: رشید مرتضٰی کی شہادت، طیب بخاری کی شہادت، 617

۶/جولائی: شریف احمد صدیقی کی شہادت، 620

۹/جولائی: وکلاء کی جرح، بعد از دوپہر کا اجلاس۔621

۱۰/جولائی: وکلاء کی جرح، چودھری بشیر احمد (صدر عمومی ربوہ) کی شہادت، 627

۱۱/جولائی: وکلاء کی جرح، غلام غوث ہزاروی کی شہادت، 629

۱۲/جولائی: چودھری بشیر احمد پر وکلاء کی جرح، 636

۱۳/جولائی: چودھری بشیر احمد پر وکلاء کی جرح 640

۱۶/جولائی: چودھری ظہور احمد باجوہ (ناظر اُمور عامہ ربوہ) کی شہادت، 643

۱۷/جولائی: محمد صدیق (کلرک بیت المال ربوہ) کی شہادت، وکلاء کی جرح 649

۱۸/جولائی:655

نصیر احمد (طالب علم، تعلیم الاسلام کالج ربوہ) کی شہادت، ادریس احمد (طالب علم) کی شہادت، رشید احمد (کلرک دفتر اُمور عامہ) کی شہادت، وکلاء کی جرح،

۱۹/جولائی: مرزا ناصر احمد کا بیان 663

۲۰ جولائی:664

۲۱/جولائی: ربوہ ریلوے اسٹیشن و دیگر عمارات کا معائنہ 665

۲۳/جولائی:666

تحقیقاتی ٹربیونل کا اجلاس بند کمرے میں۔چار گواہوں کی شہادت قلم بند کی گئی

۲۵/جولائی:667

بند کمرے میں اجلاس۔انور دھامی (برانچ منیجر نیشنل سیکورٹی انشورنس کمپنی لائل پور) کی شہادت، عبدالرحیم (ایس آئی ریلوے پولیس سرگودھا) کی شہادت

۲۷/جولائی: صمدانی ٹربیونل میں مزید پانچ گواہ 667

۳۱/جولائی:668

مرزا ناصر احمد (سربراہ انجمن احمدیہ) کی شہادت، عزیز طارق ملک (طالب علم انجینئرنگ یونیورسٹی) کی شہادت، تحقیقاتی ٹربیونل کی پریس ریلیز، شورش کاشمیری کی شہادت،

یکم اگست:676

ربوہ ٹربیونل کے روبرو شورش کاشمیری کا بیان

۲/اگست:677

III۔اداریے/شذرات 685-761

☆

پیش لفظ

اللہ رب العزت کی عطا کردہ توفیق اور مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ عنایت کا فیض ہے کہ یہ کتاب **"تحریک ختم نبوت اور نوائے وقت"** تقریباً پانچ ماہ کے مختصر عرصہ میں تحقیق و تدوین کے تمام کٹھن مراحل سے گزرتے ہوئے قارئین کرام کے اِفادہ کے لیے زیورِ طباعت سے آراستہ ہوئی۔

آج ۲۶رمئی ۲۰۱۷ء/ ۲۹رشعبان المعظم ۱۴۳۸ھ ہے، جمعہ کی بابرکت ساعتیں ہیں، رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ عیسوی اعتبار سے بھی یہ دن خاصی اہمیت کا حامل ہے، آج سے تقریباً 109 سال قبل مرزائیت کا بانی جھوٹی نبوت کا دعویدار مرزا غلام احمد قادیانی جہنم واصل ہوا تھا۔ مرزا قادیانی نے ۱۵راپریل ۱۹۰۷ء کو **"مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ"** کے عنوان سے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں یہ لکھا تھا کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں ہی ہلاک ہوجائے گا چناں چہ ایسا ہی ہوا کہ ۲۶رمئی کو مرزا قادیانی مرض ہیضہ میں مبتلا ہوکر ہلاک ہوگیا۔ مرزا قادیانی نے اپنے اسی اشتہار میں مرضِ ہیضہ سے ہلاکت کو خدا کے ہاتھوں ہلاکت سے تعبیر کیا تھا۔

اس مناسبت سے یہ اَمر باعث مسرت ہے کہ مرزائیت کی تردید میں تحریک ختم نبوت کی تاریخ پر مشتمل یہ کتاب اسی روز مکمل ہوئی اور ان شاء اللہ فتنہ مرزائیت کی سرکوبی میں اہمیت کی حامل ثابت ہوگی۔ کتاب ہذا تین ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول میں تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی رُوداد مفصل بیان کی گئی ہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک بارے **نوائے وقت** کا مکمل ریکارڈ ہمیں دستیاب نہ ہوسکا اس لیے باب اول میں ہم نے **منیر انکوائری رپورٹ** اور تحریک کی قیادت کرنے والی شخصیات کے اہم انٹرویوز اور تحریروں سے اخذ کیا ہے تاکہ کسی قسم کی تشنگی باقی نہ رہے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کو باب اول میں مختصراً بیان کیا ہے کیونکہ باب سوم میں نوائے

وقت کی فائلوں سے اس کی مفصل کیفیت درج ہے۔

باب دوم میں تحفظ ختم نبوت کے لیے پاکستان میں کی جانے والی قانون سازی کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

باب سوم تحریک ختم نبوت میں **نوائے وقت** کے کردار پر مشتمل ہے۔ سہولت کے لیے ہم نے اس باب کو متعدد حصص میں ترتیب دیا ہے:

حصہ اول: واقعات/اخبارات۔ یہ حصہ مزید دو ذیلی حصص پر مشتمل ہے۔ پہلے حصہ میں تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور دوسرے ذیلی حصہ میں تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے واقعات کو بالترتیب جمع کر دیا ہے۔ اس حصہ میں انھی واقعات کو شامل کیا گیا ہے جو کہ **نوائے وقت** کے متعدد شماروں میں رپورٹ ہوئے۔

حصہ دوم: ''تحقیقات'' کے عنوان سے سانحہ ربوہ کی عدالتی تحقیقات کے لیے جسٹس خواجہ محمود احمد صمدانی کی سرپرستی میں قائم کردہ ٹربیونل کے روبرو متعدد احمدی و غیر احمدی گواہوں کی شہادتیں اور وکلاء کی جرح کو شامل کیا گیا ہے۔ اس حصہ میں بھی **نوائے وقت** کی رپورٹنگ کو ہی لیا گیا ہے۔

حصہ سوم: اداریے/شذرات۔ یہاں ہم نے ختم نبوت کے متعلق **نوائے وقت** کے اداریوں/شذرات کو جمع کر دیا ہے جن کی کل تعداد 38 ہے اور اس میں ۱۹۵۲ء تا ۱۹۸۴ء کے اداریے لیے گئے ہیں۔

حصہ چہارم: ختم نبوت کے موضوع پر ہونے والی مختلف مجالس و مذاکروں کی رُوداد پر مشتمل ہے۔

حصہ پنجم: اس حصہ میں ختم نبوت و تردید مرزائیت کے حوالہ سے **نوائے وقت** میں شائع ہونے والے مقالات کا انتخاب لیا گیا ہے۔ مقالات کے انتخاب میں اس بات کو پیش نظر رکھا ہے کہ کہیں بھی مواد کی Duplication یا Redundancy نہ ہو۔

حصہ ششم: تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے ایام میں **نوائے وقت** کے مختلف شماروں میں مراسلات شائع ہوتے رہے، اس حصہ میں منتخب مراسلوں کو شامل کیا گیا ہے۔

حصہ ہفتم: اس حصہ میں تحریک ختم نبوت کے متعلق مختلف قطعات جو کہ ادارتی صفحہ پر شائع

ہوتے تھے۔ کو شامل کیا گیا ہے۔ تمام قطعات معروف صحافی وقار انبالوی کے ہیں۔

حصہ ہشتم: ایام تحریک میں عوام الناس کے مختلف طبقات کی جانب سے کچھ اشتہارات **نوائے وقت** میں شائع ہوئے، کتاب کے اس حصہ میں ہم نے منتخب اشتہارات شامل کیے ہیں۔

حصہ نہم: ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء پاکستان کی تاریخ میں ایک یادگار دن ہے، جس دن قادیانیوں کے دونوں گروہوں کو دستوری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ اس دن کی مناسبت سے گزشتہ چند سالوں میں **نوائے وقت** نے خصوصی اشاعت کا سلسلہ جاری کیا، اس حصہ میں ان خصوصی اشاعتوں کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔

نوائے وقت کا قدیم ریکارڈ ہمیں لاہور کی مختلف لائبریریوں سے دستیاب ہوا۔ پنجاب پبلک لائبریری، لاہور کی قدیم ترین لائبریری ہے جو کہ ۱۸۸۴ء میں قائم ہوئی۔ اس لائبریری کے ریکارڈ سیکشن میں **نوائے وقت** کا ریکارڈ بہت اچھی حالت میں موجود ہے۔ البتہ کثرت استعمال کے سبب چند فائلیں شکستہ ہو چکی ہیں۔ لائبریری کے رسائل سیکشن میں **نوائے وقت** ۱۹۴۴ء اور ۱۹۴۸ء کے بعض شمارے موجود ہیں۔ ریکارڈ سیکشن میں ۱۹۵۲ء و ۱۹۵۳ء (چند ماہ) سے لے کر تا حال ریکارڈ محفوظ ہے۔ البتہ ۱۹۵۲ء اور ۱۹۵۳ء کے شمارے بہت شکستہ ہو چکے ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی (قائداعظم کیمپس، لاہور) کی مرکزی لائبریری کے سیکشن برائے اخبارات و رسائل میں **نوائے وقت** کا ریکارڈ ۱۹۵۴ء سے تا حال محفوظ ہے۔ پیش نظر کتاب کی ترتیب میں مذکورہ دونوں لائبریریوں سے بھرپور استفادہ کیا گیا۔

نوائے وقت ستمبر ۱۹۷۴ء کی فائل پنجاب پبلک لائبریری میں دستیاب نہیں، لہٰذا اس ماہ کی فائل کے لیے ہم نے گورنمنٹ دیال سنگھ لائبریری، لاہور سے استفادہ کیا۔

انتہائی ناسپاسی ہوگی اگر معاونین حضرات کا شکریہ نہ ادا کیا جائے۔ میں عزت مآب جناب حامد علی انصاری (سینئر لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی قائداعظم کیمپس، لاہور) کا بے حد ممنون ہوں جن کی خصوصی شفقت سے **نوائے وقت** کے قدیم ریکارڈ تک رسائی حاصل ہوئی۔ کتاب ہذا کے مندرجات کی تصحیح کے لیے بارہا **نوائے وقت** کا ریکارڈ دیکھنے کے لیے پنجاب پبلک لائبریری جانا ہوا، لائبریری سٹاف نے جس کشادہ قلبی کا ثبوت دیا وہ عمر بھر یاد رہے گا۔ بالخصوص جناب عقیل

احمد بھٹی (لائبریرین)، جناب غلام مرتضیٰ رفیق (لائبریرین وانچارج ریکارڈ سیکشن)، جناب حفیظ خان (لائبریری اسسٹنٹ) اور امتیاز حسین (لائبریری اسسٹنٹ) کے لیے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ اللہ کریم ان احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

کتاب ہذا کی ترتیب وتصحیح میں ڈاکٹر خورشید احمد قادری (جی سی یونیورسٹی، لاہور)، سید اویس علی سہروردی (اورینٹل پبلی کیشنز، لاہور و مدیر رسالہ سہرورد)، مصنف و محقق جناب عابد حسین شاہ پیرزادہ (چکوال) نے رہنمائی فرمائی۔

یادگارِ اَسلاف علامہ قاری محمد سلیمان سیالوی (لاہور)، سیّدی مفتی عبدالمبین نعمانی (انڈیا)، مفتی عبدالعلیم نقشبندی (جہلم)، جناب سید وجاہت رسول قادری (سربراہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی)، علامہ افتخارالحسن رضوی (سعودی عرب)، انجینئر و مفتی محمد کاشف رضوی (بنگلور، انڈیا)، علامہ محمد افروز قادری چریاکوٹی (دلاص یونیورسٹی، ساؤتھ افریقہ) مفتی ذوالفقار خان نعیمی (انڈیا)، سید منور علی شاہ بخاری (امریکہ)، محقق ومصنف حسن نواز شاہ (گوجرخان)، جناب مقصود احمد (دارالنعمان، لاہور)، جناب توفیق احمد جوناگڑھی (کراچی)، ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی (منہاج یونیورسٹی، لاہور) اور اپنے والدین کریمین کا بے حد مشکور ہوں جو اپنی دعاؤں میں ہمیشہ یادرکھتے ہیں۔ اللہ کریم ان بزرگ شخصیات کا سایہ دراز فرمائے اور ان کی محبت وخلوص کو مزید بڑھائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میری اس حقیر کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا فرمائے اور اس کتاب کو جمیع امت مسلمہ کے حق میں نافع فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد ثاقب رضا قادری

مرکز الاولیاء لاہور (پاکستان)

۲۶ رمئی ۲۰۱۷ء

☆

تحریک ختم نبوت

(۱۸۸۴ تا ۱۹۴۷ء)

علماء کرام وارثانِ علوم نبوبہ یہ ہیں اور ہر دَور کے علماء نے امت کی رہنمائی کے لیے اپنی بھرپور صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہوئے باطل نظریات کا رد کیا ہے۔ اُنیسویں صدی عیسوی کے اخیر میں ظاہر ہونے والے فتنہ مُرزائیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے گمراہ کن نظریات کی اشاعت اپنی کتاب **براہین احمدیہ** کے ذریعے کی۔ ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ تک اس کی چار جلدیں شائع ہوئی تھیں۔ اس کتاب سے اہل علم حلقوں میں اضطرابی کیفیت پیدا ہوئی اور مختلف علمی مجالس میں اس کتاب کی گمراہ کن عبارتیں موضوع بحث بننے لگیں۔ مرزا قادیانی نے اپنی گم راہ کن تحریروں سے برصغیر کے تمام مذاہب پر حملے کیے جس کا حاصل یہ ہوا کہ تمام مذاہب کے پیشواؤں نے اسلام پر حملے شروع کر دیے۔ متعدد کتب شائع ہوئیں اور اہل اسلام کی دل آزاری کا سبب بنیں۔ ہندوؤں اور عیسائیوں کے متعدد اخباروں نے اسلام اور پیغمبر اسلام و دیگر مقدس ہستیوں پر اعتراضات کو معمول بنالیا۔ قادیانی تحریک کا واحد مقصد یہ تھا کہ برصغیر میں بسنے والے لوگوں کو مذہبی حوالہ سے اشتعال دلا کر باہم نزاعی صورتِ حال پیدا کی جائے تاکہ انگریز سرکار کے اقتدار کو طول دیا جائے۔

مرزا قادیانی کے متعدد دعاوی پر نظر کی جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ انگریزوں نے اس کے ذریعہ برصغیر کے تمام مذاہب پر وار کیے حتی کہ عیسائیت پر بھی۔ مرزا قادیانی ہندوؤں کے لیے کرشن واوتار...... مسلمانوں کے لیے مجدد و مہدی و مسیح بعد ازاں ظلّی و بروزی نبی...... عیسائیوں کے لیے مثیل مسیح و مثیل مریم کا مدعی تھا۔

ان حالات میں علماء و مشائخ اسلام نے متعدد محاذ پر بیک وقت کام کیا۔ رسائل و کتب کی تصنیف و اجراء سے مرزا قادیانی کے اَفکارِ باطلہ کی تردید کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب کے

پیشواؤں کی جانب سے اسلام پر اعتراضات کے مدلل جوابات دیے۔ نیز صحافتی میدان میں پیش رفت کرتے ہوئے متعدد ہفت روزہ، ماہ وار رسائل کا اجرا بھی کیا جن کے ذریعے اسلامی عقائد کی تبلیغ اور معترضین کے شبہات کا ازالہ کیا گیا۔ اس حوالہ سے چند اہم اخبارات و رسائل کے نام یوں ہیں:

منشور محمدی (بنگلور)، انوار الصوفیہ (لاہور)، تحفۂ حنفیہ (پٹنہ)، دبدبۂ سکندری (رام پور)،

اہل فقہ (امرتسر)، الفقیہ (امرتسر)، سراج الاخبار (جہلم)، تائید الاسلام (لاہور)

نیز مبلغین کی جماعتیں تیار کی گئیں جیسے جماعت رضائے مصطفیٰ (بریلی)، انجمن خدام الصوفیہ (لاہور) وغیرہ جنھوں نے شہر شہر، قریہ قریہ جا کر شدھی تحریک اور قادیانی تحریک کے اثرات سے مسلمانانِ برصغیر کو محفوظ رکھنے کی بھرپور کوشش کی۔ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری پیرانہ سالی کے باوجود مبلغین کے ہمراہ متعدد شہروں کا دورہ کرتے اور مسلمانوں کو فتنۂ ارتداد سے محفوظ رکھنے کی سعی کرتے رہے۔

قادیانی تحریک کا بہ نظر عمیق جائزہ لینے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے، کہ یہ کوئی مذہبی تحریک نہیں بل کہ ایک سیاسی تحریک ہے جس کا مقصدِ وحید مسلمانوں میں افتراق و انتشار پھیلانا، مذہبی جذبات کو مشتعل کرنا ہے تا کہ باہم جمعیت قائم نہ رہے۔ قادیانی تحریک کے پیروکار پاکستان کے مخالف، اکھنڈ ہندوستان کے حامی اور تاج برطانیہ کے وفادار ہیں۔

انگریز سامراج کی حمایت سے مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو تقریباً 63 سال اپنے باطل نظریات پھیلانے کا بھرپور موقع ملا، لیکن انگریز کی رخصتی اور مملکت خداداد پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد برصغیر پاک و ہند میں مرزائیت کے لیے حالات یکسر بدل گئے۔ اگرچہ کچھ عرصہ تک پاکستان کے پہلے مرزائی وزیر خارجہ چودھری ظفر اللہ کی وجہ سے مرزائیوں کو پاکستان میں آنے اور پنپنے کا بڑا موقع میسر آیا، اور کلیدی عہدوں تک رسائی حاصل ہوئی۔

مرزائی وزیر خارجہ سے چھٹکارا پانے کے لیے پاکستان کے تمام مکاتب فکر نے 1953ء میں تحریک چلائی لیکن فوج اور دیگر اداروں میں کلیدی عہدوں پر متمکن مرزائیوں اور مرزائی نوازوں کے سبب تحریک کو طاقت کے بل بوتے پر کچل دیا گیا۔ تاہم 1974ء میں یہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور مرزائیوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

موخر الذکر دونوں تحریکوں کی مفصل رُوداد اس کتاب کے باب اول وسوم میں پیش کی جارہی ہے۔
جب کہ پیش نظر مقدمہ میں مرزائیت کی ابتدا سے تقسیم برصغیر تک ہندوستان بھر کے جیّد علماء و مشائخ وصحافتی برادری کی تحفظ ختم نبوت کے لیے خدمات کا اجمالی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ اَمر باعث افسوس ہے کہ تحریک ختم نبوت پر لکھنے والے مصنفین نے علماء ومشائخ کے کردار کو توکسی حد تک پیش کرنے کی کوشش کی، لیکن صحافتی برادری کے کردار کو اب تک یکسر نظر انداز کیا گیا جو کہ سراسر ناانصافی ہے۔ تحریک ختم نبوت کی تاریخ مرزائیت کے رد میں پیش پیش رہنے والے صحافیوں، اخباروں و دیگر ہفت روزہ و ماہ وار رسائل کے کردار کے بغیر ہمیشہ نامکمل ہی مانی جائے گی۔

علماء ومشائخ نے مرزا قادیانی کے باطل نظریات کے رد میں کثیر کتب و رسائل تصنیف کیے، مناظرہ ومباہلہ وتقریر کے ذریعے مرزائیت کا تعاقب کیا۔ تو صحافتی برادری نے مرزائی افکار کی قلعی کھولنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ مختلف اخبارات ورسائل نے مرزائیت کی تردید کو اپنا معمول بنایا اور باقاعدگی سے مضامین و مراسلات کی اشاعت کا سلسلہ جاری کیا۔ یوں ہی بعض خصوصی اشاعتوں/خصوصی نمبروں کا اجراء بھی کیا گیا۔

یہ مختصر مقدمہ اگرچہ اس موضوع کا مکمل احاطہ نہیں کرتا تاہم تحریک تحفظ ختم نبوت میں اہم کردار ادا کرنے والے علماء وصحافی حضرات اور اخبارات ورسائل کے کردار کا مختصر تذکرہ ہم آیندہ چند صفحات میں پیش کررہے ہیں۔

مقدمہ درج ذیل دو حصوں پر مشتمل ہے:

(I) تحریک ختم نبوت میں علماء ومشائخ کا حصہ (۱۸۸۰-۱۹۴۷ء)

(II) تحریک ختم نبوت میں صحافت کا حصہ (۱۸۸۰-۱۹۴۷ء)

تحریک ختم نبوت میں علماء ومشائخ کا کردار

(1880-1947ء)

مفتی غلام دستگیر قصوری:

مرزا قادیانی کے ایک قریبی حواری مولوی محمد حسین بٹالوی ۔ جو کہ اہل حدیث مکتبۂ فکر کے بانی رکن (۱) اور رسالہ اشاعة السنة، لاہور (۲) کے مدیر تھے۔ نے اپنے رسالہ میں مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ کے دفاع میں لکھنا شروع کیا۔ مولوی حسین بٹالوی نے براہین احمدیہ پر ایک ضخیم ریویو لکھا جو کہ 84/1883ء میں شائع ہوا۔

مفتی غلام دستگیر قصوری پہلی شخصیت ہیں جنھوں نے 1884ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں میں موجود دعویٰ نبوت کو آشکار کیا، نیز براہین احمدیہ میں نقل کردہ قرآنی آیات میں تحریف لفظی ومعنوی کا تنقیدی جائزہ لیا اور ساتھ ہی ساتھ مولوی محمد حسین بٹالوی کی جانب سے اس تحریف قرآنی پر مرزا قادیانی کی بے جا تائید کا بھی تفصیلی رد کیا۔ مفتی غلام دستگیر قصوری نے ۱۸۸۴ء میں ایک فتویٰ بنام تحقیقات دستگیریہ رد ہفوات براہینیہ اُردو زبان میں تحریر کیا اور اکابر علمائے پنجاب نے اس فتویٰ کی تصدیق کی جن میں مفتی محمد عبداللہ ٹونکی، مفتی غلام رسول امرتسری، مولانا احمد بخش امرتسری، مولانا نورالدین امرتسری، مفتی غلام محمد بگوی، مولانا نور احمد لاہوری، مولانا نور احمد جہلمی کے نام شامل ہیں۔

---

(۱) مولوی حسین بٹالوی کو بانی رکن لکھنے کا سبب یہ ہے کہ مولانا بٹالوی نے انگریز حکومت کو بذریعہ تحریر درخواست کی تھی کہ سرکاری کاغذات میں ان کے فرقہ کو ''وہابی'' کی بجائے ''اہل حدیث'' لکھا جائے جو کہ منظور ہوئی اور اس کی رپورٹ خود بٹالوی صاحب نے اپنے رسالہ اشاعة السنة میں شائع کی نیز اخبار سفیر ہند مورخہ 27 جنوری 1887ء میں بھی شائع ہوئی۔ نوٹ: مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ کی اولین اشاعت بھی مطبع اخبار سفیر ہند، امرت سر سے ہوئی تھی۔

(۲) یاد رہے کہ رسالہ اشاعة السنة ابتدا میں اخبار سفیر ہند کے ضمیمہ کی حیثیت سے شائع ہوتا تھا۔ ۱۸۷۸ء میں مستقل رسالہ بن گیا۔ (اہل حدیث کی صحافتی خدمات: ۲۳)

بعدازاں آپ نے اس کتاب کا عربی خلاصہ بنام رجم الشیاطین برد اُغلوطات البراھین کیا اور علماء حرمین سے تصدیقات حاصل کیں۔ علمائے حرمین میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی، مفتی محمد صدیق کمال مکی، مولانا محمد سعید بابصیل شافعی، مولانا محمد بن حسین مالکی، مولانا خلف بن ابراہیم حنبلی، مولانا عثمان بن عبدالسلام داغستانی، مولانا سید احمد برزنجی شافعی اور مولانا محمد علی بن طاہر الوتری کے نام نمایاں ہیں۔ یوں مرزا غلام احمد قادیانی کے رد میں عربی و اُردو زبان میں پہلا جامع ومبسوط فتوی لکھنے کا شرف مفتی غلام دستگیر قصوری کو حاصل ہوا۔

مفتی غلام دستگیر قصوری نے ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء میں مرزا قادیانی کے ایک پیروکار مرزا حکیم رحمت اللہ کے شائع کردہ ایک اشتہار بنام ''اشتہار صداقت آثار'' کے جواب میں ایک کتاب فتح رحمانی بدفع کید کادیانی لکھی۔ یہ کتاب مولانا مشتاق احمد حنفی انبیٹھوی کے رسالہ التقریر الفصیح فی تحقیق نزول المسیح کے ہمراہ لدھیانہ سے شائع ہوئی۔

مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ کے جواب میں ایک ہندو پنڈت لیکھ رام نے تکذیب براہین احمدیہ نامی کتاب تحریر کی۔ چوں کہ مرزا قادیانی دیگر مذاہب کے لوگوں کو اشتعال دلا کر مذہب اسلام پر اعتراضات کی ترغیب دیتا تھا، اس لیے پنڈت لیکھ رام نے اپنی کتاب میں مرزا قادیانی کی تردید کرتے ہوئے اسلام پر کئی اعتراضات وارد کیے، جن کا جواب از حد ضروری تھا چنانچہ مفتی غلام دستگیر قصوری نے ایک کتاب مرزا قادیانی اور پنڈت لیکھ رام دونوں کی تردید میں بنام تصدیق المرام بتکذیب قادیانی و لیکھ رام تحریر کی۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی کو متعدد مرتبہ مناظرہ ومباہلہ کے لیے مدعو کیا لیکن ہر بار مرزا قادیانی آپ کے سامنے آنے سے گریزاں رہا۔ مرزا قادیانی کے باطل افکار کے رد میں آپ نے کئی اشتہارات بھی شائع کروائے۔

1897ء میں آپ کا وصال ہو گیا۔ مفتی صاحب کی 15 نایاب تصانیف کا مجموعہ رسائل محدث قصوری دو جلدوں میں مرتب ہو کر اکبر بک سیلرز لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

مولوی محمد حسین بٹالوی:

ریویو براہین احمدیہ کی اشاعت کے کامل ۹ سال بعد 1893ء میں مولانا بٹالوی نے مرزا قادیانی کے خلاف ایک استفتاء مرتب کیا اور اپنے استاد شیخ نذیر حسین دہلوی سے فتویٰ کفر حاصل

کیا اور دیگر علماء ہندوستان سے تصدیقات حاصل کر کے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ کی ایک خاص اشاعت میں شائع کیا۔ اس فتوی کی اشاعت کے بعد اگرچہ مولوی صاحب نے مرزا قادیانی کی حمایت ترک کر دی بل کہ اس کا رد بھی لکھنا شروع کر دیا لیکن مرزا کی تائید میں قرآنی آیات کی تحریف لفظی و معنوی کے جواز میں جو کلمات ریویو براہین احمدیہ (۱۸۸۴ء) میں شائع کر چکے اس کی تاعمر تردید نہ کی بل کہ بعد میں بھی ریویو براہین احمدیہ کو درست قرار دیا، یوں مفتی غلام دستگیر قصوری کے فتوی رجم الشیاطین برد اُغلوطات البراھین کا وہ حصہ جو بٹالوی صاحب کی تردید میں ہے اور علمائے پنجاب و علمائے حرمین نے اس پر اپنی تصدیقات ثبت کیں۔ بٹالوی صاحب اس سے براءت نہ پا سکے۔

ریویو براہین احمدیہ کے حق میں بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

''ریویو براہین احمدیہ میں (جس کو جلد ۷ رسالہ اشاعۃ السنۃ میں شائع کر چکا ہوں اور اس کے اُصول دلائل کو میں اب تک صحیح سمجھتا ہوں اور اسی وجہ سے اس کی اشاعت کرتا ہوں) جو میں نے مرزا کے ملہم ہونے کو ممکن سمجھا تھا تو وہ اس وقت تک تھا کہ مرزا نے مسیح موعود ہونے کا دعوی نہ کیا تھا اور نہ نبوت اور رسالت کا اس کو دعوی تھا اور نہ انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضرت مسیح پر فوقیت کا اس کو دعوی تھا اور نہ کوئی ایسا عقیدہ یا عمل جو اس کو دائرہ اسلام سے خارج کرے، اس نے ظاہر کیا تھا اور حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت اس نے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۸ میں اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا تھا:

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئے گا اور جب مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا۔ الخ

اور جب سے وہ مسیح موعود خود بن بیٹھا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کو برملا

گالیاں دینے لگ گیا ہے......

اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر علم یاجوج ماجوج و دجال وغیرہ میں فوقیت کا مدعی ہوا ہے اور جھوٹ بولنے میں، کتابوں کے جھوٹے حوالے دینے میں اپنی نظیر آپ ہی ہو گیا ہے، تب سے وہ اس ریویو کا محل نہیں رہا۔ ایسے شخص کا ملہم ہونا ان ہی آیات قرآن، جن سے ریویو براہین احمدیہ میں استدلال کیا گیا ہے جیسے آیت هل انبئكم على من تنزل الشياطين تنزل على كل افاك اثيم وغیرہ کی شہادت سے ناممکن و محال ثابت ہے۔

یہ اس ریویو پر ہمارا مختصر ریویو ہے۔ تفصیلی ریویو بھی ہم اس ریویو پر کرنا چاہتے ہیں جو بہ وقت فرصت ہوگا۔ اسی ریویو میں اس کے ایک خلیفہ سیال کوٹی کے ریویو پر بھی ریویو ہو جائے گا۔ (تحریک ختم نبوت، مرتبہ ڈاکٹر بہاء الدین، جلد ۵، ص: ۳۹۲-۳۹۳)

مفتی غلام رسول حنفی امرتسری:

آپ نے مرزا قادیانی کے نظریہ وفات مسیح کی تردید میں دلائل و براہین سے مزین عربی زبان میں کتاب الالهام الصحيح فی اثبات حياة المسيح لکھی جو کہ ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی، بعدازاں اس کتاب کا اُردو ترجمہ بنام آفتاب صداقت شائع ہوا۔

قاضی فضل احمد نقشبندی مجددی:

مرزا قادیانی کی تصنیف انجام آتھم و چند دیگر رسائل (خدا کا فیصلہ، دعوت قوم، مکتوب عربی بنام علما و مشائخ بلاد ہند) کی تردید میں قاضی صاحب نے ۱۸۹۶ء میں ایک جامع کتاب کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی تحریر کی۔ قاضی صاحب کی اس تصنیف پر علماء پنجاب مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی، مفتی مولوی شاہدین لدھیانوی، مولوی محمد صاحب لدھیانوی مولانا عبدالعزیز نقشبندی لدھیانوی، مولوی محمد اسمعیل لدھیانوی، مولانا ابوالاحسان عبدالحق سہارن پوری، مولانا نظام الدین حقانی، مفتی محمد عبداللہ ٹونکی نے تقاریظ رقم کی ہیں۔

مرزا قادیانی کی تردید میں آپ کی دیگر تصانیف کے نام یہ ہیں:

۱۔ جمعیت خاطر (۱۳۳۳ھ)

۲۔کیامرزا قادیانی مسلمان تھا؟(۱۳۳۷ھ)

۳۔تردید فتوی ابوالکلام آزادومولوی محمد علی مرزائی (۱۳۴۲ھ)

۴۔اتفاق ونفاق بین المسلمین کاموجب کون ہے؟(۱۳۴۵ھ)

۵۔مخزن رحمت بردّ قادیانی دعوت (۱۳۳۷ھ)

قاضی غلام گیلانی چشتی:

اٹک (پنجاب) کے علاقہ شمس آباد کے علامہ قاضی غلام گیلانی چشتی (۱۸۶۸ء-۱۹۳۰ء) جید عالم دین تھے۔رام پور کے معروف مدرسہ میں مولانا محمد طیب رامپوری،مولانا منور علی محدث رام پوری اور استاذ الاذکیاء مولانا شاہ سلامت اللہ رام پوری سے استفادہ کیا۔سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں خواجہ سراج الدین (سجادہ نشین خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان) سے بیعت ہوئے۔مولانا امام احمد رضا فاضل بریلوی سے گہری عقیدت رکھتے تھے۔آپ نے مرزائیت کے رد میں درج ذیل کتب تصنیف کیں:

۱۔تیغ غلام گیلانی بر گردن قادیانی

۲۔جواب حقانی در رد بنگالی قادیانی

۳۔بیان مقبول و رد قادیانی مجہول

امام احمد رضا خان حنفی:

چودھویں صدی ہجری میں برصغیر کی علمی دنیا میں امام احمد رضا خان کا نام اپنی الگ شناخت رکھتا ہے۔آپ نے مختلف علوم وفنون پر ایک ہزار سے زاید کتب تصنیف کیں۔اردو زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ بنام کنزالایمان کیا جو کہ برصغیر پاک و ہند میں سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے۔العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ جو کہ آپ کے فتاوی کا مجموعہ ہے ۳۴ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور بلا مبالغہ فقہ حنفی کا عظیم انسائیکلوپیڈیا ہے۔حدائق بخشش کے نام سے ایک نعتیہ دیوان ہے نیز آپ کا منظوم کردہ سلام ''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' دنیا بھر کی مساجد میں عموماً جمعہ کی نماز کے بعد پڑھا جاتا ہے۔

آپ نے مرزا قادیانی کے افکار کا بھرپور علمی رد کیا اور شہر بریلی میں مرزائیوں کا ناطقہ بند کردیا۔آپ کے بھائی مولانا حسن رضا خان نے مرزائیت کے رد میں پہلا ماہ وار رسالہ

قهر الديان على مرتد بقاديان بریلی سے یکم ستمبر ۱۹۰۵ء کو جاری کیا اور ایک کتاب ”ہدایت نوری بجواب اطلاع ضروری“ لکھی جو کہ اسی ماہ وار رسالہ میں قسط وار شائع ہوئی۔ خود امام احمد رضا بریلوی نے مرزائیت کے رد میں درج ذیل کتب تصنیف کیں:

۱۔ جزاء الله عدوه بابائه ختم النبوة (۱۸۹۹ء)

۲۔ السوء والعقاب على المسيح الكذاب (۱۹۰۲ء)

۳۔ المبين ختم النبيين (۱۹۰۸ء)

۴۔ الجراز الديانى على المرتد القاديانى (۱۹۲۱ء)

مرزائیت کے رد میں ایک اہم تالیف الصارم الربانی علی اسراف القادیانی آپ کے بیٹے مفتی حامد رضا خان حنفی نے لکھی۔ اس کے علاوہ اخبار دبدبۂ سکندری رامپور اور ماہ وار رسالہ تحفۂ حنفیہ (پٹنہ) میں آپ کے فتاوی شائع ہوتے رہتے تھے جن کے ذریعے مرزائیت کا بھرپور علمی رد کیا گیا۔

فاضل بریلوی کی جانب سے مرزائیوں کی پُر زور تردید کا اعتراف قادیانی اخبار الحکم مورخہ ۱۰/اکتوبر ۱۹۰۵ء میں بریلی کے رہائشی مرزائیوں اور خود مدیر الحکم نے بھی کیا ہے۔ قادیانی اخبار البدر نے ۱۶/اگست ۱۹۰۶ء میں ایک مراسلہ شائع کیا جس سے بہ خوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے قادیانیوں کا رد کس قدر بھرپور طریقہ سے کیا، قادیانی اخبار سے اقتباس ملاحظہ کیجیے؛

”بریلی میں ایک شہرت طلب انسان ہے جس کا نام ملا احمد رضا خان مشہور ہے، آپ نے کچھ عرصہ سے ٹھیکہ لے رکھا ہے کہ سردار کاہن اور فربسیوں کی طرح مسیح کے شاگردوں کو ہر طرح کی اذیت اور ضرر پہنچایا جاوے چناں چہ معلوم ہوا ہے کہ ایک قلمی فتوی سے تمام شہر کے مسلمان پیشہ وروں کو احمدیوں کی خدمت سے روک دیا ہے، سقے پانی نہیں دیتے۔ ایک ہندو کمہاری سے پانی لیا جاتا ہے یا خود بھرا جاتا ہے، دھوبی کپڑا چھونا گناہ سمجھتا ہے، قصاب گوشت دینا حکم عدولی تصور کرتا ہے، پیسہاری آٹا پیسنے کو گناہ کبیرہ خیال کرتی ہے، مزدور کام کرنے میں قانون رضاء کی کسی دفعہ کے نیچے آنے کا خوف رکھتے ہیں......

......معلوم ہوا کہ ایک رسالہ قادیانی کے رد میں لکھا ہے اور اس پر شیخ صالح کمال (مکہ مکرمہ) نے تقریظ لکھی اور اس کے بعد اور بعض علماء نے لکھی......

......حج شریف سے آپ واپس تشریف لے آئے ہیں اور وعظ فرمانے شروع کر دیے ہیں، آپ کی عدم موجودگی میں مطالعہ مذکور میں کسی قدر کمی کا باعث ہوئی تھی مگر یقین غالب ہے کہ مولوی صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت سے اپنے نامۂ اعمال میں کچھ اور نیکیاں زیادہ کریں گے (جیسا کہ ان کا اعتقاد معلوم ہوتا ہے)

......سنا گیا ہے کہ آپ کی تشریف آوری پر اسٹیشن سے لے کر شہر تک سڑک سجی ہوئی تھی، سبیلیں لگی ہوئی تھیں، آپ ہاتھی پر سوار بڑے کرّ وفر سے چلے آتے تھے۔ یہ شان و شوکت کا استقبال کیوں تھا، محض اس لیے کہ آپ احمدیوں (مرزائیوں) کے خلاف فتویٰ لائے ہیں۔" (اخبار البدر، قادیان مورخہ ۱۶/اگست ۱۹۰۶ء)

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی:

مرزائیت کے رد میں پیر صاحب کا کلیدی کردار رہا ہے۔ ۲۵/اگست ۱۹۰۰ء کو لاہور کی بادشاہی مسجد میں مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ آپ کا مناظرہ ہونا طے پایا تھا۔ پیر صاحب ہمراہ دو سو علماء و مشائخ لاہور تشریف لائے اور تین دن تک مرزا قادیانی کا انتظار کیا لیکن مرزا قادیانی نہ آیا۔ اس کی تفصیلات مختلف اخبارات میں شائع ہوئیں، اس وقت ہمارے پیش نظر پیسہ اخبار، لاہور کا شمارہ بابت یکم ستمبر ۱۹۰۰ء ہے جس میں پیر صاحب کی لاہور تشریف آوری اور بادشاہی مسجد میں علماء و عوام کے جم غفیر کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کا انتظار کرنے کی خبر تحریر ہے جسے ہم یہاں نقل کرتے ہیں:

"پچھلے دنوں لاہور میں اس بات کا بہت چرچا تھا کہ جناب پیر سید مہر شاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مابین عن قریب مناظرہ ہونے والا ہے۔ جناب پیر صاحب نے مرزائے قادیانی کی تمام پیش کردہ شرائط مناظرہ منظور کر کے اپنی طرف سے صرف یہ شرط پیش کی تھی کہ تحریر تفسیر سے پہلے تھوڑی دیر تک زبانی مباحثہ بھی ہو مگر اس کے ساتھ ہی جناب پیر صاحب نے لکھ دیا

تھا کہ اگر آپ میری یہ تحریک منظور نہ کریں تو مجھے اس سوائے پر اصرار نہیں۔ مرزا صاحب نے پیر صاحب کو اجازت دی تھی کہ جب وہ چاہیں تاریخ مقرر کر کے مناظرہ کے لیے لاہور آ سکتے ہیں، اس پر جناب پیر صاحب نے بہ ذریعہ رجسٹری شدہ خط کے مرزا صاحب کو اطلاع دی کہ میں تمہاری تمام شرائط کو منظور کر کے لاہور آتا ہوں جہاں ۲۵ ر اگست کو میرا اور آپ کا مناظرہ ہوگا۔ جناب پیر صاحب ۲۴ اگست کی شام کو لاہور تشریف لے آئے۔ جن کا ریلوے اسٹیشن پر کثیر التعداد مسلمانوں نے بڑے جوش و خروش و خلوص عقیدت سے استقبال کیا مگر مرزا صاحب اب تک نہیں آئے۔ تاریخ مناظرہ گزر جانے پر بھی پیر صاحب سطور ہذا کے لکھے جانے یعنی ۲۸ ر اگست ۱۹۰۰ء تک اس خیال سے لاہور میں متوقف تھے کہ شاید مرزا صاحب کسی ضروری کام کے باعث سے وقت معینہ پر نہیں آ سکے اور ممکن ہے کہ ایک دو روز کے بعد بہ غرض مناظرہ چلے آئیں مگر یہ امر جناب پیر صاحب کی فراخ دلی و سادگی پر دلالت کرتا ہے۔ مرزا صاحب ایسی گیدڑ بھبکیاں دینے میں بڑے مشاق ہیں۔ اگر انہوں نے جناب پیر صاحب کو مباحثہ کے لیے چیلنج کیا تھا تو انہیں اس بات کا یقین نہ تھا کہ وہ سچ مچ مناظرہ کے لیے آ موجود ہوں گے پس خلاف توقع ظہور میں آنے سے اب مرزا صاحب بغلیں جھانک رہے ہیں۔ تقریباً دو سو مشائخ و علماء پیر صاحب کے ہمراہ ہیں۔" (پیسہ اخبار بابت یکم ستمبر ۱۹۰۰ء)

مرزا قادیانی کے فرار کے بعد ۲۷ اگست ۱۹۰۰ء کو شاہی مسجد لاہور میں مسلمانوں کا عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نے کی، دیگر مقررین میں مولوی عبدالجبار غزنوی، مولانا محمد حسن فیضی، مولانا تاج الدین قادری (سیکرٹری انجمن نعمانیہ، لاہور)، مولوی ثناء اللہ امرتسری، پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، مفتی محمد عبداللہ ٹونکی، مولانا احمد الدین جہلمی شامل تھے۔ اس جلسہ میں علماء کرام و مشائخ عظام نے مرزا کے دعووں کو بے بنیاد اور قرآن و سنت کے منافی قرار دیا نیز طے پایا کہ مرزا قادیانی از خود رسالت کا دعویدار ہے اور علمائے ہندوستان کے فتویٰ تکفیر مرزا کو درست قرار دیا گیا۔ اس فیصلہ پر 59 علماء و مشائخ کے

تصدیقی دستخط ہوئے۔ اس جلسہ کی مکمل رُوداد حافظ محمد دین (تاجر کتب و مہتمم کارخانہ مصطفائی پریس کشمیری بازار، لاہور) نے مرتب کر کے شائع کی اور مدیران اخبار کو بھی بغرض تشہیر ارسال کی۔

پیسہ اخبار ۲۰ر اکتوبر ۱۹۰۰ء کے شمارہ کے صفحہ ۵ پر ایک خط کے جواب میں مولوی محبوب عالم لکھتے ہیں:

"واضح ہو کہ مرزائے قادیانی و پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے مقابلہ تحریر تفسیر کے متعلق **پیسہ اخبار** کے دو پرچوں مطبوعہ یکم و ہشتم ستمبر ۱۹۰۰ء میں دو نوٹ لکھے جا چکے ہیں۔...... پیسہ اخبار ان دونوں نوٹوں میں بہ دلائل لکھ چکا ہے کہ اس معاملہ میں مرزا صاحب نے پیر صاحب کے سامنے آنے کی جرات نہیں کی جس سے ان کا گریز ثابت ہے۔"

پیر صاحب نے مرزا قادیانی کا بھرپور علمی تعاقب کرتے ہوئے درج ذیل کتب تحریر کیں:

۱۔**شمس الهداية فى اثبات حياة المسيح**

۲۔**سیف چشتیائی**

نیز بذریعہ مکتوبات بھی مرزا قادیانی کا بھرپور رد کیا، آپ کے مکتوبات کا مجموعہ بنام **المکتوبات الطیبات** کے نام سے دربار عالیہ گولڑہ شریف سے شائع ہو چکا ہے۔

پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری:

پیر صاحب نے مرزا قادیانی کی تردید میں کوئی کتاب تو تصنیف تو نہ کی البتہ کثیر رجال تیار کیے جنھوں نے مرزا قادیانی اور اس کی ذرّیت کا بھرپور رد کیا۔ **اخبار اہل فقہ** کے مدیر مولانا غلام احمد اخگر اور **اخبار الفقیہ** کے مدیر ملک معراج الدین احمد آپ کے مرید تھے۔ ان دونوں اخبارات نے مجموعی طور پر تقریباً چار دہائیوں تک مرزائیت کے رد میں بھرپور کردار ادا کیا، ان دونوں اخبارات کی تفصیل ان شاء اللہ مقدمہ کے دوسرے حصہ میں پیش کی جائے گی۔

نیز پیر صاحب نے مبلغین کی ایک جماعت انجمن خدام الصوفیہ بھی تیار کی جنھوں نے شہر شہر جا کر فتنۂ مرزائیت سے لوگوں کو آگاہ کیا، اس انجمن کا ایک ماہ وار رسالہ **انوار الصوفیہ** کے نام سے لاہور سے تقریباً پچاس سال نکلتا رہا۔ ۲۵ر اگست ۱۹۰۰ء کو جب پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی

مرزا غلام قادیانی سے مناظرہ کے لیے لاہور کی بادشاہی مسجد تشریف لائے تو پیر سید جماعت علی شاہ بھی وہاں تشریف فرما رہے۔ مئی ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی لاہور آیا تو پیر صاحب بھی لاہور تشریف لائے اور مرزا قادیانی کو مناظرہ ومباہلہ کے لیے بلایا، پانچ ہزار روپے کا انعام بھی مقرر کیا لیکن مرزا قادیانی مقابلہ پر نہ آیا۔ ۲۲ مئی ۱۹۰۸ء کو آپ نے شاہی مسجد لاہور میں مسلمانوں کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مرزا قادیانی کے بارے بڑی شدومد سے بددعا کی کہ الٰہی اس ابتلائے قادیانی سے اسلام کو رہائی بخش دے اور مسلمانوں کو راہِ راست پر قائم رکھ۔

۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کو پیر صاحب نے نہایت جوش سے کھڑے ہو کر فرمایا:

''ہم کئی روز سے مرزا کے مقابلہ میں آئے ہوئے ہیں، پانچ ہزار روپے کا انعام بھی مقرر کیا ہوا ہے کہ جس طرح چاہے وہ ہم سے مناظرہ کرے یا مباہلہ کرے اور اپنی کرامتیں اور معجزے دکھائے لیکن اب وہ مقابلہ میں نہیں آتا۔ لیکن آج میں مجبوراً کہتا ہوں کہ آپ صاحبان سب دیکھ لیں گے کہ کل 24 گھنٹے میں کیا ہوتا ہے۔''

آپ اتنے الفاظ کہہ کر بیٹھ گئے، رات کو مرزا کو ہیضہ کا مرض لاحق ہوا اور دوپہر تک مر گیا۔ مفتی محمد عبداللہ ٹونکی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور نے فرمایا کہ ہم پہلے تو اس پیشین گوئی کو معمولی سمجھے تھے، آخر وہ تو سب سے بڑھ کر نکلی۔ (الکاویہ، جلد دوم مشمولہ عقیدۂ ختم النبوۃ، جلد۱۲، ص ۵۵۸)

علامہ انوار اللہ فاروقی چشتی حیدر آبادی:

حیدر آباد دکن کی معروف علمی درس گاہ جامعہ نظامیہ کے بانی و مہتمم علامہ انوار اللہ چشتی نے اپنی گراں قدر علمی تصانیف سے اسلام کی جو خدمت کی وہ تاریخ اسلام میں ہمیشہ یاد رکھی جائے گی۔ مقاصد الاسلام کے عنوان سے دینیات کی آسان تعلیمات پر مبنی ایک نصاب ترتیب دیا، نبی کریم ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وخصائل پر مبنی کتاب انوارِ احمدی ایک یادگار تالیف ہے۔ مرزا قادیانی آپ کا ہم عصر تھا، جب مرزائیت کا فتنہ سامنے آیا تو آپ نے اس کا بھرپور علمی تعاقب کیا، آپ نے مرزا قادیانی کی کتاب ازالۃ الاوھام کے جواب میں ۱۳۲۵ھ میں ایک کتاب افادۃ الافہام دو جلدوں میں تحریر کی جس میں مفصلاً مرزا قادیانی کے افکار و

اوہام کا رد کیا۔ کتاب کی افادیت کو مزید چار چاند لگانے کے لیے آپ نے اس کے مضامین کی ایک مفصل فہرس بھی مرتب کی جسے مفاتیح الاعلام کا نام دیا۔

مرزا قادیانی کے ایک پیروکار مولوی حسن علی نے مرزا کی حمایت میں ایک کتاب تائید الحق تحریر کی۔ اس کتاب کا مفصل جواب ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں علامہ انوار اللہ فاروقی نے ایک اور کتاب انوارُ الحق کے ذریعے دیا۔

مولانا محمد حیدر اللہ خان مجددی:

آپ کے آباء واجداد افغانستان سے برصغیر تشریف لائے، آپ کا نسب شہنشاہ احمد شاہ دُرّانی کے خاندان سے ملتا ہے۔ آپ نے روحانی تربیت سلسلہ نقشبندیہ کی معروف خانقاہ للّٰہ شریف کے شیخ خواجہ غلام نبی للّٰہی سے حاصل کی اور افتاء کی تربیت مولانا محمد حسن بجنوری سے پائی۔ آپ نے مرزا قادیانی کے رد میں ایک عمدہ تحقیقی کتاب درۃ الدرانی علی ردۃ القادیانی تحریر کی جس کا پہلا ایڈیشن ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء میں میرٹھ (یوپی) ہندوستان سے شائع ہوا۔ اس کتاب پر علامہ انوار اللہ فاروقی نے تقریظ لکھی جب کہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نے اس کا حوالہ اپنی کتاب سیف چشتیائی میں بھی دیا۔

مفتی غلام مرتضیٰ ساکن میانی: (۱۸۶۰-۱۹۲۸ء)

آپ علاقہ میانی ضلع سرگودھا کے علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ تین پشتوں سے آپ کے خاندان میں فتوی نویسی کا سلسلہ جاری تھا۔ آپ ایک جید عالم دین، بہترین مدرس و مبلغ، پُرجوش مقرر اور مناظر تھے۔ قادیانی مبلغین سے آپ کے کئی مناظرے ہوئے اور ہر بار آپ کو فتح نصیب ہوئی۔

پھالیہ ضلع گجرات میں مرزائی مولوی جلال الدین شمس سے ایک مناظرہ ۱۸/۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو ہوا جس میں مولانا غلام علی گھوٹوی شیخ الجامعہ عباسیہ بہاول پور صدر جلسہ قرار پائے۔ موضوع مناظرہ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر آپ نے مرزائی مناظر کو ایسا لاجواب کیا کہ دو دن تک وہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے مرزائیت کو خائب و خاسر فرمایا۔ اسی مناظرہ کی رُوداد پر مشتمل ایک کتاب الظفر الرحمانی فی کسف القادیانی تحریر کی۔ اس کے علاوہ آپ نے ایک کتاب ختم النبوۃ بھی تحریر فرمائی۔

مولانا کرم الدین دبیر:

آپ موضع بھیں ضلع جہلم (پنجاب) میں پیدا ہوئے اور حافظ آباد میں وفات پائی، بھیں کے بڑے قبرستان میں قبر واقع ہے۔ مناظر اسلام، صوفی، صحافی، مصنف وشاعر اور غازیٔ اسلام لقب تھا۔ آپ سراج الاخبار میں مرزا غلام کے دعاوی وافکار کے ردو تعاقب میں لکھا کرتے پھر مرزائی گروہ سے آمنا سامنا کا مرحلہ آیا اور ۲۶ر اگست ۱۹۰۲ء کو مبارک علی سیالکوٹی مرزائی سے جہلم شہر میں مناظرہ ہوا۔

اس مناظرہ کے اڑھائی ماہ بعد مرزا غلام قادیانی کے حکم پر اس کے مرید حکیم فضل دین بھیروی نے مولانا کرم الدین دبیر پر ۱۴ر نومبر ۱۹۰۲ء کو گورداس پور میں رائے گنگارام مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں پہلا مقدمہ دائر کر دیا۔ جس میں بانی سلسلہ مرزائیہ مرزا غلام احمد بطور گواہ شریک ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۴ر جنوری ۱۹۰۴ء کو مقدمہ خارج کر دیا گیا۔

دوسرا مقدمہ بھی حکیم فضل دین نے ۲۹ر جون ۱۹۰۳ء کو گورداس پور میں ہی رائے چندو لال مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں دائر کیا، جس میں مرزائیوں کی جانب سے تین وکیل کیے گئے جن میں ایک انگریز اور ایک ہندو تھا۔ یہ مقدمہ بھی خارج ہو کر مرزا اور مرزائیوں کی رُسوائی کا باعث ہوا۔

تیسرا مقدمہ، مرزائی اخبار الحکم کے ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب نے مرزا کے حکم پر مولانا کرم الدین اور سراج الاخبار کے مالک مولانا فقیر محمد جہلمی (وفات ۱۹۱۶ء) دونوں کے خلاف ۱۹ر دسمبر ۱۹۰۲ء کو دائر کیا، اس میں مرزا بطور گواہ صفائی پیش ہوا، اور ان پر زبردست جرح کی گئی، اس مقدمہ میں جرمانہ کیا گیا جس کی اپیل نہیں کی گئی۔

چوتھا مقدمہ مولانا کرم الدین دبیر نے ۹ر دسمبر ۱۹۰۲ء کو جہلم کی عدالت میں دائر کیا اور ۱۷ر جنوری ۱۹۰۳ء کو جہلم میں اس کی پیشی وسماعت ہوئی تو وکلاء کا ایک جتھا مرزا غلام کی وکالت میں تھا جن میں ایک انگریز بیرسٹر بھی تھا، یہ مقدمہ ۱۹ر جنوری کو داخل دفتر ہوا۔

پانچواں مقدمہ ۲۶ر جنوری ۱۹۰۳ء کو مولانا کرم الدین دبیر نے مرزا اور ان کے مرید حکیم فضل دین بھیروی پر لالہ سنسار چند مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں جہلم میں دائر کیا۔ آخر ۸ر اکتوبر ۱۹۰۴ء کو عدالت مہتہ آتمارام مجسٹریٹ درجہ اول گورداس پور سے دونوں کو بالترتیب پانچ

سواور دوسو(کل سات سو روپے) جرمانہ ورنہ چھ و پانچ ماہ قید کی سزا ہوئی۔ مرزا نے مسٹر ہری صاحب سیشن جج امرتسر کی عدالت میں اپیل دائر کی جنہوں نے سات جنوری ۱۹۰۵ء کو اپیل ملزمان منظور کی اور واپسی جرمانہ کا حکم دیا۔ مرزا جی دو سال تک سرگرداں و پریشان رہے اور سینکڑوں روپے اپیل پر خرچ ہو کر بمشکل جرمانہ معاف ہوا۔

جیسا کہ ذکر کیا گیا یہ مقدمہ ۲۶ ؍جنوری ۱۹۰۳ء کو جہلم کی عدالت میں دائر کیا گیا اور مرزا کی درخواست پر ۲۹ ؍جون ۱۹۰۳ء کو گورداسپور منتقل ہوا۔ اس دوران جہلم و گورداس پور کی عدالتوں میں مولانا کرم الدین اور مرزا غلام قادیانی کا سامنا ہوا۔ چنانچہ ۱۳ تا ۱۶ ؍نومبر ۱۹۰۳ء کو گورداسپور کے کمرۂ عدالت میں مولانا محمد کرم الدین دبیر پر جرح ہوئی تو مرزا اور ان کے سارے معاونین موجود، جو سوال مرتب کر کے وکیل کو دیتے جو آپ پر سوال کرتا اور مولانا اکیلے ان کے جوابات عدالت کے گوش گزار کرتے اور ۳ ؍جنوری ۱۹۰۴ء کی پیشی میں مولانا کرم الدین دبیر نے جو بیان کیا، مرزا جی خود سن رہے تھے اور اس روز مرزا جی کو بھی یقین ہو گیا کہ جرم سے بچنے کی کوئی سبیل باقی نہیں رہی۔ پھر ایک روز آپ نے چند اشعار عربیہ منظومہ خود، عدالت میں مرزا کو پیش کیے اور للکار کر کہا کہ آپ ان اشعار کا ترجمہ کریں، اور ترجمہ نہیں تو صرف ان کو پڑھ کر ہی سنا دیں تو میں سارے مقدمے چھوڑ کر اسی وقت آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ مرزا صاحب نے وہ پرچہ دیکھ کر اپنا سر نیچے کر لیا۔

مرزائی مؤرخین کے بقول ۱۴ ؍جون ۱۹۰۴ء کو مرزا عدالت میں موجود اور اس کے وکلاء نے تخذیر الناس وغیرہ کتابیں پیش کر کے ثابت کیا کہ تشریعی نبوت بند ہے مگر غیر تشریعی نبوت جاری ہے۔ (تاریخ احمدیت، جلد ۲، ص ۲۸۸)

اس مقدمہ کی روزمرہ سماعت کی وجہ سے مرزا غلام قادیانی اور اس کا بڑا بیٹا مرزا بشیر الدین محمود و دیگر کو وسط اگست سے اکتوبر ۱۹۰۴ء تک دو ماہ گورداسپور میں ہی مقیم رہنا پڑا، اور مرزا جی روزانہ احاطہ عدالت میں حاضر باش رہتے تھے۔ ایک درخت جامن کے نیچے برلب سڑک ڈیرہ ڈال رکھا تھا، دن بھر وہاں پڑے رہنا پڑتا اور مقدمہ پیش ہو کر پھر حکم ہو جاتا کہ کل حاضر ہو اور ۱۰ ؍مئی ۱۹۰۴ء کے روز تو مرزا جی کو تقریباً پانچ گھنٹے عدالت میں کھڑے رہنا پڑا اور فیصلہ کے روز بھی موجود تھے، تو دیکھا گیا، چہرہ زرد تھا، بار بار پیشاب کی حاجت ہوتی تھی اور جب فیصلہ سنانے

کے لیے عدالت کے قاصد نے مرزا جی کو حاضر ہونے کے لیے پکارا، تو حالت دیدنی تھی۔

مذکورہ بالا تمام مقدمات کی رُوداد ہر پیشی کے ساتھ سراج الاخبار کے صفحات پر سامنے آتی رہی اور جیسے ہی ایک مقدمہ کا فیصلہ سامنے آتا، اس کی مکمل رُوداد سراج الاخبار کے ضمیمہ کے طور پر الگ شائع کی گئی، یوں تین ضمیمے سامنے آئے جو ۲۰۱۴ء میں ردِ قادیانیت اور سنی صحافت کی پہلی جلد میں یکجا طبع ہوئے۔ علاوہ ازیں مولانا کرم الدین دبیر نے کتابی شکل دی جو مطبع سراج المطابع جہلم سے بنام کاشف اسرارِ نہانی یعنی رودادِ مقدمات قادیانی چھپی۔ بعدازاں مولانا کرم الدین دبیر نے اپنے عزیز دوست مولانا غلام محی الدین دیالوی کی تحریک و خواہش پر اس میں اضافات کیے اور یہ دوسری بار نئے نام تازیانۂ عبرت سے ۱۹۳۲ء میں اور پھر بارہا چھپی نیز عقیدہ ختم النبوۃ کی نویں جلد میں مطبوع ہے اور پروفیسر خالد شبیر احمد نے تازیانہ عبرت کی تلخیص تیار کر کے تاریخ محاسبہ قادیانیت کی پہلی جلد میں پیش کی۔

مولانا کرم الدین دبیر، مرزا غلام قادیانی کی موت کے بعد بھی اس کے افکار و دعاوی کے رد و تعاقب میں سرگرم رہے۔ چنانچہ ۱۳۳۸ھ میں آپ نے انجمن حفظ المسلمین امرتسر کے استفتاء کے جواب میں کفریات مرزا بارے فتویٰ جاری کیا جو استنکاف المسلمین عن مخالطة المرزائیین میں درج ہے۔

پٹھان کوٹ میں ۲۴ تا ۲۵ رنومبر ۱۹۲۸ء کو مناظرہ منعقد ہوا تو مولانا کرم الدین دبیر اور مشہور غیر مقلد عالم ثناء اللہ امرتسری (وفات ۱۹۴۸ء) مناظر تھے جبکہ مرزائیوں کی طرف سے غلام رسول راجیکے، ابوالعطاء جالندھری اور محمد شفیع سامنے آئے، مناظرہ کے چار اجلاس ہوئے۔

بعدازاں ۱۳/ اپریل ۱۹۳۲ء کو مندوال تحصیل فتح جنگ ضلع کامل پور (اب اٹک) میں مناظرہ ہوا جس میں شیر اسلام مولانا کرم الدین کے بالمقابل قادیان سے بھیجے گئے فخر الدین اور محمد نذیر مناظر تھے۔

معروف احراری مقرر سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے قادیان میں احرار کانفرنس منعقد کی تو مرزائیہ کی تحریک پر حکومت نے دو گروہوں کے درمیان منافرت پھیلانے کے الزام میں مقدمہ قائم کر دیا۔ ۱۹۳۵ء میں گورداس پور عدالت میں سماعت شروع ہوئی تو سید عطاء اللہ بخاری کی مقدمہ میں معاونت و گواہی کے لیے مولانا کرم الدین دبیر وہاں جا پہنچے۔ دوسری جانب سے مرزا

کا بیٹا و دوسرا جانشین مرزا بشیر الدین محمود موجود تھا جس نے گورداسپور عدالت میں تین روز ۲۳، ۲۵، ۲۷/مارچ کو بیان درج کرایا۔

مولانا کرم الدین کا ایک مضمون "مرزائیت کا جال، لاہوری مرزائیوں کی چال" ہفت روزہ الفقیہ میں ۱۹۳۰ء کو اور پھر ماہنامہ شمس الاسلام کے شمارہ فروری ۱۹۳۰ء صفحہ ۲۲ تا ۲۷ پر شائع ہوا، نیز "عقیدۃ ختم النبوۃ" کی تیرہویں جلد میں مطبوع ہے۔ علاوہ ازیں اس موضوع پر ایک فتویٰ شمس الاسلام کے شمارہ مارچ اپریل ۱۹۳۱ء صفحہ ۴۲ تا ۴۷ پر اور ایک مضمون "مرزائے قادیان، کٹہرہ ملزمان میں" شمارہ جنوری ۱۹۳۳ء صفحہ ۴۳ تا ۴۵ پر چھپا۔

مولانا محمد حسن فیضی:

موضع بھیں (تحصیل چکوال ضلع جہلم) کے ایک بے نظیر فاضل ابوالفیض مولانا محمد حسن فیضی جو کہ اعلیٰ درجہ کے ادیب اور جملہ علوم عربیہ کے مسلم فاضل تھے، کچھ عرصہ تک انجمن نعمانیہ کے دارالعلوم میں تدریس کے فرائض بھی نبھاتے رہے، آپ مرزا کے عقائد کے مخالف تھے۔ ۱۳/فروری ۱۸۹۹ء کو مسجد حکیم حسام الدین، سیالکوٹ میں آپ کی ملاقات مرزا غلام قادیانی سے ہوئی، آپ نے اپنا ایک بے نقط عربی قصیدہ مرزا کو پیش کیا اور کہا کہ اس قصیدہ کا مطلب حاضرین مجلس کو واضح سنادیں لیکن مرزا قادیانی اس سے عاجز رہا۔

۲۲/جولائی ۱۹۰۰ء کو مرزا نے بذریعہ اشتہار ہندوستان بھر سے مختلف اسلامی مکاتب فکر کے 86 علماء و مشائخ کے نام درج کر کے مناظرہ و مباہلہ کی دعوت دی، اس اشتہار میں مولانا محمد حسن فیضی کا نام 69 نمبر کے تحت درج ہے۔ اس کے جواب میں آپ کا مرزا کے نام کھلا خط ۱۳/اگست ۱۹۰۰ء کے ہفتہ وار اخبار سراج الاخبار جہلم میں چھپا جس میں مرزا کی دعوت قبول کی گئی۔ چنانچہ عالم جلیل و صوفی کبیر پیر سید مہر علی شاہ کی قیادت میں سینکڑوں علماء ۲۵ تا ۲۷/اگست ۱۹۰۰ء کو بادشاہی مسجد لاہور میں جمع ہوئے اور ہزاروں کے اس مجمع میں دیگر علماء کے علاوہ آپ نے ۲۷/اگست کے آخری اجلاس میں مرزا کے دعاوی کے بطلان پر تقریر کی اور آپ کی وفات کے بعد مرزا نے مواہب الرحمٰن نامی عربی تصنیف کے اجزاء طبع کرا کے ۱۷/جنوری ۱۹۰۳ء کو جہلم کچہری کے احاطہ میں تقسیم کیے۔ جس میں مولانا فیضی کو گالیوں اور مغلظات سے نوازا۔

مولانا فیضی تقدیر الٰہی سے ۱۸/اکتوبر ۱۹۰۱ء کو اس جہان فانی سے رہ گزائے عالم جاودانی

ہو گئے جب مرزا کو فاضل مرحوم کی وفات کی خبر پہنچی تو حسب عادت ڈینگ لگانے لگے کہ فاضل مرحوم ان کی بد دعا سے بہت بُری موت سے فوت ہوئے ہیں اور مرزا کی پیشین گوئی والہام کا نشانہ ہوئے ہیں۔ یہ مضامین مرزا قادیانی نے اپنی تصانیف کشتی نوح، تحفہ ندوہ، نزول المسیح میں خود بھی شائع کیے اور اپنے اخبار الحکم میں بھی شائع کرائے۔

مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی:

مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی بلاشبہ ان ہستیوں میں سے ایک ہیں جن پر خطہ برصغیر فخر کر سکتا ہے۔ آپ نے ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی اور پوری دنیا بالخصوص یورپ اور افریقہ میں تبلیغ اسلام کے لیے مختلف مراکز و مساجد کا قیام کیا اور مبلغین تیار کیے۔

بیرون ممالک بالخصوص امریکہ، سیلون اور افریقہ میں مرزائیت کا رد کرنے میں آپ نے بھرپور خدمات انجام دیں اور اس سلسلہ میں ایک کتاب مرزائی حقیقت کا اظہار تحریر کی جو کہ انگریزی زبان میں **The Mirror** اور عربی زبان میں المرآۃ کے نام سے شائع ہوئی۔ اس کتاب کا ترجمہ انڈونیشیا اور ملائشیا میں بھی کیا گیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی کہتے ہیں کہ ملائشیا میں اس کتاب کی اشاعت کے بعد ایسی زبردست تحریک اُٹھی کہ ملائشیا میں مرزائیوں کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا گیا۔ (مبلغ اسلام از خلیل احمد رانا، ص ۵۲)

مولانا سید محمد علی مونگیروی: (۱۸۴۶ء-۱۹۲۷ء)

آپ کی ولادت کانپور (بھارت) میں ہوئی، سلسلہ نسب طریقت کے معروف سلسلہ کے بانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی (بغداد) تک پہنچتا ہے۔ مفتی لطف اللہ علی گڑھی، مفتی عنایت احمد کاکوروی اور مولانا کرامت علی قادری سے اکتساب علم کیا۔ مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کے دست اقدس پر بیعت کی اور سلسلہ نقشبندیہ و قادریہ میں خلافت و اجازت حاصل کی۔ شیخ العرب والعجم حاجی امداداللہ مہاجر مکی سے جمیع سلاسل کی خلافت پائی، مولانا احمد علی سہارن پوری سے حدیث شریف کی تکمیل اور اجازت حاصل کی۔

آپ نے عیسائی مشنری کے اسلام پر اعتراضات کا جواب دینے کے لیے ایک اخبار منشور محمدی جاری کروایا۔ خود بھی عیسائیت کے رد میں متعدد کتب لکھیں جن میں مراۃ الیقین، آئینہ اسلام، ترانہ حجازی، ساطع البرہان، براہین قاطعہ اور پیغام محمدی کے نام نمایاں ہیں۔

مرزائیت کے رد میں آپ نے 50 کتابیں لکھیں جن میں فیصلہ آسمانی، شہادت آسمانی، چشمہ ہدایت، چیلنج محمدیہ، معیار صداقت، معیار المسیح، تنزیہ ربانی، آئینہ کمالات مرزا اور نامہ حقانی قابل ذکر ہیں۔

مولانا کے نزدیک تردید قادیانیت کا کام نوافل، عبادات اور اذکار سے افضل تھا۔ ۱۹۱۲ء میں صوبہ بہار میں قادیانیوں اور علماء اہل سنت کے مابین مناظرہ ہوا جس میں مرزائیوں کو عبرت ناک شکست ہوئی۔ (سیرت امیر ملت از پیر سید اختر حسین جماعتی، ص ۷۱)

1893ء میں ندوہ کا قیام عمل میں آیا تو آپ پہلے ناظم منتخب ہوئے، 1901ء میں ندوہ میں دیوبندی مکتب فکر کے علماء کے بڑھتے اثر ورسوخ کے سبب علاحدہ ہو گئے تاہم ندوہ سے وابستگی کے سبب علماء اہل سنت آپ سے الگ ہو گئے۔

قاضی عبدالغفور رضوی شاہ پوری:

آپ کا تعلق موجودہ ضلع خوشاب کے گاؤں پنجہ شریف سے تھا۔ فیروز پور چھاؤنی میں خطابت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ مولانا امام احمد رضا فاضل بریلوی سے خلافت واجازت پائی اور اپنے گاؤں پنجہ شریف واپس آکر دین متین کی خدمت میں مصروف عمل ہو گئے۔ آپ نے کثیر کتب تصنیف کیں تاہم مرزائیت کے رد میں آپ کی درج ذیل کتب دستیاب ہو سکی ہیں۔

۱۔ لیاقت مرزا

۲۔ عمدۃ البیان

مولانا محمد عالم آسی امرتسری: (۱۸۸۱ء۔۱۹۴۴ء)

آپ کی پیدائش گوجرانوالہ میں ہوئی لیکن امرتسر میں مستقل قیام کے سبب "امرتسری" نام کا حصہ بنا۔ انجمن نعمانیہ، لاہور کے دارالعلوم میں زیر تعلیم رہے۔ اپنے عہد کے ممتاز علماء مثلاً مولانا غلام احمد، مولانا محمد حسن فیضی، مفتی غلام محمد بگوی، مفتی محمد عبداللہ ٹونکی اور مولانا غلام قادر بھیروی سے اکتساب فیض کیا۔ پنجاب یونیورسٹی سے مولوی عالم، مولوی فاضل اور ادیب فاضل کے امتحانات پاس کیے۔ حکمت کا علم بھی حاصل کیا۔ مدرسہ نصرۃ الحق، امرتسر کو جب ایم اے او کالج کا درجہ دیا گیا تو آپ وہاں عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔

آپ کے شاگردوں میں صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی، ڈاکٹر پیر محمد حسن، مولانا غلام محمد ترنم

امرتسری، مولانا حکیم فقیر محمد چشتی امرتسری، علامہ حکیم فیروزالدین طغرائی وغیرہ نام نمایاں ہیں۔

آپ کثیرالتصانیف عالم دین ہیں، نیز مختلف علمی موضوعات پر آپ کے مضامین ہفت روزہ الفقیہ، امرتسر میں بھی شائع ہوا کرتے تھے۔ مرزائیت کے رد میں آپ کی کتاب الکاویہ علی الغاویہ (دو جلدیں) شہرۂ آفاق ہے۔

پروفیسر محمد الیاس برنی:

آپ کا تعلق ایک تعلیم یافتہ اور مال دار گھرانے سے تھا لیکن اس کے باوجود گھر کا ماحول مذہبی تھا۔ آپ نے علی گڑھ کالج میں تعلیم حاصل کی۔ ڈاکٹر ضیاءالدین احمد کی خصوصی توجہ حاصل رہی۔ محمڈن کالج علی گڑھ میں معاشیات کے استاد رہے۔ یہاں بابائے اردو مولوی عبدالحق کی تجویز پر آپ نے علم المعیشت کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی جو کہ بے حد مقبول ہوئی۔

۱۹۱۷ء میں جامعہ عثمانیہ حیدرآباد کے شعبہ تالیف و ترجمہ کا قیام عمل میں آیا تو پروفیسر صاحب بھی اس سے وابستہ ہو گئے۔ یہاں رہتے ہوئے آپ نے پرمتھ ناتھ بز جی کی کتاب معاشیات ہند اور مورلینڈ کی کتاب مقدمہ معاشیات کا ترجمہ کیا۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق کے ریٹائر ہونے کے بعد آپ ناظم دارالترجمہ مقرر ہوئے۔

آپ نے مختلف موضوعات پر کثیر کتب تحریر کیں، مرزائیت کے رد میں آپ کی کتاب قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ بے حد مقبول ہوئی، علامہ اقبال نے بھی اس کتاب کو بے حد پسند کیا۔ اس کتاب کی خاصیت یہ ہے کہ آپ نے مرزائیوں کی کتب سے عبارات کو مختلف عنوانات کے تحت جمع کر دیا ہے۔ اس کتاب کے سات ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ ماہنامہ قومی ڈائجسٹ، لاہور نے اس کتاب کے بعض حصوں پر مبنی ایک خاص ایڈیشن بنام قادیانی نمبر شائع کیا۔ اسی کتاب کے چھٹے ایڈیشن کا مقدمہ جو کہ خود ایک مستقل تصنیف کی حیثیت رکھتا ہے۔ کو محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار نے مقدمہ قادیانی مذہب کے نام سے الگ شائع کیا۔ یوں ہی آپ نے ایک کتاب تتمہ قادیانی مذہب بھی تحریر کی جو کہ ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ ایک کتاب قادیانی قول و فعل کے نام سے تحریر کی اور ایک کتاب قادیانی حساب بھی مطبوع ہے۔

شاعر مشرق علامہ اقبال: (۱۸۷۷-۱۹۳۸ء)

علامہ اقبال نے حکومت انگلشیہ سے مطالبہ کیا تھا کہ مسلمانوں سے باغیان ختم نبوت کو علاحدہ ملت قرار دیا جائے، آپ کے الفاظ یہ ہیں:

’’میری رائے میں حکومت کے لیے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے علاحدہ جماعت تسلیم کر لے، یہ قادیانیوں کے عقائد کے عین مطابق ہوگا اور اس طرح ان کے علاحدہ ہو جانے کے بعد مسلمان ویسی ہی رواداری سے کام لے گا جیسے وہ باقی مذاہب کے معاملے میں اختیار کرتا ہے۔ (غازی ختم نبوت، ص ۱۳۸۔ بحوالہ حرف اقبال، ص ص ۱۲۸، ۱۲۹)

ایک موقع پر فرمایا:

’’میرے خیال میں قادیانی، حکومت سے کبھی علاحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے۔ ملت اسلامیہ کو اس مطالبے کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علاحدہ قرار دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت دانستہ ان کی علاحدگی میں دیر کر رہی ہے۔ (ایڈیٹر روزنامہ سٹیٹس مین کے نام خط مطبوعہ ۱۰ر جون، ۱۹۳۵ء)

۲۱ر جون ۱۹۳۶ء کو پنڈت جواہر لال نہرو کے نام ایک خط میں علامہ اقبال نے لکھا:

"I have no doubt in my mind that the Ahmadis are traitors both to Islam and to India."(Thoughts and Reflections of Iqbal, Page 306, by Syed Abdul Wahid)

’’میں اپنے ذہن میں اس امر کے متعلق کوئی شبہ نہیں پاتا کہ احمدی اسلام اور ہندوستان کے غدّار ہیں۔‘‘ (علامہ اقبال اور فتنۂ قادیانیت، ص ۱۳۹)

7ر اگست 1936ء کو سید سلمان ندوی کے نام ایک خط میں علامہ لکھتے ہیں:

’’الحمدللہ کہ اب قادیانی فتنہ پنجاب میں رفتہ رفتہ کم ہو رہا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے بھی دو تین بیان چھپوائے ہیں مگر حال کے روشن خیال علماء کو ابھی بہت کچھ

لکھنا باقی ہے۔ اگر آپ کی صحت اجازت دے تو آپ بھی اس پر ایک جامع و نافع بیان شائع فرمائیے۔ میں بھی تیسرا بیان ان شاء اللہ جلد لکھوں گا، اس کا موضوع ہو گا ''بروز''۔ (علامہ اقبال اور فتنۂ قادیانیت، ص ۱۴۸)

۶ / جون ۱۹۳۶ء کو پروفیسر سید الیاس برنی کی کتاب **قادیانی مذہب** کے وصول ہونے پر مصنف کتاب کو تاثرات دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آپ کا والا نامہ ابھی ملا ہے۔ کتاب **قادیانی مذہب** اس سے بہت پہلے موصول ہو گئی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب بے شمار لوگوں کے لیے چراغ ہدایت کا کام دے گی اور جو لوگ قادیانی مذہب پر مزید لکھنا چاہتے ہیں، ان کے لیے تو یہ ضخیم کتاب ایک نعمت غیر مترقبہ ہے جس سے ان کی محنت و زحمت بہت کم ہو گئی ہے۔'' (ایضاً، ص ۱۵۰)

۲۷ / مئی ۱۹۳۷ء کو لکھتے ہیں:

''سنا ہے کہ یہ کتاب مقبول ہو رہی ہے۔ آپ کی محنت قابل داد ہے کہ اس سے عامۃ المسلمین کو بے انتہاء فائدہ پہنچا ہے اور آیندہ پہنچتا رہے گا۔

اب ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے جو کہ آپ کے ذاتی افکار کا نتیجہ ہو۔ آپ کے قلم سے مسلمان ایسی توقع رکھنے کا حق رکھتے ہیں۔ قادیانی تحریک یا یوں کہیے کہ بانی تحریک کا دعویٰ مسئلہ بروز پر مبنی ہے۔ مسئلہ مذکور کی تحقیق تاریخی لحاظ سے از بس ضروری ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے یہ مسئلہ عجمی مسلمانوں کی ایجاد ہے اور اصل اس کی آرین ہے۔ نبوت کا سامی تخیل اس سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔

میری ناقص رائے میں اس مسئلہ کی تاریخی تحقیق قادیانیت کا خاتمہ کرنے کے لیے کافی ہو گی۔'' (ایضاً، ص ۱۵۲)

علامہ اقبال نے اپنی شاعری میں جا بجا عقیدۂ ختم نبوت کو بیان کیا ہے بل کہ اس عقیدہ کو ناموس دین کا محافظ اور خالق کائنات کا احسان قرار دیا ہے، چناں چہ **مثنوی اسرار و رموز** میں فرماتے ہیں:

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد

بر رسول ما رسالت ختم کرد

رونق از ما محفلِ ایام را

اُو رُسل را ختم و ما اقوام را

خدمتِ ساقی گری با ما گذاشت

داد ما را آخریں جامے کہ داشت

"لا نبی بعدی" ز احسان خدا است

پردۂ ناموس دینِ مصطفی است

قوم را سرمایۂ قوت ازُو

حفظِ سرِ وحدتِ ملت ازُو

حق تعالیٰ نقشِ ہر دعویٰ شکست

تا ابد اسلام را شیرازہ بست

دل ز غیر اللّٰہ مسلماں بر کند

☆

نعرۂ لا قوم بعدی می زند

مرتضیٰ احمد خان میکش دُرّانی: (۱۸۹۹ء-۱۹۵۹ء)

جناب مرتضیٰ احمد خان میکش معروف صحافی، محقق و مصنف تھے۔ پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ صحافت کے استاد بھی رہے اور بہ طور صحافی تقریباً اپنے عہد کے معروف اخباروں سے وابستہ رہے جن میں زمیندار، احسان، شہباز، تنظیم، انقلاب، انصاف، افغانستان، مغربی پاکستان اور نوائے پاکستان کے نام شامل ہیں۔ تاریخ اسلام (دو جلد)، تاریخ اقوام عالم (دو جلد)، سیرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم (دو حصص) اور اخراج اسلام از ہند آپ کی مقبول عام تصانیف ہیں۔

فتنۂ مرزائیت کے رد میں آپ نے روز نامہ زمیندار اور روز نامہ احسان میں **مرزائی نامہ** کے عنوان سے ایک مستقل کالم لکھنا شروع کیا جس میں مرزائیوں کے سوالات اور اسلامی عقائد پر اعتراضات کے جوابات دیتے۔ مولانا ظفر علی خان نے اس سلسلہ کو "قادیانیت کے کاسۂ سر پر

اسلام کے البرز شکن گرز کی ضربِ کاری“ کا نام دیا۔ روزنامہ **مغربی پاکستان**، لاہور میں ”**پاکستان میں مرزائیت کا مقام اور مستقبل**“ کے عنوان سے دس اقساط میں اداریے لکھے جو کہ بعد میں کتابی صورت میں بھی شائع ہوئے۔ ایک مضمون ”**کیا پاکستان میں مرزائی حکومت قائم ہوگی؟**“ کے عنوان سے لکھا جو کہ سہ روزہ اخبار **آزاد**، لاہور کے شمارہ ۳/ جولائی ۱۹۵۲ء میں شائع ہوا۔ ”**مفتی مصر کے خلاف ہرزہ سرائی کی مہم۔ اخبار DAWN کراچی کی فتنہ انگیزی**“ کے عنوان سے ایک مضمون لکھا جو کہ ہفتہ وار اخبار **رضوان**، لاہور کے شمارہ بابت ۲۸/ جولائی ۱۹۵۲ء میں شائع ہوا۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے سرگرم رکن رہے، جسٹس منیر کی تحقیقاتی عدالت کے روبرو مجلس عمل کی نمائندگی کی اور **منیر انکوائری رپورٹ** پر ایک فاضلانہ تبصرہ تحریر کیا جو کہ روزنامہ **نوائے پاکستان** کے ایک خاص نمبر بنام ”**رپورٹ نمبر**“ کے طور پر شائع ہوا۔

جناب میکش کی ان تمام تحریرات کو ہم نے اپنی کتاب **ردِ قادیانیت اور سُنّی صحافت جلد سوم** میں جمع کر دیا ہے جو کہ اکبر بک سیلرز، لاہور سے شائع ہو چکی ہے۔

☆

(II)

(ii) تحریک ختم نبوت میں صحافت کا کردار

(1880-1947ء)

مرزا قادیانی کے افکار باطلہ کی تردید میں صحافتی برادری نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے، اگرچہ تقسیم ہند سے قبل بعض اخبارات مذہبی معاملات میں آزادانہ پالیسی کے قائل تھے لیکن اس کے باوجود انھوں نے مرزا قادیانی کے خلاف اسلام نظریات کا رد کرنا ضروری سمجھا۔ ہم یہاں تقسیم ہند سے قبل مرزائی افکار کے رد میں نمایاں اخبارات ورسائل کا اجمالی تعارف پیش کر رہے ہیں، اس موضوع پر راقم کی ایک الگ کتاب **رد قادیانیت میں صحافت کا حصہ** زیر ترتیب ہے۔ ان شاء اللہ اس کتاب میں 1884ء سے 2017ء تک مرزائیت کا رد کرنے والے اخبارات ورسائل کے کردار پر سیر حاصل تحقیق پیش کی جائے گی:

اخبار شفاء الصدور، لاہور:

مولانا فیض الحسن سہارن پوری۔ جو کہ پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج میں عربی ادب کے پروفیسر تھے اور یونیورسٹی سے ہی ایک عربی اخبار شفاء الصدور نکالتے تھے۔ نے اپنے اخبار میں مرزا قادیانی کے ایک عربی الہام ''انت منی بمنزلة توحیدی و تفریدی'' کے متعلق لکھا:

ان مولف البراهین ادعی ان منکره منکر التوحید۔ (رجم الشیاطین:۸)

یعنی مولف براہین (مرزا قادیانی) نے دعوی کیا ہے کہ میرا منکر خدا کی توحید کا منکر ہے۔

یہ مرزا قادیانی کے خلاف صحافتی میدان سے بلند ہونے والی پہلی آواز تھی۔

ہفت روزہ سراج الاخبار، جہلم:

۵/جنوری ۱۸۸۵ء/۱۸/ربیع الاول ۱۳۰۲ھ کو پنجاب کے شہر جہلم سے مولانا فقیر محمد جہلمی مؤلف حدائق الحنفیہ نے اپنے ذاتی مطبع سراج المطابع (جہلم) سے یہ ہفتہ وار اخبار

جاری کیا۔ جو تقریباً ۱۹۱۷ء تک جاری رہا۔ اس اخبار نے ابتدا سے ہی مرزا قادیانی کے افکار باطلہ کا بھرپور تعاقب کیا۔ یہاں تک کہ مرزا قادیانی اور مدیران سراج الاخبار مولانا فقیر محمد جہلمی و مولانا کرم الدین دبیر کے مابین مختلف مقدمات بھی عدالتوں میں زیر بحث رہے جن میں مرزا قادیانی کو کافی کوفت اُٹھانا پڑی بل کہ جرمانہ بھی ہوا۔ ان تمام مقدمات کی کارروائی سراج الاخبار میں ساتھ ساتھ شائع ہوتی رہی۔ بعد میں ان مقدمات کی تفصیل **کاشف اسرارِ نہانی رُوداد مقدمات قادیانی** کے نام سے سراج الاخبار کے ضمیمہ کے طور پر شائع ہوئی۔

۲۵ر دسمبر ۱۹۰۶ء میں رسالہ تازیانۂ نقشبندی بتردید حملۂ قادیانی اخبار کے ضمیمہ کے طور پر شائع ہوا۔ یوں ہی مرزا قادیانی کی موت پر سراج الاخبار نے ایک خاص ضمیمہ **"مرزا قادیانی کی موت کا عبرت ناک نظارہ"** شائع کیا۔

الحمدللہ راقم نے سراج الاخبار کی تقریبا سولہ (۱۶) سال کی فائلوں سے قادیانیت کے متعلق خبروں، رپورٹوں، ضمیموں اور مقالات کو **رد قادیانیت اور سُنّی صحافت** (جلد اول) کے عنوان سے ایک جلد میں جمع کر دیا ہے۔ (یہ کتاب ۳۶۷ صفحات پر مشتمل ہے اور ۲۰۱۵ء میں مکتبہ اعلیٰ حضرت (لاہور) سے شائع ہو چکی ہے۔)

روزنامہ پیسہ (لاہور):

پیسہ اخبار مذہبی اعتبار سے آزاد پالیسی کا حامل تھا لیکن اس کے باوجود اس نے مرزائیت کے رد میں بھرپور کردار ادا کیا، یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کے اخبارات ہمیشہ پیسہ اخبار اور اس کے مدیر مولوی محبوب عالم کے خلاف کچھ نہ کچھ شائع کرتے رہتے۔ قادیانی اخبار البدر ۷ اگست ۱۹۰۴ء میں ایک پورا صفحہ پیسہ اخبار کے مدیر مولوی محبوب عالم کے خلاف شائع ہوا، ۲۴ر مارچ ۱۹۰۴ء کی اشاعت میں پیسہ اخبار کو سلسلہ احمدیہ (مرزائیہ) کا دشمن اور مکذب لکھا، مرزا قادیانی نے اپنے اشتہار "النداء" مطبوعہ اخبار البدر (۴ر مئی ۱۹۰۵ء۔ بار دوم) میں خصوصیت کے ساتھ ایڈیٹر پیسہ اخبار کو متعصب، دانستہ حق کو چھپانے والا لکھا۔ البدر ۳ر اگست ۱۹۰۵ء کی اشاعت میں ہے:

"احمدی برادران پیسہ اخبار کے نام سے بہ خوبی واقف ہیں بالخصوص اس واسطے کہ وہ مدت سے سلسلہ احمدیہ کی مخالفت میں سرگرم حصہ لیتا ہے اور نہ صرف

حصہ لیتا ہے بل کہ اپنی اس کارروائی پر نازاں ہے......

سلسلہ احمدیہ کے ساتھ اس کے سچے دلی عناد کا ایک یہ بھی ثبوت ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے اشتہار النداء میں پیسہ اخبار کی مخالفت کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا تھا اور نیز ایک اور تحریر میں فرمایا تھا کہ پیسہ اخبار کی بار بار کی خلاف بیانی اور عوام کو دھوکا دینے کی نسبت بجز اس کے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ مولوی نورالدین نے سچ فرمایا کہ مخالفت تو اور اخبار والوں نے بھی کی ہے اور کر رہے ہیں مگر حضرت اقدس نے پیسہ اخبار کی طرف خاص توجہ کی ہے اس میں کوئی بات ہے۔ بات یہی تھی کہ یہ مخالفت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ پیسہ اخبار آسمان پر بھی مخالفین سلسلہ حقہ میں لکھا جائے۔''

البدر ۲۳ر مارچ ۱۹۱۱ء کی اشاعت میں مولوی نورالدین مرزائی کا یہ بیان درج ہے:

''پیسہ اخبار کے چند مخالفانہ مضمون حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش ہوئے، فرمایا یہ ہمارا پکا اور سچا دشمن ہے، ہمیشہ سلسلہ کے خلاف لکھتا رہتا ہے، ہم تو پھر بھی اسے کچھ نہیں کہتے حوالہ بخدا کرتے ہیں، بدی ہے تو اس کے پیش خود آ جائے گی۔''

رسالہ تحفہ حنفیہ (پٹنہ):

انیسویں صدی میں جاری ہونے والا یہ ماہ وار مذہبی رسالہ بہت اہمیت کا حامل رہا ہے اس رسالہ نے برصغیر میں مسلکی بنیادوں پر فرقہ واریت کرنے والی جماعتوں اور مذہبی شخصیتوں کی بھرپور مذمت کی۔ برصغیر کے عظیم عالم دین امام احمد رضا فاضل بریلوی اور ان کے تلامذہ و رفقا کے تحقیقی مقالات اس میں شائع ہوتے رہے۔ مفتی حامد رضا خان فاضل بریلوی کا رسالہ جو کہ بعد میں الصارم الربانی علی اسراف القادیانی کے نام سے معروف ہوا۔ اول بار تحفہ حنفیہ بابت رجب المرجب ۱۳۱۹ھ (۱۹۰۱ء) میں فتوی عالم ربانی بر مزخرفات قادیانی کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اس فتوی پر قادیانی اخبار الحکم نے طویل ریویو لکھا جس کی دو اقساط ۶ر اور ۱۸ر مئی ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئیں جو کہ درحقیقت گالی نامہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا تھا، شاید اسی

لیے مدیر اخبار نے مزید اقساط شائع کرنا مناسب نہ جانا۔

قادیانیت کے رد میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کا تحقیقی مقالہ السوء والعقاب علی المسیح الکذاب اسی رسالہ کے ذوالحجۃ الحرام ۱۳۲۰ھ کے شمارہ سے قسط وار شائع ہوا۔ مرزا قادیانی کے اقوال کفریہ کے اثبات پر فاضل بریلوی کا ایک تحقیقی فتوی اسی رسالہ کی جلد ۸ پرچہ ۹ بابت رمضان ۱۳۲۲ھ میں شائع ہوا۔

رسالہ قہر الدیان علی مرتد بقادیان (بریلی):

یہ رد قادیانیت میں نکلنے والا پہلا باضابطہ ماہ وار رسالہ ہے۔ مولانا حسن رضا خان نے ستمبر ۱۹۰۵ء کو بریلی سے اس ماہ وار رسالہ کا اجرا کیا۔ قہر الدیان علی مرتد بقادیان اس کا تاریخی نام ہے، مولانا خود اس کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس رسالہ کا مقصد صرف مرزا اور مرزائیاں کا ردّ اور ان کے اُن ناجائز حملوں کا دفع ہوگا جو انہوں نے عقائد اسلام و انبیاے کرام خصوصاً سیدنا عیسیٰ و حضرت مریم وخود حضور سید الانام حتی کہ رب العزۃ ذوالجلال والاکرام پر کیے ہیں۔

(قہر الدیان، جلد ۱، ص: ۱۸)

ہفتہ وار اخبار اہل فقہ (امرتسر):

مولانا غلام احمد اخگر حنفی نقش بندی مجددی نے اگست ۱۹۰۶ء کو پنجاب کے مشہور شہر امرت سر سے ہفت روزہ اخبار اہل فقہ کا اجرا کیا۔ یہ اخبار ہر جمعہ کے روز منشی نبی بخش کے مطبع خادم پنجاب (امرت سر) سے شائع ہوتا تھا، لیکن ۱۹۰۸ء میں اخبار نے اپنا مطبع بنام مطبع اخبار اہل فقہ قائم کیا تو پھر اس کی اشاعت مطبع اہل فقہ سے ہوتی رہی۔ ابتدائی طور پر صفحات کی تعداد آٹھ تھی لیکن مقبولیت کے سبب ایک سال بعد یعنی ۱۹۰۷ء میں ہی صفحات کی تعداد بارہ (۱۲) ہو گئی۔ یہ اخبار مولانا اخگر کی علالت کے سبب ۱۴/۱۹۱۳ء میں بند ہو گیا۔

اس اخبار میں مرزائیت کی تردید میں شائع ہونے والے مضامین کو ہم نے اپنی کتاب رد قادیانیت اور سُنّی صحافت جلد دوم میں جمع کیا جو کہ اکبر بک سیلرز، اردو بازار، لاہور سے شائع ہو چکی ہے۔

رسالہ شمس الاسلام (بھیرہ):

جون ۱۹۲۵ء میں بگوی برادران (مولانا ظہور بگوی، مولانا نصیر الدین بگوی، مولانا محمد یحییٰ بگوی) نے اختر پریس، سرگودھا سے یہ رسالہ جاری کیا۔ رسالہ کے سرپرست خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی تھے اس کے مقاصد میں متوسلین سیال شریف کا اتحاد، برادران سلسلہ کی تربیت، مسلمانوں کی عمومی اخلاقی اور سماجی اصلاح کے علاوہ مخالف اسلام فرقوں کے حملوں کا دفاع تھا، تحریک خلافت کے متعلق خبریں اور مضمون بھی شائع ہوتے تھے، یہ سلسلہ ۱۹۲۷ء تک جاری رہا۔

ڈاکٹر انوار احمد بگوی نے **اشاریہ شمس الاسلام** میں پانچ اَدوار کا ذکر کیا ہے، دورِ اول میں ماہ نامہ **ضیائے حقیقت** کا ذکر کیا ہے جو کہ ۱۹۲۰ء میں بگوی برادران نے جاری کیا لیکن یہ رسالہ کچھ عرصہ بعد بند ہو گیا۔ دورِ ثانی میں رسالہ **شمس الاسلام** کا اجراء جون ۱۹۲۵ء تا ۱۹۲۷ء، دورِ ثالث جنوری ۱۹۳۰ء تا مارچ ۱۹۴۵ء، دورِ چہارم اپریل ۱۹۴۵ء تا دسمبر ۱۹۷۵ء اور دورِ پنجم جنوری ۱۹۷۶ء تا ایں دم شامل ہیں۔ اس دوران رسالہ کے قلمی اور علمی معاونین میں سید نذیر الحق میرٹھی، مولوی رحمت اللہ ارشد جامعی، مولانا افتخار احمد بگوی، پیرزادہ بہاء الحق قاسمی، مفتی سید سیاح الدین کاکاخیل، ڈاکٹر انوار احمد بگوی، صاحب زادہ لمعات احمد بگوی وغیرہ شامل ہیں۔ ڈاکٹر انوار احمد بگوی لکھتے ہیں:

> ''**شمس الاسلام** ہمیشہ غیر سیاسی رہا، کسی سیاسی جماعت یا گروہ کا کبھی ہم نوا نہ رہا لیکن جہاں حق وصداقت کی بات کہنا پڑی اس نے جھجک اور ہچکچاہٹ کے بغیر اپنا موقف کھل کر بیان کیا......
>
> دین کی خدمت اور اشاعت میں سُنّی اور حنفی ہوتے ہوئے بھی شمس الاسلام نے گروہی اور جماعتی صحافت سے ہمیشہ اجتناب کیا ہے۔ دیو بندی، بریلوی، حنفی، اہل حدیث، مقلد، غیر مقلدان بحثوں سے رسالہ ہمیشہ بچتا رہا، البتہ سوادِ اعظم کے منافی اور قرآن وسنت سے متعارض عقائد، نظریات اور تاریخی واقعات کے بارے میں **شمس الاسلام** نے وہی بات کہی جو حق اور حقیقت پر مبنی تھی۔'' (اشاریہ ماہ نامہ شمس الاسلام: ۱۵)

اس رسالہ نے پانچوں اَدوار میں مرزائیت کا بھرپور رد کیا، مضامین کی تفصیل ڈاکٹر انوار احمد بگوی کی مرتبہ کتاب اشاریہ **شمس الاسلام** اور راقم کی کتاب **رد قادیانیت میں صحافت کا حصہ** [۱۸۸۵ء تا ۲۰۱۷ء] میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ مرزائیت کے رد میں خصوصی نمبر بھی نکالے گئے جن کی اشاعتی تفصیل یوں ہے:

۱۔ برق آسمانی برخرمن قادیانی نمبر (1932ء/1350ھ)

۲۔ قادیان نمبر (1351ھ/1933ء)

۳۔ ختم نبوت نمبر

اخبار الفقیہ (امرتسر):

اخبار **الفقیہ** (امرتسر) سرزمین پنجاب سے جاری ہونے والا واحد اخبار تھا جس کا حلقۂ قارئین ہندوستان بھر کے علاوہ بنگال، برما، سری لنکا، ریاست ہائے بہاول پور اور بلوچستان کے دور اُفتادہ قصبوں تک وسیع تھا۔ ہندوستان بھر میں جنم لینے والی ملکی، صوبائی، علاقائی، سماجی، فلاحی، سیاسی، مذہبی تنظیموں، تحریکوں اور انجمنوں کے اغراض و مقاصد و سرگرمیوں کے نشر و ابلاغ میں ربع صدی سے زائد [تقریباً 35 برس تک] بھرپور کردار ادا کرنے والا یہ اخبار ۵/جولائی ۱۹۱۸ء میں حکیم معراج دین امرتسری کی زیر ادارت جاری ہوا۔

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری نے جو کہ **الفقیہ** کے مالک و مدیر حکیم معراج دین صاحب کے شیخ طریقت بھی تھے۔ نہ صرف **الفقیہ** کی سرپرستی قبول فرمائی بلکہ اپنے مریدین، محبین، متعلقین کو بایں الفاظ '**الفقیہ**' کو خریدنے اور پڑھنے کی ہدایت کی:

> ''فقیر کے یارانِ طریقت میں جو آدمی اُردو پڑھ سکتا ہے اُسے لازم ہے کہ اخبار **الفقیہ** اور رسالہ **انوار الصوفیہ** ضرور خرید کر پڑھے اور جو اُردو پڑھنے والا ان دونوں پرچوں کو نہ خریدے اور نہ پڑھے اس کو فقیر سے کوئی تعلق نہیں۔''
>
> (الفقیہ، ۵/جون ۱۹۱۹ء)

الفقیہ نے اپنے دَور میں فتنۂ مرزائیت کی کارروائیوں پر کڑی نگاہ رکھتے ہوئے ہر لحاظ سے اس کا رد کیا جس کا مفصل ذکر ہم نے اپنے مقالہ ''**فتنۂ مرزائیت اور اخبار الفقیہ**'' میں کیا جو کہ پاک و ہند کے کثیر ماہناموں میں شائع ہو چکا ہے اور اب ان مقالات/مراسلات پر مشتمل

ہماری کتاب ''ردقادیانیت اور سُنّی صحافت'' جلد چہارم ان شاء اللہ جلد طبع ہوگی۔

اخبار اہل حدیث (امرتسر):

اس اخبار نے مختلف موضوعات پر مرزا قادیانی کے رد میں خاصا کام کیا۔ڈاکٹر بہاء الدین نے اپنی کتاب ''تحریک ختم نبوت'' کی جلد ۲۰،۲۴،۲۶،۳۱،۳۲ اور ۳۳ اسی اخبار سے ماخوذ کی ہیں۔علاوہ ازیں مذکورہ کتاب کی جلد۳ ص ۱۲۴ تا ۱۳۲، جلد ۱۴ صفحہ ۳۷۶ تا ۵۳۵ اور جلد ۱۵ صفحہ ۳۳۲ تا ۵۲۱ پر بھی اخبار اہل حدیث کی خبریں متعلقہ قادیانیت کو نقل کیا گیا ہے۔ایڈیٹر اخبار اہل حدیث مولوی ثناء اللہ امرت سری نے مرزا قادیانی کے رد میں درج ذیل کتب بھی تحریر کیں:

۱۔الہامات مرزا،۲۔شاہ انگلستان اور مرزا قادیان،۳۔تاریخ مرزا،۴۔نکات مرزا،

۵۔عقائد مرزا،۶۔عجائبات مرزا،۷۔قادیانی حلف کی حقیقت

۸۔رسالہ فسخ نکاح مرزائیاں

ایک ماہ وار رسالہ 'مرقع قادیانی' بھی جاری کیا،مولوی ثناء اللہ امرتسری اپنے لیے ''فاتح قادیان'' کا خطاب بھی استعمال کرتے تھے لیکن اس قدر اہتمام کے باوجود ہمیں یہ جان کر نہایت حیرت ہوئی کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری مرزا قادیانی اور اس کے معتقدین کو ایک ''مسلمان فرقہ'' سمجھتے تھے اور ان سے عقد مناکحت کو جائز قرار دیتے تھے۔مولوی ثناء اللہ امرتسری رسالہ **فسخ نکاح مرزائیاں** کی تصنیف تک (غالباً ۱۹۲۰ء) مرزائیوں کے ساتھ نکاح کے جواز کے قائل رہے۔ چناں چہ مکتب دیو بند سے تعلق رکھنے والے ایک مصنف حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے اپنی کتاب **تاریخ ختم نبوت** کے صفحہ ۳۱۹ سے اخیر کتاب تک اس بارے نہایت مدلل کلام کیا ہے اور کتاب کے اخیر میں اخبار اہل حدیث کے متعدد صفحات کا عکس لگا کر اپنے موقف کو مضبوط انداز میں پیش کیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے کتاب **تاریخ ختم نبوت** مولفہ حبیب الرحمٰن لدھیانوی مطبوعہ رئیس الاحرار اکیڈمی (محلہ خالصہ کالج،فیصل آباد،پاکستان) سنہ اشاعت اپریل ۲۰۰۵ء

روزنامہ زمیندار (لاہور):

مولانا ظفر علی خان نے مرزا قادیانی کے رد میں کئی نظمیں لکھیں جو کہ اکثر اخبار زمیندار میں شائع ہوتیں۔یوں ہی ایک مستقل کتاب ''ارمغانِ قادیان'' تحریر کی،اس کے علاوہ دیوانِ

ظفر علی خان میں بھی قادیانیت کے رد میں اشعار جا بجا پائے جاتے ہیں۔ ایک شعر ملاحظہ ہو:

قادیاں مردہ ہے اور زندۂ جاوید ہوں میں
عشق قرآں سے مجھے اس کو ''براہین'' سے ہے

(دیوان ظفر علی خان: ۱۳)

اگست ۱۹۳۷ء میں مولانا ظفر علی خان نے مرزائیت کے رد میں اخبار زمیندار کا ایک خاص نمبر بنام ''قادیان نمبر'' نکالا۔

مجلس مرکزیہ حزب الانصار (بھیرہ، پنجاب) کے جلسہ منعقدہ ۱۲/ مارچ ۱۹۵۰ء کے آخری اجلاس میں مولانا ظفر علی خان اور ان کے اخبار زمیندار (لاہور) کی تردید قادیانیت کے متعلق خدمات پر مولانا افتخار احمد بگوی کی زیر صدارت درج ذیل قرارداد منظور کی گئی:

''مجلس مرکزیہ حزب الانصار کا یہ عظیم الشان سالانہ اجلاس پنجاب کے مسلم پریس اور خاص کر اخبار زمیندار لاہور کی ان مذہبی خدمات کا اعتراف کرتا ہے جو وہ مرزائیوں کی پاکستان دشمنی اور جاسوسانہ سرگرمیوں کو طشت از بام کرنے اور عامۃ المسلمین کو مرزائیوں کی شیطانی چالوں سے آگاہ کرنے کے سلسلہ میں انجام دے رہا ہے۔'' (تذکار بگویہ، جلد۲، صفحہ: ۲۳۲)

رسالہ مرقع قادیانی (امرتسر):

مولوی ثناء اللہ امرتسری مدیر اخبار اہل حدیث، امرتسر نے جون ۱۹۰۷ء میں مرزا قادیانی کے عقائد و نظریات کی تردید کے لیے مختص ایک ماہ وار رسالہ کا اجرا کیا جو کہ اکتوبر ۱۹۰۸ء تک جاری رہا۔ یہ ماہ وار رسالہ ثنائی برقی پریس امرتسر میں باہتمام ابو رضا عطاء اللہ پرنٹر و پبلشر چھپتا اور دفتر مرقع، کٹڑہ بھائی امرت سر سے شائع ہوتا تھا۔

اس رسالہ کا دوبارہ اجراء اپریل ۱۹۳۱ء میں ہوا اور ۱۹۳۳ء تک شائع ہوتا رہا، پھر بند ہو گیا۔ تحریک ختم نبوت مرتبہ ڈاکٹر بہاء الدین کی جلد ۲۱ میں اس رسالہ کے مقالات (بہ قول مرتب ''مناسب قطع و برید'' کے ساتھ) شامل ہیں۔ اس رسالہ نے مرزائیت کے رد میں کچھ خاص شمارے بھی نکالے جو کہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ بطالت مرزا نمبر

۲۔ خلیفہ قادیانی کی طرف سے تفسیر نویسی کا چیلنج اور فرار۔ خاص نمبر

۳۔ ضرورت مسیح ۔ خاص نمبر

اس رسالہ کے اجرا پر قادیانی اخبار البدر نے یوں تبصرہ کیا:

''ثناء اللہ صاحب امرت سری نے اپنے نامہ اعمال کی سیاہی کو روشن کرنے اور اس کے حجم کو موٹا کرنے کے لیے اور دنیا پر یہ ثابت کرنے کے لیے کہ مامور من اللہ کے مقابل میں ہر قسم کی کوشش عبث جاتی اور آخر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ ایک رسالہ اس نام [**مرقع قادیانی**] کا ماہ وار نکالا ہے، دو نمبر چھپ چکے ہیں۔ طرز استدلال ایسا بھونڈا اور دلائل ایسے کمزور ہیں کہ میرے خیال میں جواب کی بھی بہت کم ضرورت ہے۔'' (اخبار البدر، ۲۵ر جولائی ۱۹۰۷ء)

اخبار شحنۂ ہند (میرٹھ):

یہ رسالہ قادیانیت کے رد میں ہفتہ وار شائع ہوتا رہا۔ اس اخبار کے ایڈیٹر مولوی احمد حسن شوکت میرٹھی تھے۔ حال ہی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے **'احتساب قادیانیت'** کی جلد 58 میں اس کے متفرق شماروں سے اخذ کردہ خبریں و رپورٹیں شائع کی ہیں، نیز ڈاکٹر بہاء الدین نے **تحریک ختم نبوت** کی جلد ۲۹، ۳۰، ۳۴ اور ۳۵ میں اس کے مندرجات کو شامل کیا ہے۔ چند سال قبل ہمیں **شحنۂ ہند** کے کچھ شمارے جامعہ اشرفیہ، لاہور کی لائبریری اور سلفیہ لائبریری ، لاہور میں دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ۱۹۰۰-۱۹۰۲ء کے کچھ شمارے پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کے نام انتساب کیے گئے تھے لیکن مذکورہ دونوں کتب میں ہمیں یہ انتساب نظر نہیں آیا۔

تحریک ختم نبوت مرتبہ ڈاکٹر بہاء الدین کی جلد ۶ صفحہ ۵۳۰، جلد ۸ صفحہ ۱۷۰ اور جلد ۲۵ صفحہ ۴۳۸ پر بھی اس رسالہ کی خبریں منقول ہیں۔

ضمیمہ شحنۂ ہند میں شائع ہونے والے مضامین کی تردید میں قادیانی اخبار **البدر** سہ ماہی رپورٹ شائع کیا کرتا تھا، اسی طرح قادیانی اخبار **الحکم** نے بھی **شحنہ ہند** کی تردید میں کئی صفحات سیاہ کیے ہیں چناں چہ **الحکم** مورخہ ۱۷ر جنوری ۱۹۰۲ء کے سرورق پر جلی الفاظ میں یہ سرخی درج ہے:

''شحنۂ ہند کا ایڈیٹر اور اس کے اعوان اگر اب بھی نہ سمجھیں تو پھر ان سے خدا سمجھے۔اتقوا اللہ ان کنتم مومنین''

قادیانی اخبار اپنی تحریرات میں ضمیمہ شحنۂ ہند کو ''ذمیمہ'' کے لفظ سے مخاطب کرتے تھے جیسا کہ اخبار الحکم ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۲ء میں ہے۔

بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ ضمیمہ شحنۂ ہند نے اگر چہ مرزا قادیانی کے رد میں کئی مضامین شائع کیے لیکن ان کے علمی معیار کا وہ خود بھی شاکی رہا چناں چہ ۲۴ر جنوری ۱۹۰۳ء کی اشاعت میں مدیر کی طرف سے یہ اعلان شائع ہوا (جسے قادیانی اخبار البدر نے بھی شائع کیا):

''شحنۂ ہند میں میرزا جی کے خلاف بیسیوں مضامین آرہے ہیں جن کا نہ اِملا درست ہے نہ اِنشا اور ہم کو اتنی فرصت نہیں کہ ان میں اِصلاح دیں یا ازسرِ نو لکھیں اور بات یہ ہے کہ مجدد کو مضامین کی ضرورت نہیں وہ ایک گھنٹہ میں تمام ضمیمہ کو اپنی قلم سے معمور کر سکتا ہے البتہ خریداروں کی ضرورت ہے۔ پس جو حضرات مضمون بھیجیں خریدار ہونا اور خریداروں کو پیدا کرنا اپنا پہلا فرض سمجھ لیویں۔ خریداروں اور معائنوں کا بے شک حق ہے کہ ضمیمے میں مضامین دیں مگر ٹھیک واقعات ہوں نہ کہ محض خلاف واقعہ، لغویات، خرافات جیسا بعض چلتے پرزے اخباروں میں اہل ندوہ کا قادیان جانا لکھ مارا جو بالکل غلط ہے۔ یہ مضمون ہمارے نام بھی آیا تھا مگر ہم نے شائع نہ کیا کیوں کہ ہم کو اصل حقیقت معلوم تھی۔ علیٰ ہذا اس ہفتے کسی بدمعاش نے ہوشیار پور سے ایک بے معنی طومار لکھ بھیجا جس میں میرزا اور میرزائیوں کو مغلظ گالیاں دینے کے سوا کچھ بھی نہیں، دلائل سے دعووں کو توڑنا چاہیے نہ کہ گالیوں سے۔''

(بحوالہ اخبار البدر مورخہ ۲۰ر فروری ۱۹۰۳ء)

اخبار چودھویں صدی (راول پنڈی):

یہ اخبار پہلے کچھ سال تک ہفتہ وار نکلتا رہا، فروری ۱۹۱۰ء میں ماہوار ہو گیا۔ مرزا قادیانی کے نظریات کی تردید میں پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کی پہلی تالیف شمس الھدایہ فی اثبات حیات المسیح کی کتابت اخبار چودھویں صدی کے کاتب منشی عبدالجبار نے کی۔ مرزا قادیانی

کی طرف سے دعوت برائے تفسیر نویسی کے جواب میں پیر صاحب کا جواب بھی اسی اخبار نے بہ طور ضمیمہ شائع کیا۔ (مہر منیر:۲۱۹)

لاہور میں پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کے مقابلہ میں مرزا قادیانی نے جب راہِ فرار اختیار کیا تو مرزائیوں نے اس داغ کو دھونے کے لیے مختلف حیلے بہانے تراشے، جن کا تعاقب مولوی امام الدین گجراتی نے کیا۔ مولوی صاحب اور مرزا قادیانی کے مابین کئی خطوط کا تبادلہ ہوا۔ یہ سلسلۂ خط وکتابت اخبار **چودھویں صدی** اکتوبر ۱۹۰۰ء میں قسط وار شائع ہوتا رہا، بعدازاں ۱۹۰۱ء میں کتابی صورت میں بہ نام **راست بیانی بر شکست قادیانی** کے نام سے شائع ہوا۔ (تحریک ختم نبوت جلد ۶،ص:۵۳۵)

۱۵/اکتوبر ۱۹۰۰ء کو اخبار **چودھویں صدی** نے ایک مضمون **"مرزا قادیانی اور پیر مہر علی شاہ صاحب"** شائع کیا تو قادیانیوں نے اس کے جواب میں ایک طویل مضمون قادیانی اخبار **الحکم** مورخہ ۲۴/اکتوبر ۱۹۰۰ء میں شائع کیا اور ایڈیٹر **الحکم** نے اس مضمون پر یہ نوٹ لکھا:

> "(اخبار) **چودھویں صدی** کے جواب میں جو حصہ ہے وہ کم از کم تین مرتبہ پڑھا جائے۔"

اخبار **چودھویں صدی** کے شمارہ بابت ۸/ستمبر ۱۹۰۱ء میں مرزا قادیانی کے ایک حواری میاں عبدالکریم کی تردید میں ایک مضمون **"مرنج ومرنجان پر میاں عبدالکریم قادیانی کی غلط فہمی"** شائع کیا گیا۔

اپریل ۱۹۰۳ء کی اشاعت میں برٹش گورنمنٹ کو تعطیل جمعہ کے بارے قادیانیوں کی جانب سے بھیجے گئے میموریل پر تردیدی نوٹ شائع ہوا۔

مولانا محمد حسن فیضی نے **مرزا قادیانی** کے سامنے جو عربی زبان میں ایک **قصیدۂ بے نقط** پیش کیا اور مرزا اس کا ترجمہ کرنے سے عاجز رہا، اخبار **چودھویں صدی** نے بھی وہ قصیدہ شائع کیا۔

تائید الاسلام (ماہ وار)/ لاہور، پنجاب

بابو پیر بخش بھاٹی دروازہ، لاہور کے رہنے والے اور محکمہ ڈاک میں ملازم تھے. فروری ۱۹۱۲ء میں پوسٹ ماسٹر کے عہدہ سے سبکدوش ہوئے. انجمن تائید الاسلام کی بنیاد رکھی اور

تائید الاسلام کے نام سے ہی ایک ماہ نامہ جاری کیا جو تاحیات شایع ہوتا رہا۔

ماہ نامہ تائید الاسلام کی تقریباً ہر اشاعت عقیدۂ ختم نبوت کی حقانیت، قادیانی عقیدہ وفاتِ مسیح عیسیٰ علیہ السلام کی تردید، انکار ختم نبوت جیسے باطل نظریات کے رد کے حوالہ سے ہوتی تھی۔ بیشتر تحریریں مدیر انجمن کی تصنیف کردہ ہوتی تھیں، چند اشاعتوں کے خاص نمبر یوں تھے۔

۱- ۱۹۱۸ء بشارت محمدی فی ابطال غلام احمدی

۲- ۱۹۲۰ء کرشن قادیانی

۳- فروری، ۱۹۲۱ء فسخ نکاح کے مقدمات کی حکم نقل

۴- جولائی ۱۹۲۱ء مباحثہ حقانی فی ابطال رسالت قادیانی

۵- ۱۹۲۱ء کاشف مغالطہ قادیانی فی ردّ نشان آسمانی
مصنف: چودھری محمد حسین، ایم اے

۶- ستمبر ۱۹۲۲ء تحقیق صحیح فی قبر مسیح

۷- ۱۹۲۲ء تردید نبوت قادیانی فی جواب النبوۃ فی خیر الامت

۸- ۱۹۲۲ء کھلی چھٹی، مجدد کون ہوسکتا ہے

درج ذیل نمبروں کی تاریخ اشاعت معلوم نہ ہوسکی؛

۹- نزول عیسیٰ علیہ السلام، ۱۰- حیات مسیح نمبر ۷،

۱۱- حربۂ محمدیہ در اثبات کذب مرزا

۱۲- بحث مجدد اور کذب مرزا، ۱۳- ہینڈ بل نمبر ۲۴ کا جواب

☆

(IV)

نوائے وقت

معروف صحافی حمید نظامی مرحوم نے چند احباب کی معاونت سے ۲۳ر مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور سے ابتدائی طور پر پندرہ روزہ اخبار **نوائے وقت** کا اجراء کیا۔ مبشر حسن، پروفیسر یوسف سلیم چشتی، شیخ رحمٰن، شیخ عطاء اللہ سجاد، ڈاکٹر محمد باقر، میاں بشیر احمد ان کے قلمی معاون تھے۔ ۲۲ر جولائی ۱۹۴۴ء تک **نوائے وقت** کی پیشانی پر بہ طور مدیر چودھری رحمت اللہ اسلم کا نام شائع ہوتا رہا ، کیوں کہ **نوائے وقت** کا ڈیکلریشن ابتدائی طور پر ان کے نام ہی تھا، بعد میں حمید نظامی مرحوم کے نام منتقل ہوا۔

ابتدائی اشاعتوں میں **نوائے وقت** کے مرکزی صفحہ پر علامہ اقبال کا یہ شعر درج ہوتا تھا؛

نوا را تلخ ترمی زن چو ذوق نغمہ کم یابی
حدی را تیز ترمی خوان چو محمل را گراں بینی

یکم جون ۱۹۴۲ء کو **نوائے وقت** ہفتہ وار بنیادوں پر نکلنے لگا لیکن کچھ ہی عرصہ بعد ۲۲ر جولائی ۱۹۴۴ء سے یہ روزنامہ بن گیا۔ روزنامہ اخبار کے ٹائٹل کے اوپر **"بیادگار حکیم الامت علامہ اقبال"** لکھا ہوتا تھا۔ ۱۲ر نومبر ۱۹۴۹ء کو **نوائے وقت** کی ملکیت حمید نظامی اور حامد محمود کی مشترکہ کمپنی **نوائے وقت پبلی کیشنز لمیٹڈ** کے نام منتقل ہوگئی۔ حمید نظامی اور شیخ حامد محمود کے باہم اختلاف کے بعد **نوائے وقت پرنٹرز** شیخ حامد محمود اور **نوائے وقت پبلی کیشنز** حمید نظامی کے حصہ میں آیا۔

قیام پاکستان کے بعد **نوائے وقت** اور پنجاب کی صوبائی حکومت (وزیر اعلیٰ ممتاز دولتانہ) کے مابین خاصی کشیدگی رہی جس کا خمیازہ **نوائے وقت** کو یوں بھگتنا پڑا کہ ۱۱ر اپریل ۱۹۵۱ء کو **نوائے وقت** کا ڈیکلریشن منسوخ کر دیا گیا۔ حمید نظامی مرحوم نے مئی ۱۹۵۱ء میں ایک اور اخبار روزنامہ **جہاد** نکالنا شروع کر دیا۔ ستمبر میں روزنامہ **نوائے پاکستان** کا اجراء کیا جس کا ڈیکلریشن

حاجی شریف کے نام تھا۔**نوائے وقت** کا ڈیکلریشن بحال ہونے کے بعد ۱۵/ مارچ 1952ء سے دوبارہ اشاعت شروع ہوئی۔ جو کہ اب تک جاری ہے۔

۲۲/فروری ۱۹۶۲ء میں اردو صحافت میں انقلاب برپا کرنے والے عظیم صحافی حمید نظامی کا وصال ہوگیا۔ ان کے بعد **نوائے وقت** کی ادارتی ذمہ داری مجید نظامی نے سنبھال لی۔ اس دور میں **نوائے وقت** نے ترقی کی کئی منازل طے کیں اور لاہور، کراچی، راول پنڈی/ اسلام آباد اور ملتان سے بیک وقت شائع ہونے لگا۔ اس کے علاوہ ہفتہ وار سنڈے **میگزین**، **ہفتہ وار ندائے ملت**، **ہفتہ وار فیملی میگزین**، ماہانہ **پھول میگزین** کئی سالوں سے باقاعدہ شائع ہو رہے ہیں۔ نیز چند سالوں سے **نوائے وقت نیوز گروپ** نے الیکٹرونک میڈیا میں قدم رکھا اور ایک **چینل وقت** کا اجراء کیا۔ مجید نظامی کا وصال ۲۶/ جولائی ۲۰۱۴ء کو ہوا اور ان کے بعد **نوائے وقت** کی ادارت ان کی صاحب زادی رمیزہ مجید نظامی نے سنبھال لی۔

☆

تحریک پاکستان میں **نوائے وقت** کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہے، **نوائے وقت** نے مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کے لیے مسلم رائے عامہ کی تشکیل و تعمیر میں مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ نیز نفاذ اسلام، اعلائے کلمۃ الحق، نظریۂ پاکستان، علاقائی ثقافت، ملی غیرت و حمیت و اسلامی اقدار کے تحفظ اور فروغ کے لیے جو کردار ادا کیا وہ بلاشبہ بے مثال ہے۔

نوائے وقت نے بلاشبہ اُردو صحافت کے معیار کو بہتر بنایا اور اس کو درجۂ استناد تک پہنچایا۔ آغا شورش کاشمیری لکھتے ہیں:

> ''(حمید نظامی) نے اُردو صحافت کا مزاج ہی بدل ڈالا ہے۔ اس سے پہلے اُردو اخباروں کو خبروں کے لحاظ سے ساقط الاعتبار سمجھا جاتا تھا لیکن **نوائے وقت** نے اس نظریے پر خطِ تنسیخ کھینچا ہے اور اس کی خبروں کو وہی اہمیت دی جاتی ہے جو انگریزی اخباروں کو حاصل ہے اور جہاں تک اس کے اِداریے کا تعلق ہے ہر کہیں توجہ سے پڑھا جاتا ہے۔ غیر ملکی سفارت خانے اس کو ملکی حالات کی جان دار آواز سمجھتے ہیں، ملک کی حاکمیت اس کو کاملاً حزب اختلاف سمجھتی ہے، کئی وزیر اس کی گرفت سے کانپتے ہیں، عوام میں اس کے لیے عزت ہے اور خواص اس کو اپنے ذہنی

محسوسات کا عکاس سمجھتے ہیں۔

نوائے وقت واحد اخبار ہے جس کا ہر دائرہ فکر میں ہر صبح انتظار ہوتا ہے اور اس کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے پنجاب میں پاکستان کا سیاسی ذہن اُستور کیا اور آج پاکستان میں وہ حزب اختلاف کا قومی نقیب ہے۔'' (قلمی چہرے، ص ۱۰۰، مرتبہ ابوسلمان شاہ جہان پوری، ناشر مجلس یادگار شورش، ۱۹۹۹)

نوائے وقت نے ملت اسلامیہ کے کرب و اضطراب کو محسوس کرتے ہوئے ہمیشہ اپنے اِداریوں، مراسلات، کالم، و دیگر مقالات کے ذریعے ہر دردِ دل رکھنے والے مسلمان کے دلی جذبات کی ترجمانی ہے۔ مسئلہ کشمیر ہو یا فلسطین یا دیگر ملّی، مذہبی وسماجی ومعاشرتی مسائل۔نوائے وقت نے ہمیشہ مظلوموں کی ترجمانی کا حق ادا کیا ہے۔

مسئلہ ختم نبوت پر نوائے وقت نے جس قدر مذہبی حمیت وغیرت کا ثبوت دیا وہ بلاشبہ بے مثال ہے اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ نوائے وقت کی موجودہ وآیندہ انتظامیہ اپنی روایت کو برقرار رکھے گی۔

☆

نوائے وقت پر تحقیقی کام کی تفصیل

۱۔نگارشات حمید نظامی از پروفیسر احمد سعید مطبوعہ مکتبہ ندائے ملت، لاہور

۲۔شناسانِ حمید نظامی، اس کتاب میں ڈاکٹر اجمل نیازی اور حیدر رضا رومی نے حمید نظامی کے بارے میں ان کے احباب کے تاثرات جمع کیے ہیں۔

۳۔نشان منزل از بیگم محمودہ نظامی، اس کتاب میں حمید نظامی کی ڈائری کے چند صفحات اور بعض خطوط جمع کیے گئے ہیں۔

۴۔حمید نظامی از شورش کاشمیری، ادارہ چٹان، لاہور

۵۔حمید نظامی کے وصال پر نوائے وقت نے ایک خصوصی شمارہ ''حمید نظامی نمبر'' فروری 1969ء میں شائع کیا۔

۶۔حمید نظامی کے کالم مرتبہ پروفیسر احمد سعید، مطبوعہ مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، مارچ 2006ء

۷۔ **حمید نظامی بہ حیثیت صحافی** (مقالہ برائے پی ایچ ڈی) از فوزیہ اسحاق، زیرنگرانی پروفیسر ڈاکٹر سید مسکین علی حجازی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

۸۔ **اشاریہ نوائے وقت ۱۹۴۴ تا ۱۹۴۸ء** مرتبہ سرفراز حسین مرزا

۹۔ **تحریک پاکستان۔سیاسیات برصغیر اور نوائے وقت (متفرق اداریے/شذرات)** مرتبہ سرفراز حسین مرزا مطبوعہ پاکستان سٹڈی سنٹر، پنجاب یونیورسٹی لاہور۔اس کتاب میں نوائے وقت کے متفرق اداریے وشذرات ۱۹۴۴ء تا ۱۹۴۷ء جمع کیے گئے ہیں۔

۱۰۔ **نوائے وقت، قائداعظم سے مادرملت تک** از خالد کاشمیری مکتبہ ندائے ملت ۴ شارع فاطمہ جناح، لاہور، سال اشاعت مارچ ۱۹۹۹ء

۱۱۔ **ایٹمی دھماکہ میں نوائے وقت کا کردار** از خالد کاشمیری، مکتبہ ندائے ملت، لاہور سال اشاعت مئی ۱۹۹۹ء

۱۲۔ **اقبالیاتِ نوائے وقت** از پروفیسر احمد سعید، مطبع غلام علی اینڈ سنز، لاہور۔سال اشاعت ۲۰۱۵ء

۱۳۔ **استحکام پاکستان اور روزنامہ نوائے وقت** (۱۹۴۸ء تا ۱۹۹۸ء) ۔۲۳ مارچ اور ۱۴ اگست کے منتخب اداریے، پاکستان سٹڈی سنٹر، حمید نظامی چیئر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، سال اشاعت ۱۹۹۹ء

۱۴۔ **تحریک پاکستان۔نوائے وقت کے اداریوں کی روشنی میں** (۱۹۴۴ء تا ۱۹۴۷ء) مرتبہ سرفراز حسین مرزا، پاکستان اسٹڈیز سنٹر پنجاب یونیورسٹی، لاہور، اگست ۱۹۸۷ء

۱۵۔ **نوائے وقت کی فرقہ پرستی** کے عنوان سے ایک کتابچہ ایک شیعہ مصنف طالب حسین کرپالوی نے ادارہ جعفریہ دار التبلیغ، افضال روڈ سانده کلاں، لاہور سے شائع کرکے مفت تقسیم کیا۔اس پر سال اشاعت درج نہیں۔سبب تالیف یوں ہے کہ نوائے وقت بابت ۲۶ راپریل ۱۹۸۸ کو جناب بشیر احمد کا ایک کالم شائع ہوا جس کے جواب میں مصنف مذکور نے ۹۶ صفحات پر یہ کتابچہ شائع کیا۔

۱۶۔ **تحریک ختم نبوت اور نوائے وقت** از محمد ثاقب رضا قادری، ناشر دار النعمان، لاہور سال اشاعت ۲۰۱۷ء، تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء و ۱۹۷۴ء کی مکمل رُوداد، نوائے وقت کے شائع

کردہ مقالات، مراسلات، اشتہارات، شذرات/ اداریے اور رپورٹس کا مجموعہ۔

۱۷۔ مسئلہ کشمیر اور نوائے وقت کا کردار (تنقیدی جائزہ ۱۹۹۹-۲۰۰۰ء)، مقالہ نگار بدر منیر حسین، نگران مقالہ ڈاکٹر اے آر خالد برائے ایم اے ابلاغیات پنجاب یونیورسٹی، لاہور

۱۸۔ لاہور کے دو اہم اخبارات نوائے وقت اور جنگ کے ایک سال کے شماروں میں سیاسی و جرائم کی خبروں کی اشاعت کا تقابلی جائزہ، مقالہ نگار نائلہ نورین، نگران مقالہ ڈاکٹر سید مسکین علی حجازی، برائے ایم اے ابلاغیات پنجاب یونیورسٹی برائے سال ۸۲-۱۹۸۳ء

۱۹۔ جنگ اور نوائے وقت لاہور میں صحافتی اخلاقیات کی پابندی کا تقابلی جائزہ (یکم جنوری ۱۹۸۵ء تا ۲۸ رفروری ۱۹۸۵ء) مقالہ نگار محمد طاہر رفیق برائے ایم اے صحافت سال ۱۹۸۵ء، نگران مقالہ مغیث الدین شیخ، پنجاب یونیورسٹی لاہور

۲۰۔ انتخابات ۱۹۸۵ء کے دوران نوائے وقت اور جنگ لاہور کا تقابلی مطالعہ، مقالہ نگار رؤف احمد، برائے ایم اے صحافت، پنجاب یونیورسٹی لاہور

۲۱۔ نوائے وقت اور کشمیر، مقالہ برائے ایم اے کشمیریات سیشن ۱۹۹۷-۱۹۹۹ء، مقالہ نگار امتیاز حسین بھٹی، مقالہ نگار محمد اشرف قریشی، پنجاب یونیورسٹی لاہور

۲۲۔ مسئلہ کشمیر اور نوائے وقت، مقالہ برائے ایم اے کشمیریات سال ۱۹۷۹-۱۹۸۲ء، مقالہ نگار محمد اصغر گوائیہ، نگران مقالہ ڈاکٹر محمد یوسف بخاری، شعبہ کشمیریات اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

۲۳۔ تحریک پاکستان میں نوائے وقت کا کردار، تحقیقی مقالہ برائے ایم اے تاریخ منعقدہ ۱۹۸۰ء، مقالہ نگار محمد اسلم جاوید، نگران مقالہ: میڈم طاہرہ حبیب، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

۲۴۔ نفاذ اسلام کے لیے روزنامہ نوائے وقت اور روزنامہ امروز کا کردار (یکم جنوری ۱۹۸۴ء تا دسمبر ۱۹۸۴ء)، تحقیقی مقالہ برائے ایم اے صحافت سال ۱۹۸۵ء، نگران مقالہ اے آر خالد، مقالہ نگار زاہد مقصود، پنجاب یونیورسٹی لاہور

۲۵۔ نوائے وقت کے کالم نور بصیرت از میاں عبدالرشید کا مجموعہ فیصل آباد کے بزرگ عالم دین مفتی محمد امین نقش بندی (درود پاک کی مشہور کتاب آب کوثر) کے مصنف نے مرتب کر کے شائع کیے۔

☆

نوائے وقت پر ایک الزام کا جائزہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری مولوی اللہ وسایا دیوبندی نے 1950ء کی دہائی کے نوائے وقت پر مرزائیت کے زیر اثر ہونے کا الزام لگایا ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں:

''جب دولتانہ کی وزارت کے دَور میں ختم نبوت کی تحریک منظّم ہوئی اور چل نکلی تو ممدوٹ صاحب اور نظامی صاحب کے دولتانہ صاحب کو گرانے اور پچھاڑنے کا وقت آن پہنچا۔ ویسے بھی نوائے وقت میں مرزائیوں کے شیئرز تھے، مال روڈ لاہور کی دوائیوں کی ایک بہت بڑی دکان فضل دین اینڈ سنز کے مالکان اسی گروہ سے تعلق رکھتے تھے اور وہ نوائے وقت کے حصہ دار تھے، خود نظامی صاحب پر بھی میاں انور علی آئی جی پولیس نے انکوائری کمیشن کے سامنے یہ الزام عاید کیا تھا کہ وہ لاہوری مرزائی ہیں، گو اگلے روز نظامی صاحب نے تردیدی درخواست دی کہ وہ نہ لاہوری اور نہ قادیانی مرزائی ہیں لیکن نوائے وقت پر مرزائیوں کا اثر تھا یہ ایک مسلمہ حقیقت تھی۔ (تحریک ختم نبوت از مولوی اللہ وسایا، ص ۳۴۰)

مولوی مجاہد الحسینی دیوبندی سابق ایڈیٹر روزنامہ آزاد اپنے ایک کالم مورخہ ۲۴ر جنوری ۲۰۱۴ء شائع شدہ روزنامہ پاکستان، لاہور میں مذکورہ الزام کی تردید میں لکھتے ہیں:

''سوال یہ ہے کہ تحریک ختم نبوت کے تاریخ نویس اور عالمی مجلس ختم نبوت کے موجودہ سیکرٹری نشر و اشاعت نے ادارہ نوائے وقت اور فضل دین اینڈ سنز والوں سے رابطہ قائم کر کے ان کے عقائد و نظریات معلوم کرنے کی زحمت گوارا کی تھی؟ جب کہ روزنامہ نوائے وقت کے بانی ایڈیٹر حمید نظامی صاحب اکثر آغا شورش کاشمیری کے دفتر چٹان آیا کرتے تھے اور مجھے بھی اس مجلس میں شریک ہونے کا موقع ملتا رہتا تھا۔ حمید نظامی صاحب نے کبھی قادیانیوں کے حق میں گفتگو نہیں کی تھی، میں

نے جب بھی قادیانیوں کی بدعنوانیوں اور اسلام و ملک دشمنی کا ان سے تذکرہ کیا۔ نظامی صاحب نے **نوائے وقت** میں ہمیشہ قادیانیت کی مخالفت میں لکھا تھا، پنجاب کے گورنر سر فرانسس موڈی نے جب ربوہ کی زمین مرزائیوں کے نام الاٹ کی تھی تو میرے توجہ دلانے پر نظامی صاحب نے **نوائے وقت** میں **''ریاست اندر ریاست''** کے زیرِ عنوان اِداریہ لکھا تھا۔ اس سلسلے میں انھوں نے میرے خط کے جواب میں لکھا تھا کہ جو زمین حکومت نے اپنی حماقت سے مرزائیوں کو الاٹ کر دی ہے، شاید وہ واپس نہ لے سکے۔''

۱۹۵۲ء میں حمید نظامی امریکہ کے دورہ پر تھے، تو وہاں قادیانیوں کی سرگرمیاں دیکھتے ہوئے انھوں نے اپنی ڈائری میں لکھا:

''امریکہ کو دیکھ کر اس قول کی تصدیق ہو جاتی ہے ''ان لوگوں کے پیٹ بھرے ہوئے ہیں مگر ان کی روح بھوکی ہے۔'' یہ لوگ روحانی سہارے ڈھونڈ تے ہیں۔ میں نے چند روزہ قیام میں یہی دیکھا کہ مذہب کی جانب رجوع کا جذبہ بڑھ رہا ہے اور گرجوں میں حاضری روز افزوں ہے مگر عیسائیت اب ایک بے جان مذہب ہے۔ یہ لوگ خود محسوس کرتے ہیں کہ یہ مذہب ان کی روحانی تشنگی کی تسکین کا کوئی سامان نہیں کر سکتا۔ اسلام کو ہم مسلمانوں نے مسخ کر دیا مگر ہم مسلمانوں کی تمام کمزوریوں کے باوجود اسلام ایک جان دار مذہب ہے اور اس کی جان دار تعلیمات ایک ایسے امریکی کو جو مادی نظام کی چکا چوند سے گھبرا اُٹھا ہو۔ بڑا اپیل کرتی ہیں۔

افسوس یہ ہے کہ کوئی ادارہ یا گروہ ایسا نہیں جو اسلام کا پیغام اس نئی دنیا تک پہنچائے۔ اسلامی ملکوں کے جو نمائندے یہاں آتے ہیں الّا ماشاءاللہ وہ اسلام کا کوئی اچھا نمونہ پیش نہیں کرتے۔ ''امریکن عرب'' خود اسلام سے بہت دُور ہیں اور یہاں کوئی اسلامی مشن نہیں ہے۔ البتہ قادیانی جماعت یہاں بھی اپنا کام کیے جا رہی ہے۔ ہم عام مسلمان شور بہت مچاتے ہیں مگر ٹھوس کام نہیں کرتے۔ یہ قادیانی خاموشی سے ہر جگہ اپنا کام کیے جاتے ہیں۔ قادیانیوں کا یہاں ایک چھوٹا سا مرکز ہے اور

سر ظفر اللہ جب کبھی یہاں آتے ہیں سنا ہے اس مرکز میں ایک تقریر ضرور کرتے ہیں۔" (نشانِ منزل، ص ۸۰)

۲۰ رجون ۱۹۵۳ء کے اِداریہ میں مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کے ایک اعلان کے متعلق حمید نظامی مرحوم نے **"مرزا صاحب کا اعلان"** کے عنوان سے ایک اِداریہ لکھا جس کا ایک اقتباس یہاں نقل کیا جاتا ہے (مکمل اِداریہ کتاب کے باب سوم میں ملاحظہ ہو)؛

"ہماری ناچیز رائے میں مرزا صاحب کو غیر مبہم الفاظ میں یہ اعلان کرنا چاہیے؛

ان کی جماعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتی ہے اور اس عقیدہ سے ہم آہنگ ہے کہ محمد رسول اللہ کے بعد تشریعی یا غیر تشریعی ظلّی یا بروزی نبی نہیں آئے گا۔

ہمارے خیال میں یہ اعلان اِبہام کو دُور کرنے میں کامیاب ثابت ہوگا۔

مرزا صاحب کو مسئلہ کے ایک اور پہلو پر بھی غور کرنا چاہیے جس کا تعلق اُن کی جماعت کے عقیدہ سے زیادہ اُس کے طرز عمل پر ہے۔ ہم کوئی ناگوار بات کہہ کر کسی کا دل نہیں دُکھانا چاہتے مگر مرزا صاحب کو اپنی جماعت کے اس طرز عمل میں ترمیم کے مسئلہ پر جو وہ عامۃ المسلمین سے روا رکھتی ہے۔ سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہیے اگر ان کا عقیدہ فی الواقعہ یہی ہے کہ سب کلمہ گو مسلمان ہیں اور ہر عقیدہ کا کلمہ گو امت محمدی کا رکن ہے تو پھر ان کلمہ گوؤں سے عام زندگی میں علاحدگی کیوں؟

ان کے ساتھ نماز پڑھنے سے کیوں احتراز؟

نماز جنازہ سے کیوں گریز؟

شادی بیاہ رشتہ ناطے پر کیوں قدغن؟"

حمید نظامی کے بعد مجید نظامی نے بھی مرزائیت کے بارے میں مسلم امہ کے دوٹوک نظریہ کی بھرپور ترجمانی کی جس کا ثبوت کتاب ہذا کے باب سوم میں نوائے وقت کی رپورٹنگ اور مجید نظامی کے تحریر کردہ اداریوں وشذرات سے بآسانی لگایا جاسکتا ہے۔

مجید نظامی کے دیرینہ رفیق معروف صحافی جمیل اطہر قاضی لکھتے ہیں:

''مسئلہ ختم نبوت پر بھی انھوں (مجید نظامی) نے بے لچک اور واضح حکمت عملی اختیار کی اور ان تمام دینی تحریکوں میں پیش پیش رہے جن کا نصب العین قادیانیوں کو مسلم دھارے سے باہر رکھنا تھا کیوں کہ ان کا اس بات پر پختہ ایمان تھا کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں ہے۔ خود انھوں نے واضح الفاظ میں قادیانیوں کو انگریز کے خود کاشتہ پودے کے برگ و بار قرار دیا اور اس مسئلہ پر کسی منافقت اور مصالحت کے لیے کبھی آمادہ نہیں ہوئے۔'' (اک عہد کی سرگزشت، از جمیل اطہر قاضی، ص ۸۲ مطبوعہ بک ہوم، لاہور)

مذکورہ بالا اقتباسات کی رُو سے یہ بات اظہر من الشّمس ہوتی ہے کہ نوائے وقت پر مرزائیت نوازی یا مرزائیت کے زیر اثر ہونے کا الزام قطعاً بے بنیاد ہے۔

☆

باب اول

پاکستان میں تحریکات ختم نبوت پر ایک نظر

تحریک ختم نبوت، 1953ء

تخلیق پاکستان کے بعد منکرین ختم نبوت (قادیانیوں/مرزائیوں) نے اپنا مرکز قادیان (بھارت) سے ربوہ (پاکستان) منتقل کرلیا۔ یوں نوزائیدہ مسلم ریاست ابتدا سے ہی ان کے دجل وفریب کے گرداب میں اُلجھ کر رہ گئی۔ اہل نظر نے اپنے نورِفراست سے پیش آمدہ مسائل کا اِدراک کرتے ہوئے اَربابِ اقتدار کو جھنجھوڑنے کی پوری کوشش کی لیکن یہ سب کوشش بے سُود ثابت ہوئی۔ معروف صحافی مرتضیٰ احمد میکش ایڈیٹر **مغربی پاکستان** نے ۱۹۵۰ء میں **"پاکستان میں مرزائیت کا مقام اور مستقبل"** کے عنوان سے مسلسل دس اقساط میں اِداریے لکھے جس میں حکمران طبقہ پر واضح کرنے کی کوشش کی کہ مرزائی مسلمانوں سے الگ ملت ہیں اور صرف اپنے مذموم سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں نیز یہ طبقہ انگریز سامراج کی پیداوار، اکھنڈ ہندوستان کا حامی وطلبگار اور پاکستان کو مرزائی اسٹیٹ بنانے کا اُمیدوار ہے خواہ اس کے لیے ان کو کسی خطرناک حد تک ہی کیوں نہ جانا پڑے۔

قیام پاکستان سے لے کر ۱۹۵۳ء تک کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مرزائیوں کے اشتعال انگیز رویے اور اقلیت میں ہوتے ہوئے اکثریت (مسلمانوں) کے حقوق پر غاصبانہ قبضے کے باوجود مسلمانوں نے قدرے صبروتحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے حق کے لیے آواز بلند کی لیکن جب کسی جانب شنوائی نہ ہوئی تو سینوں میں بیدار جذبے نے ایک ملک گیر تحریک کی صورت اختیار کرلی۔

یہ تحریک مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے سب سے بڑی تحریک تھی لیکن اس قدر ہمہ گیریت کے باوجود یہ تحریک اپنے مقاصد کے حصول میں کامیاب نہ ہوسکی جس کا واحد سبب کلیدی عہدوں خاص کر فوج اور وزارت خارجہ میں مرزائیوں کی تقرری اور انتہاپسند رویہ تھا۔ اس تحریک کو کچلنے کے لیے پنجاب کی مرزائی نواز حکومت اور فوج نے تحریک کے

کارکنوں کا قتل عام کیا اور قائدین کو گرفتار کر لیا جس سے وقتی طور پر یہ تحریک دب گئی اور اپنے مقاصد کے حصول میں کامیاب نہ ہو سکی۔

اس تحریک کے محرکات یہاں مختصراً بیان کیے جاتے ہیں:

ا۔ختم نبوت کا انکار اور خلاف اسلام نظریات کا پرچار

مرزائی گزشتہ 70 سالوں سے اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کا انکار کرتے ہوئے مرزا غلام قادیانی کی نبوت کے قائل ہو چکے تھے لیکن اس کے باوجود مسلمان کہلوانے پر اصرار کرتے۔ عامۃ المسلمین کے دل اس سبب سے پہلے ہی بے حد ملول تھے۔

۲۔اسلامی اصطلاحات کا بے جا استعمال

مرزائی حضرات مرزا قادیانی کی نبوت کے قائل ہو کر دین اسلام سے مرتد ہوئے لیکن اس کے باوجود وہ خود کو ''مسلمان'' کہتے، اپنی عبادت گاہوں کو ''مسجد'' کا درجہ دیتے، مرزا قادیانی کی بیویوں کو ''امہات المومنین''، اس کے ابتدائی پیروکاروں کو ''صحابہ'' اور اس کے گھر کے دیگر افراد کے لیے ''اہل بیت'' کی اصطلاح استعمال کرتے رہے ہیں۔

یہی صورتِ حال مسلمانوں کے لیے باعث اشتعال رہی ہے۔

۳۔وزارت خارجہ/سفارت خانوں و دیگر کلیدی عہدوں پر مرزائیوں کا تقرر

قیام پاکستان کے بعد سر ظفر اللہ چودھری کو پہلا وزیر خارجہ بنا دیا گیا جس نے وزارت خارجہ، سفارت خانوں و دیگر کلیدی عہدوں پر مرزائی افراد کی تقرری شروع کر دی۔ نیز فوج کے تینوں اداروں میں مرزائیوں نے اہم مناصب حاصل کر لیے اور یوں مرزائی چاہتے تھے کہ مستقبل میں طاقت کے بل بوتے پر پاکستان کو ایک مرزائی اسٹیٹ بنا دیا جائے۔

چوہدری ظفر اللہ خان نے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے جنازہ میں شرکت نہ کی اور وجہ پوچھنے پر کہا کہ یوں سمجھ لیجیے کہ ایک کافر نے مسلمان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی یا ایک مسلمان نے کافر کا جنازہ نہیں پڑھا۔

فلسطین اسرائیل تنازعہ کے دوران چوہدری ظفر اللہ نے عرب ممالک کی مجلس متحدہ کبیر کو کہا کہ وہ اگر اقوام متحدہ کے اجلاس میں ان کی شمولیت وحمایت چاہتے ہیں تو مرزائیوں کے ''امیر المومنین'' کو درخواست بھیجیں کہ وہ ان کو اس کام کے لیے حکم دے۔

۴۔ربوہ کا متوازی نظام حکومت

مرزائیوں نے ۱۹۴۸ء میں اپنا مرکز قادیان سے پاکستان منتقل کیا اور چنیوٹ کے قریب 1034 ایکڑ پر مشتمل ایک قطعہ اراضی پنجاب کے انگریز گورنر سر موڈی فرانس کی خصوصی عنایت سے حاصل کرلیا اور یہاں متوازی نظام حکومت قائم کرلیا اور ایک خود ساختہ ''امیر المومنین'' مقرر کرلیا۔ مرزائیوں نے اپنی فوج فرقان بٹالین بنائی، جاسوسی کا محکمہ صیغہ راز یا خفیہ اُمور، نظارت داخلہ، خارجہ، اُمور عامہ، عدلیہ وغیرہ کا مکمل نظام قائم کرلیا۔

۵۔مرزائیوں کے عقائد باطلہ کی سرعام تبلیغ اور خلاف اسلام سرگرمیاں

مرزائیوں کا لٹریچر مسلمانوں کے لیے انتہائی دل آزار ہے، خود مرزا قادیانی کی کتب میں انبیاء، صحابہ، اولیاء، علماء جیسی معزز ہستیوں کی توہین کی گئی ہے، کہیں قرآن کریم میں لفظی و معنوی تحریف کی گئی تو کہیں مرزائی عقائد کے بیان میں تاویلات باطلہ تحریر ہیں۔ جہاد کو متروک قرار دیا گیا، امام مہدی و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کی روایات کو باطل قرار دیا گیا ہے۔

۶۔ صوبہ بلوچستان کو مرزائی اسٹیٹ بنانے کا منصوبہ

بلوچستان پاکستان کا رقبہ کے اعتبار سے بڑا صوبہ ہے البتہ وہاں آبادی دیگر صوبوں کی نسبت کم ہے۔ یہ صوبہ معدنی وسائل سے مالامال ہے۔ قیام پاکستان کے بعد مرزائیوں نے فوج و دیگر اداروں میں اپنا اثر ورُسوخ بڑھانے کی کوشش کی، وہ دو منصوبوں پر کام کرتے رہے ہیں؛ پلان A پاکستان کی مکمل اسلامی ریاست کو مرزائی اسٹیٹ بنانا اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو پلان B یہ قرار پایا کہ کم از کم صوبہ بلوچستان کو پاکستان سے الگ کر کے مرزائی اسٹیٹ قائم کی جائے۔

۷۔جہانگیر پارک کراچی میں مرزائیوں کا جلسہ

۱۷/ ۱۸ رمئی کو کراچی جہانگیر پارک میں مرزائیوں نے بہت بڑا جلسہ منعقد کیا جس میں پاکستان کے وزیر خارجہ چودھری ظفراللہ قادیانی نے بھی تقریر کی۔ سرکاری مشینری کا بھرپور استعمال ہوا بل کہ جلسہ کے خلاف پُرامن احتجاج کرنے والے مسلمانوں پر لاٹھی چارج بھی کیا گیا۔

اس جلسہ کے بعد کراچی میں حالات کشیدہ ہوئے اور مسلم حلقوں میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی اور یہیں سے تحریک کی ابتدا ہوئی۔

آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن، کراچی

مولوی لال حسین اختر نے ۲؍جون ۱۹۵۲ء کو کراچی کے تھیوسوفیکل ہال میں آل مسلم پارٹیز کنونشن کا اہتمام کیا، اس کانفرنس کے دعوت ناموں پر مولانا لال حسین اختر، مولانا احتشام الحق تھانوی (دیوبندی)، مولانا عبدالحامد بدایونی (اہل سنت)، مولوی محمد یوسف (اہل حدیث) اور جعفر حسین مجتہد نے دستخط کیے۔ اس کانفرنس میں درج ذیل مطالبات تشکیل دیے گئے:

۱۔ احمدی ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیے جائیں۔

۲۔ چوھدری ظفر اللہ وزیر خارجہ کو عہدے سے الگ کر دیا جائے۔

۳۔ تمام کلیدی اسامیوں سے مرزائیوں کو ہٹایا جائے اور

۴۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن طلب کیا جائے۔

اس کنونشن کی صدارت مولوی سید سلیمان ندوی نے کی اور ایک بورڈ بھی تشکیل دیا گیا جس میں درج ذیل حضرات شامل تھے:

۱۔ سید سلیمان ندوی

۲۔ مفتی محمد شفیع

۳۔ علامہ عبدالحامد بدایونی

۴۔ علامہ محمد یوسف کلکتوی

۵۔ علامہ شاہ احمد نورانی

۶۔ مولانا لال حسین اختر

۷۔ مفتی صاحبداد خان

۸۔ علامہ سلطان احمد

۹۔ الحاج ہاشم گزدر

۱۰۔ جعفر حسین مجتہد

۱۱۔ مولوی احتشام الحق تھانوی

۱۳؍جولائی کو الحاج ہاشم گزدر کے مکان پر بورڈ کا اجلاس ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ کنونشن کے لیے دعوت نامے مندرجہ ذیل جماعتوں کے نام جاری کیے جائیں:

۱۔ جمعیت علمائے پاکستان

۲۔ جمعیۃ العلمائے اسلام

۳۔ جماعت اسلامی

۴۔ تنظیم اہل السنّت والجماعت

۵۔ جمعیۃ اہل سنت

۶۔ جمعیۃ اہل حدیث

۷۔ موتمر اہل حدیث، پنجاب

۸۔ ادارہ تحفظ حقوق شیعہ، پنجاب

۹۔ سفینۃ المسلمین

۱۰۔ حزب اللہ، مشرقی پاکستان

۱۱۔ مجلس تحفظ ختم نبوت

۱۲۔ مجلس احرار

۱۳۔ جمعیۃ الفلاح

۱۴۔ جمعیۃ العربیہ

کنونشن کی تاریخ ۱۶، ۱۷/اگست مقرر کی گئی لیکن یہ کنونشن ۱۶ سے ۱۸/جنوری ۱۹۵۳ء کو منعقد ہوا۔

آل مسلم پارٹیز کنونشن، لاہور

۱۳/جولائی ۱۹۵۲ء کو لاہور کے برکت علی اسلامیہ ہال میں تمام مکاتب فکر کے نمائندہ علماء کا مرکزی کنونشن ہوا۔ اس کنونشن کے دعوت نامے پر حسب ذیل اشخاص کے دستخط تھے:

۱۔ مولانا غلام محمد ترنم (صدر جمعیت علماء پاکستان پنجاب)

۲۔ مفتی محمد حسن صدر جمعیۃ العلمائے اسلام لاہور

۳۔ مولوی احمد علی لاہوری، امیر انجمن خدام الدین، لاہور

۴۔ مولوی محمد علی جالندھری (ناظم اعلیٰ مجلس احرار پنجاب)

۵۔ مولوی سید داؤد غزنوی (صدر جمعیۃ اہل حدیث، لاہور)

۶۔مولوی سید نورالحسن بخاری (ناظم اعلیٰ تنظیم اہل السنّت والجماعت)
۷۔سید مظفر علی شمسی (ایڈیٹر اخبار شہید)
یہ مرکزی کنونشن مسودہ آئین میں ''مسلمان'' کی تعریف نہ ہونے کی وجہ سے بلایا گیا تھا۔
اس مرکزی کنونشن میں درج ذیل تین مطالبات کیے گئے:
ا۔ سرظفراللہ کو وزارت خارجہ سے ہٹایا جائے کیوں کہ وہ اپنے اس مذہبی عقیدے کا خود اقرار کر چکے ہیں کہ برطانوی حکومت سے وفاداری ان کے دین ایمان میں داخل ہے اور جو شخص کسی غیر مملکت سے شرعی وفاداری اپنے ایمان میں داخل سمجھتا ہے وہ پاکستان کی آزاد مملکت میں وزارت خارجہ جیسے اہم عہدے پر متمکن رہنے کا ہرگز اہل نہیں۔
۲۔کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک وہ ہر معاملہ میں جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو آخری حجت تسلیم نہ کرے اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں سے کسی کی تفسیر یا تعبیر یا تاویل کا سوال پیدا ہو تو مسلمانوں کی کثرت رائے کے فیصلے کی پابندی کو اپنے لیے ضروری نہ سمجھے۔ پاکستان اس لیے حاصل کیا گیا ہے کہ یہاں اسلام کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی خاطر ایک وطن قائم کیا جائے لہذا جو لوگ پاکستان میں رہنا چاہیں لیکن خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو کسی مسئلہ میں آخری حجت تسلیم نہ کریں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی تاویل میں مسلمانوں کی کثرت رائے کی پابندی نہ کریں۔انہیں آئین پاکستان کے تحت غیر مسلم اقلیت قرار دینا چاہیے۔
۳۔پاکستان بن جانے کے بعد یہاں سب سے بڑا مسئلہ حکومت کو اسلامی تعلیمات کے ماتحت لانے کا ہے۔حکومت صرف وزارت کا نام نہیں بل کہ اس میں سرکاری ملازمین کو بھی بڑا دخل حاصل ہے لہذا جب تک پاکستان میں سرکاری محکموں کی کلیدی اسامیوں پر صرف ان سرکاری ملازمین کو مقرر نہیں کیا جاتا جو ہر مسئلہ میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو آخری حجت تسلیم کریں اور حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی تعلیم کی تاویل میں مسلمانوں کی کثرت رائے کی پابندی اپنا ایمانی اور منصبی فرض سمجھیں تب تک پاکستان کو اسلامی مملکت نہیں بنایا جاسکتا۔

اس کنونشن میں تمام مکاتب فکر کے مقتدر علماء پر مشتمل ایک مجلس عمل تشکیل دی گئی جن کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ مولانا ابوالحسنات سید احمد قادری (صدر)
۲۔ مولوی امین احسن اصلاحی (نائب صدر)
۳۔ مولانا عبدالحامد بدایونی
۴۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری
۵۔ پیر صاحب سرسینہ شریف (مشرقی پاکستان)
۶۔ حافظ کفایت حسین
۷۔ پیر غلام مجدد سرہندی
۸۔ ماسٹر تاج الدین انصاری
۹۔ مولوی محمد اسماعیل (گوجرانوالہ)
۱۰۔ حاجی محمد امین سرحدی
۱۱۔ مولوی محمد یوسف کلکتوی
۱۲۔ مولوی نور الحسن
۱۳۔ مولوی اختر علی خان (مدیر زمیندار اخبار، لاہور)
۱۴۔ سید مظفر علی شمسی
۱۵۔ مولوی احتشام الحق تھانوی

مولانا ابوالحسنات کو مجلس عمل کا صدر منتخب کیا گیا۔

مولانا غلام محمد ترنم، مولانا محمد بخش مسلم، مولانا غلام دین، مولانا عطاء اللہ حنیف، صاحب زادہ فیض الحسن، علامہ علاء الدین صدیقی، مولانا مرتضیٰ احمد میکش کو بھی رکن نامزد کیا گیا۔

مسلم لیگ کی قراردادیں

مسلم لیگ پنجاب کی کئی ضلعی کمیٹیوں نے بھی مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کی قرارداد

منظور کی چناں چہ سرگودھا، گوجرانوالہ، گجرات، جھنگ اور ملتان میں قراردادیں منظور ہوئیں۔ ضلع ملتان کی قرارداد کے محرک معروف عالم دین علامہ سید احمد سعید کاظمی تھے۔ آپ کی پیش کردہ قرارداد کا متن یہ ہے:

''کہ چوں کہ قادیانی بالاتفاق خارج از اسلام سمجھے جاتے ہیں اس لیے ان کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور حکومت کو اس اعلان میں تاخیر نہ کرنی چاہیے۔

چوں کہ چودھری ظفر اللہ خاں قادیانی ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے نمائندہ نہیں ہیں اس لیے پنجاب صوبہ مسلم لیگ کی کونسل کو حکومت پاکستان سے یہ مطالبہ کرنا چاہیے کہ وہ اپنے عہدے سے برطرف کر دیے جائیں اور ان کی جگہ کوئی قابل اعتبار مسلمان مقرر کیا جائے۔''

وزیراعلیٰ پنجاب میاں ممتاز دولتانہ کی تقریر

۳۰/اگست ۱۹۵۲ء کو حضوری باغ لاہور میں تقریر کرتے ہوئے وزیراعلیٰ ممتاز دولتانہ نے کہا:

''آج دنیا بھر میں پاکستان ہی ایک ایسا ملک ہے جو اسلامی حکومت قائم کرنے کا دعویدار ہے۔ تمام دنیا ہمارے اس تجربے کو غور سے دیکھ رہی ہے اور اگر ہم اس ذمہ داری کی تکمیل میں ناکام رہ گئے تو دنیا کو یہ کہنے کا موقع مل جائے گا کہ دنیا میں حکومت کی اسلامی ہیئت کے لیے کوئی گنجائش نہیں۔

ختم نبوت کے مسئلے میں میرا وہی عقیدہ ہے جو ایک مسلمان کا ہونا چاہیے۔ میرے نزدیک وہ تمام لوگ خارج از اسلام ہیں جو رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو آخری نبی نہیں مانتے۔ میں اس سے بھی آگے بڑھ کر یہ کہتا ہوں کہ عقیدۂ ختم نبوت پر کوئی بحث اُٹھانا خود کفر کے مترادف ہے کیوں کہ بحث کی گنجائش صرف اس مسئلے میں ممکن ہے جس میں کسی قسم کا شبہ وارد ہوتا ہو۔ عقیدۂ ختم نبوت ہمارے ایمان کا جزو ہے اس لیے ہر بحث اور ہر منطق سے بالاتر ہے۔ مرزائیوں کے خلاف جو نفرت پیدا کی گئی ہے اس کی ذمہ داری خود انہی پر ہے کیوں کہ ان کے رجحانات علاحدگی پسندانہ

ہیں۔ وہ زندگی کے ہر شعبے میں ہم سے علاحدہ ہیں اورانہوں نے اپنی ذاتی سیاسی اور مجلسی سرگرمیوں کو صرف اپنی جماعت تک محدود کر رکھا ہے۔ قادیانی افسر اپنی جماعت کے آدمیوں کی طرف داری کے مجرم ہیں کیوں کہ انہوں نے بہت سی الاٹمنٹس محض اس بنیاد پر کی ہیں کہ الاٹی مرزائی تھا۔ گویا انہوں نے اپنی سرکاری حیثیت کا ناجائز استعمال کیا۔

اس صورت حال کا علاج جذباتی تقریروں اور عام جلسوں سے نہیں ہوسکتا جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے میں فرقہ وارو وجوہ کی بنا پر جانب داری کے مجرموں کے خلاف شدید کارروائی کروں گا اور جہاں اس قسم کی شکایت کی جائے گی اس کی پوری تحقیقات کراؤں گا۔

میں آپ لوگوں سے احکام اسلام کا واسطہ دے کر اور ملت کی آبرو کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ ہر اس شخص کے جان و مال اور آبرو کی حفاظت کیجیے جو اپنے آپ کو پاکستانی شہری کہتا ہے جب تک میں چیف منسٹر ہوں۔ میں اپنے صوبے میں بے گناہوں کا خون گرانا ہرگز برداشت نہ کروں گا۔ ہر شہری کی آبرو کے تحفظ میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھوں گا اور ہر قیمت پر اپنا یہ دینی، اخلاقی اور سرکاری فرض بجالاؤں گا۔

مرزائیوں کو اقلیت قرار دینا ایک دستوری مسئلہ ہے۔ ہمارا دستور اب تک وضع نہیں کیا گیا اور دستور ساز اسمبلی نے اب تک اس امر کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا کہ اکثریت اور اقلیتوں کے درمیان کیا فرق و امتیاز ملحوظ رکھا جائے گا لہذا اس مسئلے کو دستور ساز اسمبلی پر چھوڑ دینا چاہیے لیکن اگر بحث کی غرض سے یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دے دیا گیا، اگر اس کے بعد انہوں نے اپنے آپ کو ''مرزائی'' کہنا بند کر دیا تو پوزیشن کیا ہوگی؟

کسی قوم یا گروہ کو اقلیت قرار دینے کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ نہ صرف اس قوم یا گروہ کے حقوق معیّن کیے جائیں بل کہ ان حقوق کی حفاظت بھی کی جائے اور ان کو سرکاری ملازمتوں اور قانون ساز اسمبلیوں میں رعایات دی جائیں۔ اگر مرزائی

اقلیت قرار دے دیے گئے تو ہم مجبور ہوں گے کہ ان کو وہ تمام رعایات وحقوق دیں جو بہ حالت موجودہ ہم انہیں نہیں دینا چاہتے۔ یہ ایک نہایت پیچیدہ مسئلہ ہے جس پر گہرے اور سنجیدہ غور وخوض کی ضرورت ہے۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کو عام جلسے منعقد کرنے، فساد مچانے، پتھر پھینکنے اور اسی قسم کی دوسری ناواجب حرکات سے حل کیا جا سکے۔ میں ان لوگوں سے جو ختم نبوت کی تحریک کے سلسلے میں جلسے منعقد کر رہے ہیں۔ یہ سوال کرتا ہوں کہ جس حالت میں ہم سب عقیدۂ ختم نبوت پر قائم ہیں، ان جلسوں کی کیا ضرورت ہے۔ ان غیر ضروری جلسوں کو دیکھ کر بعض اوقات میرے دل میں جلسے منعقد کرنے والوں کی نیت پر شبہ پیدا ہو جاتا ہے۔''

۱۳ر ستمبر ۱۹۵۲ء کو راولپنڈی میں تقریر کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ دولتانہ نے کہا:

''میں اس ملک کو صحیح اسلامی جمہوریہ بنانا چاہتا ہوں جس میں ہر شخص بلا امتیاز عقائد سیاسی مساوی حقوق رکھتا ہو جس میں ہر چیز کا فیصلہ بہترین عدل وانصاف سے کیا جائے جس میں لوگوں کی اقتصادی اور اخلاقی حالت بہت اچھی ہو اور جس کے لوگ ملک کی مشترکہ بہبود کے حصول کے لیے سنجیدگی، ہوشمندی اور خلوص سے کام کریں۔

...... میرا پختہ ایمان ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) آخری نبی ہیں جس شخص کا یہ عقیدہ نہیں وہ مسلمان نہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو شخص یہ عقیدہ نہ رکھتا ہو اسے ملک میں رہنے کا حق نہیں۔

تمام وہ لوگ جو پاکستان میں رہتے ہیں اور پاکستان کے وفادار ہیں خواہ وہ ہندو ہوں، عیسائی ہوں یا کسی اور فرقے یا مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس ملک کی حکومت اور اس ملک کے باشندوں کی حفاظت میں ہیں۔ اہل وطن میں سے ایک ایک فرد کی حفاظت مسلمان اور حکومت کا بھی اولین فریضہ ہے جب تک اُمور حکومت کی عنان میرے ہاتھ میں ہے، میں پورا انتظام کروں گا کہ کسی وفادار پاکستانی کو محض

اس بنا پر کوئی ضرر نہ پہنچنے پائے کہ اس کا مذہب اس کی ذات پات یا اس کا مسلک ہم سے جداگانہ ہے۔

احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کا مسئلہ کوئی دینی مسئلہ نہیں بل کہ ایک دستوری معاملہ ہے جس کو یہی حیثیت دینی چاہیے اور اس پر ٹھنڈے دل سے بحث کرنی چاہیے۔ میں احرار اور دوسری مذہبی انجمنوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اس مسئلے پر غور وخوض کرنے کے لیے پُرسکون فضا پیدا کریں۔''

وزیر اعلیٰ کی مندرجہ بالا تقاریر سے یہ تاثر ملتا ہے کہ وہ اس تحریک کو روکنا چاہتے تھے لیکن جسٹس منیر کی تحقیقاتی عدالت میں اخبار نوائے وقت کے بانی و مدیر حمید نظامی نے دولتانہ وزارت پر جو الزام لگایا اس کے مطابق دولتانہ چاہتے تھے کہ تحریک بڑھے چناں چہ اسی غرض سے مختلف اخباروں کو سرکاری طور پر مرزائیوں کے خلاف مضامین کی اشاعت کے لیے رُقوم دی گئیں لیکن وہ اس تحریک کا رُخ وفاقی حکومت کی طرف کرنا چاہتے تھے۔ حمید نظامی نے میر نور احمد ڈائریکٹر پبلک ریلیشنز کو اس سازش میں شریک ہونے کا الزام لگایا۔ مولانا مرتضیٰ احمد میکش یہاں تحقیقاتی عدالت کے فاضل جج صاحبان کی رائے کو یوں پیش کرتے ہیں:

''فاضل جج صاحبان کی رائے میں مطالبات کا یہ بچہ جسے اَحرار نے پیدا کیا اور علمائے اسلام نے اپنایا اور دولتانہ نے کراچی کی جانب نہر کھدوائی اور اس بچے کو صندوق میں ڈال کر اس نہر میں مرکزی حکومت کی طرف بہادیا۔ (یہ بچہ) ابھی زندہ ہے اور انتظار کر رہا ہے کہ کوئی آئے اور اسے اُٹھا لے۔'' (رد قادیانیت اور سُنّی صحافت، جلد ۳، صفحہ ۲۸۱)

یہاں یہ بعید از قیاس نہیں کہ میاں ممتاز دولتانہ وزارت عظمیٰ سے خواجہ ناظم الدین کو الگ کرنا چاہتے تھے کیوں کہ خواجہ ناظم الدین دستور میں پنجاب اور بنگال کے لیے مساوی درجہ کے قائل تھے جب کہ دولتانہ ایسا نہ چاہتے تھے۔ اس لیے عین ممکن ہے کہ حمید نظامی کا الزام درست ہو۔ منیر رپورٹ کے مطابق دولتانہ چاہتے تھے کہ تحریک بڑھے لیکن اس کا دائرۂ اثر پنجاب سے

نکل کر مرکزی حکومت کو متاثر کرے۔

اربابِ اقتدار سے علماء کی ملاقاتیں

☆......**منیر انکوائری رپورٹ** کے مطابق ۳؍مارچ ۱۹۵۰ء کو قاضی احسان احمد شجاع آبادی نے مولوی احتشام الحق تھانوی کے ہمراہ وزیر اعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین سے ملاقات کی اور قادیانی لٹریچر سے قادیانی افکار و عقائد بارے ان کو مطلع کیا جس سے خواجہ صاحب سخت پریشان ہوئے۔ (منیر رپورٹ اردو، ۱۲۷)

☆......مجلس عمل کے قیام کے بعد مولوی اختر علی خان نے ایک پریس کانفرنس کے دوران جولائی ۱۹۵۲ء میں وزیر اعظم سے ملاقات کی اور مجلس عمل کے مطالبات کا ذکر کیا۔

☆......۱۳؍اگست ۱۹۵۲ء کو مجلس عمل کے ایک وفد نے وزیر اعظم سے ملاقات کی، اس وفد میں درج ذیل علماء شامل تھے:

۱۔مولانا ابوالحسنات سید احمد قادری ۲۔مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش

۳۔مولانا عبدالحامد بدایونی ۴۔ماسٹر تاج الدین انصاری

۵۔علامہ احتشام الحق تھانوی

اس وفد نے وزیر اعظم کو ایک تحریری یادداشت پیش کی جس میں مرزائیوں کے رویے بارے شکایات کے علاوہ درج ذیل مطالبات بھی کیے گئے:

۱۔احمدیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔

۲۔چودھری ظفر اللہ خاں وزیر خارجہ کو عہدے سے برطرف کیا جائے۔

۳۔احمدیوں کو مملکت کے کلیدی عہدوں سے موقوف کر دیا جائے۔

خواجہ ناظم الدین نے کہا کہ وہ اس وقت یوم پاکستان (۱۴؍اگست) کی تیاریوں میں مصروفیت کے سبب اس مسئلے پر گفتگو نہیں کر سکتے، اس لیے ارکان وفد ان سے بعد میں ملاقات کریں۔ تاہم اسی دن مرکزی حکومت کی طرف سے یہ اعلان شائع کیا گیا:

''حکومت پاکستان نے فیصلہ کیا ہے کہ صوبائی یا مرکزی وزارتوں کا کوئی رکن ان اشخاص میں جن کے ساتھ اس کا واسطہ پڑتا ہے۔ کسی فرقہ وار عقیدے کی تبلیغ کے لیے اپنی سرکاری پوزیشن کو استعمال نہ کرے گا۔ ہر گورنر کو ہدایت کی گئی ہے کہ یہ فیصلہ

تمام متعلقہ وزیروں تک پہنچا دیں اور حکومت توقع رکھتی ہے کہ آیندہ کوئی وزیر اس قاعدے کی خلاف ورزی نہ کرے گا۔

حکومت پاکستان کو اکثر اس امر کی شکایات موصول ہوئی ہیں کہ مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے بعض افسر جو ایک خاص فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اپنے ماتحتوں اور ان دوسرے اشخاص کے درمیان جن کے ساتھ سرکاری حیثیت میں ان کا واسطہ پڑتا ہے۔ اپنے فرقہ وار عقائد کی تبلیغ کے لیے اپنی سرکاری حیثیت کا ناجائز استعمال کر رہے ہیں۔ حکومت اس معاملے کو سخت نامناسب خیال کرتی ہے چناں چہ اس نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اس ناپسندیدہ سرگرمی کو فی الفور ختم کر دیا جائے اور آیندہ کے لیے اس قابل اعتراض طریقے سے فرقہ وار عقائد کی تبلیغ کو ممنوع قرار دیا جائے۔

گورنمنٹ سروس کنڈکٹ رُولز (قواعد کردار ملازمان سرکاری) میں اس منشا کے مطابق ترمیم کر دی گئی ہے۔

حکومت اعلان عام کر دینا چاہتی ہے کہ جو شخص خواہ وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو اس قاعدے کی خلاف ورزی کرے گا اس کے خلاف شدید کارروائی کی جائے گی۔ پاکستان کی صوبائی اور ریاستی حکومتوں کو بھی اسی قسم کے اقدام کی ہدایت کی گئی ہے۔"

☆ ......۱۶؍اگست ۱۹۵۲ء کو مجلس عمل کا وفد دوبارہ خواجہ ناظم الدین سے ملے، اس موقع پر سردار عبدالرب نشتر، مسٹر گورمانی اور مسٹر فضل الرحمٰن بھی موجود تھے۔ اس ملاقات کا نتیجہ ارکان وفد کے لیے دل شکن تھا۔ خواجہ ناظم الدین نے کہا کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مسئلہ دستور ساز اسمبلی کے دائرہ اختیار میں ہے اور میں اس معاملے میں کسی اقدام پر آمادہ نہیں ہو سکتا، چودھری ظفر اللہ کو قائد اعظم نے مقرر کیا تھا اس لیے میں ان کو برطرف نہیں کر سکتا۔ رہا مسئلہ احمدی افسروں کو کلیدی عہدوں سے الگ کیا جائے تو اس کے متعلق ارکان وفد کو دلائل و براہین سے کیس (Case) تیار کرنا چاہیے اور ربوہ کے متعلق جو شکایات ہیں وہ صوبائی حکومت کے

سامنے پیش کرنی چاہئیں۔ (منیر رپورٹ، ص۔۔)

☆......۲۹ر ستمبر ۱۹۵۲ء کو مولانا ابوالحسنات سید احمد قادری، مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش، شیخ حسام الدین اور مولوی داؤد غزنوی نے وزیر اعلیٰ پنجاب ممتاز دولتانہ سے ملاقات کی اور ربوہ میں خالص احمدی بستی کے لیے اراضی کا عطیہ اور ناواجب الاٹمنٹس پر شکایات پیش کیں۔ وزیر اعلیٰ نے اس پر غور کرنے کا وعدہ کیا۔

آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن

تحقیقاتی کمیشن کے روبرو مجلس عمل، پنجاب کے تحریری بیان کے مطابق یہ کنونشن ۱۶ر جنوری ۱۹۵۳ء کو بعد نماز جمعہ منعقد ہوا، تمام مکاتب فکر کے اکابر علماء شریک ہوئے، مسئلہ احمدیت پر بحث ہوئی اور ایک سبجیکٹس کمیٹی (Subjects Committee) مرتب کی گئی۔
اس اجلاس میں درج ذیل علماء شریک ہوئے:

۱۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی
۲۔ حاجی محمد امین (امیر جماعت ناجیہ)
۳۔ خلیفہ حاجی ترنگ زئی، پشاور
۴۔ پیر سر سینہ شریف (امیر حزب اللہ ڈھاکہ)
۵۔ مولانا راغب حسین، ڈھاکہ
۶۔ مولانا عزیز الرحمٰن، ڈھاکہ
۷۔ مولانا اطہر علی، ڈھاکہ
۸۔ مولانا سخاوت الانبیاء، ڈھاکہ
۹۔ مولانا یوسف بنوری
۱۰۔ مولانا شمس الحق، قلات
۱۱۔ مولانا ابراہیم میر، سیالکوٹ
۱۲۔ مولانا احمد علی لاہوری
۱۳۔ مفتی محمد حسن، لاہور
۱۴۔ مولوی محمد ادریس، لاہور

۱۵۔ مولوی ظفر احمد عثمانی، کراچی

۱۶۔ سید سلیمان ندوی، کراچی

۱۷۔ مفتی محمد شفیع دیوبندی، کراچی

۱۸۔ مولوی سلطان احمد، کراچی

۱۹۔ مفتی صاحبداد خان، سندھ

۲۰۔ مولانا عبدالحامد بدایونی، کراچی

۲۱۔ مولوی محمد یوسف کلکتوی، کراچی

۲۲۔ مولوی محمد اسماعیل،

۲۳۔ سید داؤد غزنوی

۲۴۔ مولوی محمد علی جالندھری

۲۵۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری

۲۶۔ مولوی متین، کراچی

۲۷۔ مولوی احتشام الحق تھانوی

۲۸۔ مولانا سید ابوالحسنات احمد قادری، لاہور

راست اقدام بارے غور وخوض

☆ ......۱۸؍جنوری کو کنونشن کا دوسرا اجلاس ہوا جس میں درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں:

۱۔ چوں کہ خواجہ ناظم الدین وزیراعظم پاکستان کے رویے کے پیش نظر اس امر کی کوئی امید نہیں کہ مرزائیوں کے متعلق مطالبات تسلیم کر لیے جائیں گے، اس لیے آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ ان حالات میں مطالبات کو تسلیم کرانے کی غرض سے ''راست اقدام'' ناگزیر ہو گیا ہے۔

۲۔ چوں کہ حکومت مرزائیوں کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر آمادہ نہیں ہے اس لیے ایسی تدابیر اختیار کرنا ضروری ہو گیا ہے کہ فرقہ مرزائیہ کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیا جائے۔ ان تدابیر میں سے ایک یہ ہے کہ اس فرقے سے کامل

مقاطعہ کیا جائے۔

۳۔ چوں کہ مرزائی وزیر خارجہ چودھری ظفر اللہ خاں کی برطرفی کا مطالبہ اب تک منظور نہیں کیا گیا اس لیے کنونشن خواجہ ناظم الدین سے استعفیٰ کا مطالبہ کرتی ہے تا کہ مسلمانان پاکستان اپنے دینی عقائد پر عمل کرنے اور اسلامی روایات کی حفاظت کرنے کے قابل ہو جائیں۔

۴۔ مذکورہ بالا مطالبات کو عملی صورت دینے کی غرض سے کنونشن تجویز کرتی ہے کہ وہ معزز و مقتدر مسلمانوں اور مختلف مذہبی جماعتوں کے نمائندوں کو جنرل کونسل کا ممبر بنائے۔

۵۔ جنرل کونسل اپنے پندرہ ممبروں کو منتخب کرے جو مجلس عمل کے ممبر قرار پائیں۔

۶۔ جنرل کونسل مندرجہ ذیل آٹھ اصحاب کو مجلس عمل کا ممبر منتخب کرتی ہے:

(۱) مولانا سید ابوالحسنات احمد قادری

(۲) سید عطاء اللہ شاہ بخاری

(۳) مولانا عبدالحامد بدایونی

(۴) سید ابوالاعلیٰ مودودی

(۵) حافظ کفایت حسین

(۶) مفتی احتشام الحق تھانوی

(۷) ابوصالح محمد جعفر پیر صاحب سرسینہ شریف، مشرقی پاکستان

(۸) مولوی محمد یوسف کلکتوی

اور ان ممبروں کو اختیار دیتی ہے کہ بقیہ سات ممبروں کو اپنی مرضی سے نامزد کر لیں۔

۷۔ مجلس عمل کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ مطالبات کو منظور کرانے کے لیے لائحہ عمل مرتب کرے۔

۸۔ مجلس عمل کو ہدایت کی جاتی ہے کہ کوئی عملی پروگرام اختیار کرنے سے پیشتر ایک نمائندہ وفد مرتب کرے جو مرکزی حکومت سے ملاقات کر کے اس کو لوگوں کے آخری فیصلے سے مطلع کر دے۔ اس وفد کو اختیار ہوگا کہ کابینہ کو آخری جواب کے لیے مزید وقت دے دے۔

اسی دن نماز مغرب کے بعد مجلس عمل کے آٹھ ممبروں کا اجلاس ہوا جس میں مندرجہ ذیل سات ممبران نامزد کیے گئے:

(۱) پیر غلام مجدد سرہندی

(۲) مولانا نور الحسن

(۳) ماسٹر تاج الدین انصاری

(۴) مولوی اختر علی خان

(۵) مولوی اسماعیل، گوجرانوالہ

(۶) صاحب زادہ فیض الحسن

(۷) حاجی محمد امین سرحدی

مجلس عمل کا ایک وفد جس کے رئیس مولانا عبد الحامد بدایونی اور شرکاء پیر صاحب سر سینہ شریف، سید مظفر علی شمسی اور ماسٹر تاج الدین انصاری تھے۔ ۲۲، جنوری ۱۹۵۳ء کو خواجہ ناظم الدین سے ملاقی ہوا۔ خواجہ صاحب نے مطالبات سے ہمدردی کا اظہار کیا لیکن یہ کہا کہ وہ ان مطالبات کو تسلیم کرنے سے قاصر ہیں۔

اربابِ اقتدار سے مزید ملاقاتیں

☆...... ۱۶، نومبر ۱۹۵۳ء کو خواجہ ناظم الدین وزیراعظم پاکستان لاہور آئے تو مجلس عمل کا ایک وفد ان سے مرزائیوں بارے مطالبات کے متعلق ان کا طرز عمل جاننے کے لیے حاضر ہوا۔ اس وفد میں درج ذیل علماء شریک تھے:

(۱) مولانا ابوالحسنات سید احمد قادری

(۲) مولوی اختر علی خان

(۳) ماسٹر تاج الدین انصاری

(۴) سید مظفر علی شمسی

(۵) حافظ خادم حسین

خواجہ ناظم الدین نے اپنی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے ارکان وفد کو اس امر کی طرف اشارہ کیا کہ وہ فی الفور مطالبات تسلیم نہیں کر سکتے، اگر ارکان وفد مزید گفت وشنید کے خواہاں ہوں تو کراچی ملاقات کر سکتے ہیں۔

☆......۲۰ فروری کو ایک وفد جس میں مولانا غلام محمد ترنم امرتسری، مولانا محمد بخش مسلم، سید مظفر علی شمسی اور حافظ کفایت حسین شریک تھے۔ وزیراعلیٰ پنجاب ممتاز دولتانہ سے ملا اور احمدیوں بارے اپنی شکایات یاد دلائیں لیکن وزیراعلیٰ نے جواب دیا کہ وہ ابھی اس بارے تحقیق کر رہے ہیں۔

☆......۲۱ فروری کو ایک وفد جس میں سید سلیمان ندوی، مولوی احتشام الحق تھانوی دیوبندی، مفتی محمد شفیع دیوبندی، مولوی اختر علی خان اور مولانا عبدالحامد بدایونی شریک تھے۔ خواجہ ناظم الدین سے ملاقی ہوا۔ اس ملاقات میں سردار عبدالرب نشتر بھی موجود تھے۔ ارکان وفد نے خواجہ ناظم الدین کو بتایا کہ الٹی میٹم کو ایک مہینہ گزر چکا ہے لیکن ابھی تک مطالبات بارے کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ دوران گفتگو مولوی احتشام الحق تھانوی دیوبندی نے کاغذ کے ایک پُرزے پر کچھ لکھ کر دوسروں کو دکھایا جس پر مولانا عبدالحامد بدایونی کے سوا باقی سب نے قبولیت کے اظہار کے طور پر سر ہلائے۔

دوسرے دن مولانا عبدالحامد بدایونی بعض علماء پنجاب سید ابوالحسنات قادری، سید مظفر علی شمسی، ماسٹر تاج الدین انصاری کے ہمراہ خواجہ ناظم الدین سے پھر ملے لیکن اس بار اراکین وفد کو زیادہ واضح طور پر بتا دیا گیا کہ نہ مطالبات تسلیم کیے جا سکتے ہیں اور نہ ہی خواجہ ناظم الدین ان کو دستور ساز اسمبلی کے روبرو پیش کرنے پر آمادہ ہیں۔

یہاں تک تحریک ختم نبوت 1953ء کے حالات ہم نے جسٹس منیر کی تحقیقاتی رپورٹ سے مختصراً نقل کیے۔ اس سے آگے کے حالات کے لیے ہم تحریک کے بعض اکابر علماء کی تحریروں و انٹرویوز سے نقل کرتے ہیں۔

علامہ عبدالحامد بدایونی

مولانا بدایونی کا تعلق برصغیر کے ایک عظیم علمی وروحانی خانوادہ عثمانیہ قادریہ، بدایوں سے ہے جو گزشتہ آٹھ سو سال سے اسلامیانِ برصغیر کی توجہات کا مرکز ہے۔ آپ تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن رہے، مسلم لیگ و مطالبہ پاکستان کی حمایت کے لیے متعدد شہروں کا دورہ کیا۔ صوبہ سرحد (موجودہ نام خیبر پختونخواہ) کی پاکستان میں شمولیت کے لیے قائداعظم نے مولانا بدایونی کو سرحد بھیجا، آپ کی کوشش سے کانگریسی وظیفہ خوار نام نہاد مولویوں کو شکست ہوئی اور سرحد پاکستان کا حصہ بنا، اسی وجہ سے آپ کو ''فاتح سرحد'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ نے متعدد کتب بھی تصنیف کیں۔ آپ کی مذہبی وسماجی وسیاسی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے آپ کے سیکرٹری، کراچی کے بزرگ محقق جناب آزاد بن حیدر نے حال ہی میں ایک ضخیم کتاب ''**انسائیکلوپیڈیا فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونی القادری**'' (۱۳۰۰ صفحات) ترتیب دی جو کہ ۲۰۱۶ء میں شائع ہوئی۔

قیام پاکستان کے بعد آپ نے جمعیت علمائے پاکستان کے نام سے ایک تنظیم قائم کی جس کے پہلے سربراہ علامہ سید ابوالحسنات قادری تھے۔ آپ کو مرزائیت سے سخت نفرت تھی، ۱۹۴۴ء میں مسلم لیگ کے ایک اجلاس میں آپ نے قادیانیوں کے مسلم لیگ میں شمولیت کے خلاف ایک قرارداد بھی پیش کی۔ جب ۱۹۵۲ء میں تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا تو آپ نے اس میں بھرپور حصہ لیا۔ وزیراعظم خواجہ ناظم الدین سے اس سلسلہ میں مسلسل رابطہ قائم کیے رکھا اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے وفد کے ہمراہ متعدد ملاقاتیں بھی کیں۔ راست اقدام کے فیصلہ کے بعد آپ کو کراچی سے گرفتار کیا گیا اور لاہور، سکھر وغیرہ مختلف جیلوں میں منتقل کیا جاتا رہا۔ اس دوران آپ نے عبادات کی حکمت کے متعلق ایک کتاب **فلسفۂ عبادات اسلامی** تصنیف کی، اس کتاب کے مقدمہ میں مولانا بدایونی اپنے ایام اسیری کے معمولات بارے لکھتے ہیں:

''کبھی وہ وقت تھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت رسالت اور حضور کے ناموس شریفہ کی حفاظت کفار ومشرکین کے زمانے میں ہم بہ بانگ دُہل کر

لیتے تھے مگر آج ہماری بدبختی ہے کہ ایک ایسے فرقۂ ضالہ کے متعلق جس کے کفر پر پوری دنیائے اسلام اور سارے فرقے متفق ہیں۔ کچھ کہنا لب ہلانا منع ہے جس کی تخلیق برطانیہ کے اشاروں پر ہوئی، اسے آزادیٔ تقریر حاصل، ہم پر پابندیاں۔ مگر ہمیں یقین ہے کہ بہت جلد دنیا ہی میں ختم نبوت کے منکرین کو سزائیں ملیں گی۔

برطانیہ اور انگریزوں کے جن غلاموں نے اپنے خداوندوں کے اشارے پر ہم لوگوں پر مظالم ڈھائے ہیں وہ دیکھ لیں گے کہ نہ ان کی کرسیاں رہیں گی نہ وزارتیں اور عہدے۔

......ہم یہاں (یعنی جیل میں) نہ تخریب پسندی کے تحت آئے نہ اپنا یہ عقیدہ کہ پاکستان کی سالمیت کو کسی قسم کا نقصان پہنچایا جائے۔ وطن عزیز کے خمیر میں ہمارا خون شامل ہے، پس کیسے ممکن ہے کہ اپنے ملک کی ہم کسی وقت بھی تخریب چاہیں۔ مانا کہ اتفاقی طور پر اس وقت ہمارے ساتھ تحریک ناموس نبوی کی حفاظت کی خاطر ایسے حضرات شامل ہیں جن کا سیاسی مسلک ہم سے مختلف تھا۔ بلاشبہ وہ تحریک قیام پاکستان کے مخالف اور کانگریس کے ہم نوا تھے اور ہمارا تعلق قائداعظم کی جماعت سے تھا۔ مذہبیات اور معتقدات میں بھی ہمارے ان کے درمیان اختلافات تھے اور اب بھی ہیں لیکن حفاظت ناموس نبوی کا مسئلہ ایسا بنیادی مسئلہ تھا جس کے سبب سے ایک پلیٹ فارم بن گیا، دیگر مسائل سیاسی و مذہبی میں ان کی راہ دوسری، ہمارا مطمح نظر اور۔" (فلسفۂ عبادات اسلامی: ۱۲-۱۳)

☆

علامہ ابوالحسنات سید احمد قادری

علامہ ابوالحسنات سید احمد قادری لاہور کے جیّد عالم دین و محدث علامہ سید دیدار علی شاہ الوری کے صاحب زادے تھے۔ آپ نے طویل عرصہ لاہور کی تاریخی مسجد وزیر خاں میں خطابت کے فرائض انجام دیے۔ تحریک پاکستان و جہاد کشمیر میں بھرپور کردار ادا کیا۔ آپ نے متعدد موضوعات پر قلم اٹھایا اور بیش قیمت کتب تصنیف کیں۔ اوراق غم اور تفسیر الحسنات آپ کی علمی یادگار ہیں۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے لیے جب تمام مکاتب فکر کے علماء نے متحدہ مجلس عمل تشکیل دی تو آپ کو صدر منتخب کیا گیا۔ تحریک کے ابتدائی ایام میں ہی علماء کے ایک وفد کے ہمراہ آپ کراچی میں موجود تھے کہ آپ کو گرفتار کر کے سکھر جیل میں قید کیا گیا۔ جہاں آپ کے صبر و استقلال کا مظاہرہ دیکھ کر فکری مخالفین بھی قائل ہو گئے۔

مولانا سید خلیل احمد قادری نے اپنے ایک انٹرویو میں بتایا: جس وقت لاہور ہائی کورٹ میں کیس چل رہا تھا تو جسٹس منیر صاحب نے مختلف علماء کے بیانات لیے، ان کا مقصد یہ معلوم ہوتا تھا کہ علماء کو ذلیل کیا جائے اور انھیں جاہل ثابت کیا جائے، اس مقصد میں وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہوئے۔ مسلمان کی تعریف پر میرے والد (سید ابوالحسنات قادری) نے ڈھائی گھنٹہ کا بیان دیا جس پر عطاء اللہ شاہ بخاری بہت متاثر ہوئے اور وہ اس قدر مفصل جواب تھا کہ جسٹس منیر خود کہنے لگا کہ مولانا میں آپ کی بہت قدر کرتا ہوں اور پھر مزید سوالات کرنا شروع کر دیے۔ اسی میں انھوں نے والد صاحب سے ایک سوال کیا کہ مولانا اس اخبار میں یہ لکھا ہے کہ آپ نے ایک تقریر میں کہا کہ مسلمان فوج کو ختم نبوت کی تحریک کے سلسلے میں مسلمانوں پر گولی چلانی پڑی تو یہ ان کے لیے حرام ہے۔ والد صاحب نے فرمایا کہ یہ پرانی باتیں ہیں اور بہت سی چیزیں قید میں رہنے کی وجہ سے ذہن سے نکل گئی ہیں، بہر حال اگر اخبار میں لکھا ہے تو کہا ہوگا۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ میں آپ سے شرعی مسئلہ پوچھتا ہوں کہ ایسے موقع پر کیا فوج کے لیے گولی

چلانا جائز ہوگا؟ تو والد صاحب نے کہا کہ یہ حرام ہے، تو جسٹس منیر نے کہا کہ مولانا آپ سوچ کر جواب دیجیے یہ ہائی کورٹ ہے۔ اس وقت مولانا نے کہا کہ اگر یہ فوجی عدالت بھی ہوتی تو بھی میرا جواب یہی ہوتا اور میں اپنے موقف سے نہیں ہٹتا۔ (ماہ نامہ ترجمان اہل سنت، کراچی۔ختم نبوت نمبر اگست ستمبر ۱۹۷۲ء، ص ۷۹)

سید عطاء اللہ شاہ بخاری آپ کی جرات اظہار اور مصائب پر صبر و استقلال سے اس قدر متاثر ہوئے کہ جیل میں آپ کی خدمت بجالانے میں ہمیشہ ہمیشہ پیش پیش رہے۔ مولوی مجاہد الحسینی کے بہ قول سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ایک سال کے عرصۂ جیل میں مولانا ابوالحسنات کو بیت الخلاء جاتے وقت کبھی لوٹا اٹھانے کا موقع نہ دیا بل کہ پانی بھر کر دروازے تک خود چھوڑ کر آتے اور اس خدمت کی بجا آوری میں کسی اور کی شرکت ہرگز گوارا نہ کرتے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کہتے:

"ہم لوگ تو مختلف تحریکوں میں حصہ لے کر مصائب برداشت کرنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ قید و بند کی صعوبتیں ہمارے لیے نئی اور انوکھی نہیں ہیں......لیکن مولانا ابوالحسنات جس مسلک سے تعلق رکھتے ہیں وہ اس وادی کے لوگ نہیں ہیں، انھوں نے جس صبر اور استقامت کا مظاہرہ کیا اور پاداشِ حق میں زینت زنداں بنے ہیں۔ لائق صد تحسین و آفریں ہے پھر گھر میں کوئی دوسرا بچہ اور نرینہ اولاد موجود نہیں ہے جو اہل خانہ کو روزمرہ کی اشیائے خوردنی ہی بازار سے لاکر دے سکے۔ دونوں باپ بیٹا یہاں جیل خانے کی سلاخوں میں جکڑے ہوئے ہیں، ان کے سینے میں ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا جذبۂ صادق موجود ہے۔ ہم اس کا نہ تو حق ادا کر سکتے ہیں اور نہ ہی زبان و الفاظ اس کے صحیح عکاس ہو سکتے ہیں۔ قلبی کیفیات گفتنی نہیں ہوا کرتیں۔ میرے دل میں مولانا کی بڑی قدر و منزلت ہے۔" (تحریک ختم نبوت 1953ء۔ ناقابل فراموش مشاہدات از مجاہد الحسینی، صفحہ: ۲۷ مطبوعہ ختم نبوت پبلی کیشنز، لاہور)

مولانا ابوالحسنات قادری نے جیل میں تفسیر قرآن بنام تفسیر الحسنات لکھنا شروع کر دی اور

سات جلدوں میں مکمل کی۔ ذرا اندازہ کیجیے کہ پیرانہ سالی، جیل کی صعوبتیں اور اکلوتے بیٹے کو سزائے موت کی روح فرسا خبر اس پر مستزاد۔ لیکن مولانا کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی اور قرآن پاک سے دل لگالیا۔ ایک بار ان کو جیل میں یہ اطلاع ملی کہ ان کے بیٹے کو گولی ماردی گئی تو مولانا نے اپنے ہاتھ دعا کے لیے بلند کرتے ہوئے کہا:

”اے اللہ! اگر ایسا ہوا ہے تو ناموس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر قربانی دینے والے خلیل کی قربانی قبول فرما اور ایک خلیل نہیں ہزار خلیل ناموس مصطفیٰ پر قربان ہوں اور اگر وہ زندہ ہے تو اسے اپنی حفاظت میں رکھ۔“ (ماہ نامہ ترجمان اہل سنت، کراچی۔ ختم نبوت نمبر اگست ستمبر ۱۹۷۲ء، ص ۷۹)

☆

مولانا عبدالستار خان نیازی کا تاریخی انٹرویو

انجمن طلباء اسلام، پنجاب کے ناظم محمد اقبال اظہری نے تحریک ختم نبوت 1953ء کے متعلق مولانا عبدالستار خان نیازی سے انٹرویو کیا جو کہ ماہ نامہ **ترجمان اہل سنت**، کراچی کے خاص شمارہ **"ختم نبوت نمبر"** بابت اگست/ستمبر ۱۹۷۲ء میں شائع ہوا۔ اس انٹرویو سے چند اہم اقتباسات ہم یہاں نقل کر رہے ہیں:

سوال: ۱۹۵۳ء میں مرزائیت کی جو تحریک چلی تھی اس کے کیا اسباب تھے؟

جواب: دراصل ۱۹۵۳ء کی تحریک سے پہلے BBC کی رپورٹ آ چکی تھی۔ خواجہ ناظم الدین صاحب نے بنیادی اُصولوں پر غور وخوض کرنے کے لیے ایک کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس کمیٹی میں یہ تو کہا گیا تھا کہ ملک کا سربراہ مسلمان ہوگا لیکن یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ مسلمان کون ہے۔ یہ تحریک اسی لیے چلی کہ مسلمان کی تعریف کی جائے اور اسلامی شریعت کے مطابق جو شخص مسلمان نہیں اور اسلام کا دشمن ہے وہ کلیدی اسامیوں پر نہیں رہ سکتا۔ اس دَور میں ظفر اللہ وزیر خارجہ تھا اور وزیر خارجہ ہوتے ہوئے وہ عالم اسلام اور پاکستان کے خلاف سازش کر رہا تھا۔ ہر جگہ مرزائیوں کو سفارت خانوں میں رکھ رہا تھا اور اس کا دماغ اس حد تک خراب ہو گیا تھا کہ اس نے قائداعظم کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی اور جب اس سے پوچھا گیا کہ نماز جنازہ کیوں نہیں پڑھی تو جواب دیا کہ یہ سمجھ لو کہ ایک مسلمان نے کافر کی نماز جنازہ نہیں پڑھی یا ایک کافر نے مسلمان کا جنازہ نہیں پڑھا۔

فروری ۱۹۵۳ء کے آخر میں کراچی اور لاہور سے تحریک تحفظ ختم نبوت نے تین مطالبات کو خواجہ ناظم الدین کی مسلم لیگی وزارت سے منوانے کی خاطر راست اقدام کی تحریک کا آغاز کیا تھا۔ تحریک کی ابتدا ایک مجلس عمل نے کی جس نے یہ پہلے سے بتا دیا تھا کہ تحریک کا مقصد تشدد یا قانون شکنی نہیں بل کہ اس وزارت کو استعفیٰ دینے پر مجبور کرنا ہے جو رائے عامہ کے مطالبات کو

تسلیم نہیں کرتی۔ خود اپنی جماعت کے فیصلے پر بھی عمل نہیں کرتی اور جس نے سوائے راست اقدام کے اور کوئی راستہ باقی نہیں چھوڑا، جس کے ذریعے یہ تین مطالبات منوائے جا سکیں، نہ ہی یہ وزارت ملک کا آئین مکمل کرنے پر آمادہ تھی۔ آئین کی عدم تکمیل کی صورت میں عام انتخابات کا بھی امکان نہ تھا جہاں رائے عامہ آئینی طریقے سے اپنے مطالبات پورے کروا سکتی۔ وہ تین مطالبات یہ تھے:

۱۔ سر ظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے ہٹا دیا جائے کیوں کہ وہ اپنے اس مذہبی عقیدے کا خود اقرار کر چکے ہیں کہ برطانوی حکومت سے وفاداری ان کے دین و ایمان میں داخل ہے اور جو شخص کسی غیر مملکت کی حکومت سے شرعی وفاداری اپنے ایمان میں داخل سمجھتا ہو، وہ پاکستان کی آزاد مملکت میں وزارت خارجہ جیسے اہم عہدوں پر متمکن رہنے کا ہر گز اہل نہیں۔

۲۔ دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ ہر مسئلہ میں جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو آخری حجت تسلیم نہ کرے اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں سے کسی کی تفسیر یا تاویل کا سوال پیدا ہو تو مسلمانوں کی کثرت رائے کے فیصلے کی پابندی کرنا اپنے لیے ضروری نہ سمجھے۔ پاکستان اس لیے حاصل کیا گیا ہے کہ یہاں اسلام کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی خاطر ایک وطن قائم کیا جائے۔ لہذا جو لوگ پاکستان میں رہنا چاہیں لیکن خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو کسی مسئلہ میں آخری حجت تسلیم نہ کریں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی تاویل میں مسلمانوں کی کثرت رائے کی پابندی نہ کریں۔ انھیں آئین پاکستان کے ماتحت اقلیت قرار دینا چاہیے۔

۳۔ تیسرا مطالبہ یہ تھا کہ پاکستان بن جانے کے بعد یہاں سب سے بڑا مسئلہ حکومت کو اسلامی تعلیمات کے ماتحت لانے کا ہے کہ حکومت صرف وزارت کا نام نہیں بل کہ جب تک اس میں ایسے سرکاری ملازمین کو مقرر نہیں کیا جاتا جو ہر مسئلہ میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو آخری حجت تسلیم کریں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاویل میں مسلمانوں کی کثرت رائے کے فیصلے کی پابندی اپنا ایمانی اور منصبی فرض سمجھیں تب تک پاکستان کو اسلامی مملکت نہیں بنایا جا سکتا۔

سوال: آپ نے اس تحریک میں بہت سرگرمی سے حصہ لیا تھا کیا آپ اس کی کچھ تفصیل

بتائیں گے۔

جواب: اس تحریک میں علماء نے جب حصہ لیا تو برکت علی ہال (لاہور) میں ایک کنونشن ہوا، یہ قصہ ۱۹۵۱ء کا ہے۔ اس میں ہم سب لوگ (تمام مکاتب فکر کے علماء) شریک ہوئے، وہاں یہ طے پایا تھا کہ کراچی میں ایک آل پاکستان کنونشن ہو۔ اس کے لیے تیرہ (۱۳) آدمیوں کو منتخب کیا گیا تھا۔ میں بھی ان میں پنجاب کی طرف سے بہ طور نمائندہ خصوصی منتخب ہوا تھا۔ احرار کے ساتھ ہم نے ایک مجلس تحفظ ختم نبوت بنائی تھی اور اس میں علماء اہل سنت کو بھی شامل کیا گیا۔ مولانا ابوالحسنات صاحب کو مجلس عمل کا قائد بنایا گیا۔ علماء اہل سنت نے بہت سرگرمی سے کام کیا لیکن میں نے اس مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام ضوابط کے تحت کام نہیں کیا کیوں کہ انھوں نے مجھے اس میں شامل نہیں کیا تھا۔ بہر حال میں نے اپنی بساط کے مطابق ملک بھر کا دورہ کیا۔

مجھے ایک خصوصیت یہ حاصل تھی کہ میں اسمبلی کا ممبر تھا اور ممبران اسمبلی سے میرا تعلق رہتا تھا۔ علاوہ ازیں میں نے تحریک پاکستان میں جو کام کیا تھا اس کی وجہ سے مسلم لیگ کے کارکنان وغیرہ سے میرے تعلقات تھے اور کالجوں وغیرہ میں بھی طلبا سے تعلقات تھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے کراچی میں کنونشن کیا، اس کے تیرہ (۱۳) نمائندوں میں میرا بھی نام تھا لیکن مجھے اس میں شامل نہیں کیا گیا۔ ان کا یہ خیال تھا کہ یہ گرم اور تیز آدمی ہے اور اس کی وجہ سے وقت سے پہلے تصادم نہ ہو جائے۔

بالآخر دولتانہ نے ایک چال چلی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ بجائے اس کے کہ میں نشانہ بنوں، نشانہ مرکز کو بننا چاہیے۔ ابتدا میں دولتانہ نے تحریک کی مخالفت کی لیکن جب تحریک نے زور پکڑا تو اس نے یہ چال چلی کہ اپنے صوبہ میں مخالفت نہ کرنے کا فیصلہ کیا اور یہ کہا کہ آپ کا مطالبہ آئینی ہے اور آپ کو مرکز سے رجوع کرنا چاہیے۔ احراری حضرات چاہتے تھے کہ دولتانہ ناراض نہ ہو اور انھیں معلوم تھا کہ میں حزب اختلاف ہوں اور میری شمولیت سے دولتانہ اس تحریک میں رکاوٹیں ڈال سکتا ہے۔ ان کی اس مصلحت کو میں بُرا نہیں سمجھتا کیوں کہ یہی صوبہ انھیں کام کرنے کے لیے بہت مناسب تھا۔ جب یہ تحریک تیز ہوگئی اور کراچی میں ملاقات کے لیے یہ حضرات گئے تو پتہ چلا کہ یہ گرفتار ہو گئے۔ یہ ۲۵ فروری ۱۹۵۳ء کی بات ہے۔ میرا ان سے یہ اختلاف تھا کہ لاہور کے قافلے کراچی یعنی ۷۵۰ میل دُور جا کر اپنے آپ کو گرفتاری کے

لیے پیش کریں یہ کوئی پُر اثر چیز نہیں ہوگی۔ دولتانہ غلط کہتا ہے کہ میں تمھاری تحریک سے متفق ہوں اگر تحریک سے متفق ہے تو صوبائی اسمبلی میں جا کر قرارداد پاس کرے اور دوسری بات یہ کہ دولتانہ بھی خواجہ ناظم الدین کا ہی بنایا ہوا ہے۔ میری رائے یہ تھی کہ کراچی والے کراچی میں، پنجاب والے پنجاب میں اور سرحد والے سرحد میں کام کریں اور یہ تحریک ملک گیر صورت اختیار کر لے اور صوبے مجبور ہو کر مرکز پر دباؤ ڈالیں اور ہمارے مطالبات مرکز تسلیم کر لے۔ علماء کی گرفتاری کی اطلاع، مجھے جمعہ کے دن داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تقریر کے دوران ملی تھی اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ قافلہ جانے والا ہے تو میں نے کہا کہ اس کی بجائے پنجاب اسمبلی کا گھیراؤ کیا جائے اور انھیں مجبور کر دیا جائے کہ وہ مرکز سے ہمارا مطالبہ تسلیم کرائیں۔ تحریک چلتی رہی یہاں تک کہ سب قائدین گرفتار ہو گئے۔ ان کی گرفتاری کے بعد تحریک ختم ہونے لگی لیکن میں نے کہا کہ یہ تحریک ختم نہیں ہونی چاہیے چناں چہ ۲۷ اور ۲۸ فروری کو میں نے علماء سے ملاقات کی۔

مولانا مودودی کی معذرت

مولانا غلام غوث ہزاروی سے ملاقات ہوئی اور پھر ہم لوگ مل کر مولانا مودودی کے پاس گئے اور انھیں صورت حال سے آگاہ کیا اور بتایا کہ یہ تحریک آگے بڑھانی ہے۔ مولانا نے کہا کہ آپ کچھ دیر بعد آئیں تا کہ کچھ اور لوگ آ جائیں اور پھر فیصلہ کیا جائے۔ وہاں مولانا مودودی نے کہا کہ میں ابھی تحریک میں شامل نہیں ہوتا جب تحریک فیل (Fail) ہونے لگے گی تو میں اس کو سنبھال لوں گا۔ میں نے کہا مولانا آپ اس کو نہیں سنبھال سکتے۔ میں نے علماء اور کارکنان کو جمع کیا اور ایک پُر امن جلوس کا پروگرام بنایا۔ اس وقت بعض لوگ ایسے بھی تھے جن کا رابطہ جیل میں مجلس عمل کے حضرات سے تھا۔ ان کی معرفت ہم نے ان کی رائے معلوم کی۔ انھوں نے کہا کہ اب کراچی میں گروپ بھیجنے کی بجائے لاہور میں ہی کام کیا جائے کیوں کہ لاہور اور پنجاب سے جو گروپ بھیجے جاتے تھے انھیں راستے ہی سے اُتار لیا جاتا تھا۔ غرض یہ کہ میں نے تحریک کو از سر نو منظّم کرنے کا فیصلہ کیا اور ۲۸ فروری کو اعلان کیا کہ آج تک یہ مذہبی تحریک تھی اب یہ سیاسی تحریک بھی ہے۔

مولانا نیازی مسجد وزیر خان میں

......پھر میں مسجد وزیر خاں چلا گیا اور وہاں سے تحریک کو آگے بڑھایا اور تحریک پُر امن

چلتی رہی۔ میں نے لوگوں کو ہدایت کی کہ مثبت نعرے لگائیں اور تصادم سے بچیں جب کہ حکومت یہ چاہتی تھی کہ تصادم ہو۔ اور میں نے تصادم کے سب راستے بند کر دیے۔ حکومت نے بہت کوشش کی کہ گڑبڑ پیدا کی جائے لیکن کامیاب نہ ہوسکی۔ اس تحریک میں جو آدمی بھی شریک ہوتا تھا وہ یہ طے کر کے آتا تھا کہ ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جان دے گا۔ ہم نے طے کیا کہ اگر لاٹھی چارج ہوا تو لاٹھیاں کھاتے رہیں گے چناں چہ یہی ہوا لیکن مولانا خلیل صاحب نے مشورہ دیا کہ ایسے موقع پر سب زمین پر لیٹ جائیں، پولیس نے لوگوں کو اٹھانا چاہا لیکن وہ نہ اٹھے۔ ایک ڈی ایس پی نے ایک نوجوان کو ٹھوکر لگائی، اس کی بغل میں حمائل تھی اور وہ دُور جا پڑی اور پھٹ گئی۔ کچھ نوجوان اس ڈی ایس پی کو دیکھ رہے تھے۔ اس دن تین جلوس روانہ کیے گئے تھے۔ گورنمنٹ ہاؤس، سول سیکرٹریٹ اور ڈسٹرکٹ کورٹ کی طرف، یہ لوگ پُر امن طور پر واپس آ گئے کچھ گرفتاریاں بھی ہوئیں۔ ڈی ایس پی کے ٹھوکر لگانے پر لوگ بپھر گئے، وہاں ایک آدمی تھا جس کا نام میں لینا نہیں چاہتا، اس نے دہلی دروازے کے باہر تقریر میں اس واقعہ پر لوگوں کو بھڑکا دیا، میرا ہیڈ کوارٹر مسجد وزیر خاں تھا ان کی اسکیم یہ تھی کہ اس شخص (مولانا نیازی) کو پکڑ کر لے جانے سے تحریک ختم ہو جائے گی چناں چہ انھوں نے مجھے دیکھا کہ کسی وقت میں اکیلا ہوتا ہوں، عصر کی نماز میں عام طور پر میں کام کی زیادتی کی وجہ سے آخری صف میں کھڑا ہوتا تھا۔ انھوں نے اسکیم بنائی کہ آدمی بھیج کر اسے اُٹھوا لیا جائے۔ میں مسجد کے حجرے میں بیٹھا نوجوانوں کو ہدایات دے رہا تھا، ایک شخص آیا اور دیکھ کر واپس چلا گیا۔ میں نے نوجوانوں کو بتایا کہ یہ آدمی مشکوک نظر آتا ہے اس کا تعاقب کرو، نوجوان اس کے پیچھے گئے لیکن اسے پکڑ نہ سکے۔ اس کے کچھ دیر بعد ڈی ایس پی پولیس کا ایک جتھا لے کر وہاں آیا اور مسجد میں داخل ہونا چاہا۔ ہم نے مسجد کے باہر باقاعدہ پہرہ لگایا ہوا تھا اور کوڈ ورڈز (code words) سے اطلاعات دیتے تھے۔ رضا کاروں نے دروازے پر انھیں روک لیا اور ڈی ایس پی کو موقع پر ہی لڑکوں نے قتل کر دیا کچھ پولیس والے بھی زخمی ہو گئے۔ وہ چاہتے تھے کہ کل پھر تشدد کیا جائے اور میں سمجھ گیا تھا کہ حکومت اپنی چال میں کامیاب ہو گئی ہے۔ ہمارا طریقہ یہ تھا کہ دن بھر تقریریں ہوتی تھیں اور رات کو بھی تقاریر کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ رات کو ایک ڈیڑھ بجے ہم لوگ مسجد سے ایک اور پوشیدہ محفوظ مقام پر منتقل ہو جاتے تھے، میں چوکنا ہو گیا تھا۔ میں نے ۴ تاریخ کو جلسے

میں ایک قرارداد پاس کرائی کہ؛

جن لوگوں نے ڈی ایس پی کو قتل کیا ہے، انھوں نے بُرا کیا ہے اور وہ ہمارے آدمی نہیں۔ وہ حکومت کے آدمی ہیں اور اس طرح تحریک کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اور ہماری پُرامن تحریک کو انتشار کا نشانہ بنانا چاہتے ہیں اس لیے نوجوان پُرامن رہیں اور اس تحریک کے دوران ڈیوٹی پر جو مسلمان ہلاک ہوں گے وہ شہید ہوں گے۔'

اور یہ قرارداد پاس ہوگئی۔ صبح کو ہم نے پروگرام شروع کیا لیکن صبح تشدد کیا گیا اور بے تحاشہ فائرنگ کی گئی۔

قادیانی فوج کی وردی میں

قادیانی بھی فوج اور پولیس کی وردیوں میں آکر بے تحاشہ فائرنگ کرنے لگے۔ ہمارے نوجوان علماء نے اس موقع پر جو قربانیاں دیں انھیں سن کر یقیناً آپ دنگ رہ جائیں گے جب مسجد وزیر خان سے ہمارے دستے نکلتے تھے تو دہلی دروازے کے باہر چار نوجوانوں کی ڈیوٹی تھی۔ انھوں نے ایک ایک کرکے چاروں کو گولی کا نشانہ بنادیا۔ ہمارا ایک جلوس مال روڈ سے آرہا تھا اور اس کا نعرہ صرف لا الہ الا اللہ نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت تھے وہاں پر زبردست فائرنگ ہوئی۔ وہاں پر نوجوان سینہ کھول کھول کر سامنے آئے اور جام شہادت نوش کرتے رہے۔ یہ پانچ تاریخ کا واقعہ ہے۔ چھ تاریخ کو جمعہ تھا انھوں نے یہ شرارت کی کہ ایک پوسٹر نکالا جس میں اعلان کیا گیا کہ آج نیازی جمعہ شاہی مسجد میں پڑھائیں گے تاکہ ہماری قوت بٹ جائے۔ میں نے ایک جیپ کے ذریعے اعلان کیا اور اس پوسٹر کی تردید کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چھ تاریخ کو شاہی مسجد میں ہمارا کوئی آدمی نہیں گیا۔ اسی دن مارشل لاء لگا دیا گیا۔ ہماری تحریک کامیاب ہوچکی تھی۔ صوبائی حکومت نے میرے پاس اسمبلی کے اسپیکر کو بھیجا اور کہلوایا کہ پنجاب کی حکومت آپ کے مطالبات حکومت کو پہنچائے گی اور آپ سے بات چیت کرے گی۔ اس سے پہلے گورنر نے ان معاملات کو روکنے کے لیے بہت کوششیں کیں، ہم نے ان سے وعدہ کیا کہ تحریک پُرامن رہے گی اور آپ کو ہماری تحریک کو ختم کرنے کی کوششیں ختم کرنا ہوں گی۔

چھ تاریخ کی رات کو ہمارے آدمی خوف و ہراس کی وجہ سے اور بجلی کے نظام کے ختم ہوجانے کی وجہ سے نہیں آئے۔ میں نے حاضرین کو بتایا کہ آپ کی تحریک کا محافظ اللہ ہے اور

مردانہ وار بڑھتے رہو چناں چہ ۷ تاریخ کو پورے اہتمام سے پروگرام جاری رکھے گئے اور بڑا زبردست اجتماع ہوا۔ مسجد وزیر خاں کو میں نے ایک قلعہ قرار دیا جسے کوئی فتح نہیں کر سکتا۔ مارشل لاء کے باوجود ۷ اور ۸ کے جلسے ہوتے رہے۔ ان حالات میں ہم نے کسی اور جگہ مرکز بنانے کے متعلق سوچا۔ ۹ تاریخ سے اسمبلی کا سیشن شروع ہو رہا تھا۔ اس لیے میں اس پوشیدہ جگہ سے منتقل ہو گیا۔ ۹ تاریخ کو ہمارے دیگر ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ میرے خلاف ایک مقدمہ قتل درج کر لیا گیا۔ میرا پروگرام یہ تھا کہ میں سیدھا اسمبلی میں داخل ہو جاؤں۔ میں نے سوچا کہ لاہور سے باہر چلا جاؤں اور کوئی روپ دھار کر گاڑی میں آؤں اور سیدھا اسمبلی ہال میں داخل ہو جاؤں۔ میں نے ۱۶ تاریخ کو اسمبلی میں شریک ہونے کا پروگرام بنایا۔ بہر حال اسمبلی سیشن ۲۲ تاریخ تک کے لیے ملتوی ہو گیا۔ میں ریڑھی میں بیٹھ کر مسلح نوجوانوں کی حفاظت میں لاہور سے نکل گیا۔ ہم بے شمار تکالیف کے بعد اوکاڑہ پہنچے، وہاں سے پاک پتن شریف گئے۔ ملٹری مجھے تلاش کرنے میں پوری طرح مصروف تھی۔ پاک پتن سے میں قصور گیا، قصور میں جن لوگوں کے ہاں میں رہا انھوں نے غداری کی اور ملٹری کو اطلاع کر دی۔ اگر مجھے آدھ گھنٹہ مل جاتا تو میں اسمبلی گیٹ کے پاس پہنچنے میں کامیاب ہو جاتا۔ میرا پروگرام یہ تھا کہ فوج کے قبضے میں جانے سے پہلے اسمبلی میں تقریر کروں اور اپنی تحریک کے بارے میں پوری تفصیلات بتا دوں، وہاں سے روانگی سے پہلے وہ آ گئے اور مجھے گرفتار کر کے قصور اسٹیشن لے گئے۔ میرے ساتھ بشیر مجاہد بھی تھا، اسے بھی گرفتار کر لیا، ہمیں قلعہ میں لایا گیا۔ ۲۳ مارچ سے ۱۹ اپریل تک ہم قلعہ میں رہے۔ مجھے ۱۰ نمبر کوٹھری میں بند کر دیا گیا اور سب معلومات حاصل کیں۔ میرے بیان کے بعد ایس پی نے کہا کہ آپ کا مقصد تو ٹھیک تھا وہاں سے مجھے جیل منتقل کیا گیا اور مجھے چارج شیٹ دی گئی۔ ملٹری کورٹ میں کیس چلا جو ۱۷ اپریل کو شروع ہوا اور مئی تک چلتا رہا۔ مودودی صاحب کا کیس میرے بعد چلا، ۷ مئی کو ۹ بجے مجھے بلایا گیا اور اسپیشل ملٹری کورٹ کا ایک افسر اور ایک کیپٹن میرے پاس آئے۔ مجھے ایک کمرے میں لے گئے جہاں قتل کے کیس کے اور ملزم بھی تھے۔ قتل کا کیس ثابت نہ ہو سکا، دوسرا کیس بغاوت کا تھا۔ اس میں ثبوت کے لیے میری دو تقریریں تھیں لیکن ان میں بغاوت کا کوئی جملہ نہیں تھا۔ کیس ختم ہو گیا اور مجھے قتل کے کیس سے بری کر دیا تھا اور دوسرے کیس کے متعلق مجھے ایک آرڈر پڑھ کر سنایا ”تمہیں گردن سے پھانسی پر چڑھایا

جائے گا یہاں تک کہ تم مر جاؤ'' میں نے یہ آرڈر لے لیا اور اس افسر نے مجھ سے کہا کہ اس پر دستخط کرو، میں نے کہا جب میں رسی کو چھوؤں گا تو اس پر دستخط کروں گا...... میں جیل میں ہوں، آپ کے پنجوں میں ہوں، مجھے لے جاؤ اور پھانسی دے دو، میں دستخط کر دوں گا۔ انھوں نے پھر کہا کہ دستخط کر و لیکن میں نے انکار کر دیا۔ اس پر وہ افسر بولا کہ ہمارے افسر ہم سے پوچھیں گے کہ تم نے نوٹس دے دیا یا نہیں؟ میں نے کہا اگر آپ کو اپنے افسران ہی کا خوف ہے تو میں آپ کی خاطر اس پر دستخط کیے دیتا ہوں۔ میں نے بڑے اطمینان سے دستخط کر دیے اور تاریخ ڈال کر انھیں دے دیا اور کہا یہ تو کاغذ کا ایک ٹکڑا ہے میں تو اس سے بھی زیادہ کے لیے تیار تھا۔...... اس وقت مجھے قرآن کریم کی یہ آیت یاد آئی:

خلق الموت والحیات لیبلو کم ایکم احسن عملا

اور میں نے اس آیت سے یہ تاثر لیا کہ موت و حیات کا خالق تو اللہ تعالیٰ ہے اور یہ لوگ میری زندگی کا سلسلہ منقطع نہیں کر سکتے اور اگر اس مقصد کے لیے جان جائے تو اس سے بڑی زندگی کیا ہو سکتی ہے !!!

...... حقیقت یہ ہے کہ جو ایام میں نے جیل کی اس کوٹھری میں گزارے ان دنوں میری صحت اتنی اچھی ہو گئی کہ لوگ حیرت کرتے تھے۔...... ۲۳/ مارچ ۱۹۵۳ء کو ہمیں گرفتار کیا گیا اور ۲۹/ اپریل ۱۹۵۵ء کو ضمانت پر رہا ہوئے، یہ ہو گئے دو سال ایک ماہ اور چھ دن۔

اس وقت سارا ملک تحریک کی اہمیت سے آگاہ نہیں تھا، اب تحریک کی اہمیت بڑھ رہی ہے۔ اب قادیانیوں کے لیے یہودیوں کے ساتھ مل کر پاکستان کی تباہی کا پروگرام بنایا ہے اور حکومت کو آلۂ کار بنایا ہے۔ اب ہوتا یہ ہے کہ الیکشن ہوں یا حکومت کے جلسے ہوں، وہ حکومت کی مفت کی فوج ہوتے ہیں۔ ان کی کوشش یہ ہے کہ یہاں پر سیکولر نظام ہو۔ اگر یہاں اسلامی نظام حکومت آ جاتا ہے تو انھیں اپنی موت نظر آتی ہے۔ اس لیے ان کی کوشش یہ ہے کہ یہاں اسلامی ریاست قائم نہ ہو، اور پھر چوں کہ یہ لوگ مختلف شعبوں میں حاوی ہو گئے ہیں اس لیے ان کا فتنہ بڑھ رہا ہے اور لوگ اس سے بہ خوبی واقف ہو رہے ہیں۔ یہ بالکل طے شدہ بات ہے کہ اگر ملک بچ سکتا ہے تو نظریۂ پاکستان سے اور نظریۂ پاکستان کی حفاظت ایک جملے میں ادا کی جا سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ تحفظ عقیدۂ ختم نبوت۔ اس لیے اب جو تحریک چلے گی تو وہ علمی، تحقیقی تحریک ہوگی۔

اس لیے میں پُر امید ہوں کہ اب تحریک ایسی ہوگی جو پُر امن طور پر مجبور کر دے گی کہ حکومت کتاب وسنت پر عمل پیرا ہو اور کتاب وسنت کے الفاظ کا پاکستان کے آئین میں ہونا تحفظ ختم نبوت کے لیے بنیاد ہے۔

☆

مولانا سید خلیل احمد قادری

مولانا سیّد خلیل احمد قادری، مفسر قرآن حضرت مولانا ابوالحسنات سیّد احمد قادری ابن مولانا سیّد دیدار علی الوری محدّث لاہوری علیہ الرحمۃ (خلیفہ مجاز امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہٗ) کے اکلوتے فرزند اور اپنے والد محترم کی رحلت کے بعد تادم حیات تاریخی مسجد وزیر خاں (لاہور) کے خطیب رہے، مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور سے دستارِ فضیلت حاصل کی اور طب وحکمت میں اپنے والد ماجد کے مخصوص نسخوں اور طریقِ علاج کے امین رہے، آپ نے جوانی کے دَور میں دینی تحریکوں میں حصہ لیا، ''تحریک ختم نبوت 1953ء'' میں ایک مجاہد کی حیثیت سے جلوہ گر ہوئے، گرفتار ہوئے، لاہور کے قلعہ کے عقوبت خانہ میں رہے، مارشل لاء نے انہیں سزائے موت کا حکم سنایا مگر ثابت قدم رہے، تحریک ختم نبوت میں ایک طویل عرصہ تک پسِ دیوار زنداں رہے، لاہور میں مسجد وزیر خاں کے پاس ''جامعہ حسنات العلوم'' قائم کیا، مسجد کی خطابت کو تادم زیست اپنایا، اپنے والد مکرم کی تفسیر قرآن تفسیر الحسنات کے آخری حصوں کو مکمل کیا اور انہیں چھپوایا۔ مولانا سیّد خلیل احمد قادری نے 27/ ذیقعد 1418ھ/ 27/ مارچ 1998ء بروز جمعہ لاہور میں وفات پائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

[مولانا سید خلیل احمد قادری سے ایک تفصیلی انٹرویو معروف محقق جناب خلیل احمد رانا اور شفقت عثمانی نے لیا اور اول بار مختلف اقساط میں ماہ نامہ فیضان کے شمارہ اگست، ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا۔ بعدازاں یہ انٹرویو ماہ نامہ کنزالایمان، لاہور کے ''محاسبہ قادیانیت نمبر'' میں شائع ہوا۔ اس انٹرویو میں مولانا خلیل قادری نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی رُوداد قدرے تفصیل سے بیان کی ہے لہذا قارئین کے افادہ کے لیے ہم یہاں نقل کر رہے ہیں۔]

مولانا سیّد خلیل احمد قادری بیان کرتے ہیں:

مرزائیوں کی اشتعال انگیزی

1951ء کے اواخر ہی میں مرزائیوں کے اخبار الفضل (ربوہ) نے مرزا محمود بشیر کی نہایت اشتعال انگیز تقریروں کی اشاعت کا سلسلہ شروع کر دیا تھا، سر ظفر اللہ کے وزیر ہونے کے

باعث مرزائی اپنے آپ کو بہت زیادہ طاقتور تصور کرنے لگے تھے اور وہ غالباً اس زعم میں بھی مبتلا ہو چکے تھے کہ پاکستان میں ان کے ناپاک عزائم کا مقابلہ کرنے کے لیے کوئی مؤثر قوت موجود نہیں ہے، چنانچہ **الفضل** نے سرخیاں جمائیں؛

"جب تک اپنے دشمنوں کو قدموں پر نہ جھکالو چین سے نہ بیٹھو"

"ہمارے پاس عسکری قوت موجود ہے"

"1953ء گزرنے نہ پائے گا کہ ہم اپنے مخالفین کو مجبور کردیں گے کہ وہ ہمارے قدموں پر آ کر گریں"

ان اشتعال انگیز تحریروں سے مسلمانوں میں ایک ہیجان پیدا ہوا اور ان کے سینوں میں ایک لاوا سا پکنے لگا جو ایک بہت بڑے طوفان کا پیش خیمہ تھا، مختلف شہروں سے علماء کرام اور دیگر حضرات وفود کی صورت میں میرے والد محترم مولانا ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری کے پاس آئے اور انہوں نے مرزائیوں کے خلاف تحریک چلانے کا مطالبہ کیا، علماء اہل سنت کے علاوہ دیگر مکاتب فکر کے اکابر علماء مثلاً سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری نے قبلہ والد صاحب کو اس بات پر رضامند کرنے کی کوشش کی کہ وہ مرزائیوں کے خلاف تحریک کی قیادت کریں، یہ سب حضرات اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ والد محترم قبلہ سیّد صاحب کے تحریک پاکستان میں مجاہدانہ کردار اور دیگر قومی وملی خدمات کے باعث اُن کا سواد اعظم میں بہت زیادہ اثر ورُسوخ ہے، چنانچہ تمام مکاتب فکر کے زعماء نے ان سے تحریک ختم نبوت کی قیادت قبول کر لینے پر اصرار کیا، اور پھر برکت علی محمڈن ہال میں ایک عظیم الشان کنونشن کا اہتمام کیا گیا جس میں تمام مکاتب فکر کے اکابر علماء شریک ہوئے، اس موقع پر جلسہ کی صدارت صاحبزادہ غلام محی الدین سجادہ نشین آستانہ عالیہ گولڑہ شریف نے فرمائی جو مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کے پیش نظر پہلی بار عوامی اجتماع میں تشریف لائے تھے، تونسہ شریف اور علی پور شریف کے سجادہ نشین حضرات کے علاوہ ملک بھر سے جیّد مشائخ اس کنونشن میں شریک ہوئے۔

مجلس عمل کی تشکیل

اس کنونشن میں یہ طے پایا تھا کہ تمام مکاتب فکر کے نمائندوں پر مشتمل ایک مجلس عمل

تشکیل دی جائے، چنانچہ اس موقع پر تمام جماعتوں نے ابوالحسنات علامہ سیّد محمد احمد قادری کو صدر منتخب کیا، سیّد داؤد غزنوی کو جنرل سیکرٹری کے فرائض سونپے گئے اور دیگر سرکردہ حضرات میں سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری، ماسٹر تاج الدین، شیخ حسام الدین اور صاحبزادہ فیض الحسن (مجلس احرار) شامل تھے، مجلس عمل میں جمعیت علماء پاکستان کے مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا غلام محمد ترنم اور حافظ خادم حسین، جمعیت اہل حدیث کے مولانا محمد اسماعیل اور مولانا عطاء اللہ حنیف، جماعت اسلامی کے میاں طفیل محمد، امین احسن اصلاحی اور نصراللہ خاں عزیز، جمعیت علماء اسلام کے مولانا احمد علی لاہوری اور قاضی احسان احمد شجاع آبادی کے علاوہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے لال حسین اختر اور محمد علی جالندھری شامل تھے، مرکزی تنظیم کے قیام کے بعد صوبائی اور ضلعی کمیٹیاں بنادی گئیں اور مختلف مقامات پر کنونشنوں کے انعقاد کا سلسلہ شروع ہوگیا، ان کنونشنوں میں جو تین مطالبات حکومت کے سامنے رکھے گئے ان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے، ظفر اللہ سمیت تمام قادیانیوں کو کلیدی آسامیوں سے ہٹانے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے پر زور دیا گیا تھا، پنجاب اور ملک کے دوسرے صوبوں میں جلسوں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔

1952ء میں مرکزی انجمن حزب الاحناف کا سالانہ اجلاس مسجد وزیر خاں میں شروع ہوا، نماز جمعہ کے بعد پہلی نشست سے حضرت علامہ ابوالحسنات نے خطاب کرنا تھا لیکن چند گھنٹے قبل اس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب ممتاز دولتانہ نے دفعہ ۱۴۴ کے تحت جلسوں وغیرہ پابندی عاید کروادی، حضرت علامہ ابوالحسنات نے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تقریر کی اور انہوں نے دولتانہ کو چیلنج کیا کہ وہ ختم نبوت کی حق آواز کو نہیں روک سکتے، انہوں نے نہایت پُرجوش انداز میں فرمایا:

"اگرچہ دولتانہ تحریک پاکستان میں ہمارے ہم سفر رہے ہیں لیکن آج کلمۂ حق بلند کرنے کے جرم میں وہ ہمیں بہ خوشی گرفتار کر سکتے ہیں ہم پاکستان کی بقاء اور استحکام کے لیے تحریک ختم نبوت کو جاری رکھیں گے"۔

دفعہ 144 کی کھلی خلاف ورزی کے باوجود انہیں گرفتار نہ کیا گیا اور سہ روزہ اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا، اس کے بعد تحریک چلتی رہی اور اجتماعی جلسوں کا سلسلہ جاری رہا۔

خواجہ ناظم الدین سے ملاقات

1953ء کے اوائل میں مجلس عمل نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک وفد کی صورت میں خواجہ ناظم الدین وزیراعظم پاکستان سے ملا جائے اور انہیں اپنے مطالبات اور ملکی صورت حال سے آگاہ کیا جائے، چنانچہ علامہ ابوالحسنات کی قیادت میں ایک وفد ترتیب دیا گیا جس میں مولانا عبدالحامد بدایونی، عطاء اللہ شاہ بخاری، سید داؤد غزنوی، صاحبزادہ فیض الحسن، ماسٹر تاج الدین انصاری، شیخ حسام الدین، سید مظفر علی شمسی اور مولانا محسن فقیہ شافعی شامل تھے، یہ وفد کراچی پہنچا اور وزیراعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین سے ملاقات کر کے قوم کے مطالبات ان کے سامنے رکھے گئے، خواجہ صاحب نے مطالبات کو سننے کے بعد کہا:

''میرے لیے ان مطالبات کو مان لینا بہت مشکل ہے کیونکہ اگر میں سر ظفر اللہ کو کیبنٹ سے نکال دوں تو امریکہ ناراض ہو جائے گا اور جو امداد پاکستان کو مل رہی ہے وہ بند ہو جائے گی۔''

قائد وفد علامہ ابوالحسنات نے جواباً فرمایا:

''ہم تو سمجھے تھے کہ آپ کا ناصر اور رازق اللہ تعالیٰ ہے لیکن آج معلوم ہوا کہ آپ سب کچھ امریکہ کو سمجھتے ہیں...... حکومت کو ہمارے مطالبات بہر حال منظور کرنا ہوں گے ورنہ ہمیں موجودہ تحریک کو ڈائریکٹ ایکشن کی طرف لے جانا پڑے گا، ہاں البتہ ہم آپ کو سوچنے کے لیے وقت دینے کو تیار ہیں، اس وقت تک ہم تحریک کو نرم رکھ سکتے ہیں۔''

راست اقدام کا فیصلہ اور قائدین کی گرفتاری

لیکن خواجہ ناظم الدین پر ان باتوں کا کوئی اثر نہ ہوا اور اس نے واضح طور پر مطالبات کو منظور کرنے سے انکار کر دیا، اس کے بعد کراچی ہی میں مجلس عمل کا ایک اجلاس بلایا گیا جس میں متذکرہ وفد کے ارکان کے علاوہ مولانا مودودی اور مولانا احتشام الحق تھانوی بھی شامل تھے، اس اجلاس کی کئی نشستیں ہوئیں اور آخری نشست میں ڈائریکٹ ایکشن کا فیصلہ کیا گیا، 26 رفروری 1953ء کی شام کو نشتر پارک کراچی میں جلسۂ عام کا اعلان کیا گیا، مولانا مودودی ڈائریکٹ

ایکشن کے فیصلے پر دستخط کرنے کے بعد لاہور واپس آ گئے اور 26 رفروری کی شام کو پروگرام کے مطابق نشتر پارک میں عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں مولانا مودودی اور مولانا احتشام الحق تھانوی کے علاوہ باقی تمام اکابرین نے تقاریر کیں، 26 اور 27 رفروری کی درمیانی شب کو جلسہ سے فارغ ہونے کے بعد یہ حضرات جب واپس اپنی قیام گاہ پر پہنچے تو انہیں گرفتار کرلیا گیا، 27 رفروری کو جمعہ کے روز اکابرین کی گرفتاریوں کی خبر پورے ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور لوگ مشتعل ہو کر سڑکوں پر نکل آئے، لاہور میں دلّی دروازہ کے باہر ایک بہت بڑا اجتماع ہوا اور مشتعل ہجوم نے مرزائیوں کے اداروں اور ان کے مکانوں کو آگ لگانے کا پروگرام بنایا، نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد میں مولانا غلام محمد ترنم اور حافظ خادم حسین کے ہمراہ اجتماع میں پہنچا اور ہم نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ اعلیٰ سطح کی میٹنگ کے فیصلے کا انتظار کریں، 27 اور 28 رفروری کی درمیانی شب مولانا غلام محمد ترنم اور حافظ خادم حسین کو بھی گرفتار کرلیا گیا۔

مولانا مودودی سے ملاقات

اگلے روز 28 رفروری کو صبح نو بجے کے قریب میں مولانا مودودی سے ملاقات کر کے صورت حال کے متعلق مشورہ کرنے کے لیے ان کی اِقامت گاہ پر پہنچا، مولانا عبدالستار خان نیازی بھی اس موقع پر موجود تھے، مولانا مودودی سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے تحریک میں حصہ لینے سے صاف انکار کر دیا، انہوں نے فرمایا:

"مولانا احتشام الحق تھانوی کا رات ٹیلی فون آیا تھا ڈائریکٹ ایکشن کی تجویز سے انہیں اور مجھے اتفاق نہیں تھا اس لیے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم تحریک میں حصہ نہ لیں"

میں نے عرض کی آپ کے تو دستخط موجود ہیں پھر یہ فیصلہ کیسا؟ مولانا نے جواباً فرمایا؛ وہ میٹنگ کا فیصلہ تھا، اب صورتِ حال مختلف ہے، بہر حال میں تحریک میں حصہ نہیں لے سکتا۔ مولانا عبدالستار خان نیازی نے اس موقع پر اُن سے کہا لوگ اس وقت بہت مشتعل ہیں اور وہ جذبات میں اِدھر اُدھر بھٹک رہے ہیں کوئی ان کی قیادت کرنے والا نہیں، آپ مجلس عمل کے رکن ہیں، اگر اب آپ آگے نہیں آنا چاہتے تو ہمیں اختیار دیجئے تاکہ ہم تحریک چلاسکیں، مولانا مودودی ہمیں تحریری طور پر اختیارات دینے پر رضامند ہو گئے، مولانا داؤد غزنوی دل کے عارضہ میں مبتلا تھے،

انہوں نے بھی ہمیں اختیارات لکھ کر دے دیے۔

مولانا احمد علی لاہوری سے ملاقات

اس کے بعد میں مولانا احمد علی لاہوری کے پاس گیا، انہوں نے کہا:

"میرا بستر بندھا ہوا رکھا ہے، مولانا ابو الحسنات میرے صدر ہیں، میں نے ان کو تار دے دیا ہے اور ان کا جواب ملنے پر میں ان کے حکم کی تعمیل کروں گا"۔

اس کے جواب میں میں نے کہا، مولانا ابو الحسنات تو اس وقت جیل میں ہیں، نہ آپ کا تار انہیں پہنچے گا اور نہ ان کا جواب آپ کو ملے گا، لہٰذا اگر ٹالنا مقصود ہے پھر تو الگ بات ہے اور اگر آپ کا ارادہ عملاً حصہ لینے کا ہے تو آپ وعدہ فرمائیے، انہوں نے کہا میں تیار ہوں جو حکم مجھے دیا جائے گا میں اس کی تعمیل کروں گا۔

مفتی محمد حسن سے ملاقات

اس کے بعد میں مفتی محمد حسن (نیلا گنبد) کے پاس گیا تو انہوں نے اپنی معذوری ظاہر کی اور کہا میں ٹانگوں سے معذور ہوں اس لیے عملاً حصہ نہیں لے سکتا، میں نے اُن سے کہا: جناب آپ معذور ضرور ہیں لیکن قیامت کے دن میرے آقا گنبد خضریٰ کے مکین حوض کوثر پر جلوہ افروز ہوں گے اور آپ سے فرمائیں گے کہ میرے نام پر کھاتے رہے، عزت کرواتے رہے اور مفتی کہلواتے رہے لیکن جب میری ناموس کا مسئلہ آیا تو معذوری ظاہر کر دی، اس وقت آپ کیا جواب دیں گے؟ یہ سن کا مفتی صاحب کا چہرہ متغیر ہو گیا، انہوں نے میرے ہاتھوں کو پکڑ کر چوما اور پھر کہنے لگے، آپ مجھے جب چاہیں گرفتار کروا دیں، اگر آپ ابھی چاہیں تو میں اسی وقت آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔

اس گفتگو کے بعد میں وہاں سے دلّی دروازہ کی طرف روانہ ہوا۔

مولانا غلام دین سے ملاقات

یہاں میں نے دیکھا کہ تقریباً ایک لاکھ افراد کا جم غفیر موجود تھا اور لوگ منتظر تھے کہ کوئی انہیں پروگرام بتائے، میں وہاں سے فوراً مولانا غلام دین صاحب خطیب انجن لوکوشیڈ کے پاس پہنچا، اس وقت ظہر کا وقت تھا اور مولانا نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے، میں نے ان سے کہا: مولانا آپ کو آج ہی اور اسی وقت گرفتاری پیش کرنا ہے، مولانا نے بلا حیل و حجت فرمایا "نماز پڑھ

لوں یا پہلے چلوں'' میں نے عرض کی وہاں لوگ منتظر ہیں، نماز آپ وہیں پڑھیں اور تقریر کے بعد جلوس کی قیادت کرتے ہوئے چیئرنگ کراس پہنچ کر گرفتاری دیں، مولانا نے گھر پر اطلاع دے دی اور فوراً میرے ساتھ دہلی دروازہ کی طرف روانہ ہو لیے، وہاں پہنچ کر انہوں نے نماز ظہر پڑھائی اور ایک نہایت ایمان افروز تقریر فرمائی، اس کے بعد انہوں نے ایک عظیم الشان جلوس کی قیادت کرتے ہوئے چیئرنگ کراس پہنچ کر گرفتاری دے دی۔

مسجد وزیر خاں میں رضا کاروں کا اجتماع

اسی روز شام کو مسجد وزیر خاں میں رضا کاروں کا اجتماع شروع ہو گیا، میں بھی بستر لے کر مسجد وزیر خاں پہنچ گیا اس کے بعد پروگرام کچھ اس طرح ترتیب دیا گیا کہ صبح دس بجے مسجد وزیر خاں میں اجلاس ہوتا اور دس رضا کار جلوس کے ساتھ گرفتاریاں پیش کرتے اور نماز ظہر کے بعد دہلی دروازہ کے باغ سے (جو اس وقت اکبری دروازہ تک پھیلا ہوا تھا) دس رضا کار گرفتاریاں پیش کرتے، روزانہ گرفتاریاں پیش کرنے والوں کی قیادت کوئی ایک عالم دین کرتا تھا، مولانا عبدالستار خان نیازی اور مولانا بہاء الحق قاسمی (والد معروف کالم نگار عطاء الحق قاسمی) بھی میرے ساتھ مسجد وزیر خاں میں تھے، 29 فروری کو مولانا احمد علی لاہوری نے دہلی دروازے کے اجلاس میں تقریر کر کے گرفتاری پیش کی۔

ظفر علی خاں کے صاحبزادے اور ''زمیندار'' کے ایڈیٹر اختر علی (جو کہ مجلس عمل کے خازن بھی تھے) نے پہلے تو تحریک کی پُرزور حمایت کی لیکن جب دولتانہ وزارت کی طرف سے ان پر دباؤ ڈالا گیا تو ان کا رویہ بدل گیا، عوام نے ''زمیندار'' کی کاپیاں جلا کر احتجاج کیا، اور پھر 30 فروری کی شام کو مشتعل ہجوم نے ان کا گھیراؤ کر لیا، انہوں نے جان بچانے کے لیے برقعہ پہنا اور گھر کے پچھلے دروازے سے نکل کر مسجد وزیر خاں پہنچ گئے اور اگلے روز انہوں نے بھی تقریر کر کے گرفتاری پیش کر دی۔

مارچ کے پہلے ہفتے میں رضا کاروں کا ایک جلوس دہلی دروازے سے حسب معمول نکلا اور جب یہ جلوس برانڈرتھ روڈ پہنچا تو پولیس نے بلا جواز سخت تشدد کیا جس کے باعث بہت سے رضا کار شدید زخمی ہو گئے، ہم نے مسجد وزیر خاں میں ڈسپنسری کا انتظام پہلے سے ہی کر رکھا تھا، چنانچہ ان کا علاج شروع ہو گیا، اسی دوران شہر میں یہ افواہ گردش کرنے لگی کہ ڈی ایس پی فردوس

شاہ نے قرآن پاک کی توہین کی ہے، چنانچہ اگلے روز ظہر کے اجلاس میں ایک صاحب نے مجمع عام میں قرآن پاک کے پھٹے ہوئے اوراق پیش کیے جس سے لوگوں میں اشتعال پیدا ہوا اور ان کو قابو میں رکھنا مشکل ہو گیا۔

فردوس شاہ ڈی ایس پی کا قتل

چوک وزیر خاں کے قریب پولیس کا ایک سپاہی کشمیری بازار کی طرف سے آ رہا تھا، لوگوں نے اسے گھیر لیا، اس نے جان بچانے کے لیے ایک قریبی مکان میں پناہ لی، جب وہ کھڑکی سے باہر سر نکالتا تو لوگ نعرے لگاتے، یہ خبر ڈی ایس پی فردوس شاہ تک پہنچی تو وہ اس سپاہی کو بچانے کے لیے ایک گارڈ کے ہمراہ چوک وزیر خاں کی طرف چلا، اور پھر اس کا ایک مشتعل جلوس سے آمنا سامنا ہو گیا، کسی شخص نے زور سے کہا کہ یہی وہ شخص ہے جس نے قرآن پاک کی توہین کی ہے، اتنا سننا تھا کہ پورا جلوس اس پر پل پڑا اور اُس کو وہیں قتل کر دیا گیا، در حقیقت یہ ساری واردات حکومت نے ایک باقاعدہ منصوبے کے تحت کروائی تھی، کیونکہ دولتانہ وزارت چاہتی تھی کہ اسے تشدد کا کوئی بہانہ ہاتھ آئے تا کہ تحریک کو کچلا جا سکے، چنانچہ اس واقعہ کے بعد وسیع پیمانے پر تشدد کا سلسلہ شروع کر دیا گیا اور رات بھر گولیاں چلنے کی آوازیں آتی رہیں، فردوس شاہ کے قتل کے بعد کرفیو لگا دیا گیا تھا، لیکن ہم نے مسجد وزیر خاں کا اجلاس جاری رکھنے اور بدستور گرفتاریاں پیش کرنے کا فیصلہ کیا۔

حکومت کی اشتعال انگیز کارروائی

اسی روز مولانا غلام محمد ترنم، مولانا غلام دین، حافظ خادم حسین صاحب اور مولانا احمد علی لاہوری کو ہتھکڑیاں لگا کر لاہور سے ملتان لے جانے کے لیے اسٹیشن پر لایا گیا، جس سے عوام کا اشتعال اور زیادہ بڑھ گیا، رات کو مسجد وزیر خاں میں میری صدارت میں ایک اجلاس ہوا جس میں فردوس شاہ کے قتل اور حکومت کی اشتعال انگیز کارروائیوں کی مذمت کی گئی۔

تحریک کی نظامت اس وقت میرے پاس تھی، حکومت کے کچھ نمائندے میرے پاس آئے اور انہوں نے دورانِ گفتگو بتایا کہ دولتانہ حکومت نے آپ کے مطالبات منظور کر لیے ہیں اس لیے آپ تحریک کو ختم کرنے کا اعلان کر دیں، میں نے جواباً انہیں یہ بتایا کہ تحریک کی باگ ڈور اور اس کے متعلق فیصلہ کرنے کا اختیار ان لوگوں کے پاس ہے جو کراچی اور سکھر جیل میں

محصور ہیں لہذا آپ ان سے رابطہ قائم کیجیے، اگر انہوں نے ہمیں تحریک ختم کرنے کا حکم دے دیا تو ہم کوئی پس وپیش نہیں کریں گے، بصورت دیگر ہم پوری قوت کے ساتھ مطالبات منوانے کے لیے جدوجہد جاری رکھیں گے، اس کے بعد حکومت کے نمائندے مایوس ہوکر واپس چلے گئے۔

3/مارچ کو مسجد وزیر خاں میں مسلم لیگ کی کچھ خواتین آئیں، انہیں دراصل ایک سازش کے تحت بھیجا گیا تھا تاکہ کوئی ہنگامہ آرائی ہو اور تشدد کرنے کا بہانہ ہاتھ آسکے، لیکن ہم نے عوام پر کنٹرول کرتے ہوئے ان خواتین کو مسجد سے محفوظ جگہ تک پہنچا دیا اور اس طرح حکومت کی سازش ناکام ہوکر رہ گئی، مسجد وزیر خاں میں ہر روز بعد نماز عشاء بھی جلسہ عام کا اہتمام ہوتا تھا جس میں بڑی ایمان افروز تقاریر ہوتیں، 5/مارچ تک تحریک نے پورے پنجاب میں زور پکڑ لیا تھا سندھ اور سرحد میں بھی ہنگاموں کا سلسلہ جاری تھا، 4/مارچ 1953ء کو سارا دن گولیاں چلنے کی آوازیں آتی رہیں، جس مکان سے ختم نبوت کی آواز بلند ہوتی اس کے مکینوں کو وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنایا جاتا، 4/مارچ کی رات کو مسجد وزیر خاں کے اجلاس میں ہم نے ''پہیہ جام ہڑتال'' کا اعلان کردیا، انتہائی مختصر نوٹس کے باوجود اس اپیل کے نتیجے میں اگلے روز ایسی شاندار ہڑتال ہوئی کہ اس کی مثال نہیں ملتی، حتیٰ کہ اخبارات میں خبر پڑھنے کے بعد گورنمنٹ ہاؤس سیکرٹریٹ کے سرکاری ملازمین نے بھی قلم چھوڑ دیے، کسی بس یا ٹرک کا تو ذکر ہی کیا تانگہ یا رکشہ تک نظر نہ آتے تھے، غرضیکہ اس ہڑتال نے حکومت کو ہلا کر رکھ دیا۔

رضا کاروں کی شہادتیں

5/مارچ کی شام کو پورے ملک میں ایک عجیب سناٹا تھا عورتیں، بچے، بوڑھے سبھی میدان میں نکل آئے تھے، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، راولپنڈی اور سندھ کے بہت سے علاقوں میں تھانوں پر شمع ختم نبوت کے پروانوں نے قبضہ کرلیا تھا، دولتانہ کی صوبائی اور خواجہ ناظم الدین کی مرکزی حکومت بالکل بے بس ہوکر رہ گئی تھی، اسی روز پولیس نے دہلی دروازے کے اجلاس پر پابندی عاید کردی اور لوگوں کو اس میں شرکت سے روکا، جب پولیس کو کامیابی نظر نہ آئی تو اس نے گولی چلادی، اس موقع پر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے سینے تان تان کر گولیاں کھائیں اور جامِ شہادت نوش کیا، مسجد وزیر خاں زخمیوں اور شہداء سے بھر چکی تھی، زخمیوں کی مرہم پٹی اور شہداء کے کفن دفن کا انتظام بڑی سرگرمی سے جاری تھا، ایک عجیب منظر تھا، ہر طرف

خون میں نہائے ہوئے نوجوان لیٹے تھے، اس موقع پر عوام کے تعاون کا یہ عالم تھا کہ خوراک اور مالی امداد کے علاوہ جس چیز کی بھی اپیل کی جاتی فوراً مہیا ہو جاتی، زخمیوں کی مرہم پٹی اور دیکھ بھال کے لیے کثیر تعداد میں ڈاکٹر اور ڈسپنسر پہنچ چکے تھے اور انہوں نے رضا کارانہ طور پر تمام خدمات انجام دیں، اس روز تقریباً چالیس (40) مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا اور سینکڑوں کی تعداد میں زخمی ہوئے، شہداء کو تدفین کے لیے جلوس کی شکل میں قبرستان میانی صاحب اور دیگر قبرستانوں میں لے جایا گیا، دو شہداء کی قبریں سنہری مسجد کشمیری بازار کے عقب میں بنا دی گئیں، اس وقت ملت اسلامیہ کے جوش و جذبے کا یہ عالم تھا کہ انہیں مرنے مارنے کے سوا کچھ نہیں سُوجھ رہا تھا، ہماری طرف سے لوگوں کو پُر امن طور احتجاج کرنے کی اپیلیں مسلسل جاری کی جا رہی تھیں۔

دولتانہ وزارت نے اس موقع پر ایک اور چال چلی کہ ہوائی جہاز کے ذریعے اشتہارات پھینکے گئے کہ حکومت نے مطالبات منظور کر لیے ہیں اور تحریک ختم ہو گئی ہے لیکن یہ چال بھی کامیاب نہ ہو سکی اور عوام حکومت کے ہتھکنڈے کو فوراً سمجھ گئے۔

6 مارچ کو جنرل اعظم کی قیادت میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا، یہ مارشل لاء انتہائی سخت تھا اور ریڈیو سے دھمکی آمیز اعلانات نشر ہو رہے تھے، دن کے بارہ بجے ریڈیو پاکستان سے اعلان ہوا؛

”مولانا عبدالستار خاں نیازی اور مولانا خلیل احمد قادری اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کر دیں ورنہ انہیں دیکھتے ہی گولی مار دی جائے گی۔“

مولانا عبدالستار خان نیازی پر ایک بہتان کی تردید

مولانا عبدالستار خان نیازی اس وقت صوبائی اسمبلی کے ممبر تھے اور ہماری خواہش تھی کہ وہ اس مسئلہ پر اسمبلی میں تقریر کریں، اسمبلی کا اجلاس چند روز میں ہی شروع ہونے والا تھا، چنانچہ ہم نے مولانا عبدالستار خان نیازی کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے آپ کو کسی محفوظ مقام پر پہنچا دیں، مولانا نیازی نے اس تجویز سے اتفاق کیا، مولانا نیازی چند افراد کے ہمراہ مسجد کے مغربی اور جنوبی مینارہ سے متصل مکان میں منتقل ہوئے اور پھر دیہاتیوں کا سا لباس پہن کر لاہور سے باہر چلے گئے، اس موقع پر تحریک دشمن عناصر نے یہ افواہیں پھیلائیں کہ مولانا نیازی دیگ میں بیٹھ کر

گئے ہیں اور یہ کہ انہوں نے داڑھی منڈوالی ہے، یہ افواہیں صرف تحریک کوناکام بنانے کے لیے پھیلائی گئیں اور پولیس نے اپنی خفت مٹانے کے لیے انہیں ہوا دی حالانکہ ان باتوں کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

6 /مارچ کو مسجد وزیر خاں میں تقریباً تین چار ہزار رضا کار موجود تھے، مسجد میں پروگرام کے مطابق اجلاس ہوتے رہے اور 5، 6 رضا کار گرفتاریاں پیش کرتے رہے، 7 مارچ کو نماز ظہر کے بعد مسجد میں اجلاس ہو رہا تھا اور رضا کار جلوس کی تیاری کر رہے تھے کہ مسجد سے متصل سڑک پر جنرل محمد ایوب خاں (جو بعد میں سربراہ مملکت بھی بنے) چند دیگر فوجی افسران کے ہمراہ آئے اور انہوں نے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے اعلان کیا کہ مولانا خلیل احمد قادری اور مسجد کے اندر موجود تمام رضا کار خود کو گرفتاری کے لیے پیش کر دیں ورنہ ہم انہیں مسجد کے اندر داخل ہو کر گرفتار کر لیں گے اور اس طرح جو کشت و خون ہوگا اس کی ذمہ داری انہی افراد پر ہوگی، اس کے جواب میں مَیں نے لاؤڈ اسپیکر پر تقریر کی اور حضرت امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ پیش کیا کہ جب بادشاہِ وقت نے اپنی بیگم زبیدہ کو ان الفاظ میں مشروط طلاق دی کہ سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے میری سلطنت سے باہر چلی جاؤ ورنہ تم پر میری طلاق ہو جائے گی، غصے کے عالم میں تو بادشاہ نے یہ بات کہہ دی لیکن جب غصہ ختم ہوا تو وہ پریشان ہو گیا اور اس نے علماء سے فتویٰ پوچھا، علماء نے جواب دیا کہ حدودِ سلطنت سے نکلنا لازم ہے ورنہ طلاق ہو جائے گی، حضرت امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب یہ مسئلہ پیش کیا گیا تو آپ نے سارا واقعہ سننے کے بعد فرمایا کہ بادشاہ سے کہو وہ بے فکر ہو جائے سورج غروب ہونے سے پہلے اس کی بیگم اس کی حدود سے نکل جائے گی اور یہ شرط پوری ہو جانے کے بعد طلاق نہیں ہوگی، سورج غروب ہونے میں چند گھنٹے باقی رہ گئے تو بادشاہ بہت گھبرایا اور اس نے اپنے نمائندے دوبارہ امام صاحب کی خدمت میں بھیجے، آپ نے فرمایا کہ بیگم کو مسجد میں لے آؤ اور علماء سے پوچھ لو کہ مسجد بادشاہ کی حدودِ مملکت سے باہر ہے یا نہیں؟ چنانچہ بیگم صاحبہ کو مسجد میں لایا گیا اور تمام علماء نے بالاتفاق یہ فیصلہ دے دیا کہ مسجد اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی مملکت نہیں ہے، اور اس طرح طلاق نہیں ہوئی، اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد میں نے کہا کہ مسجد خانۂ خدا ہے اور اگر مارشل لاء حکام نے مسجد میں قدم رکھنے کی کوشش کی تو اس کا بڑی سختی سے جواب دیا جائے گا اور تمام تر ذمہ داری فوجیوں پر عائد ہوگی، میں نے یہ

بھی کہا کہ فوج اور پولیس کو مسلمانوں پر گولیاں چلانے کا کوئی حق نہیں پہنچتا، ایک مسلمان کا خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے، اس کے بعد خدا کے فضل وکرم سے فوجی افسران کسی کارروائی کے بغیر ہی واپس چلے گئے، اس موقع پر یہ بات بھی سننے میں آئی کہ ایک مرزائی فوجی افسر نے مسجد کو ڈائنامیٹ سے اُڑا دینے کا منصوبہ بنایا تھا، لیکن وہ ناکام رہا اور یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا، اس روز بھی حسب معمول جلسہ ہوا اور رضا کاروں نے گرفتاریاں پیش کیں۔

ریڈیو اور اخبارات پر حکومت کا مکمل کنٹرول تھا اور ہمارے خلاف مسلسل پروپیگنڈا کیا جا رہا تھا، لیکن اس موقع پر مولانا سیّد محمود احمد رضوی (لاہور) اور ان کے رفقاء نے تحریک کی حمایت میں اشتہارات سائیکلوسٹائل کر کے شہر کے مختلف حصوں میں لگانے کی ذمہ داری سنبھال رکھی تھی، حکومت نے مسجد وزیر خاں میں کچھ ایسے افراد بھیج دیے تھے جو رضا کاروں کے حوصلے پست کرنے کے لیے سرگرم عمل تھے۔

8 ر مارچ کو فجر کی نماز کے بعد جب کرفیو کھلا تو میں نے ایک مختصر سی تقریر کی اور اعلان کیا کہ ہم لوگ ناموس مصطفیٰ کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے یہاں جمع ہوئے ہیں لہٰذا جو شخص اپنے دل میں ذرا سی بھی کمزوری محسوس کرتا ہے اسے میری طرف سے اجازت ہے وہ جاسکتا ہے:

وہ یہیں سے لوٹ جائے جسے زندگی ہو پیاری

میری تقریر کے بعد مسجد میں صرف ڈیڑھ ہزار جاں نثار رہ گئے اور باقی سب گھروں کو چلے گئے، اس وقت صورت حال یہ تھی کہ مسجد وزیر خاں کی بجلی اور پانی بند کر دیا گیا تھا اور خوراک کے تمام راستے بھی مسدود تھے، لیکن ہمارے پاس مسجد کے حوض میں پانی کا کافی ذخیرہ موجود تھا، اس کے علاوہ گڑ اور چنے کی بوریاں ہم نے پہلے سے ہی مسجد میں محفوظ کر لی تھیں، چنانچہ یہ خوراک استعمال کی گئی، امیر الدین قدوائی ایڈووکیٹ دوپہر کے وقت میرے پاس آئے اور انہوں نے گورنر پنجاب نواب چندریگر کا یہ پیغام مجھے دیا کہ وہ مجھ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں، میں نے مسجد سے باہر نکلنے سے انکار کر دیا اور وہ واپس چلے گئے۔

8 ر مارچ کی شام کو رنگ محل، شیرانوالہ گیٹ اور موچی دروازہ سے مسجد تک ریت کی بوریاں چن دی گئیں اور خار دار تار بچھا دیے گئے تا کہ نہ تو کوئی مسجد کے اندر آسکے اور نہ کوئی واپس جا سکے،

مسجد کے شمالی اور مغربی حصے کے مکانات خالی کروا کر ان پر سٹین گنیں اور دیگر ہتھیار نصب کر دیے گئے، رات بھر مسجد میں ذکر الٰہی جاری رہا، نعرہ ہائے تکبیر و رسالت اور ’’ختم نبوت، زندہ باد‘‘ کے فلک شگاف نعرے فضاء میں گونجتے رہے۔

مولانا سید خلیل احمد قادری کی رضا کارانہ گرفتاری

9 / مارچ کو صبح دس بجے امیر الدین قدوائی ایڈووکیٹ میرے پاس دوبارہ تشریف لائے، موصوف تحریک پاکستان کے راہنما اور قبلہ والد صاحب کے دوست تھے، انہوں نے مجھے کہا کہ سارے شہر میں فوج کا کنٹرول ہو چکا ہے اور اگر آپ نے مزاحمت جاری رکھی تو جانوں کا بھی نقصان ہوگا اور مسجد کی بے حرمتی کا بھی خطرہ ہے، قدوائی صاحب سے گفتگو کے بعد میں نے رضا کاروں سے مشورہ کیا تو فیصلہ ہوا کہ سب سے پہلے میں اپنی گرفتاری پیش کر دوں، چنانچہ میں گرفتاری پیش کرنے کے لیے قدوائی صاحب کے ہمراہ مسجد کے جنوبی دروازے سے باہر آیا، ایک کرنل، دو کیپٹن اور کثیر تعداد میں فوجی باہر موجود تھے، انہوں نے پستول اور ریوالور ہماری طرف کر کے ہم کو گھیرے میں لے لیا، میں ہنس پڑا اور میں نے ان سے کہا؛ میں تو خود گرفتاری پیش کر رہا ہوں، اتنے تکلف کی کیا ضرورت ہے، کرنل نے جواب دیا آپ ہم کو مسلمان نہیں سمجھتے، آپ نے مسجد میں اسلحہ جمع کر رکھا ہے اور میناروں پر پوزیشن لی ہوئی ہے اس لیے یہ کچھ کرنا پڑا، میں نے اس کرنل کو کہا: اگر آپ مرزائی ہیں تو پھر یقیناً مسلمان نہیں اور اگر مسلمان ہیں تو پھر کسی مسلمان کو غیر مسلم سمجھنا بہت بڑا ظلم ہے، رہا مسجد میں پوزیشن سنبھالنے اور اسلحہ جمع کرنے کا سوال تو یہ ہوائی کسی دشمن نے اُڑائی ہوگی، دروازے کھلے ہیں اور آپ اندر جا کر دیکھ سکتے ہیں، اس پر وہ ہنس پڑا اور اس نے مجھے ساتھ چلنے کو کہا، قدوائی صاحب بھی میرے ہمراہ تھے، کپڑے جو میں نے پہن رکھے تھے کافی پھٹ چکے تھے، کیونکہ 28 / فروری کو مسجد میں منتقل ہونے کے بعد مجھے گھر جانے کا موقع نہیں مل سکا تھا، جب مجھے خرادی محلّہ کی طرف لایا گیا تو میں نے فوجیوں سے کہا کہ میرا مکان قریب ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں کپڑے تبدیل کر لوں، کرنل نے رضامندی ظاہر کر دی، لیکن جب ہم چند قدم آگے آئے تو کرفیو کے باوجود عورتیں، مرد اور بچے گھروں سے باہر نکل آئے اور انہوں نے نعرے لگانے شروع کر دیے، اس صورت حال کو دیکھ کر کرنل نے مجھے کہا اب آپ ہمارے ساتھ چلیں کپڑے ہم بعد میں آپ کو

منگوا دیں گے، چوہٹہ مفتی باقر سے ہمیں پُرانی کوتوالی لایا گیا، یہاں تک ہم پیدل ہی آئے، پرانی کوتوالی میں فوجیوں نے بڑے بڑے وائرلیس لگا رکھے تھے انہوں نے وائرلیس پر اپنے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی کہ ملزم کو پکڑ لیا گیا ہے اور اسے ہم لے کر آ رہے ہیں، پھر ہمیں پرانی کوتوالی سے دہلی دروازے تک پیدل ہی لایا گیا، ہمیں زیر حراست دیکھ کر لوگ مکانوں کی چھتوں سے نعرے لگانے لگے، دہلی دروازے سے جیپ میں بٹھا کر شاہی قلعہ کی طرف لے جایا گیا۔

مارشل لاء حکام کی تفتیش

مارشل لاء حکام کو ہماری گرفتاری کی اطلاع تو ہو ہی چکی تھی، شاہی قلعہ میں داخل ہوئے تو عام خاص دربار کے بالائی حصے میں تین چار لمبے لمبے قد والے فوجی افسران کو بیٹھے ہوئے دیکھا، پھر وہ نیچے آئے میز اور کرسیاں بچھائی گئیں اور وہ فوجی افسران کرسیوں پر بیٹھ گئے (غالباً ایک فوجی افسر کا نام سرفراز تھا)، مجھے بھی کرسی پر بیٹھنے کو کہا گیا، قدوائی صاحب میرے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئے، ایک فوجی افسر نے سب سے پہلا سوال مجھ پر کیا کہ کیا آپ غیر ملکی ایجنٹ ہیں اور یہ تحریک کسی ملک کے ایما پر چلائی جا رہی ہے؟ میں نے جواباً کہا 1947ء میں تحریک پاکستان کی حمایت میں خضر وزارت کے خلاف جو ایجی ٹیشن ہوا تھا کیا وہ بھی غیر ملکی سازش تھی؟ جن لوگوں نے اس تحریک میں گرفتاریاں پیش کیں کیا وہ بھی غیر ملکی ایجنٹ تھے؟ ہماری تحریک تو ان لوگوں کے خلاف ہے جو غیر ملکی ایجنٹ ہیں اور مذہبی اور سیاسی لحاظ سے پاکستان کے دشمن ہیں، ان لوگوں نے بانی پاکستان قائداعظم کی نماز جنازہ تک پڑھنے سے گریز کیا، آج یہ لوگ ملک کے کلیدی عہدوں پر فائز ہو گئے ہیں، ہم نے یہ تحریک ان کو کلیدی عہدوں سے علیحدہ کرنے کے لیے چلائی ہے۔

پھر اس فوجی افسر نے دوسرا سوال کیا کہ کیا آپ قادیانیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے؟ میں نے جواب دیا ''نہیں''، اس نے پوچھا کیوں؟ میں نے جواب دیا سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور قادیانیوں نے ایک ''بناسپتی نبی'' پیدا کر لیا ہے اور ان کا فقہ بھی مسلمانوں سے علیحدہ ہے، ضابطہ اخلاق بھی جدا ہے اور سیاسی نظام بھی مختلف ہے، اس نے پوچھا فقہ کیسے علیحدہ ہے؟ میں نے جواباً کہا زانی کو ہم مسلمان حکم قرآنی کے مطابق کوڑوں کی سزا کا حق دار سمجھتے ہیں اور قادیانیوں نے زنا کی سزا دس جوتے مقرر کی ہے جو زانیہ زانی کو لگاتی ہے،

اس طرح قادیانیوں نے زنا کا بھی دروازہ کھول دیا ہے، یہ جواب سن کر تو وہ آگ بگولہ ہو گیا اور اس نے انگریزی میں گالیاں دینی شروع کر دیں۔

"پورا ملک قادیانیوں کا ہے"

قدوائی صاحب نے اسے ٹوکا تو دونوں کے درمیان تلخ کلامی ہو گئی، فوجی افسر نے قدوائی صاحب کو کہا، اب تم بھی اپنے آپ کو گرفتار سمجھو میں تمہارے ساتھ نپٹ لوں گا، قدوائی صاحب نے اس سے پوچھا، کیا آپ قادیانی ہیں؟ اس نے جواب دیا؛ پورا ملک قادیانیوں کا ہے، اور یہ کہہ کر وہ چلا گیا، تقریباً ایک بج چکا تھا اور ہمیں سخت بھوک لگی ہوئی تھی، پھر کرسیاں اُٹھالی گئیں اور ہم نیچے فرش پر بیٹھ گئے، چاروں طرف پٹھان فوجی ہماری نگرانی کر رہے تھے، اسی دوران ظہر کا وقت ہو گیا اور ہم نے وضو کے لیے پانی مانگا، ہمیں شمالی حصے میں لایا گیا جہاں نلکا لگا ہوا تھا، وہاں سے وضو کرنے کے بعد میں نے اذان دی، اذان کی آواز سن کر کچھ فوجی اور کچھ رضا کار جو پہلے ہی گرفتار ہو کر آئے ہوئے تھے، نماز پڑھنے کے لیے آ گئے، چنانچہ میں نے امامت کروائی اور سب نے باجماعت نماز ادا کی، نماز کے بعد میں نے خشوع و خضوع کے ساتھ دعا کی، دعا کے بعد فوجی میرے گرد جمع ہو گئے اور انہوں نے مجھ سے گرفتاری کی وجوہات پوچھیں، میں نے قادیانیوں کا پول کھولا اور تحریک کا پسِ منظر بیان کیا، میری باتیں سن کر فوجیوں نے اپنی چادریں بچھا دیں اور نہایت محبت کے ساتھ پیش آئے، ایک فوجی میس (Mess) میں گیا اور ہمارے لیے کھانا لے آیا، پھر ہم نے نماز عصر بھی اسی طرح باجماعت ادا کی، نماز عصر کے بعد پہلے فوجیوں کی ڈیوٹیاں تبدیل کر دی گئیں اور نئے فوجی آ گئے، انہوں نے پھر ہمیں نیچے بٹھا دیا اور نہایت سختی کا مظاہرہ کیا، ہلنے تک کی ممانعت تھی، نماز مغرب کا وقت ہوا تو میں نے پھر اسی طرح اذان دی اور باجماعت نماز ادا کرنے کے بعد دعا میں مشغول ہو گیا، یہ نئے فوجی بھی دعا سے بڑے متاثر ہوئے انہوں نے بھی ہم سے سوالات کیے، ہم نے تفصیلات بتائیں تو ان کا رویہ فوراً بدل گیا اور وہ بڑے اخلاق کے ساتھ پیش آئے، نماز مغرب کے بعد مجھے اور قدوائی صاحب کو جیپ میں بٹھا کر مغربی حصے میں واقع سی آئی اے کے دفتر میں لایا گیا، جہاں ہمارا نہایت فحش اور غلیظ گالیوں سے استقبال ہوا، قدوائی صاحب کو مجھ سے علیحدہ کر دیا گیا اور مجھے اوپر کے حصے میں لے جا کر ایک چھوٹی سی حوالات میں بند کر دیا گیا جس میں پانی کا کوئی انتظام

نہیں تھا، رات کو مجھے کھانا بھی نہیں دیا گیا اور میں بھوکا ہی سو گیا۔

حوالات کے قریب کوئی سپاہی نہیں تھا جس سے پانی مانگا جا سکے، چنانچہ اگلے روز فجر کے وقت میں نے تیمّم کر کے نماز ادا کی، نماز کے بعد میں نے قدوائی صاحب کی آواز سنی جس سے اندازہ ہوا کہ وہ نچلے حصے کی حوالات میں ہیں، تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص ایک کپ چائے اور ایک چھوٹی سی روٹی رکھ کر چلا گیا، میں نے اسے غنیمت جان کر ناشتہ کیا، دس گیارہ بجے کے قریب سی آئی اے کا ایک افسر آیا اور مجھے حوالات سے نکال کر اپنے دفتر میں لے آیا، چھوٹے قد کے اس افسر کا نام غالباً چوہدری اصغر تھا، اس نے مولانا عبدالستار خاں نیازی کے متعلق پوچھ گچھ شروع کی، میں نے لاعلمی کا اظہار کیا، درحقیقت مجھے اس وقت مولانا کے متعلق کچھ علم نہ تھا کہ وہ کہاں ہیں، جب میں کچھ نہ بتا سکا تو اس نے مغلظات سنانا شروع کر دیں، کچھ دیر تو میں خاموشی سے سنتا رہا لیکن پھر مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے اس سے کہا وہ میرے بزرگوں کے متعلق ایسے الفاظ استعمال نہ کرے ورنہ نتیجہ اچھا نہ ہوگا، یہ بات سننے کے بعد وہ بکتا ہوا چلا گیا اور مجھے ایک دوسری حوالات میں تنہا بند کر دیا گیا، شام کے وقت سی آئی اے کا ایک اور افسر آیا اور اس نے دفتر میں لے جا کر قدرے نرمی سے تحریک کے متعلق سوالات پوچھے جس کے میں نے مناسب جوابات دیئے، پوچھ گچھ کا یہ سلسلہ تقریباً 15 مارچ تک جاری رہا، اس دوران مجھے قید تنہائی میں ہی رکھا گیا، دوپہر اور شام کو دال روٹی دی جاتی، ایک روز مجھے جب حوالات میں بند کرنے کے لیے لے جایا گیا تو متصل حوالات میں مفتی محمد حسین نعیمی نظر آئے، ہم دُور سے ہی ایک دوسرے کو سلام کر سکے اس سے زیادہ کی اجازت نہ تھی، مجھے بعد میں علم ہوا کہ گرفتاری کے اگلے روز ہمارے مکان پر چھاپہ مارا گیا، اس زمانے میں جمعیت علمائے پاکستان کا مرکزی دفتر ہمارے گھر میں ہی تھا، مرزائیوں کے خلاف سارا لٹریچر، جمعیت کی فائلیں، لاؤڈ اسپیکر، سائیکلوسٹائل مشین اور کئی دوسری چیزیں پولیس نے قبضہ میں لے لیں، اس وقت مکان پر مستورات کے علاوہ اور کوئی نہ تھا، مستورات کو پردے میں کرا دیا گیا، اور دفتری سامان کے ساتھ ساتھ گھریلو سامان کی بھی تلاشی لی گئی۔

قید و بند کی صعوبتیں

15 مارچ سے 25 مارچ تک معمول یہ رہا کہ دن کے وقت مجھے قید تنہائی میں رکھا جاتا

اور رات کو تقریباً دس گیارہ بجے تیز روشنی میں بٹھا کر نہایت بدتمیزی سے سوالات کیے جاتے، اس کے بعد مجھے پریشان کرنے کے لیے ایک نیا طریقہ اختیار کیا گیا، حوالات کی پچھلی طرف ایک کھائی تھی اس میں فائر کیے جاتے اور پھر ایک افسر سپاہیوں سے پوچھتا آج کتنے اُتارے؟ سپاہی جواب میں چار یا چھ کہتا اور پھر مجھے کہا جاتا اب آپ کی باری بھی آنے والی ہے، پھر پوچھ گچھ کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ مجھے ہتھکڑی لگا کر ایک تہہ خانے میں لے جایا جاتا اور وہاں اوٹ پٹانگ سوالات کر کے پریشان کرنے کی کوشش کی جاتی، اسی دوران ایک بڑا عجیب واقعہ پیش آیا، ایک روز مجھے تہہ خانے میں اُتارا جا رہا تھا، جب تین چار سیڑھیاں باقی رہ گئیں تو میں نے دیکھا کہ تقریباً ڈیڑھ گز لمبا سانپ پھن پھیلائے فرش پر پڑا ہے، میرے ساتھ آنے والے افسر نے مجھے دھمکی دی کہ اگر میں نے معافی نہ مانگی تو مجھے اس سانپ کے اُوپر ڈال دیا جائے گا، میں نے اپنے حوصلے کو قائم رکھا اور معافی مانگنے سے صاف انکار کر دیا، اس نے مجھے دھکا دینے کی کوشش کی تو میں نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا، چنانچہ اتفاق یہ ہوا کہ وہ اپنے ہی زور سے نیچے کی طرف لڑھک گیا اور پھر بدحواسی کے عالم میں اوپر کی طرف بھاگا، میرے ہاتھوں میں ہتھکڑی لگی ہوئی تھی، جب مجھے حوالات میں بند کرنے کے لیے پولیس کی بیرک کے سامنے سے گزارا گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ سب مجھے حیرت سے دیکھ رہے تھے، میں نے اپنے دونوں ہاتھ اُوپر اُٹھائے اور پھر ہتھکڑی کو چوم کر آنکھوں سے لگا لیا، میرے ساتھ چلنے والے سپاہیوں نے اس کی وجہ پوچھی تو میں نے انہیں کہا خدا کا شکر ہے کہ میں نے یہ ہتھکڑیاں کسی اخلاقی جرم کی پاداش میں نہیں پہنیں اور مجھے فخر ہے کہ میں نے آج اللہ کے پیارے حبیب شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس اور عظمت کے تحفظ کی خاطر یہ زیور پہنا ہے، یہ سن کر وہ سپاہی خاصے متاثر ہوئے اور انہوں نے کہا دل تو ہمارے آپ کے ساتھ ہیں لیکن ہم کر کچھ نہیں سکتے، ملازمت کا معاملہ ہے، میں نے ان سے کہا یزیدی فوج بھی یہی کہتی تھی اگر تم مجھے حق پر سمجھتے ہو تو اُسوۂ حر (رضی اللہ عنہ) پر عمل کرو، یہ سن کر وہ شرمندہ ہو گئے۔

30/مارچ کو حوالات میں سو رہا تھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ مغرب کی جانب سے ایک کوّا اُڑتا ہوا آ رہا ہے اور اس کے منہ میں ایک چھوٹا سا سانپ ہے، یہ کوا اُڑتا ہوا دوسری سمت چلا گیا، جب میں بیدار ہوا تو اس خواب کا اثر ذہن پر موجود تھا، میں اس خواب کی تعبیر سوچنے لگا،

چند لمحے بعد ماشکی گھڑے میں پانی ڈالنے کے لیے آیا تو اس نے بتایا کہ خواجہ ناظم الدین کی وزارت ختم ہوگئی ہے، یکم اپریل کو ایک افسر نے آ کر مجھ سے کہا کہ آپ کے والد نے معافی مانگ لی ہے اور وہ گھر واپس آ گئے ہیں، لہٰذا آپ بھی معافی مانگ لیں، میں اس کی چال فوراً سمجھ گیا اور میں نے کہا میں ایک بہادر اور غیور باپ کا بیٹا ہوں، آپ غلط بیانی کر رہے ہیں میرا والد ہرگز معافی نہیں مانگ سکتا، میرا جواب سن کر وہ ناکام واپس چلا گیا۔

2 / اپریل سے اذیت کا سلسلہ اور بڑھا دیا گیا، رات دن مجھے قلعے کے مختلف حصوں میں تبدیل کر دیا جاتا، رات کو جگایا جاتا اور تیز روشنی میں بٹھا کر ایک افسر سوال کرتا، ابھی میں اس کا جواب دینے نہ پاتا تھا کہ دوسرا سوال کر دیا جاتا، حوالات کے دروازے پر رائفل بردار فوجی ہر وقت موجود رہتے تھے، اگر میں ان سے کوئی بات کرنے کی کوشش کرتا تو وہ گردن ہلا کر معذرت کا اظہار کر دیتے تھے، ماشکی گھڑے میں پانی لا کر ڈالتا اور خاموشی سے واپس چلا جاتا، گویا وہ ماحول صمٌ بکمٌ عمیٌ فھم لا یرجعون کا سا تھا، لیکن حوصلہ اور ہمت اس لیے بلند تھی کہ تاجدارِ ختم نبوت کی ناموس کا معاملہ تھا، ایک روز میرے اصرار پر ایک پہرے دار فوجی نے بتایا کہ انہیں سختی سے آرڈر ہے کہ میری نقل و حرکت کی نگرانی کی جائے اور میرے ساتھ کوئی بات نہ کی جائے، اس نے بتایا کہ اگر کسی افسر نے اسے میرے ساتھ باتیں کرتے دیکھ لیا تو اس کا کورٹ مارشل ہو جائے گا۔

7 / اپریل کی شب مجھے قلعے کے اندر ایک بڑی حوالات میں لے جایا گیا، یہاں مختلف علاقوں کے رضا کار موجود تھے، یہاں پہنچ کر یہ انکشاف ہوا کہ مسجد وزیر خاں میں جوشیلے نعرے لگانے اور سائے کی طرح ہر وقت ہمارے ساتھ رہنے والے رضا کار دراصل سی آئی ڈی کے ملازم تھے، سی آئی ڈی کے کچھ ملازم اس حوالات میں بھی ہماری جاسوسی کے لیے موجود تھے، رضا کاروں کے اس اجتماع میں کئی شناسا چہرے بھی تھے، لاہور کے علاوہ راولپنڈی اور کراچی کے وہ کارکن بھی موجود تھے جنہوں نے تحریک میں سرگرم حصہ لیا تھا، یونس پہلوان اور ان کے ساتھیوں سے بھی یہیں ملاقات ہوئی، ایک مدت کے بعد کارکنوں سے گفتگو کرنے کا موقع نصیب ہوا تھا، چنانچہ ہم سب رات تین بجے تک تحریک کے مختلف پہلوؤں پر بات چیت کرتے رہے، سی آئی ڈی کے ملازم پوری توجہ سے ہماری گفتگو سنتے رہے، لیکن اب چونکہ ان کے چہرے

بے نقاب ہو چکے تھے اس لیے ہم نے بڑے محتاط انداز میں باتیں کیں، پھر اچانک ایک پولیس انسپکٹر آیا اور اس نے میرا نام پکارا، پھر اس نے یونس پہلوان اور بلال گنج کے کارکن غلام نبی کا نام بھی پکارا اور کہنے لگا کہ مزنگ میں ایک قتل ہوا ہے اور اس میں آپ تینوں کا نام بھی آ رہا ہے، لہذا آپ ہمارے ساتھ چلیں اور اپنی صفائی پیش کریں، ہمیں یہ بات سن کر بہت حیرانی ہوئی اور ہم نے اسے جواباً کہا کہ ہم نو مارچ سے قلعے میں بند ہیں اور باہر کرفیو لگا ہے، قتل کرنے کے لیے ہم کیسے چلے گئے، ہم نے پولیس افسر پر واضح کر دیا کہ ہم رات کے وقت کہیں جانے کو تیار نہیں ہیں اور اگر اس نے کوئی انکوائری کرنی ہے تو صبح آئے، ہمارا جواب سن کر اس نے کہا کہ وہ اپنے افسران بالا کو بتا دے گا اور اگر انہوں نے اسی وقت بلایا تو پھر ہمیں بلا حیل و حجت چلنا ہوگا، یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور پھر واپس نہیں آیا۔

8/اپریل کو عصر کے بعد ڈی ایس پی، سی آئی اے نے مجھے اپنے دفتر میں بلایا اور کاغذ اور قلم میرے سامنے رکھ دیا اور مجھے کہا کہ میں جو کچھ بھی چاہتا ہوں کاغذ پر لکھ دوں، میں نے اس سے پوچھا کہ اس کی ضرورت کیوں پیش آ گئی، تو اس نے جواب میں مغلظات سنانا شروع کر دیں، میں یہ گالیاں برداشت نہ کر سکا اور میں نے اسے کہا آپ میرے ساتھ جو سلوک چاہیں کریں لیکن میرے بزرگوں کو گالی نہ دیں ورنہ آپ کو اس کی بڑی سخت سزا ملے گی کیوں کہ میرے بزرگوں کا تعلق اہل بیت سے ہے، یہ باتیں سن کر وہ مرعوب سا ہو گیا، اس کے بعد فائرنگ کی آواز آئی اور پھر دو سپاہی دفتر میں داخل ہوئے، ڈی ایس پی نے ان سے پوچھا آج کتنے اُتارے؟ انہوں نے جواب دیا ''دو''، سپاہی واپس چلے گئے اور پھر فائرنگ کی آواز آنے لگی، ڈی ایس پی نے فون اُٹھایا اور پھر وہی سوال دہرایا اب کتنے اُتارے؟ اور پھر اس نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا اب مزید چار افراد کو گولی ماردی گئی ہے، حکومت کے باغیوں کا یہی حشر ہوتا ہے، اور پھر اس نے بڑی لجاجت سے کہا آپ تو شریف آدمی ہیں اس کاغذ پر معافی نامہ لکھ دیجئے ہم آپ کو بھی رہا کروا دیں گے، میں نے اسے جواب دیا کہ جو حکومت ختم نبوت کی منکر ہو اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی باغی ہو میں اس سے ہرگز معافی نہیں مانگ سکتا، میرا جواب سن کر اس نے کہا میں اپنے یہی الفاظ کاغذ پر لکھ دوں، چنانچہ میں نے یہ الفاظ کاغذ پر لکھ دیے، ڈی ایس پی

نے یہ عبارت پڑھی تو غصے سے پاگل ہو گیا، اس نے قلم زور سے زمین پر مارا اور کاغذ پھاڑ دیا پھر مجھے مارنے کے لیے کرسی سے اُچھلا، میں بھی اُٹھ کھڑا ہوا اور جلدی میں کرسی کا تکیہ ہی پکڑ سکا، لیکن اس پر اللہ کے فضل سے ایسا رعب طاری ہوا کہ وہ مجھے کچھ کہے بغیر دفتر سے باہر چلا گیا، پھر ایک سپاہی آیا اور اس نے مجھے قلعے کے دروازے کے پاس حوالات میں لے جا کر بند کر دیا، اس روز دوپہر کو مجھے نہ تو کھانا دیا گیا اور نہ ہی پانی مل سکا، ظہر اور عصر کی نماز میں نے تیمّم سے ادا کی، مغرب کے وقت مجھے وضو کے لیے پانی دے دیا گیا اور پھر مجھے کھانا بھی دیا گیا جس میں خلاف معمول پھل بھی تھے، تقریباً نو بجے مجھے ہتھکڑی لگا کر ایک بڑے کمرے میں لایا گیا، یہاں میری ہتھکڑی کھول دی گئی اور پھر مجھے سیدھا کھڑا رہنے کا حکم دیا گیا، تھوڑی دیر کے بعد ایک سپاہی نے میرے بازو پکڑ کر اوپر کر دیے اور ٹانگیں چوڑی کرنے کو کہا، اسی عالم میں دو تین گھنٹے گزر گئے پھر وہ سپاہی چلا گیا اور اس کی جگہ دوسرا آ گیا، اسی طرح تین تین گھنٹے کے بعد ڈیوٹیاں بدلتی رہیں، جونہی میں ہاتھ ذرا نیچے کرتا ڈیوٹی پر موجود سپاہی فوراً میرا بازو پکڑ کر ہاتھ اوپر کر دیتا، یہ اذیت ناک سلسلہ ساری رات جاری رہا، فجر سے دو گھنٹے قبل میرے پیٹ اور سینے میں شدید درد اُٹھا اور میں کراہنے لگا، لیکن اُن لوگوں پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا، پھر میں نے تہجد کے نفل ادا کرنے کی اجازت مانگی، لیکن اس سے بھی انکار کر دیا گیا، درد سے نجات حاصل کرنے کے لیے میں نے دُرود شریف کا ورد شروع کر دیا، چند ہی لمحے بعد کافی افاقہ ہو گیا، نماز فجر ادا کرنے کی اجازت بھی مجھے نہ مل سکی، رات کے نو بجے سے صبح گیارہ بجے تک یہی عالم رہا، طبیعت نہایت مضمحل تھی اور تھکاوٹ سے بدن چُور چُور ہو رہا تھا، میں نے سیدی سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استغاثہ کیا اور یہ اشعار پڑھنے شروع کیے:

غوثِ اعظم بمن بے سر و ساماں مددے

قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

اتنے میں ایک پولیس افسر آیا اور مجھے ہتھکڑی لگا کر حوالات میں لے گیا، یہاں ایک سپاہی کی ڈیوٹی لگا دی گئی کہ وہ مجھے سونے نہ دے، پانی کا گھڑا تو لا کر رکھ دیا گیا مگر کھانا نہ ملا، نماز ظہر کے بعد میں نے داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس کی طرف رخ کیا اور اس شعر کا ورد

شروع کردیا:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

خواب میں شیخ سید عبدالقادر جیلانی کی زیارت

عصر کے بعد وہ سپاہی چلا گیا اور میری آنکھ لگ گئی، خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا کمرہ ہے جس میں سبز رنگ کی روشنی ہے، اس کمرے کی سیڑھیاں ہیں جس پر والد محترم حضرت علامہ ابوالحسنات (جو اس وقت سکھر جیل میں تھے) کھڑے ہیں، مجھے دیکھ کر انہوں نے سینے سے لگالیا، میں نے ان سے پوچھا آپ کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا مجھے بھی انہوں نے رات بھر کھڑا رکھا ہے، اس گفتگو کے بعد میں اُن سیڑھیوں سے نیچے کمرے میں اُترا تو میں نے دیکھا کہ شمالی جانب ایک دروازہ ہے جو کہ کھلا ہوا ہے، میں اس کمرے میں دوزانو بیٹھ گیا اتنے میں ایک بزرگ سپید نورانی چہرہ، کشادہ پیشانی، درمیانہ قد، سفید داڑھی، کھلی آستینوں کا سبز کرتہ زیب تن کیے میری طرف تشریف لائے اور پیچھے سے ایک آواز آئی ''سرکار غوث اعظم تشریف لا رہے ہیں'' میں نے دست بستہ حضرت سے عرض کی، حضور ان کتوں نے بہت تنگ کر رکھا ہے، سرکار غوث اعظم نے میری داہنی طرف پشت پر تھپکی دی اور فرمایا شاباش بیٹا گھبراؤ نہیں، سب ٹھیک ہو جائے گا، میں نے دوبارہ عرض کی حضور! انہوں نے بہت پریشان کر رکھا ہے، رُخ انور پر مسلسل شگفتگی تھی فرمایا کچھ نہیں، سب ٹھیک ہے اور یہ کہہ کر آپ واپس تشریف لے گئے، اس واقعہ کے بعد میرا حوصلہ بہت بلند ہو گیا ورنہ اس رات کی اذیت سے ممکن تھا کہ میں ڈگمگا جاتا، لیکن سرکار غوث پاک کے روحانی کرم نے مجھے ذہنی اور قلبی سکون سے مالا مال کر دیا، مغرب کے بعد مجھے کھانا دیا گیا اور پھر رات کو کسی نے مجھے پریشان نہیں کیا، دوسرے روز اعلیٰ فوجی افسر راؤنڈ کرتے ہوئے آئے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا کوئی تکلیف تو نہیں ہے؟ میں نے انہیں تمام واقعات بتائے، اور انہوں نے میرے سامنے متعلقہ پولیس افسران کی سرزنش کی اور کچھ ہدایات جاری کیں، پھر مجھے ایک دوسری حوالات میں منتقل کر دیا گیا جو قدرے بہتر تھی، وہاں میں نے مولانا عبدالستار خاں نیازی کی آواز سنی مولانا تلاوت کلام پاک فرما رہے تھے، اور میں نے اندازہ لگایا کہ وہ کسی قریبی حوالات میں ہیں، دوپہر کے وقت مجھے ایک بیرک میں منتقل کر دیا گیا

جہاں سے بالکل سامنے مولانا عبدالستار خاں نیازی تھے، مولانا نیازی نے اشارے سے سلام کیا اور خیریت پوچھی، فاصلہ چونکہ خاصا تھا اس لیے مزید کوئی بات نہ ہو سکی، پھر سی آئی اے کے ایک افسر اعجاز حسین (جو کہ میرے واقف کار تھے اور چوک نواب صاحب میں رہتے تھے) میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے ایک چادر اور کچھ کپڑے دیے، انہوں نے بتایا کہ یہ کپڑے میرے تایا حافظ غلام احمد نے بھیجے ہیں، اس سے پہلے میرے کپڑے بہت زیادہ پھٹ چکے تھے اور بنیان میں جوئیں پڑ گئی تھیں، میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ کے تایا حافظ صاحب سے ملاقات ہو سکتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ کپڑے بھی وہ اپنی ذمہ داری پر لے آئے ہیں ورنہ اس کی بھی اجازت نہیں ہے، مغرب کے بعد میں بیٹھا ہوا تھا کہ معاً دل میں خیال آیا کہ یہاں خشک روٹی اور چنے کی دال کے سوا کچھ نہیں مل رہا اگر اپنے گھر میں ہوتے تو حسب منشا کھانا کھاتے، لیکن دوسرے ہی لمحے ضمیر نے ملامت کی اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی قربانیوں کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ گیا، میں نے سر بسجود ہو کر توبہ کی اور اس وسوسے کا اِزالہ چاہا، لیکن خدا کی قدرت دیکھیے کہ چند لمحے بعد اندھیرے میں ایک ہاتھ آگے بڑھا اور آواز آئی شاہ جی! یہ لے لو، اور پھر ایک لفافہ مجھے دیا گیا جس میں کچھ پھل اور مٹھائی تھی، میں حیران رہ گیا کہ اتنے سخت پہروں کے باوجود یہ سب کچھ مجھ تک کیسے پہنچ گیا، لیکن میرے دل کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ غیبی دعوت قاسم عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ملی ہے، وہ پھل اور مٹھائی تین روز تک میں استعمال کرتا رہا۔

عدالت میں پیشی

دس اپریل کو تقریباً گیارہ بجے مجھے چارج شیٹ دی گئی، میرے خلاف 29 مختلف دفعات کے تحت مقدمات قائم کیے گئے تھے، ان میں قتل و غارت اور بدامنی پیدا کرنے کے مقدمات بھی شامل تھے، دوپہر ایک بجے کے قریب مجھے ہتھکڑی لگا کر ایک بند گاڑی میں بٹھایا گیا اور بوسٹل جیل کے قریب ایک فوجی عدالت میں پیش کیا گیا، فوجی عدالت میں کیپٹن شفیق نے پولیس افسر سے پوچھا کہ ہتھکڑی کیوں لگائی گئی ہے؟ پولیس افسر نے کچھ وضاحت کرنے کی کوشش کی، لیکن اس نے حکم دیا کہ ہتھکڑی کھول دی جائے، چنانچہ عدالت ہی میں میری ہتھکڑی کھول دی گئی اور پھر مختصر سی عدالتی کارروائی کے بعد مجھے سنٹرل جیل (شادمان کالونی) پہنچا دیا گیا۔

سنٹرل جیل میں پہنچا تو وہاں ایک میلے کا سا سماں تھا، بیرکوں کے باہر ہزاروں افراد کا اجتماع تھا، بیرکوں میں جگہ ختم ہو جانے کے باعث خاردار تار لگا کر شمع رسالت کے پروانوں کو حراست میں رکھا گیا تھا، جیل کے مختلف حصوں میں عجیب کیف وسرور کی محفلیں برپا تھیں، کہیں نعت خوانی ہورہی ہے تو کہیں ختم نبوت کے موضوع پر تقاریر، کہیں درودوسلام پڑھا جارہا ہے تو کہیں ذکرواذکار کا غلغلہ ہے، غرض ایک عجیب منظر دیکھنے میں آیا۔

جیل میں احباب سے ملاقات

مجھے سی کلاس کی ایک بیرک میں اخلاقی مجرموں کے ساتھ رکھا گیا، دوسرے روز میں نے دیکھا کہ جیل کے گیٹ سے قطار کی صورت میں کچھ لوگ آرہے ہیں، جنہوں نے کندھوں پر بستر اُٹھا رکھے تھے، میں آگے بڑھا تو دیکھا کہ ان میں میاں طفیل محمد، مولانا کوثر نیازی، مولانا امین احسن اصلاحی، نصراللہ خاں عزیز، نقی علی اور جماعت اسلامی کے بہت سے کارکن ہیں، ان حضرات سے علیک سلیک ہوئی اور میں نے پوچھا حضرت! آپ کیسے تشریف لائے، جماعت اسلامی کے ایک سرکردہ رہنما نے جواب دیا، ہم تو گھروں میں بیٹھے ہوئے تھے، ہمیں پکڑ کر لے آئے ہیں، میں نے کہا آپ کا جرم کیا ہے (یعنی کس جرم میں آپ کو پکڑ کر لائے ہیں؟) وہ بولے جرم کا خود ہمیں بھی علم نہیں......ان حضرات کو بھی مختلف بیرکوں میں جگہ دی گئی۔

جیل کے اندر ہی کچھ فوجی عدالتیں قائم کی گئی تھیں اور جو لوگ یہ تحریر لکھ دیتے تھے کہ ان کا تحریک کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، ان کی رہائی فوراً عمل میں آجاتی تھی، باوجودیکہ کافی لوگ اس طرح رہا ہونے میں کامیاب ہوگئے لیکن جیل کی رونق اور گہما گہمی میں کوئی خاص فرق نہ آیا تھا، تیسرے روز مولانا عبدالستار خاں نیازی کو بھی قلعے سے سنٹرل جیل میں منتقل کردیا گیا، مولانا مودودی کو بھی گرفتار کر کے جیل پہنچا دیا گیا، ان دونوں حضرات کو اے کلاس دے دی گئی اور ملاقات پر پابندی عائد کردی گئی، میرے ساتھ سی کلاس میں اندرون دہلی دروازہ چنگڑ گلی کے نتھا پہلوان اور یکی دروازہ کے چند نامی گرامی غنڈوں کو رکھا گیا تھا۔

جیل میں شارح بخاری مفتی سید محمود احمد رضوی سے ملاقات

ایک روز مجھے جیل میں علم ہوا کہ میرے چچازاد بھائی علامہ سیّد محمود احمد رضوی (جو کہ بعد میں مجلس عمل تحریک ختم نبوت 1974ء کے مرکزی جنرل سیکرٹری بنے) کو بھی گرفتار کر کے جیل

میں لایا گیا ہے، میں نے مہر محمد حیات ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل سے مطالبہ کیا کہ انہیں میرے ساتھ رکھا جائے، انہوں نے فوراً یہ مطالبہ تسلیم کرلیا، محمود رضوی صاحب مجھے دیکھتے ہی بغل گیر ہو گئے اور میں نے ان کی خیریت دریافت کی، معلوم ہوا کہ پھیپھڑوں کے مرض میں مبتلا ہیں، انہوں نے مجھے بتایا کہ سائیکلوسٹائل کے ذریعے جو ہدایات پورے شہر میں پہنچائی جاتی تھیں وہ ان کے قلم سے ہی لکھی جاتی تھیں اور ان کی گرفتاری اسی بنا پر عمل میں آئی ہے، محمود صاحب سے تحریک کی صورت حال اور گھر کی خیریت کا علم ہوا، ہمیں بم کیس کی بیرکوں میں رکھا گیا تھا، ہماری قریبی بیرکوں میں مولانا غلام محمد ترنم صدر جمعیت علمائے پاکستان (پنجاب) بھی تھے، اور ان سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی تھی، انہی بیرکوں میں ایک نو سالہ بچہ خالد بھی تھا جس کے خلاف بغاوت، ڈاکہ اور آتش زنی وغیرہ سنگین نوعیت کے مقدمات بنائے گئے تھے، آٹھ روز بعد فوجی عدالت نے اسے رہا کر دیا۔

مجھے ابھی تک اپنے والد محترم کے بارے میں کوئی اطلاع نہ مل سکی تھی کہ وہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں، اور نہ ہی میرے متعلق انہیں کوئی علم تھا، البتہ مجھے بعد میں پتہ چلا کہ کراچی جیل میں انہیں میرے قتل کی اطلاع دی گئی تھی، اور سید عطا اللہ شاہ بخاری اور سید مظفر علی شمسی کا بیان ہے کہ چند روز تک تو ہم نے یہ خبر علامہ ابوالحسنات سے چھپائے رکھی اور پھر آخر کار ایک روز ہم نے انہیں بتا ہی دیا کہ آپ کے صاحبزادے کو موت کی نیند سُلا دیا گیا ہے، علامہ ابوالحسنات یہ سنتے ہی سجدے میں گر گئے اور انہوں نے فرمایا؛

> ''میرے آقا گنبد خضراء کے مکیں صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے اِکلوتے بیٹے خلیل کی قربانی قبول ہے تو میں بارگاہِ ربی میں سجدۂ شکر ادا کرتا ہوں، ناموس رسالت پر ایک خلیل تو کیا میرے ہزاروں فرزند بھی ہوں تو اُسوۂ شبیری پر عمل کرتے ہوئے سب کو قربان کر دوں''

اس کے بعد انہوں نے قرآن پاک کی تفسیر کا آغاز کر دیا، بعد میں والد صاحب کو سکھر جیل منتقل کر دیا گیا تھا، اور خود ان کا بیان ہے کہ جیل میں جب بھی مجھے تمہاری یاد آئی تو میں قرآن پاک کی تفسیر شروع کر دیا کرتا تھا اور اس سے دل کو تسکین ہو جاتی تھی، چنانچہ جیل میں انہوں نے نصف قرآن کی تفسیر مکمل کی اور باقی رِہائی کے بعد تحریر فرمائی۔

چارج شیٹ میں فردوس شاہ ڈی ایس پی کے قتل کا الزام مجھ پر اور مولانا عبدالستار خاں نیازی پر عائد کیا گیا تھا، اور اس کی تفصیل یہ بتائی گئی تھی کہ مسجد وزیر خاں میں مولانا عبدالستار خاں نیازی جلسۂ عام سے خطاب کر رہے تھے اور صدارت میں کر رہا تھا، فردوس شاہ ڈی ایس پی پولیس کے سپاہیوں کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا ہی تھا کہ مولانا نیازی نے کہا ان کتّوں کو مسجد سے نکالو، میں نے صدارت کی کرسی سے کہا جانے نہ پائیں، یہیں ختم کر دو، یہ سن کر نتھا پہلوان اور تقریباً نو دیگر افراد فردوس شاہ پر پل پڑے اور اسے وہیں قتل کر دیا، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت مسجد میں نہ تو کوئی جلسہ ہو رہا تھا اور نہ تقریر، بلکہ ایک جلوس چوہٹہ بستی بھگت سے نکلا، فردوس شاہ ایک سپاہی کے تحفظ کے لیے آ رہا تھا کہ قتل کر دیا گیا۔

مقدمہ قتل کی سماعت اور بریّت

میرے خلاف مقدمہ قتل ایک فوجی عدالت میں چلایا گیا جو کہ سنٹرل جیل اور بوسٹل جیل کے درمیان لگائی گئی تھی، یہ مقدمہ تقریباً 19 روز تک فوجی عدالت میں زیر سماعت رہا، حکومت کی طرف سے جو گواہ پیش ہوئے تھے وہ جرح کے دوران پسینے سے شرابور ہو جاتے اور ان کا جسم تھر تھر کانپنے لگتا، مولانا عبدالستار خاں نیازی اور میری طرف سے چودھری نذیر احمد (سابق اٹارنی جنرل) میاں غیاث الدین، رفیق احمد باجوہ، چوہدری کلیم الدین اور چند دیگر وکلاء فوجی عدالت میں پیش ہوئے، چوہدری نذیر احمد جب گواہوں پر جرح کرتے تو گواہوں کی حالت دیدنی ہوتی تھی، ایک گواہ نے اپنے بیان میں کہا کہ فردوس شاہ کی لاش مسجد وزیر خاں کے دروازے پر پڑی تھی اور میں اس کو اُٹھا کر چوک وزیر خاں میں لے آیا اور پھر میں نے پولیس کو اطلاع دے دی، اس نے ایک شیشی میں جائے وقوعہ سے لی گئی خون آلود مٹی بھی عدالت میں پیش کی، فوجی عدالت نے جو کہ ایک بریگیڈیر اور دو کرنلوں پر مشتمل تھی، مجھ سے مسجد وزیر خاں میں جمعہ کا وقت پوچھا جو میں نے بتا دیا اور پھر عدالت نے کہا کہ وہ خود اگلے روز دس بجے صبح جائے وقوعہ کا معائنہ کرے گی۔

چنانچہ اگلے روز مولانا عبدالستار خاں نیازی اور میں، فوجی عدالت اور چند دیگر افراد کے ہمراہ مسجد وزیر خاں میں آئے، ہمیں دیکھ کر مکانوں کی چھتوں اور مکانوں سے محبان تاجدار ختم نبوت نعرے لگانے لگے اور فوجی عدالت نے اپنی آنکھوں سے ملت اسلامیہ کے جذبات کا

مشاہدہ کیا، جب عدالت جائے وقوعہ پر پہنچی تو وہاں پر گواہ کے بیان کے بالکل برعکس مٹی کی بجائے سنگ سرخ کی سیڑھیاں تھیں، ۱۹روز کی عدالتی کارروائی کے بعد عدالت نے ہمیں مقدمہ قتل سے بری کر دیا۔

دوبارہ گرفتاری

بری ہونے کے بعد ہم جیل سے سامان لینے کے لیے گئے تو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل نے مجھے اور مولانا نیازی کو کہا کہ آپ جلدی سے گھر ہو آئیں کیوں کہ دوبارہ گرفتاری کا خدشہ ہے، چنانچہ ہم سامان لیے بغیر ہی جیل سے چلے آئے، گھر پہنچ کر میں نے غسل کیا اور کپڑے تبدیل کیے اور پھر حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر پہنچ کر حاضری دی، واپسی پر دربار شریف کے باہر لوگوں نے گھیر لیا اور پھولوں کے ہار پہنائے، یہاں کئی دوستوں سے بھی ملاقات ہوگئی، ماشل لاء کی پابندیاں اگرچہ کافی نرم ہو چکی تھیں لیکن مارشل لاء کے اثرات ابھی بہت زیادہ باقی تھے، چوراہوں پر فوجیوں نے ریت کی بوریوں سے مورچے بنائے ہوئے تھے، میں دربار شریف سے گھر جانے کے لیے تانگے پر بیٹھا، ابھی تانگہ لوہاری گیٹ تک ہی پہنچا تھا کہ پیچھے سے ایک فوجی جیپ آئی اس نے ہارن دیا اور رُکنے کا اشارہ کیا، ایک فوجی افسر نے میرے قریب آکر وارنٹ دکھائے اور کہا تشریف لے آئیے، آپ کو دوبارہ گرفتار کیا جا رہا ہے، مجھے چند گھنٹے تھانہ بکی گیٹ میں رکھنے کے بعد شاہی قلعے میں پہنچا دیا گیا، اسی روز لوہاری دروازے کے کچھ افراد گرفتار ہو کر آئے تھے اور ان کے پاس گھر کا کھانا بھی موجود تھا، چنانچہ ان کے ساتھ میں نے بھی کھانا کھایا، ایک رات قلعے میں گزارنے کے بعد اگلے روز مجھے سنٹرل جیل پہنچا دیا گیا، مولانا محمود احمد رضوی صاحب کو جیل سے ہسپتال کے ٹی بی وارڈ میں منتقل کر دیا گیا تھا اور ملاقات پر پابندی لگا دی گئی تھی۔

سزائے موت کا فیصلہ

پھر تقریباً ایک ماہ تک فوجی عدالت میں 7 مارچ کو مسجد وزیر خاں میں ہونے والی میری تقریر کے خلاف مقدمہ زیر سماعت رہا، اس مقدمہ میں بھی میری پیروی ان وکلاء صاحبان نے ہی کی جو کہ مقدمہ قتل میں پیش ہوئے تھے، اگرچہ سرکاری گواہیاں جرح کے دوران ساقط ہو چکی تھیں لیکن مجھے سات سال قید بامشقت کی سزا سنا دی گئی اور مجھے جیل میں قیدیوں کا لباس پہنا دیا

گیا، پہلے بان اور چرخے کی مشقت دی گئی، اسی دوران مولانا عبدالستار خاں نیازی (جنہیں دوبارہ گرفتار کرلیا گیا تھا) اور مولانا مودودی کو سزائے موت کا حکم سنا دیا گیا، مولانا عبدالستار خان نیازی کو جس وقت سزائے موت سنائی گئی میں فوجی عدالت میں موجود تھا، انہوں نے سزائے موت کا فیصلہ سننے کے بعد گرج کر کہا:

بس... اس سے بھی زیادہ کوئی سزا آپ کے پاس ہے تو دے دیجیے، میں ناموس مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خاطر سب کچھ برداشت کرنے کو تیار ہوں۔

مولانا نیازی نے اس موقع پر کچھ اشعار بھی پڑھے، ان کا چہرہ تمتمارہا تھا اور یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے سزائے موت کا فیصلہ سن کر انہیں ذرّہ بھر افسوس بھی نہیں ہوا۔

مجھے سات سال قید بامشقت کی سزا ہوئے تقریباً ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ فوجی عدالت نے مقدمہ بغاوت کی سماعت شروع کردی اور سرسری کارروائی کے بعد مجھے سزائے موت کا فیصلہ سنا دیا گیا، فوجی عدالت کے سربراہ نے فیصلہ پڑھا ''ملزم کو گلے سے اس وقت تک پھانسی پر لٹکایا جائے جب تک کہ وہ مر نہ جائے''، سزائے موت کا فیصلہ سننے کے بعد ایک لمحے کے لیے تو آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا لیکن معاً بعد آیت کریمہ ''بل احیاء ولکن لا تشعرون'' زبان پر آ گئی اور پھر حوصلے کا یہ عالم تھا کہ جام شہادت نوش کرنے کے لیے طبیعت مچلنے لگی اور جنت کے لہلہاتے ہوئے باغات آنکھوں میں گھومنے لگے، مجھے سزائے موت کے قیدیوں کے لیے مخصوص ''پکی کوٹھی'' میں لا کر بند کر دیا، میں اپنے بخت رسا پر ناز کرنے لگا کہ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کی خاطر جان کی قربانی پیش کرنے کی سعادت حاصل ہونے والی ہے۔

سزائے موت کے فیصلہ میں تبدیلی

تین روز کے بعد مجھے دوبارہ فوجی عدالت کے سامنے پیش کیا گیا اور اس نے میری سزائے موت چودہ (14) سال قید میں تبدیل کردی حالاں کہ میں نے سزا میں تخفیف کے لیے کوئی اپیل نہ کی تھی، بعد میں مجھے علم ہوا میرے علاوہ مولانا نیازی اور مودودی صاحب کی سزائے موت کے فیصلے کے خلاف افغانستان کے ممتاز روحانی پیشوا ملا شور بازار (کابل)، حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ (مدینہ منورہ) کی طرف سے اور دیگر اسلامی ممالک کے گوشے گوشے سے حکومت

پاکستان کو تاریں اور قرار دادیں موصول ہونا شروع ہوگئی تھیں جن میں ہماری فوری رِہائی کا مطالبہ کیا گیا تھا، اندرون ملک بھی بڑا موثر ردعمل ہوا، دوسری طرف مرزائیوں کے سرخیل محمود بشیر کے لڑکے ناصر محمود کو رِہا کر دیا گیا، سر ظفر اللہ اس وقت وزیر خارجہ تھا اور تحریک کا ایک اہم مقصد مرزائیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹانا بھی تھا، ظفر اللہ نے ذاتی طور پر دلچسپی لے کر ناصر محمود کو رِہا کروایا اور پاکستان کے طول وعرض میں غم وغصے کی ایک لہر دوڑ گئی، سردار عبدالرب نشتر نے ہماری سزائے موت کو ختم کرانے کے لیے قابل قدر خدمات انجام دیں، خان عبدالقیوم خان اس وقت وزیر داخلہ تھے، انہوں نے تحریک کو کچلنے کے لیے انتہائی تشدد آمیز رویہ اختیار کیا۔

میری سات سال اور چودہ سال کی سزائیں ایک ساتھ ہی شروع ہوگئی تھیں، میں بدستوری کلاس میں تھا جہاں گڑ اور چنے کا ناشتہ کرنا پڑتا تھا، دال روٹی کھانے کو ملتی تھی، دال نہایت عجیب اور بدمزہ ہوتی تھی اور مسلسل کھانے سے دل اُکتا چکا تھا پھر ایک قیدی قمر الدین نے مجھے سالن دینا شروع کر دیا اور یوں گزارہ ہونے لگا، ایک روز میں نے سکھر جیل کے پتے پر والد محترم کو اپنی خیریت کا خط لکھا جس کا جواب مجھے پندرہ روز کے بعد موصول ہوگیا، والد صاحب نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ مجھے یہ جان کر بہت افسوس ہوا کہ تم رتبۂ شہادت حاصل نہیں کر سکے، لیکن بہر حال یہ جان کر دل کو اطمینان ہوا کہ تم ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر لڑ رہے ہو، خط کے آخر میں لکھا: ''کاش اللہ تعالیٰ میرے بیٹے کی قربانی قبول کر لیتا''۔

مولانا عبدالستار نیازی اور مولانا مودودی سے ملاقاتیں

چند روز بعد مولانا عبدالستار خان نیازی اور مولانا مودودی کی سزائے موت بھی چودہ سال قید بامشقت میں تبدیل ہوگئی اور انہیں اے کلاس کی بیرکوں میں تبدیل کر دیا گیا، مجھے بدستوری کلاس میں ہی رکھا گیا تھا، میں اکثر دوپہر کے وقت مشقت سے فارغ ہونے کے بعد مولانا نیازی اور مولانا مودودی سے ملاقات کے لیے ان کی بیرک میں چلا جایا کرتا تھا، یہ دونوں حضرات زیادہ وقت پڑھنے لکھنے میں صرف کرتے تھے، دوپہر کے وقت مولانا نصر اللہ خاں عزیز لطائف کی محفل جماتے، ایک روز دوپہر کے وقت میری طبیعت بہت زیادہ خراب ہوگئی، اُلٹیاں اور چکر آنے لگے، میں مولانا مودودی کی بیرک میں داخل ہوا تو مولانا نے حسب معمول میری خیریت دریافت کی اور میری طبیعت ناساز پا کر انہوں نے اپنا کام چھوڑ دیا اور فوراً میری

تیمارداری میں لگ گئے، انہوں نے جیل کے ڈاکٹر کو بلانے کی کوشش کی لیکن ڈاکٹر موجود نہ تھا، پھر انہوں نے اپنی دواؤں میں سے مجھے دوا دی جس سے میری طبیعت قدرے سنبھل گئی، اس طرح ان کے اخلاق نے مجھے بہت متاثر کیا۔

مولانا مودودی سے مباحثہ

نصر اللہ خاں عزیز، سید نقی علی اور مودودی صاحب کے دیگر رفقاء جیل میں اکثر مودودی صاحب کی تصنیفات تقسیم کیا کرتے تھے، ایک روز انہوں نے مجھے مولانا کا ایک کتابچہ ''تجدید احیائے دین'' پڑھنے کے لیے دیا، میں نے اسے بغور پڑھا تو معلوم ہوا کہ اس میں اولیاءِ کرام کی تنقیص کی گئی ہے اور بزرگانِ دین سے عقیدت کو ہندوازم سے تعبیر کیا گیا ہے، اس کے علاوہ اس میں اور بھی کئی قابل اعتراض عبارات نظر سے گزریں، پھر ایک روز مجھے مودودی صاحب سے تخلیہ میں گفتگو کا موقع ملا تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے اس کتابچہ میں اولیاء کرام کے وجود سے انکار کیا ہے اور ان سے عقیدت کو ہندوازم سے تعبیر کیا ہے، آپ یہ الفاظ لکھنے میں کس حد تک حق بجانب ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ''مجھے تو آج تک کوئی ولی نظر نہیں آیا'' میں نے عرض کی اگر آپ کو کوئی ولی نظر نہیں آیا تو اس بات کی دلیل نہیں کہ دنیا میں کوئی ولی موجود ہی نہیں، اور پھر آپ نے تو کسی نبی یا رسول کو بھی نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ بھی تو کبھی آپ کو نظر نہیں آیا، چنانچہ اگر آپ کا وضع کردہ اُصول تسلیم کر لیا جائے تو پھر خدا اور رسول کے وجود سے بھی انکار کرنا پڑے گا، یہ باتیں سن کر مودودی صاحب نے کہا یہ کتابچہ میں نے اس زمانے میں تحریر کیا تھا جب میں تعلیم حاصل کر رہا تھا اور انسان سے غلطی بھی تو ہو سکتی ہے، میں نے کہا آپ کی اس غلطی سے جو لوگ گمراہ ہوئے ہوں گے ان کا ذمہ دار کون ہے؟ مولانا نے اس سوال کے جواب میں خاموشی اختیار کر لی اور میں نے انہیں کہا قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کرام کی شان میں واضح طور پر فرمایا ہے: ''الا ان اولیاء اللہ لا خوفٌ علیھم ولا ھم یحزنون'' اور اس کے علاوہ بھی قرآن پاک میں اولیاء کرام کے متعلق بہت سی آیات موجود ہیں، لہٰذا آپ کے اس کتابچہ کی اصلاح ہونی چاہیے، مودودی صاحب کچھ جواب دینا چاہتے تھے لیکن اسی اثناء میں اُن کے کچھ رفقاء آ گئے اور بات دوسری طرف چل نکلی، اس کے بعد بھی ان سے کئی بار نہایت خوش گوار ماحول میں گفتگو کا موقع ملتا رہا۔

ایک روز جیل میں یہ اطلاع ملی کہ کچھ قیدیوں نے جیلر کی توہین کی ہے اور اس جرم کی

پاداش میں انہیں ٹکٹکی لگائی جائے گی، ہم اپنی بیرک سے اس مقام کے قریب پہنچنے میں کامیاب ہو گئے جہاں پانچ چھ افراد کو نہایت بے دردی سے بید لگائے گئے، ہم نے چھپ کر یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا، ملزموں کے جسم سے گوشت قیمے کی طرح کٹ کر فضا میں اُڑتا ہوا نظر آیا، اس دردناک واقعہ کی مکمل تفصیل ہم نے لکھ کر ممبران اسمبلی کو ارسال کی اور صوبائی اسمبلی میں حکومت کی طرف سے باقاعدہ یہ یقین دہانی کرائی گئی کہ آئندہ جیل میں کسی ملزم کے ساتھ ایسا وحشیانہ سلوک نہیں کیا جائے گا۔

اسی دوران مولانا احمد علی لاہوری کو ملتان سے سنٹرل جیل لاہور میں منتقل کر دیا گیا، وہ کچھ علیل تھے اس لیے انہیں جیل کے ہسپتال میں داخل کر دیا گیا اور پھر دو روز بعد معلوم ہوا کہ انہیں رِہا کر دیا گیا ہے، ان کی رِہائی کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آ رہی تھی، چنانچہ اس سلسلہ میں جیل میں یہ افواہ گردش کرنے لگی کہ وہ معافی مانگ کر رِہا ہوئے ہیں۔

قائدین تحریک کی سکھر جیل سے لاہور سنٹرل جیل منتقلی

1954ء میں حکومت نے ایک انکوائری کمیشن قائم کیا، اس کمیشن کے قیام سے دو روز قبل مجھے جیل میں بی کلاس دے دی گئی اور اب میرا قیام جیل کے اس حصے میں تھا جہاں مولانا عبدالستار خاں نیازی، مولانا مودودی اور نصر اللہ خاں عزیز وغیرہ تھے، انکوائری کمیشن کے قیام کے بعد سکھر جیل میں نظر بند تمام راہنماؤں کو سنٹرل جیل لاہور میں منتقل کر دیا اور ان تمام حضرات کو سنٹرل جیل کے اس حصے میں رکھا گیا جسے دیوانی گھر کہا جاتا ہے، جب میں پہلی بار ان حضرات سے ملاقات کے لیے دیوانی گھر کے دروازے پر پہنچا تو سب سے پہلے سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے ملاقات ہوئی، انہوں نے مجھے ''شہید اعظم'' کہہ کر پکارا اور بغل گیر ہو گئے، چند قدم آگے بڑھا تو شیخ حسام الدین اور تاج الدین انصاری سے ملاقات ہوئی، میں نے اپنے والد محترم کے متعلق دریافت کیا تو سید عطاء اللہ شاہ بخاری میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے بڑ کے درخت کی طرف لے گئے جہاں میرے والد محترم ایک چارپائی پر بیٹھے قرآن پاک کی تفسیر لکھ رہے تھے، پہلی نظر میں تو میں انہیں پہچان بھی نہ سکا کیونکہ وہ بہت کمزور ہو گئے تھے اور ہڈیوں کا ڈھانچہ نظر آ رہے تھے، والد محترم نے مجھے دیکھا تو اُٹھ کر سینے سے لگا لیا میں نے عرض کی آپ اتنے کمزور کیوں ہو گئے؟ والد محترم نے فرمایا؛

''سکھر جیل سقر جیل تھی، 125 ڈگری گرمی تھی اور جس بیرک میں ہمیں رکھا تھا اس کے اوپر لوہے کی چادریں تھیں، پانی بھی وقت کی پابندی کے ساتھ ملتا تھا، اکثر پسینے سے ہی غسل کر کے تفسیر کا کام شروع کر دیتا تھا۔''

جیل میں مذہبی معمولات

قائدین کی آمد کے بعد جیل میں بہت زیادہ رونق اور چہل پہل ہو گئی تھی، اکثر علماء والد محترم سے ملاقات کے لیے آتے رہتے تھے، والد صاحب قبلہ جیل سے ملنے والے راشن سے مٹھائی وغیرہ تیار کر کے گیارھویں شریف کے ختم کا اہتمام کرتے تھے، ایک روز مولانا غلام محمد ترنم (جنہیں دیوانی گھر سے کچھ فاصلے پر واقع ''بم کیس'' کی بیرکوں میں رکھا گیا تھا) معروف اہل حدیث عالم مولانا محمد اسماعیل کا ہاتھ پکڑ کر انہیں والد صاحب کے پاس لے آئے اور انہوں نے ازراہِ مذاق فرمایا کہ آج اس وہابی کو گیارھویں شریف کا تبرک کھلانا ہے، مولانا اسمٰعیل ہنستے ہوئے گیارھویں شریف کی محفل میں بیٹھ گئے، ان کے علاوہ عطاء اللہ شاہ بخاری اور کئی دیگر دیوبندی اور وہابی علماء بھی اس محفل میں شریک تھے سوائے مولانا محمد علی جالندھری (ملتان) کے جو بدعت بدعت کی گردان کرتے ہوئے کمرے سے باہر چلے جاتے تھے، اور تبرک لینے سے بھی انکار کرتے تھے، مولانا اسماعیل صاحب نے فاتحہ خوانی میں شرکت کرنے کے بعد کہا کہ اگر یہی گیارھویں شریف ہے تو آپ میرے گھر روزانہ آیئے اور گیارھویں شریف کی فاتحہ کیجئے، پھر انہوں نے تبرک بھی کھایا اور اس کے بعد وہ اکثر والد صاحب سے علمی گفتگو کرتے رہتے تھے، ایک روز گیارھویں شریف کی محفل میں مودودی صاحب بھی شریک ہوئے اور انہوں نے تبرک بھی کھایا، اس دوران ان کی والد صاحب سے چند علمی موضوعات پر گفتگو بھی ہوئی، شام کو میں مودودی صاحب سے ان کی بیرک میں ملا تو وہ مجھے کہنے لگے، مولانا ابوالحسنات سے ملاقات کر کے مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے اور ان کے تبحر علمی نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے، میرا ارادہ ہے کہ میں اپنا لٹریچر ان کے سپرد کر دوں تا کہ وہ اس کی اصلاح کر دیں، میں نے مودودی صاحب سے کہا کہ اگر ایسا ہو جائے تو یہ بہت بڑا کام ہوگا۔

دوسرے روز میں والد محترم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے مودودی صاحب سے گزشتہ روز کی گفتگو کا ذکر کیا، سید عطاء اللہ شاہ بخاری بھی اس موقع پر موجود تھے انہوں نے کہا یہ

سب منافقت ہے مودودی کی کسی بات پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا، انہوں نے اس موقع پر مودودی صاحب کے خلاف اور بھی بہت سخت الفاظ استعمال کیے اور پھر جیل میں ان کے ورکروں نے مودودی صاحب کے خلاف محاذ آرائی شروع کر دی، جیل سے باہر مولانا احمد علی لاہوری نے مودودی صاحب کے خلاف اپنی مہم تیز تر کر دی اور روز نامہ **نوائے پاکستان** کے ذریعے پروپیگنڈے کا اچھا خاصہ محاذ قائم کر لیا، لیکن میں بدستور کسی مناسب موقع کی تلاش میں رہا تا کہ مودودی صاحب سے اس کی اصلاح کروائی جا سکے۔

منیر انکوائری کمیشن کے روبرو مولانا مودودی کا انحراف

پھر جسٹس منیر (لاہور ہائی کورٹ) انکوائری کمیشن نے تحریک ختم نبوت کے مقدمہ کی با قاعدہ سماعت شروع کر دی، عدالت میں مودودی صاحب کا رویہ انتہائی افسوس ناک اور خلاف توقع تھا، انہوں نے یہ موقف اختیار کیا کہ انہیں ڈائریکٹ ایکشن اور تحریک کے دیگر پہلوؤں سے کوئی اتفاق نہیں تھا، اس پر حافظ خادم حسین، مولانا غلام محمد ترنم اور حضرت والد محترم نے سخت جرح فرمائی، مودودی صاحب تو یہاں تک کہہ گئے کہ انہوں نے ڈائریکٹ ایکشن کے فیصلے پر دستخط ہی نہیں کیے تھے، لیکن والد صاحب نے کہا کہ ہمارے پاس وہ دستاویز اب بھی موجود ہے جس میں ڈائریکٹ ایکشن کے فیصلے پر آپ نے دستخط کیے تھے، یہ بات سن کر مودودی صاحب نے کہا ہاں میں نے چھوٹے سے دستخط کیے تھے، والد صاحب نے فرمایا تو کیا ہمیں آپ کے دستخطوں کا بورڈ لکھوا کر لگانا چاہیے تھا، مودودی صاحب لاجواب ہو گئے اور والد صاحب نے وہ دستاویز عدالت میں پیش کر دی جس پر ڈائریکٹ ایکشن کا فیصلہ تحریر تھا، مودودی صاحب کے علاوہ کسی راہنما نے اس بات کا انکار نہیں کیا کہ اس نے ڈائریکٹ ایکشن کے فیصلے پر دستخط نہیں کیے تھے۔

بہر حال میں پہلے پہل تو مودودی صاحب کے اخلاق سے بہت متاثر تھا لیکن ان کی اس صریح غلط بیانی اور بزدلانہ روش سے مجھے بڑی مایوسی ہوئی، انکوائری کا سلسلہ جاری رہا لیکن چونکہ ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت یہ کمیشن بٹھایا گیا تھا اس لیے کوئی واضح نتیجہ سامنے نہ آیا، چنانچہ ممتاز صحافی مرتضیٰ احمد خاں میکش نے اپنی کتاب محاسبہ میں اس کمیشن کی کارکردگی پر تفصیلی تبصرہ کیا اور تمام پہلوؤں کو واضح کیا۔

مولانا ابوالحسنات کے تاریخی جملے

انکوائری کے دوران ایک روز والد محترم دیوانی گھر میں تشریف فرما تھے، مولانا عبدالحامد بدایونی، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، ماسٹر تاج الدین انصاری، شیخ حسام الدین، صاحبزادہ فیض الحسن، سید مظفر علی شمسی اور کچھ دیگر حضرات بھی ان کے قریب آکر بیٹھ گئے، ماسٹر تاج الدین انصاری نے والد صاحب سے کہا حضرت موسم بہار ہے اور مجھے موچی دروازے کی یاد ستا رہی ہے، ہمیں کسی طرح جیل سے باہر جانا چاہیے، حضرت والد صاحب نے فرمایا؛

"یہاں ہم ایک عظیم مشن کی تکمیل کے لیے آئے ہوئے ہیں اور پھر میں تو کلام پاک کی تفسیر میں بھی مصروف ہوں باہر جا کر ہم لوگ نہ جانے کن مصروفیات میں اُلجھ جائیں، آیئے بارگاہ الٰہی میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقے اس مقدس مقصد کو پورا فرمائے، جس کی خاطر ہم جیل آئے ہیں، سب نے آمین کہی اور پھر والد صاحب نے دعا فرمائی: الٰہی اپنے حبیب کریم کے صدقے اس جیل کے قیدیوں کو آزادی کی نعمت سے متمتع فرما، اس جیل کی دیواروں کو گرا دے اور یہاں باغ و بہار بنا دے۔"

سب نے اس دعا پر بھی آمین کہی، یہ کچھ ایسی مقبول ساعت تھی کہ آج اس دعا کا ایک ایک لفظ مقبول و منظور ہو کر ہمارے سامنے آرہا ہے، وہی سنٹرل جیل آج شادمان کالونی میں تبدیل ہو چکی ہے، اس کی اونچی اونچی دیواریں گر چکی ہیں اور جیل کی بیرکیں اب باغ و بہار کا نقشہ پیش کر رہی ہیں۔ شادمان کالونی کے مشرقی حصے میں وہ بڑ کا درخت اب بھی موجود ہے جس کے نیچے یہ دعا کی گئی تھی اور جس کے نیچے بیٹھ کر والد صاحب تفسیر لکھا کرتے تھے۔

جیل سے رہائی

تقریباً ایک سال بعد ہائی کورٹ نے کراچی میں گرفتار ہونے والے تمام رہنماؤں کو رِہا کر دیا لیکن مولانا نیازی، مولانا مودودی اور مجھے رِہا نہیں کیا گیا تھا۔

ایک طویل عرصے تک جیل میں رہنے سے تقریباً سبھی حضرات ذیابیطس کے مریض ہو گئے تھے، ادھر عوام کے دلوں میں تحریک کے جذبات ابھی تک موجود تھے لیکن جمہوریت کا گلا

گھونٹ دیا گیا تھا اور بے انتہا تشدد کر کے تحریک کو کچلنے میں کوئی کسر روا نہ رکھی گئی تھی، ہمارے علاوہ تحریک کے دیگر بہت سے رضا کار بھی ابھی تک جیلوں میں تھے، جیل سے رِہا ہونے والے زعماء نے اپنے مطالبات کے اِحیاء کے لیے دہلی دروازے کے باہر ایک عظیم الشان جلسہ کیا، اس جلسہ کی صدارت قبلہ والد صاحب نے کی، اور مختلف راہنماؤں نے اس جلسہ سے خطاب کیا اور تحریک کے حامیوں کی رِہائی کا مطالبہ کیا، اس کے تقریباً ڈیڑھ سال بعد (جون ۱۹۵۵ء) میں ایک روز میں نمازِ عصر کے بعد بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک جیل کے ایک افسر نے آ کر کہا کہ آپ کی رِہائی کے آرڈر آئے ہیں، میرے لیے یہ بات خلافِ توقع تھی اور پہلے میں نے اسے مذاق ہی سمجھا لیکن پھر جیل کے افسر نے چلنے کو کہا تو مولانا نیازی اور مولانا مودودی نے مجھے مبارک باد دی، میری رِہائی کے تقریباً چھ سات ماہ بعد مولانا نیازی اور مولانا مودودی کو بھی رِہا کر دیا گیا۔

جیل سے رِہائی کے بعد مودودی صاحب نے ایک دعوت کا اہتمام کیا جس میں انہوں نے دیگر معززین شہر کے علاوہ مجھے بھی مدعو کیا، میں نے اس موقع پر مودودی صاحب سے کہا اب حالات معمول پر آ چکے ہیں اپنا وعدہ پورا کیجئے اور اپنا سارا لٹریچر مجھے دیجئے تا کہ والد صاحب سے اس کی اصلاح کروادوں، لیکن مولانا مودودی نے ٹالنے کی کوشش کی، میں نے اصرار کیا تو کہنے لگے جیل میں میرا ارادہ تو بنا تھا لیکن اب جو چیز چھپ چکی ہے اس کو بدلنا بہت مشکل ہے۔

(ماہنامہ کنز الایمان، محاصرۂ قادیانیت نمبر ص ۵۶۹)

☆

جسٹس منیر انکوائری کمیشن

تحریک کے نتیجہ میں بپا ہونے والے فسادات کی تحقیق و تفتیش کے لیے گورنر پنجاب نے ۱۹ر جون ۱۹۵۳ء کو ایک آرڈی ننس صادر کیا جسے بعدازاں چند ترمیمات کے بعد ''فسادات پنجاب (تحقیقات عامہ) ایکٹ ۱۹۵۳ء'' کا نام دیا گیا جس میں یہ ہدایت کی گئی تھی کہ فسادات کے متعلق تحقیقات عامہ کرنے کی غرض سے ایک عدالت قائم کی جائے۔

آرڈی ننس کی دفعہ ۳ کی ذیلی دفعہ (۱) کے ماتحت جو اختیارات گورنر کو حاصل ہیں، ان کو استعمال کرتے ہوئے گورنر نے جسٹس محمد منیر اور جسٹس ایم آر کیانی پر مشتمل تحقیقاتی عدالتی کمیشن قائم کیا اور ہدایت کی کہ مندرجہ ذیل دائرہ شروط میں رہتے ہوئے فسادات کی تحقیق کریں:

۱۔ وہ کیا کوائف تھے جن کی وجہ سے چھ مارچ ۱۹۵۳ء کو لاہور میں مارشل لاء کا اعلان کرنا پڑا؟

۲۔ فسادات کی ذمہ داری کس پر ہے اور

۳۔ صوبے کے سول حکام نے فسادات کے حفظ ماتقدم یا تدارک کے لیے جو تدابیر اختیار کیں۔ آیا وہ کافی تھیں یا ناکافی؟

اس انکوائری کمیشن یا تحقیقاتی عدالت نے یکم جولائی ۱۹۵۳ء کو تحقیقی کارروائی کا آغاز کیا اور کل 117 اجلاس منعقد کیے جن میں 92 اجلاس شہادتوں کی سماعت اور اندراج کے لیے مختص رہے۔ شہادتوں کا سلسلہ ۲۳ر جنوری ۱۹۵۴ء تک جاری رہا اور مقدمے پر بحث یکم فروری سے ۲۸ر فروری ۱۹۵۴ء تک جاری رہی۔ پانچ ہفتوں میں ممبران عدالت نے اپنے نتائج فکر مرتب کیے اور رپورٹ قلم بند کی۔

اس ساری تحقیقاتی کارروائی کا ریکارڈ تحریری بیانات کے 3600 صفحات اور شہادت کے 2700 صفحات پر مشتمل ہے۔ 339 دستاویزات عدالت میں پیش کی گئیں اور شہادت اور بحث کے دوران کثیر کتب، کتابچے، رسالے اور اخبارات وغیرہ بھی پیش کیے گئے، نیز کئی عدد

خطوط بھی موصول ہوئے۔اس کے علاوہ خفیہ اداروں کی رپورٹوں کو بھی رپورٹ مرتب کرتے ہوئے پیش نظر رکھا گیا ہے۔ جماعت اسلامی اور مولانا عبدالستار خان نیازی نے اپنے تحریری بیانات بھی جمع کروائے۔

اس تحقیقاتی کمیشن کے روبرو مجلس عمل کی نمائندگی مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش نے کی جب کہ مجلس احرار کی جانب سے مولوی مظہر علی اظہر پیش ہوئے اور جماعت اسلامی کی نمائندگی مسٹر سعید ملک نے کی۔

تحقیقاتی عدالت نے اپنی رپورٹ ۱۰ر اپریل ۱۹۵۴ء کو ہوم سیکرٹری، حکومت پنجاب کو پیش کی۔ یہ رپورٹ انگریزی زبان میں ترتیب دی گئی تھی تاہم اس کا اردو ترجمہ بھی بعدازاں شائع کیا گیا جو کہ ہمارے پیش نظر ہے۔ تحقیقاتی عدالت نے اپنی رپورٹ کو چھ حصوں میں منقسم کیا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

حصہ اول: تقسیم ہند سے لے کر آل مسلم پارٹیز کنونشن منعقدہ لاہور ۱۳ر جولائی ۱۹۵۲ء تک

حصہ دوم: کنونشن سے ۲۱ر جنوری ۱۹۵۳ء تک جب وزیراعظم کو الٹی میٹم دیا گیا

حصہ سوم: الٹی میٹم کی تاریخ سے لے کر فسادات کے خاتمے تک

حصہ چہارم: وہ کوائف جو مارشل لاء کا باعث ہوئے

حصہ پنجم: فسادات کی ذمہ داری

حصہ ششم: سول حکام کی انتظامی کارروائی کافی تھی یا نہیں

اس رپورٹ کی اشاعت پر مختلف حلقوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ معروف صحافی مرتضیٰ احمد خاں میکش (ایڈیٹر روزنامہ نوائے پاکستان) نے اس رپورٹ پر ایک جامع تبصرہ قلم بند کیا جو کہ روزنامہ نوائے پاکستان کی ایک خاص اشاعت بنام ''رپورٹ نمبر'' مورخہ ۲۹ر اگست ۱۹۵۴ء کو شائع ہوا، اور ہماری مرتبہ کتاب ردقادیانیت اور سُنّی صحافت کی جلد سوم میں شامل ہے۔

جناب میکش نے اس ضخیم رپورٹ کو ہاتھی کی مانند قرار دیا ہے جس کے مختلف اعضاء کو چھ اندھوں نے اپنے ہاتھوں سے ٹٹولا اور اپنی حس لامسہ کی مدد سے ہاتھی کے متعلق ہر ایک نے اپنا جدا جدا مخصوص تصور قائم کر لیا۔ ایک نے کہا ہاتھی ایسا تھا جیسے عمارت کا ستون، دوسرا بولا ایک

بہت بڑا چھاج، تیسرے نے کہا موٹا سا اژدھا، چوتھے نے کہا ہاتھ بھر کی موٹی رسی، پانچویں نے کہا ناہموار سا چبوترہ، چھٹے نے کہا وہ تو ایک دیوار سی تھی اور بس۔ یعنی اس رپورٹ کو ہر شخص نے اپنی سمجھ کے مطابق سمجھا اور اپنا تصور قائم کرلیا۔ جناب میکش نے اپنے تبصرہ میں جن نکات کا اظہار کیا، ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱۔ حکومت پنجاب نے فسادات کے سدّباب کے لیے جو اقدامات کیے وہ کافی نہ تھے یوں حکومت آئین وقانون کی حفاظت کے فرض کی بجا آوری سے قاصر رہی۔

۲۔ رپورٹ کے مطابق انتظامیہ، پولیس اور مارشل لاء حکام فسادات کی کیفیت پیدا کرنے اور ہر طرح کے اشتعال انگیز ماحول بنانے سے بری الذمہ ہیں اور فسادات اور نزاعی کیفیت کی مکمل ذمہ داری مجلس احرار اور اس کے قائدین پر عاید ہوتی ہے۔

۳۔ بعد از تحقیق عدالت اس نتیجہ پر پہنچی کہ قادیانیوں/ مرزائیوں/ احمدیوں کے نظریات مسلمانوں کے عقائد سے متغائر ہیں اور مسلمانوں کے لیے ان کا طرز عمل، ان کی جارحانہ تبلیغ اور ان کے عزائم بدرجۂ غایت دل آزارانہ اور اشتعال انگیز ہیں۔ خود ان کے امام مرزا بشیر الدین محمود، چوہدری ظفر اللہ خان اور مرزائی سرکاری افسروں نے منافرت کے اس جذبے کو ترقی دی جو مسلمانوں میں مرزائیوں کے متعلق پہلے ہی سے بدرجۂ اتم موجود تھا۔ عدالت نے قادیانیوں کو فسادات کی براہ راست ذمہ داری سے بری قرار دیا یعنی بالواسطہ ذمہ داری کا مورد ٹھہرایا۔ اور اس کا سبب قادیانیوں کے عجیب وغریب عقائد، ان کی جارحانہ اور اشتعال انگیزانہ سرگرمیوں اور قادیانی سرکاری افسروں کے نارَوا شوق تبلیغ کو قرار دیا ہے جو پاکستان میں مذہبی تفوق (برتری) حاصل کرنے کی غرض سے اختیار کیا گیا۔

۴۔ عدالت نے حکومت پنجاب بالخصوص پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں ممتاز محمد خان دولتانہ کو فسادات کی ذمہ داری میں اس بناء پر شریک گردانا کہ پنجاب حکومت نے احرار کی ایسی سرگرمیوں کو روکنے میں چشم پوشی اور رعایت سے کام لیا جو قانون کی زد اور گرفت میں آسکتی تھیں اور پبلک میں ہر دل عزیز بننے کی خاطر قانون وآئین کا احترام قائم رکھنے کے معاملے میں کوتاہی اور غفلت سے کام لیا اور ایسے اخبارات کو مالی امداد دی جو ڈائریکٹر پبلک ریلیشنز (Director Public Relations) کے ایما پر تحریک کو خاص رُخ پر ڈالنے کے لیے مضامین شائع

کرتے تھے۔

۵۔ عدالت نے خواجہ ناظم الدین وزیراعظم پاکستان کی مرکزی حکومت کو اس وجہ سے فسادات کا ذمہ دار قرار دیا کہ اس نے چوہدری ظفر اللہ خان کو محض دیگر ملکوں کی چہ میگوئیوں کے خوف سے وزارت سے برطرف نہ کیا اور مسلمانوں کے مطالبات کو مسترد کر کے ہیجان عمومی کو ترقی دی۔ مزید برآں عدالت نے تعلیمات اسلامیہ کے سرکاری بورڈ کو بھی ذمہ داری کا شریک ٹھہرایا کیونکہ اس بورڈ کے ارکان بھی مجلس عمل کے اقدامات سے متفق تھے۔

۶۔ عدالت نے اپنی رپورٹ میں مجلس احرار، جماعت اسلامی اور مرزائیوں کی جماعت کا تحریک پاکستان کی مخالفت میں کردار کو تسلیم کیا ہے۔

۷۔ عدالت نے جماعت اسلامی کو مجلس عمل کا عضو تسلیم کیا ہے اور مجلس عمل کو اس بنا پر فسادات کی ذمہ داری میں شریک گردانا ہے کہ اس نے اپنے مطالبات کی منظوری کے لیے راست اقدام کا فیصلہ کیا۔

۸۔ عدالت کے خیال میں مسلم لیگ اس لیے ذمہ دار ہے کہ اس کی صوبائی کونسل نے ایسی قرارداد منظور کی جس میں قادیانیوں کو مسلمانوں سے جداگانہ عقائد رکھنے والا گروہ قرار دیا اور مسلم لیگ کے بعض لیڈروں اور کارکنوں نے تحفظ ختم نبوت اور راست اقدام کی تحریکات میں عملی حصہ لیا اور مجلس عمل کا ساتھ دیا اور دوسرے لیڈروں اور کارکنوں نے راست اقدام کی تحریک کی مخالفت نہ کی۔

۹۔ رپورٹ میں فاضل جج صاحبان نے احرار کی مذمت کرنے میں پورا زور قلم صرف کیا ہے کیوں کہ انہوں نے ایک دینی موضوع کو دُنیوی مقصد کی خدمت پر لگا کر اس کا استخفاف کیا اور اپنی ذاتی اَغراض کی خاطر عامۃ الناس کے مذہبی جذبات سے ناجائز فائدہ اٹھایا لیکن جہاں تک موضوع فساد کے دینی ہونے کا تعلق ہے عدالت کو اس کی صحت، اہمیت اور موجودگی سے انکار نہیں بل کہ عدالت نے پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان مذہبی حیثیت سے اہم بنیادی اختلافات روز اوّل ہی سے موجود تھے اور موجود ہیں۔

۱۰۔ عدالت نے اپنی رپورٹ میں تسلیم کیا ہے کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعوی کیا۔ قادیانی وکیل نے عقیدہ اجرائے نبوت کی تائید میں قرآن پاک کی جو آیات پیش کیں اور جس

نوعیت کے استدلال سے کام لیا۔ اس پر فاضل جج صاحبان نے رائے زنی کرتے ہوئے تحریر کیا ہے: ایک سلسلہ استدلال کی بناء پر قرآن پاک کی ان آیات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مستقبل میں یعنی ہمارے رسول اقدس واطہر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد بھی ایسے لوگ ظاہر ہوتے رہیں گے جن پر لفظ نبی یا رسول کا اطلاق ہوسکتا ہے۔

۱۱۔ عدالت تحقیقات نے قادیانیوں کے خلاف مسلمانوں کی ایک بہت بڑی شکایت کی صحت کو من وعن تسلیم کیا ہے کہ مرزا غلام احمد نے اپنی تحریرات میں انبیاء کرام علیہم السلام اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی فضیلت کا اظہار کر کے مسلمانوں کی سخت دل آزاری کی ہے اور قادیانی اپنی مطبوعات میں مسلمانوں کی مقدس مصطلحات مثلاً امیر المومنین، ام المومنین، سیدۃ النساء، صحابہ کرام کو جن کا محل استعمال مخصوص ہو چکا ہے۔ اپنے اکابر کے لیے استعمال کر کے دل آزاری کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔

۱۲۔ عدالت تحقیقات نے اس امر پر بھی مہر تصدیق ثبت کردی ہے کہ قادیانی نہ صرف دیگر اسلامی مملکتوں پر برطانیہ کے راج کو ترجیح دیتے تھے بل کہ تقسیم ہند سے پہلے وہ پاکستان کی اسلامی مملکت کے قیام کے بھی مخالف تھے اور اب بھی اس امر کے خواہاں ہیں کہ ہندوستان پھر سے متحد ہوکر اکھنڈ بھارت بن جائے۔

۱۳۔ عدالت نے اس امر کو بھی تسلیم کرلیا کہ احمدی سرکاری افسر اور ملازم دوسروں کا مذہب تبدیل کراتے رہے ہیں اور اپنی جداگانہ جماعتی تنظیم رکھتے ہیں۔ اس تنظیم کے دفاتر میں اُمور خارجہ کا محکمہ بھی ہے اور اُمور داخلہ، اُمور عامہ اور نشر و تبلیغ کے محکمے بھی قائم ہیں، ان کے ہاں رضا کاروں کا ایک جیش بھی ہے جس کا نام خدام الاحمدیہ ہے اور فرقان بٹالین یعنی کشمیر میں کام کرنے والے مخصوص احمدی بٹالین پر مشتمل ہے۔

۱۴۔ قادیانی مسلمانوں سے رشتے ناطے کا تعلق بھی نہیں رکھتے اور نہ مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ وہ کسی مسلمان کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھتے۔

۱۵۔ مرزائیوں کی جانب سے مسلمانوں کی برملا تکفیر بارے عدالت نے مرزائیوں کے سابقہ کثیر اعلانات کا مطالعہ کیا اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ اعلانات اس کے سوا اور کسی تشریح کے حامل نہیں کہ جو لوگ مرزا غلام احمد پر ایمان نہیں رکھتے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

۱۶۔عدالت نے تسلیم کیا ہے کہ احمدیوں/مرزائیوں کی جارحانہ تبلیغ نہ صرف پاکستان میں بل کہ دوسرے ملکوں میں بھی ہنگاموں اور حملوں کی وجہ بنتی رہی ہے۔

احراری مورخ تحقیقاتی عدالت کی اس رپورٹ کی مذمت کرتے ہیں یقیناً اس کا سبب یہ ہے کہ اس رپورٹ میں تمام تر فسادات کی ذمہ داری مجلس احرار پر ڈالی گئی ہے جب کہ مرزائیوں کو ان فسادات کا براہِ راست ذمہ دار قرار نہیں دیا گیا۔اس کے برعکس احراری مورخ فسادات کی ذمہ داری حکومتی دوغلی پالیسی بل کہ مرزائیت نوازی سمجھتے ہیں اور فسادات کی ذمہ داری انتظامیہ اور مرزائیوں پر ڈالتے ہیں۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت حکومتی تشدد اور مارشل لاء حکام کے جبر و بربریت کے سبب وقتی طور پر دب گئی۔اس کے بعد طویل عرصہ ملک مارشل لاء کی لپیٹ میں رہا، یہاں تک کہ ۱۹۷۱ء میں وطن عزیز دولخت ہو گیا۔کلیدی عہدوں پر متمکن قادیانی افسروں کی سازشوں بالخصوص مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کا داماد ایم ایم احمد (جو کہ طویل عرصہ تک حکومت کا اقتصادی مشیر رہا) کی بنگال مخالف پالیسی کے سبب بنگالیوں میں احساسِ محرومی پروان چڑھتا رہا اور پھر بھارتی مداخلت سے ملکی باہنی مستحکم ہوئی اور ۱۶؍دسمبر ۱۹۷۱ء کو مشرقی پاکستان الگ ہو کر بنگلہ دیش بن گیا۔

☆

تحریک ختم نبوت،1974ء

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے واقعات کی مکمل تفصیل تو کتاب کے آخری باب میں اخبار نوائے وقت کے شماروں سے آرہی ہے۔ تاہم یہاں مختصراً واقعات ذکر کر رہے ہیں:

☆ ۲۹ رمئی کو چناب ایکسپریس میں سوار نشتر میڈیکل کالج ملتان کے 160 طلباء پر ربوہ سٹیشن پر قادیانیوں نے ڈنڈے، لاٹھیوں، چاقوؤں، ہتھوڑوں، آہنی مکّوں و دیگر اسلحہ سے حملہ کیا اور 30 طلبا کو شدید زخمی کر دیا۔ طلبا کے سروں پر ہتھوڑے مارے گئے۔ اس واقعہ میں ربوہ انتظامیہ، ربوہ ریلوے سٹیشن کا سٹیشن ماسٹر سمیع اللہ ملوث تھے۔

☆ ۳۰ رمئی کو پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں اپوزیشن اراکین نے واقعہ ربوہ کو اسمبلی میں زیر بحث لانے، مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے، ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے اور کلیدی عہدوں پر فائز مرزائیوں کی برطرفی کا مطالبہ کر دیا۔

☆ پولیس نے سانحہ ربوہ میں مبینہ طور پر ملوث مرزائیوں کی گرفتاریاں شروع کر دیں۔

☆ حکومت پنجاب نے سانحہ ربوہ کی تحقیقات کے لیے لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس خواجہ محمد احمد صمدانی کی بہ طور تحقیقاتی افسر تقرری کر دی۔

☆ یکم جون کو حکومت پنجاب نے ہر طرح کے فرقہ وارانہ مواد کی نشر و اشاعت پر ایک ماہ کے لیے پابندی عاید کر دی۔

☆ ربوہ میں مسلمان طلبا پر ظلم و تشدد کے واقعہ کے خلاف ملک بھر میں احتجاج کا سلسلہ شروع ہو گیا اور ہر طبقۂ فکر اور شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد اور تنظیموں نے جلوس اور ریلیوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔

☆ ۹ رجون کو مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء و مشایخ، سیاسی جماعتوں، طلبا تنظیموں نے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم کی۔ اس مجلس عمل میں جمعیت علماء پاکستان، جماعت

اسلامی، جمعیت علمائے اسلام، تنظیم اہل سنت والجماعت، تبلیغی جماعت، مرکزی جماعت اہل سنت، جمعیت اہل حدیث، ادارہ تحفظ حقوق شیعہ، قادیانی محاسبہ کمیٹی، مجلس احرار اسلام، نیشنل عوامی پارٹی، جمہوری پارٹی، ودیگر تنظیمات وآزاد اراکین اسمبلی بھی شامل ہوئے۔

مجلس عمل کا صدر مولانا محمد یوسف بنوری (کراچی) جب کہ جنرل سیکرٹری مفتی سید محمود احمد رضوی (دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور) کو مقرر کیا گیا۔

☆ ۱۰ر جون کو مجلس عمل نے حکومت کو ۱۴ جون کو ملک گیر ہڑتال کرنے کا الٹی میٹم دیا۔

☆ پاکستان مسلم لیگ کونسل کے صدر میاں زاہد سرفراز نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کر دیا۔

☆ ۱۱ر جون کو وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو اور مجلس عمل کے نمائندہ آغا شورش کاشمیری کے درمیان قادیانی مسئلہ بارے طویل ملاقات ہوئی۔

☆ ۱۲ر جون کو پنجاب اسمبلی میں اپوزیشن نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لیے ایک قرارداد کا نوٹس دیا لیکن اسپیکر نے قرارداد پیش کرنے کی اجازت نہ دی۔

☆ ۱۳ر جون کو وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے قوم سے خطاب کیا اور قادیانی مسئلہ کو جولائی کے پہلے ہفتہ میں قومی اسمبلی میں پیش کرنے کا اعلان کیا۔ انھوں نے مزید کہا کہ ہم قادیانیوں کے محتاج نہیں اور قادیانی مسئلہ حل کرنے کا شرف بھی ان کو ہی حاصل ہوگا، قادیانیوں کے بارے منصفانہ فیصلہ کیا جائے گا جو کہ قابل فخر ہوگا۔

☆ ۱۴ر جون کو ملک گیر کامیاب ہڑتال کی گئی اور مختلف شہروں میں مجلس عمل کے مطالبات کے حق میں ریلیاں اور جلوس نکالے گئے۔ مجلس عمل کی مرکزی قیادت نے لاہور کی تاریخی جامع مسجد وزیر خان میں اجتماع کیا جس میں مجلس عمل میں شریک مختلف سیاسی، سماجی رہنماؤں اور علماء نے تقریریں کیں۔ اس اجتماع میں حکومت کو مجلس عمل کے مطالبات کی منظوری کے لیے 30 جون تک مہلت دی گئی۔

☆ ۱۷ر جون کو علماء کے ایک وفد نے قادیانی مسئلہ بارے گفت وشنید کے لیے وزیر اطلاعات مولانا کوثر نیازی سے ملاقات کی۔

☆ ۱۹ر جون کو سرحد کی صوبائی اسمبلی نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لیے متفقہ طور

پر قرارداد منظور کی۔ جس پر ملک بھر کے علماء و سیاست دانوں و دیگر سماجی شخصیات نے سرحد اسمبلی کے اراکین کو خراج تحسین پیش کیا۔

☆ ۲۲ر جون کو مری میں وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کی زیر صدارت ایک اعلیٰ سطحی اجلاس منعقد ہوا جس میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لیے مختلف قانونی پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا۔

☆ ۲۳ر جون کو مجلس عمل نے قادیانیوں کے بارے مطالبات کی منظوری کے لیے ملک بھر میں جلسے منعقد کرنے کا اعلان کر دیا۔

☆ ۲۷ر جون کو ایک بار پھر اپوزیشن اراکین نے 70 اراکین اسمبلی کی حمایت سے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لیے قرارداد پیش کرنے کی کوشش کی لیکن اسپیکر پنجاب اسمبلی نے قرارداد کو پیش کرنے کی منظوری نہ دی جس پر اپوزیشن اراکین نے واک آؤٹ کیا اور ختم نبوت کے حق میں نعرے لگائے۔

☆ ۳۰ر جون کو قومی اسمبلی کے بجٹ اجلاس میں بجٹ کی منظوری کے بعد قادیانی مسئلہ بارے غور کے لیے حکومت کی جانب سے ایک تحریک اور اپوزیشن کی جانب سے قرارداد پیش کی گئی جسے متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا اور تمام اراکین قومی اسمبلی پر مشتمل خصوصی کمیٹی اسپیکر قومی اسمبلی کی سربراہی میں تشکیل دے دی گئی۔ اپوزیشن کی جانب سے قرارداد جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی نے پیش کی۔

☆ یکم جولائی سے قومی اسمبلی کی **خصوصی کمیٹی** برائے قادیانی مسئلہ نے کارروائی کا آغاز کیا اور یہ طے کیا کہ خصوصی کمیٹی کی تمام کارروائی خفیہ ہوگی۔

☆ دو جولائی کو حکومت پنجاب نے ڈیفنس آف پاکستان رُولز (DPR) کے تحت ہر طرح کے فرقہ وارانہ مواد، خبریں، تبصرے، کارٹون، بیانات وغیرہ کی اشاعت پر پابندی عاید کر دی۔ اس پابندی کا پہلا شکار آغا شورش کاشمیری مدیر چٹان بنے جن کو ممنوعہ مواد کی اشاعت پر چھ جولائی کو گرفتار کر لیا گیا اور ہفت روزہ چٹان کا ڈیکلریشن منسوخ اور پریس ضبط کر لیا گیا۔

☆ ۲۳ر جولائی کو قومی اسمبلی کی خاص کمیٹی کے روبرو مرزا ناصر احمد سربراہ جماعت احمدیہ نے شہادت قلم بند کروائی۔

☆ ۴ر اگست کو وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانی مسئلہ حل کرنے کے لیے 7 ستمبر کا

اعلان کردیا۔

☆ ۲۰؍اگست کو جسٹس خواجہ احمد صمدانی نے سانحہ ربوہ کی تحقیقات بارے اپنی رپورٹ وزیراعلیٰ پنجاب حنیف رامے کو پیش کردی۔

☆ ۲۴؍اگست کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر جرح مکمل کرلی۔

☆ ۲۶؍اگست کو اپوزیشن اراکین نے خصوصی کمیٹی کی کارروائی پر اطمینان کا اظہار کیا۔

☆ یکم ستمبر کو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے لاہور کی تاریخی بادشاہی مسجد میں تاریخی جلسہ کا انعقاد کیا جس میں مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالستار خان نیازی، خواجہ قمرالدین سیالوی، مفتی محمود، شورش کاشمیری، سید مودودی و دیگر سیاسی قائدین کی تقریریں ہوئیں۔

☆ ۵؍ستمبر کو اپوزیشن اور حکومتی اراکین کے مابین قادیانی مسئلہ کے حل کے طریقۂ کار پر اتفاق ہوگیا۔

☆ 7؍ستمبر 1974ء کے تاریخی اجلاس میں پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں نے دستور پاکستان میں ترمیم کے لیے اپوزیشن کے پیش کردہ ترمیمی بل کی منظوری دے دی اور آئین پاکستان کی دفعات ۱۰۶ اور ۲۶۰ میں ترمیم کرتے ہوئے قادیانیوں کے دونوں گروہوں (لاہوری و احمدی گروپ) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

☆

مولانا شاہ احمد نورانی کا تاریخی انٹرویو

مولانا شاہ احمد نورانی ایک جید عالم دین اور بے لوث سیاست دان تھے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے میں آپ کا کلیدی کردار رہا۔ آپ نے ورلڈ اسلامک مشن کے تحت دنیا بھر میں تبلیغ اسلام کا وسیع نیٹ ورک قائم کیا۔ اسلام اور پاکستان کے لیے آپ کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ آپ جمعیت علمائے پاکستان اور متحدہ مجلس عمل پاکستان کے سربراہ رہے۔ سینکڑوں غیر مسلم آپ کے دستِ اقدس پر تائب ہو کر حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔

پیش نظر انٹرویو ڈاکٹر عابد نظامی نے لیا جو کہ پہلی مرتبہ ماہنامہ **ضیائے حرم**، لاہور میں شائع ہوا، اور پھر سہ ماہی رسالہ **انوارِ رضا**، جوہر آباد کے **افکار نورانی نمبر** میں شائع ہوا، ملاحظہ کیجیے:

مولانا شاہ احمد نورانی بیان کرتے ہیں:

اس سال (۱۹۷۴ء) اپریل میں میں ورلڈ اسلامک مشن کانفرنس میں شرکت کے لیے لندن گیا۔ ان دنوں مکہ معظّمہ میں رابطہ عالم اسلامی کا اجلاس ہو رہا تھا۔ ورلڈ اسلامک مشن کانفرنس کی وجہ سے میں اس وقت مکہ معظّمہ نہیں جا سکا۔ لندن سے فارغ ہو کر مکہ معظّمہ حاضر ہوا۔ حاضری کا ایک بڑا مقصد یہ بھی تھا کہ وہاں سے رابطہ عالم اسلامی کی وہ قرارداد حاصل کروں جو انھوں نے قادیانیوں کے بارے میں متفقہ طور پر منظور کی تھی۔

۲۶ مئی کو یہ قرارداد لے کر پاکستان پہنچا تو قادیانیوں کا مسئلہ شروع ہوا۔ ہم نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد کی روشنی میں قومی اسمبلی کے لیے قرارداد مرتب کی جس میں حزب اختلاف کی تمام جماعتوں کا مشورہ شامل تھا۔ یہی قرارداد ہم نے ۳۰ جون کو اسمبلی میں پیش کی جس پر ۳۷ ارکان کے دستخط تھے۔

دوسرا کام اسمبلی میں ہم نے یہ کیا کہ قادیانیت سے متعلقہ جس قدر لٹریچر بھی دستیاب ہو سکا وہ ہم نے اسمبلی کے ممبروں میں تقسیم کیا، اس کے علاوہ ہم نے ممبروں سے ذاتی رابطے بھی

قائم کیے اور ختم نبوت کے مسئلے پر انھیں آگاہ کیا۔...... جن لوگوں کے بارے میں ہمیں یقین تھا کہ وہ قادیانی لابی سے متاثر ہیں یا ربوہ کے زیر اثر ہیں ان سے ہم نے رابطہ قائم نہیں کیا۔ کوشش یہی کی کہ جن کا تعلق مرزائیت سے نہیں ہے ان کو ختم نبوت کی اہمیت سمجھا دی جائے۔ قادیانی بھی اس دوران میں اپنا کام کرتے رہے اور مسلمان ممبروں کے ذہن میں شکوک وشبہات پیدا کرتے رہے۔ چناں چہ ایک رکن اسمبلی نے مجھ سے کہا کہ مرزا ناصر کہتا ہے کہ جب کوئی مسلمان فنافی الرسول کے جذبے سے سرشار ہو کر مقام صدیقیت پر فائز ہو جاتا ہے تو اس کے لیے نبوت کی کھڑکی کھل جاتی ہے۔ میں نے یہ بات سن کر اس ممبر سے کہا کہ مرزا ناصر کا یہ کہنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ جب مسلمان مسلسل عبادت سے فنافی اللہ کا درجہ حاصل کر لے تو اس کے لیے اُلوہیت کی کھڑکی کھل جاتی ہے، یہ جواب اس کی سمجھ میں آ گیا۔

(ان مردان کار کے نام جنھوں نے اسمبلی میں نورانی صاحب سے تعاون کیا) علامہ عبدالمصطفیٰ الازھری، مولانا محمد ذاکر (جامعہ محمدیہ، جھنگ)، مولانا محمد علی، پروفیسر غفور احمد، مفتی محمود، سردار شیر باز خان مزاری، مخدوم نور محمد ہاشمی اور صاحب زادہ احمد رضا قصوری

مولانا غلام غوث ہزاروی اور ان کے ساتھی مولانا عبدالحکیم نے ۳۰ر جون والی قرارداد پر دستخط نہیں کیے۔ میں سوچنے لگا آخر یہ کیسے لوگ ہیں جو مذہبی رہنما بنتے ہوئے بھی دین کے ایسے اہم اور بنیادی مسئلہ پر علماء سے اتفاق نہیں کرتے اور مصلحتوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایسے علماء تقریباً ہر دَور میں موجود رہے ہیں۔

دستوری ترمیم پر اطمینان

خواجہ عابد نظامی: کیا آپ اسمبلی کی قرارداد سے پوری طرح مطمئن ہیں؟ کیا آپ کو یقین ہے کہ حکومت اس قرارداد پر نیک نیتی سے عمل کرے گی؟

نورانی میاں: قراراداد سے ہم متفق ہیں اور متفق کیوں نہ ہوں اسے مرتب ہی ہم نے کیا تھا۔ رہی یہ بات کہ حکومت اس پر عمل کرے گی تو میرا دوٹوک جواب یہ ہے کہ ہرگز نہیں کرے گی۔ واقعات بتا رہے ہیں کہ مرزائی کلیدی اسامیوں پر برقرار ہیں۔ ربوہ کو تحصیل ڈکلیئر نہیں کیا گیا حتیٰ کہ ان علما کو ابھی تک رِہا نہیں کیا گیا جن کی رِہائی کا حکومت نے وعدہ کیا تھا۔ یہ سب کچھ آپ کے سامنے ہے۔ حکمران اپنے دستور کی دھجیاں خود بکھیر رہے ہیں۔ تفصیل میں جانے کی

ضرورت نہیں، بات بڑھ جائے گی۔

دستوری ترمیم پر عمل

خواجہ عابد نظامی: آخران واقعات پر عمل کرانے کے لیے آپ کوئی قدم بھی اٹھائیں گے یا نہیں؟

نورانی میاں: پھر وہی بات، ملک گیر پیمانے پر جدوجہد صرف آئین میں ترمیم کے لیے ہی کی جاتی ہے، وہ جدوجہد ہو چکی۔ اب مزید کسی تحریک کی ضرورت نہیں۔ حکومت نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دے دیا ہے، ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے اور مرزائیوں کو کلیدی اسامیوں سے ہٹانے کے مطالبات بھی تسلیم کر لیے ہیں۔ اب مسئلہ آئینی نہیں بل کہ انتظامی ہے، اس کے لیے احتجاج ہونا چاہیے۔ ہم اسمبلی کے اندر احتجاج کریں گے، آپ اسمبلی سے باہر پورے ملک میں احتجاج کیجیے۔ جلسوں میں احتجاجی قراردادیں منظور کروا کر حکومت کو بھیجیں، حکومت کو آج نہیں تو کل انتظامی سطح پر ان مسائل کو حل کرنا پڑے گا۔

......قادیانی مسئلے میں ہم اللہ کے فضل سے کامیاب رہے ہیں۔ ہماری جدوجہد سے فیصلہ آئین کا حصہ بن چکا ہے، اب کوئی اس پر عمل نہیں کرتا تو یہ اس کی اپنی بدنیتی ہے۔ بل کہ ہم نے سخت جدوجہد کے بعد اسمبلی میں اس مسئلہ کو حل کرایا ہے جو الحمدللہ آج دستور کا حصہ ہے۔

دستوری ترمیم کے اثرات

خواجہ عابد نظامی: اس فیصلے کے بعد ملکی اور عالمی سطح پر اس کے اثرات کیا ہوں گے؟

نورانی میاں: قادیانی ملک کے وفادار نہیں، ان کی ہمدردیاں آج بھی اسی ملک کے ساتھ ہیں، جہاں ان کا قادیان ہے۔ وہ ہمیشہ اکھنڈ بھارت کے علم بردار رہے ہیں۔ اس فیصلے سے ملک کی سالمیت کا تحفظ ہو گیا ہے، اب وہ ہمارے ملک کے خلاف کوئی سازش نہیں کر سکیں گے۔ جہاں تک عالمی سطح پر اس کے اثرات کا تعلق ہے تو قادیانی اخبار و رسائل بھی چیخنے لگے ہیں کہ اب وہ دنیا میں تبلیغ کس طرح کر سکیں گے؟ قادیانیوں نے دنیا بھر میں مشہور کر رکھا تھا کہ پاکستان میں احمدیوں کی اکثریت ہے، اب یہ لوگ وہاں تبلیغ کرنے جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا۔ پاکستان کے مسلمانوں نے تو تمھیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہے تم یقیناً ہمیں اسلام کی نہیں، بل کہ کسی اور مذہب کی دعوت دے رہے ہو۔

بیرون ملک تبلیغ اسلام

خواجہ عابد نظامی: کیا وجہ ہے کہ قادیانی بیرونی ممالک میں جا کر مرزائیت کی تبلیغ کرتے ہیں مگر مسلمان مبلغوں کو وہاں جا کر تبلیغ اسلام کی توفیق نہیں ہوتی؟

نورانی میاں: نہیں، یہ بات نہیں۔ ہم بیرونی ممالک میں اسلام کی تبلیغ سے غافل نہیں ہیں۔ ہم نے ہمیشہ یہ کام نہایت مستعدی سے انجام دیا ہے۔ اب لندن میں ورلڈ اسلامک مشن بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کا ایک جامع پروگرام بنا رہا ہے۔ عن قریب پاکستان سے ایک سہ رکنی وفد وہاں جائے گا جس کے لیے حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی، پروفیسر شاہ فرید الحق قادری اور میرا نام تجویز ہوا ہے۔ لندن سے علامہ ارشد القادری بھی ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔ ہم یورپ، افریقہ اور امریکہ کے ہر مقام پر جائیں گے اور لوگوں کو قادیانیوں کی حقیقت سے آگاہ کریں گے۔ اس کے علاوہ جو لوگ ان کی تبلیغ کی وجہ سے ان کے دام میں پھنس گئے ہیں انھیں بھی صحیح اسلام کی طرف بلائیں گے۔

دستوری ترمیم کا سہرا

خواجہ عابد نظامی: بعض اس تاریخی فیصلے کا سہرا بھٹو صاحب کے سر باندھ رہے ہیں، آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

نورانی میاں: بعض لوگوں کی فطرت میں خوشامد کا عنصر شامل ہوتا ہے، ایسے لوگ مادی مفادات کی خاطر ہر دَور میں چڑھتے سورج کی پوجا کرتے ہیں اور دونوں نہادوں کی ساری سوچ اسی مقصد کے لیے وقف ہو جاتی ہے کہ جب اور جس طرح بھی موقع ملے، دُم ہلاتے ہوئے اونچی سرکار تک پہنچ جائیں اور خوشامد کر کے اپنے دُنیاوی مقاصد حاصل کریں۔ رہا کریڈٹ کا معاملہ تو وہ سراسر عوام کو جاتا ہے اور بالخصوص علماء اور طلبا کو جنھوں نے تند و تیز ہوا میں بھی (تحریک) ختم نبوت کا چراغ بجھنے نہیں دیا۔ جو لوگ اب قادیانی فیصلے کا کریڈٹ بھٹو صاحب کو دے رہے ہیں وہ پاکستان بنانے کا کریڈٹ غالباً ماؤنٹ بیٹن کو دیتے ہوں گے کیوں کہ ماؤنٹ بیٹن بھی کہا کرتا

تھا کہ پاکستان میرے دستخطوں سے وجود میں آیا ہے۔آیئے ذرا دیکھیں تحریک کے دوران حکومت کا کردار کیا رہا؛

☆ اقلیت کا مطالبہ کرنے والوں پر گولیاں چلائیں۔

☆ ہزاروں علماء کو جیلوں میں بند کیا۔

☆ قومی اسمبلی کے اندر آنسو گیس شیل پھینکے۔

☆ اخبارات میں ''ختم نبوت'' کا لفظ تک لکھنے پر پابندی لگائی۔

☆ ہر شہر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کی تاکہ عوام ختم نبوت سے متعلق اپنے جذبات کا اظہار نہ کر سکیں۔

☆ مسجدوں میں لاؤڈ سپیکروں پر پابندی لگا دی تاکہ وہاں بھی کوئی جلسہ وغیرہ نہ کر سکے۔

☆ تحریک ختم نبوت کی حمایت کرنے والے اخبارات کے ڈیکلریشن تک منسوخ کر دیے۔

اب آپ ہی بتایئے کہ اگر قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا کریڈٹ حکومت کو جاتا ہے تو ان مظالم کا کریڈٹ کس کو جاتا ہے؟ اصل میں اس قسم کی باتیں اب خوشامدیوں کی طرف سے کہی جا رہی ہیں۔ حالاں کہ سب جانتے ہیں کہ اس پوری تحریک میں پیپلز پارٹی نے من حیث الجماعۃ کوئی حصہ نہیں لیا حتّٰی کہ جن صوبوں میں ان کی اکثریت ہے وہاں بھی اسمبلیوں میں وہ کوئی قرارداد پاس نہیں کرا سکے۔ کریڈٹ کی بات ہوئی ہے تو یہ لطیفہ بھی سن لیجیے کہ ۷ ستمبر کو بھٹو صاحب نے جب اسمبلی میں تقریر کی تو مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب کہنے لگے؛

''اس مسئلے کے حل کا سہرا بھٹو صاحب کے سر بندھتا ہے''

یہ سن کر میرے منہ سے بے اختیار نکلا؛

''سبحان اللہ! سہروں کو شرک و بدعت کہنے والے بھی آج سہرے باندھنے لگے ہیں۔'' (سہ ماہی افکار رضا - افکار نورانی نمبر: ۱۳۹-۱۴۷)

ایک اور انٹرویو میں آپ نے کہا:

قادیانیت پچھلی صدی کا منحوس فتنہ ہے جس نے اسلام کے نام پر مسلمانوں کو کافر بنانے کا کام سنبھال رکھا ہے۔ مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں مرا اور پچھلی صدی کا وہ سب سے بڑا فتنہ پرور شخص تھا، اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بے ادبیاں، گستاخیاں کیں۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس کا عقیدہ وہ نہیں جو ایک مسلمان کا ہونا چاہیے۔ اس نے خدا کا وجود اس انداز سے بیان کیا جیسے ہندوؤں وغیرہ کا تصور ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کا بارہا انکار کیا اس نے درجنوں دعوے کیے وہ ایک مخبوط الحواس اور فاتر العقل شخص تھا۔ وہ کہتا تھا کہ میں ہی محمد اور احمد ہوں لیکن اس کو بے وقوف ،احمق، جاہل اور بے عقل لوگوں نے اپنا سب کچھ مان لیا بل کہ جو کچھ وہ بکتا گیا وہ مانتے گئے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ فتنہ ہندوستان میں انگریزوں نے برپا کیا، ان کا پیسہ اور پلاننگ تھی، یہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے اور مرزا خود ملکہ برطانیہ کے گُن گاتا تھا۔ میرے والد ماجد خلیفۂ اعلیٰ حضرت سفیر اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی چوں کہ ایک مبلغ و مصلح تھے انھوں نے ساری زندگی خدمت دین میں گزاری۔ جنوبی امریکہ میں انھوں نے مرزائیت کے خلاف عملی جہاد کیا۔ تبلیغ دین کے لیے سب سے پہلے ۱۹۳۵ء میں وہ سرینام (جنوبی امریکہ) گئے ان کے ہاتھ پر الحمدللہ ایک لاکھ افراد نے اسلام قبول کیا۔

ختم نبوت کا عقیدہ مسلمانوں کے درمیان ایک متفقہ اور اجماعی عقیدہ ہے اور سب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ختم نبوت کا منکر کافر اور مرتد ہے.......... ہم نے تحریک کو دو محاذوں پر منظم کیا، ایک پارلیمنٹ کے اندر اور دوسرا پارلیمنٹ کے باہر۔ بیرونی محاذ پر کام کرنے کے لیے تمام مکاتب فکر کے اتفاق رائے اور اجماع سے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت تشکیل دی گئی جس نے ملک بھر میں مسلمانوں کو منظّم کیا اور ایسی فضا پیدا ہوئی کہ حکومت کے لیے اس مسئلے کو نظر انداز کرنا ممکن نہ رہا۔ مولانا محمد یوسف بنوری اس مجلس عمل کے صدر اور علامہ سید محمود احمد رضوی ناظم اعلیٰ تھے اور جس طرح ۱۹۵۳ء کی تحریک میں اس خانوادے کا قائدانہ کردار تھا اسی طرح ۱۹۷۴ء کی تحریک میں بھی انھوں نے اسی روایت کو قائم رکھا۔ پارلیمنٹ کے اندر ۱۹۷۴ء کے بجٹ اجلاس کے فوراً بعد میں نے قادیانیوں کو کافر و مرتد قرار دینے کے لیے قرارداد پیش کی، اسمبلی کے اندر جو دیگر علماء

کرام موجود تھے یعنی مفتی محمود، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی، مولانا عبدالحق اور پروفیسر غفور احمد صاحب وغیرہم اس کے مویدین میں سے تھے۔

اگرچہ پاکستان کی پچھلی اسمبلیوں میں بھی علماء ارکان رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت مجھے نصیب فرمائی اور مجھے یقین کامل ہے کہ بارگاہ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم میں میرے لیے یہی سب سے بڑا وسیلۂ شفاعت ونجات ہوگا۔

(سہ ماہی انوارِ رضا۔ افکارِ نورانی نمبر، ص ۱۵۱۔۱۵۷)

ایک دل چسپ واقعہ

مولانا شاہ احمد نورانی بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں قادیانی خلیفہ مرزا ناصر قادیانی جماعت کی طرف سے **محضر نامہ** پڑھنے کے لیے جب قومی اسمبلی میں آیا تو خدا کی قدرت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجاز دیکھنے میں آیا کہ جس وقت اس نے **محضر نامہ** پڑھنا شروع کیا تو اسمبلی کے اس بند ائیر کنڈیشنڈ کمرے میں اوپر کے چھوٹے پنکھے سے ایک پرندے کا پَر جو غلاظت سے بھرا ہوا تھا، سیدھا اس **محضر نامے** پر آکر گرا جس سے مرزا ناصر ایک دم چونکا اور گھبرا کر کہا ''I am disturbed'' مرزا ناصر کی گھبراہٹ، ذلت آمیز پریشانی اور اس عجیب وغریب واقعہ پر اراکین اسمبلی ششدر رہ گئے کیوں کہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی غلاظت اوپر چھت سے اس طریقہ سے گری ہو۔ (سہ ماہی انوار رضا۔ افکار نورانی نمبر، ص ۴۲)

☆

جسٹس صمدانی تحقیقاتی ٹریبونل

سانحہ ربوہ کی عدالتی تحقیقات کے لیے پنجاب کے وزیراعلیٰ حنیف رامے نے جسٹس خواجہ محمود احمد صمدانی کو ۳۰ر مئی ۱۹۷۴ء کو مقرر کیا، جسٹس صمدانی نے یکم جون سے تحقیقات کا آغاز کیا۔ اور ٹریبونل کے کوائف وضوابط اور شہادت کے طریقۂ کار پر مشتمل ایک اعلان ۲ر جون کے اخبارات میں شائع کروادیا۔ اس ٹریبونل کی ذمہ داری میں دو امور شامل تھے:

ا۔ ۲۹ر مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ ریلوے اسٹیشن پر رونما والے واقعہ کی انفرادی و اجتماعی ذمہ داری کا تعین کرنا۔

۲۔ سانحہ میں ملوث عناصر کے خلاف ضروری کارروائی بارے حکومت کو سفارشات پیش کرنا۔

ٹریبونل نے ۵ر جون ۱۹۷۴ء کو صبح ۹ بجے سے لاہور ہائی کورٹ میں شہادتیں قلم بند کرنا شروع کیں۔ ۲۰ر جولائی کو ٹریبونل نے ربوہ ریلوے سٹیشن اور ربوہ میں مرزائیوں کی قائم کردہ نظارتوں اور شعبہ جات کا معائنہ کیا۔ فاضل ٹریبونل نے ایک ماہ ۲۵ دن میں کل 70 شہادتیں مکمل کیں۔ ٹریبونل نے جماعت احمدیہ کے امیر مرزا ناصر احمد، قومی اسمبلی کے رکن مولانا غوث ہزاروی، مدیر چٹان آغا شورش کاشمیری، نشتر میڈیکل کالج کے زخمی ہونے والے طالب علم اور تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے طلباء، ڈی سی لائل پور، ایس پی لائل پور، ربوہ سٹیشن کے عملہ اور ربوہ شہر میں جماعت احمدیہ کی طرف سے مقررہ کردہ عہدیداران کے بیانات قلم بند کیے۔ فاضل ٹریبونل نے ربوہ سٹیشن اور ربوہ کے دیگر دفاتر کا معائنہ بھی کیا۔ مختلف سیاسی جماعتوں اور تنظیموں کے وکلاء نے ٹریبونل میں نمائندگی کی۔ ان میں مسٹر ایم انور بارایٹ لاء، ملک محمد قاسم، مسٹر رفیق احمد باجوہ، مسٹر ایس رحمٰن، مسٹر شیر عالم، مسٹر کرم الٰہی بھٹی، مسٹر ایم ڈی طاہر، چوہدری عبداللطیف راں وغیرہ شامل ہیں۔ جب کہ جماعت احمدیہ کی جانب سے مسٹر اعجاز بٹالوی، مسٹر مبشر لطیف،

چوہدری عبدالعزیز پیش ہوئے۔ مسٹر کمال مصطفیٰ بخاری اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نے حکومت کی نمائندگی کی۔

۱۸؍جولائی کے بعد ۱۲دن ٹربیونل کی کارروائی بند کمرے میں ہوئی اور ۳۰ جولائی کو فاضل ٹربیونل نے شہادتوں کا عمل مکمل کیا، اس کے بعد وکلاء کو تحریری بیانات جمع کروانے کا کہا گیا۔

جسٹس صمدانی نے اپنی تحقیقی رپورٹ ۲۰؍اگست ۱۹۷۴ء کو وزیراعلیٰ حنیف رامے کو جمع کروا دی۔ یہ تحقیقاتی رپورٹ 112 ٹائپ شدہ فل سکیپ صفحات اور 6 جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ رپورٹ پنجاب حکومت کی جانب سے قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی برائے قادیانی مسئلہ کو بھی پیش کی گئی۔

وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو اور وزیراعلیٰ حنیف رامے نے اعلان کیا تھا کہ جسٹس صمدانی کی تحقیقاتی رپورٹ کو شائع کیا جائے گا لیکن ہنوز یہ رپورٹ شائع نہیں ہو سکی۔ البتہ لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس اعجاز احمد چودھری رٹ پٹیشن (writ petition) نمبر 7283/2010 نے 21؍مئی 2010ء کو اپنے فیصلہ میں رپورٹ کو اوپن کرنے کا حکم دے چکی ہے۔

☆

خصوصی کمیٹی برائے قادیانی مسئلہ

۳۰/جون ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں بجٹ کی منظوری کے بعد دستوری طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے ۲۲ ممبران اسمبلی کی حمایت سے ایک قرارداد پیش کی۔ اس قرارداد پر درج ذیل ارکان کے دستخط تھے:

مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مفتی محمود، پروفیسر غفور احمد، مولانا سید محمد علی رضوی، مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک)، چودھری ظہور الٰہی، سردار شیر باز مزاری، مولانا ظفر احمد انصاری، مخدوم نور محمد ہاشمی، صاحب زادہ احمد رضا خان قصوری، محمود اعظم فاروقی، مسٹر غلام فاروق، عبدالحمید جتوئی، حاجی مولا بخش سومرو، مولانا صدرالشہید، سردار شوکت حیات خاں، مولانا نعمت اللہ عمرا خان (نیپ)، راؤ خورشید علی خاں اور میر علی احمد تالپور۔

مسلم لیگ کے نواب ذاکر قریشی، کرم بخش اعوان، غلام حسن ڈھانڈلہ۔

جمعیت علماء پاکستان کے غلام حیدر بھروانہ اور صاحب زادہ نذیر سلطان۔

جب کہ جمعیت علماء اسلام کے مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا عبدالحکیم اور مولانا عبدالحق نے اس قرارداد پر تائیدی دستخط نہ کیے۔

حکومت کی طرف سے قادیانی مسئلہ بارے غور و فکر کے لیے ایک تحریک (motion) پیش کی گئی جس میں یہ تجویز پیش کی گئی کہ تمام اراکین قومی اسمبلی پر مشتمل ایک خصوصی کمیٹی قائم کی جائے جس کے چیئرمین اسپیکر قومی اسمبلی ہوں گے۔ اجلاس میں سرکاری تحریک اور مولانا شاہ احمد نورانی ودیگر اراکین کی جانب سے پیش کردہ قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کرلیا گیا۔

قومی اسمبلی کی اس خصوصی کمیٹی برائے قادیانی مسئلہ نے یکم جولائی سے کام کا آغاز کیا۔

اس کمیٹی کے اجلاس کے لیے کم از کم کورم چالیس (40) اراکین کا مقرر کیا گیا۔

☆ یکم جولائی کے اجلاس میں خصوصی کمیٹی نے ممبران کو ۵ر جولائی تک قادیانی مسئلہ بارے قراردادیں، تجاویز اور مشورے طلب کیے۔ نیز یہ طے پایا کہ خصوصی کمیٹی کی تمام کارروائی خفیہ رکھی جائے گی۔ اجلاس ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہا۔

☆ ۳ر جولائی کو خصوصی کمیٹی کا اجلاس ایک گھنٹہ سے زاید وقت تک جاری رہا جس میں کمیٹی کی کارروائی کے متعلق قواعد طے کیے گئے اور ایک رہنما کمیٹی (Steering Committee) تشکیل دی گئی جو کہ ۵ر جولائی تک پیش ہونے والی قراردادوں، تجاویز اور مشوروں پر غور کرے گی۔ اس کمیٹی کے کنوینیر وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ مقرر کیے گئے جب کہ اراکین میں درج ذیل اصحاب شامل تھے؛

مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا کوثر نیازی، مفتی محمود، رانا محمد حنیف خان، پروفیسر غفور احمد، عبدالعزیز بھٹی، مولوی غلام غوث ہزاروی، مولانا ظفر احمد انصاری، مسٹر نعمت اللہ خان شنواری، ملک محمد اختر اور بیگم شیریں وہاب

رہنما کمیٹی (Steering Committee) کا اجلاس چھ جولائی کو طلب کیا گیا۔

خصوصی کمیٹی کے طے کردہ قواعد کے مطابق کسی بھی شخص کو بیان یا شہادت کے لیے طلب کیا جا سکتا اور کمیٹی کی کارروائی کے متعلقہ دستاویزات طلب کی جا سکتی ہیں، کمیٹی کو سول عدالت کے تمام تر اختیارات حاصل ہوں گے اور یہ بھی طے پایا کہ کمیٹی کی کارروائی بند کمرے میں ہوا کرے گی۔

☆ ۶ر جولائی کے اجلاس میں خصوصی کمیٹی برائے قادیانی مسئلہ نے رہنما کمیٹی کی جانب سے پیش کردہ تجاویز پر غور شروع کیا۔ اجلاس میں صدر انجمن احمدیہ ربوہ اور انجمن احمدیہ اشاعت الاسلام لاہور کی طرف سے تحریری طور پر نقطۂ نظر پیش کرنے کی درخواست منظور کی گئی۔ نیز مذکورہ دونوں انجمنوں کے نمائندگان کو بیانات کے لیے بلانے اور سوالات کرنے پر بھی اتفاق کیا گیا۔

اس اجلاس میں رہنما کمیٹی کے اراکین میں درج ذیل ناموں کا اضافہ کیا گیا؛

شیخ محمد رشید، سردار عبدالحلیم، میاں عطاء اللہ، چودھری ظہور الٰہی، غلام فاروق

خصوصی کمیٹی کا اجلاس ۱۳ر جولائی تک ملتوی کر دیا گیا۔

☆ ۱۲ر جولائی کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کی رہنما کمیٹی کا اجلاس تقریباً ساڑھے تین

گھنٹے جاری رہا جس میں انجمن احمدیہ ربوہ اور انجمن احمدیہ اشاعت الاسلام لاہور کے تحریری بیانات پر غور کیا گیا۔ وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ کی سربراہی میں ہونے والے اجلاس میں قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی برائے قادیانی مسئلہ کے لیے کچھ سفارشات مرتب کی گئیں۔

☆ ۱۳ر جولائی کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس ہوا جس میں رہنما کمیٹی کی جانب سے پیش کردہ درج ذیل سفارشات اتفاق رائے سے منظور ہوئیں:

۱۔ ۲۲ر جولائی تک انجمن احمدیہ ربوہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سربراہ جناب صدرالدین کے بیانات قلم بند کر لیے جائیں۔

۲۔ ان دونوں سربراہوں پر کیے جانے والے سوالات قومی اسمبلی کے سیکرٹری کو ۲۴ جولائی تک دے دیے جائیں۔

۳۔ رہبر کمیٹی ان سوالات کو آخری شکل دے گی۔

۴۔ پاکستان کے اٹارنی جنرل کی معرفت ان سربراہوں سے سوالات پوچھے جائیں گے جو ۲۵ر جولائی کے بعد خاص کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کرتے رہیں گے۔

۵۔ جب ان سربراہوں کے بیانات اور ان سے استفسارات مکمل ہو جائیں گے تو اگر کوئی رکن اسمبلی خود اپنا بیان ریکارڈ کرانا چاہے یا دستاویزات پیش کرنا چاہے تو اسے ایسا کرنے کی اجازت ہوگی۔

۶۔ پیشتر اس کے کہ ارکان اسمبلی خاص کمیٹی میں قراردادیں پیش کریں محرک کو رہبر کمیٹی کے سامنے اپنا نقطۂ نگاہ بیان کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

☆ ۲۲ر جولائی کو خصوصی کمیٹی برائے قادیانی مسئلہ کے دو اجلاس ہوئے جو کہ چھ گھنٹے تک جاری رہے۔ اجلاس میں جماعت احمدیہ ربوہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد کا حلفی بیان قلم بند کیا گیا۔

☆ ۲۳ر جولائی کے اجلاس میں مرزا ناصر احمد نے خصوصی کمیٹی کے روبرو اپنا حلفیہ بیان مکمل کیا جس کے بعد کمیٹی کی کارروائی ملتوی کر دی گئی۔

☆ ۲۷؍جولائی کو خصوصی کمیٹی کا مختصر اجلاس ہوا جس میں کمیٹی کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا اور آیندہ کا پروگرام مرتب کیا گیا۔

☆ ۳؍اگست کے اجلاس میں خصوصی کمیٹی نے انجمن احمدیہ ربوہ اور انجمن احمدیہ اشاعت الاسلام لاہور کے بیانات پر غور وخوض کیا اور رہبر کمیٹی کی سفارشات کو حتمی شکل دی گئی۔

☆ ۵؍اگست کے اجلاس میں انجمن احمدیہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد سے مزید تحقیق کی گئی اور قادیانی مسئلہ کے مختلف اُمور پر غور کیا گیا۔

☆ خصوصی کمیٹی کے اجلاس منعقدہ ۵؍اگست تا ۱۰؍اگست اور ۲۰؍اگست تا ۲۴؍اگست (کل گیارہ دن) قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر جرح کی گئی۔ جرح کے لیے طریقۂ کار رہبر کمیٹی کی سفارشات کے مطابق اختیار کیا گیا۔ تمام اراکین سوالات تحریری صورت میں اٹارنی جنرل یحیٰ بختیار کو دیتے اور وہ مرزا ناصر سے جواب طلب کرتے۔ ان سوالات کے جواب میں مرزا ناصر احمد نے بہتیرے پینترے بدلنے کی کوشش کی لیکن اٹارنی جنرل جناب یحیٰ بختیار نے بھی بھرپور تیاری کر رکھی تھی انھوں نے مرزا ناصر کو ٹال مٹول کرنے اور موضوع سے ہٹنے کی کوشش کو کامیاب نہ ہونے دیا۔

خصوصی کمیٹی کی یہ مکمل کارروائی اب خفیہ نہیں رہی بل کہ انٹرنیٹ پر شائع ہو چکی ہے جسے گوگل پر بہ سہولت سرچ کیا جا سکتا ہے، نیز نفس اسلام ڈاٹ کام (Nafseislam.com) پر بھی موجود ہے۔

☆ ۲۷ تا ۲۸؍اگست (کل دو دن) کے اجلاس میں مرزائیوں کی لاہوری پارٹی (انجمن احمدیہ اشاعت الاسلام، لاہور) کے نمائندگان صدر الدین، عبدالمنان عمر اور مرزا مسعود بیگ پر جرح کی گئی۔

☆ ۲۹ تا ۳۰؍اگست (کل دو دن) کے اجلاس میں علماء اسلام کی مشترکہ کاوش سے تحریر کردہ ملت اسلامیہ کا موقف خصوصی کمیٹی کے اجلاس میں پیش کیا گیا جسے مفتی محمود نے پڑھ کر سنایا۔

☆ ۳۰ تا ۳۱؍اگست کے اجلاس میں مولوی غلام غوث ہزاروی نے اپنی جانب سے الگ محضرنامہ پڑھ کر سنایا۔

☆ ۲ ستمبر کے اجلاس سے دیگر اراکین کی قادیانی مسئلہ بارے تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا، چناں چہ ۲ ستمبر کو درج ذیل اراکین نے تقاریر کیں:

مولانا شاہ احمد نورانی، علامہ عبدالمصطفیٰ الازھری، سردار مولا بخش سومرو، شہزادہ سعید الرشید عباسی، صاحب زادہ صفی اللہ، ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری، سردار عنایت الرحمٰن عباسی، چودھری جہانگیر علی، کرنل حبیب احمد، مغل اورنگ زیب، راؤ خورشید علی خان، میاں عطاء اللہ، بیگم نسیم جہان، پروفیسر غفور احمد، خواجہ غلام سلیمان تونسوی، سید عباس حسین گردیزی، جناب عبدالعزیز بھٹی، چودھری غلام رسول تارڑ، محمد افضل رندھاوا، چودھری ممتاز احمد، غلام نبی چوہدری، ملک کرم بخش اعوان، غلام حسن خان ڈھانڈلہ، مخدوم نور محمد ہاشمی

☆ ۳ ستمبر کے اجلاس میں درج ذیل اراکین کی تقاریر ہوئیں:

غلام رسول تارڑ، کرم بخش اعوان، غلام غوث ہزاروی، پروفیسر غفور احمد، ڈاکٹر محمد شفیع، چودھری جہانگیر علی، مولانا ظفر احمد انصاری، حنیف خان، خواجہ جمال کوریجہ، مولوی عبدالحق

☆ ۵ ستمبر کے اجلاس میں چودھری محمد حنیف خان، ارشاد احمد خان، ملک محمد سلیمان، عبدالحمید جتوئی، ملک محمد جعفر، ڈاکٹر غلام حسین، چودھری غلام حسین تارڑ، احمد رضا خان قصوری۔

☆ ۶ ستمبر کے اجلاس میں اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار نے تمام بحث کو سمیٹا اور قومی اسمبلی کے اجلاس ۷ ستمبر کے لیے متفقہ بل (bill) پر غور و خوض کیا گیا۔

☆ ۷ ستمبر کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کی پیش کردہ سفارشات کے مطابق قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لیے آئین پاکستان کے آرٹیکل ۱۰۶ اور ۲۶۰ میں ترمیم کے لیے وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ نے بل پیش کیا جسے قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر منظور کیا اور بعد ازاں سینٹ کے اجلاس میں بھی اس بل کو متفقہ طور پر منظور کیا گیا۔ یوں پاکستان میں ختم نبوت کے منکرین کو آئینی طور پر بھی غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے ۱۲۸ اجلاس میں مجموعی طور پر ۹۶ گھنٹے قادیانی مسئلہ پر غور و خوض کیا ان ۹۶ گھنٹوں میں سے ۴۱ گھنٹے ۵۰ منٹ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد کے بیان اور سوال و جواب میں صرف ہوئے جب کہ مرزائیوں کی لاہوری پارٹی کے نمائندگان پر ۸ گھنٹے ۲۰ منٹ تک جرح ہوئی۔ یوں دستور میں مذکورہ ترمیم سے قبل مرزائیوں کی دونوں

پارٹیوں کو تقریباً ۵۰ گھنٹے اپنا موقف پیش کرنے کے لیے دیے گئے لیکن مرزائیوں کی دونوں پارٹیاں خود کو ملت اسلامیہ کا رکن ثابت کرنے میں ناکام رہیں اور یوں ۹۰ سال سے زاید عرصہ سے جاری قادیانی مکروفریب کا سلسلہ بے نقاب ہوا، اور اسلامیان پاکستان کو اپنے دیرینہ مطالبہ کے حصول میں کامیابی ہوئی۔

☆

باب دوم

پاکستان میں تحفظ ختم نبوت کے لیے قانون سازی

مسلمان کی تعریف

قراردادِ مقاصد ۱۹۴۹ء اور علماء کے پیش کردہ ۲۲ نکاتی دستوری خاکہ میں یہ بات طے پاچکی تھی کہ ریاست کا سربراہ مسلمان ہوگا لیکن مسلم و غیر مسلم کی تعریف نہ کی گئی تھی، اسی لیے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت شروع ہوئی کہ دستور میں مسلم و غیر مسلم کی تعریفات شامل کی جائیں۔ تاہم پاکستان کے آئین 1973ء کے آرٹیکل 260 میں پہلی مرتبہ ''مسلم'' کی تعریف پہلی مرتبہ شامل کی گئی۔ اس تعریف میں خدا تعالیٰ کی وحدانیت، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط ایمان رکھنے والے شخص کو مسلمان قرار دیا گیا۔ البتہ غیر مسلم کی تعریف آئین میں شامل نہ تھی جسے 1974ء کے ترمیم ثانی ایکٹ کے ذریعے شامل کیا گیا۔

۲۶۰ (۲): ''مسلم'' کی تعریف

''مسلم'' سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو وحدت و توحید قادر مطلق اللہ تبارک و تعالیٰ، خاتم النبیین حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا ہو۔

1974ء کے ترمیم ثانی ایکٹ کے بعد دستور پاکستان میں شامل غیر مسلم کی تعریف

۲۶۰ (۳)

A person who does not believe in the absolute and unqualified finality of the Prophethood of Muhammad (peace be upon Him) the last of the Prophets or claims to be a Prophet, in any sense of the word or of any description whatsoever, after Muhammad (peace be upon Him), or

recognizes such a claimant as a Prophet or a religious reformer, is not a Muslim for the purposes of the Constitution or law."

[ترجمہ: وہ شخص جو خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط ایمان نہیں رکھتا یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوی کرتا ہے، خواہ کسی بھی معنی یا تشریح میں، یا کسی ایسے مدعی کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا ہے۔ دستور اور قانون کی رو سے مسلمان نہیں مانا جائے گا۔"]

یہاں لاہور ہائی کورٹ کا ایک فیصلہ کا حوالہ نہایت ضروری ہے چناں چہ مندرجہ بالا غیر مسلم کی تعریف میں کچھ سقم محسوس کرتے ہوئے لاہور ہائی کورٹ میں یہ سوال اٹھایا گیا کہ "دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ 1974ء میں بیان کردہ غیر مسلم کی تعریف میں الفاظ "or claims to be prophet" سے وہ شخص غیر مسلم مانا جائے گا جو اس ترمیم ثانی ایکٹ کے اجراء کے وقت یا اس کے بعد نبوت کا دعوی کرے یا کسی ایسے مدعی کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانے۔"

لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس آفتاب حسین نے اپنے فیصلہ میں لکھا:

This argument is without merit. The amendment declares not only a person who claim to be a prophet as a non-Muslim but declares all persons as infidels who do not believe in the absolute and unqualified finality of the Prophethood of Muhammad (peace be upon him). So far as the Ahmadis of the Qadiani Group are concerned, it is admitted that they consider Mirza Ghulam Ahmad, the founder of the Qadiani movement as Zilli and Buruzi Prophet and Masih Mao'ud or Muscle Isa. They believe in the Holy Prophet (peace be upon him) as the last of those prophets who have been sent in this world with a Shariat. According to them only Tashri-i-Nabuwat, as distinguished from Buruzi or Zilli Nabuwat, came to an end after the advent of Prophet Muhammad (peace be upon him). They believe in the qualified finality of the Prophethood of Muhammad (peace

be upon him) and not upon its absolute unqualified finality. The first portion of the definition i.e. "a person who does not believe in the absolute and unqualified finality of the Prophethood of Muhammad (peace be upon him) the Last of the Prophets" cover the case of Qadiani Group of Ahmadis. In the face of this clear language, it is not possible to say that Article 260(3) applies to the adherents of such a person who makes a claim of prophethood and is alive on the date of enforcement of the Constitution (Second Amendment) Act. 1974. So far as the Qadiani group are concerned, it is not necessary to look to any other portion of the definition since the first portion leaves no doubt that they have been declared as non-Muslim by the Constitution. The Constitution (Second Amendment) Act is a declaratory Statute which by its very nature is retrospective in character. The word "claims" can therefore, be read as referring to the past however near or remote it may be. the Legislature, therefore, intended to use the word "claims" to apply to all time past, present and future.

[ترجمہ: یہ دلیل بلاجواز ہے۔ دستوری ترمیم 1974ء نے نہ صرف نبوت کے مدعی کو غیر مسلم قرار دیا بل کہ تمام اُن اشخاص کو کافر قرار دیا جو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط ایمان نہیں رکھتے۔ جہاں تک قادیانی گروہ کے احمدی حضرات کا تعلق ہے، یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ وہ مرزا غلام احمد بانی تحریک احمدیت کو ظلّی اور بروزی نبی اور مسیح موعود یا مثیل مسیح مانتے ہیں۔ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں مبعوث آخری صاحب شریعت نبی مانتے ہیں۔ ان کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صرف ''تشریعی نبوت'' کا خاتمہ ہوا ہے نہ کہ ظلّی و بروزی نبوت کا۔ یوں یہ لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر نامکمل اور مشروط ایمان رکھتے ہیں۔

تعریف کا پہلا حصہ:

"A person who does not believe in the absolute and unqualified finality of the Prophethood of Muhammad (peace be upon Him) the last of the Prophets"

قادیانی گروہ کے احمدی حضرات کے معاملہ کو محیط ہے۔ اس قدر شفاف الفاظ کے ہوتے ہوئے یہ کہنا ممکن نہیں کہ آرٹیکل ۲۶۰ (۳) ایسے مدعی نبوت کے پیروکاروں پر نافذ العمل ہے جو کہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ 1974ء کی تاریخ نفاذ کے وقت زندہ ہو۔ جہاں تک قادیانی حضرات کا معاملہ ہے ہمیں مذکورہ تعریف کے کسی اور حصہ کو دیکھنے کی ضرورت نہیں جب کہ اس تعریف کا پہلا حصہ ہی اس معاملہ میں کوئی وجہ شک باقی نہیں رہنے دیتا کہ ان (احمدی حضرات) کو دستور نے غیر مسلم قرار دیا ہے۔

دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ 1974ء ایک اعلانیہ شق ہے جو اپنی اصل کے لحاظ سے زمانۂ ماضی سے نافذ العمل ہے۔ لفظ "claims" (یعنی دعویٰ کرتا ہے) یہاں پر زمانۂ ماضی (خواہ قریب ہو یا بعید) کے حوالہ کے طور پر پڑھا جانا چاہیے۔ یہاں لفظ "claims" سے مقنّنہ نے تمام زمانۂ ماضی، حال اور مستقبل مراد لیا ہے۔" (PLD 1978 LAHORE 113)

دستور پاکستان میں درج "مسلم" اور "غیر مسلم" کی تعریف میں مزید ترمیم صدارتی آرڈر نمبر 24 کے ذریعے 19 مارچ 1985ء کو کی گئی اور اس آرڈر کو Constitution (Third Amendment) Order, 1985 کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اس آرڈر کے تحت "مسلم" اور "غیر مسلم" کی جو تعریفات پیش کی گئیں وہ اب موجودہ دستور پاکستان کا حصہ ہیں۔ یہاں ذیل میں ہم ان کو نقل کر رہے ہیں:

"(a) Muslim" means a person who believes in the unity and oneness of Almighty Allah, in the absolute and unqualified finality of the Prophet-hood of MUHAMMAD

(PBUH), the last of the Prophets, and does not believe in, or recognize as a prophet or religious reformer, any person who claimed or claims to be a prophet, in any sense of the word or of any description whatsoever, after MUHAMMAD (PBUH); and

"(b) non-Muslim" means a person who is not a Muslim and include a person belonging to the Christian, Hindu, Sikh, Buddhist or Parsi community, a person of the Qadiani group or the Lahori group (who call themselves "Ahmadis" or by any other name), or a Bahai, and a person belonging to any of the Scheduled Casts."

۲۶۰(۳)الف: ''مسلم'' کی تعریف

''مسلم'' سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو وحدت و توحید قادر مطلق اللہ تبارک و تعالیٰ، خاتم النبیین حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا ہو اور پیغمبر یا مذہبی مصلح کے طور پر کسی ایسے شخص پر نہ ایمان رکھتا ہو نہ اسے مانتا ہو جس نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعوی کیا ہو یا جو دعوی کرے۔ اور

۲۶۰(۳)ب: ''غیر مسلم'' کی تعریف

''غیر مسلم'' سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو مسلم نہ ہو (یعنی مذکورہ بالا تعریف کی رُو سے) اور اس میں عیسائی، ہندو، سکھ، بدھ یا پارسی فرقے سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص، قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کا (جو خود کو ''احمدی'' یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کوئی شخص یا کوئی بہائی، اور جدولی ذاتوں میں سے کسی سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص شامل ہے۔

☆

قرارداد آزاد کشمیر اسمبلی

28 اپریل 1973ء کو آزاد کشمیر اسمبلی میں میجر محمد ایوب نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے اور بہ طور اقلیت ان کے حقوق کے تعین کے لیے درج ذیل قرارداد اسمبلی میں پیش کی:

''ا۔ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔

۲۔ ریاست میں جو قادیانی رہائش پذیر ہیں ان کی باقاعدہ رجسٹریشن کی جائے اور انہیں اقلیت قرار دینے کے بعد ان کی تعداد کے مطابق مختلف شعبوں میں ان کی نمائندگی کا تعین کیا جائے۔

۳۔ ریاست میں قادیانیت کی تبلیغ ممنوع قرار دی جائے''۔

یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور کر لی گئی اور 24 مئی 1973ء کو صدر اسلامی جمہوریہ آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم خان نے بل پر دستخط کر دیے۔

قرارداد کی منظوری کے بعد تین دنوں میں ہی قادیانی سازشوں نے یک دم عروج پکڑا کہ سردار عبدالقیوم کے خلاف پمفلٹ شائع کیے گئے اور ان پر قاتلانہ حملہ بھی کیا گیا اور پھر تحریک عدم اعتماد چلوانے کی دھمکی اور ان سے استعفیٰ کا مطالبہ بھی کیا گیا لیکن سردار عبدالقیوم نے ان تمام مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور از خود وزیراعظم بھٹو کو استعفیٰ کی پیشکش کر دی جو کہ وزیراعظم نے قبول نہ کی۔ سردار عبدالقیوم، صدر آزاد کشمیر نے کہا:

''میرا قصور صرف یہ ہے کہ میں اسلام کی بات کرتا ہوں ...... آزاد کشمیر اسمبلی نے احمدیوں کے بارے میں جو قرارداد منظور کی ہے وہ محض ایک قرارداد ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ قرارداد بھی کسی جماعت نے نہیں بل کہ ایک رکن نے ذاتی طور پر پیش کی تھی۔'' (نوائے وقت مورخہ 28 مئی 1973ء)

30 مئی 1973ء کو انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ قرارداد پر ضرور عمل ہوگا۔

☆

قرارداد سرحد (خیبر پختونخواہ اسمبلی)

اخبار نوائے وقت مورخہ ۲۰/جون ۱۹۷۴ء کے مطابق سرحد اسمبلی (موجودہ KPK) کے اجلاس منعقدہ ۱۹/جون میں جمعیت علمائے اسلام کے رکن مولانا حبیب گل نے درج ذیل مضمون کی قرارداد پیش کی:

پاکستان کے مسلمانوں کا متفقہ مطالبہ ہے:

چوں کہ قادیانی ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے لہذا انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے آئین میں ترمیم کی جائے۔

ایسا انتظام کیا جائے کہ قادیانی سیاسی اور انتظامی شعبوں میں اپنا اثر و رسوخ استعمال نہ کر سکیں۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مسلمانوں کے اس متفقہ مطالبہ کو منظور کرتے ہوئے مرزائیوں کے تمام فرقوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے۔

اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔ قرارداد کی منظوری پر حزب اقتدار و حزب اختلاف نے مل کر نعرۂ تکبیر اللہ اکبر لگایا۔

قرارداد پنجاب اسمبلی

☆...... سانحہ ربوہ کے وقوع پذیر ہونے کے اگلے ہی دن (یعنی 30/مئی 1974) کو پنجاب اسمبلی کے 14 ارکان نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے، کلیدی اسامیوں سے ہٹانے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کا مطالبہ کر دیا۔ ان اراکین اسمبلی میں علامہ رحمت اللہ ارشد، سید تابش الوری، میاں خورشید انور، ملک خالق داد بندیال، حاجی سیف اللہ، چودھری امان اللہ، مخدوم سید حسن محمود اور حافظ علی اسد اللہ کے نام نمایاں ہیں۔ حزب اختلاف کے بعض اراکین

نے ''ختم نبوت زندہ باد'' کے نعرے بھی لگائے اور مطالبہ کیا کہ اس موضوع پر ایوان میں بحث ہونی چاہیے لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب حنیف رامے نے اس کو جذباتی مطالبہ قرار دیا، اسپیکر پنجاب اسمبلی نے کہا کہ تحریک پر بحث نہیں ہوسکتی کیوں کہ معاملہ عدالت میں پیش کر دیا گیا ہے۔

☆...... 12 رجون کو وزیر اعلیٰ نے اپنے خطاب میں کہا کہ حکومت قادیانیت کے مسئلہ کا مستقل حل تلاش کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

☆...... 12 رجون کو ایک بار پھر مذکورہ اراکین پنجاب اسمبلی نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی قرارداد کا الگ الگ نوٹس دیا لیکن اسپیکر پنجاب اسمبلی نے قرارداد پیش کرنے کی اجازت نہ دی۔

☆...... 18 رجون کو حزب اختلاف کے رکن میاں مصطفیٰ ظفر قریشی نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا۔

☆...... سرحد اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد منظور ہونے کے بعد پنجاب اسمبلی میں حزب اختلاف کے اراکین نے ایک بار پھر ۲۴ رجون ۱۹۷۴ء کو حزب اقتدار و حزب اختلاف کے 70 اراکین پنجاب اسمبلی کی حمایت سے قرارداد پیش کرنے کی کوشش کی، لیکن سپیکر پنجاب اسمبلی شیخ رفیق احمد نے قرارداد پیش کرنے کی اجازت نہ دی اور یوں پنجاب اسمبلی میں قرارداد منظور نہ ہوسکی۔

پنجاب اسمبلی میں پیش کردہ قرارداد کا متن درج ذیل ہے:

> ''ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ عالم اسلام اور دنیا کے تمام دینی مکاتب فکر کے متفقہ فیصلہ کے مطابق ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے کی بنا پر تمام مرزائیوں، قادیانیوں (لاہوری جماعت احمدیہ سمیت) کو فوری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے کر انہیں کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے اور مرزائی اوقاف کو سرکاری تحویل میں لیا جائے۔''

قرارداد پر حکمران جماعت کے جن اراکین نے دستخط کیے ہیں ان میں یہ نام شامل ہیں:

قاضی محمد اسمٰعیل جاوید، سابق وزیر مسٹر ممتاز احمد کاہلوں، سابق صوبائی وزیر عبدالحفیظ کاردار، محترمہ بلقیس حبیب اللہ، محترمہ حسینہ بیگم، مس ناصرہ کھوکھر، سید فدا

حسین، فقیر عبدالمجید، سردار محمد عاشق، رانا پھول محمد خان، بیگم آباد احمد خان، چودھری محمد حنیف، مسٹر محمد حنیف، چودھری محمد انور، سید الطاف حسین، سید تقی شاہ، مسٹر اختر عباس بھروانہ، ملک محمد علی، مسٹر خالد نواز وٹو، سید کاظم علی شاہ، مسٹر محمد انور، سابق صوبائی وزیر چودھری محمد انور سماں اور رانا شوکت محمد، چودھری شاہ نواز، خان محمد کھوکھر، حافظ علی اسد اللہ، مسٹر محمد سرور جوڑا، کرنل اسلم نیازی، امیر عبداللہ خان روکڑی، مسٹر رستم علی بلوچ، ملک محمد اکرم اعوان، کنور محمد یاسین، مسٹر یار لشاری اور قیوم لیگ کے دیوان غلام عباس بخاری، مسٹر فیض مصطفیٰ گیلانی اور چودھری لعل خان۔

حزب اختلاف کی طرف سے قرارداد پر ان اراکین نے دستخط کیے:

قائد حزب اختلاف علامہ رحمت اللہ ارشد، میاں خورشید انور، سید تابش الوری، مسٹر ناصر علی بلوچ، حاجی سیف اللہ، امیر عبداللہ روکڑی، میاں خالق داد بندیال، مرزا افضل الحق، راجہ محمد افضل، مخدوم زادہ سید حسن محمود، کیپٹن احمد نواز خان، راؤ محمد افضل خان، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی، ملک محمد مظفر خان، شیخ محمد اقبال، میاں احسان الحق پراچہ، میاں محمد اسلام، ملک فتح محمد خان زادہ، تاج محمد، رائے عمر حیات، میاں افضل حیات۔

اسپیکر پنجاب اسمبلی کی طرف سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت نہ ملنے پر اپوزیشن ارکان نے واک آؤٹ کیا البتہ حزب اقتدار کے کسی رکن نے واک آؤٹ میں حصہ نہیں لیا۔

☆

قرارداد ختم نبوت قومی اسمبلی میں

۲۲ر جون ۱۹۷۴ء کو جمعیت علماء پاکستان کے رکن قومی اسمبلی مولانا محمد ذاکر (جامعہ محمدیہ جھنگ) نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے ایک قرارداد پیش کرنے کا نوٹس دیا۔اس قرارداد میں مولانا ذاکر نے تجویز کیا:

''چوں کہ قادیانی اپنے عقائد کے لحاظ سے آئین کے جدول سوم متعلقہ دفعہ ۴۳ سے متصادم ہیں۔اس لیے مسلمان کی تعریف میں نہیں آتے لہذا وہ اسمبلی کی نظروں میں دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

ان کے عقائد کا ثبوت ان کی طرف سے شائع ہونے والا لٹریچر ہے یہ فرقہ نہ صرف مذہبی اختلاف کے اعتبار سے الگ حیثیت رکھتا ہے بل کہ سیاسی اور سماجی اعتبار سے بھی یہ فرقہ خود کو سواد اعظم سے الگ تصور کرتا ہے اور واقعات کے لحاظ سے یہ انگریز اسرائیل اور بھارت کا ففتھ کالم (fifth column) ہے جو پاکستان میں سرگرم عمل ہے اور اس کی وفاداری بھی مشکوک ہے۔انہوں نے تقسیم ہند کے بعد سے جان بوجھ کر اپنی جماعت کا ایک حصہ قادیان میں متعین کر رکھا ہے تا کہ ضرورت پڑنے پر اس سے کام لیا جا سکے۔

......حال ہی میں ربوہ کے ریلوے سٹیشن پر جو واقعہ رونما ہوا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ فرقہ دراصل پاکستان میں ریاست در ریاست قائم کرنا چاہتا ہے اور اس کا اظہار مختلف موقعوں پر اس فرقے کے سرگرم کارکن کر چکے ہیں۔

اس فرقے کو معمولی تصور نہ کیا جائے بیشتر اسلامی ممالک بھی اس فرقے پر عدم اعتماد کا اظہار کر چکے ہیں۔

......ان حالات کی روشنی میں پاکستان اور ملکی سالمیت کا تحفظ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس مرزائی احمدی فرقہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور کلیدی اسامیوں سے انہیں الگ کیا جائے اور ربوہ کے دروازے ساری قوم کے لیے کھول دیے جائیں۔''

☆......قومی اسمبلی نے ۳۰ر جون ۱۹۷۴ء کے اجلاس میں قادیانی مسئلہ پر غور شروع کیا اور تمام اراکین اسمبلی پر مشتمل ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی گئی اور یہ طے پایا کہ اس خصوصی کمیٹی کی تمام کارروائی خفیہ رکھی جائے گی۔

۳۰ر جون کے اجلاس میں ایک قرارداد اور ایک تحریک پیش کی گئی۔ پہلی تحریک وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ نے پیش کی جس میں قادیانی مسئلہ پر غور کے لیے سفارش کی گئی۔ وزیر قانون کی جانب سے پیش کردہ تحریک کا متن حسب ذیل ہے:

''یہ ایوان سارے ایوان پر مشتمل ایک خصوصی کمیٹی قائم کرتا ہے جس میں تقریریں کرنے کا حق رکھنے والے اور دوسرے ارکان بھی شامل ہیں اور جس کے چیئرمین اس ایوان کے سپیکر ہوں گے اور یہ خصوصی کمیٹی حسب ذیل فرائض سرانجام دے گی:

۱۔ ان لوگوں کی حیثیت متعین کی جائے جو آں حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ختم نبوت کے مسئلے پر ایمان نہیں رکھتے۔

۲۔ اس سلسلے میں کمیٹی کی پیش کردہ تجاویز مشوروں اور قراردادوں پر اس معینہ مدت کے اندر غور و خوض مکمل کر لیا جائے جس کا تعین کمیٹی کرے گی۔

۳۔ اس غور و خوض کے نتیجہ میں شہادتیں قلم بند کرنے اور دستاویزات کا مطالعہ کرنے کے بعد کمیٹی اپنی سفارشات ایوان میں پیش کرے گی۔

مسٹر پیرزادہ کی تحریک کے مطابق متذکرہ خصوصی کمیٹی کا کورم (quorum) چالیس ممبروں کا مقرر کیا گیا جن میں سے دس ممبر حزب اختلاف کے ارکان ہوں گے۔

اس کے بعد دوسری قرارداد جمعیت علماء پاکستان کے پارلیمانی قائد مولانا شاہ احمد نورانی

نے 22 اراکین اسمبلی کی طرف سے پیش کی۔ 15 اراکین قومی اسمبلی بعد میں اس قرارداد کے محرکین میں شامل ہو گئے۔ یہ قرارداد حسب ذیل ہے:

''چوں کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو اللہ کے آخری نبی ہیں۔ نبوت کا دعویٰ کیا اور

چوں کہ اس کا جھوٹا دعویٔ نبوت قرآن کریم کی بعض آیات میں تحریف کی سازش اور جہاد کو ساقط کر دینے کی کوشش، اسلام کے مسلمات سے بغاوت کے مترادف ہے۔ اور

چوں کہ وہ سامراج کی پیداوار ہے جس کا مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا ہے۔

چوں کہ پوری امت مسلمہ کا اس بات پر کامل اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار خواہ وہ مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہوں یا اسے کسی اور شکل میں اپنا مذہبی پیشوا یا مصلح مانتے ہوں وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

چوں کہ اس کے پیروکار خواہ انہیں کسی نام سے پکارا جاتا ہو۔ وہ دھوکہ دہی سے مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ بن کر اور اس طرح ان سے گھل مل کر اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی کارروائیوں میں مصروف ہیں۔

چوں کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کی تنظیموں کی ایک کانفرنس میں جو ۶ تا ۱۰ر اپریل ۱۹۷۴ء مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام منعقد ہوئی جس میں دنیا بھر کی 140 مسلم تنظیموں اور انجمنوں نے شرکت کی، اس میں کامل اتفاق رائے سے یہ فیصلہ صادر کر دیا گیا کہ قادیانیت جس کے پیروکار دھوکہ دہی سے اپنے آپ کو اسلام کا ایک فرقہ کہتے ہیں۔ دراصل اس فرقہ کا مقصد اسلام اور مسلم دنیا کے خلاف تخریبی کارروائیاں کرنا ہے اس لیے اب یہ اسمبلی اعلان کرتی ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار خواہ انہیں کسی نام سے پکارا جاتا ہو مسلمان نہیں ہیں اور یہ کہ اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تا کہ اس اعلان کو دستور میں ضروری ترامیم کے ذریعے عملی

جامہ پہنایا جا سکے اور یہ کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ایک غیر مسلم اقلیت کی حیثیت سے ان کے جائز حقوق کا تحفظ کیا جا سکے۔''

اس قرارداد پر جن اراکین قومی اسمبلی نے دستخط کیے وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی

۲۔ مولانا عبدالمصطفیٰ الازھری

۳۔ مولوی مفتی محمود

۴۔ پروفیسر غفور احمد

۵۔ مولانا سید محمد علی رضوی

۶۔ مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک)

۷۔ چوہدری ظہور الٰہی

۸۔ سردار شیر باز خان مزاری

۹۔ مولانا ظفر احمد انصاری

۱۰۔ جناب عبدالحمید جتوئی

۱۱۔ صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری

۱۲۔ جناب محمود اعظم فاروقی

۱۳۔ مولانا صدرالشہید

۱۴۔ مولوی نعمت اللہ

۱۵۔ جناب عمرہ خان

۱۶۔ مخدوم نور محمد

۱۷۔ جناب غلام فاروق

۱۸۔ سردار مولا بخش سومرو

۱۹۔ سردار شوکت حیات خان

۲۰۔ حاجی علی احمد تالپور

۲۱۔ راؤ خورشید علی خان

۲۲۔رئیس عطامحمد مری

بعد میں حسب ذیل ارکان نے بھی قرارداد پر دستخط کر دیے:

۲۳۔نواب زادہ میاں محمد ذاکر قریشی

۲۴۔جناب کرم بخش اعوان

۲۵۔مہر غلام حیدر بھروانہ

۲۶۔صاحب زادہ صفی اللہ

۲۷۔ملک جہانگیر خان

۲۸۔جناب اکبر خان مہمند

۲۹۔حاجی صالح خان

۳۰۔خواجہ جمال محمد کوریجہ

۳۱۔جناب غلام حسن خان دھاندلہ

۳۲۔صاحب زادہ محمد نذیر سلطان

۳۳۔صاحب زادہ محمد ابراہیم برق

۳۴۔صاحب زادہ نعمت اللہ خان شنواری

۳۵۔جناب عبدالسبحان خان

۳۶۔میجر جنرل جمالدار

۳۷۔جناب عبدالمالک خان

☆

رہبر کمیٹی کی سفارشات

قومی اسمبلی کے تمام اراکین پر مشتمل جو خصوصی کمیٹی قادیانی مسئلہ پرغور کے لیے تشکیل دی گئی تھی بعدازاں اس خصوصی کمیٹی کے چھ اراکین پر مشتمل ایک رہبر کمیٹی تشکیل دی گئی، اس کمیٹی کے اراکین نے وزیر قانون کے ساتھ مل کر قرارداد ختم نبوت تیار کی جو کہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو منظوری کے لیے پیش کی گئی۔ رہبر کمیٹی کی جانب سے درج ذیل سفارشات قومی اسمبلی میں پیش کی گئیں:

''قومی اسمبلی کے کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی متفقہ طور پر طے کرتی ہے کہ حسب ذیل سفارشات قومی اسمبلی کو غور اور منظوری کے لیے بھیجی جائیں۔

کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی اپنی رہنما کمیٹی اور ذیلی کمیٹی کی طرف سے اس کے سامنے پیش یا قومی اسمبلی کی طرف سے اس کو بھیجی گئی قراردادوں پرغور کرنے اور دستاویزات کا مطالعہ کرنے اور گواہوں بہ شمول سربراہان انجمن احمدیہ ربوہ اور انجمن احمدیہ اشاعت الاسلام لاہور کی شہادتوں اور جرح پرغور کرنے کے بعد متفقہ طور پر قومی اسمبلی کو حسب ذیل سفارشات کرتی ہے:

(الف) کہ پاکستان کے آئین میں حسب ذیل ترمیم کی جائے۔

اول: دفعہ 106 (3) میں قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) کا ذکر کیا جائے۔

دوم: دفعہ 260 میں ایک نئی شق کے ذریعے غیر مسلم کی تعریف کی جائے مذکورہ بالا سفارشات کے نفاذ کے لیے خصوصی کمیٹی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور شدہ مسودہ قانون منسلک ہے۔

(ب) کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295 الف میں حسب ذیل تشریح درج کی جائے:

تشریح: کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ 260 کی شق (3) کی تصریحات کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ رکھے یا عمل یا تبلیغ کرے وہ دفعہ ہذا کے تحت مستوجب سزا ہوگا۔

(ج) کہ متعلقہ قوانین مثلاً قومی رجسٹریشن ایکٹ 1973ء اور انتخابی فہرستوں کے قواعد 1974ء میں منتخبہ قانونی اور ضابطہ کی ترمیمات کی جائیں۔

(د) کہ پاکستان کے تمام شہریوں خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں، کے جان و مال، آزادی، عزت اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا جائے گا۔"

۱۔ عبدالحفیظ پیرزادہ

۲۔ مولوی مفتی محمود

۳۔ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی

۴۔ پروفیسر غفور احمد

۵۔ غلام فاروق

۶۔ چودھری ظہور الٰہی

۷۔ سردار مولا بخش سومرو

☆

آئین پاکستان میں ترمیم کے لیے بل

(دستوری ترمیم ثانی ایکٹ، ۱۹۷۴ء)

"ہر گاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بعد ازیں درج اغراض کے لیے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے، لہٰذا بذریعہ ہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

۱۔ مختصر عنوان اور آغاز نفاذ

۱) یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ ۱۹۷۴ء کہلائے گا۔

۲) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۲۔ آئین کی دفعہ ۱۰۶ میں ترمیم

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں جسے بعد ازیں آئین کہا جائے گا دفعہ ۱۰۶ کی شق ۳ میں لفظ "فرقوں" کے بعد الفاظ اور قوسین "اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں)" درج کیے جائیں گے۔

۳۔ آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں ترمیم

آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق (۲) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی، یعنی

(۳) جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ آخری نبی ہیں۔ کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا

دینی مصلح تسلیم کرتا ہے وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے۔"

بیان اغراض و وجوہ

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تاکہ ہر وہ شخص جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعوی کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔

عبدالحفیظ پیرزادہ

وزیر انچارج

☆

دیگر قوانین میں ترامیم وحلف نامے

صدر کا حلف

(آرٹیکل 42)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں .... ،صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور وحدت وتوحید قادر مطلق اللہ تبارک وتعالیٰ، کتب الٰہیہ، جن میں قرآن پاک خاتم الکتب ہے، نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ حیثیت خاتم النبیین جن کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا، روز قیامت اور قرآن پاک وسنت کی جملہ مقتضیات وتعلیمات پر ایمان رکھتا ہوں:

کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا:

کہ بہ حیثیت صدر پاکستان، میں اپنے فرائض وکارہائے منصبی ایمان داری، اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور اور قانون کے مطابق اور ہمیشہ پاکستان کی خودمختاری، سالمیت، استحکام، یک جہتی اور خوش حالی کی خاطر انجام دوں گا:

کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لیے کوشاں رہوں گا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے:

کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا اپنے سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہونے دوں گا:

کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا اور اس کا تحفظ

اور دفاع کروں گا:

کہ میں ہر حالت میں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ، بلاخوف و رعایت اور بلا رغبت و عناد، قانون کے مطابق انصاف کروں گا:

اور یہ کہ میں کسی شخص کو بلاواسطہ یا بالواسطہ کسی ایسے معاملے کی نہ اطلاع دوں گا اور نہ اسے ظاہر کروں گا جو بہ حیثیت صدر پاکستان میرے سامنے غور کے لیے پیش کیا جائے گا یا میرے علم میں آئے گا بجز جب کہ بہ حیثیت صدر اپنے فرائض کی کماحقہ انجام دہی کے لیے ایسا کرنا ضروری ہو۔

اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین

☆

وزیر اعظم کا حلف
(آرٹیکل 91)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں ....، صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور وحدت و توحید قادر مطلق اللہ تبارک و تعالیٰ، کتب الٰہیہ، جن میں قرآن پاک خاتم الکتب ہے، نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ حیثیت خاتم النبیین جن کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا، روز قیامت اور قرآن پاک و سنت کی جملہ مقتضیات و تعلیمات پر ایمان رکھتا ہوں:

کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا:

کہ بہ حیثیت وزیر اعظم پاکستان، میں اپنے فرائض و کارہائے منصبی ایمان داری، اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور اور قانون کے مطابق اور ہمیشہ پاکستان کی خود مختاری، سالمیت، استحکام، یک جہتی اور خوش حالی کی خاطر انجام دوں گا:

کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لیے کوشاں رہوں گا جو قیام پاکستان

کی بنیاد ہے:

کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا اپنے سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہونے دوں گا:

کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا اور اس کا تحفظ اور دفاع کروں گا:

اور یہ کہ میں ہر حالت میں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ، بلا خوف و رعایت اور بلا رغبت و عناد، قانون کے مطابق انصاف کروں گا:

اور یہ کہ میں کسی شخص کو بلاواسطہ یا بالواسطہ کسی ایسے معاملے کی نہ اطلاع دوں گا اور نہ اسے ظاہر کروں گا جو بہ حیثیت وزیراعظم پاکستان میرے سامنے غور کے لیے پیش کیا جائے گا یا میرے علم میں آئے گا بجز جب کہ بہ حیثیت وزیراعظم اپنے فرائض کی کماحقہ انجام دہی کے لیے ایسا کرنا ضروری ہو۔

اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین

☆

درخواست فارم برائے حصول شناختی کارڈ میں درج حلف نامہ

درخواست فارم برائے حصول شناختی کارڈ میں ''مذہب'' کے اندراج کے لیے قادیانیوں /احمدیوں کے لیے الگ خانہ مختص کیا گیا ہے نیز ہر وہ درخواست دہندہ جو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے اس کے لیے درج ذیل حلف نامہ کی تصدیق کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے:

I solemny affirm that, I believe completely and unconditionally in the finality of the Prophethood of the Prophet MUHAMMAD (PBUH), and that I am not a follower of any person who claims Prophethood on the basis of any interpretation of this word, neither I believe such a claimant to be a reformer or a prophet, nor I belong to Qadiani or Lahori group or call

myself Ahmedi.

(ترجمہ: میں حلفاً تصدیق کرتا/کرتی ہوں کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر یقین رکھتا/رکھتی ہوں اور میں کسی ایسے شخص کا/کی پیروکار نہیں جو کسی بھی تشریح کے لحاظ سے نبی یا مذہبی مصلح ہونے کا دعویدار ہو، میں نہ کسی ایسے شخص کو پیغمبر مانتا/مانتی ہوں نہ ہی مذہبی مصلح، اور نہ ہی میں قادیانی یا لاہوری گروپ سے تعلق رکھتا/رکھتی ہوں اور نہ ہی خود کو ''احمدی'' کہلواتا/کہلواتی ہوں۔)

☆

درخواست برائے حصول پاسپورٹ میں درج حلف نامہ

I............S/o, W/o, D/o .... aged ....years, adult Muslim resident of ....declare:-

(i) I am a Muslim and believe in the absolute and unqualified finality of the Prophethood of MUHAMMAD (Peace be upon Him) as the last of the Prophets.

(ii) I do not recognize any person who claims to be a prophet in any sense of the word or of any description whatsoever after Muhammad (peace be upon Him) or recognize such a claimant as a prophet or a religious reformer or as a Muslim.

(iii) I consider Mirza Ghulam Ahmad Quadiani to be an imposter Nabi and also consider his followers whether belonging to the Lahori or Quadiani group to be non-Muslim.

(ترجمہ: میں ....بن/ بنت/ زوجہ............عمر..........بالغ مسلمان، رہائشی.....................اعلان کرتا/کرتی ہوں:

(ا) میں ایک مسلمان ہوں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہ حیثیت خاتم النبیین کی مکمل (حتمی) اور غیر مشروط ختم نبوت پر ایمان رکھتا/رکھتی ہوں۔

(۲) میں کسی ایسے شخص کو نبی یا مذہبی مصلح یا مسلمان نہیں مانتا/مانتی جو کسی بھی معنی یا اصطلاح میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویدار ہو۔

(۳) میں مرزا غلام احمد قادیانی کو ایک دھوکے باز خیال کرتا/کرتی ہوں اور ان کے پیروکار خواہ لاہوری گروپ سے ہوں یا قادیانی گروپ سے۔ غیر مسلم خیال کرتا/کرتی ہوں۔)

☆

صدارتی فرمان نمبر ۸ مجریہ سال ۱۹۸۲ء

چوں کہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء (نمبر 49 سال 1974ء) کے ذریعے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور 1973ء میں ترامیم کی گئی تھیں تا کہ صوبائی اسمبلیوں میں نمائندگی کی غرض سے قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کو (جو خود کو ''احمدی'' کہتے ہیں) غیر مسلموں میں شامل کیا جائے اور تا کہ یہ قرار دیا جائے کہ کوئی شخص جو خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان نہ رکھتا ہو یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس لفظ کے کسی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویدار ہو، یا ایسے دعویدار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا ہو، دستور یا قانون کی اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے۔

اور چوں کہ فرمان صدر نمبر 17 مجریہ سال 1978ء کے ذریعے من جملہ اور چیزوں کے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں غیر مسلم بہ شمول قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو ''احمدی'' کہتے ہیں) مناسب نمائندگی کے لیے حکم وضع کیا گیا تھا۔

اور چوں کہ فرمان عارضی دستور، 1981ء (فرمان CML no.1 مجریہ

سال 1981ء) نے مذکورہ بالا دستور کے ایسے احکام کو جو متعلقہ تھے اپنا جز قرار دیا تھا۔

اور چوں کہ مذکورہ بالا فرمان میں واضح طور پر لفظ ''مسلم'' کی تعریف کی گئی ہے جس سے ایسا شخص مراد ہے جو وحدت و توحید قادر مطلق اللہ تبارک و تعالیٰ، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا ہو اور پیغمبر یا مذہبی مصلح کے طور پر کسی ایسے شخص پر نہ ایمان رکھتا ہو نہ اسے مانتا ہو جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا جو دعویٰ کرے اور لفظ ''غیر مسلم'' سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو مسلم نہ ہو جس میں عیسائی، ہندو، سکھ، بدھ یا پارسی فرقہ سے تعلق رکھنے والا شخص، قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کا کوئی شخص (جو خود کو ''احمدی'' یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) یا کوئی بہائی اور جدولی ذاتوں میں سے کوئی ایک سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص شامل ہے۔

اور چوں کہ مذکورہ بالا دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء نے دستور میں مذکورہ بالا ترامیم شامل کرنے کا اپنا مقصد حاصل کر لیا تھا۔

اور چوں کہ وفاقی قوانین (نظر ثانی و استقرار) آرڈیننس مجریہ سال 1981ء (نمبر 27 مجریہ سال 1981ء) مسلمہ طریقۂ کار کے مطابق اور مجموعۂ قوانین سے ایسے قوانین کو بہ شمول مذکورہ بالا ایکٹ نکال دینے کے مقصد سے جاری کیا گیا تھا، جو اپنا مقصد حاصل کر چکے تھے۔

اور چوں کہ، جیسا کہ مذکورہ بالا آرڈیننس میں واضح طور پر قرار دیا گیا ہے، مذکورہ بالا دستور یا دیگر قوانین کے متن میں جو ترامیم مذکورہ بالا ایکٹ یا دیگر ترمیمی قوانین کے ذریعے کی گئی ہیں مذکورہ بالا آرڈیننس کے اجراء سے متاثر نہیں ہوئی ہیں۔

لہٰذا، اب 5 رجولائی 1977ء کے اعلان کے بہ موجب اور اس سلسلے میں

○ اسے مجاز کرنے والے تمام اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے صدر اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے قانونی صورتِ حال کے استقرار اور اس کی مزید توثیق کے لیے حسب ذیل فرمان جاری کیا ہے۔

ا۔ مختصر عنوان اور آغاز نفاذ (1) یہ فرمان ترمیم دستور (استقرار) کا فرمان مجریہ سال 1982ء کے نام سے موسوم ہوگا۔

(2) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۲۔ استقرار...... بذریعہ ہذا اعلان کیا جاتا ہے اور مزید توثیق کی جاتی ہے کہ وفاقی قوانین (نظر ثانی و استقرار) آرڈیننس مجریہ سال 1981ء (نمبر 27 مجریہ سال 1981ء) کی جدول اول میں دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء (نمبر 19 بابت سال 1974ء) کی شمولیت سے، جس کی رُو سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور، 1973ء میں مذکورہ بالا ترامیم شامل کی گئی تھیں۔

(الف) مذکورۂ بالا ترامیم کا تسلسل متاثر نہیں ہوا ہے اور نہ ہوگا جو مذکورۂ بالا دستور کے جز و کی حیثیت سے برقرار ہیں یا

(ب) قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو ''احمدی'' کہتے ہیں) غیر مسلم کے طور پر حیثیت تبدیل نہیں ہوئی ہے اور نہ ہوگی اور وہ بدستور غیر مسلم ہیں۔

متذکرہ بالا متن سے ظاہر ہے کہ قادیانیوں کی آئینی و قانونی حیثیت بہ طور غیر مسلم قطعی طور پر مسلمہ اور قائم ہے۔ کچھ حلقوں نے اس اندیشہ کا اظہار کیا ہے کہ متذکرہ بالا صدارتی فرمان اور فرمان عارضی دستور مجریہ سال 1981ء چوں کہ عارضی قانونی اقدامات ہیں لہٰذا ان کے منسوخ ہو جانے پر مسلم اور غیر مسلم کی تعریف جو فرمان عارضی دستور کے آرٹیکل نمبر 1 الف میں بیان کی گئی ہے، بھی ختم ہو جائے گی اور چوں کہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء (نمبر 49 بابت سال 1974ء)، جس کی رُو سے 1973ء کے دستور میں ترامیم کر کے قادیانیوں کو غیر

مسلم قرار دیا گیا تھا، وفاقی قوانین (نظرثانی و استقرار) آرڈیننس مجریہ سال 1981ء کے ذریعے منسوخ ہو چکا ہے، اس لیے دستور کے بحال ہونے پر قادیانیوں کی قانونی و آئینی حیثیت اسی طرح ہوگی جیسی کہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء کے نفاذ سے پیشتر تھی۔

جیسا کہ مفصل طور پر بیان کیا جا چکا ہے، دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء کی رُو سے جو ترامیم 1973ء کے دستور آرٹیکل 260 و آرٹیکل 106 میں عمل میں لائی گئی تھیں وہ بدستور قائم اور نافذ ہیں۔......

شائع کردہ

وزارت اطلاعات ونشریات

محکمہ فلم ومطبوعات، اسلام آباد

18 مئی 1982ء

☆

آرڈیننس نمبر 20 مجریہ سال 1984ء

(امتناع قادیانیت آرڈی ننس 1984ء)

قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کو خلاف اسلام سرگرمیوں سے روکنے کے لیے قانون میں ترمیم کا آرڈیننس

چوں کہ یہ قرین مصلحت ہے کہ قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کو خلاف اسلام سرگرمیوں سے روکنے کے لیے قانون میں ترمیم کی جائے۔

اور چوں کہ صدر کو اطمینان ہے کہ ایسے حالات موجود ہیں جن کی بنا پر فوری کارروائی کرنا ضروری ہو گیا ہے۔

لہذا اب 5/جولائی 1977ء کے اعلان کے بہ موجب اور اس سلسلے میں اسے مجاز کرنے والے تمام اختیارات استعمال کرتے ہوئے صدر نے حسب ذیل آرڈیننس وضع اور جاری کیا ہے۔

حصہ اول

ابتدائیہ

مختصر عنوان اور آغاز نفاذ

1۔ یہ آرڈیننس قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلاف اسلام سرگرمیاں (امتناع وتعزیر) آرڈیننس 1984ء کے نام سے موسوم ہوگا۔

2۔ یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۲۔ آرڈیننس، عدالتوں کے احکام اور فیصلوں پر غالب ہوگا۔ اس آرڈیننس کے احکام کسی عدالت کے کسی حکم یا فیصلے کے باوجود موثر ہوں گے۔

حصہ دوم

مجموعہ تعزیرات پاکستان

(ایکٹ نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰ء) کی ترمیم

۳۔ ایکٹ نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰ء میں نئی دفعات 298ب اور 298ج کا اضافہ

مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ نمبر 45، 1860ء میں باب 15 میں، دفعہ 298 الف کے بعد حسب ذیل نئی دفعات کا اضافہ کیا جائے گا۔ یعنی

۲۹۸۔ب بعض مقدس شخصیات یا مقامات کے لیے مخصوص القاب، اوصاف یا خطابات وغیرہ کا ناجائز استعمال

1۔ قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو ''احمدی'' یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعے، خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے۔

الف: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی شخص کو امیر المومنین، خلیفۃ المومنین، خلیفۃ المسلمین، صحابی یا رضی اللہ عنہ کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے

ب: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجۂ مطہرہ کے علاوہ کسی ذات کو ام المومنین کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

ج: اپنی عبادت گاہ کو ''مسجد'' کے طور پر منسوب کرے یا موسوم کرے یا پکارے تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کو بھی مستوجب ہوگا۔

2۔ قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب میں عبادت کے لیے بلانے کے طریقے یا صورت کا

اذان کے طور پر منسوب کرے یا اس طرح اذان دے جس طرح مسلمان دیتے ہیں تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا مستوجب بھی ہوگا۔

۲۹۸۔ج قادیانی گروپ وغیرہ کا شخص جو خود کو مسلمان کہے یا اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے

قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بلا واسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے یا منسوب کرے یا الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے، کو کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

حصہ سوم

مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898ء

(ایکٹ نمبر 5 بابت 1898ء کی ترمیم

۴۔ ایکٹ نمبر ۵ بابت ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۹۹ الف کی ترمیم

مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898ء (ایکٹ نمبر 5 بابت 1898ء) میں جس کا حوالہ بعد ازیں مذکورہ مجموعہ کے طور پر دیا گیا ہے دفعہ 99، الف میں، ذیلی دفعہ (1) میں

الف: الفاظ اور سکتہ ''اس طبقہ کے'' بعد الفاظ، ہندسے، قوسین، حرف اور سکتے اس نوعیت کا کوئی مواد جس کا حوالہ مغربی پاکستان پریس اور پبلی کیشنز آرڈیننس 1963ء کی دفعہ 24 کی ذیلی دفعہ (1) کی شق (ی ی) میں دیا گیا ہے'' شامل کر دیے جائیں گے، اور

ب: ہندسہ اور حرف ''298۔الف کے بعد الفاظ، ہندسے اور حرف'' یا دفعہ 298۔ب یا دفعہ 298۔ج'' شامل کر دیے جائیں گے۔

ایکٹ نمبر ۵ بابت ۱۸۹۸ء کی جدول دوم کی ترمیم

مذکورہ مجموعہ میں جدول دوم میں دفعہ 298 الف سے متعلق اندراجات کے بعد حسب ذیل اندراجات شامل کر دیے جائیں گے۔یعنی

1	2	3	4	5	6	7	8
298۔ب	بعض مقدس شخصیات کے لیے مخصوص القاب، اوصاف اور خطابات وغیرہ کا ناجائز استعمال	ایضاً	ایضاً	نا قابل ضمانت	ایضاً	تین سال کے لیے کسی ایک قسم کی سزائے قید اور جرمانے	ایضاً
298۔ج	قادیانی گروپ وغیرہ کا شخص جو خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً

حصہ چہارم

مغربی پاکستان پریس اور پبلی کیشنز آرڈیننس 1963ء

(مغربی پاکستان آرڈیننس نمبر 30 مجریہ 1963ء) کی ترمیم

٦۔مغربی پاکستان آرڈیننس 1963ء کی دفعہ 24 کی ترمیم

مغربی پاکستان پریس اور پبلی کیشنز آرڈیننس 1963ء (مغربی پاکستان آرڈیننس نمبر 30 مجریہ 1963ء) میں دفعہ 24 میں ذیلی دفعہ (ا) میں شق (ی) کے بعد حسب ذیل نئی شق شامل کر دی جائے گی۔یعنی

"(سی سی) ایسی نوعیت کی ہوں جن کا حوالہ مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ نمبر 45 بابت 1860ء) کی دفعات 298۔الف، 298۔ب یا 298۔ج میں دیا گیا ہے۔" "یا"

شائع کردہ

محکمہ فلم و مطبوعات

وزارت اطلاعات و نشریات، اسلام آباد، پاکستان

مورخہ 06.06.1984

☆

باب سوم

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں نوائے وقت کا کردار

(I)

واقعات/اخبارات

الف: تحریک ختم نبوت، 1953ء

ب: تحریک ختم نبوت، 1974ء

(حصہ الف)

تحریکِ ختمِ نبوت، 1953ء

۴جولائی ۱۹۵۲ء

ختم نبوت کنونشن

لاہور۲ر جولائی (سٹاف رپورٹر) مسئلہ ختم نبوت پر سوچ وچار کرنے کے لیے ۱۳ر جولائی کو ساتے بجے صبح برکت علی محمڈن ہال میں کنونشن منعقد ہوگی جو انجمن تحفظ ختم نبوت کی طرف سے بلائی گئی ہے۔ توقع ہے کہ تمام مذہبی جماعتوں کے نمائندے اس کنونشن میں شریک ہوں گے۔

معلوم ہوا ہے کہ پنجاب کے تمام علماء، صوفیا، پیروں، گدی نشینوں اور سجادہ نشینوں کو دعوتی رقعے بھیج دیے گئے ہیں۔

کراچی کنونشن کے لیے نمائندے

لاہور۲ر جولائی (سٹاف رپورٹر)، مولانا سید سلمان ندوی، مولانا احتشام الحق تھانوی اور مولانا عبدالحامد بدایونی نے مسئلہ ختم نبوت پر غور کرنے کے لیے کراچی میں جو کنونشن بلائی ہے اس میں شمولیت کے لیے مجلس احرار نے انجمن تحفظ ختم نبوت کی طرف سے دو نمائندے بھیج دیے ہیں۔

۱۰جولائی ۱۹۵۲ء

مسلم لیگی قیادت کو ہٹائے بغیر قادیانیت کو کسی طرح ختم نہیں کیا جاسکتا

قادیانی جماعت کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ درست ہے۔

جماعت اسلامی پاکستان کی مجلس شوریٰ کی قرارداد

لاہور، ۸ر جولائی۔ جماعت اسلامی پاکستان کے ایک بیان میں بتایا گیا ہے:

پاکستان قادیانی جماعت کو ایک ذی اقلیت قرار دینے اور چودھری ظفراللہ خان وزیرخارجہ پاکستان کو ان کے منصب سے ہٹانے کی جو تحریک مجلس احرار اسلام کی طرف سے

شروع کی گئی ہے۔ جماعت اسلامی پاکستان کی مجلس شوریٰ اس مسئلہ کا مفصل جائزہ لینے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ:

ا۔ قادیانی جماعت کو ایک ذمی اقلیت قرار دینے کا مطالبہ سراسر حق ہے۔ قادیانی امت محمدیہ کا کوئی جز نہیں ہیں بل کہ ایک الگ امت ہیں جس کا اپنا ایک نبی ہے، اس لیے ان کو پاکستان کی اسلامی ریاست میں ایک ذمی اقلیت ہی ہونا چاہیے۔

۲۔ چودھری محمد ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ سے علاحدہ کرنے کا مطالبہ بھی درست ہے۔ ایسی شخصیت کو ایک ذمہ دار منصب پر فائز نہیں ہونا چاہیے جس پر ملک کی بہت بڑی اکثریت کو اعتماد نہیں۔

۳۔ دفعہ ۱۴۴ کے تحت حکومت پنجاب نے علماء اور ائمہ مساجد کے خطبات میں قادیانی عقائد کے بارے میں اظہار خیال کرنے پر جو پابندی عائد کی ہے وہ درست نہیں ہے۔

مجلس احرار کی پالیسی سے اختلاف رائے

۴۔ ان اُمور میں مجلس احرار کے ساتھ اتفاق رکھنے کے باوجود ہم مجلس احرار کے اس طرز عمل کو سمجھنے سے معذور ہیں کہ ایک طرف تو وہ قادیانیوں کے خلاف اس زور شور سے جدوجہد کرتے ہیں اور دوسری طرف وہی اس مسلم لیگ کے زبردست حامی ہیں جس کی حمایت وسرپرستی میں قادیانیت پرورش پا رہی ہے۔ آخر یہ بات کس سے چھپی ہوئی ہے کہ قادیانی تحریک کی اپنی کوئی جڑ نہ پہلے تھی نہ اب ہے۔ پہلے یہ انگریزی حکومت کے بل بوتے پر قائم تھی اور اب یہ مسلم لیگ اور اس کی قیادت کے بل بوتے پر جی رہی ہے مگر مجلس احرار کی یہ روش عجیب ہے کہ جب اس قیادت کی جڑ کاٹنے کی کوشش کی جاتی ہے تو احرار کے بڑے بڑے خطیب اس کو بچانے کے لیے تو اپنی قوت صرف کر دیتے ہیں اور الٹا لوگوں کو بدنام کرنے لگتے ہیں جو اسے ہٹانے کی سعی کریں اور جب قادیانیت کے اس واحد سہارے کو اپنی حد تک خوب مضبوط کر لیتے ہیں تو اس کے بعد وہ مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ آؤ اس

قادیانیت کے فتنے کا خاتمہ کرو۔ ہم پوری کوشش کے باوجود اب تک یہ نہیں سمجھ سکے کہ مسلم لیگی قیادت کو ہٹائے بغیر قادیانیت کو کس طرح ختم کیا جاسکتا ہے۔

درست ترتیب کار

۵۔ ترتیب کار کے لحاظ سے بھی ہماری رائے میں قادیانیوں کو الگ امت قرار دینے کا مطالبہ دستور اسلامی کے مطالبہ سے پہلے نہیں بل کہ بعد ہونا چاہیے۔ صحیح طریق کار یہ ہے کہ پہلے تمام مسلمان اپنی متحدہ طاقت استعمال کر کے یہاں ایک خالص اسلامی دستور حکومت بنوائیں۔ پھر جب اسلامی دستور بن جائے گا تو اس میں لامحالہ مسلم اور ذمی کی ایک قانونی تعریف کرنی پڑے گی۔ اس تعریف کی رُو سے جو لوگ مسلم ہیں وہی مسلم قرار پائیں گے اور انہی کو وہ آئینی پوزیشن حاصل ہوگی جو ایک اسلامی حکومت میں مسلمانوں کے لیے مقرر ہے۔ باقی لوگوں کو پوری سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا ہوگا کہ آیا وہ مسلم کی حیثیت اختیار کریں یا ذمی کی۔ اگر کوئی گروہ اپنے عقائد اور اُصول میں ایسی ترمیم کرے جس سے وہ مسلم کی تعریف میں آجائے تو ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو اس سے بڑھ کر اور کسی بات سے خوشی نہ ہوگی اور اگر کوئی گروہ ایسا نہ کرے تو بغیر کسی مطالبے کے وہ آپ سے آپ ذمیوں میں شامل ہو جائے گا۔

مجلس شوریٰ مسلمانوں کے تمام اہل فکر حضرات سے درخواست کرتی ہے کہ وہ مندرجہ بالا اُمور پر غور فرمائیں اور ایک مرتبہ پھر سوچ لیں کہ آیا اس طرح یہ قادیانی مسئلہ حل ہوسکتا ہے یا نہیں۔ اور یہ کہ آیا اس وقت اسلامی دستور کے مطالبہ پر قوم کی توجہات کو مرکوز کرنا زیادہ بہتر ہے یا دو الگ الگ مطالبوں پر توجہات کو بانٹ دینا؟

”آزاد“ میں شائع شدہ خبر کی تردید

مکرمی! مجلس احرار اسلام کے ترجمان اخبار آزاد میں اس کے نامہ نگار شیخوپورہ کے حوالہ سے یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ شیخوپورہ کے انکم ٹیکس افسر ذوالفقار احمد صاحب قادیانی ہیں۔ یہ خبر درست نہیں ہے، موصوف قادیانی نہیں ہیں۔

علاوہ ازیں اس خبر میں جماعت اسلامی کے سلسلہ میں میرا بھی ذکر کیا گیا تھا۔ میں نے

اس خبر سے بے تعلقی کے سلسلہ میں مدیر آزاد کی خدمت میں تردید روانہ کی تھی لیکن انھوں نے شائع نہیں کی، اس لیے اس خبر کی تردید کے لیے آپ سے رجوع کر رہا ہوں۔

محمد صادق، نیوز ایجنٹ شیخوپورہ

مجلس احرار کے جلوس پر لاٹھی چارج

گجرات، ۹ر جولائی۔ پولیس نے کل گجرات میں ایک جلوس پر ہلکا سا لاٹھی چارج کیا۔ اس سے کئی آدمی زخمی ہوئے۔ ایک بوڑھے کو شدید زخم پہنچے یہ جلوس مجلس احرار کے زیر اہتمام نکالا گیا تھا۔ اس سے پہلے جلوس نے شہر کے کوچہ و بازار سے گزر کر احمدیوں کے خلاف نعرے بلند کیے۔ جلوس کے دو لیڈر گرفتار کر لیے گئے۔ (اپ پ)

مسئلہ ختم نبوت

ہمارے بعض قارئین کرام کی طرف سے اس بات پر اصرار کیا گیا ہے کہ ہم مسئلہ ختم نبوت کے بارے میں نوائے وقت کے مسلک کی وضاحت کریں اور حالیہ تنازعہ اور مجلس احرار کی جاری کردہ تحریک کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کریں۔ آج کی اشاعت میں اس سلسلہ ہمیں ہم اپنی رائے آپ کے غور و فکر کے لیے پیش کر رہے ہیں۔

[ہم معذرت خواہ ہیں کہ ریکارڈ کے ناقص ہونے کے سبب مسئلہ ختم نبوت بارے نوائے وقت کے موقف پر مبنی محولہ بالا تحریر دستیاب نہ ہو سکی۔ مولف]

۱۳ جولائی ۱۹۵۲ء

ختم نبوت کے مسئلہ سے پیدا شدہ صورت حال پر غور

لاہور، ۱۲ر جولائی۔ لاہور میں موجودہ اخلاقی گراوٹ اور ختم نبوت کے مسئلہ سے پیدا شدہ صورت حال پر غور کرنے کے لیے آج لاہور میں ممتاز علماء کے ایک اجلاس میں تبادلہ خیال کیا گیا۔ یہ اجلاس سید اعجاز حسین شاہ ڈپٹی کمشنر لاہور نے بلایا تھا۔ مولانا داؤد غزنوی، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا سعید محمد احمد قادری، حافظ کفایت حسین، مولانا احمد علی، مولوی غلام دین اور مولانا محمود علی اجلاس میں شریک ہوئے۔

ڈپٹی کمشنر لاہور نے کہا شہر میں لوگوں کا اخلاقی معیار بلند کرنے میں علماء گراں قدر امداد دے سکتے ہیں۔ انھوں نے کہا کسی جگہ جرائم کا ارتکاب زیادہ تر اسی نسبت سے ہوتا ہے جس نسبت سے وہاں اخلاقی اقدار موجود ہوتی ہیں۔ خطیب اور علماء پاکستان میں بے مثل مقام رکھتے ہیں کیوں کہ انھیں روزانہ پانچ بار اور جمعہ کے روز لوگوں سے خطاب کرنے کا موقع ملتا ہے اور یہ موقع قوم کے کسی اور طبقے کو نصیب نہیں، لہٰذا مذہبی عقائد کی روشنی میں وہ لوگوں کو جو تلقین کریں گے، اس کا زبردست اثر ہوگا۔

ختم نبوت کے مسئلہ سے متعلق صورت حال کا ذکر کرتے ہوئے ڈپٹی کمشنر صاحب نے دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کی توضیح کی۔ انھوں نے بتایا کہ اس کا مقصد کسی طرح بھی مساجد میں لوگوں کے اجتماع کو قابو میں رکھنا نہیں اور نہ کبھی ہوا ہے اس کا مقصد مسئلہ ختم نبوت کے متعلق کسی کو اپنے عقیدے کے اظہار سے روکنا ہے اور نہ مسجدوں کے اندر یا باہر مذہبی تبلیغ یا فریضے ادا کرنے پر کوئی پابندی عاید کرنا ہے بہ شرط یہ کہ وہ پُرامن طریقے سے قانون کی حد کے اندر ہوں۔ انھوں نے کہا دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری ان لوگوں کے لیے ہے جو مذہب کے نام پر گڑبڑ پیدا کرنا چاہتے ہیں اور شہر میں امن کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ ڈپٹی کمشنر نے درخواست کی کہ اس سلسلے میں اگر کوئی غلط فہمی موجود ہو تو لوگوں کے دل سے اسے دُور کیا جائے۔ انھوں نے کہا آپ لوگ بنیادی طور پر مذہبی آدمی ہیں اور آپ کو چاہیے کہ سیاسی طور پر فتنہ انگیز خیالات رکھنے والے کسی طبقے کے آلۂ کار نہ بنیں۔

کراچی کے علماء وائمہ مساجد کا اجتماع۔ تحفظ ختم نبوت کے حق میں قرارداد یں

کراچی۔ (ڈاک سے) منگل وار ۸؍ جولائی کو آرام باغ کراچی میں پنجاب میں تحفظ ختم نبوت پر لگائی ہوئی پابندیوں اور علما وائمہ مساجد اور دوسرے اصحاب کی گرفتاریوں کے خلاف احتجاج کرنے کے لیے مسلمانان کراچی کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ اس میں ہر مکتب خیال کے علماء اور زعماء نے شرکت کی۔ جلسہ کی صدارت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رکن تعلیمات اسلامیہ بورڈ نے کی۔ ایک لاکھ کے قریب اجتماع تھا۔ مولانا سید احتشام الحق تھانوی، مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا محمد یوسف صدر جمعیت اہل حدیث، جناب حسین امام، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا سید دلدار علی غازی اور مولانا سید عطاء اللہ بخاری نے پُرجوش تقریریں کیں۔

نواب ممدوٹ نے بھی جلسہ میں شرکت کی۔

اجلاس میں حسب ذیل قراردادیں منظور کی گئیں:

مسلمانان کراچی کا یہ جلسۂ عام پنجاب کی وزارت کی اس غیر مدبرانہ روش پر جو اس نے ناموس رسول کی حفاظت اور ختم نبوت کی حمایت کرنے والوں کے سلسلے میں اختیار کی ہے۔ شدید مذمت کا اظہار کرتا ہے۔

ائمہ مساجد، علماء دین اور دوسرے قائدین کی مسئلہ ختم نبوت پر گرفتاری ایک ایسا فعل ہے جس نے ہر بہی خواہ پاکستان کو مضطرب اور بے چین کر دیا ہے۔ یہ جلسہ وزارت پنجاب کو آگاہ کرنا چاہتا ہے کہ مسئلہ ختم نبوت مسلمانوں کے کسی فرقہ یا جماعت کا نہیں۔ بل کہ اسلام کا ایک بنیادی مسئلہ ہے جس پر تمام مسلمانان پاکستان بل کہ مسلمانان عالم متفق ہیں جیسا کہ حال ہی میں دیار مصر کے سب سے بڑے مفتی کی طرف سے اس فرقہ کی تکفیر پر فتوی شائع ہو چکا ہے۔ اس معاملہ کو احراری مرزائی نزاع کی حیثیت میں پیش کرنا حقیقت کو مسخ کرنا ہے۔ اس بارے میں جو جبر و تشدد اختیار کیا جا رہا ہے، اس کے عواقب بے حد خطرناک صورت اختیار کر سکتے ہیں۔

یہ جلسہ گورنر پنجاب سے فوری مطالبہ کرتا ہے کہ وہ حکومت پنجاب کو مجبور کریں کہ وہ بے گناہ علماء وائمہ مساجد اور دیگر مسلمانوں کو فوراً رِہا کرے اور اس مسئلہ سے متعلق اپنی موجودہ پالیسی ترک کر دے۔

یہ جلسہ مسلمانان پنجاب سے اپیل کرتا ہے کہ وہ احترام قانون اور امن پسندی کا دامن کسی حالت میں نہ چھوڑیں۔ اور استقرار حق کے لیے پُر امن طریقہ پر اپنی جدوجہد جاری رکھیں۔

۱۴ جولائی ۱۹۵۲ء

قادیانیوں کو مسلمانوں سے علاحدہ غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے

لاہور، ۱۳ر جولائی۔ آج لاہور میں علماء کی آل پارٹیز کنونشن میں ایک قرارداد کے ذریعہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ اس طویل قرارداد میں کہا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد

کے معتقدین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا آخری نبی تسلیم نہیں کرتے، اس لیے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ انھیں غیر مسلم اقلیت قرار دے کر مسلمانوں کے حقوق ان کی دست بُرد سے محفوظ کیے جائیں۔

حسب اعلان علماء کی یہ کنونشن آج برکت علی محمڈن ہال میں ہوئی اور اس میں مختلف العقیدہ بہت سے علماء نے شرکت کی۔ کنونشن میں چھ سات قراردادیں منظور کی گئیں۔ کئی علماء نے ان قراردادوں کے حق میں پُرزور تقریریں کیں۔

ایک قرارداد کے ذریعہ پاکستان کے وزیر خارجہ چودھری ظفر اللہ خان کی علاحدگی کا مطالبہ کیا گیا۔ اس قرارداد میں یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ چودھری ظفر اللہ خاں کی پاکستان سے وفاداری مشکوک ہے اور انھوں نے اپنے عہدہ کو مرزائیت کی تبلیغ کا ذریعہ بتایا ہوا ہے۔

ایک قرارداد کے ذریعہ مطالبہ کیا گیا کہ ربوہ میں مرزائیوں کو دی گئی اراضی واپس لی جائے اور اس جگہ مسلمانوں کو آباد کیا جائے۔

۱۵جولائی ۱۹۵۲ء

جمعیۃ العلمائے اسلام کا اجلاس

منٹگمری (ڈاک سے) جمعیۃ العلمائے اسلام ضلع منٹگمری کی مجلس عاملہ کا اہم اجلاس جامع مسجد عیدگاہ میں منعقدہ ہوا۔ شرکاء میں مولانا محمد عبداللہ، مفتی ضیاء الحسن، مولانا ضیاء الدین، مولوی حبیب اللہ اور دیگر ارکان عاملہ شامل ہوئے۔ بعض دوسری جماعتوں کے نمائندے بھی خاص دعوت پر شریک اجلاس تھے۔ مجلس عاملہ نے حسب ذیل قرارداد منظور کی۔

"یہ اجتماع قادیانیت کے متعلق اس امر کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ قادیانیت نے انگریزی حکومت کی گود میں جنم لیا اور اس کے سایہ میں پرورش پائی، انگریزی اقتدار کے بعد مملکت پاکستان میں قادیانی تحریک کو موجودہ نشو و ارتقاء ارباب حکومت کی سرپرستی سے حاصل ہوا۔ جس کا تدارک انتہائی ضروری ہے۔ مجلس عاملہ مطالبہ کرتی ہے کہ مسلمانوں کی سب سے بڑی مملکت میں ملت اسلامیہ کے معتقدات اور

ان کے مذہبی جذبات واحساسات کا پورا لحاظ رکھا جائے اور حکومت مسلمانوں سے الگ نبوت کی حامل قادیانی جماعت کو ذی اقلیت قرار دے اور قادیانی وزیر خارجہ کو منصب وزارت سے بلا تاخیر الگ کر دے۔

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ کی تمام ملی جماعتوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ آل پارٹیز کنونشن کو ہر لحاظ سے کامیاب بنائیں اور مختلف جماعتوں کے زعما سے اُمید رکھتی ہے کہ وہ تحریک کے سلسلہ میں ایسے اعلانات سے محتاط رہیں گے جو کسی حیثیت سے بھی تحریک پر اثر انداز ہوں۔ دفعہ ۱۴۴ نافذ کی گئی ہے ان کی تقریر ان تمام حدود سے متجاوز تھی انھوں نے اپنی تقریر سے عوام میں ہیجان پیدا کیا۔ اور جس طرز سے موجودہ تحریک پر تبصرہ آرائی کی گئی ہے۔ وہ عوام اور حکومت کے درمیان بداعتمادی اور منافرت کا موجب ہوئی ہے۔ سرکاری ملازم کی حیثیت سے ملکی دفاعی نشرگاہ سے یہ غیر ذمہ دارانہ تقریر سخت مواخذہ کی موجب ہے۔

اقلیت قرار دیا جائے

آج عیدگاہ ڈیرہ غازی خان میں ایک جلسۂ عام منعقد ہوا جس میں مختلف علماء نے ختم نبوت کے مسئلہ پر تقاریر کیں۔ جلسہ میں مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

۱۔ قادیانی جماعت کو اقلیت قرار دیا جائے۔

۲۔ چودھری ظفر اللہ خاں کو وزارت خارجہ سے علاحدہ کیا جائے۔

۳۔ ربوہ کی اراضیات واپس لے لی جائیں۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس جلسہ میں ہر فرقہ کے علماء اور عوام شامل تھے۔ اس سے قبل جمعہ کو بھی مختلف مساجد میں بھی اس مسئلہ پر تقاریر کی گئی تھیں۔

۲۶ جولائی ۱۹۵۲ء

قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا مسئلہ مرکزی قیادت کے سپرد کیا جائے گا

لاہور، ۲۵ رجولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ پنجاب مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں مسئلہ ختم

نبوت کے بارے میں جو قرارداد پیش کی جائے گی اس کے مطابق قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے مسئلہ کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی اور مسلم لیگ کی مرکزی قیادت کے سپرد کر دیا جائے گا۔ اس قرارداد میں کہا گیا ہے کہ جو شخص ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں ہے۔ قادیانیوں نے اپنے پرائیویٹ اور مجلسی رویہ سے اپنے آپ کو مسلمانوں سے علاحدہ ظاہر کیا ہے، اس لیے ان کو اقلیت قرار دینے کا مسئلہ قابل غور ہے۔

یہ قرارداد پیش کرنے کی منظوری آج شام پنجاب مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے کافی بحث و تمحیص کے بعد دی ہے۔ مجلس عاملہ کے فیصلہ کے مطابق کونسل کے اجلاس میں اس قرارداد کے علاوہ کشمیر، غذائی صورت، رشوت ستانی، نظم ونسق، بیروزگاری اور شہری مہاجرین کے بارے میں چھ اور قراردادیں بھی پیش کی جائیں گی۔

مجلس عاملہ نے ۲۶ اور ۲۷ر جولائی کو منعقد ہونے والے لیگ کونسل کے اجلاس کی کارروائی کے لیے جو پروگرام مرتب کیا ہے اس کے مطابق کل (۲۶ر جولائی) ۵ بجے سہ پہر منعقد ہونے والے کونسل کے اجلاس میں صدر صوبہ مسلم لیگ میاں ممتاز دولتانہ اور جنرل سیکرٹری رپورٹیں پیش کریں گے اور ۲۷ر جولائی کی صبح اور بعد دوپہر کے سیشنوں میں متذکرہ قراردادوں کو زیر غور لایا جائے گا۔

۲۷ جولائی ۱۹۵۲ء

مذہبی عقیدہ کی تبلیغ کے لیے قانون شکنی کی اجازت نہیں دی جائے گی

لاہور ۲۶ر جولائی، پنجاب مسلم لیگ کے صدر میاں ممتاز دولتانہ نے آج شام صوبائی مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں مسلم لیگ کی موجودہ حالت اور مسلم لیگی وزارت کی گذشتہ سال کی کارگذاری کے متعلق رپورٹ پیش کرتے ہوئے زرعی اصلاحات، مہاجرین کی آبادکاری، صنعتی اور تعلیمی منصوبوں اور نظم ونسق کی اصلاح کے مسائل پر مفصل روشنی ڈالی۔ آپ نے مجلس احرار اور قادیانیوں کے اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس اختلاف کے دینی پہلو کے متعلق ہم سب بالکل واضح اور قطعی عقیدہ رکھتے ہیں۔ احمدیوں کے عقائد و اعمال سے ہمیں

کوئی دل چسپی یا ہمدردی نہیں لیکن کسی عقیدہ کی تبلیغ کے لیے یہ موزوں نہیں کہ قانون شکنی کی جائے۔ ایسا کرنے سے مہذب معاشرے کی بنیادیں منہدم ہو جائیں گی۔ آپ نے کہا کہ ہمارا فرض ہے کہ ملک میں امن وامان قائم رکھیں اور ان شاء اللہ اس فرض کی تکمیل ہر حالت میں کی جائے گی۔

حسب اعلان صوبائی مسلم لیگ کونسل کا اجلاس پانچ بجے سہ پہر مسلم لیگ کے دفتر میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں صدر صوبہ مسلم لیگ میاں ممتاز دولتانہ اور جنرل سیکرٹری سید خلیل الرحمٰن کی طرف سے رپورٹیں پیش کی گئیں اور بقیہ کارروائی کے لیے اجلاس کل صبح آٹھ بجے تک ملتوی کر دیا گیا۔ کونسل کے امروزہ اجلاس کے دوران میں مسلم لیگ کے دفتر کے باہر بعض لوگوں نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لیے نعرے لگائے۔ ان لوگوں کے ہاتھوں میں کتبے تھے جن پر قادیانیوں کے خلاف مختلف نعرے لکھے ہوئے تھے۔

۲۸ جولائی ۱۹۵۲ء

قادیانیوں کو اقلیت بنانے کا مسئلہ مرکزی قیادت کی بالغ نظری کے سپرد

لاہور، ۲۷ر جولائی۔ آج پنجاب مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے کہا گیا قادیانیوں کو اقلیت بنانے کی تجویز سے پیدا ہونے والے آئینی مسائل کا فیصلہ پاکستان مسلم لیگ کی قیادت اور مجلس آئین ساز کے ارکان میں مکمل اعتماد رکھتے ہوئے ان کی بالغ نظری پر چھوڑ دیا گیا۔

......میاں ممتاز دولتانہ نے مسئلہ کشمیر کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ پاکستان کے ارباب اختیار اپنی بدعنوانیوں کو چھپانے کے لیے گذشتہ پانچ سال سے مسئلہ کشمیر کی آڑ لے رہے ہیں۔ حکومت پاکستان کی خارجہ پالیسی ہمیشہ واضح رہی ہے۔

......میاں صاحب نے مسئلہ کشمیر کے تصفیہ میں تاخیر کا ذکر کرتے ہوئے یقین ظاہر کیا کہ اقوام متحدہ کے ذریعے مسئلہ کشمیر حل نہیں ہوگا۔ گذشتہ پانچ سال کے تجربہ کی بنا پر یہ ثابت ہوا ہے کہ اقوام متحدہ انصاف پسند ادارہ نہیں بل کہ چند بڑی طاقتوں نے اپنے مفاد کے لیے گٹھ جوڑ کر

رکھا ہے۔ میری رائے میں حکومت پاکستان کو اس نام نہاد بین الاقوامی ادارے سے علاحدہ ہو جانا چاہیے۔ ہمیں اقوام متحدہ سے علاحدہ ہونے پر کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ ہم دنیا کے ہر اس بلاک کا ساتھ دینے کو تیار ہیں جو مسئلہ کشمیر کا منصفانہ حل کرنے میں ہماری مدد کرے گا۔

میاں صاحب کی تقریر کے بعد یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی۔

ختم نبوت

بعدازاں سید مصطفیٰ شاہ گیلانی نے مسئلہ ختم نبوت کے بارے میں مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی:

''پنجاب مسلم لیگ کونسل کو اس حقیقت کا پورا پورا احساس ہے کہ ختم نبوت اسلام کے ان اَساسی ارکان میں داخل ہے جن پر دنیائے اسلام کی دینی اُخوت مبنی ہے اور جو پاکستان میں ملت اسلامیہ کے اتحاد واستحکام کی پختہ بنیاد ہیں، اس حقیقت کا یہ طبعی اور بدیہی تقاضا ہے کہ جو لوگ ختم نبوت پر عقیدہ نہیں رکھتے انھیں مذہب اسلام سے ایک بنیادی اختلاف ہے۔''

مسلم لیگ کے دفتر کے سامنے قادیانیوں کے خلاف زبردست مظاہرے

لاہور، ۲۷ رجولائی۔ آج رات صوبہ مسلم لیگ کے دفتر کے سامنے پُر جوش مظاہرہ کرنے والوں کو منتشر کرنے کے لیے پولیس کو کئی مرتبہ اشک آور گیس کا استعمال کرنے کے علاوہ ہلکا ہلکا لاٹھی چارج کرنا پڑا۔ بعض مظاہرین نے مسلم لیگی کونسلروں کی کاروں پر پتھر پھینکے جن سے کئی کاروں کو نقصان پہنچا۔ پولیس کے لاٹھی چارج سے کئی مظاہرین کو چوٹیں آئیں۔

اس افسوس ناک واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ آج سارا دن مسلم لیگ کونسل کے اجلاس کی کارروائی کے دوران میں نوجوانوں کا ایک گروہ مسلم لیگ کے دفتر کے سامنے قادیانیوں کے خلاف نعرے لگاتا رہا۔ یوں تو مسلم لیگ کونسل کے اجلاس کے پیش نظر کل سے ہی مسلح باوردی اور خفیہ پولیس کا وسیع انتظام تھا لیکن صبح کے اجلاس کی کارروائی کے بعد یہ احتیاطی انتظام اور بھی وسیع کر دیا گیا اور میکلوڈ روڈ کی ٹریفک بند کر دی گئی۔ متذکرہ نوجوانوں کا گروہ پولیس کے حلقہ کے قریب کھڑے ہو کر نعرے لگاتا رہا۔ تقریباً چھ بجے شام نعرے لگانے والوں کی تعداد زیادہ ہو گئی اور وہ پولیس کا حلقہ توڑ کر دفتر کے نزدیک پہنچ گئے۔ انھوں نے مسئلہ ختم نبوت کے متعلق لیگ

کونسل کی منظور کردہ ''غیر تسلی بخش'' قرارداد کے خلاف کافی دیر تک نعرے لگائے۔ ان نعروں کے باعث بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور انھوں نے بھی قادیانیوں کے متعلق مظاہرہ میں دل چسپی لینا شروع کر دی۔ تقریباً ساڑھے سات بجے شام جب کونسل کا خفیہ اجلاس ختم ہوا تو مظاہرین کے جوش وخروش میں مزید اضافہ ہو گیا۔ چناں چہ کونسلروں کی کاریں جب دفتر کے احاطہ سے باہر نکلنے لگیں تو ہجوم نے راستہ روک لیا اور چند لوگوں نے کاروں پر پتھر پھینکے۔ اس صورت حال کے پیش نظر پولیس نے اشک آور گیس استعمال کی اور ہجوم عارضی طور پر منتشر ہو گیا لیکن اس وقت تک ۔۔۔ کاروں کو نقصان پہنچ چکا تھا۔ اشک آور گیس کے دھوئیں میں کونسلر اور وزراء کاروں میں بیٹھ کر چلے گئے۔

قادیانی تنازعہ

قادیانی تنازعہ کا ذکر کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ سرحد نے کہا:

''ہمارے صوبہ میں یہ تنازعہ حکومت کے کنٹرول میں ہے اور حکومت کو دفعہ ۱۴۴ کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی اور نہ ہی کسی کو گرفتار کیا گیا ہے۔ حکومت کا بنیادی فرض ہے کہ امن وامان کو برقرار رکھا جائے اور ہم کسی کو قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دیں گے۔ صوبائی حکومت تشدد اور تشدد کی تلقین کو برداشت نہیں کرے گی۔''

۲۹ جولائی ۱۹۵۲ء

وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین۔ مرزا بشیر الدین محمود کا بیان

لاہور، ۲۸ رجولائی۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ایک بیان میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں ممتاز دولتانہ کی تعریف کی ہے۔ مرزا صاحب نے یہ کہا ہے میں نے مسلم لیگ کونسل کے اجلاس کی رپورٹ ابھی ابھی دیکھی ہے۔ احرار احمدی جھگڑے کے بارے میں قرارداد کے بعض الفاظ سے مجھے اختلاف ہو سکتا ہے مگر اس قرارداد پر مباحثہ سے ایک بات بالکل نمایاں ہے اور وہ یہ ہے کہ میاں ممتاز دولتانہ وزیر اعلیٰ پنجاب میں ایک ایسے شخص ہیں جو اپنے دوستوں کی کثیر تعداد

کے خلاف بھی اپنے عقیدہ پر کھڑے رہ سکتے ہیں۔ یہ ایک بڑی اچھی نشانی ہے اگر مسلمانوں کے سب طبقوں میں میاں ممتاز دولتانہ جیسے آدمی پیدا ہو جائیں تو ملک بچ جائے۔

۱۱ اگست ۱۹۵۲ء

مسلم لیگ کی قرارداد

قاضی مرید احمد ایم ایل اے ممبر پنجاب مسلم لیگ کونسل نے مسئلہ ختم نبوت کے متعلق مسلم لیگ کی منظور کردہ قرارداد کو انتہائی غیر تسلی بخش قرار دیا ہے۔ نوائے وقت کے نامہ نگار خصوصی سے ایک ملاقات کے دوران آپ نے کہا:

”مسلم لیگ کونسل کا یہ اولین فرض تھا کہ وہ غیر مبہم الفاظ میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دیے جانے کا مطالبہ کرتی ہے۔“

میں نے اس مضمون کی قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی تھی جو نہیں دی گئی۔

۱۴ اگست ۱۹۵۲ء

آل مسلم پارٹیز کنونشن

[آل مسلم پارٹیز کنونشن کی مجلس عمل کا اجلاس بلانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ دعوت نامہ پر مولوی داؤد غزنوی، مولوی ابوالحسین، مولوی عبدالحکیم قاسمی اور مولوی عطاء اللہ حنیف کے دستخط ثبت ہیں]

۱۹ اگست ۱۹۵۲ء

چودھری ظفر اللہ نے استعفاء دے دیا

کراچی ۷/اگست: چودھری ظفر اللہ نے اپنے خلاف موجودہ ایجی ٹیشن کے خلاف بہ طور احتجاج وزارت خارجہ سے استعفاء دے دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے عوام کی خواہشات کے خلاف میرا

کابینہ میں رہنا بے فائدہ ہے۔ کابینہ نے وزیر خارجہ سے استعفاء واپس لینے کے لیے کہا ہے۔

۱۰ اگست ۱۹۵۲ء

وزیر خارجہ نے استعفاء نہیں دیا

[محولہ بالا اشاعت میں سر ظفر اللہ خاں کے استعفاء والی خبر کی تردید کی گئی کہ انھوں نے استعفاء نہیں دیا۔]

۱۱ اگست ۱۹۵۲ء

سرکاری طور پر وزیر خارجہ کے استعفاء کی خبر کی تردید نہیں کی گئی

خواجہ ناظم الدین قادیانیوں بارے پالیسی کا اعلان نہیں کریں گے

باخبر ذرائع نے لاہور کے بعض اخبارات کی اس خبر کی تردید کی ہے کہ وزیر اعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین ۱۴ راگست کو یوم پاکستان کے موقع پر قادیانیوں کو اقلیت قرار دیے جانے کے بارے میں اپنی پالیسی کا اعلان کریں گے۔

ان ذرائع کا کہنا ہے کہ وزیر اعظم سے اس سلسلہ میں جو وفد ملا تھا اسے صرف یہ یقین دلایا تھا کہ خواجہ ناظم الدین قادیانیوں کے خلاف ایجی ٹیشن کا ذکر کریں گے۔

۲۵ اگست ۱۹۵۲ء

ارباب اختیار کو قادیانیوں کے متعلق مطالبات تسلیم کرنا پڑیں گے

مسلم کنونشن کے جلسۂ عام میں علماء کی تقریریں

لاہور، ۲۳ راگست: آج رات باغ بیرون دہلی دروازہ میں آل پارٹیز مسلم کنونشن کے زیر اہتمام ایک جلسۂ عام ہوا، جس میں مولانا (ابوالحسنات) سید محمد احمد قادری، مولانا مرتضیٰ احمد میکش اور دوسرے مقررین نے حاضرین کو تلقین کی کہ وہ قادیانیوں کے بارے میں اپنے

مطالبات پُرامن طریقے سے پیش کرتے رہیں۔ پاکستان کے ارباب اختیار کو بالآخر یہ مطالبات تسلیم کرنے ہوں گے۔

اس جلسہ میں خواجہ ناظم الدین وزیراعظم پاکستان سے ملاقات کی تفصیل بھی بتائی گئی۔ جلسہ میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے، کلیدی اسامیوں سے ہٹانے، سرظفر اللہ کو وزارت خارجہ کے منصب سے الگ کرنے اور ربوہ میں قادیانیوں کو زمین کی الاٹمنٹوں کو واپس لینے کے مطالبات بھی کیے گئے۔

مولانا مرتضیٰ احمد میکش نے کہا کہ علماء کے وفد کو کچھ حد تک کامیابی ہوئی ہے۔

۲۴ ستمبر ۱۹۵۲ء

جماعت اسلامی کا جلسہ

غلہ منڈی بھلوال میں جماعت اسلامی کے زیراہتمام جلسہ منعقد کیا گیا جس میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے اور سرظفر اللہ خاں کو وزارت خارجہ سے ہٹانے کا مطالبہ کیا گیا۔

۲۷ ستمبر ۱۹۵۲ء

ختم نبوت کے جلسے

مجلس احرار صوبہ سرحد نے اعلان کیا ہے کہ ۱۳ اکتوبر کو چوک یادگار میں جلسۂ عام ہوگا جس میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری، ماسٹر تاج الدین، بادشاہ گل اور جمعیت علمائے پاکستان کے صدر بھی شرکت کریں گے۔

۲۹ ستمبر ۱۹۵۲ء

وزیراعلیٰ پنجاب سے ملاقات

لاہور، ۲۷ ستمبر: آل پارٹیز مسلم کنونشن کی عاملہ کے ایک وفد نے مولانا ابوالحسنات کی

قیادت میں وزیر اعلیٰ دولتانہ سے ملاقات کی اور انھیں اپنی یادداشت پیش کی جس میں احمدیوں کے خلاف بڑی بڑی شکایتوں کا اظہار کیا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ نے وفد کی باتیں سنیں اور ایک بیان کے مطابق معاملہ کی تحقیقات کا حکم دے دیا ہے۔

۳۰ ستمبر ۱۹۵۲ء

یوم مطالبہ منانے کا فیصلہ

راول پنڈی، آج یہاں آل پارٹیز کونشن کے زیر اہتمام ٹرک بازار میں ایک اجتماع ہوا۔ جس میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولوی عارف اللہ صاحبان نے تقریریں کیں اور مختلف قراردادیں منظور کی گئیں جس میں قادیانی جماعت کو اقلیت قرار دینے، کلیدی اسامیوں پر فائز قادیانیوں کو ہٹانے، چودھری ظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے ہٹانے، ربوہ میں عام مسلمانوں کو سستے داموں زمین دینے کے مطالبوں پر خاص زور دیا گیا۔

اجتماع میں ۳ اکتوبر کو ''یوم مطالبہ'' منانے کا فیصلہ کیا گیا۔

۱۶ اکتوبر ۱۹۵۲ء

یوم احتجاج

جمعہ کو یوم احتجاج کے سلسلہ میں تمام مساجد میں ختم نبوت کے مسئلہ پر علماء نے خطاب کیا۔ باغ جناح (لاہور) میں احتجاجی جلسہ ہوا جس میں اکابرین ملت نے قادیانیت کے خلاف تقریریں کیں۔

۱۱۰ اکتوبر ۱۹۵۲ء

جلسہ ختم نبوت

مجلس احرار کے زیر اہتمام ڈیرہ غازی خان میں ختم نبوت کے موضوع پر جلسہ منعقد ہوا س کی صدارت مولوی غلام جہانیاں نے کی۔

۱۳۰ کتوبر۱۹۵۲ء

سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر

کمالیہ، انجمن نعمانیہ کے آخری اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے اور سر ظفر اللہ خاں کو وزارت خارجہ سے الگ کرنے کا مطالبہ کیا۔

انجمن تحفظ ختم نبوت

جامع مسجد بھلوال میں علماء کا اجلاس ہوا جس میں انجمن تحفظ ختم نبوت کے عہدیدران کا تقرر کیا گیا، مولانا حبیب الرحمٰن (صدر)، بابو سراج دین (نائب صدر)، حکیم غلام محمد (خزانچی)، منظور احمد (جنرل سیکرٹری)، ایس کے طارق (پراپیگنڈہ سیکرٹری) منتخب ہوئے۔

۱۱ مئی ۱۹۵۳ء

احمدیوں کے خلاف تحریک کے سلسلے میں ۱۳۵ شخاص ہلاک اور ۱۳۳ زخمی ہوئے

پنجاب کے مختلف اضلاع میں جانی نقصان کی تفصیل

لاہور، ۹ رمئی۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ مارچ اور اپریل ۱۹۵۳ء میں احمدیوں کے خلاف تحریک کے سلسلے میں پنجاب کے مختلف اضلاع میں پولیس کی کارروائی سے 35 فسادی ہلاک اور 133 زخمی ہوئے، اس کے علاوہ فوج کی کارروائی سے 15 فسادی ہلاک اور 69 زخمی ہوئے۔

فسادیوں نے ایک ڈی ایس پی ہلاک اور 59 پولیس افسر اور سپاہی زخمی کیے، لاہور میں فوج کے ۲ سپاہی مارے گئے اور دو زخمی ہوئے۔

پولیس اور فوج کو صرف لاہور، راول پنڈی، لائل پور اور سیال کوٹ کے شہروں میں گولی چلانا پڑی، سیال کوٹ میں فوج نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم سے گولی چلائی۔ اوکاڑہ میں ۳ راپریل ۱۹۵۳ء کو ایک آدمی اس بھگدڑ کی وجہ سے ہلاک ہو گیا تھا جو پولیس کی جانب سے ایک جلوس کو منتشر کرنے کی وجہ سے مچی تھی۔

۱۳ مئی ۱۹۵۳ء

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کو موت کی سزا دے دی گئی

لاہور، ۱۱ مئی۔ انٹر سروسز پبلک ریلیشنز ڈائریکٹریٹ کے اعلان کے مطابق مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کو موت کی سزا دے دی گئی ہے۔ مولانا مودودی کے خلاف مقدمہ کی سماعت ایک فوجی عدالت میں ہوئی تھی اور انھیں مجرم قرار دیتے ہوئے سزائے موت دی گئی ہے۔

۱۶ مئی ۱۹۵۳ء

آج صبح تین بجے سے لاہور سے مارشل لاء اٹھالیا گیا۔ جنرل اعظم خان نے اپنی نشری تقریر میں کہا: امن وامان مکمل طور پر بحال ہو چکا ہے اور حالات معمول پر آ گئے ہیں۔

مولانا اختر علی خان (مدیر زمیندار اخبار) کو ۱۴ سال قید بامشقت کی سزا

لاہور، ۱۴ مئی۔ انٹر سروسز پبلک ریلیشنز ڈائریکٹریٹ کے ایک اعلان کے مطابق مولانا اختر علی خان کو جن پر ایک خاص فوجی عدالت میں مارشل لاء کے ضابطہ نمبر 8 اور تعزیرات پاکستان کی دفعہ 153 الف و 141 کے تحت مقدمہ چلایا جا رہا تھا- 14 سال قید بامشقت کی سزا سنائی گئی ہے۔ (اپ پ)

۱۷ مئی ۱۹۵۳ء

لاہور، ڈائریکٹ ایکشن میں حصہ لینے والے بہت سے قیدیوں اور نظر بندوں کو رہا کر دیا جائے گا۔

۱۴ جون ۱۹۵۳ء

[عیدالفطر کے موقع پر خیر سگالی کے جذبہ کے تحت حکومت پاکستان نے، قادیانیوں کے خلاف تحریک میں سزا پانے والوں کو معافی دے دی۔]

۲۶ جون ۱۹۵۳ء

[گورنر پنجاب نے فسادات پنجاب کی عدالتی تحقیقات کے لیے آرڈی ننس نافذ کر دیا۔]

۱۲ اگست ۱۹۵۴ء

لاہور، ۱۹ر اگست۔ گورنر پنجاب نے ڈاکٹر عبداللہ خان اختر کا لکھا ہوا پمفلٹ **ترقی مرزائیت کے اسباب** بحق سرکار ضبط کر لیا ہے۔ اعلان کیا گیا ہے کہ اس پمفلٹ کے مواد سے مختلف فرقوں کے درمیان نفرت اور خصومت کے جذبات بھڑکنے کا خطرہ ہے۔

۳۰ اپریل ۱۹۵۵ء

لاہور سینٹرل جیل۔ سے عبدالستار خان نیازی کی رِہائی

لاہور، ۲۸ر اپریل۔ لاہور ہائی کورٹ کے ڈویژن بنچ مشتمل بر قائم مقام چیف جسٹس ایم آر کیانی، جسٹس شبیر احمد نے آج مارشل لاء کے ۹ اسیروں کو عارضی ضمانت پر رِہا کرنے کے احکام صادر کر دیے ہیں، ان اسیروں میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا عبدالستار خان نیازی بھی شامل ہیں۔

باقی سات امیر محمد نذیر، اللہ دتا، عبدالقیوم، شوکت شبیر احمد، سردار محمد اور عبدالخالق ہیں مولانا عبدالستار خان نیازی اور محمد نذیر سے پچاس ہزار روپے اور اتنی ہی مالیت کے دو ذاتی مچلکوں پر مشتمل ضمانت طلب کی گئی ہے اور باقی سات اسیروں کو جن میں مولانا مودودی بھی شامل ہیں۔ بیس بیس ہزار روپے اور اتنی ہی مالیت کے دو دو ذاتی مچلکوں پر مشتمل ضمانت پیش کرنے کا حکم دیا گیا۔ مولانا مودودی کے سوا تمام اسیر لاہور سنٹرل جیل میں ہیں۔ عدالت عالیہ نے مولانا مودودی کے سلسلے میں یہ حکم بھی دیا ہے کہ درخواست دہندہ اپنے خرچ پر ہائی کورٹ کے کسی اہل کار کے ذریعے مولانا مودودی کی رِہائی کے احکام بھجوا سکتا ہے۔ بعد ازاں مقدمہ کی

مزید سماعت اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کی درخواست پر ۳۰ مئی تک ملتوی کر دی گئی۔

عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے رہائی کے حکم نامہ میں لکھا ہے:

''اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نے عارضی ضمانت کی درخواستوں کی مخالفت کی ہے، صورت حال یہ ہے کہ اسیروں کو دراصل فوجی عدالتوں نے سزائیں دی تھیں، ان سزاؤں کی توثیق مارشل لاء انڈمنٹی آرڈی ننس (Marshal Law Indemnity Ordinance) کے ذریعے کی گئی، بعد ازاں وفاقی لیجسلیچر (Federal Legislature) نے اس آرڈی ننس کو مارشل لاء انڈمنٹی ایکٹ، ۱۹۵۳ء کی صورت میں منظور کیا۔ اس ایکٹ کو گورنر جنرل کی منظوری بھی حاصل ہوئی اور اس کی دفعہ ۱۱ کے ذریعے آرڈی ننس منسوخ کر دیا گیا۔

حکومت نے ہنگامی اختیارات کے آرڈی ننس ۹ (۱۹۵۵ء) کے دیباچے میں اپنی پوزیشن کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ دستور ساز اسمبلی نے اپنی ہیئت ترکیبی میں ردو بدل کر کے اپنے آپ کو غیر آئینی ادارہ بنا لیا تھا اس طرح مارشل لاء انڈمنٹی ایکٹ ایک ایسے ادارے کا منظور کردہ قانون ہے جسے قانون سازی کے اختیارات حاصل نہیں تھے، اس لیے یہ ایکٹ ناجائز ہے۔ بالآخر حکومت کو اس سلسلے میں انڈمنٹی آرڈی ننس پر انحصار کرنا پڑتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ اگر یہ ایکٹ ناجائز ہے تو اس کے تحت انڈمنٹی آرڈی ننس منسوخ نہیں کیا جا سکتا۔''

قانونی اعتبار سے اگرچہ گورنر جنرل کسی ناجائز قانون کو جائز نہیں بنا سکتے، تاہم حقیقتاً انھوں نے آرڈی ننس کی تنسیخ سے اتفاق کیا ہے اور انھیں قانوناً اس امر کا اختیار بھی حاصل تھا۔...... ہمیں بڑی پریشان کن صورت حال کا سامنا ہے ایک جانب حکومت کو پریشانی درپیش ہے، دوسری جانب ہمارے واضح فرائض کا تقاضا یہ ہے کہ ہم قانون کی پیروی کریں اور لوگوں کو ناجائز حراست میں نہ رہنے دیں اس لیے ہم اسیروں کو عارضی ضمانت پر رہا کرنے کے احکام صادر کرتے ہیں۔''

قبل ازیں مسٹر ایس اے محمود اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نے دلائل پیش کرتے ہوئے کہا

کہ لاہور ہائی کورٹ کا فل بنچ اور فیڈرل کورٹ مولانا عبدالستار خان نیازی کے کیس کی سماعت کر چکے ہیں اور مارشل لاء انڈمنٹی آرڈی ننس اور ایکٹ کے لیے دی گئی سزا کا مسئلہ عدالت میں زیر غور آچکا ہے، ان سزاؤں کی اب حتمی توثیق ہو چکی ہے اگر ایکٹ خلاف قانون بھی ہو تو آرڈی ننس پھر بھی موجود ہے اور اس کی رو سے سزاؤں کی توثیق ہوتی ہے۔

آج مولانا عبدالستار نیازی لاہور سنٹرل جیل سے رِہا کر دیے گئے، مولانا مودودی ملتان جیل میں ہیں، لاہور ہائی کورٹ کے ایک خاص پیغام بر کے ہاتھ مولانا مودودی کی رِہائی کے احکام ملتان بھیج دیے گئے ہیں۔ محمد نذیر، عبدالخالق اور شوکت کی طرف سے لاہور ہائی کورٹ میں مچلکے پیش کر دیے گئے تھے لیکن رات کے دس بجے تک ان کی رِہائی عمل میں نہیں آئی تھی۔ اللہ دتا، عبدالقیوم، بشیر احمد اور سردار محمد کی طرف سے ابھی مچلکے پیش نہیں ہوئے، وہ لاہور سنٹرل جیل اور بورسٹل جیل میں مارشل لاء کی عدالتوں کی دی گئی سزائیں بھگت رہے ہیں۔ جب مولانا عبدالستار نیازی جیل سے باہر آئے تو ان کے احباب نے انھیں پھولوں کے ہار پہنائے، رِہائی کے بعد وہ حکیم انور بابری کے مکان پر پہنچے جہاں چند گھنٹے ٹھہرنے کے بعد وہ ''پیپلز'' چلے گئے، وہ لاہور میں چند روز ٹھہرنے کے بعد میانوالی میں اپنے گاؤں جائیں گے۔

یاد رہے مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور مولانا عبدالستار نیازی کو مارشل لاء کے حکام نے سزائے موت سنائی تھی جسے بعد ازاں مرکزی حکومت نے تین تین سال قید کی سزاؤں میں تبدیل کر دیا تھا۔ محمد نذیر چودہ سال قید کی سزا بھگت رہے تھے، مارشل لاء کے دوسرے اسیروں کو پانچ پانچ سال قید کا حکم سنایا گیا تھا۔ دفتر جماعت اسلامی کی اطلاع کے مطابق مولانا مودودی کل صبح رِہا کیے جائیں گے اور خیبر میل سے شام کو ساڑھے سات بجے لاہور پہنچیں گے۔ (اپ)

☆

حصہ: ب

تحریک ختم نبوت 1974ء

۳۰ مئی ۱۹۷۴ء

سانحہ ربوہ

ربوہ ریلوے سٹیشن پر ہزاروں مسلح افراد نے چناب ایکسپریس پر حملہ کر دیا۔
ملتان کے ایک سو ساٹھ طلبا کو بُری طرح پیٹا گیا، ۳۰ طالب علم شدید زخمی،
حملہ آوروں میں طالب علم، دکان دار شہری شامل ہیں۔

لائل پور، ۲۹ مئی (نمائندہ خصوصی) پشاور سے آنے والی 12 ڈاؤن چناب ایکسپریس پر آج ربوہ ریلوے سٹیشن پر ایک فرقہ کے تقریباً پانچ ہزار افراد نے حملہ کر دیا۔ حملہ بوگی نمبر 4055 پر کیا گیا جس میں ملتان کے نشتر میڈیکل کالج کے 160 طلبہ سوار تھے، حملہ آور خنجروں، لاٹھیوں، تلواروں اور ہاکیوں سے مسلح تھے، انھوں نے تمام طلبا کو سخت زدوکوب کیا۔ نشتر میڈیکل کالج یونین کے صدر ارباب عالم کو بہت زیادہ پیٹا گیا اور وہ بے ہوش ہو گئے، تیس طالب علم سخت زخمی ہو گئے ہیں۔ حملہ کا سبب یہ بتایا گیا کہ ملتان کے طالب علم تفریحی دورے پر پشاور گئے اور راستہ میں ربوہ سے گزرتے ہوئے انھوں نے ختم نبوت کے حق میں نعرے لگائے جس پر ربوہ کے ایک فرقہ کے طلبا اور دیگر افراد نے انتقام لینے کا پروگرام بنایا۔ بتایا گیا ہے کہ اس پروگرام میں ربوہ (ریلوے سٹیشن) کے سٹیشن ماسٹر بھی شریک تھے جو اسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں، انھوں نے سگنل ہونے کے باوجود ٹرین نہیں جانے دی، پچاس ساٹھ آدمی سرگودھا سے ہی ٹرین میں سوار ہو گئے تاکہ ربوہ پہنچ کر ملتانی طلبہ کے ڈبہ کی نشان دہی کر سکیں۔ ٹرین رُکی تو تقریباً پانچ ہزار مسلح افراد نے بوگی نمبر 4055 پر حملہ کر دیا، دروازے میں کھڑے ایک طالب علم کو زبردستی گھسیٹ کر نیچے گرا لیا گیا، طلبا نے صورت حال کی نزاکت کے پیش نظر ڈبہ کی کھڑکیاں بند کر لیں مگر شیشے توڑ دیے گئے، ڈبہ پر زبردست پتھراؤ کیا گیا، دروازہ زبردستی کھول لیا گیا اور حملہ آوروں نے اندر گھس کر ایک ایک کو زدوکوب کیا، بھاگتے ہوئے طلبا کا تعاقب کر کے انھیں مارا، ملتانی طلبا کے کپڑے پھاڑ دیے گئے ان کی متعدد گھڑیاں، چار سوٹ کیس، ایک ریڈیو، ایک تھرماس اور

ایک پریشر ککر چھین لیا گیا۔ ایک طالب علم عبدالرحمٰن کو پکڑ کر حملہ آور سٹیشن ماسٹر کے کمرے میں لے گئے اور اسے حد سے زیادہ زدوکوب کیا۔ ٹرین کے گارڈ نے اس تمام واقعہ کی تصدیق کی ہے۔

بتایا گیا ہے کہ حملہ آوروں میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے طلبا، بعض استاد متعدد دکان دار اور شہری شامل تھے۔ ایک عینی شاہد نے بتایا ہے کہ ربوہ ریلوے سٹیشن کے سٹیشن ماسٹر حملہ آوروں کی حوصلہ افزائی کرتے رہے اور انھوں نے چلّا چلّا کر کہا کہ "ملتانی طلبا کو خوب مارو۔" جب ٹرین لائل پور پہنچی تو یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل چکی تھی۔ ڈپٹی کمشنر اور پولیس کے سربراہ وہاں پہنچ چکے تھے۔ انھوں نے زخمی طلبا کو طبی امداد مہیا کی اور زیادہ زخمی طلبا ایک خاص ٹرین میں فوری طور پر ملتان بھیج دیے گئے۔ ڈپٹی کمشنر نے طلبا کو یقین دلایا کہ وہ صورت حال کی تحقیقات اور ضروری کارروائی کریں گے۔ تاہم یہاں طلبا میں بے حد بے چینی پائی جاتی ہے اور طالب علم لیڈروں نے اس واقعہ کی شدید مذمت کی ہے۔ شدید زخمی طلبا کے نام یہ ہیں:

ارباب عالم (صدر نشتر میڈیکل کالج سٹوڈنٹس یونین)، خالد عبداللہ، محمد امین، محمد فاروق، عبدالرحمٰن، منظور حسین، مسرت حسین، طلعت محمود، آفتاب اور حسن محمود۔

سپرنٹنڈنٹ پولیس لائل پور نے رابطہ قائم کرنے پر بتایا کہ نشتر میڈیکل کالج کے طلبا کی یہ جماعت ۲۲ مئی کو ربوہ ریلوے سٹیشن سے گزری تھی۔

احمدی حلقوں کے مطابق ان طلبا نے اشتعال انگیز نعرے لگائے تھے چناں چہ آج جب یہ جماعت واپس جا رہی تھی تو ربوہ ریلوے سٹیشن پر تین چار ہزار مسلح نوجوان پہلے سے موجود تھے۔ طلبا نے SP کو بتایا کہ ان لوگوں نے ٹرین کے رُکتے ہی ہاکیوں، لاٹھیوں، تلواروں، سوؤں اور چاقوؤں سے ان پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں 20 طالب علم زخمی ہو گئے۔ سب طلبا کو ایک ائیر کنڈیشنڈ ڈبے میں ملتان روانہ کر دیا گیا۔ طلبا میں خاصا اشتعال پایا جاتا تھا۔

سانحہ ربوہ پر صوبائی حکومت کے ترجمان کا موقف

لاہور میں صوبائی حکومت کے ایک ترجمان نے بتایا ہے کہ اس واقعہ میں ملوث بیس ملزموں کو گرفتار کر لیا گیا اور مزید ملزموں کی تلاش جاری ہے۔ ترجمان کے مطابق واقعہ کی اطلاع

ملتے ہی ڈی آئی جی سرگودھا اور ایس پی جھنگ فوراً ربوہ پہنچے اور ملزموں کی گرفتاری کے لیے کارروائی کی۔

اس ترجمان نے یہ بھی بتایا کہ حکومت امن وامان برقرار رکھنے کا تہیہ کیے ہوئے ہے اور جس کسی نے بھی اشتعال انگیزی کی اور امن وامان کو درہم برہم کرنے کی کوشش کی اسے سختی سے کچل دیا جائے گا۔ قانون کی خلاف ورزی برداشت نہیں کی جائے گی اور جو کوئی بھی مجرم ہوا خواہ وہ کسی بھی گروہ یا طبقہ سے تعلق رکھتا ہو، اسے اپنی بداعمالیوں کی سزا بھگتنا پڑے گی اور نہ اس واقعہ کو اس طرح سے استعمال کرنے کی اجازت دے گی جس سے عوامی امن کو خطرہ لاحق ہو۔ ترجمان نے کہا کہ حکومت اس واقعہ کے حساس پہلو کو پوری طرح سمجھتی ہے اور صورت حال سے بطریق احسن عہدہ برآ ہوگی۔ ترجمان نے بتایا کہ رات دس بجے تک قریب دو درجن افراد کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔ ربوہ ریلوے سٹیشن کے عملہ کے بعض ارکان کو بھی شامل تفتیش کر لیا گیا ہے، مزید گرفتاریوں کی توقع ہے۔

ربوہ ریلوے سٹیشن پر کی گئی غنڈہ گردی کے سلسلہ میں پولیس گرفتار شدگان کو کل بروز جمعرات سرگودھا میں عدالت میں پیش کر کے ریمانڈ حاصل کرے گی تاکہ واقعہ کی تفتیش کی جا سکے۔

ملتان سے نمائندہ خصوصی کے مطابق جن زخمی طلبا کو نشتر ہسپتال میں داخل کیا گیا ہے ان کے نام یہ ہیں:

عبدالرحمٰن ولد خان محمد رول نمبر 10، محمد امین ولد چودھری الٰہی بخش رول نمبر 72 فرسٹ ائیر، خالد عزیز ولد برکت علی رول نمبر 82 فرسٹ ائیر، محمد حسن محمود ولد سید امجد حسین رول نمبر 112 فرسٹ ائیر، ارباب عالم خان ولد شیر عالم خان رول نمبر 185 فائنل ائیر، سعید باجوہ ولد محمد ابراہیم باجوہ رول نمبر 88 فرسٹ ائیر، نعیم احمد ولد منظور احمد رول نمبر 170 فرسٹ ائیر، آفتاب محمود ولد کمال الدین رول نمبر 153 فورتھ ائیر، خالد عبداللہ ولد محمد صدیق رول نمبر 129 فرسٹ ائیر، محمد فاروق ولد چودھری الٰہی رول نمبر 72 فرسٹ ائیر۔

زخمیوں میں سے خالد عزیز اور آفتاب محمود کی حالت نازک بیان کی جاتی ہے۔

سانحہ ربوہ کی عدالتی تحقیقات کا مطالبہ

ربوہ کی غنڈہ گردی کی عدالتی تحقیقات کرائی جائے، یہ ایک غیر معمولی واقعہ ہے۔ چودھری رحمت الٰہی (جنرل سیکرٹری جماعت اسلامی، پاکستان)

۳۱ مئی ۱۹۷۴ء

ربوہ اور نشتر آباد کے سٹیشن ماسٹر سمیع اللہ کی گرفتاری

۳۰ مئی (اپ پ) پولیس نے ملتان کے طلباء پر قاتلانہ حملہ کے ملزموں کی گرفتاری کے لیے ربوہ میں متعدد چھاپے مارے۔ حکومت نے ربوہ اور نشتر آباد کے ریلوے سٹیشن ماسٹر کو معطل کر دیا، پولیس نے ربوہ ریلوے سٹیشن ماسٹر سمیع اللہ کو گرفتار کر لیا۔

پنجاب اسمبلی میں حزب اختلاف کا مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے اور کلیدی آسامیوں پر فائز قادیانیوں کو الگ کرنے کا مطالبہ

۳۰ مئی (سٹاف رپورٹر) پنجاب اسمبلی میں بحث کے دوران حزب اختلاف کے چودہ اراکین (علامہ رحمت اللہ ارشد، سید تابش الوری، میاں خورشید انور، ملک خالق داد بندیال، حاجی سیف اللہ، چودھری امان اللہ، مخدوم سید حسن محمود، حافظ علی اسد اللہ) نے مرزائیوں کو فوری اقلیت قرار دینے، ملک میں کلیدی آسامیوں پر فائز مرزائیوں کو ملازمتوں سے علاحدہ کرنے، ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے اور واقعہ کی اعلیٰ سطح پر تحقیقات کرانے اور مجرموں کو عبرت ناک سزا دینے کا مطالبہ کیا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد

مسلمانوں کے تمام فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ جو شخص یا گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتا وہ اسلام سے خارج ہے اور کافر ہے۔ یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے اگر یہ آگ بھڑک اُٹھی تو گلی گلی اس کی لپیٹ میں آئے

گی۔ مرزائیوں کو اقلیت قرار دے کر مجرموں کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ ربوہ میں بے شمار اسلحہ موجود ہے جو زیر زمین دفن ہے جسے کسی بھی وقت مسلمانوں کے قتل عام کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ملک میں اب اس گروہ کو اتنی ہمت ہو گئی ہے کہ ختم نبوت کے حق میں نعرے لگانے والوں پر حملہ کرے۔ یہ تاریخ کا پہلا واقعہ ہے کہ اقلیت کے لوگوں نے اکثریت پر حملہ کیا ہے۔

سید تابش الوری

ملک میں یہ پہلی بار ہوا ہے کہ قانون کی، حکومت کی موجودگی میں ریلوے سٹیشن ربوہ پر ایک شعوری سازش کے تحت طلبا کو زدوکوب کیا گیا، اس واقعہ سے مسلمانوں میں اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے اور اس فرقے کے افراد کو کلیدی اسامیوں سے ہٹایا جائے۔

میاں خورشید انور

منتخب حکومت کو ناکام کر کے مارشل لاء کو دعوت دینے کی یہ ایک بہت بڑی سازش ہے۔ ختم نبوت کے لیے ملک کا بچہ بچہ قربانی دینے کے لیے تیار ہے۔ مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے اور ذمہ دار قادیانی افسروں کو ہٹایا جائے۔ اگر عوام کے جذبات کا احساس نہ کرتے ہوئے فوری طور پر قادیانیوں کو اقلیت قرار نہ دیا گیا تو ہم سب اس آگ کی لپیٹ میں آ جائیں گے۔

ملک خالق داد بندیال

میں ختم نبوت اور ناموس رسالت کے لیے اپنے اکلوتے لڑکے کو قربان کرنے کے لیے تیار ہوں۔

چودھری امان اللہ لک

یہ صرف بچوں کا واقعہ نہیں ہے خطرے کا الارم ہے اور حکومت کے خلاف اشتعال انگیزی پیدا کرنے کی سازش ہے اس کو حادثاتی واقعہ قرار نہ دیا جائے۔ مرزائیوں کے پاس اسلحہ موجود ہے، یہ حملہ اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ یہ حکمران

جماعت کے خلاف منظّم ہوکر سامنے آ گئے ہیں۔

حاجی محمد سیف اللہ

ربوہ پنجاب کا حصہ نہیں ہے بل کہ روم کی طرح ایک آزاد علاقہ ہے۔ مسلمان ہر چیز برداشت کر سکتے ہیں لیکن ناموس رسالت پر حرف برداشت نہیں کر سکتے۔ ایوان متفقہ طور پر مطالبہ کرے کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے، انہیں کلیدی اسامیوں سے ہٹایا جائے اور ربوہ میں ہر فرد کو رہنے کی اجازت دی جائے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود

بہاول پور ریاست کی عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا تھا کہ مرزائی غیر مسلم ہیں اور ریاست بہاول پور کے ختم ہونے کے بعد بہاول پور ہائی کورٹ کا فیصلہ پنجاب پر لاگو ہوتا ہے۔ اگر ایوان قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا چاہے تو یہ عین عدالت کے فیصلہ کے مطابق ہوگا۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار

حکمران جماعت کے مسٹر عبدالحفیظ کاردار نے تحریک التوا کی حمایت کی اور تجویز پیش کی کہ اس مسئلہ کو اسلامی کونسل کے سامنے پیش کیا جائے۔

حافظ علی اسد اللہ

اسرائیل کی طرح پاکستان میں ''عجمی اسرائیل'' قائم نہیں ہونے دیں گے۔ ربوہ میں متبادل حکومت کے تصور کو ختم کیا جائے۔

میاں منظور موہل

ہم اس واقعہ کی مذمت کرتے ہیں لیکن یہ وقت فرقہ پرستی کا نہیں ہے۔

راجہ منور احمد (سیاسی مشیر وزیراعلیٰ پنجاب)

یہ واقعہ نہایت افسوس ناک ہے حکومت کو اس ضمن میں ہائی کورٹ کے جج سے تحقیقات کرانا چاہیے۔ میں نے کئی بار اعلان کیا ہے کہ میرا کسی گروہ یا فرقہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں مسلمان ہوں۔ ٹرین کی واپسی تک شر پسندوں نے اپنا منصوبہ

تیار کیا اور جب یہ طلبہ واپس ربوہ ریلوے سٹیشن پر آئے تو ان پر منظّم منصوبہ کے تحت حملہ کیا گیا یہ ایک کھلی شر پسندی تھی اور اس کی جتنی مذمت کی جائے۔ کم ہے۔

سانحہ ربوہ کی انکوائری کے لیے جسٹس صمدانی کا تقرر

حکومت پنجاب نے ربوہ کے سنگین واقعہ کی فوری عدالتی تحقیقات کا حکم دیا اور لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس کے ایم اے صمدانی کو تحقیقاتی افسر مقرر کیا۔

پنجاب اسمبلی میں ختم نبوت کے حق میں نعرے

لاہور۔ ۳۰ مئی (اپنے سٹاف رپورٹر سے) پنجاب اسمبلی میں آج اس وقت ہنگامہ ہو گیا جب سپیکر نے وزیر اعلیٰ پنجاب کی یقین دہانی کے بعد حزب اختلاف کے سات اراکین کی طرف سے پیش کردہ التوا کی تحریکوں پر بحث کی اجازت نہ دی۔

قائد حزب اختلاف علامہ رحمت اللہ ارشد نے کہا کہ یہ سنگین نوعیت کا مسئلہ ہے اس پر ایوان میں بحث ہونی چاہیے۔

قائد ایوان مسٹر رامے نے کہا کہ ہمیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت ہے اس پر حزب اختلاف کی اجارہ داری نہیں۔ یہ تمام مسلمانوں کے جذبات کا مسئلہ ہے اور اس پر کسی مسلمان کو خوشی نہیں ہو سکتی۔ حزب اختلاف جذبات کی رو میں بہہ جانے کی بجائے رہنمائی کرے۔

حاجی سیف اللہ نے کہا کہ تحریک منظور کر کے بحث کی جائے۔

سپیکر نے کہا کہ اس تحریک پر بحث نہیں کی جا سکتی کیوں کہ مسئلہ عدالت میں پیش کر دیا گیا ہے۔ اس موقع پر حزب اختلاف کے اراکین نے کھڑے ہو کر ''ختم نبوت زندہ باد'' کے نعرے لگائے۔

قائد ایوان نے کہا کہ اگر حزب اختلاف زور دیتی ہے تو میں پیش کش کرتا ہوں کہ ایوان میں اس مسئلہ پر بحث کی جائے۔

سانحہ ربوہ کے متعلق گرفتاریاں

ربوہ ریلوے اسٹیشن پر ملتان کے طلبا کو زدوکوب کرنے کے الزام میں 71 افراد گرفتار کیے

جا چکے ہیں۔

وکلاء، طلبا، سیاسی وسماجی تنظیموں کا مطالبہ

صوبائی دار الحکومت لاہور میں مختلف سیاسی وسماجی اور طلبا تنظیموں نے ربوہ ریلوے سٹیشن پر ملتان کے طلبا پر حملہ کی شدید مذمت کی اور واقعہ کی غیر جانب دارانہ تحقیقات اور ملزموں کو سخت ترین سزا دینے کا مطالبہ کیا۔ لاقانونیت پھیلانے اور فساد کرنے والے ملک کے وفادار شہری نہیں ہو سکتے۔ ان تنظیموں میں ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن لاہور، پنجاب جمہوری پارٹی، مرکزی جماعت غربا اہل حدیث، انجمن تحفظ حقوق شیعہ، جمعیت علماء اسلام (ہزاروی گروپ)، پاکستان مسلم لیگ پنجاب زون، انارکلی ٹریڈرز ایسوسی ایشن، کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج، سپیریئر سائنس کالج، پنجاب سٹوڈنٹس کونسل، انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور شامل ہیں۔

مختلف شہروں میں احتجاجی مظاہرے

کراچی، لاہور، راول پنڈی، لائل پور، چک جھمرہ، جڑانوالہ، رحیم یار خان، جھنگ، منڈی بہاء الدین، ساہی وال، چنیوٹ، کمالیہ، گجرات اور ملتان میں شدید احتجاجی مظاہرے ہوئے۔ فائرنگ، خشت باری، آتش زنی کے واقعات سے متعدد افراد زخمی، پولیس کا لاٹھی چارج، آنسو گیس اور گرفتاریاں۔

یکم جون ۱۹۷۴ء

سانحہ ربوہ پر چودھری ظہور الٰہی کی تحریک التوا

(۳۱ رمئی، پ پ) قومی اسمبلی میں ربوہ کے واقعہ پر بحث کرنے کے لیے چودھری ظہور الٰہی کی طرف سے پیش کردہ تحریک التوا منظور کر لی گئی۔

امیر جماعت اسلامی کا مرزائیوں پر پابندی کا مطالبہ

مرزائیوں کو ”سیاسی جماعت“ قرار دے کر اس پر پابندی لگا دی جائے۔ یہ جماعت مذہبی گروہ نہیں ہے بل کہ یہودیوں کی طرح ایک سیاسی تنظیم ہے جو پاکستان کی فوج، حکومت اور اس ملک کے وجود کے خلاف سازش ہے۔

اگر اس (سانحہ ربوہ) سے ہزارواں حصہ کم واقعہ مسلمانوں کی کسی جماعت سے سرزد ہوتا تو اس وقت تک اس پر پابندی لگ چکی ہوتی اور اس کے لیڈر جیلوں میں ہوتے لیکن اس واقعہ پر اتنا وقت گزر چکا ہے مگر کچھ نہیں ہوا اور حکومت جو کچھ کر رہی ہے وہ یہ ہے کہ پولیس اور فیڈرل سکیورٹی فورس کے ذریعے مرزائیوں کی جائیدادوں کا تحفظ کیا جا رہا ہے۔ مرزائیوں کے خلاف اب تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔

میاں طفیل محمد

(امیر جماعت اسلامی)

خطبات جمعہ میں مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ

قادیانی فرقہ کو اقلیت قرار دے کر واقعہ ربوہ کے ملزموں کی سخت سزا دی جائے، اہم و کلیدی سرکاری و نیم سرکاری اسامیوں سے قادیانیوں کو فوراً ہٹایا جائے۔

(علماء کا نماز جمعہ کے اجتماعات میں حکومت سے مطالبہ)

وزیر اعلیٰ حنیف رامے کا بیان

تحقیقاتی کمیشن کے جج مسٹر جسٹس صمدانی کی رپورٹ کی روشنی میں سانحہ ربوہ کے کسی بھی مجرم کو معاف نہیں کیا جائے گا بلکہ ہر مجرم کو سخت سزا دی جائے گی۔

(وزیر اعلیٰ پنجاب حنیف رامے)

جاوید ہاشمی کی گرفتاری

پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے سابق صدر جاوید ہاشمی کو گرفتار کر لیا گیا۔

ملزمان سے تفتیش

ربوہ میں طلبا پر تشدد کے الزام میں گرفتار شدگان کو ۱۳ر جون کو عدالت میں پیش کیا جائے گا، ملزمان سے پوچھ گچھ جاری ہے۔

لائل پور میں مظاہرہ اور پولیس کا ردعمل

لائل پور میں ربوہ کے سانحہ کے خلاف پورا دن مظاہرے ہوتے رہے، پولیس نے

مظاہرین کو منتشر کرنے کے لیے آنسو گیس اور لاٹھی چارج کا استعمال کیا، آنسو گیس کا شیل لگنے سے ایک شخص جاں بحق ہو گیا۔ شہر کو آئی جی پولیس کی تحویل میں دے دیا گیا۔ ہنگاموں میں ملوث 355 افراد کو گرفتار کیا گیا۔

تمام مکاتب فکر کا متفقہ مطالبہ

ربوہ کی موجودہ حیثیت ختم کر کے وہاں ہر پاکستانی کو آباد ہونے کا حق دیا جائے، طلبا پر بہیمانہ تشدد کے ذمہ دار افراد کے خلاف سخت کارروائی کی جائے، مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

(انجمن گلزار مدینہ، جمعیت العلماء پاکستان، پاکستان سُنّی فورس، انارکلی ٹریڈرز سوسائٹی، اسلامی جمعیت طلبہ پاکستان، مجلس احرار اسلام، مجلس لاہور، جماعت غرباء اہل حدیث، انجمن اشاعت اسلام، جمعیت اتحاد العلماء پاکستان، مرکزی حزب اللہ، ینگ لائیرز سرکل، فاطمہ جناح میڈیکل سٹوڈنٹس یونین، انجمن تحفظ حقوق اہل سنت، ینگ سٹوڈنٹس فیڈریشن)

مختلف شہروں میں ریلیاں/جلوس

[لاہور، لائل پور، شاہ کوٹ، گجرات، بہاول پور، وزیر آباد، میانوالی، عارف والا، رحیم یار خان، پسرور، بھکر، خانیوال، چشتیاں، چنیوٹ، ساہیوال، حافظ آباد، گوجراں والا، سیال کوٹ، راول پنڈی، بہاول نگر، ملتان میں احتجاجی جلسے، جلوس اور ریلیاں نکالی گئیں۔ مختلف شہروں میں دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دینی و سیاسی جماعتوں کے اراکین نے گرفتاریاں پیش کیں۔]

تحریک التوا پر بحث

ربوہ کے واقعہ سے متعلق التوا کی تحریک پر مزید بحث پیر کو ہو گی، تحریک کے بارے میں قانونی نکات کا جائزہ لیا جائے گا۔ (سپیکر قومی اسمبلی صاحب زادہ فاروق علی خان)

فرقہ وارانہ مواد کی اشاعت پر پابندی

لاہور۔ (یکم جون) حکومت پنجاب نے ایک پریس نوٹ جاری کیا ہے جس کے مطابق

تحفظ امن عامہ آرڈی ننس مجریہ ۱۹۶۰ء کے رُول ۶(ا) کے تحت فرقہ وارانہ صورت حال کے متعلق کسی طرح کی خبر، تبصرے، اظہار خیال، بیانات، اطلاعات، تصاویر، کارٹون یا اس صورت حال کو پیش کرنے والا کسی طرح کا مواد بھی شائع کرنے کی ممانعت کر دی ہے، یہ حکم ایک ماہ تک نافذ رہے گا۔

پریس نوٹ میں کہا گیا ہے کہ یہ امتناعی حکم اس واقعہ کے نتیجے میں جاری کرنا پڑا ہے جو ۲۹ مئی کو ربوہ ریلوے سٹیشن پر رونما ہوا، اس فرقہ وارانہ صورت حال سے قانون اور امن وامان کا ایسا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے جس کی موجودگی میں پنجاب میں متذکرہ پابندیاں عائد کرنا پڑی ہیں۔

اس حکم کے مطابق کوئی روزنامہ یا جریدہ کوئی ایسی خبر یا کوئی ایسا مواد شائع نہیں کر سکے گا جو فرقہ وارانہ امن کے لیے ضرر رساں ہو یا جس سے مذہبی جذبات اُبھرتے ہوں۔ اس حکم کے تحت ایسے مواد کی اشاعت بھی ممنوع ہوگی جس سے کسی بھی فرقے یا مذہب کی اساس پر، اس کی پیش گوئیوں پر، اس کے الہامات پر یا عقائد پر حملہ کیا گیا ہو یا خصومت، بدسگالی یا منافرت پھیلنے کا امکان ہو۔

جسٹس کے ایم اے صدانی کا اعلان

عوام کی آگہی کے لیے اعلان کیا جاتا ہے کہ حکومت پنجاب نے حسب ذیل تحقیقات کے لیے ایک تحقیقاتی ٹریبونل قائم کر دیا ہے جو:

(الف) ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ ریلوے سٹیشن پر رونما ہونے والے واقعہ

(ب) اور اس واقعہ سے متعلق دیگر اُمور کی تحقیقات کرے گا، تاکہ اس واقعہ کی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داری کا تعین کر کے اس کے مرتکب عناصر کے خلاف ضروری کارروائی کے سلسلے میں حکومت کو سفارش بھیجی جائے۔

ٹریبونل ۵ رجون ۱۹۷۴ء کے ۹ بجے صبح سے لاہور ہائی کورٹ لاہور میں شہادتیں قلم بند کرنا شروع کرے گا، جن کا آغاز جائے حادثہ پر موجود ریلوے کے عملے کے افراد کی شہادتوں سے ہوگا جن میں واقعہ کے وقت سٹیشن پر موجود ریلوے پولیس کے ارکان اور اس واقعہ سے رونما ہونے والے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے

طلبہ اور سٹاف کے ارکان بھی شامل ہوں گے۔ان کے علاوہ پبلک میں سے کوئی بھی شخص جو تحقیقاتی ٹریبونل کی تحقیقات کی متذکرہ صدر (الف) اور (ب) شقوں میں بیان کردہ اُمور کے متعلق اپنی ذاتی معلومات کی بنا پر شہادت دینا چاہے وہ بھی بہ طور گواہ شہادت قلم بند کرانے کے لیے اپنا نام، پورا پتہ اور جس مسئلے کے بارے میں وہ شہادت دینا چاہتا ہو، ۱۰ ر جون ۱۹۷۴ء تک تحقیقاتی ٹریبونل میں یہ تفصیلات رجسٹر کرا سکے گا۔ایسے افراد کو ان کی شہادتوں کی تاریخوں کا تعین کر کے ان سے انھیں مطلع کر کے شہادت کے لیے طلب کر لیا جائے گا۔جو افراد تحریری شہادتیں بھیجنا چاہیں وہ اپنی لکھی ہوئی شہادتیں ۱۰ ر جون ۱۹۷۴ء تک ٹریبونل کو ارسال کر دیں۔

اگر کوئی فرد تحقیقات کے طریق کار کے متعلق ٹریبونل کو مشورہ پیش کرنا چاہتا ہو، تو یہ مشورہ ۳ یا ۴ ر جون ۱۹۷۴ء تک گیارہ بجے قبل از دوپہر ٹریبونل میں حاضر ہو کر پیش کر دے یا لکھ کر ان ہی تاریخوں تک بہ ذریعہ ڈاک ارسال کر دے۔

تمام خط و کتابت ممبر انسپکشن ٹیم، لاہور ہائی کورٹ لاہور کے نام ہونی چاہیے۔

دستخط

کے ایم اے صمدانی (جج)، لاہور

وزیراعظم بھٹو کا بیان

ملک میں امن و امان کو تباہ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی، عوام حکومت کے ساتھ امن و امان قائم کرنے میں تعاون کریں۔پنجاب، کے بعض علاقوں میں گڑبڑ کے واقعات کو میں نہایت کرب کے ساتھ دیکھ رہا ہوں۔میں یہ بالکل واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ حکومت اس بات پر تلی ہوئی ہے کہ وہ کسی کو قانون کو تہ و بالا کرنے کی اجازت نہ دے گی۔ہائی کورٹ کے ایک جج کی زیر قیادت ایک تحقیقاتی کمیشن قائم کر دیا گیا ہے جو واقعہ کے حقائق کی تحقیقات کرے گا جس کی بنا پر گڑبڑ ہوئی ہے۔تمام شہریوں کو تحقیقاتی رپورٹ کا انتظار کرنا چاہیے۔یہ رپورٹ شائع کر

دی جائے گی۔

صدر پاکستان مسلم لیگ پیر پگاڑو کا بیان

اگر آج ہم نے ملک کو سنبھالنے اور اس کے استحکام کی کوشش نہ کی تو آنے والی نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی۔ برصغیر کے مسلمانوں نے پاکستان اسلام کی سربلندی، جمہوریت، معاشی انصاف اور مسلمانوں کے استحکام کے لیے بنایا تھا لیکن بدقسمتی سے یہ ملک دو ٹکڑے ہو چکا ہے اور باقی ماندہ پاکستان میں حالات اس سے مختلف ہیں جس کے لیے بنایا گیا تھا۔ آج ملک میں جمہوریت ختم ہے، آزادیاں سلب کر لی گئیں اور غنڈہ گردی کا دور دورہ ہے، کئی بیرونی ازم ہم پر ٹھونسے جا رہے ہیں۔ ان حالات میں وکلاء اور سب پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ قائداعظم کے بتائے ہوئے اصولوں اتحاد، تنظیم، یقین پر عمل پیرا ہو کر ملک کے وقار کو بحال کرنے کی کوشش کریں۔

(سانحہ ربوہ کی مذمت کرتے ہوئے کہا) مسلمانوں کو اس واقعہ کے مضمرات کا بڑی احتیاط اور توجہ سے جائزہ لینا چاہیے کیوں کہ یہ خطرناک نتائج کا حامل ہے۔

(۳۱رمئی کو پاکستان مسلم لیگ لائرز سرکل پنجاب
کے افتتاحی اجلاس سے خطاب)

۳ جون ۱۹۷۴ء

مختلف شہروں میں جلوس/مظاہرے

لاہور، راول پنڈی، لالہ موسیٰ، ملتان، ساہی وال، گوجراں والہ، بورے والا، بہاول نگر میں احتجاجی مظاہرے اور جلوس وغیرہ منعقد ہوئے۔

بحالی امن میں پولیس کا تساہل ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا: حنیف رامے

لاہور، ۲رجون (اپ پ) پنجاب کے وزیراعلیٰ مسٹر حنیف رامے نے صوبے میں امن

وامان بحال کرنے کے لیے تمام شہروں میں غنڈوں اور سماج دشمن عناصر کو گرفتار کر لینے کا حکم دے دیا ہے۔ قتل وغارت اور لوٹ مار کی جو وارداتیں ہو رہی ہیں ان میں شریف شہریوں کا کوئی ہاتھ نہیں۔ یہ صرف سماج دشمن عناصر کی حرکتیں ہیں لہٰذا وسیع پیمانے پر ان کے خلاف کارروائی شروع کر دی گئی ہے۔ عوام کے شعور، علمائے کرام کی دینی وملی بصیرت اور انتظامیہ کی مستعدی وفرض شناسی نے دشمن کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا ہے۔

اسیر طالب علم رہنماؤں کو رِہا کیا جائے: مسلم لیگی رہنما

لاہور،۲رجون۔ پاکستان مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل ملک محمد قاسم، سینیٹر خواجہ محمد صفدر (صدر مسلم لیگ پنجاب زون) چودھری ظہور الٰہی ایم این اے، صوبائی جنرل سیکرٹری غلام حیدر وائیں اور مرکزی جائنٹ سیکرٹری میجر اعجاز احمد خان نے ایک مشترکہ بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ گرفتار طالب علموں کو فوری رِہا کر کے صورت حال کو معمول پر لایا جائے اور طلبا میں بڑھتی ہوئی بے چینی اور اضطراب کو ختم کیا جائے۔ انھوں نے طالب علم راہنما سابق صدر سٹوڈنٹس یونین پنجاب یونیورسٹی جاوید ہاشمی، نشتر میڈیکل کالج یونین کے جنرل سیکرٹری مسٹر احسان باری اور دیگر طالب علم رہنماؤں کی گرفتاری پر شدید اظہار تشویش کیا۔

قادیانی اخبار ’’الفضل‘‘ کا ۲جون کا شمارہ ضبط کر لیا گیا

جھنگ:۲رجون (اپ پ) سرکاری اعلان کے مطابق ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ نے آج ربوہ کے روزنامہ الفضل کے پریس پر چھاپہ مار کر۲رجون کے شمارہ کے ایک ہزار نو سو ساٹھ (1960) پرچوں پر قبضہ کر لیا۔

۴ جون ۱۹۷۴ء

قومی اسمبلی کے اجلاس میں وزیر اعظم بھٹو کی تقریر

قومی اسمبلی (۳رجون)۔ حکومت ختم نبوت پر مکمل ایمان رکھتی ہے۔ ختم نبوت کا مسئلہ ہمیشہ کے لیے آئینی طور پر طے کیا جا چکا ہے، میں نے جو حلف اٹھایا تھا اس میں واضح طور پر موجود تھا کہ پاکستان ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہے۔ سانحہ ربوہ پر

سنجیدگی اور ذمہ داری کا ثبوت دیا جائے۔قومی اسمبلی حالات معمول پر آنے کے بعد اس مسئلہ پر بحث کر سکتی ہے۔واقعہ سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔

......ربوہ کے حادثے سے جو صورت حال رونما ہوگئی کوئی انوکھی اور نئی صورت حال نہیں کیوں کہ یہ مسئلہ تقسیم برصغیر سے پہلے بھی موجود تھا اور ۱۹۵۳ء میں پنجاب میں مارشل لاء کے نفاذ کا سبب بھی بنا تھا۔میں اس سے منکر نہیں ہوں کہ یہ مسئلہ بڑا نازک ہے اور ایک قومی مسئلہ ہے جس سے پاکستان کے اتحاد و استحکام تک کا تعلق ہے لیکن مجھے یہ اعتراف بھی ہے کہ ہوسکتا ہے یہ واقعہ کسی سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ ہو۔بہ ظاہر معلوم بھی ایسا ہی ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود میں قطعی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔

اس بات سے ہرگز کسی طرح کا اختلاف رائے نہیں ہوسکتا کہ اس مسئلے کا حل کرنا اشد ضروری ہے۔میں یہ کہوں گا کہ اگر اس مسئلے میں براہ راست حکومت کا دخل ہوتا تو وہ یقیناً کٹر قسم کا رویہ اختیار کرتی لیکن حقیقت دراصل ایسی نہیں ہے۔کیا ہم یہ گوارہ کرلیں گے کہ پاکستانی باشندوں کو مردم خور اور مردم کش بن جانے کی اجازت دے دی جائے؟

میں درخواست کرتا ہوں کہ جلتی پر تیل ڈالنے سے احتراز کیا جائے اور ملک کو موجودہ صورت حال سے بچایا جائے۔اس معاملے میں حکومت کا دامن بالکل بے داغ ہے اور اسے نہ کوئی بات چھپانے ہی کی ضرورت ہے۔اپوزیشن کو ہائی کورٹ کے ایک جج کی قیادت میں عدالتی تحقیقات کے فیصلے پر مطمئن ہو جانا چاہیے تھا کیوں کہ وہ خود عدالتی تحقیقات پر مصر تھی حالاں کہ ایسے جھگڑوں میں عدلیہ کو لانے کی ضرورت نہیں ہوتی جن کا تعلق عدالت سے نہ ہو لیکن یہ مسئلہ عدالتی فیصلے کے قابل سمجھا گیا لیکن عجیب بات ہے کہ جب یہ مسئلہ عدلیہ کے سپرد کر دیا گیا ہے تو اپوزیشن انتظامیہ سے ایکشن کی توقع کر رہی ہے۔اگر یہ مسئلہ انتظامیہ اپنے ہاتھ میں لیتی تو حزب اختلاف یہ مطالبہ کرتا کہ اسے عدلیہ کے سپرد کرنا چاہیے۔اگر حزب اختلاف اپنے آپ پر جگ ہنسائی کے لیے تیار ہے تو اس سے حکومت کو آخر کیوں کس طرح کی

گھبراہٹ محسوس ہو وہ کوئی احمدیوں کی حکومت تو نہیں ہے؟ لہٰذا میں اپوزیشن والوں سے درخواست کروں گا کہ اگر انہیں اپنے بچوں کا کچھ بھی پاس ہے تو وہ سنجیدگی اور ہوش مندی سے کام لیں۔

جماعت احمدیہ کے امیر مرزا ناصر احمد کو شامل تفتیش کرنے کا حکم

لاہور-۳؍جون (اپ پ) صوبائی حکومت نے ربوہ کے حادثہ کی تحقیقات کرائمز برانچ کے سپرد کر دی ہے اور حکم دیا ہے کہ جماعت احمدیہ کے امیر مرزا ناصر احمد کو شامل تفتیش ہونے پر مجبور کیا جائے کیوں کہ حکومت محسوس کرتی ہے کہ کوئی شخص قانون سے بالاتر نہیں ہے۔ قبل ازیں حکومت نے ایک پریس نوٹ جاری کیا جو مندرجہ ذیل ہے؛

''یہ عمومی تاثر حکومت کے علم میں آیا ہے کہ ربوہ میں متعین تمام سرکاری ملازم احمدی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں، یہ بات بہت حد تک درست ہے لیکن نہایت وثوق کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ موجودہ حکومت اس صورت حال کے لیے ذمہ دار نہیں۔ یہ سلسلہ کئی سالوں سے چلا آ رہا ہے لیکن کسی پالیسی یا انتظامی فیصلہ کا نتیجہ نہیں ہے اور نہ ہی حکومت اس کو قاعدے یا روایت کے طور پر تسلیم کرتی ہے چناں چہ حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ربوہ میں متعین سرکاری ملازموں کے سلسلہ میں اس عدم توازن کو دُور کیا جائے، تاکہ کسی کو یہ خیال نہ رہے کہ ربوہ کو کوئی خصوصی حیثیت حاصل ہے۔''

وزیر اطلاعات کا بیان

واقعہ ربوہ کے بارے میں قومی اسمبلی کی کارروائی شائع کرنے پر کوئی پابندی نہیں، اسمبلی کی کارروائی رپورٹ کرنے پر پابندی کا تاثر غلط ہے۔

وفاقی وزیر اطلاعات کوثر نیازی

حکومت پنجاب کا پریس نوٹ

(۳؍جون، ملتان) ربوہ کے حادثہ میں بعض طلبا کی زبانیں کاٹنے یا آنکھیں نکالنے کی افواہیں بے بنیاد ہیں۔

(پنجاب حکومت، پریس نوٹ)

۵ جون ۱۹۷۴ء

مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے بارے غور و فکر

لاہور، ۴ر جون (نامہ نگار خصوصی عارف نظامی) انتہائی باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت مرزائیوں کو اقلیتی فرقہ قرار دینے کے بارے میں سنجیدگی سے غور کر رہی ہے، اس بارے میں جلد ہی کسی اعلان کی توقع ہے تاہم ابھی یہ واضح نہیں ہوسکا کہ حکومت قادیانی فرقہ کو اقلیت قرار دینے کے مسئلہ کو غور و خوض کے لیے اسلامی مشاورتی کونسل کے سپرد کرے گی یا اس بارے میں کوئی قانون نافذ کیا جائے گا۔ واضح رہے کہ وزیراعظم بھٹو گذشتہ روز قومی اسمبلی میں قطعی طور پر یہ بات واضح کر چکے ہیں کہ حکومت ختم نبوت پر مکمل ایمان رکھتی ہے کیوں کہ یہ مسئلہ آئینی طور پر طے شدہ ہے۔

مسجد وزیر خان سے متعدد رہنماؤں کی گرفتاری

لاہور، ۴ر جون (نامہ نگار خصوصی) آج سہ پہر مسجد وزیر خان میں متعدد سیاسی و دینی راہ نماؤں کو جلسہ کرنے سے باز رکھنے کے لیے پولیس نے نو (۹) راہ نماؤں کو گرفتار کر لیا اور ان کو چار گھنٹہ تک زیر حراست رکھا۔ ان میں مولانا عبدالستار خان نیازی (جمعیت علماء پاکستان)، آغا شورش کاشمیری (مدیر چٹان)، چوہدری غلام جیلانی (جماعت اسلامی)، ملک محمد قاسم (پاکستان مسلم لیگ)، مولانا خلیل قادری، مفتی سید محمود رضوی، علامہ احسان الٰہی ظہیر (تحریک استقلال)، سید مظفر علی شمسی (ادارہ تحفظ حقوق شیعہ) اور حافظ عبدالقادر روپڑی (جماعت اہل حدیث) شامل ہیں۔

دفعہ 144 کی خلاف ورزی

لاہور۔ مسجد وزیر خاں سے جلوس نکال کر دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرنے کی کوشش کی گئی، عصر کی نماز کے بعد مسجد کے باہر تقریباً پانچ سو افراد جمع ہو گئے۔ پولیس نے ہجوم کو منتشر کرنے کے لیے آنسو گیس استعمال کی۔

لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کا اہم اجلاس

لاہور، ۴؍جون (ب ر) لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کی مجلس عاملہ نے آج اپنے خصوصی اجلاس میں وکلاء کی ایک رابطہ کمیٹی قائم کی ہے جو واقعہ ربوہ کے تحقیقاتی کمیشن کی سماعت کے دوران کارروائی میں حصہ لے گی۔ ایسوسی ایشن کے نائب صدر مسٹر محمد اسمعیل قریشی وکلا کی اس کمیٹی کے چیئر مین ہوں گے جب کہ چودھری نذیر احمد، چودھری غلام باری سلیمی صدر ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن لاہور، مسٹر آفتاب فرخ (رکن پاکستان بار کونسل، اور رانا عبدالرحیم رکن پنجاب بار کونسل اس کمیٹی کے ارکان ہوں گے۔ مسٹر جسٹس ڈاکٹر سید نسیم حسن شاہ کے کمرۂ عدالت میں سماعت 5؍جون 1974ء کو صبح نو بجے شروع ہوگی۔

۶ جون ۱۹۷۴ء

پولیس کا مرزا ناصر احمد سے رابطہ

(لندن: ۵؍جون، بی بی سی) پولیس نے جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد سے واقعہ ربوہ ریلوے سٹیشن کے بارے میں تفتیش کے لیے رابطہ قائم کرلیا۔

جسٹس صمدانی کی زیرنگرانی تحقیقاتی ٹربیونل کی کارروائی شروع

ہائی کورٹ کے جسٹس مسٹر صمدانی نے سانحہ ربوہ کی تحقیقات شروع کردیں۔

۷ جون ۱۹۷۴ء

مرزا ناصر کی درخواست برائے ضمانت غیر منظور

لاہور، ۶؍جون (نامہ نگار خصوصی) آج لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس سردار محمد اقبال کی عدالت میں قادیانی جماعت کے امیر مرزا ناصر احمد کی طرف سے ضمانت قبل ا۔ گرفتاری کی درخواست پیش کی گئی، تاہم سرکاری وکیل کی اس وضاحت کے بعد کہ حکومت مرزا ناصر احمد کو گرفتار کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی، فاضل جج نے درخواست کو غیر موثر قرار دے دیا۔ مرزا

ناصر کی جانب سے ان کے وکیل پیش ہوئے۔

مشائخ کانفرنس

لاہور، ۶ رجون: [شیرانوالہ گیٹ پر علماء ومشائخ وسجادہ نشینوں کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی جہاں مفتی محمود نے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے حکومت کے سامنے پانچ مطالبات پیش کیے] ان میں سے تین مطالبات قادیانیوں سے متعلق تھے، حکومت سے کہا گیا ہے کہ مساجد پر ڈی پی آر کے تحت عاید کی جانے والی پابندی فی الفور ختم کی جائے۔ اسی طرح اخبارات پر جو پابندیاں لگائی گئی ہیں۔ختم کر دی جائیں اور گرفتار شدہ مسلمانوں کو رِہا کیا جائے۔ اگر حزب اختلاف کی پارلیمانی پارٹیوں کی طرف سے پیش کردہ یہ پانچوں مطالبات منظور نہ ہوئے تو ملک میں امن وامان قائم نہ رہ سکے گا۔

پریس کانفرنس میں پروفیسر غفور احمد، مولانا شاہ احمد نورانی، چوہدری ظہور الٰہی، صاحبزادہ احمد رضا قصوری اور اکوڑہ خٹک کے مولوی عبدالحق، مولوی صفی اللہ اور دیگر اپوزیشن لیڈر موجود تھے۔

انکوائری کمیشن کی رپورٹ کا انتظار کیا جائے

لاہور، ۶ رجون۔ لاہور کے 135 وکلاء نے آج ایک مشترکہ بیان میں واقعہ ربوہ کے سلسلہ میں ہائی کورٹ کے جج سے انکوائری کا خیر مقدم کیا ہے۔انھوں نے کہا کہ یہ امر واضح ہے کہ پاکستان کے مستقل آئین میں ختم نبوت کو حتمی طور پر اسلام کے بنیادی عقیدہ کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ہے اور یوں اہل ربوہ کی حیثیت پر ہمیشہ کے لیے فیصلہ صادر کیا جا چکا ہے یقیناً یہ بات ان کے لیے قابل قبول نہیں ہوسکتی۔ چناں چہ یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ وسیع پیمانہ پر ہنگاموں کی جو صورت حال واقعہ ربوہ کے ذریعے پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہ خود آئین کو منسوخ کرنے، جمہوریت کا خاتمہ کرنے اور آئینی حکومت کو ناکام بنانے کی ایک گہری سازش ہے۔عوام کو چاہیے کہ وہ اشتعال انگیزی کی اس کوشش کو ناکام بنا دیں، انھیں انکوائری کمیشن کی رپورٹ کا انتظار کرنا چاہیے۔

آئین میں ختم نبوت کا فیصلہ ہو چکا ہے

لاہور، ۶ رجون۔ لاہور کے تاجروں اور صنعت کاروں نے پاکستان دشمن طاقتوں کی

ریشہ دوانیوں پر گہری تشویش کا اظہار کیا ہے جو پاکستان کے آئین کو ناکام بنانے اور جمہوری زندگی کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ ایک مشترکہ بیان میں سیکرٹری ٹیوب ویل ٹریڈرز ایسوسی ایشن، پریذیڈنٹ انارکلی ٹریڈرز سوسائٹی اور سیکرٹری مرچنٹس اینڈ مینوفیکچرز ایسوسی ایشن نے قیام امن کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ آئین کے ذریعے ختم نبوت کا فیصلہ کیا جاچکا ہے اور اس بارے میں حکومت نے مزید فیصلہ کن اقدام اٹھانے کا مصمم ارادہ ظاہر کیا ہے۔ انھوں نے امید ظاہر کی کہ تمام محبّ وطن افراد امن پسند شہریوں کا ساتھ دیں گے اور غنڈہ عناصر کو موقعہ نہیں دیں گے کہ وہ امن کو تہ وبالا کریں۔

۸ جون ۱۹۷۴ء

وزیراعلیٰ پنجاب کی علما وائمہ مساجد سے اپیل

(لاہور، ۷ رجون) وزیراعلیٰ پنجاب مسٹر محمد حنیف رامے نے آج علماء اور ائمہ مساجد سے انتہائی جذباتی انداز میں اپیل کی ہے کہ وہ نظم ونسق اور امن وامان بحال رکھنے اور جمہوریت کا تحفظ کرنے میں حکومت سے تعاون کریں۔ وزیراعلیٰ صوبائی اسمبلی کی عمارت میں تین سو (300) مذہبی راہنماوں سے خطاب کررہے تھے۔ انھوں نے کہا آئین میں ختم نبوت کے مقدس تصور کا قطعی تحفظ بھی موجود ہے اور کوئی شخص جو اس تصور پر ایمان نہیں رکھتا۔ صدر یا وزیراعظم بننے کا اہل نہیں۔

امیر جماعت اسلامی کا مطالبہ

ڈیرہ غازی خان، ۷ رجون/ امیر جماعت اسلامی میاں طفیل محمد نے کہا ہے کہ ربوہ کی ریاست کے اندر ریاست کو فوراً ختم کیا جائے اور بلوچستان سے فوج اور پنجاب سے ایف ایس ایف کو ربوہ بھیجا جائے۔

لندن میں ظفر اللہ قادیانی کی پریس کانفرنس

لندن، ۷ رجون (ریڈیو رپورٹ) قادیانی جماعت کے ایک رہنما عالمی عدالت انصاف کے سابق جج مسٹر محمد ظفر اللہ نے الزام لگایا ہے کہ پنجاب میں ان کے فرقہ پر مظالم ڈھائے جا

رہے ہیں اور صوبہ کی انتظامیہ و پولیس بے نیازی کا ثبوت دے رہی ہے۔ حکومت پنجاب اور پولیس کی انتظامیہ قادیانیوں کے جان و مال کے تحفظ میں ناکام رہی ہے۔ انھوں نے عالمی اداروں سے اپیل کی کہ وہ حالات کا جائزہ لینے کے لیے اپنے مبصرین پاکستان بھیجیں۔

خیال رہے کہ مسٹر ظفر اللہ راول پنڈی میں ہیں، ہمارے نمائندہ خصوصی کی اطلاع کے مطابق وہ حال ہی میں پنڈی پہنچے ہیں اور انھوں نے وزیر اعظم سے ملاقات کی ہے۔

خدا اپنی فوجوں کے ساتھ آرہا ہے

لاہور۔ ۷رجون (چیف رپورٹر) معلوم ہوا ہے کہ ربوہ میں قادیانی فرقہ نے حال ہی میں سیمنٹ کی ایک بڑی دیوار پر جلی حروف میں ایک انگریزی عبارت درج کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ:

"خدا اپنی فوجوں کے ساتھ آرہا ہے"

باخبر ذرائع کے مطابق یہ نعرہ قادیانی فرقہ کے سربراہ کی 1953ء کی ایک طویل تحریر سے ماخوذ ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس تحریر کا مندرجہ بالا اقتباس ایک بار پہلے بھی اس وقت قادیانی جماعت نے نعرے کی صورت میں مشہور کیا تھا جب قادیانیوں کے خلاف 1953ء میں تحریک چلائی گئی تھی۔ اس نعرے کی تشہیر کے کچھ دن بعد مارشل لاء لگا دیا گیا تھا۔

ہم قادیانیوں کے بارے میں اپنے بنیادی موقف
سے دست بردار نہیں ہوں گے۔ علماء کا اعلان

لاہور، ۷رجون (چیف رپورٹر) علماء نے آج صوبائی وزیر اعلیٰ مسٹر محمد حنیف رامے پر واضح کر دیا ہے کہ وہ قادیانیوں کے بارے میں اپنے بنیادی مطالبات سے دست بردار ہونے کے لیے کسی صورت میں تیار نہیں ہیں۔ صوبائی وزیر اعلیٰ نے آج تقریباً دو اڑھائی سو کے قریب علماء سے خطاب کیا جس کے بعد احسان الٰہی ظہیر (تحریک استقلال) اور بعض دوسرے علماء نے وزیر اعلیٰ پر واضح کر دیا کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے، ربوہ کو کھلا شہر بنایا جائے۔

میں قادیانی نہیں ہوں۔ راجہ منور احمد کا اعلان

لاہور، ۷رجون (سٹاف رپورٹر)۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کے معاون خصوصی (سیاسیات) راجہ

محمد منور احمد نے آج علماء کے سامنے پھر اعلان کیا ہے کہ ان کا قادیانی فرقہ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ سُنّی العقیدہ مسلمان ہیں۔

وزیر اعلیٰ آج صوبائی اسمبلی کے کیفے ٹیریا میں جب علماء سے خطاب کر رہے تھے تو علماء نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے معاون خصوصی راجہ منور احمد کے عقیدے کے بارے میں انہیں مطمئن کریں چناں چہ راجہ صاحب کو تلاش کر کے علماء کے سامنے فوراً پیش کیا گیا جنہوں نے اعلان کیا کہ:

"میں نہ کبھی قادیانی تھا اور نہ اب ہوں۔ ختم نبوت پر میرا سُنّی مسلمانوں کی طرح پختہ ایمان ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا اور نہ ہی کسی دوسرے نبی کو تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں کسی قسم کی تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔"

علماء نے راجہ منور احمد کے اس واضح بیان پر دونوں ہاتھ اٹھا کر اپنے اطمینان کا اظہار کیا۔

لاہور میں 30 طلبا گرفتار

لاہور ۷ رجون (نمائندہ خصوصی) آج نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد نیلا گنبد سے لاہور کے مختلف تعلیمی اداروں کے طالب علموں نے واقعہ ربوہ کے خلاف ایک بڑا احتجاجی جلوس نکالا۔ نماز جمعہ کے بعد طالب علم رہنماؤں نے مسجد میں تقاریر کیں، بعد میں ان طالب علم رہنماؤں کو مسجد سے نکلتے ہی پولیس نے گرفتار کر لیا۔

۹ جون ۱۹۷۴ء

طلبا پر حملہ کرنے والوں کی تعداد پانچ سو تھی

لاہور ۸ رجون (نامہ نگار خصوصی) تحقیقاتی ٹریبونل میں سپیشل ٹکٹ ایگزامینر محمد صدیق احمد نے بیان قلم بند کراتے ہوئے کہا کہ ربوہ ریلوے سٹیشن پر ملتان کے طلبا پر حملہ کرنے والوں کی تعداد پانچ سو کے لگ بھگ تھی۔ جب کہ خواتین سمیت پلیٹ فارم پر تین ہزار کے قریب لوگ موجود تھے۔

تحریک استقلال کا اعلان

لاہور،۸رجون (چیف رپورٹر) تحریک استقلال کے مرکزی دفتر سے کارکنوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ ربوہ سٹیشن پر قادیانیوں کی جارحیت کے خلاف تحریک میں بھرپور حصہ لیں۔

۱۰جون ۱۹۷۴ء

قادیانیوں کے خلاف فسادات بھٹو کی پارٹی نے کرائے ہیں

واشنگٹن ۹رجون (آل انڈیا ریڈیو) قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے حکومت پاکستان پر الزام لگایا ہے کہ وہ قادیانیوں کے خلاف تشدد کے رجحان کی حوصلہ افزائی کررہی ہے۔ ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکہ کو انٹرویو دیتے ہوئے انھوں نے الزام لگایا قادیانیوں کی املاک کو آگ لگائی گئی، انھیں لُوٹا گیا اور پولیس خاموش تماشائی بنی رہی۔ مرزا ناصر احمد سے یہ انٹرویو APA کے نمائندہ نے پاپائے اعظم کی مملکت ''ویٹکن'' کی طرز پر خود ساختہ ریاست ربوہ میں لیا تھا۔ مرزا ناصر احمد نے اس انٹرویو میں کہا کہ اس بارے میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ گڑبڑ کا مقصد احمدی فرقہ کو تباہ کرنا ہے۔

کل پاکستان مشائخ کانفرنس کا حکومت کو نوٹس

لاہور،۹رجون (سٹاف رپورٹر) ملک کی 18 دینی وسیاسی جماعتوں کا ایک مشترکہ اجلاس آج صبح اندرون شیرانوالہ گیٹ میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ اگر حکومت نے مجلس عمل کے مطالبات جمعرات 13رجون تک تسلیم نہ کیے، تو مطالبات کے ضمن میں 14رجون بروز جمعہ ملک گیر ہڑتال کی جائے گی۔ علماء ومشائخ اور سیاسی اکابرین کے اس مشترکہ کنونشن میں حالیہ ربوہ سٹیشن کے واقعہ پر غور کیا گیا اور کل پاکستان مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں لایا گیا۔ کنونشن صبح دس بجے سے تین بجے سہ پہر تک جاری رہا۔ مجلس عمل کے کنوینیر مولانا محمد یوسف بنوری اور جمعیت علماء پاکستان کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالستار نیازی نے بعد میں ایک پریس کانفرنس میں کنونشن کے فیصلوں کا اعلان کیا۔ کنونشن میں حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ صدر اور وزیراعظم کے حلف کو پیش نظر رکھتے ہوئے قادیانی فرقہ کو غیر مسلم

اقلیت قرار دے، قادیانیوں کو کلیدی اسامیوں سے فوراً ہٹایا جائے کیوں کہ ختم نبوت کے نام پر قائم کردہ ملک میں ختم نبوت کے باغی کلیدی اسامیوں پر فائز نہیں رہ سکتے۔ کنونشن نے مطالبہ کیا کہ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے اور وہاں جو اراضی موجود ہے اس کو بحق سرکار ضبط کر کے شہری آباد کاری کے تحت ربوہ میں دیگر پاکستانیوں کو آباد ہونے کی اجازت دی جائے۔

مرزا ناصر احمد کو گرفتار کیا جائے

پاکستان میں کوئی علاقہ ایسا نہیں ہونا چاہیے جس میں سلطنت در سلطنت کا نظام موجود ہو۔ کنونشن میں یہ مطالبہ بھی کیا گیا ہے کہ امیر جماعت احمدیہ مرزا ناصر احمد اور خدام احمدیہ کے ذمہ دار افراد کو فوراً گرفتار کیا جائے کیوں کہ ابھی تک کوئی ذمہ دار فرد گرفتار نہیں کیا گیا ہے۔ کنونشن میں یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ اگر حکومت ہمارے مطالبات پر مذاکرات کرنا چاہے تو ہم اس کے لیے تیار ہیں۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ حکومت کو اس اَمر کا موقع نہ دیا جائے کہ وہ یہ کہے کہ مجلس عمل اپنے مطالبات منوانے کے لیے تشدد پر اُتر آئی ہے۔ انھوں نے حکومت کو متنبہ کیا کہ اگر ہمارے جائز مطالبات نہ کیے گئے تو حکومت کو بھی باغیان ختم نبوت کے زمرہ میں خیال کیا جائے گا اور اس وقت ہم حکومت کے کسی حکم کو ماننے کے پابند نہ ہوں گے۔

مرکزی مجلس عمل

علماء، مشائخ اور سیاسی رہنماؤں کے کنونشن میں ایک مرکزی مجلس عمل منتخب کی گئی ہے جس میں ملک کی تمام سیاسی، مذہبی جماعتیں شامل ہیں اور آیندہ کے لیے مشترکہ لائحہ عمل مرتب کیا گیا ہے۔ مجلس عمل کا اجلاس علاحدہ کیا جائے گا اور عہدیداروں کا انتخاب عمل میں لایا جائے گا۔ کنونشن ملک میں تخریبی کارروائیوں کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ملک میں ہر قیمت پر امن و امان قائم کرنے کی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔

پہل قادیانیوں نے کی ہے

ہم نے کنونشن میں یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ ہمارا تصادم حکومت سے نہیں ہے یہ تو جماعت قادیانی خود ہم سے پڑی ہے اور ربوہ اسٹیشن پر جو بربریت اور درندگی کا مظاہرہ ہوا، اس کے نتیجہ میں از خود ردعمل کے طور پر کارروائی ہوئی ہے۔ اس نے کہا کہ جس علاقہ میں بھی جانی نقصان ہوا

ہے وہاں پہل قادیانیوں نے کی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ جھگڑا ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے کیوں کہ یہ ملک توحید اور ختم نبوت کے نظریہ پر حاصل کیا گیا ہے۔ ختم نبوت پر ایمان دستور کا حصہ ہے اس لیے کسی شخص، فرقہ کو یہ اجازت نہ دی جائے کہ وہ نظریہ پاکستان یا عقیدۂ توحید کی مخالفت کرے اور اکثریت کی دل آزاری کرے۔ قادیانی روز اول ہی سے پاکستان کے خلاف ہیں اور انھوں نے قادیان کو الگ یونٹ بنوانے کے لیے گورداس پور کو اقلیت میں بدل دیا اور پٹھان کوٹ سے کشمیر کا راستہ بھارت کو دیا۔ قادیانی آج بھی کہتے ہیں کہ بھارت اور پاکستان ایک ہو جائیں۔ مرزا محمود کو ربوہ میں اماناً دفن کیا گیا ہے اور ان کی وصیت ہے کہ انھیں قادیان میں دفن کیا جائے۔

موتمر کا مطالبہ

موتمر عالم اسلامی کے اجلاس مکہ میں ۱۰۰ تنظیموں کے نمائندوں نے مطالبہ کیا تھا کہ قادیانیوں کو کافر قرار دیا جائے۔ اگر اہل اسلام حکومت سے مطالبہ کریں کہ صدر اور وزیر اعظم کے حلف کے تحفظ کی خاطر قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔ یہ مطالبہ مذہبی جنون یا ملائیت کی تنگ نظری نہیں۔

کنونشن میں پاکستان مسلم لیگ، پاکستان جمہوری پارٹی، جمعیت علمائے اسلام، نیشنل عوامی پارٹی، جماعت اسلامی، جمعیت علمائے پاکستان، مجلس تحفظ ختم نبوت، تنظیم اہل السنّت والجماعت، ادارہ تحفظ حقوق شیعہ، قادیانی محاسبہ کمیٹی و دیگر دینی جماعتوں اور طلبا کے نمائندوں نے شرکت کی۔

قادیانی انگریزوں کے مفاد کی خدمت کر کے اپنا وجود برقرار رکھ سکتے تھے: BBC

لندن، ۹ر جون (BBC) گذشتہ رات خبروں کے بعد BBC نے پاکستان کے احمدیہ فرقہ کے بارے میں ایک خصوصی پروگرام نشر کیا جس میں بتایا کہ پاکستان میں اس فرقہ کے خلاف تحریک جاری ہے اور علماء کا مطالبہ ہے کہ قادیانیوں کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے، انہیں کلیدی اسامیوں سے ہٹایا جائے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

......انگریزوں کے مفاد کی بروقت حمایت کے سبب اس فرقہ کو گزند نہ پہنچا جب برصغیر کی تقسیم ہوئی اور پاکستان بنا تو اس فرقہ کا مرکز تو قادیان ہی رہا مگر پاکستان میں اس نے ایک نیا

شہر آباد کیا۔ پاکستان کے مسلمانوں نے اس پر احتجاج کیا اور خواجہ ناظم الدین (سابق وزیراعظم) کے دور میں وزیر خارجہ سرظفر اللہ خاں کی برطرفی کا مطالبہ کیا، یہ ایک تحریک کی شکل اختیار کر گیا اور 1953ء میں اس نے سنگین صورت اختیار کر لی۔ حکومت نے ایک تحقیقاتی کمیشن قائم کیا جس نے قادیانیوں کے خلاف 1953ء کی تحریک پر مفصل دستاویز تیار کی اس کے بعد حالات قدرے روبہ اعتدال آتے رہے لیکن اب ریلوے اسٹیشن کے واقعہ سے پورے ملک میں پھر تحریک پیدا ہوگئی ہے اور آج بھی پاکستان کے تمام علما متفقہ طور پر مطالبہ کر رہے ہیں کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے، ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے اور قادیانیوں کو کلیدی اسامیوں سے الگ کیا جائے۔ وزیراعظم بھٹو نے ملک کو جو نیا آئین دیا ہے اس میں ملک کے صدر اور وزیراعظم کے لیے مسلمان ہونا لازمی شرط قرار دیا گیا ہے تاہم اس آئین میں ایسی کوئی بات نہیں جس میں کسی اقلیت کو کلیدی اسامیوں پر تعینات کرنے کی ممانعت ہو۔

وزیراعظم بھٹو قادیانی مسئلہ حل کر دیں گے۔ وزیر مواصلات

لاہور، ۹رجون (اپ پ) صوبائی وزیر مواصلات ڈاکٹر محمد صادق ملہی نے کہا ہے کہ سانحہ ربوہ کے سلسلہ میں جو افراد مجرمانہ کارروائیوں کے مرتکب ہوئے ان کے ساتھ ہرگز کوئی رو رعایت یا نرمی نہیں برتی جائے گی خواہ ان کی حیثیت کتنی بڑی کیوں نہ ہو اور ان کا تعلق کسی بھی جماعت سے ہو۔ عوام کو صمدانی ٹربیونل کی تحقیقاتی رپورٹ کا صبر سے انتظار کرنا چاہیے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت ختم نبوت کے عقیدے پر پورا ایمان رکھتی ہے۔ ختم نبوت کا عقیدہ پہلی مرتبہ آئین میں شامل کیا گیا ہے اس لیے لوگوں کو وزیراعظم بھٹو پر اعتماد کرنا چاہیے جو اس مسئلے کو اسلام کے بنیادی اُصولوں کے مطابق حل کریں گے۔

ظفر اللہ خان بین الاقوامی پوزیشن کا غلط استعمال کر رہے ہیں: شورش کاشمیری

لاہور، ۹رجون- آغا شورش کاشمیری، ایڈیٹر چٹان، رکن انٹرنیشنل پریس انسٹی ٹیوٹ اینڈ کامن ویلتھ پریس یونین نے ایک بیان میں سرظفر اللہ کے اس بیان پر نکتہ چینی کی ہے جو انہوں نے لندن میں دیا تھا اور کہا کہ ظفر اللہ کا یہ بیان طرف دارانہ اور گم راہ کن ہے۔ قادیانی اپنے عقائد کے مطابق ایک الگ مذہبی فرقہ ہیں جو مسلمانوں کی اکثریت کو کافر خیال کرتے ہیں اور ان کے ساتھ شادی بیاہ تک نہیں کرتے ہیں۔ ربوہ میں ریاست درون ریاست بنا رکھا ہے اور

فریب کاری سے وہ معاشی، انتظامی اور دفاعی کلیدی اسامیوں پر قابض ہیں۔......

سر ظفر اللہ کے تعصب کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے قائداعظم کی نماز جنازہ میں شرکت نہیں کی تھی کیوں کہ ان کے نزدیک پاکستان کے خالق قائداعظم مسلمان نہیں تھے۔ قادیانیوں کا پاکستان پر کوئی اعتماد نہیں ہے یہ لوگ غیر ملکی طاقت کے فعال ایجنٹ ہیں دنیا کو سر ظفر اللہ خاں کی حرکتوں سے باخبر رہنا چاہیے کیوں کہ وہ بین الاقوامی مقام اور پوزیشن کو غلط استعمال کر رہے ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کا سر ظفر اللہ کے خلاف مقدمہ دائر کرنے کا مطالبہ

لاہور، ۹رجون (اپنے سٹاف رپورٹر سے) پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کل ۱۰جون کو سر ظفر اللہ کے خلاف زیر دفعہ 124 الف اور 121 ت پ کے تحت عدالت میں مقدمہ دائر کرے گی۔ یونین کی پریس ریلیز کے مطابق یونین نے فیصلہ کیا ہے کہ سر ظفر اللہ کے حالیہ باغیانہ بیان جو انہوں نے لندن میں دیا ہے اس کے خلاف ان پر مقدمہ دائر کیا جائے، یونین کے عہدیداروں نے اس ضمن میں ملک کے ماہرین قانون سے رابطہ قائم کیا ہے۔ یونین کے صدر مسٹر فرید پراچہ اور سیکرٹری جنرل مسٹر عبدالشکور نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ سر ظفر اللہ کو ان کی مشکوک سرگرمیوں اور سالمیت پاکستان کے خلاف بیانات دینے کی وجہ سے فوراً گرفتار کیا جائے۔ گزشتہ دنوں سر ظفر اللہ کی بھارت میں خفیہ آمد و رفت اس بات کی واضح شہادت ہے کہ وہ پاکستان کے وفادار نہیں اور ان کے حالیہ بیان سے صورت حال پوری طرح بے نقاب ہو گئی ہے۔

''آل پاکستان مجلس عمل تحفظ ختم نبوت'' کا قیام

لاہور ۹رجون (اپنے سٹاف رپورٹر سے) علماء و مشائخ اور سیاسی اکابرین کے ایک مشترکہ اجلاس میں ''آل پاکستان مجلس عمل تحفظ ختم نبوت'' قائم کرنے کا اعلان کیا گیا۔ مجلس عمل میں شامل 18 دینی و سیاسی جماعتوں نے تنظیم میں نمائندگی کے لیے دو دو نمائندے نامزد کیے ہیں۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے سربراہ مولانا یوسف بنوری اس تنظیم کے کنوینیر مقرر کیے گئے ہیں۔ سیاسی اور مذہبی جماعتوں نے جن افراد کو نمائندہ نامزد کیا ہے ان میں جماعت اسلامی کے پروفیسر عبدالغفور، چودھری غلام جیلانی۔ جمعیت علماء اسلام کے مولانا مفتی محمود، مولانا عبیداللہ

انور۔ جمعیت علماء پاکستان کے مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالستار خان نیازی، قاضی محمد فضل رسول۔ تنظیم اہل سنت والجماعت کے مولانا نورالحسن بخاری اور مولانا عبدالستار تونسوی۔ اشاعت توحید وسنت کے مولانا غلام اللہ خاں، سید عنایت اللہ شاہ بخاری۔ تبلیغی جماعت کے مفتی زین العابدین۔ مرکزی جماعت اہل سنت کے مولانا غلام علی اوکاڑوی، مولانا سید حسین اللہ۔ جمعیت اہل حدیث کے حافظ عبدالقادر روپڑی، مولانا صدیق۔ ادارہ تحفظ حقوق شیعہ کے سید مظفر علی شمسی۔ قادیانی محاسبہ کمیٹی کے آغا شورش کاشمیری، مولانا احسان الٰہی ظہیر۔ نیشنل عوامی پارٹی کے مسٹر ارباب سکندر خاں خلیل اور امیر زادہ خاں۔ مجلس احرار اسلام کے مولانا ابوذر بخاری، چودھری ثناء اللہ بھٹہ۔ جمہوری پارٹی کے نواب زادہ نصر اللہ، رانا ظفر اللہ۔ قومی اسمبلی کے آزاد رکن مولانا ظفر احمد انصاری اور طلبا کی تنظیموں کے نمائندے شامل ہیں۔

میو ہسپتال کے ڈاکٹر عبدالغفور قمر کا اعلان

لاہور ۹ر جون۔ میو ہسپتال کے ڈسپنسری سپرنٹنڈنٹ ڈاکٹر عبدالغفور قمر نے اس امر کی تردید کی ہے کہ ان کا تعلق مرزائیوں یا قادیانیوں کی جماعت سے ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں سُنّی العقیدہ خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔

۱۱ جون ۱۹۷۴ء

متحدہ جمہوری محاذ کا حکومت کو ملک گیر ہڑتال کا الٹی میٹم

لاہور، ۱۰ر جون (چیف رپورٹر) متحدہ جمہوری محاذ کی مجلس عمل روزہ اجلاس آج ختم ہو گیا۔ مجلس عمل نے اعلان کیا ہے کہ 14 جون تک قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے، انہیں کلیدی اسامیوں سے ہٹایا جائے، ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے اور وہاں کی تلاشی لی جائے، قادیانیوں کی مسلح تنظیموں کو خلاف قانون قرار دیا جائے ورنہ 14 جون کو پورے ملک میں مکمل اور پُر امن ہڑتال کی جائے گی۔

......اجلاس میں کہا گیا کہ قادیانی فرقہ انگریزوں نے اپنے مفادات کے لیے پیدا کیا تھا وہ آج بھی پاکستان میں بیرونی عناصر کا آلۂ کار بن کر ملک دشمن سرگرمیوں میں مصروف ہے۔

(اجلاس پیر صاحب پگاڑو کی زیر صدارت ہوا)

انجمن جماعت احمدیہ کی بیرون ملک جائیداد

لاہور، ۱۰ ارجون (نامہ نگار خصوصی) معلوم ہوا ہے کہ انجمن جماعت احمدیہ نے اندرون اور بیرون ملک وسیع پیمانے پر سرمایہ کاری کر رکھی ہے۔ پاکستان میں بھی قادیانیوں کے صنعتی اداروں کی مالی معاونت کرنے کے لیے اس جماعت نے کروڑوں روپیہ بعض قادیانی اداروں میں لگا رکھا ہے۔ مثال کے طور پر قادیانی صنعتی ادارے غریب وال سیمنٹ ملز کے 20 ہزار حصص (shares) جن کی مالیت 20 لاکھ روپے ہے۔ 64-1963 ملک میں لایا گیا اور بعض مخصوص مقاصد کے لیے استعمال کیا گیا۔ واضح رہے کہ ان دنوں مسٹر ایم ایم احمد حکومت کے اقتصادی مشیر تھے۔ صوبائی دارالحکومت کے سیاسی، سماجی اور مذہبی حلقوں نے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانی جماعت کی مشکوک اور ملک دشمن اقتصادی سرگرمیوں کا پردہ چاک کرنے کے لیے احمدیہ جماعت کے حسابات کی پڑتال کی جائے اور اس مقصد کے لیے کسی ماہر چارٹرڈ اکاونٹنٹ کی خدمات حاصل کی جائیں۔

مختلف تنظیموں کی طرف سے قادیانیوں کا سماجی اور اقتصادی بائیکاٹ کرنے کی اپیل

لاہور، ۱۰ ارجون (اپنے سٹاف رپورٹر سے) صوبائی دارالحکومت کی سیاسی وسماجی اور دینی تنظیموں نے ربوہ سٹیشن کے حالیہ واقعہ اور سر ظفر اللہ کے بیان پر شدید غم وغصہ کا اظہار کیا ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانیوں کو فوراً غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے، انہیں کلیدی اسامیوں سے ہٹایا جائے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

تحریک استقلال کے چیئر مین سید معین الدین نے ایک پریس کانفرنس میں کہا ہے کہ قادیانی خارج از اسلام ہیں اور قادیانیوں کا گٹھ جوڑ دشمن اسرائیل سے ہے۔ اس لیے ان کا اہم مناصب پر رہنا ملک وملت کے لیے نقصان دہ ہے۔ انہوں نے سر ظفر اللہ کے بیان کی مذمت کی اور کہا کہ اس سے ثابت ہو گیا ہے کہ مرزائیت پاکستان کو تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان تمام مسائل کا حل حکومت کی تبدیلی ہے۔

گورنمنٹ کالج سائنس میں گورنمنٹ کمرشل انسٹی ٹیوٹ، گورنمنٹ پولی ٹیکنک انسٹی ٹیوٹ، گورنمنٹ سائنس کالج کی یونین کے عہدیداروں کا ایک مشترکہ اجلاس مسٹر محمد اقبال کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مطالبہ کیا کہ ربوہ سے مرزائیوں کی اجارہ داری ختم کی جائے، ان کو اقلیت قرار دیا جائے اور واقعہ ربوہ کی تحقیقات جلد مکمل کر کے ذمہ دار افراد کو سخت سزا دی جائے۔

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ اگر ایسا نہ ہوا تو چھٹیوں کے بعد قادیانیوں کا بائیکاٹ کیا جائے گا۔ اجلاس میں حکومت سے اپیل کی گئی کہ تمام قادیانی افسران کو ہٹایا جائے۔

جمعیت اہل حدیث کے ناظم اعلیٰ مولوی عبدالقادر روپڑی نے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا مرزا ناصر احمد کے بیان سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ ربوہ اسٹیشن پر جو کچھ ہوا وہ مرزا ناصر احمد کے حکم سے ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ فسادات قادیانیوں نے کرائے ہیں۔

پاکستان شیعہ مطالبات کمیٹی کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس جسٹس سید جمیل حسین رضوی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مطالبہ کیا گیا کہ ربوہ سٹیشن پر حملہ کرنے والے افراد کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ اجلاس میں کہا گیا کہ ختم نبوت سے منکر شیعہ عقائد کی رُو سے مسلمان نہیں ہیں۔

ادارہ ضیاء الاسلام کے نائب صدر مسٹر عبدالرحمان بیگ نے مطالبہ کیا ہے کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور انہیں کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔

جمعیت المشائخ پنجاب کی مجلس عاملہ کا اجلاس سید مبارک علی گیلانی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں علما و مشائخ کی کنونشن کے فیصلوں کی تائید کی گئی اور سید مبارک علی گیلانی اور مولانا اشرف ہاشمی کو مجلس عمل میں نمائندگی کے لیے نامزد کیا گیا۔ صدر مبارک علی گیلانی نے مطالبہ کیا کہ ۲۴ رجون سے قبل مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

پاکستان مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی مجلس عاملہ کا اجلاس مسٹر آصف بھلی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مطالبہ کیا گیا کہ واقعہ کے ذمہ دار قادیانیوں کو گرفتار کیا جائے۔ اجلاس نے عوام سے اپیل کی کہ مرزائیوں کا معاشی اور سماجی بائیکاٹ کیا جائے۔ مسٹر آصف بھلی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی پاکستان توڑنے کی سازش کر رہے ہیں، ...... سر ظفر اللہ پر غداری کے الزام میں مقدمہ چلایا جائے۔ فیڈریشن جلد سر ظفر اللہ، ایم ایم احمد، مرزا ناصر احمد اور دیگر

افراد پر مقدمہ دائر کرے گی، اس ضمن میں ملک کی طلبا تنظیموں کا کنونشن منعقد کیا جائے گا اور طلبا مشترکہ لائحہ عمل مرتب کریں گے۔

مجلس ابناء الاسلام کے ناظم اعلیٰ احمد حامد قریشی، پاکستان سٹوڈنٹس فیڈریشن کی مجلس عاملہ، پاکستان سُنی فورس کے صدر صاحب زادہ سید فیض الحسن شاہ، قومی تحریک طلبا کے سیکرٹری ظہیر احمد، تحریک استقلال طلبہ، جمعیت طلباء اسلام کے صدر محمد اسلوب قریشی، جماعت مبلغین توحید وسنت پاکستان کے سربراہ مولانا محمد حسین ہزاروی، انجمن نوجوانان اہل سنت کے سیکرٹری جنرل مسٹر قریشی، انجمن تعمیر واصلاح کے صدر انور ملک، سیکرٹری جنرل چودھری منظور احمد، سرپرست ڈاکٹر سلیم فاروقی اور دیگر عہدیداروں نے بھی واقعہ ربوہ کی شدید مذمت کی ہے اور مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے اور انہیں کلیدی اسامیوں سے ہٹایا جائے۔

آل پاکستان شیعہ یوتھ لیگ کے جنرل سیکرٹری حیدر علی مرزا نے وزیراعظم سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانیوں کو فوراً اقلیت قرار دے کر نہ صرف اسلامیان پاکستان بل کہ عالم اسلام کے جذبات کا احترام کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ علماء اسلام قادیانیوں کے خلاف جو تحریک چلائیں گے۔ شیعان پاکستان اس کا پورا پورا ساتھ دیں گے۔ انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ قادیانیوں کا سماجی، اقتصادی بائیکاٹ کیا جائے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ مرزا ناصر احمد کو گرفتار کیا جائے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

مرکزی جماعت غربا اہل حدیث کے سیکرٹری مولانا ادریس ہاشمی نے مرزا ناصر کے بیان کی مذمت کی ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ مرزا ناصر احمد کو گرفتار کیا جائے کیوں کہ ان کے گمراہ کن انٹرویو سے ملک وملت کی ساکھ کو نقصان پہنچا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ سر ظفر اللہ کا پاسپورٹ ضبط کر کے ان پر وطن دشمنی کے الزام میں مقدمہ چلایا جائے۔

ایف سی کالج یونین کے سیکرٹری جنرل شفقت حیات، Hailay کالج یونین کے صدر حافظ عتیق الرحمان اور لاء کالج یونین کے صدر مسٹر سلیم طاہر نے سر ظفر اللہ کے بیان کی مذمت کی ہے۔

قادیانی فرقہ انگریزوں کا ایجنٹ ہے۔ صاحب زادہ جمیل احمد شرق پوری

لاہور، ۱۰ر جون۔ حضرت صاحب زادہ میاں جمیل احمد شرق پوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ

شرق پور شریف نے ایک بیان میں کہا ہے کہ قادیانی فرقہ انگریزوں کا ایجنٹ ہے اور یہ فرقہ مسلمان میں جہاد اور شہادت کی رُوح کو ختم کرنے کے لیے معرض وجود میں لایا گیا۔ اس وقت حکومت پاکستان نے قادیانی فرقہ کو اقلیت قرار نہ دیا تو پاکستان کی سالمیت اور بقا خطرے میں پڑ جائے گی۔

قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔ صدر پاکستان مسلم لیگ کونسل

لاہور، ۱۰ رجون (اپنے سٹاف رپورٹر سے) پاکستان مسلم لیگ کونسل کے صدر میاں زاہد سرفراز نے ایک پریس کانفرنس میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔ انہوں نے کہا ریلوے سٹیشن ربوہ پر ہونے والا واقعہ نہایت ہی افسوس ناک اور ناخوش گوار ہے جو مسلمانوں کے لیے اشتعال انگیز ثابت ہوا جو اس واقعہ کا فطری اور لازمی ردعمل ہو سکتا تھا۔ واقعہ جتنی سنگینی کا حامل تھا ردعمل اس قدر سنگین نہ ہوا اور ملک کے سمجھ دار طبقہ اور علماء نے بُردباری کا مظاہرہ کیا۔ قادیانیوں کے بارے میں تمام مسلمانوں کے جذبات یکساں نہیں اور ختم نبوت پر یقین ہر مسلمان کا جزو ایمان ہے اور مسلمان کی نگاہ میں قادیانی دوسرے مذاہب کی طرح الگ فرقہ ہے اور ان کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ درست اور جائز ہے۔ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے بعد ان کے جان و مال کی حفاظت حکومت کی ذمہ داری ہوگی۔

۱۲ جون ۱۹۷۴ء

ربوہ میں قادیانیوں کے تعینات کردہ ''ڈپٹی کمشنر'' اور ''ایس پی'' کو گرفتار کر لیا گیا

لاہور، ۱۱ رجون (نمائندہ خصوصی) واقعہ ربوہ کی تفتیش کے دوران کرائمز برانچ نے آج ربوہ کی ''ریاست'' کے ''ڈپٹی کمشنر'' اور ''ایس پی'' کو گرفتار کر لیا ہے۔ گرفتار شدگان میں ایک بشیر احمد عمومی عرف بشیر عمومی ہے جو ربوہ کی عمومی نظامت انتظامیہ کا صدر ہے اور اس کے ذمہ وہی کام ہے جو کسی ضلع کے ڈپٹی کمشنر کے ذمہ ہوا کرتا ہے۔

دوسرا شخص عبدالعزیز بھانبڑی ہے یہ نظارت اُمور عامہ کا صدر ہے اور اس کی ذمہ داریاں کسی ضلع کے سپرنٹنڈنٹ پولیس کی ہیں۔

پولیس کے مطابق ان دونوں نے ۲۹ مئی کو ربوہ ریلوے سٹیشن پر ہنگامے کے دوران قادیانی حملہ آوروں کو اُکسایا تھا اور مار دھاڑ میں ان کی رہنمائی کی تھی۔ کرائمز برانچ نے قادیانیوں کے اخبار **الفضل** کے ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی سے بھی پوچھ گچھ کی ہے۔

قادیانیوں کے مسئلہ میں ممتاز دینی وسیاسی راہنماؤں سے وزیراعظم کی ملاقاتیں

شورش کاشمیری سے وزیراعظم کی طویل ملاقات

لاہور، ۱۱ جون (رپورٹ عارف نظامی) وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے آج یہاں قادیانیوں کے مسئلے پر ممتاز دینی وسیاسی رہنماؤں سے صلاح مشورے شروع کر دیے۔ صلاح مشوروں اور مذاکرات کا یہ دَور کل بھی جاری رہے گا۔ وزیراعظم نے آج یہاں اعلیٰ سطح کے ایک اجلاس کی بھی صدارت کی۔ معتبر ذرائع کی اطلاع کے مطابق اس اجلاس میں بھی امن عامہ کی صورت حال اور خصوصاً ربوہ ریلوے سٹیشن کے واقعہ کے ردعمل کی صورت میں رونما ہونے والے حالات پر غور کیا گیا اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے سوال پر بھی بحث کی گئی۔ یہ اجلاس ساڑھے چار بجے سہ پہر سے نو بجے رات تک جاری رہا اور اس میں گورنر پنجاب، وزیراعلیٰ حنیف رامے، مرکزی وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ، وزیر صحت شیخ رشید، پیپلز پارٹی پنجاب کے صدر ملک معراج خالد، وزیر داخلہ خان قیوم، صوبائی وزرا ڈاکٹر عبدالخالق، سردار صغیر احمد، انسپکٹر جنرل پولیس، چیف سیکرٹری پنجاب اور وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات مولانا کوثر نیازی نے شرکت کی۔ اعلیٰ سطح کا یہ اجلاس کل صبح دس بجے دوبارہ ہوگا۔

سرکاری ذرائع نے صرف اتنا بتایا ہے کہ اس اجلاس میں امن عامہ کی صورت حال پر غور کیا گیا لیکن باخبر ذرائع کے مطابق آج کے اجلاس میں ملک کے مذہبی اور سیاسی حلقوں کی طرف سے قادیانیوں کو اقلیتی فرقہ قرار دینے کے بارے میں جو مطالبات کیے جا رہے ہیں۔ ان کے محرکات پر غور کیا گیا۔ معلوم ہوا ہے کہ کابینہ میں شامل بعض سوشلسٹ وفاقی وزراء قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے حق میں نہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ مطالبہ مان لینے سے ملک میں ملائیت کی حوصلہ افزائی ہوگی۔

باوثوق ذرائع سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس مسئلہ کے بارے میں عن قریب کوئی ٹھوس لائحہ عمل اختیار کر لیا جائے گا۔ پتہ چلا ہے کہ آج کے اجلاس میں مرزا ناصر احمد کی طرف سے

ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکہ کو دیے جانے والے انٹرویو کے مندرجات بھی زیرِ غور آئے۔ کل وزیراعظم کی طرف سے کسی اہم اعلان کی توقع کی جاسکتی ہے۔

آغا شورش سے طویل ملاقات

وزیراعظم بھٹو کے ساتھ آج جن رہنماؤں نے ملاقات کی ہے ان میں قادیانیوں کے خلاف تحریک کے روحِ رواں مشترکہ مجلس عمل ختم نبوت کے رکن مدیر چٹان آغا شورش کاشمیری بھی شامل تھے۔ وزیراعظم نے آغا شورش کاشمیری کے ساتھ ملک کی داخلی وخارجی صورت حال کے بارے میں دو گھنٹہ تک بات چیت کی۔ توقع ہے کہ وزیراعظم بھٹو اور سیاسی و دینی رہنماؤں کے مابین کل بھی بات چیت جاری رہے گی اور کل جن لیڈروں کی وزیراعظم کے ساتھ ملاقات ہوگی، اُن میں پاکستان جمہوری پارٹی کے نوابزادہ نصراللہ خاں، جماعت اسلامی کے میاں طفیل احمد، مولانا محمد یوسف بنوری، مولانا تاج محمود، علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا عبیداللہ انور اور مظفر علی شمسی شامل ہیں۔

اس اثنا میں باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت متعدد سیاسی و دینی راہنماؤں کی طرف سے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے مسئلہ کو اسلامی مشاورتی کونسل کے سپرد کر دے گی۔ ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے اور اس میں بعض سیاسی وانتظامی تبدیلیاں لانے کے امکانات بھی موجود ہیں۔

اسلامی مشاورتی کونسل کی سفارش کو منظور کر لینے کے بعد حکومت یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں پیش کرے گی اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے آئین میں ضروری ترمیم کرنا ہوگی۔ ایسی صورت میں یہ مرحلہ آسانی سے طے ہو جائے گا۔ باخبر ذرائع کے مطابق حکومت اس مسئلہ پر مسلمانوں کے جذبات سے پوری طرح آگاہ ہے اور وہ اسلامی مشاورتی کونسل کو خاص طور پر ہدایت کرے گی کہ کم سے کم مدت میں اس مسئلے پر رپورٹ پیش کر دی جائے۔ حکومت اس مسئلہ کو سوادِ اعظم کے نظریہ کے مطابق حل کرنے کی خواہاں ہے لیکن فی الحال اسے اپنی ہی پارٹی میں اختلافِ رائے اور بیرونی دنیا میں قادیانیوں کی پروپیگنڈہ مہم سے ہراس ہے، اس عالمی پروپیگنڈے میں اسرائیل اور مغربی پریس بہت سرگرم ہوگا۔

وزیراعلیٰ کا خطاب

وزیراعلیٰ پنجاب آج واقعہ ربوہ کے بارے میں عوام سے خطاب کریں گے۔

20 قادیانیوں نے اسلام قبول کرلیا

منڈی مریدکے، ۱۱ر جون- سابق امیر جماعت احمدیہ مریدکے منشی نور حسین نے اپنے 19 ساتھیوں سمیت مرزائیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کرلیا ہے اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت، مریدکے کے سامنے اعلان کیا ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو کافر اور مرتد سمجھتے ہیں۔ مسلمان ہونے والے افراد میں منشی نور حسین، برکت علی، مختار احمد، رشید احمد، محمد یوسف، شیخ محمد عنایت اللہ انور، شیخ محمد عطاء اللہ، شیخ محمد جمیل، شیخ محمد سلیم، شیخ بشارت علی، شیخ نسیم احمد، شیخ شاہد احمد، شیخ نصیر احمد، غلام حضور، عمر حیات، محمد امین، ناصر احمد، رفیق احمد، عبدالرؤف اور قاری محمد اکرم شامل ہیں۔

مشترکہ مجلس عمل کے اجلاس میں بھٹو شورش مذاکرات پر غور کیا گیا

لاہور، ۱۱ر جون (نامہ نگار خصوصی) آج یہاں مشترکہ مجلس عمل مجلس ختم نبوت کا ایک اجلاس ہوا، جس میں آغا شورش کاشمیری نے بھی شرکت کی۔ اجلاس میں آغا صاحب اور وزیراعظم کے مابین آج ہونے والے مذاکرات پر غور کیا گیا تاہم فیصلہ کیا گیا کہ مجلس عمل کی طرف سے ۱۴ر جون کو عام ہڑتال کا جو فیصلہ کیا گیا ہے وہ ضرور ہوگی۔ اس روز مسجد وزیر خاں میں ایک جلسہ بھی ہوگا۔ مجلس عمل کی طرف سے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے ان کو کلیدی اسامیوں سے ہٹایا جائے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے تاہم اس اجلاس میں وزیراعظم بھٹو اور آغا شورش کاشمیری کے مابین ہونے والی بات چیت پر کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا جاسکا اور مجلس عمل کے ارکان نے وزیراعظم سے ملاقات کے بعد اس مسئلہ پر کوئی حتمی فیصلہ کرنے پر اتفاق رائے کیا۔ یہ اجلاس کل پھر آغا شورش کاشمیری کے دفتر میں منعقد ہوگا۔

واقعہ ربوہ کے گرفتار شدگان کی عدالت پیشی

لاہور، ۱۱ر جون (سٹاف رپورٹر) لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال نے حمید احمد نصراللہ وغیرہ کی طرف سے دائر کردہ اس رٹ درخواست کی حمایت کی جس میں یہ استدعا

ں گئی ہے کہ وقوعہ ربوہ کے سلسلہ میں گرفتار ہونے والوں کو جیل سے باہر کسی عدالت میں پیش نہ
لیا جائے اور ان سے ملنے کے لیے ان کے وکیل کو اجازت دی جائے۔ فاضل جج کے روبرو
سسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نے بتایا کہ متعلقہ DIG کرائمنز نے انہیں اطلاع دی ہے کہ گرفتار
شدگان کو جیل سے باہر کسی عدالت میں پیش نہیں کیا جائے گا۔ مسٹر عبدالستار نجم نے بتایا کہ
درخواست کنندگان کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ ۱۳ر جون کو انہیں اسسٹنٹ کمشنر چنیوٹ کی عدالت میں
پیش کیا جائے گا بل کہ اصل صورت حال یہ ہے کہ اسسٹنٹ کمشنر چنیوٹ ان کا علاقہ مجسٹریٹ
نہیں ہے بل کہ سرگودھا کے کسی مجسٹریٹ کی اس سلسلہ میں ڈیوٹی لگائی جائے گی۔ درخواست
کنندہ کے وکیل خواجہ سرفراز نے عدالت سے استدعا کی کہ اگر پولیس نے کسی قسم کی شناختی پریڈ
کرانی ہے تو وہ سرگودھا کے متعلقہ مجسٹریٹ کی عدالت میں گرفتار شدگان کی پیشی سے قبل کرالی
جائے اور گرفتار شدگان کے وکلا کو ان سے ملاقات کی اجازت دی جائے۔ فاضل جج نے اس
ضمن میں اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل مسٹر عبدالستار نجم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں اس
سلسلہ میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

درخواست کنندہ کے وکیل نے بتایا کہ DIG کرائمنز کو اس امر کی درخواست دے دی گئی
ہے کہ وہ شناختی پریڈ گرفتار شدگان کو کسی عدالت میں پیش کرنے سے قبل کرائیں۔ فاضل جج نے
اس پر ہدایت جاری کر دی کہ DIG کرائمنز اس درخواست پر لازمی طور پر غور کریں اور اگر
شناختی پریڈ کرانا مقصود ہو تو سرگودھا کے مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کرنے سے قبل کرائیں۔
فاضل جج نے لکھا کہ جہاں تک وکلا کو ملاقات کی اجازت دینے کا تعلق ہے وہ جیل حکام کے
پاس درخواستیں دیں جو قانونی کارروائی کریں گے۔

۱۳ جون ۱۹۷۴ء

حکومت قادیانیت کے مسئلہ کا مستقل حل تلاش کرنے کی
کوشش کر رہی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب حنیف رامے کا عوام سے خطاب

لاہور ۱۲ر جون (اپ پ) وزیر اعلیٰ پنجاب مسٹر حنیف رامے نے کہا ہے کہ ربوہ کے

واقعہ کے فوری ردعمل سے نمٹنے کے بعد اب حکومت اس مسئلے کا مستقل حل تلاش کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ آج رات ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر صوبہ کے عوام سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ربوہ کے واقعہ کے بعد حکومت اطمینان سے نہیں بیٹھی، وہ اس مسئلے کے فوری اور دُور رَس امکانات سے پوری طرح باخبر ہے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور یہ پہلا موقع ہے کہ حکومت نے اس مسئلہ پر تشدد کی پالیسی اختیار نہیں کی۔ ختم نبوت کا مسئلہ ہمارے ایمان اور عقیدے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لیے حکومت اسے حل کرنے پر پوری توجہ دے رہی ہے۔ اس موقع پر جب کہ وزیراعظم لاہور میں موجود ہیں اور دینی و سیاسی رہنماؤں سے مسئلہ کے حل کے لیے مذاکرات کر رہے ہیں۔ بعض عناصر کی طرف سے ہڑتال اور مظاہروں کی دھمکی ناقابل فہم ہے۔ اگر اس انتباہ کے باوجود موقع پرست عناصر باز نہ آئے تو قانون شکنی اور امن درہم برہم کرنے کی ہر کوشش پوری سختی سے دبا دی جائے گی اور حکومت امن و امان برقرار رکھنے کے لیے کسی سخت سے سخت اقدام سے بھی نہیں ہچکچائے گی۔ عوام اور علماء اس مسئلہ کے حل کے لیے پُرامن فضا قائم کرنے میں مدد دیں۔ یہ مسئلہ جس سے آج ہم دوچار ہیں صرف اہم مسئلہ ہی نہیں بل کہ اس کی تاریخ بڑی پیچیدہ اور طویل ہے اور یہ مسئلہ سال ہا سال سے چلا آرہا ہے، اسے چٹکی بجانے میں حل نہیں کیا جا سکتا۔ اس پر حد درجہ غور و فکر کی ضرورت ہے۔ عوام سے توقع ہے کہ وہ اس مسئلے کے حل کی تلاش میں رخنے نہیں ڈالنے دیں گے اور محبّ وطن سیاسی لیڈر قولاً و فعلاً ہڑتال اور ایجی ٹیشن سے اپنی بے تعلقی کا عملی مظاہرہ کریں گے۔

حکومت پنجاب نے 29 مئی کو ربوہ ریلوے اسٹیشن پر رونما ہونے والے افسوس ناک واقعہ اور اس سے اُبھرنے والی صورت حال کا سختی سے نوٹس لیا ہے، راتوں رات پولیس نے ربوہ کا گوشہ گوشہ چھان کر 70 سے زاید افراد کو گرفتار کیا، پولیس کی کرائمز برانچ نہایت مستعدی اور سرگرمی سے مصروف تفتیش ہے جوں جوں تفتیش آگے بڑھ رہی ہے اس واقعہ میں ملوث بااثر افراد کی گرفتاری عمل میں آرہی ہے، امیر جماعت احمدیہ کو بھی شامل تفتیش کر لیا گیا ہے ساتھ اس واقعہ کے پورے منظر و پس منظر کی بھی ہائی کورٹ کی سطح پر تحقیقات ہو رہی ہے۔ یہ واقعہ عامۃ المسلمین کے نازک جذبات اور مقدس عقائد سے تعلق رکھتا ہے اس لیے ہم نے ابتدا ہی سے اس پر پوری توجہ مرکوز رکھی ہے۔ وزیراعظم پاکستان واشگاف الفاظ میں اعلان کر چکے ہیں کہ ہمارے اور عامۃ

المسلمین کے جذبات اور عقائد ایک ہیں البتہ ہم نے اس بات پر بھی اصرار کیا ہے کہ جہاں تک امن وامان برقرار رکھنے اور پاکستان میں بسنے والے ہر شہری کی جان، مال، عزت اور آبرو کے تحفظ کی ذمہ داری کا تعلق ہے، ہم اس ذمہ داری کو ہر قیمت پر پورا کریں گے۔ صوبے میں مکمل امن وامان ہے یہ کام اکیلے حکومت کے بس کا نہ تھا عوام کا شعور، علما کے تعاون اور اخبارات کے رویے نے اس اشتعال انگیز فضا کو سنبھالنے میں جو قابل فخر کردار ادا کیا ہے اسے نہ میں فراموش کر سکتا ہوں اور نہ تاریخ۔

مستقل حل کی کوششیں

مسئلے کے فوری اور ہنگامی پہلوؤں سے عہدہ برآ ہونے کے بعد ہم مطمئن ہو کر بیٹھ نہیں رہے، اخبارات سے سنسر اور مساجد سے DPR کی پابندیاں اٹھانے اور گرفتار شدگان کی رہائی کے فوراً بعد ہم نے اس برسوں پرانے اور پیچیدہ مسئلے کے مستقل حل کی کوشش کا آغاز کر دیا ہے یہ مسئلہ یا کوئی بھی مسئلہ تشدد اور لاقانونیت سے مستقل طور پر حل نہیں ہو سکتا۔ مسائل کا مستقل حل صرف افہام و تفہیم اور غور و فکر سے ممکن ہے اس حقیقت کے پیش نظر میں نے وزیراعظم بھٹو سے استدعا کی کہ وہ دینی اور سیاسی رہنماؤں سے گفت و شنید کریں۔ نتیجہ یہ ہے کہ وزیراعظم پاکستان اس وقت لاہور میں ہیں اور اب تک متعدد دینی اور سیاسی رہنماؤں سے ملاقات کر چکے ہیں، ملاقات و مذاکرات کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

ہڑتال کی دھمکی

وزیراعلیٰ نے اس بات کو افسوس ناک قرار دیا کہ ایک طرف یہ مذاکرات جاری ہیں مگر دوسری طرف بعض سیاسی عناصر اس مسئلے کو ایک نیا رُخ دینے کی کوشش کر رہے ہیں خود ان عناصر نے بھی وزیراعظم سے مذاکرات پر آمادگی کا اعلان کیا ہے لیکن ساتھ ہی یہ الٹی میٹم بھی دے دیا ہے کہ تین روز کے اندر اگر ان کے مطالبات کو تسلیم نہ کیا گیا تو وہ ہڑتال اور احتجاج کا راستہ اختیار کر لیں گے۔ گفت و شنید میں کسی نتیجے پر پہنچنے سے پہلے ہڑتال اور احتجاج کی منطق سمجھ میں نہیں آتی۔

انہوں نے کہا کہ آج جو مسئلہ درپیش ہے وہ سنگین بھی ہے اور اہم بھی اور اس مسئلے کی عہد

درعہد پھیلی ہوئی ایک طویل اور پیچ در پیچ تاریخ ہے اس لیے یہ چٹکیوں میں حل ہونے کی بجائے سنجیدہ غور و فکر کا متقاضی ہے جب ہم نے بات چیت کی پیش کش کر دی ہے اور ملک میں ایک ایسا دستور موجود ہے جو ختم نبوت کے عقیدہ کو تحفظ دیتا ہے تو پھر ہڑتال اور احتجاج کے اس الٹی میٹم کا کیا جواز رہ جاتا ہے خصوصاً جب الٹی میٹم دینے والے حضرات نے خود بھی بات چیت کی پیش کش قبول کر لی ہو۔

مشترکہ مجلس عمل کا اعلان

لاہور ۱۲ر جون (نامہ نگار خصوصی) تحریک ختم نبوت کی مشترکہ مجلس عمل کا ایک اجلاس آج رات گئے تک نواب زادہ نصر اللہ خاں کے دفتر میں جاری رہا۔ اجلاس میں وزیر اعظم بھٹو کے ساتھ مجلس عمل کے رہنماؤں کے آج کے مذاکرات پر غور و فکر کیا گیا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ مجلس عمل کے فیصلہ کے مطابق جمعہ ۱۴ جون کو واقعہ ربوہ کے خلاف ملک گیر اور مکمل ہڑتال کی جائے گی۔ یہ ہڑتال وزیر اعظم کے ساتھ مذاکرات کے پیش نظر ملتوی نہیں کی جاسکتی کیوں کہ ابھی تک وزیر اعظم نے مجلس کے مطالبہ پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کا اعلان نہیں کیا۔ مجلس عمل نے تمام دینی اور سیاسی جماعتوں اور عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ جمعہ ۱۴ جون کو ملک بھر میں مکمل ہڑتال کریں۔

مجلس شوریٰ جماعت اسلامی لاہور نے ایک قرارداد کے ذریعے لاہور کے شہریوں، تاجروں اور دکان داروں، مزدوروں اور طلبا سے اپیل کی ہے کہ وہ متحدہ جمہوری محاذ اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے اعلان کے مطابق ۱۴ جون جمعہ کو مکمل ہڑتال کریں اور قادیانیوں کے بارے میں مسلمانانِ پاکستان کے متفقہ مطالبات کی تائید کے لیے اپنے دینی اور اسلامی جذبات کا بھرپور مظاہرہ کریں۔ مجلس شوریٰ نے کہا ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے، انہیں کلیدی اسامیوں سے علاحدہ کرنے، ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے اور مرزا ناصر احمد کو گرفتار کرنے کے مطالبات سواد اعظم کے مطالبات ہیں اور یہ صرف مسلمانان پاکستان کے ہی مطالبات نہیں بل کہ رابطہ عالم اسلامی کے حالیہ اجلاس میں دنیا بھر کی مسلمان تنظیموں کے نمائندے بھی اسی نوع کے مطالبات کر چکے ہیں اس لیے حکومت پاکستان کو ان مطالبات کو فوری طور پر تسلیم کر کے اس معاملہ کو امن و امان کے لیے خطرہ بننے سے روکنا چاہیے۔

مولانا درخواستی کی اپیل

جمعیت علمائے اسلام کے سربراہ مولانا عبداللہ درخواستی کے علاوہ مفتی محمود اور مولانا عبیداللہ انور نے جمعیت علمائے اسلام کی تمام شاخوں سے اپیل کی ہے کہ وہ جمعہ کے دن مکمل ہڑتال کریں اور اس ہڑتال کو کامیاب کرائیں۔

پنجاب اسمبلی میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لیے قرارداد

لاہور، ۱۲رجون (چیف رپورٹر) صوبائی اسمبلی میں اپوزیشن کے متعدد ارکان نے ایک قرارداد کا نوٹس دیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ احمدی فرقے کو اقلیت قرار دیا جائے۔ یہ قرارداد اپوزیشن کے لیڈر علامہ رحمت اللہ ارشد، ڈپٹی لیڈر میاں خورشید انور، ملک خالق داد بندیال، سید تابش الوری، مرزا افضل حق، میاں افضل حیات کی طرف سے پیش کی جارہی ہے ان تمام ارکان نے علاحدہ علاحدہ قرارداد کا نوٹس دیا ہے۔ اسمبلی کے ڈپٹی لیڈر میاں خورشید انور نے کہا ہے کہ انہوں نے بھی ایسی ہی ایک قرارداد کا نوٹس دیا تھا لیکن سپیکر نے اسے پیش کرنے کی اجازت نہ دی۔ میاں صاحب نے کہا ہے کہ حکومت اس بنیادی مسئلہ کو حل کر دے تاکہ حکومت اور قوم دونوں مل کر ملک کے معاشی مسائل کو حل کرنے پر توجہ دے سکیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دے دیا تو اس کا واضح اعلان ہوگا کہ حکمرانوں نے سوشل اِزم اور دوسرے خلاف اسلام اِزم کو ترک کر دیا ہے اور اسلام کی صحیح راہ پر چل نکلے ہیں۔ اگر انہوں نے عامۃ المسلمین کا یہ مطالبہ تسلیم کرلیا تو اس میں ان کا بہت فائدہ ہوگا اور قطعاً کوئی نقصان نہ ہوگا۔

ملک گیر ہڑتال کی اپیل

لاہور، ۱۲رجون (اپنے سٹاف رپورٹر سے) صوبائی دارالحکومت کی سیاسی، دینی اور مذہبی تنظیموں نے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ مجلس عمل کے مطالبات کے ضمن میں ۱۴جون جمعہ کو ملک گیر ہڑتال کریں۔ جمعیت علماء اسلام کے صدر مولانا عبداللہ درخواستی، سیکرٹری مفتی محمود اور مولانا عبیداللہ انور نے جمعیت علماء اسلام کی تمام شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ ۱۴جون کو ملک گیر ہڑتال میں تعاون کریں اور ہڑتال کو کامیاب بنائیں۔

انہوں نے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ مشائخ وعلماء کے فیصلہ کے مطابق جب تک حکومت

مطالبات تسلیم نہیں کرتی ۔ جدو جہد جاری رہے گی۔ مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل چودھری غلام جیلانی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ پاکستان کے عوام ملک کے علماء و مشائخ اور متحدہ محاذ کے فیصلہ کے مطابق ۱۴ ارجون کو مکمل ہڑتال کر کے دینی حمیت کا بھرپور مظاہرہ کریں اور یہ ثابت کریں کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے، انہیں کلیدی اسامیوں سے برطرف کرنے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کے مطالبات پر پوری قوم متحد و متفق ہیں۔

انجمن تاجران پنجاب نے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا ہے کہ قومی و دینی معاملہ میں ملک کے علماء و مشائخ کی دعوت پر صوبہ بھر میں ہڑتال کی جائے گی۔ تاجران کے اجلاس کی صدارت مسٹر غلام مرتضٰی نے کی۔ انہوں نے کہا کہ انارکلی اور اس سے ملحقہ بازار جمعہ کو بند رہے گا۔ تاجران نے یہ فیصلہ مجلس عمل کی دعوت پر کیا ہے، یہ کسی تنظیم یا کسی مفاد پرست فرد کی اپیل پر نہیں کیا گیا ہے۔

فروٹ مارکیٹ ٹریڈ گروپ کے صدر حاجی سمیع الدین نے ایک بیان میں کہا ہے کہ علماء کے فیصلہ کے مطابق فروٹ سبزی مارکیٹ جمعہ بہ طور احتجاج بند رہے گی۔ انہوں نے مرزا ناصر کے بیان کی مذمت کی جو انہوں نے حکمران جماعت اور وزیر اعظم کے بارے میں دیا ہے اور اس کو غلط قرار دیا ہے۔

مرکزی جماعت غرباء اہل حدیث کے سیکرٹری مولانا ادریس ہاشمی نے ایک بیان میں تمام شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ جمعہ کی ہڑتال کو کامیاب بنا کر اسلامی غیرت اور حب رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا عملی مظاہرہ کریں۔ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور انہیں کلیدی اسامیوں سے ہٹایا جائے۔

کمرشل زون لبرٹی مارکیٹ گلبرگ III کا ایک ہنگامی اجلاس چوہدری محمد شریف کی صدارت میں ہوا جس میں ۱۴ ارجون کو مکمل ہڑتال کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

جمعیت طلبائے اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے ایک اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔

جمعیت کے صدر محمد اُسلوب قریشی نے طلبہ سے اپیل کی کہ وہ ۱۴ جون کو ملک گیر ہڑتال کو کامیاب بنائیں۔

تنظیم العقاب کے سیکرٹری جنرل احمد اویس نے کارکنوں کو ہدایت کی ہے کہ مجلس عمل کی اپیل پر ۱۴ رجون کو ہونے والی ملک گیر ہڑتال کو کامیاب بنانے کے لیے سرگرم ہو جائیں۔ تنظیم کا جمعہ کو گنج مغل پورہ کی اکبر مسجد میں بعد نماز جمعہ ایک جلسہ ہوگا اور جلوس نکالا جائے گا۔

پنجاب جمعیت طلباء اسلام کے ناظم اعلیٰ مسٹر عبدالمتین چودھری نے ۱۴ رجون کی ہڑتال کی کامیابی کی اپیل کی ہے اور کہا ہے کہ طلبا نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر قادیانیوں کو اقلیت قرار نہ دیا گیا تو ستمبر میں مرزائی طلبہ کو داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ انہوں نے سر ظفر اللہ کے بیان کی شدید مذمت کی اور ان پر مقدمہ چلانے کا مطالبہ کیا ہے۔

اسلامی جمعیت طلباء کا تحفظ ناموس فنڈ برائے تحریک ختم نبوت

لاہور، ۱۲ رجون (چیف رپورٹر) طلبہ کی سب سے بڑی تنظیم اسلامی جمعیت طلبہ پاکستان کے سربراہ مسٹر ظفر جمال بلوچ نے اعلان کیا ہے کہ اگر وزیراعظم بھٹو نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تو ان کے اقتدار پر جو ہاتھ بھی اٹھے گا ہم اسے کاٹ کر رکھ دیں گے اور ان کی حکومت کا مکمل تحفظ کریں گے لیکن اگر انہوں نے دورُخی پالیسی اختیار کی اور عامۃ المسلمین کے جذبات کا احترام نہ کیا تو پھر وہ زیادہ دیر تک پاکستان کے حکمران نہیں رہ سکیں گے، مسٹر بلوچ جمعیت کے تحت ایک جلسۂ عام سے خطاب کر رہے تھے، جلسہ سے سرحد اور سندھ کی جمعیت طلبہ کے ناظمین نے بھی خطاب کیا، جمعیت کی پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جمعیت کے ارکان تعلیمی ادارے بند ہونے کی وجہ سے ملک بھر میں پھیل گئے ہیں اور ہمارے فیصلہ کے مطابق وہ مرزائیوں کے خلاف تحریک میں ہراول دستہ بن کر کام کر رہے ہیں، ہم اس تحریک کو کبھی مرنے نہ دیں گے اور نہ ہی اس پر کوئی سودا بازی ہونے دیں گے، انہوں نے ختم نبوت تحریک کے لیے تحفظ ناموس فنڈ قائم کرنے کا اعلان بھی کیا اور اپیل کی کہ اس فنڈ میں دل کھول کر چندہ دیا جائے۔ جمعیت کے ناظم نے کہا کہ میں حکمرانوں سے یہ کہوں گا کہ وہ جوانوں کی للکار کو کان کھول کر سنیں جب تک قادیانیوں کو اقلیت قرار نہ دیا گیا ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے اور ہمارے سینے گولیوں کے لیے کھلے رہیں گے۔ پنجاب اور ملک کے دوسرے حصوں میں جو کچھ ہوا ہے اگر ہم حالات پر کنٹرول نہ کرتے تو ملک آگ میں جل رہا ہوتا، یہ سب کچھ ہم نے

اس لیے کیا ہے کہ حکمرانوں کو فیصلہ کرنے کا موقع دے سکیں، انہوں نے اس مسئلہ کو اسلامی مشاورتی کونسل کے پاس بھیجنے کی مخالفت کی اور کہا کہ اس مسئلہ پر اب کسی قسم کی رائے کی ضرورت نہیں رہی ہے، اگر کونسل کو یہ مسئلہ بھیجا گیا تو پھر حکمرانوں پر شک کیا جا سکے گا۔ انہوں نے کہا کہ بعض اطلاعات کے مطابق مسٹر بھٹو پر بیرونی دباؤ بڑھتا جا رہا ہے لیکن مسٹر بھٹو باہر نہ دیکھیں، عوام کے جذبات کو دیکھیں ہم اس معاملے میں آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کا کچھ بگڑ نے نہ دیں گے۔ انہوں نے ۱۴ جون کو ہڑتال کرنے کی اپیل کی اور کہا کہ ہڑتال مسلمانوں کے جذبات کی صداقت کی علامت ہو گی۔ مسٹر بھٹو کہتے ہیں کہ نوجوان ناراض ہیں میں ان کے پاؤں پر ٹوپی رکھنے کو تیار ہوں لیکن بھٹو صاحب اب نوجوانوں کی بات مان لیں تو ہم نوجوان ان کے سپاہی ہوں گے ورنہ دوسروں کا سر ہمارے قدموں میں ہو گا۔

سندھ جمعیت طلبہ کے ناظم مسٹر عبدالرحمٰن قریشی نے کہا کہ سندھ میں مرزائیوں کی تعداد بہت کم ہے صرف چند ایک وڈیرے اور بہت ہی قلیل تعداد غریب لوگوں کی قادیانیوں کے ہاتھوں میں گمراہ ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود سندھ میں زبردست احتجاج ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مرزائیوں نے پہل کی ہے اور خود ہی موقع بہم پہنچایا ہے۔

سرحد کے ناظم مسٹر خالد محمود نے بتایا کہ صوبہ بھر میں زبردست احتجاج جاری ہے اور قبائلی مسلح ہو کر پشاور پہنچے ہیں جو ربوہ کو تاخت و تاراج کرنے کے لیے بے قرار ہیں لیکن ان کو فی الحال روک دیا گیا ہے۔ انہوں نے احتجاج کے کئی واقعات بتائے اور کہا کہ سرحد بھر میں کالی جھنڈیاں لہرا رہی ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے صدر مسٹر فرید احمد پراچہ نے کہا کہ پنجاب بھر کے عوام جمعیت کی قیادت میں آگے بڑھ رہے ہیں، انہوں نے الزام لگایا کہ حکومت مرزائیوں کو نوازتی رہی ہے اور اسی وجہ سے انہیں اس کی جرات ہوئی ہے کہ وہ ربوہ میں یہ واقعہ کر سکیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر سیاسی لیڈر یا کوئی عالم حکومت سے سمجھوتہ کرے گا تو ہم اسے قبول نہیں کریں گے، مسلمانوں کی پالیسی کا اظہار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذّاب کے خلاف کر دیا تھا اور جھوٹے نبی کے خلاف تلوار استعمال کی تھی، جلسہ میں ایک قرارداد کے ذریعہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ بھی کیا گیا۔

۱۴ جون ۱۹۷۴ء

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبہ کی حمایت میں ملک گیر ہڑتال

لاہور، ۱۳ر جون (چیف رپورٹر) قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبہ پر زور دینے کے لیے کل ملک بھر میں عام ہڑتال کی جارہی ہے تمام بازار، منڈیاں اور پرائیویٹ کاروباری دفاتر بند رہیں گے۔ ٹرانسپورٹروں نے بھی ہڑتال کا اعلان کیا ہے جس کے مطابق کل پرائیویٹ بسیں بند رہیں گی۔ مغربی پاکستان موٹر ٹرانسپورٹ فیڈریشن کے جنرل سیکرٹری چودھری محمد حیات نے کہا:

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی خاطر بسیں تو کیا تن من دھن سب کچھ قربان کردیں گے۔''

صوبائی اسمبلی میں اپوزیشن کے ارکان اسمبلی کل کے اجلاس میں شرکت نہیں کریں گے اور وکلاء کرام عدالتوں کا بائیکاٹ کریں گے اس کا فیصلہ آج یہاں ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن نے کیا۔ ہڑتال کی اپیل تحریک ختم نبوت کی مشترکہ مجلس عمل نے کی تھی۔ مجلس عمل کے فیصلہ کے مطابق کل نماز جمعہ کے بعد مسجد وزیر خاں میں ایک جلسہ ہوگا۔ مجلس عمل نے عامۃ المسلمین کے ان تین مطالبات پر زور دینے کے لیے ہڑتال کی اپیل کی تھی۔

۱۔ مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔

۲۔ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

۳۔ مرزائیوں کو کلیدی اسامیوں سے علاحدہ کردیا جائے۔

مجلس عمل کے ترجمان نے آج رات کہا ہے کہ وزیراعظم کی تقریر کے بعد بھی ہڑتال کا فیصلہ اپنی جگہ پر قائم ہے۔ ترجمان نے عامۃ المسلمین سے اپیل کی ہے کہ وہ پُرامن رہیں اور اگر کوئی شرارتی گروہ فتنہ وفساد پھیلانے کی کوشش کرے تو اس کی کوشش کو ناکام بنادیا جائے۔

کل پاکستان مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے کنویز مولانا محمد یوسف بنوری، جمعیت اتحاد العلماء کے ناظم اعلیٰ مولانا گلزار احمد پراچہ، مجلس احرار اسلام کے ناظم نشرواشاعت چودھری ثناء

اللہ بھٹہ، پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے صدر مسٹر فرید احمد پراچہ، جمعیت المشائخ پنجاب کے امیر سید مبارک گیلانی، مرکزی جمعیت غرباء اہل حدیث لاہور کے صدر جناب محمد یحیٰی، خاکسار تحریک کے آغا بشر، تحریک استقلال کے مسٹر غلام نبی شاہد، تحریک طلباء اسلام کے محمد عباس نجمی، عبداللطیف خالد چیمہ، تحریک مجاہدین اسلام پاکستان کے سیکرٹری محمد اکرم مسافر نے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ ۱۴ رجون کو مکمل ہڑتال کریں۔

جمعیت علمائے پاکستان لاہور کے سیکرٹری مولانا فیض القادری نے کہا کہ اس ہڑتال کو اشتعال انگیزی یا وطن دشمنی قرار دینا نامناسب ہے۔ یہ ہڑتال مسلمان اپنے عقیدے کے اظہار کے لیے کرر ہے ہیں۔ متحدہ مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل اور جماعت اسلامی پنجاب کے امیر چودھری غلام جیلانی نے ایک الگ بیان میں تمام کاروباری اداروں سے مکمل ہڑتال کی اپیل کی ہے۔ یہ ہڑتال کسی سیاسی منفعت کی خاطر نہیں کی جارہی بل کہ اس کا مقصد اسلام دشمن طاقتوں کی ریشہ دوانیوں کے خلاف عوام کے جذبات کا پُرامن اظہار ہے۔ مجلس لاہور مجاہدین الفتح، العباس، جماعت مبلغین توحید وسنت، تحریک استقلال طلبا کی تنظیم اور لاہور کی دیگر تمام دینی اور سیاسی تنظیموں نے جن میں سُنّی، شیعہ، اہل حدیث اور اسلام کے دیگر ہر مکتب فکر کے عوام شامل ہیں۔ ۱۴ رجون کو مکمل ہڑتال کرنے کا اعلان کیا ہے۔

قومی اسمبلی میں اپوزیشن کا فیصلہ

متحدہ پارلیمانی پارٹی کے جنرل سیکرٹری مولانا شاہ احمد نورانی کی طرف سے جاری کردہ ایک پریس ریلیز میں کہا گیا ہے کہ تمام دینی قائدین، علماء کرام اور متحدہ جمہوری محاذ کی مجلس عمل کی طرف سے اعلان کے بعد متحدہ اپوزیشن پارلیمانی پارٹی نے بھی کل سارے ملک میں مکمل ہڑتال کرنے کی اپیل کی ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد

پنجاب اسمبلی میں حزب اختلاف کے قائد علامہ رحمت اللہ ارشد نے وزیراعظم بھٹو کی نشری تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کا مسئلہ فوری توجہ کا مستحق ہے اس لیے اس ضمن میں تاخیر روانہ رکھی جائے۔ اس سلسلہ میں حکومت بڑی آسانی سے آرڈی ننس جاری کرسکتی ہے۔

قادیانیوں کو فوری اقلیت قرار دیا جائے۔ اپوزیشن ارکان پنجاب اسمبلی

لاہور، ۱۳ر جون (نامہ نگار خصوصی) آج پنجاب اسمبلی میں ضمنی بجٹ پر عام بحث کے پہلے روز صوبائی حکومت کو ہدف تنقید بنایا گیا، اپوزیشن ارکان نے صوبے میں امن و امان کی صورت حال پر سخت نکتہ چینی کی اور مطالبہ کیا کہ قادیانی مسئلے کا جلد از جلد کوئی حل تلاش کیا جائے۔ سواد اعظم کا خیال رکھتے ہوئے قادیانیوں کو فوری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور اس سلسلے میں لیت ولعل اور تاخیر روا رکھ کر امن عامہ کے مسئلہ کو مزید سنگین ہونے سے بچایا جائے۔

جو شخص ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں۔

وزیر اعظم بھٹو کا عوام سے خطاب

لاہور، ۱۳ر جون (نامہ نگار خصوصی) وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے واشگاف الفاظ میں اپنی حکومت کے اس عقیدے کا اعلان کیا ہے کہ جو شخص ختم نبوت پر یقین نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں ہے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے یقین دلایا کہ ربوہ کے واقعہ سے تعلق رکھنے والے سارے مسئلے کو جولائی کے پہلے ہفتے میں قومی اسمبلی کے سامنے پیش کر دیا جائے گا اور حکمران جماعت کے ارکان پر پارٹی کی طرف سے کسی قسم کا دباؤ نہیں ڈالا جائے گا اور انہیں آزادی ہوگی کہ وہ کم و بیش 90 سال پرانے اس اہم اور نازک مسئلے کو عوام کی اکثریت کی خواہشات اور ایمان اور عقیدے کی رُو سے مستقل طور پر حل کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے مسئلے پر میں آمرانہ طور پر خود کوئی فیصلہ کرنا پسند نہیں کرتا۔ دوسرا یہ کہ اس وقت ربوہ کیس صمدانی ٹربیونل میں بھی پیش ہے۔ اس ٹربیونل کو بھی ضرور کچھ مہلت ملنی چاہیے۔ جمہوری طریق کار یہی ہے کہ اس اہم مسئلے پر عوام کے منتخب نمائندے خود سوچ سمجھ کر کوئی فیصلہ کریں۔

وزیر اعظم نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ ان کے اقتدار کے مختصر سے عرصہ میں یکے بعد دیگرے بحران پیدا کیے جاتے رہے ہیں۔ ابھی بلوچستان کا سیاسی بحران ختم نہیں ہوا تھا کہ حکومت کی توجہ بھارت کے ایٹمی دھماکے کی طرف مبذول ہوگئی اور اب اچانک ربوہ کا واقعہ

سیاسی سٹنٹ بنا کر کھڑا کر دیا گیا ہے۔ یہ مسئلہ منصفانہ طور پر حل کر لیا جائے گا لیکن عوام کو چاہیے کہ وہ صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور جذبات کی رو میں دیوانے نہ ہو جائیں۔ انہیں مفاد پرست سیاست دانوں کا آلۂ کار بھی نہیں بننا چاہیے اور امن وامان کو کسی قیمت پر متاثر نہیں کرنا چاہیے۔

بعض دوسرے بحرانوں کی طرح یہ بھی ایک غیر ملکی سازش معلوم ہوتی ہے۔ (سیاسی و دینی رہنماؤں کی طرف سے کل ۱۴ رجون کو عام ہڑتال کرنے کی اپیل کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ) آپ بڑے شوق سے ہڑتال کریں لیکن یہ یاد رکھیں کہ کسی بھی شہری کے جان و مال کو خطرہ لاحق نہیں ہونا چاہیے۔ حکومت ہر شہری کے تحفظ کی ذمہ دار ہے خواہ وہ احمدی ہو، عیسائی ہو یا ہندو یا سکھ۔ فوج کو تیار رہنے کا حکم دے دیا گیا ہے اور اگر پُر امن شہریوں کے جان و مال کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی تو اسے سختی سے کچل دیا جائے گا۔

فیصلہ قابل فخر ہوگا

میں بڑے مضبوط اعصاب والا سیاست دان ہوں اور نا کام سیاست دانوں کے الٹی میٹم سے نہیں ڈرتا۔ اگر وہ میرے سینے پر بندوق رکھ کر فیصلہ کرانا چاہتے ہیں تو اس میں انہیں کبھی کامیابی نہ ہوگی۔ میں یہ فیصلہ دو منٹ کے اندر کر سکتا ہوں مگر دباؤ کے تحت کبھی نہیں کروں گا۔ میں قادیانیوں کے مسئلہ کا جمہوری منصفانہ اور صحیح فیصلہ کر دوں گا اور مجھے اپنے فیصلے پر فخر ہوگا۔ یہ فیصلہ کرانے کے لیے وقت کی قید نہیں لگائی جاسکتی۔

اس وقت صمدانی ٹربیونل ربوہ کے واقعہ کی تحقیقات کر رہا ہے ہمیں اس کے فیصلے اور سفارشات کا بھی انتظار کرنا چاہیے۔ اس فیصلہ سے بھی ہمیں کچھ باتیں مل سکتی ہیں۔ بجٹ منظور ہونے کے فوراً بعد میں یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں لے جاؤں گا۔ ۳۰ جون سے پہلے اسے قومی اسمبلی میں پیش کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیوں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ بجٹ پر بحث ادھوری چھوڑ کر کوئی اور مسئلہ چھیڑ دیا جائے۔ بجٹ منظور ہونے کے فوراً بعد جولائی کے پہلے ہفتے میں قومی اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ اس بارے میں ایک قرارداد منظور کرے اس کے بعد قومی اسمبلی کو اختیار ہو گا کہ وہ یہ مسئلہ اسلامی مشاورتی کونسل کو پیش کر دے یا سپریم کورٹ کے کسی جج کے سپرد کر دے۔

ختم نبوت کا مسئلہ ہرگز متنازعہ نہیں۔ فیصلہ تو ہو چکا ہے اور یہ بات طے شدہ ہے کہ جو شخص ختم نبوت کا قائل نہیں ہے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اب اسے ضابطے کے تحت لانا باقی ہے۔

ہم قادیانیوں کے محتاج نہیں

گزشتہ عام انتخابات میں قادیانیوں نے پیپلز پارٹی کو ووٹ دیے تھے لیکن انہوں نے ہمیں خرید تو نہیں لیا۔ ووٹ تو ہمیں شیعوں اور دوسرے فرقوں نے بھی دیے مگر ہم ان کے محتاج تو نہیں۔ میں صرف اللہ کا محتاج ہوں اور پاکستان اور اس کے عوام سے وفاداری میرا ایمان ہے۔ میں وہی کروں گا جو میرا ضمیر کہے گا۔

کنفیڈریشن

(وزیراعظم نے اپوزیشن کے پروپیگنڈے کی شدید مذمت کی) بھارت کے ساتھ کنفیڈریشن بنانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کم از کم میرے دَور اقتدار میں ایسا کبھی نہیں ہوگا۔

ہیرو بننا نہیں چاہتا

بعض سیاست دان مجھ سے قادیانیوں کے مسئلہ پر بات چیت کرنے آئے اور انہوں نے کہا کہ اگر آپ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیں تو پوری قوم آپ کو ہیرو مان لے گی لیکن میں ہیرو نہیں بننا چاہتا۔ یوں تو میں 1965ء کی جنگ سے لے کر عام انتخابات تک ہمیشہ ہی ہیرو رہا ہوں لیکن فی الحقیقت مجھے یہ خطاب حاصل کرنے کی آرزو نہیں۔

ہر شہری کی حفاظت کی جائے گی

ہڑتال میں مار پٹائی اور افراتفری نہیں ہونی چاہیے، عوام کو رواداری اور انسانیت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑ دینا چاہیے۔ دشمن کا جو ہواباز شہروں پر بم گرانے آتا ہے جب وہ چھتری سے کود جاتا ہے تو اس کو جان سے نہیں مار دیا کرتے۔ ہم اپنے وطن کے بدترین دشمن سے بھی انسانی سلوک روا رکھتے ہیں تو بھی یہاں ہم کیوں اپنے ہم وطنوں کے جان و مال کے درپے ہو جائیں؟ حکومت پر ہر شہری کی حفاظت کی ذمہ داری عاید ہوتی ہے اور یہ فرض ہر حالت میں پورا کرے گی۔

ہمارے سیاست دانوں کو اگر واقعی احمدیوں سے پرخاش ہوتی تو وہ اب تک خاموش نہ رہتے۔ NAP نے صوبہ سرحد میں ۹ ماہ تک حکومت کی ہے لیکن مرزائیوں کے خلاف ایک بھی قرارداد سرحد اسمبلی میں پیش نہیں کی۔ (ولی خان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا) وہ تو آئے دن یہ کہتے ہیں کہ قندھار میں میرے فلاں رشتہ دار کے ساتھ یہ کرو وہ کرو۔ ان لیڈروں کا کیا ہے انہیں تو پاکستان کو نقصان پہنچانے کا موقع ملنا چاہیے۔

کانٹوں کی سیج

جب یحیٰی کا ہٹھ بیٹھنے لگا تو اس نے مجھے بلا کر اقتدار میرے حوالے کر دیا، مجھے اقتدار کا شوق نہ تھا اگر میں خود غرض سیاست دان ہوتا تو میں کہتا کہ آپ اپنی جگہ کسی اور جنرل کو لے آئیں مگر میں نے اس ملک اور اس کے عوام کی خاطر یہ کانٹوں کی سیج قبول کر لی۔ اگر میں اقتدار نہ سنبھالتا تو آپ دیکھتے کہ تین ماہ کے اندر ملک کا کیا حشر ہوتا!!!

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ میں برسر اقتدار کیا آیا میرے لیے مصائب و مشکلات کے دروازے کھول دیے گئے اور ایک کے بعد دوسرا بحران پیدا کیا جاتا رہا۔ سب سازشیں میرے علم میں پہلے سے تھیں۔ میں نے ہر چیلنج کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اب بھی کر رہا ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ کوئی سازش کامیاب نہ ہو سکی، جن بحرانوں سے میں گزرا ہوں ان میں لسانی مسئلہ، مزدوروں کا مسئلہ، پولیس کی ہڑتال اور بلوچستان کا مسئلہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

پولیس کی ہڑتال۔ ایک ایسی خوف ناک سازش تھی جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے بعد اقتصادی بحران پیدا ہوا اور روپے کی قیمت بہت زیادہ کم کر دینا پڑی۔ ایک دفعہ میں سوڈان کے دورے پر تھا کہ مجھے بین الاقوامی طور پر اطلاع ملی کہ میرے ملک کے خلاف ایک داخلی سازش تیار کی جا رہی ہے اس طرح ہمارے خلاف سیاسی سٹنٹ اور بیرونی عناصر دونوں کارفرما تھے۔

قادیانیوں کا مسئلہ حل کرنے کا شرف بھی ان شاء اللہ مجھے ہی حاصل ہوگا۔ بھٹو

لاہور، ۱۳ر جون (نامہ نگار خصوصی) وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے کہا ہے کہ میں مسلمان ہوں، مجھے مسلمان ہونے پر فخر ہے۔ کلمہ کے ساتھ پیدا ہوا تھا اور کلمہ کے ساتھ مروں گا۔ ختم

نبوت پر میرا ایمان کامل ہے اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں نے ملک کو جو دستور دیا ہے اس میں ختم نبوت کی اتنی ٹھوس ضمانت نہ دی گئی ہوتی۔

انہوں نے آج شام اپنی نشری تقریر میں استفسار کیا کہ 1956ء اور 1962ء کے آئین میں ایسی کوئی ضمانت کیوں نہیں دی گئی حالاں کہ یہ مسئلہ 90 سال پرانا ہے۔ مسٹر بھٹو نے کہا کہ یہ شرف اسی گنہ گار کو حاصل ہوا ہے اور ہم ہی نے اپنے دستور میں صدر مملکت اور وزیراعظم کے لیے ختم نبوت پر کامل ایمان کو لازمی شرط قرار دیا ہے۔ ہم نے یہ ضمانت اس لیے دی ہے کہ ہمارے ایمان کی رُو سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے آخری رسول تھے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے خوشی ہے کہ میں نے ملک کو نیا عوامی دستور دیا۔ صوبائی خود مختاری کے مسئلہ کو نمٹا ڈالا۔ شملہ کا معاہدہ کیا، لسانی جھگڑا طے کر دیا، بنگلہ دیش کو تسلیم کر کے تعلقات کی تجدید کی، بلوچستان کا سیاسی مسئلہ حل کر رہا ہوں اور ان شاء اللہ عوام کے تعاون سے قادیانیوں کا مسئلہ بھی مستقل طور پر حل کر دوں گا، اس بارے میں جو بھی فیصلہ ہو گا وہ منصفانہ ہو گا۔ یہ اعزاز بھی مجھے ہی حاصل ہو گا اور یوم حساب خدا کے سامنے میں اس کام کے لیے سرخ رُو ہوں گا۔

70 افراد مرزائیت سے تائب ہو گئے

جھنگ ۱۳ر جون (نمائندہ خصوصی) آج جھنگ کے 70 افراد نے جن میں خواتین اور بچے شامل ہیں۔ اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ ان خاندانوں کے سربراہوں نے چوک بازار میں ایک بھاری اجتماع کے سامنے قادیانیت سے تائب ہونے کا اعلان کیا۔ حکیم مفتی یسین اور حاجی عبدالمجید خاں نے ان حضرات سے عہد لیا۔ علاوہ ازیں مجلس ختم نبوت ضلع جھنگ، کل پاکستان مجلس عمل ختم نبوت کی اپیل پر کل ۱۴ جون سے مکمل ہڑتال کا اعلان کیا ہے۔

وزیراعظم نے صحیح طریق کار منتخب کیا ہے

لاہور، ۱۳ر جون (نامہ نگار خصوصی) آج شام وزیراعظم بھٹو کی نشری تقریر کا عوامی حلقوں میں مخلصانہ خیر مقدم کیا گیا۔ عوام مسٹر بھٹو کی طرف سے اس سلسلہ میں کسی فیصلہ اور اعلان کے شدت سے منتظر تھے اور ان کی تقریر سننے کے بعد بیشتر لوگوں نے یہی خیال ظاہر کیا کہ وزیراعظم نے مسلمانان پاکستان کی اُمنگوں کی تکمیل اور جذبات کے احترام کے لیے جو راستہ اختیار کیا ہے

وہی جمہوری اور آئینی ہے۔

۱۵ جون ۱۹۷۴ء

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبہ کی حمایت میں ملک گیر ہڑتال

لاہور، ۱۴ رجون (سٹاف رپورٹر) تحریک ختم نبوت کی متحدہ مجلس عمل کی اپیل پر آج قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبہ کی حمایت میں ملک گیر ہڑتال رہی۔ تمام کاروباری ادارے اور منڈیاں بند رہیں۔ صوبائی دارالحکومت میں تمام بازار، ریستوران اور منڈیاں بند رہیں۔ صوبائی اسمبلی کے اراکین نے اجلاس میں شرکت نہیں کی۔ ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن نے عدالتوں کا بائیکاٹ کیا، پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین نے سینٹ ہال میں ایک احتجاجی جلسہ عام منعقد کیا اور مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ شہر کی تمام مساجد میں مجلس عمل کے مطالبات کی حمایت کی گئی۔ شہر میں آج مکمل ہڑتال تھی، ادویات کی دکانیں کھلی تھیں جو بعد میں بند کر دی گئیں۔ شہر کے اہم مقامات پر پولیس، فیڈرل سکیورٹی اور فوج کے دستے متعین ہیں کسی ناخوش گوار واقعہ کی اطلاع نہیں ملی ہے۔ متحدہ مجلس عمل نے عامۃ المسلمین کے ان تین مطالبات پر زور دینے کے لیے ہڑتال کی اپیل کی تھی؛

۱۔ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۲۔ انہیں کلیدی اسامیوں سے ہٹایا جائے۔

۳۔ اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

آج پورے ملک میں پُرامن ہڑتال ہوئی، اتنی زبردست اور پُرامن ہڑتال آج تک نہیں ہوئی تھی۔ تمام دکانیں، کاروباری ادارے، سپورٹس اور آلات جراحی تیار کرنے والے کارخانے حتیٰ کہ ٹرانسپورٹ تک بند رہی۔ پولیس، وفاقی سکیورٹی فورس شہر میں جگہ جگہ متعین تھیں، کسی بھی ناخوش گوار واقعہ کی اطلاع نہیں ملی۔ تمام مساجد میں نماز جمعہ کے موقع پر ختم نبوت کے موضوع پر تقاریر کی گئیں۔

[کوئٹہ، پشاور، ڈسکہ بھلوال، وزیر آباد، گجرات، سرگودھا، کوٹ عبدالحکیم، حافظ آباد،

بھکر ضلع میانوالی، لائل پور، راول پنڈی، ملتان، نارووال، کراچی، شیخوپورہ میں مکمل طور پر ہڑتال رہی۔ مختلف مکاتب فکر کے علماء، وکلا و دیگر رہنماؤں نے جلسے جلوس وریلیوں کا اہتمام کیا۔ گجرات میں متعدد گرفتاریاں عمل میں آئیں جب کہ راول پنڈی میں سکیورٹی اداروں نے مظاہرین کو منتشر کرنے کے لیے لاٹھی چارج کیا۔]

مسجد وزیر خان میں مجلس عمل کا اجتماع

لاہور،۱۴ر جون (سٹاف رپورٹر) تحریک ختم نبوت کی متحدہ مجلس عمل کے زیر اہتمام قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبہ کے ضمن میں آج نماز جمعہ کے بعد مسجد وزیر خان میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا جس میں قادیانیوں کا مکمل سوشل بائیکاٹ کرنے کا اعلان کیا گیا اور مقررین نے کہا کہ جب تک اس فرقہ کو غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیا جاتا اور متحدہ مجلس عمل کے مطالبات تسلیم نہیں ہوتے۔ تحریک ختم نبوت جاری رہے گی۔ جلسہ عام کی صدارت پاکستان جمہوری پارٹی کے صدر نواب زادہ نصر اللہ خان نے کی۔ اجتماع سے متحدہ مجلس عمل کے کنوینر مولانا یوسف بنوری، جمعیت علمائے پاکستان کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالستار نیازی، مدیر چٹان آغا شورش کاشمیری، جماعت اہل حدیث کے امیر حافظ عبدالقادر روپڑی، جمعیت علمائے اسلام پنجاب کے صدر مولانا عبیداللہ انور، (دارالعلوم) حزب الاحناف کے سربراہ مولانا محمود احمد رضوی، تحریک استقلال کے رہنما علامہ احسان الٰہی ظہیر، احرار اسلام کے جناب ثناء اللہ بھٹہ، پاکستان مسلم لیگ کے جوائنٹ سیکرٹری میجر اعجاز احمد، جماعت اسلامی پنجاب کے امیر چودھری غلام جیلانی، ادارہ تحفظ حقوق شیعہ کے سیکرٹری سید مظفر علی شمسی، سید غضنفر علی، جمعیت اہل حدیث کے میاں فضل الحق، مسٹر بارک اللہ ایڈووکیٹ اور علامہ ابراہیم نے خطاب کیا۔

نواب زادہ نصر اللہ خان نے کہا کہ بھارتی ایٹم بم اور قادیانیوں کا طلبا پر حملہ ایک ہی سازش کی کڑی ہیں۔ بھارت نے ایٹم بم کا دھماکہ کر کے ہمیں مضمحل کرنے کی کوشش کی ہے اور قادیانیوں نے بھی اسی مقصد کے لیے طلبا پر حملہ کیا ہے اور جان بوجھ کر طاقت آزمائی کی ہے۔ تحریک ختم نبوت کسی سیاسی یا دینی جماعت نے نہیں چلائی بل کہ یہ ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے۔ قوم ختم نبوت کے مسئلہ پر متحد ہوگئی ہے اور یہ خوش آیند بات ہے۔ مجلس عمل کا اجلاس ۱۶ جون کو اس (وزیر اعظم کی تقریر) پر غور کرے گا اور وزیر اعظم بھٹو کا تفصیل سے جواب دیا جائے گا۔

قادیانیوں کا فتنہ اس لیے کھڑا کیا گیا تھا کہ مسلمانوں میں جذبۂ جہاد کو ختم کیا جا سکے۔ یہ انگریزوں کے ایجنٹ ہیں اگر ہماری موجودہ تحریک اسی جذبہ اور جوش کے ساتھ جاری رہی تو ہم اپنے مطالبات منوانے میں کامیاب ہوں گے۔

مولانا یوسف بنوری

قادیانیوں کو فوراً اقلیت قرار دیا جائے جب تک انہیں اقلیت قرار نہیں دیا جائے گا، قوم چین سے نہیں بیٹھے گی۔

مولانا عبدالستار خان نیازی

کل ملت منتشر تھی لیکن آج عشق رسول نے انہیں متحد کر دیا ہے سارے ملک میں ہڑتال ہے اور علاقائی تعصب ختم ہو گیا ہے۔ ہماری قومیت کی اساس نسل، علاقہ، زبان اور معاشی مفادات پر نہیں ہے بل کہ امت کا تصور اسلام کے اُصول، عقیدہ اور نظریہ پر ہے اور عشق رسول ہماری اساس اور ہماری امت کی بنیاد ہے۔

(وزیراعظم بھٹو کی تقریر کا ذکر کرتے ہوئے کہا) سازش اگر ہو سکتی ہے تو وہ ربوہ اور برسراقتدار طبقہ کے درمیان ہو سکتی ہے۔ ہم کسی سازش میں ملوث نہیں ہیں۔ مسئلہ ختم نبوت سیاسی یا غیر سیاسی بات نہیں یہ ہمارا ایمان وعقیدہ ہے۔

قادیانی کافروں کے ایجنٹ ہیں انہوں نے اسرائیل میں مشن قائم کر رکھا ہے اور یہود جو عالم اسلام کا دشمن ہے ان کا دوست ہے وہ نظریۂ پاکستان اور اساس پاکستان کے بھی دشمن ہیں۔ خواجہ رفیق، ڈاکٹر نذیر اور جاوید نذیر کو اس لیے گولی ماری گئی کہ وہ وزیراعظم پر نکتہ چینی کرتے تھے تو پھر ان لوگوں کو غیر مسلم اقلیت کیوں قرار نہیں دیا جاتا جو ختم نبوت کے باغی ہیں۔

16 جون کو مجلس عمل کا اجلاس ہو گا جس میں 30 جون تک مہلت دینے کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اگر یہ مسئلہ 30 جون تک حل نہ ہوا تو ہم اس وقت تک جدوجہد جاری رکھیں گے جب تک ہمارے مطالبات تسلیم نہیں کیے جاتے۔

شورش کاشمیری

ملک گیر ہڑتال ہم نے اس لیے کی ہے تا کہ حکومت کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے مطالبات کیا ہیں۔ وزیراعظم بھٹو نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ جو ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا وہ

مسلمان نہیں ہے۔ اس اعلان کے بعد قومی اسمبلی میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر وزیراعظم بھٹو نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا قانون تیار کیا تو یہ قوم ان کو آنکھوں پر بٹھائے گی۔ وزیراعظم بھٹو مجلس عمل کے مطالبات مان لیں گے۔ اب قادیانی ملک میں نہیں رہ سکتے۔ قومی اسمبلی میں اگر کسی رکن نے مرزائیوں کے حق میں ووٹ دیا تو ہم اس کا سختی سے محاسبہ کریں گے۔ کسی ممبر، وزیر کو یہ جرات نہیں ہو سکے گی۔

(حاضرین سے کہا) وہ قادیانیوں کا مکمل سوشل بائیکاٹ کرنے کا عہد کریں۔ قادیانیوں کو 30 جون تک اقلیت قرار دیا جائے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو ہم انہیں ملک میں کوئی تحفظ نہ دیں گے۔ ہم جھگڑا فساد کرنا نہیں چاہتے لیکن ان کی تمام چیزوں کا بائیکاٹ کیا جائے گا۔ ان کی دکانوں، ہوٹلوں اور کارخانوں کی بنی ہوئی چیزیں نہ خریدی جائیں۔ قادیانیوں کی انتہائی کوشش ہے کہ لاہور میں فساد ہو لیکن ہم فساد نہیں چاہتے۔ مرزائیوں کو کلیدی اسامیوں سے ہٹا دیا جائے۔

میاں فضل حق

میں جمعیت اہل حدیث کی طرف سے قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کا اعلان کرتا ہوں۔

مولانا عبیداللہ انور

کامیاب ملک گیر ہڑتال کر کے ہم نے حکمرانوں، عالم اسلام بل کہ دنیا پر واضح کر دیا ہے کہ یہ کسی گروہ، سیاسی جماعت کا نہیں بل کہ مسلمانوں کے ایمانی جذبات ان کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ ختم نبوت پاکستان کی سالمیت، اتحاد اور بقا کا مسئلہ ہے اور ناموس رسول کے تحفظ کے لیے ملک کا بچہ بچہ ہر قربانی کے لیے تیار ہے۔ اگر اس تحریک کو ناکام کرنے کی کوشش کی گئی تو ۱۹۵۳ء کی طرح یہ تحریک سرد نہ ہو گی ہم اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر دم لیں گے۔ وزیراعظم بھٹو کو 30 جون تک کی مہلت دیں گے اور اس دوران تحریک کو ملک کے گاؤں گاؤں میں پہنچا دیں گے۔

(عوام سے اپیل کی) وہ توڑ پھوڑ نہ کریں تا کہ ۱۹۵۳ء کی طرح ہم حکومت کے مدمقابل نہ آئیں۔ اپنے جذبات کو قابو میں رکھیں تا کہ یہ مسئلہ حل ہو سکے۔ مرزا ناصر احمد کو گرفتار کیا جائے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

چودھری غلام جیلانی

آج کی مکمل ہڑتال دیکھ کر مجھے یقین ہوگیا ہے کہ مسلمان قوم زندہ ہے۔ جماعت اسلامی اس مسئلہ کے لیے تختۂ دار تک گئی ہے اور اس کے لیے ہم جان دینا سعادت سمجھتے ہیں۔ اگر ہمارا اتحاد اسی طرح قائم رہا تو ہم اپنے مشن میں کامیاب ہوں گے۔

احسان الٰہی ظہیر

جب تک حکومت ہمارے مطالبات تسلیم نہیں کرتی ہم اس کا دامن نہیں چھوڑیں گے۔ وزیراعظم بھٹو نے 30 جون تک مہلت مانگی ہے اگر ان کا خیال ہے کہ ہمارے جذبات سرد ہو جائیں گے تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ایسا نہیں ہوسکتا۔ سیاسی مذاکرات اور مصالحت ہوسکتی ہے لیکن ختم نبوت کے مسئلہ پر کوئی مصالحت نہیں ہوسکتی۔ ہم امن و امان چاہتے ہیں اور حکومت سے تصادم نہیں چاہتے لیکن اگر حکومت نے قادیانیوں کے تحفظ کے لیے ہم سے تصادم کیا تو ہم سنگینوں کا مقابلہ کریں گے۔

مظفر علی شمسی

ہم لاقانونیت اور تشدد کے حامی نہیں ہیں لیکن جب تک مرزائیوں کو اقلیت قرار نہیں دیا جاتا ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

مفتی سید محمود احمد رضوی

جب تک مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیا جائے گا ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا دستور کے عین مطابق ہے کیوں کہ دستور میں ختم نبوت کو تحفظ دیا گیا ہے۔ جب بھی امت کا کوئی بنیادی مسئلہ زیرِ غور آیا ہے اس وقت علماء نے متحد ہو کر تحریک چلائی ہے۔

عبدالقادر روپڑی

ربوہ سٹیشن کے طلبہ کا خون رنگ لائے گا اور یہ تحریک ہمارے مطالبات تسلیم ہونے تک جاری رہے گی۔

ثناء اللہ بھٹہ

مجلس احرار کے رضا کار مجلس عمل کی آواز پر ہر قربانی دینے کو تیار ہیں جب تک ختم نبوت کا مسئلہ حل نہیں ہوتا ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔

میجر اعجاز احمد

مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کی جو تحریک شروع ہوئی ہے وہ کامیاب ہو گی اور ہم اس تحریک کے لیے اپنی جان و مال قربان کر دیں گے۔

ائیر مارشل (ریٹائرڈ) اصغر خان سربراہ تحریک استقلال کی پریس کانفرنس

لاہور، ۱۴ ر جون (چیف رپورٹر) تحریک استقلال کے سربراہ ائیر مارشل (ریٹائرڈ) اصغر خان نے آج یہاں ایک پریس کانفرنس میں قادیانیوں کے بارے میں عامۃ المسلمین کے مطالبات کی حمایت کرتے ہوئے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ حکومت کے خلاف پُرامن مگر پُرجوش تحریک چلائیں اور مسٹر بھٹو کو اقتدار سے الگ کر دیں کیوں کہ قادیانیوں کے مسئلہ سمیت ملک کے تمام مسائل خود مسٹر بھٹو کے پیدا کردہ ہیں۔ ضمنی انتخابات اور خصوصاً حیدرآباد کے ضمنی انتخابات نے واضح کر دیا ہے کہ موجودہ حکومت سے منصفانہ اور آزاد انتخابات کی توقع کوئی بے وقوف آدمی ہی کر سکتا ہے۔ اب الیکشن کا وقت گزر گیا ہے اس لیے تحریک استقلال ملک میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کی نگرانی میں عام انتخابات کے مطالبہ کو ترک کرتی ہے۔

......قادیانی پہلے سے ہی اقلیت میں ہیں کیوں کہ ان کا عقیدہ عام مسلمان سے مختلف ہے اور جب کبھی ہم برسراقتدار آئیں گے تو قادیانیوں کے مسئلہ کا نام و نشان تک نہ رہنے دیں گے۔ قادیانی مسٹر بھٹو کی سرپرستی میں پاکستان کے چودھری بننا چاہتے تھے۔ انہوں نے پاکستان پر اپنا اثر قائم کرنے کے لیے کوشش کی کہ ملک میں اچھے اور موثر عہدے خود لے لیے۔ قادیانی جماعت سیاسی جماعت نہیں بل کہ ایک ''ٹریڈ یونین'' ہے جو بہت منظم ہے، مسٹر بھٹو نے ان کی بہت مدد کی ہے۔

ہم مسٹر بھٹو سے مذاکرات کے لیے تیار نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی حکومت کو مانتے ہیں۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے میں یہ کہوں گا کہ خون ریزی اسلام میں جائز نہیں ہے۔ قادیانی

ہوں یا بھٹو ہم پُر امن لیکن موثر تحریک کے قائل ہیں۔ میں عوام سے اپیل کروں گا کہ وہ بے گناہ لوگوں کا خون نہ بہائیں اور اپنی جدو جہد پُر امن رکھیں۔

یہ مسئلہ ایک دن میں حل ہو سکتا ہے۔ پہلا کام یہ ہے کہ جو آدمی قادیانیوں کو لایا ہے اسے الگ کیا جائے۔

ائیر مارشل سے ایک رپورٹر نے سوال کیا کہ بعض حلقے آپ کو بھی قادیانی کہتے ہیں ائیر مارشل نے نہایت درشتی سے کہا کہ یہ سوال بے ہودہ ہے میں نے ایسی بے ہودہ بات آج آپ ہی سے سنی ہے۔ بعد میں انہوں نے کہا کہ وہ سُنّی العقیدہ مسلمان ہیں اور ایک مسلمان کو قادیانی کہنا اس کی بڑی توہین ہے۔

......تحفظ ختم نبوت کی مجلس عمل میں تحریک استقلال اس لیے شامل نہیں ہو رہی کہ مجلس عمل حکومت سے مذاکرات کر رہی ہے جس کے ہم قائل نہیں ہیں۔ مرزا ناصر احمد نے اگر قانون کی خلاف ورزی کی ہے تو اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔

پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے زیر اہتمام احتجاجی جلوس

پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے زیر اہتمام آج صبح شہر کے مختلف تعلیمی اداروں کے طلبا نے سینٹ ہال سے قادیانیوں کے خلاف ایک احتجاجی جلوس نکالا جو کچہری روڈ سے ہوتا ہوا عجائب گھر کے سامنے اولڈ کیمپس (پنجاب یونیورسٹی) کے قریب آیا۔ موقع پر متعین پولیس کی بھاری جمعیت نے جلوس کو روک دیا اور طلبا اولڈ کیمپس کی حدود کے اندر قادیانیوں کے خلاف نعرے لگاتے ہوئے چلے گئے۔ ڈپٹی کمشنر لاہور اور موقع پر موجود پولیس افسروں نے طلبا کو پُر امن طور پر منتشر ہونے کو کہا۔ طلبا پُر امن طور پر منتشر ہو گئے۔ احتجاجی جلوس کی قیادت جامعہ پنجاب سٹوڈنٹس یونین کے صدر مسٹر فرید احمد پراچہ، سیکرٹری جنرل مسٹر عبدالشکور، انجینئرنگ یونیورسٹی کے صدر مسٹر نعیم سرویا اور دیگر طالب علم رہنماؤں نے کی۔

تحریک استقلال طلبہ لاہور کے زیر اہتمام نماز جمعہ کے بعد مسجد نیلا گنبد میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس سے تحریک استقلال طلبہ کے سیکرٹری جنرل ملک بشیر بھٹہ لاہور کے صدر مسٹر محمد ضمیر بٹ اور چوہدری نذیر محمد نے خطاب کیا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے اور انہیں کلیدی اسامیوں سے ہٹایا جائے۔

مسٹر بشیر بھٹہ نے کہا کہ اگر حکومت نے عوام کے مطالبات تسلیم نہ کیے تو طلبہ گھیراؤ کریں گے۔

یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کا جلسہ

لاہور،۱۴رجون (سٹاف رپورٹر) پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے زیر اہتمام قادیانیوں کے عزائم اور ظلم کے خلاف احتجاجی جلسہ عام میں سامعین نے متفقہ طور پر قادیانیوں سے سوشل بائیکاٹ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ مقررین نے کہا ہے کہ طلبا کی ملک گیر جدوجہد اس وقت تک جاری رہے گی جب تک قادیانیوں کو اقلیت قرار نہیں دیا جاتا۔ جلسۂ عام میں اعلان کیا گیا کہ اسلامی جمعیت طلبا ملک کے کونے کونے میں تحریک ختم نبوت کا پیغام پہنچائے گی اور اس وقت تک جدوجہد جاری رہے گی جب تک عوام کا مطالبہ تسلیم نہیں کرلیا جاتا۔ جلسۂ عام میں تحفظ ختم نبوت فنڈ قائم کرنے کا اعلان کیا گیا۔ مقررین نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے، ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے اور انہیں کلیدی اسامیوں سے ہٹانے کا مطالبہ کیا۔

اجلاس سے لاہور سٹوڈنٹس کونسل اور جامعہ پنجاب سٹوڈنٹس یونین کے صدر مسٹر فرید احمد پراچہ، سیکرٹری جنرل مسٹر عبدالشکور، انجینئرنگ یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے صدر مسٹر نعیم سرویا، سیکرٹری جنرل مسٹر اکمل جاوید، ہیلے کالج سٹوڈنٹس یونین کے صدر حافظ عتیق الرحمٰن ربوہ سٹیشن کے سانحہ میں زخمی ہونے والے نشتر میڈیکل کالج کے طالب علم مسٹر عبدالرحمٰن، اسلامی جمعیت طلباء لاہور کے ناظم اعلیٰ مسٹر احسان اللہ، اسلامیہ کالج ریلوے روڈ سٹوڈنٹس یونین کے صدر مسٹر شفیق الرحمٰن طالب علم رہنما مسٹر انور گوندل اور مسٹر احسان باری نے خطاب کیا۔

مسٹر فرید پراچہ نے مطالبہ کیا کہ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے اگر ایسا نہ کیا گیا تو ہم قادیانیوں کو دوسرے شہروں میں آباد نہیں ہونے دیں گے۔ وزیراعظم پاکستان اب اس مسئلہ کو قومی اسمبلی میں کیوں لے جارہے ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ قومی اسمبلی فوراً غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پاس کرے۔ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لیے طلبا نے ملک گیر جدوجہد شروع کردی ہے اور یہ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک طلبا اپنی منزل حاصل نہیں کرلیتے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ طلبا نے قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کا فیصلہ کیا ہے اور جلد قادیانی اداروں اور دکانوں کی فہرست شائع کردی جائے گی۔ انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ وہ ختم نبوت کی اس تحریک کا ساتھ دیں اور 'تحفظ ختم نبوت فنڈ' میں چندہ دیں تاکہ طلبا اس ایمانی اور

روحانی تحریک کو ملک کے گوشے گوشے میں پہنچا دیں۔ طلبا ناموس رسالت کے لیے اپنی جان کی قربانی دیں گے اور اگر ضرورت پڑی تو ملک کی جیلیں بھر دیں گے۔

مسٹر عبدالشکور نے کہا کہ اسلامی جمعیت طلبا نے پنجاب کو تین حصوں میں تقسیم کر کے ایک ہفتہ کے اندر صوبہ کے گاؤں گاؤں میں پیغام پہنچانے کا فیصلہ کیا ہے۔ انہوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب سے مطالبہ کیا کہ وہ صوبائی اسمبلی میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی قرارداد منظور کرائیں۔ وزیر اعظم بھٹو کی تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ قادیانی ہمارے ملک میں جاسوس ہیں اس لیے ملکی جاسوسوں سے اغماض نہیں کرنا چاہیے۔ انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ ان کی جائیدادوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے کیوں کہ وہ پاکستان کی ملکیت ہیں۔ انہوں نے الزام لگایا کہ قادیانی پاکستان میں سازشیں کر رہے ہیں اور مشرقی پاکستان کی علاحدگی میں اسی فرقہ کا ہاتھ ہے۔

آل پاکستان شیعہ یوتھ لیگ کا اعلان

لاہور، ۱۴ر جون۔ آل پاکستان شیعہ یوتھ لیگ (All Pakistan Shia Youth Leage) کے جنرل سیکرٹری حیدر علی مرزا نے اعلان کیا ہے کہ علماء اسلام قادیانیوں کے خلاف جو تحریک بھی چلائیں گے شیعان حیدر کرّار اس میں پیش پیش ہوں گے اور کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ ختم نبوت کے مسئلہ پر شیعان حیدر کرّار کا بچہ بچہ جان دے دے گا۔

قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا اختیار صوبوں کو نہیں، صرف مرکز کو ہے: مفتی محمود

اسلام آباد، ۱۴ر جون (ج س ک) قومی اسمبلی میں جمعیت علماء اسلام کے پارلیمانی قائد مفتی محمود نے گزشتہ شب قومی اسمبلی میں وفاقی بجٹ پر عام بحث کے دوران تقریر کرتے ہوئے کہا کہ وزیر اعظم بھٹو نے اپنی نشری تقریر میں میرا نام لیے بغیر یہ الزام لگایا ہے کہ میں نے سرحد میں اپنے دَور حکومت میں احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کی قرارداد منظور نہیں کرائی۔ یہ کام صوبائی حکومت کا نہیں تھا اور نہ صوبہ کے دائرہ اختیار میں تھا بل کہ صرف مرکزی حکومت کے دائرہ اختیار میں تھا۔ وزیر اعظم بھٹو نے اپنی تقریر میں عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

صوبائی وزیر تعلیم ڈاکٹر عبدالخالق کی تقریر

لاہور، ۱۴ر جون (نامہ نگار خصوصی) آج پنجاب اسمبلی میں سینئر وزیر ڈاکٹر عبدالخالق نے

اس موقف کا اعادہ کیا کہ پیپلز پارٹی ختم نبوت پر مکمل یقین رکھتی ہے، ہم سب مسلمان ہیں اور ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہم سب کو خدا کے سامنے جواب دہ ہونا ہے اس لیے ہمیں یوم حساب اور قیامت کا پورا پورا احساس ہے اور اس طرح اس مسئلے کے ضمن میں یہاں کوئی پارٹی نہیں ہے۔

۱۶ جون ۱۹۷۴ء

تحقیقات میں لائرز سرکل کی نمائندگی

لاہور، ۱۵رجون، پنجاب ینگ لائرز ایسوسی ایشن اور تحریک ختم نبوت لائرز سرکل کی طرف سے ربوہ کیس میں ایم ڈی طاہر ایڈووکیٹ ہائی کورٹ وکالت کے فرائض انجام دیں گے۔ ٹربیونل جج مسٹر جسٹس خواجہ محمود احمد صمدانی نے ایم ڈی طاہر کو ٹربیونل کے سامنے پیش ہونے کی اجازت دے دی ہے۔

راول پنڈی، اسلام آباد، گجرات میں 27 ممتاز علماء کو گرفتار کر لیا گیا

راول پنڈی، ۱۵رجون (اکرام شیخ ۔ نمائندہ خصوصی) آج علی الصبح پولیس نے راول پنڈی اور اسلام آباد میں 16 ممتاز علماء کر حراست میں لے لیا۔ گجرات سے آمدہ ایک اطلاع کے مطابق وہاں بھی کل رات اور آج گیارہ علماء کو گرفتار کر لیا گیا۔ یہ گرفتاریاں جمعہ کے روز مساجد میں مسئلہ ختم نبوت پر تقاریر کرنے کے نتیجے میں عمل میں لائی گئی ہیں۔ گرفتار ہونے والے علماء میں مولانا غلام اللہ خاں اور جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی نائب صدر مولانا سید محمود شاہ گجراتی بھی شامل ہیں۔

راول پنڈی میں آج شام تک 16 علماء کے علاوہ تین طالب علم رہنما بھی گرفتار کیے جا چکے تھے، ابھی پولیس مزید افراد کی تلاش میں ہے۔ ان گرفتاریوں کی اطلاع ملتے ہی آج سہ پہر راول پنڈی کے کاروباری مراکز اور منڈیاں بہ طور احتجاج بند کر دی گئیں۔

گرفتار شدہ علماء نے اس بے جواز گرفتاری کے خلاف حوالات سے اپیل کی ہے کہ کل بروز اتوار تمام راول پنڈی شہر اور صدر اور اسلام آباد میں مکمل ہڑتال کی جائے۔ آج صبح قومی اسمبلی میں بھی حزب اختلاف کے ارکان نے بہ طور احتجاج واک آؤٹ کیا۔ اس اجتماع میں مولانا

غلام غوث ہزاروی اور مولانا عبدالحکیم شامل نہیں ہوئے۔

[گرفتار علماء وطلبہ رہنماؤں کے نام: راول پنڈی شہر سے۔ دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار جامع مسجد کے خطیب مولانا غلام اللہ خان اور ان کے صاحب زادے مولانا احسان الحق، قاری سعید الرحمان خطیب جامع اسلامیہ، قاری محمد امین خطیب جامع مسجد محلہ ورکشاپی، مولانا عبدالستار خطیب جامع مسجد نیا محلّہ، مولانا حبیب الرحمان بخاری خطیب جامع مسجد اہل حدیث مومن پورہ، مولانا حبیب الرحمان خطیب جامع مسجد نیلانوالی، مولانا سید اکبر خطیب مغل آباد، مولانا محمد اکبر ہمدانی خطیب جامع مسجد کھوٹہ۔

اسلام آباد سے۔ مولانا حافظ عبداللہ خطیب مرکزی لال مسجد، مولانا غلام حیدر خطیب مسجد بلال، مولانا سیف اللہ خالد مکی مسجد، مولانا روس خان خطیب جامع مسجد الفلاح، مولانا محمد اسحاق نڈیری خطیب مدینہ مسجد، مولانا عبدالخالق مجددی خطیب جامع مسجد نور۔

طلبہ رہنما۔ نوید الطاف، تحسین سہیل، شفقت عباس

پولیس نے نصف شب کے قریب علماء کے گھر پر چھاپہ مارا اور بغیر وارنٹ دکھائے ان کو گرفتار کرلیا]

پُرامن ملک گیر ہڑتال قومی مطالبے کی صداقت کی مظہر ہے: سینیٹر خواجہ صفدر

لاہور، ۱۵ر جون (ب ر) پاکستان مسلم لیگ (پنجاب زون) کے صدر سینیٹر خواجہ محمد صفدر، صوبائی جنرل سیکرٹری غلام حیدر وائیں، ختم نبوت مرکزی مجلس عمل میں پاکستان مسلم لیگ کے ارکان میجر اعجاز احمد خان اور مولانا صفدر علی نے قادیانی فرقہ کو اقلیت قرار دینے کے مطالبہ کے حق میں ملک گیر پُرامن ہڑتال پر پاکستان کے تمام دینی اور سیاسی مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے مسلم حلقوں کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ قادیانی فرقہ کو اقلیت قرار دینے کے لیے یہ پُرامن تاریخی مظاہرہ ملت اسلامیہ کے قومی مطالبہ کی صداقت اور عوامی اتحاد و یگانگت کا مظہر ہے۔ درحقیقت 14 جون کی ملک گیر ہڑتال قادیانی فرقہ کو اقلیت قرار دینے کے مسئلہ پر پاکستان کے عوام کی جانب سے ریفرنڈم کی حیثیت رکھتی ہے اور اب برسر اقتدار حکومت قومی اسمبلی یا کسی اور ملکی ادارے کو اس ناقابل تنسیخ عوامی فیصلہ کی توثیق میں ہرگز تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

قادیانیوں کا مکمل سماجی و اقتصادی بائیکاٹ شروع ہو گیا

لاہور، ۱۵ر جون (سٹاف رپورٹر) تحریک ختم نبوت کی متحدہ مجلس عمل کی اپیل پر آج مسلمانوں نے قادیانیوں کا مکمل سماجی اور اقتصادی بائیکاٹ کیا۔ صوبائی دارالحکومت میں قادیانیوں کے ریستوران اور دکانوں پر مسلمان گاہکوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی۔ شہر کے تمام پان سگریٹ فروشوں نے اس مشروب (شیزان) کا بائیکاٹ کیا جو ایک قادیانی کی ملکیت ہے۔...... مجلس احرار اور کئی تنظیموں کی طرف سے عوام میں پمفلٹ تقسیم کیے گئے جس میں عوام سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ ختم نبوت کے منکر قادیانیوں کا مکمل سماجی اور سیاسی بائیکاٹ کریں۔ متحدہ مجلس عمل اور پنجاب سٹوڈنٹس کونسل نے گزشتہ روز عوام سے اپیل کی تھی کہ قادیانیوں کا سماجی اقتصادی بائیکاٹ کیا جائے۔

مجلس عمل آئندہ لائحہ عمل پر غور کرے گی

لاہور، ۱۵ر جون (سٹاف رپورٹر) تحریک ختم نبوت کی مرکزی مجلس عمل کا اجلاس کل ۱۶ر جون کو لائل پور میں منعقد ہوگا۔ متحدہ مجلس عمل کے کنونیر مولانا یوسف بنوری اجلاس کی صدارت کریں گے۔ اجلاس میں وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کی حالیہ نشری تقریر اور متحدہ مجلس عمل کے مطالبات اور آئندہ لائحہ عمل پر غور کیا جائے گا۔ معلوم ہوا ہے کہ متحدہ مجلس عمل کی مرکزی کونسل وزیراعظم بھٹو کی نشری تقریر کا تفصیلاً جواب مرتب کرے گی اور متحدہ مجلس عمل کے تین مطالبات؛

۱۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۲۔ انھیں کلیدی اسامیوں سے ہٹایا جائے اور

۳۔ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے

کے ضمن میں غور کیا جائے گا۔ مجلس عمل تحریک ختم نبوت کو ملک کے کونے کونے میں روشناس کرانے کے لیے ایک مشترکہ لائحہ عمل بھی مرتب کرے گی۔

متحدہ مجلس عمل کے اجلاس میں ملک کی 18 سیاسی و دینی جماعتوں کے نمائندے شرکت کریں گے جن میں پاکستان مسلم لیگ، پاکستان جمہوری پارٹی، جماعت اسلامی، نیشنل عوامی پارٹی، جمعیت علمائے اسلام، جمعیت علمائے پاکستان، جمعیت اہل حدیث، قادیانی محاسبہ کمیٹی،

تحریک ختم نبوت، مجلس احرار اسلام، مرکزی حزب الاحناف اور دیگر تنظیمیں شامل ہیں۔

۱۷ جون ۱۹۷۴ء

مزید تین علماء DPR کے تحت نظر بند کر دیے گئے۔

راول پنڈی، ۱۶ر جون (نمائندہ خصوصی) راول پنڈی میں آج مزید تین علماء مولانا چراغ دین شاہ، مولانا عمر حیات اور مولانا اسحاق کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان علماء کو Defence of Pakistan Rules (DPR) کے تحت ایک ماہ کے لیے نظر بند کر دیا گیا ہے۔ اس دوران علما اور طلبا کی گرفتاریوں کے خلاف راول پنڈی شہر میں آج جزوی ہڑتال رہی۔ طلبا کی گرفتاری کے لیے ان کے گھروں پر چھاپے مارے جا رہے ہیں۔

قادیانی غیر مسلم اقلیت۔ قرارداد کی بجائے بل کا مطالبہ

لائل پور، ۱۶ر جون (نمائندہ خصوصی) تحفظ ختم نبوت کی مجلس عمل کے اہم اجلاس میں آج مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مسئلے پر قومی اسمبلی میں قرارداد کی بجائے بل پیش کیا جائے۔ مجلس عمل نے زور دیا کہ قادیانیوں کے معاملہ میں تمام مسلمان متفقہ رائے رکھتے ہیں۔ اس لیے قومی اسمبلی میں طویل بحث کا انتظار کیے بغیر انتظامی نوعیت کے احکام فوری جاری کر دیے جائیں۔ ربوہ کو کھلا شہر اور قادیانیوں کی مسلح تنظیموں کو غیر قانونی قرار دیا جائے۔

آج مجلس عمل کے دو اجلاس ہوئے جن کے بعد جمعیت علمائے اسلام کے مفتی محمود نے اجلاس کے فیصلوں کے اہم نکات کی وضاحت کی تاہم بتایا کہ قراردادیں کل جاری کی جائیں گی۔ پہلے اجلاس کی صدارت مولانا محمد یوسف بنوری نے کی۔ اجلاس یہاں ماڈل ٹاؤن کے ایک بنگلہ میں ہوا۔ اجلاس میں جمعیت علماء پاکستان، جمعیت علماء اسلام، جماعت اسلامی، مسلم لیگ، جمہوری پارٹی، تحفظ ختم نبوت، جمعیت اہل سنت، حزب الاحناف، مرکزی جمعیت اہل حدیث اور اتحاد العلماء کے متعدد رہنماؤں نے شرکت کی۔

مجلس عمل نے قادیانی مسئلہ سے متعلق وزیر اعظم بھٹو کی تقریر کا تفصیلی جائزہ لیا اور بھٹو کی

تقریر پر عدم اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ مجلس عمل کا موقف یہ ہے کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا مسئلہ سواد اعظم اور مختلف مکاتب فکر کا متفقہ مطالبہ ہے۔ ایسے غیر متنازعہ مسئلہ کو قومی اسمبلی میں پیش کرنے کا کوئی جواز نہیں۔ مجلس عمل کی رائے ہے کہ ایسے اہم مسئلہ کو ایک خاص آرڈی ننس کے ذریعے حل کرنا چاہیے تھا۔ اجلاس میں ربوہ کے واقعہ اور واقعہ کی جج کے ذریعے تحقیقات کا بھی جائزہ لیا گیا جن علماء (رہنماؤں) نے اس اجلاس میں شرکت کی ان کے نام یہ ہیں:

مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالستار نیازی، میجر اعجاز احمد، چودھری صفدر علی رضوی، مفتی محمود، مولانا تاج محمود، مولانا عبیداللہ انور، مفتی زین العابدین، نواب زادہ نصراللہ خان، مولانا سید محمود احمد رضوی، مولانا خان محمد، مولانا عبیداللہ احرار، سید حسین الدین شاہ، صاحب زادہ قاری فضل رسول حیدر رضوی، مفتی سیاح الدین کاکاخیل، مولانا ثناء اللہ بھٹہ، علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا ظفر احمد انصاری، آغا شورش کاشمیری، مولانا فضل حق، مولانا محمد صدیق، سردار امیر عالم انصاری، حکیم عبدالرحیم محمد اشرف، مولانا محمد شریف جالندھری، غلام دستگیر باری، صاحب زادہ اسرار الحق، سید مبارک علی گیلانی، مولانا عبدالقادر روپڑی، چودھری غلام جیلانی، مولانا عبدالرحمٰن اور مولانا سید ابوذر غفاری

دوسرے اجلاس کے خاتمہ پر جمعیت علماء اسلام کے رہنما مفتی محمود نے پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ وزیراعظم بھٹو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور اس سلسلہ میں سواد اعظم کے دوسرے مطالبات تسلیم کرنے کے سلسلہ میں سنجیدہ نہیں ہیں۔ وہ اس مسئلہ کو اسلامی مشاورتی کونسل یا سپریم کورٹ کے سپرد کر کے اس معاملہ کو سرد خانہ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ مجلس عمل کی قراردادوں کا مکمل متن مجلس عمل کے صدر مولانا محمد یوسف بنوری کل لاہور میں جاری کریں گے۔

شاہ فیصل سے امیر جماعت اسلامی کی اپیل

لاہور، ۱۶ جون (سٹاف رپورٹر) امیر جماعت اسلامی میاں طفیل احمد نے شاہ فیصل کے نام ایک پیغام میں درخواست کی ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کے فتنہ نے جو سر اٹھا رکھا ہے اس کو کچلنے کے لیے اور اس کا مقابلہ کرنے کے لیے وہ اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں۔

ختم نبوت کے موضوع پر جلسہ

لاہور، ۱۶ ؍جون: جامع مسجد نورانی باغ گل بیگم فتح شیر روڈ، لاہور میں ختم نبوت کے موضوع پر ایک جلسۂ عام ۱۸ جون کو بعد نماز عصر ہوگا جس سے طالب علم رہنما ظفر جمال بلوچ، جاوید ہاشمی، محمد اقبال خان، اکمل جاوید، حافظ عتیق الرحمان، سکندر خان، مقصود احمد، مسعود کھوکھر، نجم الدین احمد، ضیاء اللہ خان اور احسان اللہ وقاص خطاب کریں گے۔

گرفتار شدہ علما اور طلبہ کو رِہا کیا جائے

لاہور، ۱۶ ؍جون (سٹاف رپورٹر) صوبائی دارالحکومت کے سیاسی، سماجی اور تعلیمی حلقوں نے راول پنڈی، اسلام آباد اور گجرات میں علماء کرام اور طالب علموں کی گرفتاری کی شدید مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ پُرامن ہڑتال کے باوجود علما کی گرفتاری عوام کو اشتعال دلانے کے مترادف ہے۔ ان حلقوں نے اس امر کا مطالبہ کیا ہے کہ فوری طور پر گرفتار شدگان کو رِہا کیا جائے۔

میاں جمیل احمد شرق پوری کا بیان

حضرت صاحب زادہ میاں جمیل احمد شرق پوری سجادہ نشین آستانۂ عالیہ شرق پور شریف نے سانحہ ربوہ سے پیدا ہونے والی صورت حال کے پیش نظر علماء کرام کی گرفتاریوں کی شدید مذمت کی ہے اور ایک بیان میں انہوں نے مطالبہ کیا کہ تمام گرفتار شدہ علماء کرام کو فی الفور رِہا کر دیا جائے۔ قادیانی پاکستان کے قیام کے بھی مخالف تھے اور آج تک انہوں نے پاکستان کے وجود کو دل سے تسلیم نہیں کیا۔ اس کا زندہ ثبوت یہ ہے کہ قادیانیوں نے اپنے نام نہاد تبلیغی مشن اسرائیل اور ان سامراجی ممالک میں قائم کر رکھے ہیں جو پاکستان کے مخالف ہیں۔ 23 اسلامی ممالک قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے چکے ہیں اور اس بارے میں چند علماء کے فتوے بھی موجود ہیں۔

تحریک استقلال طلبہ کی طرف سے علماء وطلبا کی گرفتاریوں کی مذمت

تحریک استقلال طلبہ پنجاب کے صدر چوہدری نذیر محمد، نائب صدر ساجد فیروز، اکبر علی شاہ نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں گزشتہ روز راول پنڈی میں تحریک ختم نبوت کے ممتاز علماء

کرام اور طالب علم رہنما جس میں تحریک استقلال طلبا راول پنڈی کے صدر چوہدری شفقت عباس بھی شامل ہیں کہ DPR کے تحت رات کے اندھیرے میں دیواریں پھاند کر گرفتاری کی شدید مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ ان سیاسی، دینی اکابرین کی بلاجواز گرفتاریاں حکمران ٹولہ کے لیے نقصان کا باعث ہوں گی۔ حکومت قادیانیوں کو تحفظ پہنچا رہی ہے اگر فوری طور پر گرفتار شدہ رہنماؤں کو رِہا نہ کیا گیا تو ہم راست اقدام اٹھائیں گے۔

قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔ انجمن گلزار مدینہ

لاہور، ۱۶رجون: آج یہاں انجمن گلزار مدینہ کے ایک جلسۂ عام میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ پاکستان میں مقیم تمام قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر انہیں کلیدی عہدوں سے فی الفور ہٹا دیا جائے۔ یہ جلسہ انجمن گلزار مدینہ پاکستان کے سربراہ صاحب زادہ غلام صدیق احمد نقش بندی کی زیر صدارت سنت نگر میں واقع انجمن کے دفتر میں منعقد ہوا۔ صدر جلسہ کے علاوہ صوفی مہر دین نقش بندی، علامہ قربان نظامی، صاحب زادہ غلام رفیق احمد، حاجی صادق علی بھٹی، چودھری محمد اسحاق اور حافظ عبدالرزاق نقش بندی نے بھی خطاب کیا۔

قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ: اسلامی جمعیت طلبہ کا جلسہ

لاہور، ۱۶رجون: تحفظ ختم نبوت اور مرزائیوں کی سازش سے نقاب اٹھانے کے لیے طلبہ کی ملک گیر تحریک زور شور سے جاری ہے۔ آج صبح اسلامی جمعیت طلبہ، لاہور کے زیر اہتمام دھرم پورہ (لاہور) میں ایک جلسۂ عام منعقد کیا گیا۔ جلسۂ عام سے اسلامی جمعیت طلبہ کے ناظم اعلیٰ جناب ظفر جمال بلوچ اور طالب علم رہنماؤں مسعود کھوکھر، حافظ شفیق الرحمان، ارشد کمال، ضیاء اللہ خان اور سکندر خان نے خطاب کیا۔

ظفر جمال بلوچ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اب ہم ناموس رسالت کی حفاظت کے لیے گولیاں کھانے کی بجائے گولیوں کا رُخ ان لوگوں کی طرف موڑ دیں گے جو ختم نبوت کے منکر اور ایک فاجر و کاذب (کے پیروکار) ہیں۔ مرزائیوں نے مسلمان طلبہ پر حملہ کر کے زیادتی کی ابتدا کی تھی لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ انہوں نے اپنی مظلومیت کا رونا برطانیہ اور امریکہ کے سامنے کیوں رونا شروع کر دیا، اگر انہیں یہاں کے عوام سے کوئی شکایت تھی تو انہیں حکومت پاکستان سے رجوع کرنا چاہیے تھا لیکن اس کے بجائے انہوں نے بیرونی طاقتوں کے سامنے آہ و

زاری شروع کردی جو کہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ مرزائی بیرونی طاقتوں کا آلۂ کار ہیں اور انہیں ہی اپنا آقا سمجھتے ہیں۔

قادیانیوں کو جلد اقلیت قرار دیا جائے: رکن قومی اسمبلی محمد ذاکر قریشی

لاہور، ۱۶رجون (نامہ نگار خصوصی) سرگودھا سے قومی اسمبلی کے رکن مسٹر محمد ذاکر قریشی نے ایک بیان میں سواد اعظم کے اس مطالبہ اور موقف کی پُرزور حمایت کی ہے کہ قادیانیوں کو جلد از جلد غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ انہوں نے اُمید ظاہر کی کہ جب بجٹ اجلاس کے بعد یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا تو ان شاء اللہ قومی اسمبلی کا ایک بھی رکن قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی مخالفت نہیں کرے گا۔

قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ

ڈسکہ، ۱۶رجون (نمائندہ خصوصی) پنجاب یونیورسٹی یونین کے صدر مسٹر فرید پراچہ نے کہا کہ ملک بھر کے طالب علم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیا جاتا۔ اسلامی جمعیت طلبہ ملک کے کونہ کونہ میں تحریک ختم نبوت کا پیغام پہنچائے گی اور یہ جدوجہد اس وقت تک جاری رہے گی جب تک عوام کا مطالبہ تسلیم نہیں کیا جاتا۔ طلبا نے قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ کر رکھا ہے اور جلد ہی قادیانی اداروں کی فہرست شائع کردی جائے گی۔ عوام اس تحریک میں طلبا کا ساتھ دیں۔ قادیانی ہمارے ملک میں جاسوس ہیں وہ وطن دشمن سازشیں کر رہے ہیں۔

جمعیت علماء پاکستان کا جلسہ

لاہور ۱۶رجون (سٹاف رپورٹر) جمعیت علماء پاکستان کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالستار خان نیازی نے کہا کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے مطالبہ پر جمعہ کی ملک گیر ہڑتال ریفرنڈم کی حیثیت رکھتی ہے اور حکومت کا فرض ہے کہ وہ ملک کی اکثریت کے اجتماعی مطالبے کو تسلیم کرتے ہوئے قادیانیوں کو اقلیت قرار دے۔ اگر اس مسئلہ کو التوا میں ڈالا گیا تو اس سے ملک وقوم کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

جمعیت علماء پاکستان کے سیکرٹری جنرل مولانا صاحب زادہ فیض القادری نے کہا کہ جمعہ کی ہڑتال کو ریفرنڈم تسلیم کرتے ہوئے حکومت قومی اسمبلی میں جانے کی بجائے قادیانیوں کو فوراً

اقلیت قرار دے۔ (سلامت پورہ، لاہور میں ایک جلسہ سے خطاب)

۱۸ جون ۱۹۷۴ء

تحریک ختم نبوت کی متحدہ مجلس عمل کی قراردادیں

لاہور، ۱۷ جون (اپنے سٹاف رپورٹر سے) تحریک ختم نبوت کی متحدہ مجلس عمل نے گذشتہ روز لائل پور میں منعقدہ اجلاس میں وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کی اس تجویز کو کلیۃً مسترد کر دیا ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے ضمن میں قومی اسمبلی میں 30 جون کے بعد قرارداد پیش کی جائے۔ آج وہ قراردادیں جاری کی گئیں جنھیں گذشتہ روز کے اجلاس میں منظور کیا گیا تھا۔ مجلس عمل نے ایک قرارداد میں کہا ہے کہ یہ اجلاس اس امر پر اتفاق کرتا ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مسئلہ قانون اور دستوری شکل میں حل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اسے قومی اسمبلی میں پیش کیا جائے لیکن قومی اسمبلی میں یہ مسئلہ قرارداد کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش قوم کو دھوکہ دینے کے مترادف ہوگی کیوں کہ قرارداد کوئی قانونی حیثیت نہیں رکھتی بل کہ یہ ایک سفارش ہوتی ہے۔ آگے حکومت کا اختیار ہے کہ وہ اسے تسلیم کرے یا نہ کرے۔ اس لیے وزیراعظم کی یہ تجویز کہ اس سلسلہ میں قومی اسمبلی میں 30 جون کو قرارداد پیش کی جائے گی۔ کلیۃً مسترد کیا جاتا ہے۔

قرارداد میں کہا گیا ہے کہ وزیراعظم بھٹو نے ۳۰ جون تک قومی اسمبلی میں اس مسئلہ کو پیش نہ کرنے کا جو جواز پیدا کیا ہے وہ مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کے مترادف ہے اور اس کے لیے کوئی قانونی رکاوٹ نہیں ہے۔

قرارداد میں کہا گیا ہے کہ اگر وزیراعظم بھٹو مسلمانوں کے جذبات اور احساسات اور اس مسئلہ کی اہمیت کو سنجیدگی سے محسوس کرتے ہیں تو یہ ان کا فرض ہے کہ وہ حکومت کی طرف سے قومی اسمبلی میں بل پیش کریں اور اکثریتی پارٹی کے سربراہ اور وزیراعظم کی حیثیت سے اپنی پارٹی کے ارکان کو آزاد چھوڑنے کی بجائے اپنی پارٹی کے ممبران کے ووٹ مطالبہ کے حق میں دلوانے کی ضمانت دیں۔

قرارداد میں کہا گیا ہے کہ یہ بل حکومت اور حزب اختلاف کے اتفاق سے متفقہ طور پر ایک گھنٹہ میں منظور ہو سکتا ہے۔

قرارداد میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ وزیر اعظم عوام کے شدید مطالبہ کے پیش نظر اس مسئلہ کو آئینی اور قانونی طریق پر فوراً حل کریں۔

قرارداد میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ قومی اسمبلی میں اس مسئلہ پر بحث کو براہ راست نشر کیا جائے تا کہ عوام اپنے نمائندوں کے موقف سے پوری طرح باخبر ہو سکے۔

قرارداد میں کہا گیا ہے کہ وزیر اعظم بھٹو نے نشری تقریر میں مسلمانوں کے ان مطالبات کا جو قومی اسمبلی میں پیش کیے بغیر ان کے حکم سے طے ہو سکتے ہیں- ان کا ذکر نہیں کیا۔

قرارداد میں کہا گیا ہے کہ؛

ا۔وزیر اعظم ایک حکم کے ذریعہ فوراً ربوہ کو کھلا شہر قرار دیں۔

۲۔مرزائیوں کو کلیدی اسامیوں سے ہٹایا جائے۔

۳۔مرزائیوں کی نیم فوجی تنظیموں کو خلاف قانون قرار دیا جائے۔

۴۔ربوہ سٹیشن کے واقعہ کے ذمہ دار افسروں بہ شمول مرزا ناصر احمد کو گرفتار کیا جائے۔

۵۔اور سر ظفر اللہ پر ملک کے خلاف عالمی طور پر پروپیگنڈا کرنے کے جرم میں مقدمہ چلایا جائے اور ان کا پاسپورٹ ضبط کیا جائے۔

قرارداد میں اس امر پر افسوس کا اظہار کیا گیا ہے کہ وزیر اعظم نے اپنی نشری تقریر میں بعض مذہبی و سیاسی رہنماؤں پر کیچڑ اُچھالنے کی کوشش کی اور کہا کہ ان رہنماؤں نے سر ظفر اللہ اور مرزا ناصر احمد کے ان بیانات کی مذمت نہیں کی جس میں انہوں نے بیرونی ملکوں کو پاکستان کے داخلی اُمور میں مداخلت پر اُکسایا ہے۔

قرارداد میں کہا گیا ہے کہ یہ اجلاس وزیر اعظم کے اس رویہ کو انتہائی جانب دارانہ قرار دیتا ہے۔

قرارداد میں ۱۴ جون کی ملک گیر ہڑتال میں مسلمانوں کو مبارکباد دی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ اس کی مثالی کامیابی حکومت پر یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ امت مسلمہ اپنے مطالبات کے بارے میں کن جذبات سے سرشار ہے اور ان کے مطالبات کو سرد خانہ میں ڈالنے

میں حکومت کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی۔

قرارداد میں کہا گیا ہے کہ یہ ہڑتال دراصل عوام کی طرف سے استصواب کی حیثیت رکھتی ہے۔

تحریک ختم نبوت کی متحدہ مجلس عمل کے کنوینر مولانا یوسف بنوری نے ایک پریس کانفرنس میں پاکستان جمہوری پارٹی کے صدر نواب زادہ نصر اللہ خان، قومی اسمبلی کے رکن مولانا ظفر احمد انصاری، متحدہ مجلس عمل کے علامہ سید محمود احمد رضوی اور دیگر رہنما بھی موجود تھے۔ مولانا یوسف بنوری نے کہا کہ متحدہ مجلس عمل اپنے مطالبات منوانے کے لیے پُرامن اور پُروقار طریقہ سے جدوجہد جاری رکھے گی یہاں تک کہ ملک قادیانی فتنہ سے مکمل طور پر محفوظ ہو جائے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے ۱۹۵۳ء میں تمام مکاتب فکر کے ۳۵ علماء نے متفقہ فتوی دیا تھا اور حال ہی میں موتمر عالم اسلامی کے اجلاس مکہ مکرمہ میں 144 مسلم تنظیموں کے نمائندوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد منظور کی ہے۔ اندرونی اور بیرونی طور پر اس مسئلہ پر متفقہ فیصلہ کے بعد اس مسئلہ کو سپریم کورٹ اور اسلامی مشاورتی کونسل میں لے جانے یا قرارداد کی صورت میں قومی اسمبلی میں پیش کرنے کا فیصلہ غلط ہے۔ حکومت اسے بل کی صورت میں ایوان میں پیش کرے۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اگر وزیر اعظم اس ضمن میں مذاکرات کی خواہش کریں گے تو متحدہ مجلس عمل مذاکرات کے لیے بھی تیار ہے۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ نیشنل عوامی پارٹی NAP کو اجلاس میں مدعو نہیں کیا گیا تھا لیکن وہ مسلمانوں کی جماعت ہے اور اسے ہمارے موقف سے اختلاف نہیں ہے۔

انہوں نے کہا کہ میں نے وزیر اعظم سے حالیہ ملاقات میں کہہ دیا تھا کہ ملک میں امن و امان کے قیام کے لیے ضروری ہے کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے کیوں کہ اس طرح ان کی جان و مال کا تحفظ کیا جا سکے گا۔ یہ مسئلہ ۲۵ سال قبل طے ہو چکا ہے، اس ضمن میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ آج سے متحدہ مجلس عمل کے فیصلہ کے مطابق عوامی رابطہ مہم کا آغاز کر دیا گیا ہے اور 14 اہم شہروں میں جلسے منعقد کیے جائیں گے۔ ہم آئینی حدود میں رہ کر جدوجہد کریں

گے اور جہاں دفعہ ۱۴۴ ہوگی مسجد میں جلسہ کریں گے۔

مجلس عمل کی ایک اور قرارداد میں کہا گیا ہے کہ لائحہ عمل پیش کرنے اور رابطہ مستحکم کرنے کے لیے جلسے کریں گے جن کی تاریخوں اور مقررین کا تقرر مجلس عمل کے صدر مولانا محمد یوسف بنوری اور سیکرٹری جنرل علامہ سید محمود احمد رضوی کریں گے۔

ایک اور قرارداد میں کہا گیا ہے کہ قومی اسمبلی کے اراکین سے ایک ایسے عہدنامے پر دستخط لیے جائیں گے جس میں ان سے اقرار لیا جائے گا کہ جب یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں پیش ہوگا وہ ایوان میں حاضر ہو کر اپنا دینی اور ملی فریضہ کو ادا کر کے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلائیں گے۔

قراردادوں میں کہا گیا ہے کہ تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ مرزائیوں کا سماجی و اقتصادی بائیکاٹ کریں اور ان سے کاملاً علاحدگی اختیار کریں۔

ایک اور قرارداد میں کہا گیا ہے کہ جسٹس صمدانی کمیشن کو حادثہ ربوہ اور اس کے پس منظر تک محدود رکھا جائے۔ اس مسئلہ کو کمیشن کے سامنے نہ اٹھایا جائے کیوں کہ مرزائیوں کے خارج از اسلام ہونے میں امت متحد ہے۔ یہ کوئی نزاعی اور بحث طلب مسئلہ نہیں ہے۔

مولانا یوسف بنوری نے بتایا کہ مجلس عمل نے اپنے وکلاء کو ہدایت کر دی ہے کہ اس ضمن میں بحث میں حصہ نہ لیں۔

متحدہ مجلس عمل نے ایک اور قرارداد میں تحریک استقلال کے سربراہ ایئر مارشل اصغر خان کے مرزائیوں کے بارے میں موقف کو ملت مسلمہ کے متفقہ موقف کے خلاف قرار دیا ہے اور اس کی پُر زور مذمت کی ہے۔

ایک اور قرارداد میں راول پنڈی اور گجرات میں علماء اور طلبا کی گرفتاریوں کی مذمت کی گئی ہے اور مطالبہ کیا گیا ہے کہ انہیں فوراً رِہا کیا جائے۔

لاہور کی سیاسی، دینی اور طلبا کی تنظیموں کا مطالبہ

لاہور، ۱۷ جون (اپنے سٹاف رپورٹر سے) صوبائی دارلحکومت کی سیاسی، دینی اور طلبہ کی تنظیموں نے مطالبہ کیا ہے کہ متحدہ مجلس کے مطالبات فوراً تسلیم کیے جائیں اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور مرزا ناصر احمد کو گرفتار کیا جائے۔

[اسلامی جمعیت طلبہ، انجینئرنگ یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین، متحدہ مجلس عمل، مرکزی جمعیت علماء احناف پاکستان، پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن، انجمن اصلاح المسلمین ڈھنڈی آزاد کشمیر، جمعیت علماء پاکستان لاہور]

مرزا ناصر احمد کو عدالت میں طلب کیا جائے

لائل پور، ۱۷ رجون (نمائندہ خصوصی) جامعہ طیبہ اسلامیہ نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانی چوں کہ اکھنڈ بھارت کے داعی ہیں اور ان کی سرگرمیاں قیام پاکستان کے وقت سے ہی پاکستان کے خلاف رہی ہیں اس لیے ان کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھی جائے ورنہ یہ فرقہ کسی خوف ناک سازش کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

جامعہ طیبہ نے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے، انہیں کلیدی اسامیوں سے الگ کیا جائے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

چوہدری ظفر اللہ کے بیان کی مذمت: انجمن فروغ اسلام

لاہور، ۱۷ رجون (ب ر) انجمن فروغ اسلام بلال پارک باغبان پورہ کے سیکرٹری جنرل قاری جلیل احمد عاصی نے ایک بیان میں چودھری ظفر اللہ (قادیانی) کے بیان پر شدید غم وغصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ چوہدری ظفر اللہ نے اپنے بیان میں پنجاب کے حالات کو جس طرح توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے وہ ان کی وطن دشمنی کا واضح ثبوت ہے۔ کوئی محب وطن اپنے داخلی معاملوں میں بیرونی قوتوں کو مداخلت کی دعوت نہیں دے سکتا۔

علماء کے وفد کی وزیر اطلاعات مولانا کوثر نیازی سے ملاقات

راول پنڈی، ۱۷ رجون (اپ پ/ اپ پ ا) وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات و حج و اوقاف مولانا کوثر نیازی نے کہا ہے کہ قادیانیوں کا مسئلہ انتہائی اہم مسئلہ ہے یہ سیاسی یا انتظامی فیصلوں یا کسی فوری حکم کے ذریعے حل نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے کہا کہ یہ مسئلہ صدی کے ایک بڑے حصہ میں حل نہیں ہوا، اب ایک دن میں کیسے حل ہوسکتا ہے۔

مولانا کوثر نیازی علما کے ایک ۹ رکنی وفد سے بات چیت کرر ہے تھے۔ وفد نے مولانا سے قادیانیوں کے مسئلہ اور اس سے پیدا شدہ صورت حال پر تبادلہ خیال کیا۔ وفد میں جامع مسجد

راول پنڈی کے خطیب صاحب زادہ فیض علی فیضی، جمعیت علمائے پاکستان کے نائب صدر مولانا اسرارالحق اور مولانا سید محمد ذاکر شاہ شامل تھے۔

مولانا کوثر نیازی نے کہا کہ یہاں سیاسی عناصر نے ہمیشہ حکومت کے، ان فیصلوں کی مخالفت کی ہے جو آرڈی ننس کے ذریعے نافذ کیے جاتے ہیں مگر آج یہی لوگ اس مسئلہ کو آرڈی ننس کے ذریعے حل کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ مولانا نے علما پر بالخصوص اور عوام پر بالعموم زور دیا کہ یہ ایک بنیادی آئینی مسئلہ ہے اسے ان تمام مراحل سے گزرنا ہے جن کا وزیراعظم نے ذکر کیا ہے اور اس کے بعد یہ مسئلہ دستور کا حصہ بنے گا اس سے قبل کہ قومی پارلیمنٹ دستور میں ترمیم کرے۔ سپریم کورٹ یا اسلامی مشاورتی کونسل یا دونوں کو اسلامی اصولوں کی روشنی میں اس مسئلہ پر فیصلہ دینا چاہیے یا فیصلہ کی توثیق کرنی چاہیے۔

مولانا کوثر نیازی نے اس توقع کا اظہار کیا کہ علما حکومت سے تعاون کریں گے اور اپنے پیروکاروں کو اس وقت تک صبر کا راستہ اختیار کرنے کی تلقین کریں گے جب تک یہ مسائل تمام مراحل سے گزر کر حل نہیں ہو جاتے۔

مولانا کوثر نیازی نے کہا جہاں تک میری ذاتی رائے کا تعلق ہے میں اس مسئلہ پر اپنی کتابوں میں اظہار کر چکا ہوں اپنے خطبات میں اس مسئلہ کی وضاحت کرتا رہا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں کسی مسلمان کو شک نہیں اور پوری امت مسلمہ کا یہ متفقہ موقف ہے کہ جو شخص آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر یقین نہیں رکھتا وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

مولانا نے کہا کہ اس مسئلہ کو بہر طور پُر امن طریقہ سے پارلیمنٹ میں طے ہونا چاہیے، گلیوں اور سڑکوں پر نہیں۔ وفد نے مولانا کی توجہ راول پنڈی میں گرفتار کیے جانے والے علما کی گرفتاری کی طرف دلائی تو انہوں نے کہا کہ مجھے خود اس بات کا دُکھ ہوا ہے کہ علمائے دین کو کیوں گرفتار کیا گیا لیکن چوں کہ یہ مسئلہ صوبائی ہے اس لیے میں حکومت پنجاب سے اس ضمن میں بات کروں گا۔

۱۹ جون ۱۹۷۴ء

قادیانی ڈاکٹر مسعود کی درخواست ضمانت مسترد

سرگودھا، ۱۸ ر جون (نمائندہ خصوصی) سیشن جج سرگودھا نے قادیانی ڈاکٹر مسعود احمد اور اس کے چار ساتھیوں کی درخواست ضمانت مسترد کر دی ہے۔ یاد رہے کہ 30 مئی کو ڈاکٹر مذکور اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک نوجوان محمد سعید کو اپنی دکان پر لے گیا اور اسے شدید زدوکوب کیا۔

قومی اسمبلی میں مولانا شاہ احمد نورانی کی تقریر

مولانا شاہ احمد نورانی نے قومی اسمبلی (شام کے اجلاس) میں کہا:

''ملک میں کوئی قانون نافذ نہیں ہے بل کہ کاروبار حکومت چلانے کے لیے دفعہ ۱۴۴ اور دوسرے ہنگامی قوانین کا سہارا لیا جا رہا ہے۔ ملک میں پریس کا گلا گھونٹ دیا گیا ہے۔ قادیانیوں کو فوری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے کر انہیں کلیدی عہدوں سے ہٹا دیا جائے کیوں کہ اس فرقہ کے لوگ پاکستان کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔

چوہدری ظفر اللہ کا پاسپورٹ ضبط کر لیا جائے۔ (کراچی کے ایک روزنامہ میں چوہدری ظفر اللہ خان کے شائع ہونے والے ایک خط کے بارے میں کہا) وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ کس طرح ایک ایسے شخص کو سفارتی مراعات دی جا رہی ہیں جو لندن میں بیٹھ کر ملک کی سالمیت کے خلاف کارروائیوں میں مصروف ہے۔''

شیزان فیکٹری کا انتظام کسی غیر قادیانی انتظامیہ کے سپرد کیا جائے۔

لاہور، ۱۸ ر جون: شیزان انٹرنیشنل لیبر یونین کی طرف سے آج یہاں ایک مقامی ہوٹل میں پریس کانفرنس ہوئی۔ جس میں بشیر احمد شفقت، صدر گلزار احمد، جنرل سیکرٹری اقبال احمد اور محمد علی پروپیگنڈہ سیکرٹری نے خطاب کیا۔

کانفرنس میں بتایا گیا کہ فیکٹری میں مستقل مزدوروں کی تعداد سوا تین سو ہے جب کہ

عارضی مزدوروں کی تعداد پانچ سو کے قریب ہے جو موجودہ حالات کی وجہ سے فوری طور پر بے روزگار ہو چکے ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ شیزان فیکٹری کو فوری طور پر قومی ملکیت میں لے لیا جائے یا پھر کسی غیر قادیانی انتظامیہ کو فیکٹری کا انتظام دے دیا جائے تا کہ سینکڑوں مزدوروں کی پریشانی دُور ہو سکے۔ کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ راول پنڈی میں جن علما کو گرفتار کیا گیا ہے انہیں فوری طور پر رِہا کیا جائے۔

مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے: چیف کونسلر نذیر حسین

لاہور، ۱۸؍جون: گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، وحدت روڈ لاہور کے چیف کونسلر نذیر حسین نے ایک بیان میں وزیراعظم سے مطالبہ کیا ہے کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے اور انہیں ملکی سلامتی کے لیے کلیدی اسامیوں سے فوراً برطرف کیا جائے۔

بحرین میں مقامی اور پاکستانی باشندوں نے مجلس ختم نبوت قائم کر لی

بحرین، ۱۸؍جون: خلیج فارس کی ریاست بحرین میں مقامی اور پاکستانی باشندوں نے ربوہ میں میڈیکل کالج کے طلبا پر قادیانیوں کے مسلح حملہ کی پُرزور مذمت کی ہے اور اپنے ان جذبات سے حکومت پاکستان کو مطلع کر دیا ہے۔ بحرین میں قائم ہونے والی مجلس ختم نبوت کے کنوینر نے ایک بیان میں کہا ہے کہ بحرین کے عوام اور خصوصاً پاکستانی سانحہ ربوہ پر اپنے قلبی قلق کا اظہار کرتے ہیں اور قادیانیوں کی حالیہ بربریت پر ہمارے جذبات بری طرح مجروح ہیں۔ حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کو تمام عسکری، انتظامی اور نشرواشاعت کے اداروں سے فوراً برطرف کر دے کیوں کہ یہ اپنے ارتداد کی بنا پر عالم اسلام کے نزدیک مرتد ہو چکے ہیں، ان کے یہودی اور ہندو جاسوس ہونے میں کوئی شک نہیں رہا ہے۔ یہ ملت اسلامیہ کے دشمن ہیں اور پاکستان کو قادیانی ریاست بنانے کے لیے خواب دیکھ رہے ہیں۔ اس گروہ کا ہر لحاظ سے مقاطعہ ضروری ہے۔ ہم مسٹر ظفر اللہ قادیانی کی اس پریس کانفرنس کی مذمت کرتے ہیں جو اس نے لندن میں کی ہے اور پاکستان دشمنی کا دل کھول کر اظہار کیا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے عرب بھائی بھی اس فتنہ سے متعلق وہی جذبات رکھتے ہیں جو ہم پاکستانیوں کے ہیں اور شدت کے ساتھ یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت پاکستان اس گروہ کے فتنہ کو ہمیشہ کے لیے پاکستان سے پاک کر دے جس نے

مسلمانوں کے سواد اعظم کے خلاف یہودیوں اور ہندوؤں سے مل کر پاکستان کو دولخت کیا ہے اور اب بھی ان کی سازشیں ختم نہیں ہوئی ہیں۔ حکومت پاکستان کسی قادیانی کو ملک سے باہر جانے کی اجازت نہ دے کیوں کہ یہ لوگ باہر آ کر عالمی سازشی قوتوں سے ساز باز رکھتے ہیں۔

مرزائیوں نے 1946ء کے انتخابات میں قائداعظم کی مخالفت کی تھی

سیال کوٹ، ۱۸ر جون (نمائندہ خصوصی): ایک بزرگ مسلم لیگی نے آج ایک ملاقات کے دوران انکشاف کیا کہ جب شملہ کانفرنس کانگرسی لیڈروں کی اس ہٹ دھرمی کے باعث ناکام ہوئی کہ کانگرس کو سارے ہندوستان کے عوام کی طرف سے بات چیت کا حق ہے اور مسلم لیگ کی حیثیت صرف ایک سیاسی جماعت کی ہے۔ شملہ کانفرنس کی ناکامی کے بعد آئین حکومت ہند مجریہ ۱۹۳۵ء کے تحت سارے ملک میں صوبائی اور مرکزی انتخابات کرائے گئے۔ ان انتخابات کے وقت قائداعظم نے واشگاف الفاظ میں اس امر کا اعلان کیا تھا کہ یہ انتخابات ثابت کر دیں گے کہ مسلم لیگ کی عوام میں کیا حیثیت ہے چناں چہ انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ مسلم لیگ کی نمائندہ حیثیت کو ثابت کرنے کے لیے صرف مسلم لیگی امیدواروں کو ووٹ دیں اور مسلم لیگی اُمیدواروں کی مخالفت نہ کریں کیوں کہ مسلم لیگی اُمیدوار کی مخالفت پاکستان کے مطالبہ کی مخالفت ہوگی۔ کانگرس نے مسلم لیگ کو نیچا دکھانے کے لیے ہر جگہ مسلم لیگی امیدواروں کے مقابلے پر مسلمان امیدوار کھڑے کیے۔ بعض علاقوں میں انہوں نے ایسے امیدواروں کی حمایت کی جو مسلم لیگی امیدواروں کے مقابلے میں کھڑے تھے۔ بزرگ مسلم لیگی نے بتایا کہ قائداعظم کی اپیل کو درخور اعتنا سمجھتے ہوئے قادیانیوں نے حلقہ گورداس پور سے جس میں قادیان بھی شامل تھا۔ اپنا امیدوار مسلم لیگ کے مقابلے میں کھڑا کیا۔ قادیانی امیدوار فتح محمد سیال نے مسلم لیگ کے امیدوار بہاء الدین کو شکست دی۔

انجمن طلباء اسلام کی مہم

کراچی، ۱۸ر جون: انجمن طلباء اسلام (پاکستان) نے اپنے ایک خصوصی اجلاس میں فیصلہ کیا ہے کہ پاکستان میں ''قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دو مہم'' بڑے زور وشور سے شروع کر دی جائے۔ اس سلسلہ میں کراچی میں عوامی رابطہ مہم کا آغاز کر دیا گیا۔ اس رابطہ مہم سے طلبا شہر کی مختلف مساجد میں مسلمانوں (کی رائے) کو اس مطالبہ کے حق میں ہموار کریں گے۔ تعلیمی

اداروں میں جلسے جلوس اور مظاہروں کا پروگرام کیا جائے گا۔

NAP قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی حامی ہے

گجرات، ۱۸ر جون (نمائندہ خصوصی) پنجاب نیشنل عوامی پارٹی کی صوبائی مجلس عاملہ کے رکن سید باقر رضوی نے بعض اخبارات میں شائع شدہ خبروں کی تردید کی ہے کہ قادیانیوں کے مسئلہ پر NAP میں اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ NAP میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ سمجھتے ہیں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت قصور کا اجلاس

قصور، ۱۸ر جون (نامہ نگار) چودھری فضل حسین کی رہائش گاہ پر مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک اجلاس زیر صدارت سید محبوب علی شمسی منعقد ہوا جس میں مختلف مکاتب فکر کے علمائے کرام کے علاوہ آل پارٹی ورکرز نے بھی شرکت کی اور مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی گئی:

"یہ اجلاس حادثہ ریلوے اسٹیشن ربوہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے علاوہ انہیں کلیدی اسامیوں سے فوری طور پر ہٹایا جائے۔ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے اور مرزا ناصر احمد جو کہ اس المیے کا مرکزی کردار ہے۔ انہیں فوری طور پر گرفتار کیا جائے اور جن لوگوں نے یہ خونی ڈرامہ سٹیج کیا ہے انہیں کڑی سے کڑی سزائیں دی جائیں۔

قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔ گڑھ مہاراجہ

گڑھ مہاراجہ کے مسلمانوں کے ایک بڑے اجتماع میں متعدد قراردادیں منظور کی گئیں۔ ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور انہیں تمام کلیدی اسامیوں سے فوراً ہٹا دیا اور تعلیم، صحت، دفاع محکمہ جات میں ان کی آیندہ سے تقرری نہ کی جائے، ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے، جماعت احمدیہ کو ایک سیاسی جماعت قرار دیا جائے۔

پنجاب اسمبلی میں میاں مصطفیٰ ظفر قریشی کا مطالبہ

حزب اختلاف کے میاں مصطفیٰ ظفر قریشی نے کہا کہ پاکستان اسلام کے نام پر معرض

وجود میں آیا تھا لیکن اس کے بعد ہم اسلام کے موقف سے ہٹ گئے جس کے نتیجہ میں ملک ٹوٹ گیا۔انہوں نے کہا کہ جب تک ہم ملک میں اسلامی آئین نافذ نہیں کریں گے۔ہمارے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ اگر ہم اسلام کو اپنا لیں تو ہماری مشکلات اور تکالیف دُور ہو جائیں گی۔ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

۲۰ جون ۱۹۷۴ء

سرحد اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی سفارش کردی

پشاور،۱۹رجون (پ پ) صوبہ سرحد(موجودہ KPK) کی اسمبلی نے آج وفاقی حکومت سے سفارش کی ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

ایوان نے متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں وفاقی حکومت پر زور دیا گیا ہے کہ چوں کہ قادیانی ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے لہذا انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے آئین میں ترمیم کی جائے۔قرارداد میں یہ مطالبہ بھی کیا گیا ہے کہ ایسا انتظام کیا جائے کہ قادیانی سیاسی اور انتظامی شعبوں میں اپنا اثر ورُسوخ استعمال نہ کرسکیں۔

یہ قرارداد جمعیت علمائے اسلام کے رکن مولانا حبیب گل نے پیش کی اور حزب اختلاف اورحزب اقتدار دونوں نے نعرۂ تکبیر اللہ اکبر کے پُر جوش نعروں کی گونج میں اس کی حمایت کا اعلان کیا۔

قرارداد میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کے مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے کیوں کہ وہ ختم نبوت پر یقین نہیں رکھتے۔کوئی مسلمان اس مطالبہ کی مخالفت نہیں کرسکتا لہذا یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مسلمانوں کے اس متفقہ مطالبہ کو منظور کرتے ہوئے مرزائیوں کے تمام فرقوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

قرارداد پر تقریر کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ سردار عنایت اللہ خاں گنڈاپور نے کہا کہ ہمیں ربوہ کے واقعہ پر شدید دُکھ پہنچا ہے۔اس سلسلہ میں تحقیقات کی جارہی ہے اس لیے قبل از وقت اس واقعہ کے بارے میں کوئی تبصرہ کرنا مناسب نہیں ہے تاہم انہوں نے اعلان کیا کہ وہ ناموس

رسول کی خاطر اپنی جان و مال سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اس موضوع پر متعدد قرار دادیں ایوان میں پیش کرنے کے لیے تیار کی گئی تھیں لیکن پھر میں نے اپوزیشن کے رہنما ارباب سکندر خان خلیل کے ساتھ صلاح مشورہ کرنے کے بعد اس قرارداد کو ایوان میں پیش کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ واضح رہے کہ جب قرارداد پیش کی گئی تو اس میں ترمیم کی گئی کہ تمام مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے خواہ وہ احمدی ہوں یا قادیانی، لاہوری گروپ کے ہوں یا ربوہ گروپ کے۔

راول پنڈی کے اسیر علماء کو رہا کر دیا گیا

راول پنڈی، ۱۹/جون (اپ پ) ضلعی انتظامیہ نے جن علمائے دین کو امن عامہ کو نقصان پہنچانے اور عوام میں اشتعال پیدا کرنے والی تقاریر کرنے کے الزام میں ۱۴جون کو ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت گرفتار کیا تھا۔ انہیں آج صبح رہا کر دیا گیا۔

۲۱ جون ۱۹۷۴ء

قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لیے وزیر اعظم نے اعلیٰ سطحی اجلاس طلب کر لیا

لاہور، ۲۰/جون (عارف نظامی۔ نامہ نگار خصوصی) قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مسئلہ پر غور و خوض کرنے کے لیے وزیر اعظم بھٹو نے ہفتے کے روز مری میں اعلیٰ سطح کا ایک اجلاس طلب کر لیا ہے۔ اس امر کا انکشاف یہاں انتہائی باوثوق ذرائع نے کیا۔ اجلاس میں صوبائی وزیر اعلیٰ محمد حنیف رامے بھی شرکت کریں گے جنہیں وزیر اعظم نے اسلام آباد طلب کر لیا ہے۔ وہ کل سہ پہر چار بجے بذریعہ کار اسلام آباد کے لیے روانہ ہوں گے جہاں سے اگلے روز مری پہنچیں گے، اجلاس صبح دس بجے شروع ہوگا اور اس کی ایک سے زاید نشستیں متوقع ہیں۔ اجلاس میں وفاقی وزراء شیخ محمد رشید، مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ، مسٹر جے اے رحیم، وزیر داخلہ خان عبدالقیوم خان اور مسٹر خورشید حسن میر کے علاوہ اعلیٰ فوجی و سول حکام بھی شرکت کریں گے۔ پنجاب پیپلز پارٹی کے صدر ملک معراج خالد اور دیگر صوبوں سے پارٹی کے صدر بھی اجلاس میں شرکت کریں گے۔

معلوم ہوا ہے کہ مجوزہ اجلاس میں قادیانیوں کو اقلیتی فرقہ قرار دینے کے بارے میں سواد اعظم کے پُرزور مطالبے کو ٹھوس عملی شکل دینے پر غور کیا جائے گا۔ واضح رہے کہ ۳۰ جون کو قومی اسمبلی کا بجٹ اجلاس ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد وزیراعظم بھٹو کی نشری تقریر کے مطابق قادیانیوں کو اقلیتی فرقہ قرار دینے کے مسئلے پر قومی اسمبلی میں بحث ہوگی۔ اگرچہ وزیراعظم بھٹو نے اس مجوزہ بحث میں حصہ لینے والے پیپلز پارٹی کے ارکان کو پارٹی ڈسپلن سے آزاد کر کے اپنے ضمیر کے مطابق لائحہ عمل اختیار کرنے کی ہدایت کی ہے تاہم توقع ہے کہ قومی اسمبلی کے اجلاس سے قبل پارٹی کی پارلیمانی پارٹی کا اجلاس ہوگا یا کسی اور انداز میں وزیراعظم ارکان قومی اسمبلی سے بات چیت کریں گے۔

اجلاس میں سرحد اسمبلی کی جانب سے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی حمایت میں متفقہ طور پر منظور کردہ قرارداد سے پیدا شدہ صورت حال پر بھی غور کیا جائے گا۔

تحریک ختم نبوت کی متحدہ مجلس عمل کا اجلاس جولائی میں ہوگا

کل پاکستان ختم نبوت متحدہ مجلس عمل کے صدر مولانا محمد یوسف بنوری نے بتایا ہے کہ قادیانیوں کے مسئلہ میں لائحہ عمل تیار کرنے کے لیے کمیٹی کا اجلاس جولائی کے شروع میں ہو گا۔ اجلاس میں حکومت کی طرف سے قادیانیوں سے نمٹنے کے لیے اٹھائے گئے اقدامات کا جائزہ لیا جائے گا اور مستقبل کے لیے کوئی لائحہ عمل تیار کیا جائے گا۔

شریعت کی رُو سے قادیانی غیر مسلم ہیں۔ ایئر مارشل (ریٹائرڈ) اصغر خان

لاہور، ۲۰ رجون (پ پ ا) تحریک استقلال کو حکومت بنانے کا موقع دیا گیا تو برسر اقتدار آنے کے پہلے روز ہی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے گا۔ ان خیالات کا اظہار تحریک استقلال کے سربراہ ایئر مارشل اصغر خان نے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی طرف سے منظور کردہ قرارداد پر اظہار افسوس کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ غلط فہمی ان کی پریس کانفرنس کی غلط اور گمراہ کن رپورٹنگ کی بنا پر ہوئی ہے۔ تحریک استقلال کے سینئر نائب صدر وزیر علی کی طرف سے جاری کردہ ایک پریس ریلیز میں کیا گیا ہے کہ اصغر خان کا موقف قادیانیوں کے بارے میں بالکل واضح ہے اور انہوں نے واقعہ ربوہ کے اگلے روز ہی ہری پور ہزارہ میں ایک جلسۂ عام میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ شریعت کی رُو سے قادیانی ایک غیر مسلم

اقلیت ہیں۔

تحریک استقلال کے ایک دوسرے پریس ریلیز میں رکن قومی اسمبلی وسیکرٹری اطلاعات مسٹر احمد رضا قصوری نے کہا کہ ائیر مارشل (ریٹائرڈ) اصغر خان نے قادیانیوں کو کبھی مسلمان قرار نہیں دیا۔ ہماری جماعت قادیانیوں کو اقلیت قرار دلائے گی مگر اس نوعیت کا کوئی مطالبہ حکومت سے نہیں کرے گی۔

ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کا فیصلہ

لاہور، ۲۰؍جون (پ پ ا) ایک سرکاری ذریعہ نے بتایا ہے کہ حکومت نے ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کا فیصلہ کر لیا ہے اور اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ضروری اقدامات بھی شروع کر دیے ہیں چناں چہ ربوہ شہر میں سرکاری ملازمین کی تعداد میں قادیانیوں اور مسلمانوں کی بنیاد پر توازن پیدا کیا جا رہا ہے۔ نیز ربوہ میں دو بڑے قطعات اراضی مسلمانوں کی آبادکاری کے لیے مخصوص کر دیے گئے ہیں جن کا مجموعی رقبہ 1350 ایکڑ ہے۔

ایک اطلاع کے مطابق حکومت پنجاب نے ربوہ میں موجود سرکاری ملازمین کا سروے مکمل کر لیا ہے۔ یہ سروے اس مقصد کے لیے کیا گیا ہے کہ یہ معلوم ہو سکے کہ ربوہ میں کتنے ملازمین قادیانی موجود ہیں۔ حکومت پنجاب کے علاوہ وفاقی حکومت نے بھی اپنے محکموں کا سروے مکمل کر لیا ہے کہ ربوہ میں وفاقی حکومت کے ملازمین کی تعداد کتنی ہے۔ اب اس میں توازن پیدا کرنے کے لیے ضروری اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ اس بات کا اہتمام کیا جائے گا کہ کسی بھی شعبہ میں قادیانی اپنی تعداد کی نسبت سے زیادہ نہ ہوں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حکومت اس بات کا ارادہ رکھتی ہے کہ ربوہ شہر میں رہائشی پلاٹ غیر قادیانیوں کو بھی دیے جائیں۔ یہ پلاٹ بلا تخصیص فرقہ دیے جائیں گے۔ یہ تجویز بھی زیر غور ہے کہ ربوہ کی بلدیاتی حدود بڑھا دی جائیں اور اس میں ربوہ شہر کے بعض نواحی علاقے موضع چمن عباس وغیرہ شامل کر لیے جائیں۔ ایک سرکاری ذریعہ کے مطابق یہ تمام اقدامات اس لیے کیے جا رہے ہیں تا کہ حکومت کے اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنایا جا سکے کہ ربوہ پاکستان کے کسی بھی دوسرے شہر کی طرح ایک کھلا شہر ہے۔

سرحد اسمبلی کی قرارداد پر سیاسی، سماجی اور مذہبی تنظیموں کا خراج تحسین

لاہور، ۲۰؍جون (سٹاف رپورٹر) قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے ضمن میں سرحد اسمبلی

کی قرارداد پر ملک کے سیاسی و سماجی اداروں نے سرحد اسمبلی کے اراکین کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور امید ظاہر کی ہے کہ قومی اسمبلی اس مطالبہ کو بلا تاخیر دستوری ترمیم کی شکل میں منظور کرے گی۔

امیر جماعت اسلامی پاکستان میاں طفیل احمد نے ایک بیان میں کہا کہ صوبہ سرحد کی اسمبلی نے اپنے دینی اور قومی فرض کا احساس کرتے ہوئے دوسری سب اسمبلیوں سے آگے بڑھ کر وفاقی حکومت سے جو یہ مطالبہ کیا ہے کہ وہ دستور میں ترمیم کر کے ہر قسم کے قادیانیوں کو اقلیت قرار دے اور ان کے افراد کو زندگی کے مختلف شعبوں میں کلیدی اسامیوں سے علاحدہ کرنے کا انتظام کرے۔ اس کے لیے وہ تمام قوم کے شکریہ اور تحسین کی مستحق ہے اور میں توقع کرتا ہوں کہ دوسری صوبائی اسمبلیاں بھی اس فرض کو جلد از جلد ادا کریں گی اور قومی اسمبلی میں بلا تاخیر اس مسئلے کو ہمیشہ کے لیے ملی خواہشات کے مطابق دستوری طور پر حل کر کے ملک میں امن وامان اور یک جہتی کی فضا پیدا کرنے کا سامان بہم پہنچائے گی۔

تحریک ختم نبوت کی متحدہ مجلس عمل کے جنرل سیکرٹری علامہ سید محمود احمد رضوی نے ایک بیان میں کامیاب ملک گیر ہڑتال کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ اس مظاہرے کا اثر ہے کہ سرحد اسمبلی نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے مطالبہ پر قرارداد منظور کی ہے۔ متحدہ مجلس عمل سرحد اسمبلی کے اراکین کو اس سعادت میں اولیت حاصل کرنے پر مبارکباد دیتی ہے اور توقع رکھتی ہے کہ قومی اسمبلی بھی اس مطالبہ کو بلا تاخیر دستوری ترمیم کی شکل میں منظور کر کے اپنا ملی و قومی فرض ادا کرے گی۔

جمعیت علماء اسلام پنجاب کے امیر مولانا عبیداللہ انور، جنرل سیکرٹری مولانا نیاز احمد گیلانی اور جمعیت کے قانونی مشیر قاضی محمد سلیم نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ ہم سرحد اسمبلی کے تمام ممبران کو سلام پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے عوام کی دھڑکنوں پر کان دھر کر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پاس کی ہے۔ سرحد اسمبلی کا یہ اقدام مسلمانان عالم کے لیے باعث مسرت و شادمانی ہے۔ باقی صوبائی اسمبلیوں سے بھی ہمیں یہ اُمید ہے کہ وہ ایسی قراردادیں پاس کرائیں گی۔

جماعت اسلامی پنجاب کے امیر چوہدری غلام جیلانی نے سرحد اسمبلی کے ارکان کو

مبارک باد پیش کی ہے اور ایک بیان میں کہا ہے کہ انہوں نے جذبۂ ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے یہ قرارداد منظور کی ہے۔ یہ پنجاب سندھ اور بلوچستان کی اسمبلیوں کے لیے قابل تقلید مثال ہے۔ وفاقی حکومت بلاتاخیر قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے بل پیش کرے۔

مرکزی جماعت غرباء اہل حدیث کے سیکرٹری مولانا محمد ادریس ہاشمی نے سرحد اسمبلی کے ارکان کو مبارک باد دی اور کہا کہ یہ فیصلہ ملت اسلامیہ کی ترجمانی کرتا ہے۔

جمعیت طلباء اسلام کے صدر محمد اُسلوب قریشی، سید مطلوب علی زیدی نے سرحد اسمبلی کی قرارداد کو ایک عظیم الشان کارنامہ قرار دیا ہے۔

مجلس احرار اسلام، لاہور اور مجلس لاہور نے الگ الگ اجلاسوں میں سرحد اسمبلی کے ارکان کو مبارک باد دی ہے اور سندھ، پنجاب، بلوچستان کے ارکان سے اپیل کی ہے کہ وہ بھی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد منظور کریں۔

میرے فرقے کو اقلیت قرار نہ دیا جائے: چودھری اعظم، MPA

پیپلز پارٹی کے قادیانی رکن صوبائی اسمبلی چودھری محمد اعظم نے بجٹ پر بحث کے دوران تقریر کرتے ہوئے کہا:

''میں قادیانی فرقہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ میرے فرقہ کو اقلیت قرار نہ دیا جائے، اس مسئلہ پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے کیوں کہ عوام نے ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں اس مسئلے پر اپنا فیصلہ دے دیا تھا۔ انتخابات کے وقت جماعت اسلامی کے منشور میں یہ بات رکھی گئی تھی کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے گا لیکن عوام نے جماعت اسلامی کے منشور کو ٹھکرا دیا اور پیپلز پارٹی کے حق میں ووٹ دے کر اسے برسر اقتدار لائے۔ قادیانیوں کو ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اپنا زاویۂ نگاہ پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور پھر عوام سے ہمارے بارے میں فیصلہ لیا جائے۔''

اس موقع پر حکمران جماعت کے ایک رکن سردار غلام عباس گاوی نے کہا کہ عوام نے

پیپلز پارٹی کو ووٹ دیے تھے قادیانیوں کو نہیں۔

۲۲ جون ۱۹۷۴ء

قادیانی مسئلہ بارے اعلیٰ سطحی حکومتی اجلاس

اسلام آباد، ۲۱ر جون (اکرام الحق شیخ، نمائندہ خصوصی) باخبر ذرائع نے بتایا ہے کہ وفاقی حکومت نے اعلیٰ عہدوں اور کلیدی اسامیوں پر فائز قادیانی فرقہ سے متعلق افراد کی فہرستیں مرتب کرنے کی ہدایت جاری کر دی ہے اور اس مقصد کے لیے انٹیلی جنس کے مختلف شعبوں سے رابطہ کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ صبح مری میں منعقد ہونے والے اعلیٰ سطح کے اجلاس میں اس مسئلے سے متعلق ضروری اقدامات کے بارے میں غور ہوگا۔ ان ذرائع کے مطابق حکومت قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مسئلے کو قومی اسمبلی میں لانے سے قبل اس فرقہ کی بعض شخصیتوں کا اندازہ لگانا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ قادیانی فرقہ سے تعلق رکھنے والے افراد مسلح افواج، ملک کے اعلیٰ ترین انتظامی عہدوں، سفارت خانوں، عدلیہ، تعلیمی شعبوں، محکمہ پولیس، مالیات، کاروباری و صنعتی شعبوں اور دوسرے اداروں میں اعلیٰ اسامیوں پر چھائے ہوئے ہیں اور بعض حالتوں میں نظم و نسق کو کنٹرول کرتے ہیں۔ یہ لوگ صوبائی اور قومی اسمبلیوں میں بھی موجود ہیں جو پیپلز پارٹی کی ٹکٹ پر منتخب ہوئے تھے۔

مری کے اجلاس میں شرکت کے لیے پنجاب کے وزیر اعلیٰ مسٹر حنیف رامے آج رات لاہور سے راول پنڈی پہنچے۔ اجلاس صبح کے نو بجے شروع ہوگا۔ وزیر اعظم اجلاس کی صدارت کریں گے۔

لائل پور میں قادیانی کی اندھا دھند فائرنگ

لال پور، ۲۱ر جون (نمائندہ خصوصی) ڈی ٹائپ کالونی محمدی چوک میں ایک قادیانی الٰہی بخش نے آج شام اندھا دھند فائرنگ کر کے تمام علاقہ میں سنسنی پھیلا دی۔ بتایا گیا ہے کہ چند روز قبل بھی اس قادیانی نے پُر امن مسلمانوں پر فائرنگ کی تھی۔ پولیس نے اس کی حفاظت کے لیے مکان کے باہر مسلح دستہ متعین کر رکھا تھا۔ آج شام الٰہی بخش نے مسلمانوں پر گولی چلا دی۔

پولیس نے مداخلت کی کوشش کی جس کے نتیجے میں ایک ASI خورشید عالم گولی لگنے سے زخمی ہو گیا۔ ان کے سر میں گولی لگی ہے اسے طبی امداد کے لیے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا ہے۔ قادیانی کی فائرنگ سے ایک دوسرا شخص مجروح ہوا ہے۔ پولیس موقع پر پہنچ گئی ہے۔ مزید تفصیلات کا انتظار ہے کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔

مساجد میں نماز جمعہ کے اجتماعات میں قادیانیوں کے بارے قراردادیں منظور

لاہور، ۲۱ رجون (سٹاف رپورٹر) صوبائی دارالحکومت میں آج مساجد میں نماز جمعہ کے خطبات میں علماء نے تحریک ختم نبوت کی متحدہ مجلس عمل کی قراردادوں کی تائید کی اور عوام سے اپیل کی کہ قادیانیوں کا مکمل سماجی، اقتصادی بائیکاٹ کیا جائے۔ انہوں نے سرحد اسمبلی کی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی متفقہ قرارداد پر اراکین اسمبلی کو مبارکباد دی اور پنجاب اسمبلی کے اراکین سے مطالبہ کیا کہ وہ بھی ایسی قرارداد منظور کریں۔

متحدہ مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل علامہ سید محمود احمد رضوی نے نماز جمعہ کے اجتماع میں مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے، ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے اور انہیں کلیدی اسامیوں سے ہٹایا جائے۔ انہوں نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ قادیانیوں کا سماجی اور اقتصادی بائیکاٹ کریں۔

متحدہ مجلس عمل کے نائب صدر ممتاز شیعہ رہنما سید مظفر علی شمسی نے ''دفتر شہید'' میں کارکنوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے سرحد اسمبلی کے اراکین کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور سندھ، پنجاب، سرحد اسمبلی کے اراکین سے مطالبہ کیا کہ وہ بھی اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے قادیانیوں کے ضمن میں متحدہ مجلس عمل کے مطالبات کی روشنی میں قرارداد منظور کر کے مرکز کو مطالبات تسلیم کرنے کی سفارش کریں۔ انہوں نے کہا کہ متحدہ مجلس عمل کی پُرامن تحریک مطالبات تسلیم ہونے تک جاری رہے گی۔ انہوں نے سماجی بائیکاٹ کا مطالبہ بھی کیا۔

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرق پوری نے جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سرحد اسمبلی نے اپنے دینی، ملی اور قومی فرض کا احساس کرتے ہوئے دوسری اسمبلیوں سے سبقت لی ہے۔ ان کا یہ اقدام قوم کے شکریہ اور تحسین کا مستحق ہے۔ انہوں نے سندھ، پنجاب

اور بلوچستان کے اراکین اسمبلی سے مطالبہ کیا کہ وہ بھی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے ضمن میں قرارداد منظور کر کے اپنے جذبۂ ایمان اور تحفظ ناموس رسالت کا عملی ثبوت دیں۔ انہوں نے متحدہ مجلس عمل کی قراردادوں کی حاضرین سے توثیق کرائی۔ انہوں نے اہل اسلام اور سلسلہ عالیہ نقش بندیہ مجددیہ کے متوسلین سے اپیل کی ہے کہ وہ قادیانیوں کا معاشی، معاشرتی، اقتصادی اور مکمل ثقافتی بائیکاٹ کیا جائے۔

مرکزی اہل حدیث جماعت غرباء کے زیر اہتمام نماز جمعہ کے اجتماع میں مولانا ادریس ہاشمی نے سرحد اسمبلی کی قرارداد کا خیر مقدم کیا اور اراکین کو مبارک باد دی۔ جامع مسجد صدر بازار لاہور کے خطیب قاری غلام رسول، مسجد رحمانیہ پونچھ روڈ اور دیگر مساجد میں بھی خطیبوں نے متحدہ مجلس عمل کے فیصلوں کی توثیق کی اور مطالبہ کیا کہ حکومت بلا تاخیر اس مسئلہ کو حل کرے۔

قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے تک طلبہ کی مہم جاری رہے گی

لاہور، ۲۱رجون (سٹاف رپورٹر) اسلامی جمعیت طلبہ کے زیر اہتمام داروغہ والا (لاہور) میں ایک جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ طلبا اس وقت تک جدوجہد کرتے رہیں گے جب تک قادیانیوں کو اقلیت قرار نہیں دیا جاتا۔

انجینئرنگ یونیورسٹی یونین کے صدر مسٹر نعیم سرویا نے الزام لگایا کہ قادیانیوں کی سازش کے نتیجہ میں مشرقی پاکستان علاحدہ ہوا ہے۔

تحریک ختم نبوت دوروزہ کنونشن

لاہور، ۲۱رجون (سٹاف رپورٹر) تحریک ختم نبوت کی متحدہ مجلس عمل کی ایک دوروزہ کنونشن ۲۳، ۲۴رجون کو ملتان میں منعقد ہو رہی ہے۔ کنونشن میں متحدہ مجلس عمل کے رہنما، سرحد، سندھ اور پنجاب کے کارکن شرکت کریں گے۔ اس امر کا فیصلہ آج متحدہ مجلس عمل کی مرکزی کونسل کے ایک اجلاس جو آج نواب زادہ نصر اللہ خاں کی صدارت میں منعقد ہوا۔ کیا گیا۔ اجلاس میں عوام سے اپیل کی گئی کہ قادیانیوں کے سماجی واقتصادی بائیکاٹ کی مہم تیز کی جائے اور لاہور میں پُرامن طور پر سماجی واقتصادی بائیکاٹ کیا جائے۔ مجلس عمل نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ متحدہ مجلس عمل کے مطالبات بلا تاخیر تسلیم کیے جائیں۔

MNA: مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کی قرارداد کی بھرپور حمایت کی جائے گی

حافظ آباد، ۲۱ر جون (نامہ نگار) مجلس عمل تحریک ختم نبوت سب ڈویژن حافظ آباد کی جانب سے منعقدہ ایک بہت بڑے جلسۂ عام میں قومی اسمبلی کے رکن میاں شہادت خاں بھٹی نے حلف اٹھایا کہ وہ قومی اسمبلی کے اجلاس میں مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کی قرارداد کی بھرپور حمایت کریں گے۔ جلسۂ عام سے جمعیت علماء پاکستان کے صدر مولانا سید شبیر حسین نے خطاب کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے والے یا اسے مجدد ماننے والوں کو بلاتفریق غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ جلسہ سے جمعیت اہل حدیث کے مولانا نصر اللہ خاں بھٹی نے خطاب کرتے ہوئے عوام پر زور دیا کہ مرزائیوں کا شہر میں مکمل طور پر سوشل بائیکاٹ کیا جائے۔

حافظ آباد میں مرزائیوں کا بائیکاٹ

حافظ آباد، ۲۱ر جون (نامہ نگار) یہاں کی مختلف تجارتی اور کاروباری تنظیموں نے قادیانیوں کا مکمل طور پر سماجی بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آل پاکستان رائس ڈیلرز آرگنائزیشن، انجمن آڑھتیاں حافظ آباد، کریانہ ایسوسی ایشن، کلاتھ ایسوسی ایشن، برتن فروشوں کی تنظیم اور انجمن تاجران نے قراردادوں میں کہا ہے کہ قادیانیوں کا مکمل طور پر بائیکاٹ کیا جائے گا اور ان سے کسی قسم کا لین دین نہیں کیا جائے گا۔

قادیانیوں کی عسکری تنظیموں پر پابندی لگائی جائے: مفتی محمود

ملتان، ۲۱ر جون (نمائندہ خصوصی) متحدہ جمہوری محاذ کے مرکزی نائب صدر اور صوبہ سرحد کے سابق وزیر اعلیٰ مفتی محمود نے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کی نیم عسکری تنظیموں فرقان فورس اور خدام الاحمدیہ پر پابندی عائد کی جائے۔

قادیانیوں کا مسئلہ پارلیمنٹ میں پیش ہوگا

کوئٹہ ۲۱ر جون (نمائندہ خصوصی) باخبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ قادیانیوں کا مسئلہ

آخری فیصلہ کے لیے پارلیمنٹ میں پیش ہوگا۔ پارلیمنٹ کا اجلاس جولائی میں ہونے کی توقع ہے۔قومی اسمبلی اور سینٹ کے الگ الگ اجلاس ۳ جولائی کو شروع ہونے کا امکان ہے،اس کے بعد قومی اسمبلی اور سینٹ کا مشترکہ اجلاس ہوگا جس میں قادیانیوں کے مسئلے پر قطعی فیصلہ کیا جائے گا۔

۲۳ جون ۱۹۷۴ء

اعلیٰ سطحی اجلاس میں قادیانی مسئلہ بارے غور

راول پنڈی،۲۲رجون (نمائندہ خصوصی) آج مری میں وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کی زیرصدارت ایک اعلیٰ سطح کا اجلاس ہوا جس میں قادیانی فرقہ کو اقلیت قرار دینے کے اثرات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا اور اس کے ملکی اور بین الاقوامی مضمرات پر غور کیا گیا۔ اجلاس میں وفاقی وزراء مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ، خان عبدالقیوم خان، خورشید حسن میر،مولانا کوثر نیازی، شیخ محمد رشید، وزیراعظم کے خصوصی معاون یوسف بچ، پنجاب کے وزیراعلیٰ مسٹر محمد حنیف رامے، پنجاب پیپلز پارٹی کے صدر ملک معراج خالد اور اعلیٰ حکام نے شرکت کی۔اجلاس کی دو نشستیں ہوئیں۔

...... پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے ارکان قومی اسمبلی نے آج مری میں وزیراعظم سے تبادلۂ خیالات کیا۔وزیراعظم نے ان سے پارٹی کے معاملات کے علاوہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے سے متعلق ارکان کی رائے کا جائزہ لیا۔وزیراعظم نے پارٹی کے ارکان کو اجازت دی کہ وہ قادیانیوں کے بارے میں اپنے جذبات کا آزادانہ اظہار کریں۔

اپرٹوپا میں آرمی ایجوکیشن کور کے سالانہ ڈنر سے وزیراعظم کا خطاب

مری،۲۲رجون (ریڈیو رپورٹ) وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے کہا ہے کہ موجودہ حکومت قادیانیوں کے مسئلہ کو مستقل طور پر حل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ یہ مسئلہ نیا نہیں بل کہ پہلے سے موجود ہے اور انہیں یقین ہے کہ حکومت اس مسئلے کو بہ حسن وخوبی حل کر لے گی۔ ہم نے ماضی میں کئی نازک مسئلوں کا سامنا کیا ہے اور ان کے اطمینان بخش طریقے پر حل کرنے کے قابل ہوئے ہیں۔

مرزا ناصر احمد اور ظفر اللہ کے الزامات قطعی بے بنیاد ہیں: سرکاری ترجمان

ایک سرکاری ترجمان نے بعض غیر ملکی اخبارات کی طرف سے پاکستان کے اندرونی واقعات کے بارے میں بے بنیاد من گھڑت اور غلط پروپیگنڈہ پر مبنی خبروں کی اشاعت کے سلسلہ میں رجحان کی شدید مذمت کی ہے اور کہا کہ پاکستان میں فرقہ وارانہ تنازعہ سے پیدا ہونے والی صورت حال کے بارے میں ان غیر ملکی اخبارات نے جو خبریں شائع کی ہیں وہ حقائق کے منافی اور بیرون ملک پاکستان کی ساکھ اور وقار کو مجروح کرنے کے مترادف ہیں۔

لائل پور میں مرزائیوں کی فائرنگ کے خلاف احتجاج

لائل پور،۲۲؍جون (نمائندہ خصوصی) قادیانی فرقہ کی جانب سے ڈی ٹائپ کالونی میں مسلمانوں پر اندھا دھند فائرنگ کے خلاف اس کالونی میں آج مکمل ہڑتال رہی۔ مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین شدید کشیدگی کے پیش نظر پولیس کی بھاری جمعیت اس بستی میں متعین کر دی گئی ہے۔ اس دوران فائرنگ کے قادیانی ملزم الٰہی بخش سمیت قادیانی فرقہ کے ۱۹ اور مسلمانوں کے ۱۲۳ افراد گرفتار کر لیے گئے ہیں۔

روس میں اس قدر قادیانی ہوں گے جتنے صحرا میں ریت کے ذرّے

لاہور،۲۲؍جون- ایک طرف مرزائی آج کل اخبارات میں اشتہارات شائع کرا کے عامۃ المسلمین کو یہ تاثر دینے کے درپے ہیں کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آخری نبی مانتے ہیں اور ختم نبوت کے متعلق ان کا عقیدہ وہی ہے جو عام مسلمانوں کا ہے لیکن دوسری طرف وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو دل سے بہ دستور نبی اور پیغمبر تسلیم کرتے ہیں۔ اس تضاد بیانی کا اندازہ ربوہ سے شائع ہونے والے اردو، انگریزی ماہنامہ تحریک جدید کے جون ۱۹۷۴ء کے شمارے کے مطالعہ سے ہوسکتا ہے جس کے انگریزی حصے کے صفحہ نمبر ۸ پر ''ربوہ کی ڈائری'' اور انگریزی حصہ کے صفحات نمبر ۲ و ۳ پر ان کے خلیفۃ المسیح سوم مرزا ناصر احمد کے جمعہ ۱۷؍مئی ۱۹۷۴ء کے جمعہ کے خطبہ کی رپورٹ شائع ہوتی ہے۔

ربوہ کی ڈائری میں لکھا گیا ہے۔ جماعت احمدیہ ۲۷؍مئی کا دن دنیا بھر میں یوم خلافت کے نام سے مناتی ہے کیوں کہ یہی وہ دن تھا جب مسیح موعود کی وفات کے بعد پہلے خلیفۃ المسیح کا انتخاب عمل میں آیا اور مسیح موعود کے قریب ترین رفیق کار مولانا حکیم نورالدین کو ان کا پہلا خلیفہ

مقرر کیا گیا۔ مسیح موعود خلافت کو اللہ تعالیٰ کا دوسرا مظہر اور پیغمبر کو اللہ تعالیٰ کا پہلا مظہر قرار دیتے تھے چناں چہ اس طرح ان کے ارشاد کے مطابق حکیم نورالدین خلیفہ اول کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کی دوسری نشانی تھے اور اس تحریک کے بانی اللہ تعالیٰ کی پہلی نشانی۔

تحریک جدید، ربوہ کے اس شمارے کے صفحہ نمبر۲ اور صفحہ نمبر۳ پر موجودہ خلیفہ ناصر احمد کے جمعہ ۱۷ مئی ۱۹۷۴ء کے خطبہ جمعہ کی جو رپورٹ شائع کی گئی ہے اس کے اقتباسات حسب ذیل ہیں:

''باوجود اس کے کہ حضرت خلیفۃ المسیح سوم علیل تھے انہوں نے جمعہ کے اجتماع میں شرکت ازبس ضروری تصور کی تا کہ وہ جماعت احمدیہ کو یہ یاددہانی کرا سکیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہر آن اور ہر گاہ یہ مطالبہ کیا کریں کہ انہیں جو مشن سونپا گیا وہ اس میں کامیاب ہوں۔''

مرزا ناصر احمد نے کہا:

''یہ مشیت ایزدی تھی کہ جماعت احمدیہ دنیا میں اسلام کا بول بالا کرے اور وہی رسول اللہ صلعم کے جھنڈے تلے دنیا کو متحد کر سکے گی۔ اللہ تعالیٰ نے بشارت دی تھی کہ اتحاد عالم اسلام کا مشن حضرت مسیح موعود اور مہدی کی جماعت احمدیہ ہی پورا کرے گی...... مسیح موعود کو ایک الہام میں بشارت دی گئی کہ روس میں اس طرح احمدی ہی احمدی ہو جائیں گے جس طرح صحرا میں ریت کے ذرّے ہوتے ہیں انہیں یہ بھی دکھایا گیا کہ مکہ میں ہر طرف احمدی موجود ہیں اگرچہ سردست ایسا نہیں ہے لیکن خدا کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔''

حافظ عبدالقادر روپڑی نے قادیانیوں سے مناظرے کا چیلنج قبول کرلیا

لاہور، ۲۲؍ جون (سٹاف رپورٹر) جماعت اہل حدیث کے ناظم اعلیٰ اور متحدہ مجلس عمل کے رکن حافظ عبدالقادر روپڑی نے پنجاب اسمبلی کے رکن چوہدری محمد اعظم کی پنجاب اسمبلی کی حالیہ تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے قادیانیوں کی طرف سے مناظرہ کا چیلنج قبول کرنے کا اعلان کیا ہے۔

ایک بیان میں مولانا روپڑی نے کہا کہ مرزائی جب چاہیں جہاں چاہیں ہم ان کے ساتھ مناظرہ کے لیے تیار ہیں لیکن مناظرہ ریڈیو، ٹی وی پر نہیں جلسہ عام میں ہوگا اور موضوع ہو گا کہ ''مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار کیوں دیا جائے؟''

انہوں نے کہا کہ مناظرہ کی شرط یہ ہے کہ یہ مرزا ناصر احمد کے ساتھ مناظرہ ہوگا اور ثالث مناظرہ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو ہوں گے اور یہ ریڈیو ٹی وی سے نشر کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ اس طرح سر ظفر اللہ اور مرزائیوں کی وطن دوستی کا بھی فیصلہ ہو جائے گا۔

قادیانیوں کی تنظیموں پر پابندی لگائی جائے: تحریک محافظ اسلام

لاہور، ۲۲ رجون: تحریک محافظ اسلام کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے ایک اجتماع میں حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ قادیانیوں کو خلاف قانون قرار دیا جائے اور ان کی تمام تنظیموں پر پابندی لگا کر کروڑوں مسلمانوں کے جذبات کا احترام کیا جائے۔ اجلاس میں طلباء اور مقامی علما نے بھی شرکت کی۔

راول پنڈی میں علما اور طلبا کی گرفتاری

راول پنڈی کے دو علماء کرام اور تین طالب علم لیڈروں کو ڈیفنس آف پاکستان رُولز کے تحت گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ان میں مولانا عبدالستار اور مولانا محمد اسحاق شامل ہیں۔ تین طالب علم لیڈر محمد افضل مرزا، اسلامی جمعیت طلبا کے راؤ محمد اختر اور گارڈن کالج کے شعیب خالق ہیں۔

قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لیے قومی اسمبلی میں قرارداد پیش

جھنگ ۲۲ رجون (نمائندہ خصوصی) قومی اسمبلی کے رکن اور ممتاز دینی رہنما مولانا محمد ذاکر (جمعیت علماء پاکستان) نے قومی اسمبلی میں ایک قرارداد پیش کرنے کا نوٹس دے دیا ہے۔ جس کا مقصد آئین میں ترمیم کرنا اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر فی الفور تمام کلیدی اسامیوں سے الگ کر دینا ہے۔ انہوں نے اس قرارداد کا نوٹس ۴ جون کو جامعہ محمدی شریف سے ارسال کر دیا تھا۔ اس قرارداد میں مولانا محمد ذاکر نے تجویز کیا ہے کہ چوں کہ قادیانی اپنے عقائد کے لحاظ سے آئین کے جدول سوم متعلقہ دفعہ ۴۲ سے متصادم ہیں۔ اس لیے مسلمان کی تعریف میں نہیں آتے لہٰذا وہ اسمبلی کی نظروں میں دائرۂ اسلام سے خارج اور غیر مسلم ہیں۔ ان کے عقائد کا ثبوت ان کی طرف سے شائع ہونے والا لٹریچر ہے یہ فرقہ نہ صرف مذہبی اختلاف کے

اعتبار سے الگ حیثیت رکھتا ہے بل کہ سیاسی اور سماجی اعتبار سے بھی یہ فرقہ خود کو سواد اعظم سے الگ تصور کرتا ہے اور واقعات کے لحاظ سے یہ انگریز اسرائیل اور بھارت کا ففتھ کالم ہے جو پاکستان میں سرگرم عمل ہے اور اس کی وفاداری بھی مشکوک ہے۔ انہوں نے تقسیم ہند کے بعد سے جان بوجھ کر اپنی جماعت کا ایک حصہ قادیان میں متعین کر رکھا ہے تا کہ ضرورت پڑنے پر اس سے کام لیا جا سکے۔ قرارداد میں آگے چل کر کہا گیا ہے کہ حال ہی میں ربوہ کے ریلوے سٹیشن پر جو واقعہ رونما ہوا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ فرقہ دراصل پاکستان میں ریاست در ریاست قائم کرنا چاہتا ہے اور اس کا اظہار مختلف موقعوں پر اس فرقے کے سرگرم کارکن کر چکے ہیں۔ اس فرقے کو معمولی تصور نہ کیا جائے بیشتر اسلامی ممالک بھی اس فرقے پر عدم اعتماد کا اظہار کر چکے ہیں۔ مولانا محمد ذاکر نے تجویز کیا ہے کہ ان حالات کی روشنی میں پاکستان اور ملکی سالمیت کا تحفظ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس مرزائی احمدی فرقہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور کلیدی اسامیوں سے انہیں الگ کیا جائے اور ربوہ کے دروازے ساری قوم کے لیے کھول دیے جائیں۔

مجلس عمل کے مطالبات پورے ہونے تک تحریک ختم نبوت جاری رہے گی

لاہور، ۲۲/جون (پ پ ا) مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری جنرل علامہ سید محمود احمد رضوی نے پھر اعلان کیا ہے کہ مجلس عمل کے تمام مطالبات پورے ہونے تک تحریک ختم نبوت جاری رہے گی۔ مجلس عمل کا ایک اجلاس ۳۰/جون کو منعقد ہوگا۔ بعض افراد مجلس عمل ختم نبوت کے نام پر فنڈز اکٹھا کر رہے ہیں حالاں کہ فنڈز اکٹھا کرنے کا فیصلہ نہیں کیا گیا، اگر اس سلسلہ میں کوئی فیصلہ کیا گیا تو اس کا فوری طور پر اعلان کر دیا جائے گا۔

۲۴ جون ۱۹۷۴ء

مطالبات کی منظوری تک ملک بھر میں قادیانیت مخالف مہم جاری رکھی جائے

لاہور، ۲۳/جون (اپ پ) قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے، انھیں کلیدی اسامیوں سے علاحدہ کرنے، ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے دیگر مطالبات

تسلیم ہونے تک تحریک کو جاری رکھا جائے گا۔اس بات کا اظہار پاکستان مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے جنرل سیکرٹری علامہ سید محمود احمد رضوی کی جاری کردہ ہدایات میں کیا گیا ہے۔انھوں نے کہا ہے کہ قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے جلسے جلوس جاری رکھے جائیں اور عوام کو قادیانیوں کے خلاف اسلام عقائد اور ناپاک سازشوں سے باخبر رکھا جائے۔نیز ان کا سوشل بائیکاٹ بھی سختی سے کیا جائے۔علامہ سید محمود احمد رضوی نے تشدد، لاقانونیت اور بدامنی سے مکمل طور پر گریز کرنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ یہ ایک خالصتاً دینی تحریک ہے اور اس تحریک کے تقدس کا تقاضا ہے کہ متشددانہ کارروائیاں نہ کی جائیں۔انھوں نے مختلف علاقوں میں مجالس عمل قائم کرنے کی بھی ہدایت کی اور ان میں مخلص اور غیر مشتبہ افراد کو شامل کرنے کی تلقین کی۔

قومی اسمبلی قادیانیوں کا مسئلہ عوامی خواہشات کے مطابق حل کرے گی: بھٹو

وفاقی کابینہ کا اجلاس آج پھر مری میں وزیراعظم بھٹو کی صدارت میں منعقد ہوا، اجلاس میں قادیانیوں کے مسئلہ کا تفصیل کے ساتھ جائزہ لیا گیا۔وزیراعظم نے یقین دلایا ہے کہ قومی اسمبلی قادیانیوں کا مسئلہ عوامی خواہشات کے مطابق حل کرلے گی۔

ہمیں ختم کرنا ممکن نہیں: مرزا ناصر احمد

ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکہ (APA) کے نمائندہ خصوصی کو پچھلے دنوں ربوہ میں قادیانیوں کے خلیفہ سوم مرزا ناصر احمد نے جو خاص انٹرویو دیا اور جو کئی امریکی اخبارات اور خصوصاً ۹ رجون کے پلین ڈیلر واشنگٹن میں خاص طور پر شائع ہوا ہے اس کی کچھ مزید تفصیلات کا پتہ چلا ہے۔اس انٹرویو میں مرزا ناصر احمد نے کہا تھا کہ ہمیں دنیا کی کوئی طاقت بھی نیست و نابود نہیں کرسکتی اگر پاکستان میں مرزائی ختم بھی کردیے جائیں پھر بھی مرزائیت کا خاتمہ نہیں ہوسکے گا۔اس دعویٰ کی وضاحت کرتے ہوئے مرزا ناصر احمد نے کہا:

''دنیا بھر میں ہماری پچاس کے قریب شاخیں ہیں اور شمالی امریکہ میں بھی مرزائی موجود ہیں۔اس لیے اگر پاکستان کے مرزائیوں کو جنھیں ''قادیانی'' کہا جاتا ہے۔قتل بھی کردیا جائے تب بھی وہ دنیا میں ختم نہیں ہوں گے۔''

مجلس عمل ملک بھر میں جلسے منعقد کرے گی

لاہور، ۲۳ رجون (سٹاف رپورٹر) ملک کی دینی سیاسی اور طلبا کی تنظیموں نے مطالبہ کیا ہے کہ متحدہ مجلس عمل کے مطالبات بلا تاخیر تسلیم کیے جائیں اور قادیانیوں کا مکمل سماجی، سیاسی بائیکاٹ کیا جائے۔ انہوں نے سرحد اسمبلی کے اراکین کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر مبارک باد دی ہے اور سندھ، سرحد اور پنجاب کے اراکین سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ بھی قرارداد منظور کریں۔ تحریک ختم نبوت کی متحدہ مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل علامہ سید محمود احمد رضوی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ تحریک ختم نبوت دینی تحریک ہے اور ہماری جدوجہد اس وقت تک جاری رہے گی جب تک ہمارے مطالبات تسلیم نہیں ہوتے۔ متحدہ مجلس عمل نے رابطہ عوام مہم کا آغاز کر دیا ہے اور سندھ، بلوچستان اور پنجاب کے مرکزی شہروں میں جلسۂ عام منعقد کرنے کا پروگرام مرتب کیا ہے۔ اسلامی جمعیت طلباء کے زیر اہتمام قلعہ لچھمن سنگھ، سمن آباد، وحدت کالونی، شاد باغ میں اجتماعات منعقد ہوئے جن میں مقررین نے عوام سے اپیل کی کہ قادیانیوں کا سماجی، اقتصادی بائیکاٹ کیا جائے کیوں کہ یہ ختم نبوت کے منکر ہیں اور اسلام کی جڑیں کاٹ رہے ہیں۔ اجتماعات سے اسلامی جمعیت طلبا لاہور کے ناظم احسان اللہ وقاص، انجینئرنگ یونیورسٹی یونین کے صدر مسٹر نعیم سرویا، سیکرٹری جنرل مسٹر اکمل جاوید، مسٹر ضیاء اللہ اور حافظ شفیق الرحمٰن نے خطاب کیا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ بلا تاخیر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور قادیانیوں کی تمام عسکری اور نیم عسکری تنظیموں پر پابندی لگائی جائے۔ انجمن طلباء اسلام کے زیر اہتمام ایک اجتماع سے مسٹر اقبال اظہری نے خطاب کیا اور مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے، احمدیوں کا سماجی بائیکاٹ کیا جائے۔

جمعیت طلباء اسلام پاکستان کے کارکنوں کے ایک اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ متحدہ مجلس عمل کے مطالبات تسلیم جائیں۔ مقررین نے کہا کہ طلبا اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک مطالبات تسلیم نہیں ہوتے۔ طلبا ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے ہر قربانی دیں گے۔ اجلاس میں سرحد اسمبلی کے اراکین کو مبارک باد دی گئی اور قادیانیوں کے سماجی، اقتصادی بائیکاٹ

کا فیصلہ کیا گیا۔ مرکزی جمعیت العلماء جموں و کشمیر کے علامہ گل احمد نے طلبا و علما سے اپیل کی کہ ملک میں ہر جگہ مسئلہ ختم نبوت کی تبلیغ کا مرکز بنایا جائے اور قادیانیوں کا ہر قسم کا بائیکاٹ کیا جائے۔

تحریک استقلال مرزائیوں کو مسلمان نہیں سمجھتی

لاہور، ۲۴ رجون: تحریک استقلال پنجاب کے صدر سید معین الدین شاہ نے ان اطلاعات کو غلط اور بے بنیاد قرار دیا ہے کہ مرزائیوں کے متعلق تحریک استقلال کا موقف سواد اعظم کے موقف کے خلاف ہے۔ تحریک استقلال مرزائیوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتی ہے۔

قادیانی پاکستان کے وفادار نہیں ہو سکتے: صوفی ایاز محمد نیازی

سکھر، ۲۳ رجون (نمائندہ خصوصی) سکھر کے متعدد دینی، سماجی، سیاسی راہنماؤں نے ربوہ سٹیشن پر ہونے والے واقعہ کے بارے میں وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی تقریر پر عدم اطمینان کا اظہار کیا اور کہا کہ وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں ظفر اللہ خان کی مذمت کرنے کی بجائے دوسرے مختلف فرقوں کے رہنماؤں کی مذمت کی ہے۔

سردار عالم خان لغاری امیر مجلس تحفظ ختم نبوت، سندھ نے طلبا پر قادیانیوں کے وحشیانہ حملہ کی مذمت کی۔ رکن صوبائی اسمبلی صوفی ایاز محمد نیازی امیر جمعیت علماء پاکستان کراچی نے کہا کہ قادیانی پاکستان کے کبھی وفادار نہیں ہو سکتے کیوں کہ ان کا قبلہ بھارت میں ہے۔ انہوں نے اس بات پر اظہار افسوس کیا کہ وزیر اعظم بھٹو نے اب تک ظفر اللہ خان کے بیان کی مذمت نہیں کی۔ انہوں نے پاکستان کے علماء کرام سے کہا کہ وہ اپنے فرائض کو پہچانیں اور دین اسلام کے تحفظ کے لیے سرگرم عمل ہوں۔ قادیان انگریزی سامراج کی پیداوار ہیں۔ وزیر اعظم بھٹو سے مطالبہ کیا کہ قومی اسمبلی میں بل پیش کر کے قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔ (انہوں نے ان خیالات کا اظہار مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک اجلاس میں کیا)

قادیانی رکن اسمبلی کو دوبارہ الیکشن لڑنے کا چیلنج

لاہور، ۲۳ رجون (پ پ) ناظم نشر و اشاعت مرکزی مجلس عمل تحفظ نبوت علامہ احسان

الٰہی ظہیر نے پیپلز پارٹی کے رکن پنجاب اسمبلی چودھری محمد اعظم کی اسمبلی میں اس تقریر کی شدید مذمت کی ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی کی کامیابی دراصل قادیانیوں کی کامیابی ہے اور یہ کہ پاکستانی مسلمانوں نے پیپلز پارٹی کے منشور کے حق میں ہی فیصلہ دے کر قادیانیوں کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے۔ حکومت اپنے تئیں ختم نبوت کی علم بردار ہونے کی دعوے دار ہے لیکن ان کا ایک رکن اسمبلی ایوان میں علی الاعلان حکومت کے دعوی کے برعکس بیان دیتا ہے۔ انہوں نے چودھری محمد اعظم کو چیلنج کیا ہے کہ اگر انہیں اپنے دعوے کی صداقت کا یقین ہے تو وہ اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہو کر ربوہ سمیت کسی بھی حلقہ انتخاب سے دوبارہ الیکشن لڑ کر دیکھیں۔ ہم ان کے مقابلہ میں ایک عام مسلمان کو امیدوار کھڑا کر دیں گے اور اگر ان کی ضمانت ضبط نہ ہوئی تو ہم ان کے دعوے تسلیم کریں گے۔ پنجاب اسمبلی بھی سرحد اسمبلی کی طرح قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد منظور کرے۔

وزیراعظم بھٹو کو ہم تحریک ختم نبوت کا مخالف ہرگز نہیں سمجھتے: جاوید ہاشمی

بہاول پور، ۲۳رجون (نمائندہ خصوصی) طلبا مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ہی دم لیں گے اور اس مقصد کے لیے وہ بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ ان خیالات کا اظہار پنجاب سٹوڈنٹس کونسل کے چیئرمین اور ممتاز طالب علم راہنما جاوید ہاشمی نے یہاں مسجد الصادق میں اسلامی جمعیت طلبا، بہاول پور کے زیر اہتمام ہونے والے جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس تحریک میں ہمارے مدمقابل وزیراعظم بھٹو نہیں اور نہ ہم انہیں اس تحریک کا مخالف سمجھتے ہیں۔ ہماری تحریک صرف مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے کے سلسلے میں ہے یہ تحریک آخری دم تک جاری رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا مطالبہ صرف مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانا ہے کیوں کہ یہ ملت اسلامیہ پاکستان کے دشمن ہیں۔ مرزائیوں نے پاکستان کو دل سے تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ ایک سازش کے تحت انہوں نے اپنا ہیڈ کوارٹر قادیان سے پاکستان منتقل کیا تھا۔ وزیراعظم سے یہ توقع نہیں کہ وہ مرزائیوں کی حمایت یا ان کا تحفظ کریں گے لیکن اگر حکومت نے مسلمانان پاکستان کے جذبات واحساسات کو

نظر انداز کیا تو اس صورت میں ہم حکومت کی مخالفت کریں گے۔ بھٹو صاحب نے کہا ہے کہ واقعہ ربوہ میں ایک بیرونی سازش کارفرما ہے اور یہی ہم کہتے ہیں اس واقعہ میں مرزائیوں نے غنڈہ گردی کی ہے اور نہتے طلبا کا خون بہایا ہے اور اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنا چاہتے ہیں۔ بیرونی سازش کے آلۂ کار مرزائی ہیں، یہ مسلمان نہیں ہو سکتے۔ اگر ۳۰ جون تک قومی اسمبلی نے اس مطالبہ کو نہ مانا تو طلبا تحریک چلائیں گے اور مختلف کالجوں اور تعلیمی اداروں میں مرزائی طلبا کو داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اگر ربوہ کے تعلیمی اداروں میں صرف مرزائی طلبا کو داخلہ ملتا ہے تو ملک کے دوسرے حصوں میں مرزائیوں کو داخلہ نہیں دیا جا سکتا۔ مسٹر جاوید ہاشمی نے بہاول پور کے عوام کی دینی غیرت کو سراہا اور کہا کہ بہاول پور ہی کی عدالت نے برصغیر میں پہلی بار مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ وہ اپنے علاقہ کے ارکان اسمبلی پر دباؤ ڈالیں کہ جب قومی اسمبلی میں یہ مسئلہ زیر بحث آئے تو وہ مسلمانوں کے نقطۂ نظر کی حمایت کریں۔ جلسہ سے دوسرے طالب علم رہنماؤں حافظ عتیق الرحمان، زین العابدین، حافظ خوشی محمد (رحیم یار خان)، اکرام غازی (چشتیاں) اور ملتان کے طالب علم رہنماؤں نے بھی خطاب کیا۔ جلسہ میں مقامی صحافیوں کے اس فیصلہ کو بھی سراہا گیا جس کے ذریعے انہوں نے مرزائیوں کا مکمل بائیکاٹ کرنے کا اعلان کیا تھا۔

قابل اعتراض پمفلٹ تقسیم کرنے پر اظہار تشویش

لاہور، ۲۳ر جون: سٹیٹ لائف انشورنس ورکرز یونین اے بیمہ یونٹ پنجاب رجسٹرڈ کے جنرل سیکرٹری نے ایک بیان میں اس امر پر تشویش ظاہر کی ہے کہ سٹیٹ لائف اے بیمہ یونٹ کے قادیانی چیف مینیجر دفتر میں متعدد قابل اعتراض پمفلٹ تقسیم کروا رہے ہیں جس سے عام کارکنوں کے جذبات مشتعل ہو گئے ہیں۔ ایک اجلاس میں کارکنوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ایسے پمفلٹ تقسیم کروانے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے ورنہ ۲۴ جون سے کواپریٹو بلڈنگ میں احتجاجی مظاہرے شروع کر دیے جائیں گے۔ اجلاس سے شیخ عبدالحمید، غلام یعقوب ملک، خواجہ محمد رمضان، سردار محمد الطاف حسین اور محمد اشرف نے خطاب کیا۔

تحریک ختم نبوت نے قوم کو متحد کر دیا ہے: نواب زادہ نصراللہ

ملتان، ۲۳ر جون (نمائندہ خصوصی) آج یہاں علماء کے کنونشن میں مطالبہ کیا گیا کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کے لیے حکومت قومی اسمبلی میں قرارداد پیش کرنے کی بجائے بل پیش کرے۔ کنونشن میں مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے علماء نے شرکت کی۔ کنونشن میں اعلان کیا گیا کہ علماء مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کے سلسلہ میں اپنی پُرامن جدوجہد جاری رکھیں گے۔ کنونشن میں مطالبہ کیا گیا کہ حکومت کو اس مسئلے پر ۳۰ جون سے پہلے ہی کوئی فیصلہ کر لینا چاہیے۔ کنونشن میں نواب زادہ نصراللہ خاں نے کہا کہ تحریک ختم نبوت نے پوری قوم کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کر دیا ہے۔ مفتی محمود، علامہ احسان الٰہی ظہیر، میاں فضل حق، مولانا سید خلیل احمد قادری، سید مظفر شمسی، سید ابوذر غفاری، مولانا تاج محمود نے بھی کنونشن سے خطاب کیا۔

۲۵ جون ۱۹۷۴ء

ختم نبوت کا منکر مسلمان نہیں: وزیراعلیٰ پنجاب

لاہور، ۲۴ر جون (اپ پ) وزیراعلیٰ پنجاب مسٹر محمد حنیف رامے نے کہا ہے موجودہ حکومت کا یہ واضح عقیدہ ہے کہ ختم نبوت کا منکر مسلمان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پنجاب اسمبلی کے شام کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے صبح کے اجلاس میں اپوزیشن کی جانب سے اجلاس کے بائیکاٹ پر افسوس کا اظہار کیا اور کہا یہ اقدام اس اعتبار سے اور بھی افسوس ناک ہے کہ دو روز قبل اپوزیشن کے دو سرکردہ ارکان میاں خورشید انور اور حاجی سیف اللہ نے قادیانیوں کے مسئلہ پر قرارداد پیش کرنے کے سلسلے میں ان سے بات چیت کی تھی اور اس بات سے اتفاق بھی کر لیا تھا کہ سردست قرارداد پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا بل ۳۰ جون تک قومی اسمبلی میں پیش کر دیا جائے

لاہور، ۲۴ر جون (سٹاف رپورٹر) صوبائی دارالحکومت میں دینی، سیاسی اور طلبا کی تنظیموں نے سرحد اسمبلی کے اراکین کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر مبارک باد دی ہے اور

مطالبہ کیا ہے کہ متحدہ مجلس عمل کے مطالبات تسلیم کیے جائیں۔

لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے اجلاس میں جس کی صدارت نائب صدر مسٹر محمد اسماعیل قریشی نے کی۔ سرحد اسمبلی کے اراکین کو قرارداد منظور کرنے پر خراج تحسین پیش کیا گیا اور ارکان اسمبلی اور قومی اسمبلی سے اپیل کی گئی کہ وہ عوام کے جذبات اور ان کی خواہشات کا احترام کریں، اجلاس میں چودھری ظفر اللہ کے بیان کی شدید مذمت کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ ان کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔

جمعیت طلبا اسلام کے مرکزی صدر مسٹر اسلوب قریشی نے طلبا کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جمعیت کے کارکن اس وقت تک جدوجہد کرتے رہیں گے جب تک حکومت مرزائیوں کو اقلیت قرار نہیں دیتی اور انہیں کلیدی اسامیوں سے نہیں ہٹایا جاتا۔ اگر ۳۰ جون تک قومی اسمبلی میں بل پیش نہ کیا گیا تو طلبا متحدہ مجلس عمل کی قیادت میں تحریک چلائیں گے۔

انجمن طلباء اسلام کے ناظم حاجی محمد امین نے مطالبہ کیا کہ متحدہ مجلس عمل کے مطالبات کو بلا تاخیر تسلیم کیا جائے۔ انجمن طلباء اسلام کے نائب ناظم امجد علی چشتی نے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ طلبا ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ مرزائی پاکستان اور اسلام کے خلاف سازش کرتے چلے آرہے ہیں، انہوں نے آج تک پاکستان کو تسلیم نہیں کیا اس لیے انہیں اقلیت قرار دیا جائے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

جلو ہڈیارہ ٹرانسپورٹرز یونین کے جنرل سیکرٹری ملک منظور احمد نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے پر صوبہ سرحد کے ارکان اسمبلی کو مبارک باد دی ہے اور پنجاب اسمبلی کے ارکان سے بھی کہا ہے کہ وہ بھی قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی قرارداد منظور کر کے پنجاب کے عوام کی ترجمانی کریں۔

آل جموں و کشمیر محاذ رائے شماری نے بھی متحدہ مجلس عمل کے مطالبات کی حمایت کی۔

قادیانیوں کی جائیداد محکمہ اوقاف کی تحویل میں دی جائے

لاہور، ۲۴ رجون (سٹاف رپورٹر) جمعیت علماء پاکستان کے رہنماؤں نے آج مغربی مسجد

سلامت پورہ میں ختم نبوت کے سلسلہ میں ایک جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات واحساسات کو مدنظر رکھتے ہوئے قادیانیوں کو فوری طور پر اقلیت قرار دیا جائے، ربوہ کو کھلا شہر قرار دے کر وہاں مسلمانوں کو آباد کیا جائے، تمام قادیانیوں کی تمام منقولہ وغیر منقولہ املاک کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں دیا جائے۔

ان رہنماؤں نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ مرزائیوں کا ہر شعبہ زندگی میں مکمل اور ہمہ گیر سماجی، تجارتی بائیکاٹ کریں تاکہ انگریز سامراج کا مسلمانوں کے سینہ میں لگائے ہوئے اس خنجر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نیست ونابود کردیں۔

قادیانیوں کے مسئلہ پر NAP بھی جمعیت اور مجلس عمل کے موقف کی تائید کرتی ہے

ملتان، ۲۴ر جون (نمائندہ خصوصی) مرکزی مجلس عمل کے رہنما اور صوبہ سرحد کے سابق وزیراعلیٰ نے کہا ہے اگر قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا بل حکومتی پارٹی کی طرف سے قومی اسمبلی میں پیش نہ کیا گیا تو اپوزیشن کے ارکان اس مقصد کے لیے اپنا بل پیش کریں گے۔ NAP قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بارے میں جمعیت اور مرکزی مجلس عمل کی مکمل تائید کرتی ہے اور NAP کے سربراہ خان عبدالولی خان نے پارٹی کی مجلس عاملہ کا اجلاس آج اس لیے بلایا ہے کہ جماعتی سطح پر طریقہ کار طے کیا جائے۔ مفتی محمود نے بتایا کہ ان کی جمعیت نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے بارے میں ایک قرارداد قومی اسمبلی کے سپیکر کو بھیج دی ہے تاہم اپوزیشن چاہتی ہے کہ اقلیت قرار دینے کے سلسلہ میں بل حکومتی پارٹی پیش کرے تاکہ کریڈٹ کا مسئلہ پیدا نہ ہو۔

سلیمان تونسوی اور مزاری ختم نبوت کے حق میں ووٹ دیں گے

راجن پور، ۲۴ر جون (نامہ نگار) ضلع ڈیرہ غازی خان کے حلقہ نمبر ۱ شمالی اور حلقہ نمبر ۲ جنوبی کے دونوں ارکان قومی اسمبلی ضلع بھر کے مسلمانوں کے فیصلہ کے مطابق قومی اسمبلی میں مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کے حق میں ووٹ دیں گے۔ حلقہ نمبر ۱ سے پیپلز پارٹی کے خواجہ غلام سلیمان تونسوی اور حلقہ نمبر ۲ سے حزب اختلاف کے جناب شیر باز خان مزاری نے اپنا ووٹ مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کے لیے استعمال کرنے کا فیصلہ کیا ہے یہ بات انہوں نے اپنے حلقے کے لوگوں سے کہی ہے کہ وہ محمد العربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام پر ووٹ تو کیا اپنی

جان بھی قربان کرنے کو تیار ہیں۔

ڈیرہ غازی خان کے عوام کو توقع تھی کہ ان کے منتخب شدہ نمائندے اپنا ووٹ ہر حالت میں ختم نبوت کے حق میں دیں گے۔ عوام نے ان کے فیصلے کو خیر مقدم کیا ہے اور کہا ہے کہ دو قومی اسمبلی میں مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے ان کو کلیدی اسامیوں سے ہٹانے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کے لیے اپنی پوری قوت استعمال کریں تاکہ یہ مسئلہ ہمیشہ کے لیے حل ہو جائے۔

ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث قادیانیوں کے پاسپورٹ ضبط کیے جائیں

کوئٹہ، ۲۴ر جون (نمائندہ خصوصی) مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے سربراہ مولانا یوسف بنوری نے اعلان کیا ہے کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا بل قومی اسمبلی میں ۳۰ جون تک پیش نہ کیا گیا تو حالات سنگین ہو جائیں گے اور اس کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر عاید ہوگی۔ جو قادیانی ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہیں ان کے پاسپورٹ ضبط کیے جائیں۔

مولانا بنوری نے پنجاب، سندھ اور بلوچستان اسمبلی کے ارکان سے اپیل کی کہ وہ بھی ناموس رسول کی خاطر اپنی اپنی اسمبلی میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے بارے میں قراردادیں منظور کریں۔

۲۵ مرزائی حلقہ بگوش اسلام ہو گئے

سیال کوٹ، ۲۴ر جون (نمائندہ خصوصی) جمعۃ المبارک کے اجتماع میں سیالکوٹ کے مرزائیوں نے استاذ العلماء علامہ حافظ محمد عالم خطیب جامع مسجد دو دروازہ سیال کوٹ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا اور مرزائیت سے توبہ کی اور اعلان کیا کہ وہ لوگ ایک مدت تک غلط فہمی کی بنا پر مرزائیت سے وابستہ رہے ہیں۔

اسپیکر پنجاب اسمبلی نے قادیانیوں کے بارے قرارداد پر بحث کی اجازت نہ دی

آج پنجاب اسمبلی میں حزب اختلاف نے احتجاج کے طور پر اس وقت بائیکاٹ کر دیا جب سپیکر شیخ رفیق احمد نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے بارے میں حزب اختلاف کے متعدد ارکان کی جانب سے پیش کردہ قرارداد پر بحث کی اجازت نہ دی۔ اسپیکر نے بتایا کہ انہیں کچھ قراردادوں کے نوٹس موصول ہوئے ہیں لیکن ضابطے کے مطابق ان پر بحث کے لیے جو دن

مقرر کیا جائے گا اسی روز ان پر بحث ہوگی۔اس مرحلہ پر امیر عبداللہ خان روکڑی نے سپیکر کی توجہ اس اَمر کی جانب مبذول کرائی کہ سرحد اسمبلی نے اپنے بجٹ اجلاس کے دوران قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی حمایت میں متفقہ طور پر قرارداد منظور کی ہے تاہم سپیکر نے امیر عبداللہ کے اعتراض کا یہ جواب دیا کہ انہوں نے سرحد اسمبلی کے قواعد کا مطالعہ نہیں کیا۔اس موقع پر حزب اختلاف کے ایک اور رکن سید تابش الوری نے کہا کہ قادیانیوں کا مسئلہ بہت اہم ہے اور اس کا تعلق صرف پنجاب سے نہیں بل کہ پورے پاکستان سے ہے لہذا اسمبلی کے قواعد انضباط کار کو معطل کیا جائے اور اس مسئلے پر قرارداد کی منظوری کے لیے عام بحث کی جائے۔سپیکر نے سید تابش الوری کے اس موقف سے اتفاق نہیں کیا اور کہا کہ انہیں صوبہ سرحد کے بارے میں علم نہیں ہے لیکن پنجاب اسمبلی میں قادیانیوں کے مسئلے پر تفصیلی بحث ہو چکی ہے لہذا وہ عوامل موجود نہیں ہیں جن کی روشنی میں اسمبلی کے قواعد کو معطل کیا جائے۔اس مرحلہ پر عبداللہ خان روکڑی نے اعلان کیا کہ وہ اور ان کے ساتھی سپیکر کے فیصلے کے خلاف احتجاج کے طور پر ایوان سے واک آؤٹ کر رہے ہیں۔

لائل پور کی ڈی ٹائپ کالونی قادیانیوں سے خالی کرالی گئی

لائل پور، ۲۴ رجون (نمائندہ خصوصی) ڈی ٹائپ کالونی میں مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان شدید کشیدگی کے پیش نظر اس بستی کے قادیانیوں سے مکان خالی کرا لیے گئے ہیں۔اس کالونی میں مرزائیوں کی فائرنگ سے دو افراد مجروح ہو گئے تھے۔

۲۶ جون ۱۹۷۴ء

چیئر مین ایٹمی توانائی کمیشن قادیانی نہیں: شورش کاشمیری

بعض حلقوں میں یہ انتہائی گمراہ کن غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے کہ منیر احمد خان چیئر مین ایٹمی توانائی کمیشن کا قادیانیت سے کوئی تعلق ہے۔منیر احمد خاں شیخ خورشید احمد مرحوم سابق وزیر قانون حکومت پاکستان کے برادر اصغر اور شیخ مقبول احمد ریٹائرڈ سیشن جج کے صاحب زادے ہیں۔ان کا ان کے کنبے کے کسی فرد کا ربوہ لاہوری قادیانی جماعت سے کوئی تعلق نہ ہے اور نہ کبھی تھا۔ان کے خاندان کا ہر فرد اہل سنت و جماعت کے عقائد رکھتا ہے ان کا حضرت محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم المرسلین ہونے پر پورا ایمان ہے۔

آغا شورش کاشمیری

مدیر چٹان، لاہور

قادیانی اسلام اور پاکستان کے غدار ہیں: طلبا رہنما

اسلامی جمعیت طلبا، پاکستان کے ناظم اعلیٰ ظفر جمال بلوچ نے اعلان کیا ہے کہ جمعیت کے ارکن اس وقت تک اپنی تحریک جاری رکھیں گے جب تک حکومت مرزائیوں کو اقلیت قرار دے کر انہیں کلیدی عہدوں سے نکال باہر نہیں کرتی۔ یہ اعلان انہوں نے صدر بازار اور ماڈل ٹاؤن میں تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں منعقدہ عظیم الشان جلسہ ہائے عام میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی اسلام اور پاکستان کے غدار ہیں اس لیے امت مسلمہ ان غداروں کو برداشت نہیں کر سکتی۔

جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے اسلامی جمعیت طلبہ لاہور کے ناظم احسان اللہ وقاص نے کہا کہ اگر قومی اسمبلی کے ممبران نے مرزائیوں کو اقلیت قرار نہ دیا تو ان کا گھیراؤ کیا جائے گا اور دنیا کی کوئی طاقت انہیں تحفظ مہیا نہ کر سکے گی۔

انجینئرنگ یونیورسٹی (یونین) کے سیکرٹری جنرل اکمل جاوید نے کہا کہ مرزائیت انگریزوں کا کاشت کردہ پودا ہے اور مرزائیوں کو انگریزوں نے مسلمانوں میں سے جذبۂ جہاد ختم کرنے کے لیے اپنی زیرنگرانی پروان چڑھایا تھا۔ پاکستان کے طالب علم نہ مرزائیوں کو برداشت کریں گے اور نہ ہی مرزائی نوازوں کو برداشت کریں گے۔

ضیاء اللہ خان سابق صدر انجمن حمایت اسلام لاء کالج سٹوڈنٹس یونین نے کہا کہ طلبہ امتحان دینے کے لیے تیار ہیں لیکن کسی بھی مرزائی کو ہم تعلیمی اداروں میں داخل ہونے کی اجازت اس وقت تک نہیں دیں گے جب تک انہیں اقلیت قرار نہیں دے دیا جاتا۔

راجہ شفقت حیات سیکرٹری ایف سی کالج سٹوڈنٹس یونین نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ قوم متحد ہو کر مرزائیوں کے خلاف اُٹھ کھڑی ہو۔

جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے حافظ شفیق الرحمٰن نائب صدر اسلامیہ کالج ریلوے روڈ (یونین) نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ مرزائیوں کو فوری طور پر اقلیتی فرقہ قرار دے۔

تحفظ ختم نبوت کی تحریک کو قریہ قریہ پھیلائیں گے: فرید پراچہ

قائد آباد، ۲۵ر جون (نامہ نگار) پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے صدر مسٹر فرید احمد پراچہ نے کہا کہ ملک بھر کے طالب علم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیا جاتا۔ آج دوپہر شمس میڈیکل ہسپتال کی چار دیواری میں ایک جلسہ عام سے خطاب کر رہے تھے جس کی صدارت یعقوب نیازی نے کی۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی جمعیت طلبا ملک کے قریہ قریہ میں تحریک ختم نبوت کا پیغام پھیلائے گی اور یہ جدوجہد اس وقت تک جاری رہے گی جب تک عوام کا مطالبہ تسلیم نہیں کیا جاتا۔ طلبا نے قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ کر رکھا ہے اور جلد ہی قادیانی اداروں کی فہرست شائع کر دی جائے گی۔ قادیانی ہمارے ملک میں جاسوس ہیں اور وہ وطن دشمن سازشیں کر رہے ہیں۔

مسئلہ قادیانیت بارے ٹال مٹول برداشت نہیں کریں گے: جاوید ہاشمی

ملتان، ۲۵ر جون: پنجاب سٹوڈنٹس کونسل کے چیئرمین جاوید ہاشمی نے قومی اسمبلی کے ارکان کو خبردار کیا ہے کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کے مطالبے میں ٹال مٹول برداشت نہیں کی جائے گی۔ ہم ۳۰ جون تک اس بات کا انتظار کریں گے کہ مرزائیوں کے متعلق امت مسلمہ کی اُمنگوں کو پورا کیا جائے۔

۲۷ جون ۱۹۷۴ء

مسئلہ قادیانیت کے حل کے لیے ایوان کی رائے لینے کا فیصلہ

اسلام آباد، ۲۶ر جون (اکرام الحق شیخ، نمائندہ خصوصی) معلوم ہوا ہے کہ قادیانی فرقہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے متعلق حکومت قومی اسمبلی قرارداد کی بجائے تحریک پیش کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جس کے ذریعہ اسمبلی سے رائے لی جائے گی کہ اس فرقہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے متعلق کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ یہ تحریک ۲۹ یا ۳۰ر جون کو پیش کی جائے گی۔ یہ بھی

معلوم ہوا ہے کہ اس روز حکمران پارٹی کی طرف سے ایک اور تحریک بھی پیش کی جائے گی کہ قادیانی فرقہ سے متعلق تحریک پر وزیراعظم بھٹو کی روس سے واپسی کے بعد غور کیا جائے۔ وزیراعظم ۱۵؍جولائی تک روس سے واپس آجائیں گے اس وقت تک کے لیے اسمبلی کا اجلاس ملتوی کر دیا جائے گا۔ صورت حال میں اس تبدیلی کے پیش نظر مجلس عمل تحریک ختم نبوت کی مرکزی کمیٹی کا جو ہنگامی اجلاس ۳۰ جون کو ہونے والا تھا اب ۲۸؍جون کی صبح کو اسلام آباد میں طلب کر لیا گیا ہے۔ مفتی محمود نے آج رات نوائے وقت کو بتایا کہ انہوں نے مجلس عمل کی مرکزی کمیٹی کے تمام ارکان کو فوراً اسلام آباد پہنچنے کو کہا ہے۔ مجلس عمل کے اجلاس میں تحریک کا مضمون پیش کیا جائے گا اور قومی اسمبلی میں حزب اختلاف مجلس عمل کی ہدایات کے مطابق ہی عمل کرے گی۔ انھوں نے مزید بتایا کہ اپوزیشن کی طرف سے حکمران پارٹی سے کہہ دیا گیا ہے کہ اس تحریک کا مضمون اسمبلی میں پیش کرنے سے پہلے انھیں دکھایا جائے۔ مفتی صاحب نے اس بات کی پھر وضاحت کی کہ پاکستان کے مسلمان اس مسئلہ کے حل میں اب مزید تاخیر برداشت نہیں کر سکتے۔ اس لیے مجلس عمل کے اجلاس میں تحریک پر بحث کو دو ہفتے کے لیے ملتوی کرنے پر سنجیدگی سے غور کیا جائے گا۔ اپوزیشن کی طرف سے کوشش کی جائے گی کہ تحریک ۲۹؍جون کو ہی پیش کر دی جائے۔ ادھر حکومت نے قادیانیوں کے مسئلہ کو اسمبلی میں پیش کرنے کے لیے اپوزیشن سے صلاح و مشورہ شروع کر دیا ہے۔ اس سلسلہ میں وزیر قانون مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ نے آج اسمبلی کی لابی میں اپوزیشن ارکان سے تبادلہ خیالات کیا۔ توقع ہے مذاکرات کل بھی جاری رہیں گے اور تحریک کا مسودہ متفقہ طور پر طے کیا جائے گا۔

متعدد ارکان پنجاب اسمبلی نے قادیانیت بارے قرارداد پر دستخط کر دیے

لاہور، ۲۶؍جون (چیف رپورٹر) صوبائی اسمبلی میں اپوزیشن کے ارکان نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی قرارداد پر اسمبلی کے ارکان سے دستخط حاصل کرنے کی مہم شروع کر دی ہے۔ یہ قرارداد اسمبلی میں پیش کی جا رہی ہے۔ حکمران پارٹی کے ارکان میں سے بڑی تعداد نے دستخط

کر دیے ہیں اور اپوزیشن کے ارکان کو توقع ہے کہ دو ایک روز میں سرکاری پارٹی کی بھاری اکثریت قرارداد پر دستخط کر دے گی۔

اپوزیشن کے حلقوں نے بتایا ہے کہ کافی تعداد میں دستخطوں کے بعد دو ایک روز میں یہ قرارداد اسمبلی میں اس مطالبہ کے ساتھ پیش کی جائے گی کہ چوں کہ ارکان اسمبلی کی بھاری تعداد نے دستخط کر کے قرارداد کی حمایت کا اعلان کر دیا ہے اس لیے اس قرارداد کو فوری طور پر ایوان میں زیرِ غور لایا جائے۔ یاد رہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے متعلق متعدد ارکان اسمبلی نے قراردادوں کا علاحدہ علاحدہ نوٹس دے رکھا ہے لیکن اسمبلی کے قواعد کے مطابق یہ قراردادیں صرف غیر سرکاری کارروائی کے دن ہی پیش کی جاسکتی ہیں اور غیر سرکاری کارروائی بجٹ اجلاس کے بعد کے اجلاس کے دوران ہوسکتی ہے۔ اس لیے بجٹ اجلاس کے دوران مطالبہ کیا جائے گا کہ اسمبلی کا متعلقہ قاعدہ معطل کر کے اس غیر سرکاری قرارداد کو فوری طور پر پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ حکومتی پارٹی اور اپوزیشن نے حکومت کی تجویز پر جس مشترکہ قرارداد کا مسودہ تیار کیا تھا وہ اپوزیشن کو منظور نہیں تھا جس کی وجہ سے مشترکہ قرارداد پیش نہ کی جا سکی۔

متحدہ مجلس عمل کا مطالبہ

ملک کی سیاسی، سماجی، دینی اور طلبا کی تنظیموں نے مطالبہ کیا ہے کہ ۳۰ جون تک مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا بل قومی اسمبلی میں پیش کیا جائے ورنہ طلبا ملک گیر تحریک چلائیں گے۔

متحدہ مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل علامہ محمود احمد رضوی نے ایک بیان میں پنجاب اسمبلی میں قرارداد پیش نہ ہونے پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مسئلہ میں ٹال مٹول سے کام نہیں لینے دیا جائے گا جو بھی رکن اسمبلی اس کی مخالفت کرے گا عوام اس کا سخت محاسبہ کریں گے۔

جمعیت المشائخ پاکستان کا ایک اجلاس پیر صاحب دیول شریف کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مطالبہ کیا گیا کہ ۳۰ رجون کے بعد قومی اسمبلی کا اجلاس بلا کر قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

تحریک استقلال گوالمنڈی کے جنرل سیکرٹری عبدالحمید نے ایک بیان میں کہا ہے کہ ہم مرزائیوں کو اقلیت قرار دلا کر دم لیں گے۔

پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کا اعلان

پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین (PUSU) کے صدر مسٹر فرید احمد پراچہ نے ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا ہے کہ طلبا مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے، انہیں کلیدی اسامیوں سے ہٹانے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کے ضمن میں اپنی تحریک اس وقت تک جاری رکھیں گے جب تک یہ مطالبات تسلیم نہیں ہو جاتے۔ طلبا اس ضمن میں قرارداد پیش کرنے کی تجویز مسترد کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت قومی اسمبلی میں بل پیش کرے۔ طلبا نے فیصلہ کیا ہے کہ ۳۰ جون کو طلبا اسلام آباد میں مظاہرہ کریں گے اور قومی اسمبلی کے اراکین کو مجبور کریں گے کہ اس مسئلہ پر عوام کے جذبات کا احترام کریں اور حکومت کو مجبور کریں کہ وہ ایوان میں بل پیش کرے۔

ایک مرزائی کے مکان سے دو دستی بم برآمد

لائل پور، ۲۶ رجون (نمائندہ خصوصی) ڈی ٹائپ کالونی کے ایک مرزائی الٰہی بخش کے مکان سے وفاقی سکیورٹی فورس نے دو دستی بم برآمد کیے ہیں۔ الٰہی بخش وہی مرزائی ہے جس نے گزشتہ دنوں مسلمانوں کے پُرامن ہجوم پر فائرنگ کر کے دو افراد کو زخمی کر دیا تھا۔

وفاقی سکیورٹی فورس کے عملہ نے الٰہی بخش کے مکان میں مرغیوں کے ڈربے کے اوپر لکڑی کے برادے کو مشکوک سمجھ کر جائزہ لیا تو اس میں سے دیسی ساخت کے دو بم برآمد ہوئے۔

دستی بموں کی برآمدگی سے کالونی میں خوف و ہراس پھیل گیا اور لوگوں نے DIG سرگودھا سے مطالبہ کیا ہے کہ مرزائیوں کے مکانوں کی تلاشی لی جائے اور ناجائز اسلحہ برآمد کیا جائے۔

سندھ اسمبلی میں حکمران جماعت (پیپلز پارٹی) قادیانیوں کے بارے قرارداد کی حمایت کرے گی

کراچی، ۲۶ر جون (پ پ ا) سندھ اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر شاہ فرید الحق نے ایک پریس کانفرنس میں بتایا ہے کہ برسر اقتدار جماعت نے انہیں یقین دلایا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی سفارش کی قرارداد کی حمایت کرے گی۔ قرارداد پر ۲۸ جون کو بحث ہونے والی ہے۔ شاہ فرید الحق نے بتایا کہ اپوزیشن نے قرارداد اسمبلی کے سپیکر کو بھیجنے کے بعد وزیر اعلیٰ مسٹر غلام مصطفیٰ جتوئی سے رابطہ قائم کیا جنھوں نے دو گھنٹے کی بات چیت کے بعد اتفاق کیا کہ برسر اقتدار جماعت قرارداد کی حمایت کرے گی۔ مسٹر ظفر اللہ مسلمان کی تعریف کا مطالبہ کر رہے ہیں، یہ مطالبہ آئین کی خلاف ورزی کے مترادف ہے کیوں کہ مسلمان کی تعریف تو آئین میں موجود ہے۔ مسٹر ظفر اللہ کا پاسپورٹ ضبط کر کے انہیں پاکستان واپس لایا جائے اور ان پر غداری کے الزام میں مقدمہ چلایا جائے۔

۲۸ جون ۱۹۷۴ء

قادیانی فرقے کا مذہب جھوٹا ہے: جامعۃ الازہر کا فتوی

لاہور، ۲۷ر جون (ب ر) جماعت اسلامی پاکستان کے جاری کردہ ایک ہینڈ آؤٹ کے مطابق ہالینڈ کے شہر ایمسٹرڈم میں مصری سفارت خانے نے ایک مسجد کی تعمیر کا ہمہ پہلو جائزہ لینے کے لیے مصری وزارت خارجہ کی وساطت سے جامعہ ازھر کے دارالافتاء سے قادیانی فرقے کے بارے میں تین سوالات دریافت کیے تھے۔ ان سوالات کا جواب حسب ذیل ہے:

سوال (۱): احمدی فرقے کے بارے میں جامعہ ازھر کی کیا رائے ہے، کیا اس فرقہ کے

لوگ مسلمان ہیں؟

جواب: دارالافتاء نے احمدی فرقے کے بارے میں ازھر کے سابق مرحوم ریکٹر شیخ الخضر حسین نے جو کچھ اپنی کتابوں میں تحریر کیا اور ان مضامین کا بھی مطالعہ کیا ہے جو علماء کی سپریم کونسل کے ترجمان نورالاسلام (رجب ۱۳۵۱ھ) میں شائع ہوئے ہیں۔ ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد نے خدا کا نبی اور اس کا فرستادہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اس سلسلہ میں اس نے قرآن کریم کی آیات میں تحریف کی ہے۔ مرزا غلام احمد کی کتابوں میں بہ کثرت ایسے دلائل پائے جاتے ہیں جو صریح کفر ہیں اور دین حق کے خلاف ہیں اس لیے دارالافتاء کی رائے میں احمدی فرقہ جو غلام احمد کا پیروکار ہے اور اسے قادیانی بھی کہا جاتا ہے اس فرقے کا مذہب جھوٹا ہے اور اس کے عقائد اور عبادات مسلمانوں کے صحیح عقائد اور عبادات کے سراسر منافی ہیں۔

سوال نمبر۲: ایسے مشکوک فرقوں کی مساجد کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا احمدی فرقے کی مسجد میں عامۃ المسلمین نماز ادا کر سکتے ہیں؟

سوال نمبر۳: کیا ایمسٹرڈم میں احمدی فرقے کو مسجد تعمیر کرنے میں شرعاً مدد دی جا سکتی ہے؟

جواب: ایسے فرقے اور ان کے ماننے والوں کی کسی لحاظ سے بھی مدد کرنا ناجائز ہے خواہ وہ مسجد کی تعمیر کے لیے مدد طلب کریں یا کسی اور قسم کے لیے کیوں کہ ان کی مسجدیں گمراہی اور فریب کاری کے اڈّے ہیں اور مسلمانوں کی نئی پود کو شکار کرنے کے جال ہیں۔ تمام دنیا کے مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ ضال اور مضل فرقوں کا پوری طرح ناطقہ بند کر دیں تاکہ یہ بھی اسی طرح نیست و نابود ہو جائیں جس طرح سے پہلے جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کے پیروکار نیست و نابود ہوتے رہے ہیں۔ قادیانیوں کی مسجدیں مسلمانوں کی مسجدیں ہوتے ہوئے مسجد ضرار کے حکم میں آتی ہیں اس لیے اس فرقے کی مساجد میں نماز جائز نہیں۔

پنجاب اسمبلی میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت نہ دی گئی

لاہور، ۲۷ رجون (سٹاف رپورٹر) پنجاب اسمبلی کے بجٹ اجلاس سے حزب اختلاف نے واک آؤٹ کیا جب اسپیکر شیخ رفیق احمد نے حزب اختلاف کے ستر (70) اراکین کی جانب سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد کو ایوان میں زیر بحث لانے کی

اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اس موقع پر حزب اختلاف کے اراکین نے ایوان میں ''ختم نبوت زندہ باد'' اور ''قادیانیوں کو اقلیت قرار دو'' کے نعرے بھی لگائے۔ آج صبح ایوان کا اجلاس ایک گھنٹہ ۲۵ منٹ کی تاخیر سے شروع ہوا، تلاوت قرآن مجید کے بعد قائد حزب اختلاف علامہ رحمت اللہ ارشد نے کہا کہ سرحد اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی متفقہ قرارداد منظور کی ہے اور سندھ اسمبلی میں بھی حزب اختلاف اور قائد ایوان کے درمیان سمجھوتہ ہو گیا ہے اور انہوں نے کہا کہ حزب اختلاف و اقتدار کے 70 اراکین کے دستخطوں سے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کو ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

سپیکر شیخ رفیق احمد نے کہا کہ میرا اور تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور اگر کوئی مدعی نبوت ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ انہوں نے کہا کہ قرارداد کو پیش کرنے کے لیے قواعد وضوابط ہیں اور میں اس ضمن میں قواعد معطل نہیں کر سکتا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد: جناب والا! قواعد کو معطل کیا جائے۔

سپیکر: اگر کوئی نیا رکن یہ بات کرتا تو میں کچھ نہ کہتا لیکن آپ ضابطوں اور ایوان کی روایات کو جانتے ہیں۔

راجہ محمد افضل: یہ ہمارے ایمان اور غیرت کا مسئلہ ہے۔

سپیکر: کیا میں راجہ صاحب سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ ۲۵ دن کے بعد انہیں اس کا خیال کیوں آیا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد: یہ تحریک میری ہے اور اس کو زیر بحث لایا جائے۔

سپیکر: آپ جانتے ہیں کہ تحریک کس طرح پیش کی جا سکتی ہے۔

امیر عبداللہ روکڑی: جناب والا! قرارداد پر 70 افراد کے دستخط موجود ہیں۔ ہمارے پاس اکثریت ہے اور اکثریت کی بات تسلیم کر لینی چاہیے۔

سپیکر: قواعد کے لیے کسی اکثریت کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

وزیر اعلیٰ مسٹر حنیف رامے: جناب والا! یہ قرارداد پہلے بھی ایوان میں پیش ہوئی تھی جس پر آپ نے فیصلہ دیا تھا اور حزب اختلاف واک آؤٹ کر گئی تھی لیکن حزب اختلاف نے کل اور

آج ایوان کی کارروائی میں حصہ لیا ہے۔ جب ضابطہ کے مطابق یہ قرارداد ایوان میں پیش ہوگی تو اس پر بات ہو جائے گی۔ پنجاب اسمبلی نے اس مسئلہ پر سب سے پہلے اظہار خیال کیا ہے اور وہ اتنا واضح تھا کہ وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو لاہور آئے اور اعلان کیا کہ قومی اسمبلی میں یہ مسئلہ پیش کیا جائے گا۔ ہم نے اس مسئلہ میں پیش قدمی کی ہے اور قوم کے لیے ایک راستہ متعین کیا ہے لیکن حزب اختلاف کی طرف سے بغیر کسی وجہ سے بار بار اشتعال پیدا کیا جا رہا ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد: جناب! ہم نے ایوان کی کارروائی میں حصہ لیا ہے اب جب سرحد اسمبلی نے قرارداد منظور کی ہے اور سندھ اسمبلی میں کل متفقہ فیصلہ ہو رہا ہے تو ضروری ہے کہ پنجاب اسمبلی بھی اس ضمن میں پیچھے نہ رہے۔

وزیراعلیٰ: پنجاب اسمبلی نے اس ضمن میں کتنا حصہ لیا ہے

علامہ ارشد: قرارداد منظور کی جائے۔

سید تابش الوری: جناب والا! 70 ارکان نے مطالبہ کیا ہے کہ اس قرارداد کو زیر بحث لایا جائے۔

اسپیکر: میں رولز معطل نہیں کر سکتا۔

سید تابش الوری: جناب والا! مبارک باد دیتا ہوں۔ بھٹو صاحب پر اعتماد کا اظہار کرنا ہو تو قواعد معطل ہو سکتے ہیں لیکن ختم نبوت کا مسئلہ ہو تو قواعد معطل نہیں ہو سکتے۔

حاجی سیف اللہ: یہ طے ہوا تھا کہ بجٹ اجلاس کے بعد قرارداد منظور کی جائے گی لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ ۲۸ / جون سے ۱۰ جولائی تک کے لیے ایوان کی کارروائی ملتوی کی جا رہی ہے۔ ہم نے عوام کے جذبات و احساسات کی ترجمانی کرنی ہے اگر ۲۹ / جون کو غیر سرکاری ممبروں کا دن مقرر کر دیا جائے تو پھر ہم قرارداد کو اس دن پیش کریں گے۔ یہ قانونی اخلاقی اور سیاسی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ایمان کا مسئلہ ہے۔ جس کے لیے ہم کوئی اخلاقی قانونی بات تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ سیاسی مقاصد کے لیے ایوان میں بے قاعدگیاں ہوتی رہی ہیں کیا قواعد و قانون حزب اختلاف ہی کے لیے ہے؟ جب کہ بہت سے مواقع پر اسمبلی کے قواعد معطل کرنے کی مثالیں موجود ہیں۔

سپیکر: آپ کے کہنے سے پیش نہیں ہو سکتی۔

اس موقع پر حزب اختلاف کے اراکین نے ''ختم نبوت زندہ باد'' اور'' قادیانیوں کو اقلیت قرار دو'' کے نعرے لگائے اور قائد حزب اختلاف علامہ رحمت اللہ ارشد نے کہا کہ آپ نے اکثریت کے احترام کا خیال نہیں کیا ہے، اس لیے ہم بجٹ اجلاس کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔ ہم کل بھی اجلاس میں شریک نہیں ہوں گے۔ کونسل مسلم لیگ کے رکن چوہدری محمد نواز نے بائیکاٹ میں حصہ نہیں لیا۔

پنجاب اسمبلی میں اپوزیشن کی قرارداد کا متن

لاہور، ۲۷ جون (سٹاف رپورٹر) پنجاب اسمبلی میں قائد حزب اختلاف علامہ رحمت اللہ ارشد نے آج ایوان سے واک آؤٹ کرنے کے بعد ایک پریس کانفرنس میں اس قرارداد کا متن جاری کیا جو انہوں نے اپوزیشن اور حزب اقتدار کے 70 ارکان کی حمایت سے آج ایوان میں منظوری کے لیے پیش کی تھی لیکن جسے سپیکر نے پیش کرنے کی اجازت نہ دی۔ علامہ ارشد نے قرارداد پر دستخط کرنے والے 70 ارکان کے نام بھی بتائے۔ انہوں نے کہا کہ کونسل مسلم لیگ کے چودھری محمد نواز نے اس واک آؤٹ میں ہمارا ساتھ نہیں دیا، وہ ہمیشہ ہمیں دھوکا دیتے ہیں لہذا ان کے خلاف کارروائی کرکے انہیں اپوزیشن سے نکال دیا جائے گا۔ انہوں نے وزیراعلیٰ کی تقریر کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ میرا انڈونیشیا کی صبوحی تحریک سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی شیخ صبوح کے عقائد سے میرا کوئی واسطہ ہے۔ وزیراعلیٰ مسٹر رامے شیخ صبوح کو ماننے والے ہیں۔

ایوان میں ڈپٹی لیڈر حزب اختلاف میاں خورشید انور نے کہا کہ گذشتہ رات سابق وزیر چودھری ممتاز احمد کاہلوں علامہ ارشد صاحب کے پاس آئے اور انہوں نے نہ صرف قرارداد پر دستخط کیے بل کہ ختم نبوت پر خاصی دیر گفتگو کرتے رہے۔ انہوں نے کہا کہ جن اراکین نے آج دستخط کرکے واک آؤٹ میں حصہ نہیں لیا ہے۔ حزب اختلاف آیندہ ان سے کوئی تعاون نہیں کرے گی اور نہ ہی ان کے استحقاق کی حمایت کرے گی۔ آج 70 اراکین کی جانب سے جو قرارداد پیش کی گئی اس میں کہا گیا کہ:

''ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ عالم اسلام اور دنیا کے تمام دینی مکاتب فکر کے متفقہ فیصلہ کے مطابق ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے کی بنا پر تمام مرزائیوں،

قادیانیوں (لاہوری جماعت احمدیہ سمیت) کو فوری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے کر انہیں کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے اور مرزائی اوقاف کو سرکاری تحویل میں لیا جائے۔

قرارداد پر حکمران جماعت کے جن اراکین نے دستخط کیے ہیں ان میں یہ بھی شامل ہیں:

قاضی محمد اسمعیل جاوید، سابق وزیر مسٹر ممتاز احمد کاہلوں، سابق صوبائی وزیر عبدالحفیظ کاردار، محترمہ بلقیس حبیب اللہ، محترمہ حسینہ بیگم، مس ناصرہ کھوکھر، سید فدا حسین، فقیر عبدالمجید، سردار محمد عاشق، رانا پھول محمد خان، بیگم آباد احمد خان، چودھری محمد حنیف، مسٹر محمد حنیف، چودھری محمد انور، سید الطاف حسین، سید تقی شاہ، مسٹر اختر عباس بھروانہ، ملک محمد علی، مسٹر خالد نواز وٹو، سید کاظم علی شاہ، مسٹر محمد انور، سابق صوبائی وزیر چودھری محمد انور سماں اور رانا شوکت محمد، چودھری شاہ نواز، خان محمد کھوکھر، حافظ علی اسد اللہ، مسٹر محمد سرور جوڑا، کرنل اسلم نیازی، امیر عبداللہ خان روکڑی، مسٹر رستم علی بلوچ، ملک محمد اکرم اعوان، کنور محمد یاسین، مسٹر یار لشاری اور قیوم لیگ کے دیوان غلام عباس بخاری، مسٹر فیض مصطفیٰ گیلانی اور چودھری لعل خان۔

حکمران جماعت کے کسی بھی رکن نے واک آؤٹ میں حصہ نہیں لیا جب کہ چودھری محمد نواز کے سوا حزب اختلاف کے تمام اراکین نے واک آؤٹ میں حصہ لیا۔ انہوں نے ایوان کے باہر بھی ''ختم نبوت زندہ باد'' کے نعرے لگائے۔

حزب اختلاف کی طرف سے قرارداد پر قائد حزب اختلاف علامہ رحمت اللہ ارشد، میاں خورشید انور، سید تابش الوری، مسٹر ناصر علی بلوچ، حاجی سیف اللہ، امیر عبداللہ روکڑی، میاں خالق داد بندیال، مرزا افضل الحق، راجہ محمد افضل، مخدوم زادہ سید حسن محمود، کیپٹن احمد نواز خان، راؤ محمد افضل خان، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی، ملک محمد مظفر خان، شیخ محمد اقبال، میاں احسان الحق پراچہ، میاں محمد اسلام، ملک فتح محمد خان زادہ، تاج محمد، رائے عمر حیات، میاں افضل حیات نے دستخط کیے۔

ربوہ کیس کے 76 ملزمان کا چالان عدالت میں پیش

سرگودھا، ۲۷ر جون (نمائندہ خصوصی) ریلوے پولیس سرگودھا نے ربوہ کیس میں ملوث 76 ملزمان کا چالان اسسٹنٹ کمشنر چنیوٹ کی عدالت میں پیش کر دیا ہے۔ آج سرگودھا جیل میں مذکورہ ملزمان کو ڈیوٹی مجسٹریٹ سرگودھا کے سامنے پیش کیا گیا۔ مجسٹریٹ نے پولیس کی درخواست پر مقدمہ کی سماعت ۱۰ر جولائی تک ملتوی کر دی ہے۔

لاہور فوڈ گرین اینڈ جنرل پروویژن مرچنٹس ٹریڈ گروپ کا مطالبہ

لاہور، ۲۷ر جون (ب ر) لاہور فوڈ گرین اینڈ جنرل پروویژن مرچنٹس ٹریڈ گروپ اکبری منڈی کا ایک ہنگامی اجلاس صدر خواجہ سراج دین کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں متفقہ طور پر ایک قرارداد کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

لاہور میں مختلف تنظیموں کے جلسے

لاہور، ۲۷ر جون (سٹاف رپورٹر) صوبائی دارالحکومت میں اسلامی جمعیت طلباء، جماعت اسلامی اور دیگر تنظیموں کے زیر اہتمام قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے ضمن میں جلسہ ہائے عام منعقد ہوئے جن میں مقررین نے اعلان کیا کہ جدوجہد مطالبات تسلیم ہونے تک جاری رہے گی۔ انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ مرزائیوں کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔ گلستان کالونی میں جماعت اسلامی کے زیر اہتمام سید مرتضیٰ حسین کاظمی کی زیر صدارت جلسہ ہوا جس میں مقررین نے علما اور رہنماؤں سے اپیل کی کہ وہ مصلحتوں سے بالا ہو کر طلبا اور نوجوانوں کے دوش بدوش اس جدوجہد میں حصہ لیں۔

راج گڑھ میں اسلامی جمعیت طلبا کا ایک اجلاس مسٹر بارک اللہ کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے صدر فرید پراچہ، مسٹر اکمل جاوید، حافظ شفیق الرحمٰن، انور گوندل اور ضیاء اللہ نے خطاب کیا اور مطالبہ کیا کہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں سے قادیانی ارکان کو نکال دیا جائے۔

مجلس بزم قراء جامعہ تجوید القرآن کے اجلاس میں مسٹر عبدالمنان ارشد اور ادارہ ضیاء

الاسلام غازی آباد کے اجلاس میں مقررین نے مطالبہ کیا کہ مرزائیوں کی املاک قومی تحویل میں لی جائیں۔

متحدہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت لاہور کا ہنگامی اجلاس مولانا ولی اللہ خاں قائم مقام امیر جماعت اسلامی لاہور کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں مسلم لیگ کے میجر عزیز احمد، مسٹر خالد محمود ہاشمی، جمعیت علماء پاکستان کے مولانا سلیم اللہ، صاحب زادہ فیض القادری، جمہوری پارٹی کے خواجہ صادق کاشمیری، جمعیت علماء اسلام کے مولانا ابراہیم اور مجلس احرار کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اجلاس میں لاہور میں جدوجہد تیز کرنے کے لیے ۲۹ جون کو اجلاس بلانے کا فیصلہ کیا گیا۔

متحدہ مجلس عمل کے جنرل سیکرٹری علامہ سید محمود احمد رضوی نے ایک بیان میں حکومت کو متنبہ کیا ہے کہ اگر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مسئلہ التوا میں ڈالا گیا تو اس کے سنگین نتائج برآمد ہوں گے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ طلبا و علماء کو فوراً رہا کیا جائے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ مسئلہ ختم نبوت کے سلسلہ میں تمام علما اور مشائخ طلبا کے ساتھ ہیں۔

تنظیم العلماء پاکستان کا ایک اجلاس مولانا سلطان احمد فاروقی سیالوی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

انجمن گلزار مدینہ نے متحدہ مجلس عمل میں شمولیت کا اعلان کیا ہے اور ایک اجلاس میں متحدہ مجلس عمل کے مطالبات کو تسلیم کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام صدر چھاؤنی میں مولانا منظور احمد کی صدارت میں جلسہ ہوا جس میں مطالبہ کیا گیا کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

انجمن غلامان مصطفیٰ مزنگ

مولانا عبدالستار خان نیازی کا اعلان

چنیوٹ، ۲۷ رجون (نامہ نگار) جمعیت علماء پاکستان و مرکزی مجلس عمل کے ممتاز رکن مولانا عبدالستار خان نیازی نے کہا ہے کہ وہی حکومت اب پاکستان میں چل سکے گی جو قادیانیوں کا مسئلہ حل کرے گی۔ وقت مقررہ پر اگر اس مسئلہ کو حل نہ کیا گیا تو پیدا ہونے والے

تمام سنگین حالات کی ذمہ داری حکومت پر عاید ہوگی۔ (وزیراعظم بھٹو پر تنقید کرتے ہوئے کہا) جس وقت مشرقی پاکستان ہم سے الگ ہوا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ کوئی ممبر اسمبلی اگر ڈھاکہ گیا تو اس کی ٹانگیں توڑ دی جائیں گی مگر ہم ممبران اسمبلی کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگر انہوں نے مقررہ وقت پر اس مسئلے پر اتفاق رائے ظاہر نہ کیا تو اپنی جانوں کی حفاظت وہ خود کریں گے۔ ان ممبران اسمبلی کو ان کے اپنے علاقوں میں بھی داخل نہیں ہونے دیا جائے گا۔

(مسجد محلّہ گڑنوالی، چنیوٹ کے زیراہتمام ایک جلسہ سے خطاب)

پروفیسر ایسوسی ایشن کی پریس ریلیز

لاہور، ۲۷ر جون: پنجاب پروفیسر ایسوسی ایشن کے جنرل سیکرٹری پروفیسر خورشید احمد نے مطالبہ کیا ہے کہ ''تنخواہ پڑتال کمیٹی'' کا محاسبہ کیا جائے۔ ایسوسی ایشن کے ایک پریس ریلیز میں کہا گیا ہے کہ تنخواہ پڑتال کمیٹی قادیانی غلبے کے لیے کام کرتی رہی ہے۔ حکومت پنجاب کے محکمہ تعلیم کے نوٹیفکیشن نمبر SO(R&B)2-5/72 مورخہ ۷ نومبر ۱۹۷۳ء کے تحت اس قادیانی کمیٹی نے سرکاری تحویل میں لیے گئے کالجوں کے اساتذہ کی سنیارٹی لسٹ (Seniority list) شائع کی جس کے پیرا نمبر 7(IV) کے تحت سفارش کی کہ مشرقی پنجاب (قادیان) کی ملازمت شمار کر کے سنیارٹی متعین کی جائے جس کے تحت ربوہ کالج کے دو اساتذہ کی ملازمت مئی ۱۹۴۴ء سے شمار کر کے اس لسٹ کے صفحہ نمبر ا پر سب سے senior ظاہر کیا گیا۔

مرزائیوں کا مسئلہ سینٹ میں پیش کیا جائے گا: سینیٹر خواجہ صفدر

سیالکوٹ، ۲۷ر جون (نمائندہ خصوصی) جامع مسجد چوک علامہ اقبال میں ایک بہت بڑے جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے سینٹ کے رکن خواجہ محمد صفدر نے کہا کہ وہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا مسئلہ سینیٹ میں پیش کریں گے۔ تمام مسلمان اس مسئلہ پر متفق ہیں مگر حکومت ٹال مٹول سے کام لے رہی ہے۔

طلبا کی گرفتاریاں

لاہور، ۲۷ر جون (نمائندہ خصوصی) وحدت کالونی پولیس نے آج اسلامی جمعیت طلبہ کے ناظم اعلیٰ مسٹر ظفر جمال بلوچ کو تحفظ امن عامہ کے تحت گرفتار کرلیا ہے ان کے خلاف الزام ہے کہ انہوں نے چھاؤنی کے علاقہ میں قابل اعتراض تقریر کی تھی۔ نیز لاہور جمعیت کے ایک

عہدے دار محمود الرشید اور دیگر دو طلباء کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔

۲۹ جون ۱۹۷۴ء

مرکزی مجلس عمل تحریک ختم نبوت کا حکومت سے مطالبہ

راول پنڈی، ۲۸ر جون (نمائندہ خصوصی) مرکزی مجلس عمل تحریک ختم نبوت نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا بل وزیر اعظم کے وعدے کے مطابق ۳۰ر جون کو قومی اسمبلی میں پیش کر کے منظور کرایا جائے اور اس کی منظوری سے قبل اسمبلی کا اجلاس ملتوی نہ کیا جائے۔ مجلس عمل نے تشویش ظاہر کی کہ حکومت اس مسئلہ کو حل کرنے میں تاخیر سے کام لے رہی ہے اور اس نے بل یا قرارداد پیش کرنے سے بھی انکار کر دیا ہے جب کہ قادیانی تشدد کی راہ اختیار کرنے کی سازشوں میں مصروف ہیں۔ مجلس عمل نے قادیانیوں کی تمام عسکری تنظیموں پر پابندی لگانے اور ان کا فنڈ ضبط کرنے کا بھی مطالبہ کیا ہے۔ مطالبہ کا اعلان مجلس عمل کے طویل اجلاس کے بعد کیا جس میں مجلس کے ارکان کے علاوہ زعماء کی بھاری تعداد نے بھی شرکت کی۔ صدارت مجلس کے صدر مولانا محمد یوسف بنوری نے کی۔ اجلاس میں قادیانیوں کے مسئلہ کو حل کرنے میں تاخیر سے پیدا ہونے والے تمام عوامل پر غور کیا گیا اور ایک قرارداد منظور کی گئی جسے پروفیسر غفور احمد نے اخبار نویسوں کو پیش کیا۔ قرارداد میں اس بات پر بے چینی اور تشویش کا اظہار کیا گیا کہ ملک گیر ہڑتال/تحریک کے باوجود حکومت قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور انہیں کلیدی اسامیوں سے الگ کرنے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کے بارے میں ٹال مٹول سے کام لے رہی ہے اور مسلمانوں کے اس اہم مطالبہ کو سرد خانہ میں ڈال دینا چاہتی ہے۔

سندھ کی صوبائی حکومت نے اسمبلی کا اجلاس ملتوی کر کے ارکان کو اپنی تحریک پیش کرنے کی اجازت نہیں دی، پنجاب حکومت نے بھی اس قرارداد کو پیش نہیں ہونے دیا حالاں کہ ان دونوں صوبوں میں پیپلز پارٹی کی حکومتیں ہیں جب کہ سرحد کی حکومت پہلے ہی اس قرارداد کو اتفاق رائے سے منظور کر چکی ہے۔ جس کو اجلاس میں بہ نظر استحسان دیکھا گیا ہے۔

قرارداد میں مزید کہا گیا ہے کہ ایک طرف تو حکومت سرد مہری کا مظاہرہ کر رہی ہے، دوسری طرف قادیانی پورے ملک میں سرکاری اور فوجی حکام، اسمبلی کے ارکان، تاجروں اور صنعت کاروں کو اپنا اشتعال انگیز لٹریچر فروخت کر کے اس پُرامن جدوجہد کو تشدد کی راہ پر ڈالنے کی سازشیں کر رہے ہیں۔ قادیانی بیرون ملک بھی پاکستان کی سالمیت کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں اس کے باوجود حکومت نے پچھلے چند دنوں کے اندر مسلمانوں کے مطالبے کے برعکس بعض بڑے اہم عہدوں پر قادیانیوں کو متعین کیا ہے۔

قرارداد میں الزام لگایا گیا کہ اس طرح حکومت خود اندرون و بیرون ملک سازشوں کو پروان چڑھانے میں مدد دے رہی ہے۔ اجلاس میں مطالبہ پیش کیا گیا ہے کہ حکومت اپنے وعدے کے مطابق ۳۰ جون کو قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا بل پیش کر کے منظور کرائے اور اس کی منظوری سے قبل ہرگز اجلاس ملتوی نہ کرے۔

مجلس عمل نے فیصلہ کیا کہ ۳۰ رجون کو قومی اسمبلی کے اجلاس کی کارروائی پر غور کرنے کے لیے مرکزی مجلس عمل کا ہنگامی اجلاس اسی روز شام کو نماز عصر کے بعد دار العلوم تعلیم القرآن میں ہوگا جس میں آیندہ لائحہ عمل پر غور کیا جائے گا۔

اجلاس چار گھنٹے سے زاید جاری رہا۔ مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل علامہ سید محمود احمد رضوی نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ آج کا ہنگامی اجلاس اس صورت حال کے پیش نظر طلب کیا گیا تھا جو اس اطلاع سے پیدا ہوگئی تھی کہ حکومت قومی اسمبلی میں اس مسئلہ کے بارے میں نہ ہی کوئی بل لا رہی ہے اور نہ ہی کوئی قرارداد پیش کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور صرف تحریک پیش کی جا رہی ہے۔ اجلاس میں یہ طے پایا کہ قومی اسمبلی میں تحریک ختم نبوت کے ہم خیال ارکان اپنی الگ تحریک پیش کریں گے چوں کہ ہماری اطلاع کے مطابق حکومت کی مرتب کردہ تحریک میں ''قادیانی'' لفظ کا کہیں ذکر نہیں بل کہ صرف ختم نبوت کا ذکر ہے، اس طرح یہ تحریک مکمل نہیں ہے۔ حکومت کی طرف سے تحریک پیش کرنا ہمارے مطالبات کو مسترد کرنے کے مترادف ہے۔

سید محمود احمد رضوی نے کہا کہ ربوہ کو کھلا شہر قرار دینا اور قادیانیوں کو کلیدی اسامیوں سے الگ کرنا - دو ایسے مطالبات ہیں جن کے لیے اسمبلی میں بل یا قرارداد پیش کرنے کی ضرورت

نہیں کیوں کہ ان کا فیصلہ وزیراعظم اپنے اختیارات سے بھی کر سکتے ہیں جب کہ قادیانیوں کو متعدد اہم عہدوں پر فائز کر کے ان کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔

مولانا رضوی نے قادیانی لٹریچر کے پھیلاؤ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ لاہور میں قادیانیوں کی نوجوان لڑکیاں گلبرگ، سمن آباد اور دیگر فیشن ایبل علاقوں میں لٹریچر تقسیم کر رہی ہیں، جب کہ ارکان قومی اسمبلی کے کمروں میں یہ لٹریچر پھینک دیا جاتا ہے۔ ان کی یہ کارروائی اشتعال انگیزی کے مترادف ہے۔ قادیانیوں نے منظّم سازش کے ذریعہ اپنے گھروں میں اسلحہ جمع کر رکھا ہے جس کا ثبوت متعدد مقامات پر ان کی طرف سے مسلمانوں پر حملوں سے ملتا ہے۔ قادیانی عسکری تنظیموں پر فوری طور پر پابندی لگادی جائے۔

مجلس عمل کے اجلاس میں قومی اسمبلی کے ارکان مولانا شاہ احمد نورانی، مفتی محمود، ظفر اللہ انصاری، پروفیسر غفور احمد، حاجی مولابخش سومرو، مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک)، مولانا صدرالشہید نے شرکت کی۔ ان کے علاوہ مجلس کے نائب صدر مولانا عبدالستار خان نیازی، آغا شورش کاشمیری، صاحب زادہ فضل رسول حیدر، مولانا عبدالرحیم اشرف، مولانا مظفر علی شمسی، مولانا محمد بشیر چشتی، میجر اعجاز احمد، مولانا غلام علی اوکاڑوی، چودھری صفدر علی، چودھری غلام جیلانی، مولانا تاج محمود، میاں فضل حق، قاری سعید الرحمان، قاری محمد امین، مولانا فتح محمد، مولانا حبیب الرحمٰن بخاری، مولانا ظفر اقبال، مولانا سمیع الحق، مولانا غلام اللہ خاں اور دیگر رہنماؤں اور علما نے شرکت کی۔

PUSU کے صدر فرید پراچہ گرفتار

لاہور، ۲۸ رجون (نمائندہ خصوصی) مزنگ پولیس نے آج مسجد غوثیہ میں قابل اعتراض تقریریں کرنے کے سلسلے میں تین افراد انور گوندل، پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین (PUSU) کے صدر فرید پراچہ اور واجد علی خان کے خلاف تحفظ امن عامہ کے تحت مقدمہ درج کر کے گرفتار کر لیا۔

واجد علی گورنمنٹ کالج کا طالب علم ہے اس کے خلاف مصری شاہ پولیس نے مقدمہ درج کر دیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ واجد علی خاں نے مسجد نعیمیہ میں قابل اعتراض تقریر کی تھی۔

۳۰ جون ۱۹۷۴ء

دو مرزائیوں کا قبول اسلام

لاہور، ۲۹ر جون: مالی پورہ لاہور کے دو مرزائیوں حکیم عبد القدیر کا غانی اور چودھری عمر دراز نے جامع مسجد غوثیہ مین بازار مالی پورہ میں بمعہ اہل و عیال مولانا قاری جمیل احمد کے ہاتھوں اسلام قبول کرلیا۔

حکومت گرفتاریوں کے ذریعے طلبا کی تحریک دبانا چاہتی ہے

لاہور، ۲۸ر جون (سٹاف رپورٹر) لاہور سٹوڈنٹس کونسل کے چیئرمین اور پنجاب سٹوڈنٹس یونین کے صدر مسٹر فرید احمد پراچہ نے جامع مسجد وحدت کالونی میں نماز جمعہ کے بعد ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت اگر گرفتاریوں کے ذریعے طلبا کی تحریک دبانا چاہتی ہے تو ایسا نہیں ہوسکتا ہے۔ ہماری جنگ قادیانیوں سے ہے اور رہے گی اور ہم نہیں چاہتے کہ حکومت اس میں فریق بنے۔ حکومت جان بوجھ کر اس پُر امن تحریک کو تشدد کی راہ پر ڈال رہی ہے۔

قادیانیوں نے پنڈی سازش کے ذریعے بھی برسر اقتدار آنے کی کوشش کی تھی

لاہور، ۲۸ر جون؛ امیر جماعت اسلامی پاکستان میاں طفیل محمد نے کہا ہے کہ قادیانیوں نے سازش کے ذریعے کئی بار پاکستان میں حکومتوں کا تختہ اُلٹنے کی کوششیں کی ہیں۔ وہ کل راجو نظامانی حیدر آباد میں تبلیغی کیمپ کے اختتام اور ضلعی کانفرنس کے افتتاح کے موقع پر کارکنوں سے خطاب کررہے تھے۔ انھوں نے کہا پنڈی سازش کے ذریعہ قادیانیوں نے برسر اقتدار آنے کی کوشش کی، ایوب خان کو برسر اقتدار لانے والے یہی لوگ تھے اور پیپلز پارٹی کے گرد بھی یہی لوگ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے جمع ہوئے تھے لیکن جب دستور میں اسلامی نظام کو بنیادی حیثیت دی گئی تو انھوں نے پیپلز پارٹی کی حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش کی۔ میاں طفیل محمد نے قادیانیوں کی تنظیم کو ''سازشوں کی تنظیم'' قرار دیا۔ ظفر اللہ خان نے امریکہ اور برطانیہ کے محکمہ خارجہ سے اپنے خصوصی تعلق کا اعتراف کیا ہے اور پنڈی سازش کا میجر جنرل عزیز ظفر اللہ

خاں کا رشتہ دار تھا۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے، کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹانے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کا مطالبہ کیا۔ قادیانیوں نے اقتدار پر قبضہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ربوہ سٹیشن پر مسلمان طلبہ پر حملہ کیا تاکہ مسلمانوں کی غیرت کو آزما سکیں اور قادیانی اس سے قبل بھی مختلف علماء پر حملہ کرا کے مسلمانوں کی غیرت کا امتحان لیتے رہے ہیں لیکن اس مرتبہ مسلمان قوم بیدار ہو چکی ہے۔ وہ انگریزوں کے منصوبہ کو جو مسلمانوں میں سے اتحاد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ختم کرنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ مٹا دے گی۔

یکم جولائی ۱۹۷۴ء

ڈھاکہ میں وزیراعظم بھٹو کو قادیانیوں کی یادداشت

ڈھاکہ، ۳۰ جون (عارف نظامی نامہ نگار خصوصی) جماعت احمدیہ ڈھاکہ نے پاکستان کو بدنام کرنے کی بین الاقوامی سطح پر مہم شروع کر رکھی ہے، مغربی پاکستان کے خلاف بنگلہ دیش میں بھی قادیانیوں کا ایک مشن پورے زور شور سے کام کر رہا ہے۔ اس ضمن میں بنگلہ دیش کے دَورہ کے موقع پر جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کی طرف سے وزیراعظم بھٹو کو ایک یادداشت پیش کی گئی جس پر جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے امیر کا نام صرف ''محمد'' لکھا گیا ہے بہ ظاہر یہ دستاویز یادداشت کی صورت میں ہے لیکن اس کا مقصد بیرون ممالک میں پاکستان کو بدنام کرنا ہے کیوں کہ اس میں جہاں خلاف۔ واقع باتیں درج ہیں وہاں پاکستان میں قادیانیوں پر ''مظالم'' کی بعض تصاویر بھی پیش کی گئیں جو پاکستان کو بدنام کرنے کی بین الاقوامی سازش ہے۔ یہ تصاویر صرف لندن کے راستے ہی بنگلہ دیش پہنچ سکتی ہیں۔ یادداشت میں دعوی کیا گیا ہے کہ دنیا بھر میں ایک کروڑ سے زیادہ احمدی آباد ہیں اور یہ جماعت 80 سال سے اسلام کی ''خدمت'' کر رہی ہے۔

یادداشت میں یہ مضحکہ خیز دعوی بھی کیا گیا ہے کہ پاکستان میں جس جماعت کو غیر مسلم قرار دیا جا رہا ہے۔ دنیا میں اس جماعت نے اسلام کا ''صحیح پرچار'' کیا ہے۔ یادداشت میں یہ الزام لگایا گیا ہے کہ قادیانیوں کو پاکستان میں ان کے گھروں سے نکالا جا رہا ہے، انہیں مارا اور لوٹا جا رہا ہے، ان کی مساجد اور وہاں رکھے ہوئے ''قرآن پاک'' کے نسخوں کو (نعوذ باللہ) نذر آتش

کر دیا گیا ہے۔اس سلسلہ میں ایک فرضی تصویر بھی پیش کی گئی ہے۔اس یادداشت میں بنگلہ دیش میں سیکولرازم کے نفاذ کو اسلام کے عین مطابق قرار دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ پنجاب میں ''کمزور'' احمدیوں کو بچانے کے لیے وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کے وزراء نے کوئی اقدام نہیں کیا۔ یادداشت میں یہ الزام لگایا گیا ہے کہ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت قادیانیوں کو پاکستان سے ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔تاریخ کے مختلف حوالوں سے کہا گیا ہے کہ احمدی مسلمان ہیں۔ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے مسئلے میں سُنّی مسلمان ایک فریق کی حیثیت رکھتے ہیں۔اس لیے سُنّی جج کے فرائض انجام نہیں دے سکتے لہٰذا اس سلسلہ میں بہ قول ان کے غیر جانب دار جج مقرر کیے جائیں اور ان کے سامنے مسلمان اور قادیانی دونوں اپنا اپنا موقف بیان کریں۔یہ یادداشت پندرہ فل سکیپ صفحات پر مشتمل ہے اور نیلے کاغذ پر احمدیہ آرٹ پریس ڈھاکہ میں شائع کی گئی ہے۔

قادیانیوں کا مسئلہ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے سپرد

اسلام آباد، ۳۰؍جون (اکرام الحق شیخ، نمائندہ خصوصی) قومی اسمبلی نے آج قادیانیوں کے مسئلہ سے متعلق حکمران پارٹی کی ایک تحریک اور حزب اختلاف کی قرارداد کو ایوان کی ایک خاص کمیٹی کے سپرد کر دیا جس کے بعد اسمبلی کا اجلاس دو ہفتے کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔ایوان کی یہ خاص کمیٹی کل یکم جولائی سے تحریک اور قرارداد پر بہ یک وقت غور شروع کرے گی۔اس خاص کمیٹی کے تمام اجلاس خفیہ ہوں گے۔اس سے قبل آج صبح اسمبلی کا اجلاس شروع ہوتے ہی [وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ] کی درخواست پر دو گھنٹے کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔اس وقفہ کے ۔۔۔سے متعلق کوئی قرارداد یا تحریک اسمبلی میں پیش کرنے کے۔۔۔ پارٹی اور حزب اختلاف کے نمائندوں کے درمیان سپیکر ۔۔۔اہم مذکرات ہوئے۔ان میں سپیکر کے علاوہ وزیر قانون مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ، سیکرٹری وزارت قانون مسٹر جسٹس محمد افضل چیمہ اور پنجاب کے وزیر اعلیٰ حنیف رامے نے بھی شرکت کی جب کہ اپوزیشن کی طرف سے ۔۔۔ مفتی محمود، سردار شیر باز خان مزاری، مولانا شاہ احمد نورانی، غلام فاروق اور سردار شوکت حیات نے شرکت کی۔ان مذاکرات کے ۔۔اپوزیشن نے حکمران جماعت پر واضح کر دیا کہ وہ اپنی قرارداد ہر صورت میں ن میں پیش کرے گی اور اس پر فوری غور کا مطالبہ کیا جائے گا۔دوسری ۔۔۔اس وقفہ کے

دوران پیپلز پارٹی کے پارلیمانی گروپ کے اجلاس بھی۔۔۔ میں ہوتے رہے۔

[نوائے وقت کا شمارہ بابت یکم جولائی ۱۹۷۴ء تلاش بسیار کے باوجود ہمیں مکمل نہ مل سکا لہذا مذکورہ بالا پیرا میں کچھ سطریں نامکمل ہیں۔ چوں کہ قومی اسمبلی کا اجلاس منعقدہ ۳۰ جون ۱۹۷۴ء بہت اہمیت کا حامل ہے اس لیے ہم اس اجلاس کی رپورٹنگ روزنامہ امروز، ملتان بابت یکم جولائی ۱۹۷۴ء سے ملخصاً یہاں نقل کر رہے ہیں:

اسلام آباد۔۳۰ جون (اپ پ، پ پ ا) قومی اسمبلی نے آج قادیانیوں کا مسئلہ حل کرنے کے سلسلہ میں ایک خاص کمیٹی قائم کردی جو کل شام سے کام شروع کردے گی۔ کمیٹی قائم کرنے کی تجویز پیپلز پارٹی کی ایک تحریک میں پیش کی گئی تھی جسے ایوان نے متفقہ طور پر منظور کرلیا۔ ایوان میں یہ تحریک وزیر قانون و پارلیمانی اُمور عبدالحفیظ پیرزادہ نے پیش کی۔ کمیٹی اس سوال پر غور کرے گی کہ اسلام کی رُو سے ان افراد کی کیا حیثیت ہے جو پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے۔ قومی اسمبلی کا اجلاس آج صبح صاحب زادہ فاروق علی خان کی صدارت میں شروع ہوا اور وزیر خزانہ ڈاکٹر مبشر حسن نے ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ پیش کیا۔ اس کے بعد وزیر قانون و پارلیمانی اُمور نے ایوان کو بتایا کہ آج ہم ایوان میں وزیراعظم بھٹو کے وعدے کے مطابق ختم نبوت کے مسئلہ کے بارے میں کارروائی کا آغاز کریں گے۔ پیرزادہ نے سپیکر سے درخواست کی کہ اجلاس ساڑھے بارہ بجے تک ملتوی کردیا جائے تاکہ اس مسئلہ کے بارے میں حزب اختلاف سے صلاح مشورہ کر کے اس سلسلہ میں ایک قرارداد قومی اسمبلی کے سامنے پیش کی جاسکے۔ مولانا مفتی محمود نے کہا کہ اجلاس دوبارہ شروع ہونے تک اس مسئلہ پر ایوان کے مختلف گروپوں میں اتفاق رائے ہوگیا تو یہ بڑی خوش آئند بات ہوگی۔ اس کے بعد سپیکر نے اجلاس ساڑھے بارہ بجے تک کے لیے ملتوی کردیا۔

اجلاس ملتوی ہونے کے بعد قومی اسمبلی کے کمیٹی روم میں پیپلز پارٹی کا اجلاس ہوا، جس کی صدارت وزیراعظم بھٹو نے کی۔ اجلاس جو تقریباً چالیس منٹ جاری رہا۔ اس موقف کے بارے میں فیصلہ کیا گیا جو پیپلز پارٹی کی پارلیمانی پارٹی قومی اسمبلی میں ختم نبوت کے مسئلہ پر اختیار کرے گی۔...... اس کے بعد پیرزادہ نے قومی اسمبلی کے ضابطہ کار کے قاعدہ نمبر ۲۰۵ کے تحت ایک تحریک پیش کی جس میں درخواست کی گئی کہ قومی اسمبلی سپیکر کی سربراہی میں ایک خاص کمیٹی قائم کرے جس میں پورے ایوان کو نمائندگی دی جائے...... پیرزادہ نے کہا کہ اس مسئلہ کے بارے میں حزب اختلاف بھی کوئی قرارداد پیش کرے تو نہ صرف ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا بل کہ ہم اس کا خیر مقدم کریں گے۔ اس کے بعد مولانا شاہ احمد نورانی نے حزب اختلاف کی طرف سے قرارداد پیش کی۔...... پیرزادہ نے بتایا کہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے طریقے اور خصوصی کمیٹی کے طریق کار کے بارے میں حکومت اور حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے ہوگیا ہے۔ کمیٹی کے اجلاس بند کمرے میں ہوا کریں گے اور اس کی کارروائی کے ضابطے وہی ہوں گے جو اسمبلی کے ہیں جہاں کہیں سقم پیدا ہوگا، کمیٹی اپنا ضابطہ خود بنائے گی۔]

اپوزیشن کی قرارداد

قومی اسمبلی میں آج صبح قادیانیوں کے مسئلہ سے متعلق حزب اختلاف کے رہنما مولانا شاہ احمد نورانی نے جو قرارداد پیش کی اور جسے ایوان نے متفقہ طور پر منظور کرلیا۔ اس پر اپوزیشن

کے 23 حاضر اور ۔۔۔ کے تین ارکان کے دستخط ہیں، ان کے نام یہ ہیں:
مفتی محمود، شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، پروفیسر غفور احمد، مولانا سید محمد علی رضوی، مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک)، چودھری ظہور الٰہی، سردار شیر باز مزاری، مولانا ظفر احمد انصاری، مخدوم نور محمد ہاشمی، صاحب زادہ احمد رضا خان قصوری، محمود اعظم فاروقی، مسٹر غلام فاروق، عبدالحمید جتوئی، حاجی مولا بخش سومرو، مولانا صدر الشہید، سردار شوکت حیات خاں، مولانا نعمت اللہ عمرا خان (نیپ)، راؤ خورشید علی خاں اور میر علی احمد تالپور۔

ماضی میں حکومت کا ساتھ دینے والے اپوزیشن کے ان ارکان نے بھی قرارداد پر دستخط کیے ہیں۔ مسلم لیگ کے نواب ذاکر قریشی، کرم بخش اعوان، غلام حسن ڈھانڈلہ۔

جمعیت علماء پاکستان کے غلام حیدر بھروانہ اور صاحب زادہ نذیر سلطان۔

جمعیت علماء اسلام کے مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا عبدالحکیم اور بلوچستان کے مولانا عبدالحق نے بھی قرارداد پر دستخط نہیں کیے۔

جمعیت علماء پاکستان کے مولانا محمد ذاکر علالت کی وجہ سے حاضر نہ تھے لیکن انہوں نے ٹیلی فون پر قرارداد سے اتفاق کر دیا۔ خان عبدالولی خاں اور محمود علی قصوری کوئٹہ پہنچ چکے ہیں مگر NAP اور تحریک استقلال کے حاضر ارکان نے قرارداد پر دستخط کر دیے۔ جماعت اسلامی کے صاحب زادہ سیف اللہ ایوان میں حاضر نہ تھے۔

اپوزیشن کی قرارداد کا متن

چوں کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو اللہ کے آخری نبی ہیں۔ نبوت کا دعویٰ کیا اور

چوں کہ اس کا جھوٹا دعوئ نبوت قرآن کریم کی بعض آیات میں تحریف کی سازش اور اور جہاد کو ساقط کر دینے کی کوشش، اسلام کے مسلمات سے بغاوت کے مترادف ہے۔ اور

چوں کہ وہ سامراج کی پیداوار ہے جس کا مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ

پارہ کرنا ہے۔

چوں کہ پوری امت مسلمہ کا اس بات پر کامل اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار خواہ وہ مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہوں یا اسے کسی اور شکل میں اپنا مذہبی پیشوا یا مصلح مانتے ہوں وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

چوں کہ اس کے پیروکار خواہ انہیں کسی نام سے پکارا جاتا ہو۔ وہ دھوکہ دہی سے مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ بن کر اور اس طرح ان سے گل مل کر اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی کارروائیوں میں مصروف ہیں۔

چوں کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کی تنظیموں کی ایک کانفرنس میں جو ۶ تا ۱۰ اپریل ۱۹۷۴ء مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام منعقد ہوئی جس میں دنیا بھر کی 140 مسلم تنظیموں اور انجمنوں نے شرکت کی، اس میں کامل اتفاق رائے سے یہ فیصلہ صادر کر دیا گیا کہ قادیانیت جس کے پیروکار دھوکہ دہی سے اپنے آپ کو اسلام کا ایک فرقہ کہتے ہیں۔ دراصل اس فرقہ کا مقصد اسلام اور مسلم دنیا کے خلاف تخریبی کارروائیاں کرنا ہے اس لیے اب یہ اسمبلی اعلان کرتی ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار خواہ انہیں کسی نام سے پکارا جاتا ہو مسلمان نہیں ہیں اور یہ کہ اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تاکہ اس اعلان کو دستور میں ضروری ترامیم کے ذریعے عملی جامہ پہنایا جاسکے اور یہ کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ایک غیر مسلم اقلیت کی حیثیت سے ان کے جائز حقوق کا تحفظ کیا جاسکے۔''

جب دو گھنٹے کے وقفے کے بعد اسمبلی کا اجلاس ساڑھے ۱۲ بجے دوبارہ شروع ہوا تو وزیر قانون مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ کی طرف سے پیش کردہ منکرین ختم نبوت کی اسلام میں حیثیت کے تعین کے بارے میں ایک تحریک اور اپوزیشن کی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور اس مقصد کے لیے آئین میں ترمیم کرنے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کر لی گئی۔ قرارداد اور تحریک کی منظوری کے وقت وزیر اعظم بھٹو بھی ایوان میں موجود رہے۔ قرارداد اور تحریک ایوان کی رائے کے مطابق تمام ممبروں پر مشتمل ایک خاص کمیٹی کے سپرد کر دی گئی۔ اس کمیٹی کے اجلاس کے لیے

چالیس ممبروں کا کورم (Qourum) ضروری قرار دیا گیا، ان میں دس ارکان حکومت کی مخالف جماعتوں سے ہوں گے۔ وزیر قانون نے واضح کیا کہ چالیس ارکان کی موجودگی کے بغیر کمیٹی کا اجلاس نہیں ہو سکے گا۔ وزیر قانون نے مزید کہا کہ چوں کہ اب اپوزیشن اور حکومتی پارٹی کے درمیان قادیانیوں کے مسئلہ کو زیر بحث لانے پر اتفاق ہو گیا ہے اور اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے قومی اسمبلی ہی مناسب اور واحد ادارہ ہے اس لیے اب اسمبلی کے باہر کسی قسم کے مظاہرے نہیں ہونے چاہییں۔

انہوں نے بعض حلقوں کی جانب سے ظاہر کیے گئے ان خدشات کو مسترد کر دیا کہ اس مسئلہ کو سرد خانے میں ڈال دیا گیا ہے۔ وزیر قانون نے کہا کہ وزیر اعظم نے وعدہ کیا تھا کہ قومی بجٹ منظور کیے جانے کے فوراً بعد یہ مسئلہ اسمبلی میں پیش کیا جائے گا چناں چہ اس میں کوئی تاخیر نہیں کی گئی ہے۔ مسٹر پیرزادہ نے ایوان کو مطلع کیا کہ حکومتی پارٹی اور اپوزیشن کے مابین تحریک میں دیے گئے طریق کار اور لائحہ عمل پر اتفاق رائے ہو چکا ہے۔ اس تحریک پر غور کرنے والی کمیٹی ایوان کے ان قواعد و ضوابط کے تحت کام کرے گی جن کا اطلاق دیگر کمیٹیوں پر ہوتا ہے۔ ان معاملات و مسائل کی صورت میں جہاں قانونی سقم موجود ہے اور قواعد و ضوابط موجود نہیں۔ کمیشن کو اُصول و ضوابط وضع کرنے کا اختیار بھی ہو گا۔ کمیٹی قومی اسمبلی کو اس مسئلہ پر اقدامات کی سفارش کرے گی۔ مسٹر پیرزادہ نے کہا کہ کمیٹی کا باضابطہ اجلاس کل شام کو ہو گا۔ آج اور کل شام کے درمیان کی مدت میں قواعد کے مسودات تیار کر کے کمیٹی کو پیش کر دیے جائیں گے۔

سرکاری تحریک کا متن

یہ ایوان سارے ایوان پر مشتمل ایک خصوصی کمیٹی قائم کرتا ہے جس میں تقریریں کرنے کا حق رکھنے والے اور دوسرے ارکان بھی شامل ہیں اور جس کے چیئرمین اس ایوان کے سپیکر ہوں گے اور یہ خصوصی کمیٹی حسب ذیل فرائض سرانجام دے گی:

ا۔ ان لوگوں کی حیثیت متعین کی جائے جو آں حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ختم نبوت کے مسئلے پر ایمان نہیں رکھتے۔

۲۔اس سلسلے میں کمیٹی کی پیش کردہ تجاویز مشوروں اور قراردادوں پر اس معینہ مدت کے اندر غور وخوض مکمل کر لیا جائے جس کا تعین کمیٹی کرے گی۔

۳۔ اس غور وخوض کے نتیجہ میں شہادتیں قلم بند کرنے اور دستاویزات کا مطالعہ کرنے کے بعد کمیٹی اپنی سفارشات ایوان میں پیش کرے گی۔

مسٹر پیرزادہ کی تحریک کے مطابق متذکرہ خصوصی کمیٹی کا کورم چالیس ممبروں کا مقرر کیا گیا جن میں سے دس ممبر حزب اختلاف کے ارکان ہوں گے۔

قومی اسمبلی کے باہر حفاظتی انتظامات

آج صبح سے اسمبلی کے گردونواح میں دُور دُور تک سخت حفاظتی انتظامات کیے گئے تھے۔ اسمبلی کی طرف جانے والوں کی کئی فرلانگ کے فاصلے سے چیکنگ شروع کر دی جاتی، ویگنوں اور موٹر ٹیکسیوں کو آبپارہ مارکیٹ سے آگے جانے کی اجازت نہ تھی۔ فیڈرل سکیورٹی فورس کے دستے موٹر گاڑیوں پر اسمبلی کے آس پاس اور تمام اسلام آباد میں گشت کرتے رہے۔

مرکزی مجلس عمل کا اہم اجلاس

راول پنڈی، ۳۰رجون (نمائندہ خصوصی) مرکزی مجلس عمل تحریک ختم نبوت نے قومی اسمبلی میں قادیانیوں سے متعلق اپوزیشن کی پیش کردہ قرارداد پر اظہار اطمینان کیا ہے اور ارکان اسمبلی پر زور دیا ہے کہ وہ اس قرارداد کے الفاظ و معانی کے مطابق بلا تاخیر آئین میں مناسب ترمیم منظور کریں آج رات یہاں مجلس کے ایک ہنگامی اجلاس میں قومی اسمبلی کی آج کی کارروائی پر غور کیا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ مجلس عمل کے زعماء رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لیے کل یکم جولائی سے سارے ملک کا دورہ کریں گے اور مرزائیوں، قادیانیوں (لاہور) کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبہ کو منوانے کے لیے تحریک شروع کریں گے۔ مجلس عمل کے صدر مولانا محمد یوسف بنوری کی صدارت میں ہونے والے اس اجلاس میں اتفاق رائے سے ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں اسمبلی کی قرارداد کو ملت اسلامیہ اور پاکستانی عوام کی خواہشات کا مظہر قرار دیا گیا اور اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا کہ حزب اقتدار نے اس قرارداد سے اختلاف نہیں کیا۔ ارکان اسمبلی پر زور دیا گیا کہ وہ بلا تاخیر آئینی ترمیم منظور کرائیں اور اس طے شدہ اور مسلمہ مسئلہ پر غیر ضروری

بحث کی قطعاً اجازت نہ دیں۔ قرارداد میں پاکستانی عوام کے ملی جذبہ کو سراہا گیا کہ انہوں نے تحریک کے دوران قانونی اور آئینی حدود کے اندر رہ کر نظم وضبط کا جو مظاہرہ کیا وہ پاکستان میں ملت اسلامیہ کے مستقبل کے لیے نیک فال کی حیثیت رکھتا ہے۔ مجلس عمل نے غیور عوام سے پرامن طور پر تحریک اس وقت تک جاری رکھنے کی اپیل کی جب تک ان کے مطالبات تسلیم نہیں ہو جاتے۔ مجلس کی قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ فضا کو سازگار بنانے کے لیے تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں گرفتار ہونے والے تمام علماء کرام طلبا اور مسلمانوں کو باعزت طور پر رہا کیا جائے، مقدمات واپس لیے جائیں، دفعہ ۱۴۴ کی پابندی ختم کی جائے اور مندرجہ ذیل مطالبات کے حل کے لیے فوری طور پر انتظامی اقدامات کیے جائیں:

۱۔ مرزائیوں (قادیانی ولاہوری) کو کلیدی اسامیوں سے ہٹایا جائے۔

۲۔ ان کی عسکری اور نیم عسکری تنظیموں کو غیر قانونی قرار دیا جائے۔

۳۔ ان کے فنڈز کی تحقیقات کی جائے کہ وہ کہاں سے آتے ہیں اور کس طرح خرچ ہوتے ہیں۔

۴۔ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

۵۔ بانی فساد مرزا ناصر احمد کو گرفتار کیا جائے۔

۶۔ اور پاکستان کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ کرنے کے الزام میں ظفر اللہ خاں کے خلاف مقدمہ چلایا جائے۔

۷۔ امن وامان کے قیام کے لیے مرزائیوں سے تمام اسلحہ واپس لیا جائے۔

۸۔ اور انہیں شرانگیز لٹریچر تقسیم کرنے سے روکا جائے۔

مجلس کے سیکرٹری جنرل سید محمود احمد رضوی نے بتایا کہ مجلس عمل کے تمام قائدین کل سے سارے ملک میں پھیل جائیں گے اور اس دورے کے دوران ختم نبوت کی تحریک کو منظم کریں گے۔ شہروں، بازاروں، گلی کوچوں میں بینر اور پوسٹر لگائے جائیں گے اور مجلس عمل کو ضلعی سطح پر منظم کیا جائے گا۔

مجلس عمل کے اجلاس میں پانچ مرکزی نائب صدر صاحبان کا بھی انتخاب ہوا، ان کے نام یہ ہیں:

۱۔سید مظفر علی شمسی

۲۔چودھری غلام جیلانی

۳۔مولانا عبدالستار خان نیازی

۴۔مولانا عبدالحق، اکوڑہ خٹک

۵۔مولانا عبدالواحد، کوئٹہ

مجلس کا آئندہ اجلاس ۱۵؍جولائی کو ہو گا۔ مجلس کے اجلاس میں مندرجہ ذیل علماء کرام اور مذہبی قائدین نے بھی شرکت کی؛

مولانا اشرف، مولانا محمد یوسف بنوری، مفتی محمود، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا غلام علی اوکاڑوی، مولانا عبدالحق، مولانا غلام اللہ خاں، مولانا عطاء المنعم بخاری، علامہ سید محمود احمد رضوی، پروفیسر غفور احمد، مولانا جان محمد کندیاں، مولانا ظفر احمد انصاری، سید مظفر علی شمسی، آغا شورش کاشمیری، قاری سعید الرحمٰن، مولانا عبدالرحمٰن (لاہور)، مولانا سمیع الحق، نواب زادہ نصر اللہ خان، قاری محمد امین، میر اعجاز احمد، ثناء اللہ بھٹہ، چودھری غلام جیلانی، تاج محمود

علماء و طلباء کی گرفتاریوں کی مذمت

لاہور، ۳۰؍جون (سٹاف رپورٹر) صوبائی دارالحکومت میں سیاسی، دینی اور طلباء کی تنظیموں نے تحریک ختم نبوت کے ضمن میں علماء اور طلبا کی گرفتاریوں کی شدید مذمت کی ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ علماء اور طلبا کو بلاتاخیر رِہا کیا جائے۔

بیگم خواجہ رفیق شہید نے علما اور طلبا کی گرفتاریوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ حکومت جان بوجھ کر اس پرانی تحریک کو تشدد کے راستے پر ڈال کر ایک فریق بننے کی کوشش کر رہی ہے۔

کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج (یونین) کی جنرل کونسل نے مطالبہ کیا ہے کہ جن عناصر نے نشتر میڈیکل کالج کے طلبا پر قاتلانہ حملہ کیا انہیں گرفتار کیا جائے۔

جمعیت علماء پاکستان کے قاضی مظفر اقبال رضوی نے تنظیم فدایان ختم نبوت کے زیر اہتمام ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں گرفتاریوں پر شدید احتجاج کیا اور مطالبہ کیا کہ تمام طلبا، علماء اور سیاسی رہنماؤں کو رِہا کیا جائے۔

[مختلف جلسوں میں جماعت اسلامی، اسلامی جمعیت طلبہ، مجلس علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی، انجمن طلباء اسلام، جمعیت طلباء اسلام، مجلس عمل، مجلس احرار اسلام، جماعت مبلغین توحید وسنت پاکستان، اسلامیہ کالج سول لائنز سٹوڈنٹس یونین، تحریک استقلال طلبا پنجاب کے مختلف عہدے داروں نے بھی گرفتاریوں کی مذمت کی اور گرفتار شدگان کارکنوں و لیڈروں کی رہائی کا مطالبہ کیا۔)

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت لاہور کے عہدے دار

لاہور، ۳۰ رجون: دفتر جماعت اسلامی لاہور میں لاہور کی دینی وسیاسی جماعتوں کے ایک نمائندہ اجلاس میں لاہور میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم کرنے کا فیصلہ ہوا اور حسب ذیل عہدے داران بالاتفاق منتخب ہوئے۔

صدر...... صاحب زادہ فیض القادری (جمعیت علماء پاکستان)

نائب صدر...... مولانا محمد اسحاق (مرکزی جمعیت اہل حدیث)

نائب صدر...... خواجہ صادق کاشمیری (جمہوری پارٹی)

نائب صدر...... پروفیسر خالد محمود ہاشمی (مسلم لیگ)

نائب صدر...... مولانا محمد ابراہیم (جمعیت علماء اسلام)

جنرل سیکرٹری...... بارک اللہ خان ایڈووکیٹ (جماعت اسلامی)

جائنٹ سیکرٹری...... قاری عبدالحئ عابد (مجلس احرار)

خازن...... قاری عبدالحمید قادری (جمعیت العلماء پاکستان)

پبلسٹی سیکرٹری...... خواجہ اظہار الدین (پاکستان جمہوری پارٹی)

قادیانی غیر مسلم نہیں تو ہمیں کافر قرار دے دیا جائے: امیر جماعت اسلامی

حیدرآباد، ۳۰ رجون (ج س ک) امیر جماعت اسلامی پاکستان میاں طفیل محمد نے کہا ہے کہ جناب بھٹو کو یہ بتانا ہوگا کہ وہ مرزا غلام احمد کے ساتھ ہیں یا مسلمانوں کے ساتھ چلنا چاہتے ہیں وہ آج پھلیلی پریت آباد میں کارکنوں کے ایک استقبالیہ سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ وزیراعظم کو اب ایک راستے کا انتخاب کرنا ہوگا کیوں کہ وہ دونوں طرف نہیں چل سکتے۔ میں نے بھٹو صاحب کو کہہ دیا ہے کہ اگر قادیانیوں کو کافر قرار نہیں دے سکتے تو پھر پوری ملت

مسلمہ کو کافر قرار دے دیجیے کیوں کہ قادیانیوں کے لیے ہمارے درمیان کوئی جگہ نہیں اور آپ کو اس سلسلہ میں کوئی نہ کوئی قانون بنانا پڑے گا۔

سرگودھا میں علماء کنونشن

سرگودھا، ۳۰ رجون (نمائندہ خصوصی) مجلس عمل سرگودھا نے آیندہ ہفتہ سرگودھا میں صوبے بھر کے علما کا کنونشن منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس دوران بھلوال چک نمبر ۴۷ شمالی کے علاوہ بلاک نمبر ۲۳ تھانہ سٹی گراؤنڈ اور واٹر سپلائی روڈ پر جلسے منعقد کیے گئے جن میں سید حامد علی شاہ، چودھری محمد سلیم، مولانا صالح محمد، راؤ عبدالمنان، قاری عبدالسمیع نے حکومت کو انتباہ کیا کہ قوم اب مزید ٹال مٹول کو برداشت نہیں کرے گی۔ حکومت کو قوم کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے قادیانیوں کو فی الفور غیر مسلم اقلیت قرار دینا چاہیے۔ انہوں نے ارکان اسمبلی کو انتباہ کیا کہ وہ عوام کی صحیح ترجمانی کریں یا مستعفی ہو جائیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اسیر علما اور طلبا کو فی الفور رہا کیا جائے۔

۲ جولائی ۱۹۷۴ء

خصوصی کمیٹی کا پہلا اجلاس

اسلام آباد، یکم جولائی (اپ پ) قادیانیوں کی حیثیت کا تعین کرنے کے لیے قومی اسمبلی کے پورے ایوان پر مشتمل جو خصوصی کمیٹی قائم کی گئی ہے آج اس کا پہلا اجلاس ہوا جو ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہا۔ کمیٹی نے مسئلہ ختم نبوت پر قراردادیں، تجاویز اور مشورے طلب کر لیے ہیں جو جمعہ ۵ رجولائی تک پہنچ جانے چاہییں۔ اجلاس آج ابتدائی نوعیت کے بعض فیصلے کرنے کے بعد کل ۳ رجولائی تک ملتوی ہو گیا۔ اجلاس کی صدارت سپیکر صاحب زادہ فاروق علی خاں نے کی اور یہ طے پایا کہ کمیٹی کے تمام اجلاسوں کی کارروائی خفیہ ہو گی۔ کارروائی کے متعلق چیئرمین کی سرکاری رپورٹ کے سوا اور کسی قسم کی خبر اخبارات میں شائع یا ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر نشر نہیں کی جا سکے گی اور نہ کمیٹی کی کارروائی پر کسی قسم کا تبصرہ یا قیاس آرائی ہی شائع کرنے کی اجازت ہو گی۔ اس حکم کی خلاف ورزی کو کمیٹی کے استحقاق کی خلاف ورزی تصور کیا جائے گا اور یہ خلاف ورزی

سزا کی مستوجب ہوگی۔

ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے: وزیر داخلہ خان عبدالقیوم

راول پنڈی، یکم جولائی (اپ پ) وزیر داخلہ اور پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ خان عبدالقیوم خان نے کہا ہے کہ وہ اور ان کی جماعت کا ہر رکن ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہے جو شخص ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔...... میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جہاں تک میرا تعلق ہے میرا ایمان ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کسی قسم کا کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ میرے نزدیک جو شخص اس عقیدہ پر ایمان نہیں رکھتا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ صرف میرا ایمان ہی نہیں بل کہ قومی اسمبلی میں پاکستان مسلم لیگ کے ہر رکن کا ایمان ہے۔

امیر جماعت اسلامی کا مطالبہ

لاہور، یکم جولائی (پ پ ا) جماعت اسلامی پاکستان کے امیر میاں طفیل محمد نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ گرفتار طلبا کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔ طلبا کے امتحان شروع ہو رہے ہیں اگر طلبا کو رہا نہ کیا گیا تو ان طلبا کا ایک قیمتی سال ضائع ہو جائے گا۔ ان طلبا کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی کا اعلان کرتے تھے تو قومی اسمبلی میں قادیانیوں کی حیثیت متعین کرنے کی تحریک منظور ہونے کے بعد ان طلبا کی گرفتاری کا جواز کیا باقی رہ جاتا ہے۔ حکومت اپنی پالیسی کے تضاد کو ختم کرتے ہوئے اسیر طلبا کو فوراً رہا کرنے کا اعلان کرے۔ ایک طرف طلبا کی پکڑ دھکڑ جاری ہے تو دوسری طرف قادیانیوں کو اپنا لٹریچر تقسیم کرنے کی کھلی چھٹی ہے۔ واقعہ ربوہ کو ایک ماہ سے زاید عرصہ گزر چکا ہے لیکن ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ تین ہزار حملہ آوروں میں سے جو 70/72 پکڑے گئے تھے ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی اور اس کے برعکس مساجد کے ائمہ اور خطبا حضرات کو پولیس کے ذریعہ دھمکایا جا رہا ہے کہ وہ مساجد میں بھی منکرین ختم نبوت کے خلاف زبان نہ کھولیں۔

تنظیم علماء اسلام کے رہنماؤں کی پریس کانفرنس

لاہور، یکم جولائی (سٹاف رپورٹر) تنظیم علمائے اسلام پاک و کشمیر کے جنرل سیکرٹری مولانا اختر کاشمیری، قاری خورشید احمد، میاں عبدالرحمٰن، حافظ محب الحق، مولانا مقبول الرحمٰن

قریشی اور مولانا فضل کریم نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں الزام لگایا ہے کہ قادیانیوں نے حال ہی میں دس کروڑ روپیہ لاہور منتقل کیا ہے جس سے غنڈوں کو خریدا جائے گا تاکہ لاہور کے مقتدر رہنماؤں علماء کرام کو قتل کرا کر تحریک ختم نبوت کو ختم کرنے کی ناپاک سازش کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جا سکے۔ واقعہ ربوہ سے چند دن قبل مرزا ناصر احمد کے حکم پر مرزائی تنظیم خدام الاحمدیہ، الفرقان کے ذریعہ ملک میں قادیانیوں کو غیر قانونی اسلحہ تقسیم کیا گیا جو قادیانی اس وقت ملک میں استعمال کر رہے ہیں اور حال ہی میں یہ لائل پور کا واقعہ بھی ہوا ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ان واقعات کا سختی سے نوٹس لیا جائے ورنہ تنظیم علماء اسلام اس جدوجہد میں آ جائے گی اور بڑی سے بڑی قربانی دے گی۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی ملک میں اشتعال انگیز لٹریچر تقسیم کر رہے ہیں، تحریک ختم نبوت کے رہبروں کو گرفتار کیا جا رہا ہے جب کہ دوسری طرف چودھری ظفر اللہ، مرزا ناصر احمد اور دیگر قادیانیوں کو کھلے عام پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے پر کوئی نوٹس نہیں لیا جا رہا۔

جاوید ہاشمی کی ضمانت قبل از گرفتاری

لاہور، یکم جولائی (سٹاف رپورٹر) پنجاب ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس اسلم ریاض حسین نے آج پنجاب سٹوڈنٹس کونسل کے چیئرمین مسٹر جاوید ہاشمی کی ضمانت قبل از گرفتاری عبوری طور پر منظور کر لی۔ آیندہ سماعت ۱۲ جولائی کو ہو گی۔

دولتانہ وزارت کے انجام سے عبرت پکڑیں

لالہ موسیٰ، یکم جولائی (نمائندہ خصوصی) جامع مسجد ٹھٹریوالی لالہ موسیٰ میں ختم نبوت کے سلسلہ میں مجلس عمل ختم نبوت کے تحت ایک جلسہ ہوا جس سے چودھری محمد اکرم ایڈووکیٹ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت دولتانہ کے حشر سے سبق لے جو قابل اور ذہین ہونے کے باوجود اپنی سیاسی زندگی میں ناکام صرف اس لیے رہے ہیں کہ انہوں نے تحریک ختم نبوت سے ٹکرانے کی کوشش کی تھی اور پنجاب کا وزیراعلیٰ ہوتے ہوئے ختم نبوت سے غداری کی تھی۔ جلسہ سے مولانا غلام ربانی چشتی، مولانا عبدالخالق، مولانا سید خورشید الحسن، قاری نور عالم، مفتی غلام رسول نے بھی خطاب کیا۔ جلسہ میں مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے، ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے، مرزائیوں کو کلیدی اسامیوں سے علاحدہ کرنے کا مطالبہ کیا۔ علاوہ ازیں یہ بھی قرار پایا کہ

مرزائیوں اور مرزائی نوازوں کا سوشل بائیکاٹ کیا جائے اور کوئی حلوائی مرزائی ڈپو سے چینی نہ لے۔

لاہور ہائی کورٹ میں طلبا رہنماؤں کی نظر بندی کے خلاف رٹ دائر

لاہور، یکم جولائی - لاہور ہائی کورٹ میں مسٹر جسٹس شفیع الرحمٰن نے ظفر جمال بلوچ ناظم اعلیٰ اسلامی جمعیت طلبہ پاکستان اور دیگر طالب علم رہنماؤں (فرید احمد پراچہ صدر سٹوڈنٹس یونین پنجاب یونیورسٹی، مسعود احمد کھوکھر، محمد انور گوندل، احسان اللہ وقاص، منصور الحمید، محمد حفیظ احمد) کی نظر بندی کے خلاف رٹ درخواست کی ابتدائی سماعت کے بعد حکومت کے نام نوٹس جاری کر دیا ہے۔ آیندہ سماعت منگل کو ہوگی۔

مرزائیت کے خاتمے کا وقت قریب آ گیا: منجم کی پیش گوئی

راول پنڈی، یکم جولائی: راول پنڈی کے ممتاز منجم غازی نے اعلان کیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جس مذہب کی بنیاد رکھی تھی اس کے خاتمے کے دن قریب ہیں اور اب یہ فرقہ حکومت کے فیصلے پر ختم ہو جائے گا۔ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک زائچہ تیار کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ فروری ۱۸۳۵ء بہ مقام قادیان ضلع گورداس پور میں چراغ بی بی کے شکم سے صبح کے وقت پیدا ہوئے .... قانون نجم کے مطابق ہر ۸۲۰ سال کے بعد زحل اور مشتری کا قران دنشی برج میں ہوا کرتا ہے۔ ۱۸۲۱ء میں ایسا قران برج حمل میں ہوا تھا۔ اس موقع پر نہ صرف مسلمانوں میں بل کہ ہر مذہب میں ایسے لوگ پیدا ہونا ضروری ہیں یہ دور ۲۲۰ سال تک قائم رہتا ہے چناں چہ ۱۷۰۰ء سے لے کر ۱۹۲۰ء تک ہر مذہب میں اس قسم کے جھوٹے روحانی پیشوا پیدا ہوئے ہیں۔ روس میں راسپوٹین، ہندوؤں میں سوامی دیانند اور رادھا سوامی، عرب ممالک میں لارنس آف عریبیہ، ایران میں بہائی مذہب کا بانی پیدا ہوئے اور ہندوستان میں مرزا غلام احمد ایسے نئے فرقے اُبھرتے ہیں اور کچھ عرصہ بعد مٹ جاتے ہیں۔ اب ایسا دور ۲۸ ویں صدی میں آئے گا۔ ان کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے یہ زائچہ ۱۹۷۲ء میں تیار کیا تھا۔ اس کے مطابق اب فرقہ احمدیہ کے ختم ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ عوام کو مطمئن ہونا چاہیے یہ فرقہ حکومت کے

فیصلہ سے ختم ہوگا۔ عوام پُرامن رہیں اور تحریک جاری رکھیں۔

اوکاڑہ میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا جلسہ

اوکاڑہ، یکم جولائی: مجلس عمل کے زیراہتمام جامع مسجد ستلج کاٹن ملز میں ایک جلسہ ہوا جس میں تمام مکاتب فکر کے علما نے ختم نبوت کے موضوع پر تقاریر کیں۔ قاری عبدالحئی عابد نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جب تک مجلس عمل کے تمام مطالبات پورے نہیں ہو جاتے، ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔ مقام افسوس ہے کہ حکومت نے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی توہین کرنے والوں کے لیے تو سزا کا قانون بنا رکھا ہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کے لیے کوئی قانون نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مرزائی کھلم کھلا توہین رسالت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ مرزائیوں کو جلد از جلد اقلیت قرار دے۔

مولانا عبدالواحد، عبدالسلام، مولانا محمد بشیر اشرفی اور میاں عبدالعزیز نے بھی خطاب کیا اور کہا کہ اب ختم نبوت کی تحریک کبھی نہیں دب سکتی کیوں کہ لوگوں کے دل نور ایمان سے منور ہو چکے ہیں۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے صدر امیر حسین شاہ گیلانی نے بتایا کہ اوکاڑہ میں مرزائیوں کا مکمل سماجی اور اقتصادی بائیکاٹ جاری ہے اور ان سے کسی قسم کا کوئی لین دین نہیں ہو رہا۔ جب تک مجلس عمل کے مطالبات پورے نہیں ہوں گے، ہم ان کا بائیکاٹ جاری رکھیں گے۔

قادیانیوں کے بارے قومی اسمبلی میں سرکاری تحریک غیر تسلی بخش قرار

لاہور، یکم جولائی (سٹاف رپورٹر) پنجاب یونیورسٹی یونین کے جنرل سیکرٹری مسٹر عبدالشکور، ہیلے کالج یونین کے حافظ عتیق الرحمٰن اور ایف سی کالج یونین کے سیکرٹری جنرل راجہ شفقت حیات نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں قادیانیوں کے ضمن میں قومی اسمبلی میں پیش ہونے والی سرکاری تحریک کو غیر تسلی بخش قرار دیا ہے اور اس خدشہ کا اظہار کیا ہے کہ حکومت اس طرح اس مسئلہ کو التوا میں ڈالنے کی کوشش کر رہی ہے۔ تحریک میں عوام کے پانچ اہم مطالبات شامل نہیں کیے گئے ہیں اور یہ حکومتی تحریک عوام کے جذبات کی ترجمانی نہیں کرتی۔......اگر

٥

حزب اختلاف کے اراکین و جماعتوں نے اس موقع پر صحیح ردعمل کا اظہار نہ کیا تو طلبا مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے ان کے خلاف بھی ردعمل سے گریز نہیں کریں گے۔

۳ جولائی ۱۹۷۴ء

ہر قسم کے فرقہ وارانہ مواد کی اشاعت پر پابندی

لاہور، ۲ر جولائی (اپ پ) اسلام آباد میں گورنروں کی دو روزہ کانفرنس کے بعد اعلان کیا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نے ڈیفنس آف پاکستان رولز کے رول نمبر ۵۴ الف کے تحت فرقہ وارانہ مسئلے کے متعلق ہر طرح کی خبریں، تبصرے، آراء، بیانات، رپورٹیں، فوٹو، کارٹون غرض یہ کہ کوئی بھی ایسا مواد شائع کرنے کی فوری طور پر ممانعت کردی ہے جس میں احمدیوں کے مسئلہ سے کسی قسم کا تعلق ہو۔ ایسا ہی امتناعی حکم باقی صوبوں میں جاری کیا جا رہا ہے۔ یہ امتناع اس لیے ضروری سمجھا گیا ہے کہ تحفظ امن عامہ کے علاوہ قومی اسمبلی جو احمدیوں کے مسئلہ پر پوری کی پوری ایک سپیشل کمیٹی کی حیثیت سے رپورٹ مرتب کر رہی ہے اسے احمدیوں کے مسئلہ پر غور کرنے کے لیے کسی اعتبار سے متاثر نہ کیا جا سکے۔

محسوس کیا گیا ہے کہ قومی اسمبلی کے منتخب نمائندوں کو جو اپنے حلقے کے لوگوں کے خیالات و عقائد سے پوری طرح واقف ہیں اس مسئلہ پر پوری آزادی سے بحث کرنے اور کسی طرح کے تاثر سے مبرا رہ کر کام کرنے کا موقع بہم پہنچایا جائے۔ حکم میں مزید وضاحت کی گئی ہے کہ احمدیوں کے مسئلہ سے متعلق ہر قسم کا مواد ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت متعلقہ محکمے کو بھیج کر سنسر کرانا ہوگا۔ یہ حکم کسی طابع ناشر یا ایڈیٹر کو فرداً فرداً بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حکومت نے اخبارات و جرائد سے توقع کی ہے وہ بلند تر قومی مفادات کے پیش نظر اس عارضی زحمت کو خوشی سے گوارا کرلیں گے اور اس حکم پر حرف بہ حرف عمل درآمد کرنے میں حکومت کے ساتھ کامل تعاون کریں گے۔ اس حکم کی خلاف ورزی کرنے والا ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت سزا کا مستوجب ہوگا۔

رات گئے گورنر پنجاب کی طرف سے ایک باضابطہ حکم جاری ہوا جس میں کہا گیا ہے کہ

امن عامہ قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ فرقہ وارانہ اختلاف پیدا کرنے والے ہر قسم کے مواد کی اشاعت وطباعت پر مکمل پابندی عاید کی جائے چناں چہ اخبارات کے ایڈیٹروں، پرنٹروں اور پبلشروں کے علاوہ تمام پریسوں پر پابندی عاید کی جاتی ہے کہ وہ ایسا کوئی مواد شائع نہیں کر سکتے جس سے مذہبی منافرت اور اختلاف پیدا ہو یہ حکم ڈیفنس آف پاکستان رولز کی دفعہ ۵۴ بہ شمول رول ۲۱۳ جاری کیا گیا ہے حکم ایک ماہ تک نافذ رہے گا۔ اخبارات کے لیے لازم ہوگا وہ فرقہ وارانہ نوعیت کا تمام مواد اشاعت سے قبل سنسر کرائیں۔

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت، شاہدرہ

شاہدرہ کے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور سیاسی کارکنوں کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں آیا اور حسب ذیل عہدے داران متفقہ طور پر منتخب ہوئے: صدر...... سید شاہ محمد بخاری، نائب صدر اول...... مولانا خادم حسین، نائب صدر دوم...... مولانا اللہ داد، جنرل سیکرٹری...... سعید احمد، جائنٹ سیکرٹری...... حافظ محمد سعید، سیکرٹری نشر واشاعت...... محمد شفیع غوری

قومی اسمبلی ختم نبوت کمیٹی کی ذیلی کمیٹی کا قیام

اسلام آباد، ۳ رجولائی (پ پ ا) آج قومی اسمبلی کے سارے ایوان پر مشتمل سپیشل کمیٹی نے جو مسئلہ ختم نبوت کے متعلق قائم کی گئی ہے اپنے ایک گھنٹے سے زیادہ کے اجلاس میں کمیٹی کی کارروائی کے متعلق ضمنی قواعد طے کیے۔ سرکاری اعلان کے مطابق ایوان پر مشتمل سپیشل کمیٹی نے آج متفقہ طور پر ایک سٹینڈنگ سب کمیٹی مقرر کی جو ان قراردادوں، تجاویز اور مشوروں پر غور کرے گی جو ۵ رجولائی کی نصف شب تک سیکرٹری قومی اسمبلی کی وساطت سے موصول ہوں گے اور اس کے بعد سپیشل کمیٹی کے متعلق یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ اس کی کارروائی میں کس طرح سے غور وخوض شروع ہوگا۔ سٹینڈنگ کمیٹی جس کے کنوینر وزیر قانون ہیں۔ حسب ذیل ارکان پر مشتمل ہے:

مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا کوثر نیازی، مولانا مفتی محمود، رانا محمد حنیف خان، پروفیسر غفور احمد، مسٹر عبدالعزیز بھٹی، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا ظفر احمد انصاری، مسٹر نعمت اللہ خاں شنواری، ملک محمد اختر اور بیگم شیریں وہاب۔

سٹینڈنگ کمیٹی کا اجلاس ہفتے کے روز یعنی ۶ر جولائی کو ساڑھے دس بجے منعقد ہو گا اور ایوان پر مشتمل سپیشل سب کمیٹی کا اجلاس بھی ہفتے کی ہی شام کو ہو گا۔

کمیٹی نے ضابطے کے جو ضمنی قواعد بنائے ہیں ان کے تحت وہ کسی بھی شخص کو بیان یا شہادت دینے کے لیے طلب کر سکتی ہے۔ متعلقہ دستاویزات طلب کی جا سکتی ہیں اس کے لیے ضابطہ فوجداری کی بعض دفعات کو بروئے کار لایا جا سکتا ہے، کمیٹی کی کارروائی عدالتی نوعیت کی ہو گی اور اسے سول عدالت کے تمام اختیارات حاصل ہوں گے کمیٹی کی کارروائی بند کمرے میں ہو گی خلاف ورزی کرنے والوں کے مقدمات کسی بھی مجسٹریٹ کے حوالے کیے جا سکیں گے جو قانون کے مطابق کارروائی کرے گا۔

۵ جولائی ۱۹۷۴ء

جسارت کی اشاعت پر دو ماہ کی پابندی

کراچی، ۴ر جولائی (ج ک) ''جسارت'' کے نیوز ایڈیٹر کشش صدیقی کے بیان کے مطابق حکومت سندھ نے روزنامہ جسارت کی اشاعت پر تحفظ امن عامہ آرڈی ننس کے تحت دو ماہ کے لیے پابندی عاید کر دی ہے۔ اخبار کے ایڈیٹر محمد صلاح الدین اور مینیجنگ ایڈیٹر اقبال حسن کو گذشتہ شب گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس حکم کو فی الفور نافذ کیا گیا ہے اور جسارت کی اشاعت بند کر دی گئی ہے۔ جسارت کے مینیجنگ ایڈیٹر، ایڈیٹر پبلشر اور پرنٹر کے نام جاری کیے گئے حکم میں کہا گیا ہے کہ حکومت سندھ کے لیے اس بات کے تعین سے کہ روزنامہ جسارت کی سرگرمیاں صوبہ سندھ میں امن عامہ کے منافی ہیں، اس پر پابندی عاید کرنا ضروری ہو گیا ہے، اس لیے حکومت پاکستان تحفظ امن عامہ آرڈی ننس ۱۹۶۰ء کی دفعہ ۶ کی ضمنی دفعہ کی ایک شق (د) کے تحت جسارت کی اشاعت پر آج ۳ر جولائی سے دو ماہ کے لیے پابندی عاید کرتی ہے۔ حکم میں مزید کہا گیا ہے کہ یہ پابندی جس بنیاد پر عاید کی گئی ہے اس سے آپ کو بعد میں آگاہ کیا جائے گا اور اس سلسلے میں حکومت سندھ سے چارہ جوئی کی جا سکے گی۔

۷ جولائی ۱۹۷۴ء

ہفت روزہ چٹان کا ڈیکلریشن منسوخ۔آغا شورش کاشمیری گرفتار

لاہور، ۶ر جولائی (نمائندہ خصوصی) حکومت پنجاب نے آج ہفت روزہ چٹان کے ایڈیٹر آغا عبدالکریم شورش کاشمیری کو تین ماہ کے لیے گرفتار کر کے ہفت روزہ چٹان کا ڈیکلریشن منسوخ اور اس کا پریس ضبط کر لیا ہے۔ ہفت روزہ چٹان کے تازہ ترین شمارہ کی تمام کاپیاں بھی ضبط کر لی گئی ہیں۔ یہ تمام کارروائی فرقہ وارانہ مواد شائع کرنے کی ممانعت کے حکم کی خلاف ورزی کی بنا پر ڈیفنس آف پاکستان رولز ۱۹۷۱ء کی دفعہ ۳۲ کے تحت عمل میں لائی گئی ہے۔ آج رات اس سلسلہ میں جو سرکاری پریس نوٹ جاری کیا گیا اس کا متن حسب ذیل ہے:

''حکومت پنجاب نے ۲ر جولائی ۱۹۷۴ء کو ڈیفنس آف پاکستان رولز کی دفعہ ۵۴ کے تحت ایک حکم جاری کیا تھا جس کے تحت فرقہ وارانہ منافرت اور کشیدگی پیدا کرنے والا مواد شائع کرنے کی ممانعت کر دی گئی تھی تا کہ قومی اسمبلی کی خاص کمیٹی بیرونی تعصب یا دباؤ کے بغیر احمدیہ مسئلہ پر بحث و تمحیص کر سکے لیکن لاہور کے ہفت روزہ چٹان نے اس حکم کی واضح خلاف ورزی کی۔ اس کے تازہ ترین شمارہ ۲۷ میں جس پر یکم تا آٹھ جولائی ۱۹۷۴ء کی تاریخ درج ہے اور جو شمارہ ۲۶ مورخہ یکم جولائی کے بعد شائع ہوا۔موجودہ فرقہ وارانہ عناد کے سلسلہ میں قابل اعتراض مواد موجود ہے لہذا حکومت پنجاب نے چٹان کے پرنٹر اور پبلشر کا ڈیکلریشن منسوخ کرنے، اس کے تازہ ترین شمارہ کو ضبط کرنے اور اس کے پرنٹنگ پریس کو ضبط کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ تین ماہ کے لیے چٹان کے ایڈیٹر آغا عبدالکریم شورش کاشمیری کو بھی نظر بند کر دیا گیا ہے تا کہ وہ ایسا اقدام نہ کر سکیں جس سے پُرسکون حالات متاثر ہوں۔ یہ اقدام ڈیفنس آف پاکستان رولز ۱۹۷۱ء کے قاعدہ ۳۲ کی شق ب ضمنی شق ا کے تحت کیا

گیا ہے۔"

گرفتاری کے بعد ہفتہ کی رات آغا شورش کاشمیری کو میو ہسپتال منتقل کر دیا گیا ہے۔

انجمن احمدیہ کو خصوصی کمیٹی میں اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے کی اجازت

اسلام آباد، ۶ / جولائی (اپ پ) آج قومی اسمبلی کی خاص کمیٹی کا اجلاس ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا جس میں مفتی اعظم فلسطین الحاج سید امین الحسینی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ قومی اسمبلی کی خاص کمیٹی نے رہنما کمیٹی کی طرف سے پیش کردہ پروگرام، قراردادوں اور تجاویز پر غور کیا اور خاص کمیٹی کے اجلاس میں ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ ربوہ اور جنرل سیکرٹری انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے اپنا اپنا نقطۂ نظر تحریری طور پر پیش کرنے اور بعض اُمور میں دستاویزی ثبوت فراہم کرنے کی درخواست منظور کر لی گئی۔ اس فیصلہ کے مطابق ان دو جماعتوں کی طرف سے گیارہ جولائی کو شام چھ بجے تک سیکرٹری قومی اسمبلی سیکرٹریٹ کو تحریری بیان دیے جا سکیں گے۔ قومی اسمبلی کی خاص کمیٹی مذکورہ جماعتوں کے سربراہوں کی رائے لے گی اور ان کے بیانات کی سماعت اور پیش کردہ دستاویزات کے معائنہ کے بعد خاص کمیٹی ان سے سوالات بھی کرے گی۔ قومی اسمبلی کی رہنما کمیٹی بعض دیگر افراد اور تنظیموں کے نمائندوں کو سماعت کے لیے بلانے کے بارے میں سفارشات پیش کرے گی۔ قومی اسمبلی کی رہنما کمیٹی کے اجلاس میں بعض اخبارات میں شائع ہونے والی قابل اعتراض تصاویر کے بارے میں سفارشات منظور کی گئیں اور وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات و اوقاف و حج سے کہا گیا کہ وہ ایڈیٹروں کے اجلاس بلا کر انہیں ایسا مواد شائع کرنے سے باز رکھیں۔ خاص کمیٹی کی رہنما کمیٹی کے لیے دیگر ارکان کا انتخاب کیا، ان کے نام یہ ہیں:

شیخ محمد رشید، ڈپٹی لیڈر سردار عبدالحلیم، میاں عطاء اللہ، ظہور الٰہی اور مسٹر غلام فاروق

خاص کمیٹی کا اجلاس ۱۳ / جولائی شام چھ بجے تک ملتوی کرنے پر متفقہ فیصلہ کیا گیا۔

۸ جولائی ۱۹۷۴ء

شورش کاشمیری کی گرفتاری کے خلاف احتجاجی جلسہ

لاہور، ۷رجولائی (سٹاف رپورٹر) کل ۸رجولائی کو جامع مسجد نیلا گنبد میں بعد نماز عشا آغا شورش کاشمیری کی گرفتاری کے خلاف ایک جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ صدارت مولانا محمد یوسف بنوری کریں گے اور نواب زادہ نصر اللہ خاں، علامہ سید محمود احمد رضوی، پروفیسر غفور احمد، سید مظفر علی شمسی، مولانا تاج محمود، حافظ عبدالقادر روپڑی، علامہ احسان الٰہی ظہیر اور مولانا محمد اجمل خطاب کریں گے۔

شورش کاشمیری کی گرفتاری قانونی طور پر غلط ہے

لاہور، ۷رجولائی (سٹاف رپورٹر) پنجاب اسمبلی میں حزب اختلاف کے ڈپٹی لیڈر میاں خورشید انور نے ایک بیان میں مدیر چٹان آغا شورش کاشمیری کی گرفتاری کی مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ حکومت پنجاب نے سنسر شپ ۲رجولائی کو اخبارات پر لگایا تھا جب کہ چٹان کا شمارہ اس سے قبل شائع ہو چکا تھا۔ اس لیے آغا صاحب کی گرفتاری کا کوئی جواز نہیں ہے۔ آغا صاحب عرصہ سے علیل ہیں اور ان حالات میں ان کی نظر بندی ان کی صحت پر بُرا اثر ڈال سکتی ہے اس لیے حکومت کو اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کر کے انہیں رِہا کر دینا چاہیے اور پریس بحال کر دینا چاہیے۔

۹ جولائی ۱۹۷۴ء

مارشل لاء لگا تو ختم نبوت کو تحفظ دینے والا آئین معطل ہو جائے گا: حنیف رامے

لاہور، ۸رجولائی (سٹاف رپورٹر) وزیر اعلیٰ پنجاب مسٹر محمد حنیف رامے نے معاشرہ کے ایک طبقے کے سماجی بائیکاٹ کی تحریک پر افسوس کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ فتنہ فساد کو سماجی بائیکاٹ کا نام دیا جا رہا ہے۔ ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نظام کو بروئے کار لانے کا عہد کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ میرے سر کے بال اس خوف سے سفید ہو گئے ہیں کہ روزِ

قیامت مجھ سے حساب لیا جائے گا کہ اے عمر! تمہارے دَور میں دجلہ کے کنارے ایک کتا بھوک و پیاس سے مر گیا۔ ایک طرف ہم اس نظام کے مدعی ہیں اور دوسری طرف آج مسلمانوں سے جو رحمۃ اللعالمین کے ماننے والے ہیں ان سے سوشل بائیکاٹ کے لیے کہا جاتا ہے۔

......آج ملک میں ایک عظیم عقیدہ کی خاطر اکثریت نے آواز اٹھا رکھی ہے۔ وزیراعظم بھٹو نے اکثریت کے جذبات کے احترام کے طور پر قوم سے وعدہ کیا تھا کہ ختم نبوت کے مسئلہ کو قومی اسمبلی میں لے جایا جائے گا اور قومی اسمبلی ایسا فیصلہ کرے گی جو انصاف کے تقاضوں اور عوام کے جذبات کے عین مطابق ہوگا۔

......حکومت نے ۳۰ رجون کو یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں پیش کر دیا۔ اب اسمبلی کے باہر صبح و شام یہ کوشش کی جارہی ہے کہ کسی نہ کسی بہانے فتنہ وفساد برپا کیا جائے۔ وہ فتنہ وفساد جو ۱۹۵۳ء میں اٹھا تھا تو یہ تحریک ناکام ہوگئی بہ ظاہر آج اس کو کامیاب بنانے کے لیے فتنہ وفساد کھڑا کیا جارہا ہے۔ ماضی میں اس (تحریک) کو تشدد سے کچلنا پڑا تو مارشل لاء لگا۔ اب اگر یہی فتنہ وفساد برپا ہوا اور مارشل لاء لگا تو وہ دستور معطل ہوگا جس میں ختم نبوت کا تحفظ دیا گیا ہے۔

مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے اجلاس کی قرارداد

لاہور، ۸ر جولائی (ب ر) مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے ایک ہنگامی اجلاس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ شورش کاشمیری مدیر چٹان، محمد صلاح الدین اور حکیم اقبال حسین ایڈیٹر جسارت کو بلا تاخیر رِہا کیا جائے اور متذکرہ دونوں اخبارات پر سے پابندیاں ہٹالی جائیں۔ گرفتار شدہ علماء اور شریف شہریوں کو رِہا کیا جائے، خبروں کی اشاعت پر پابندیاں ختم کی جائیں اور دفعہ ۱۴۴ اُٹھالی جائے۔ اس سلسلے میں مجلس عمل کا ہنگامی اجلاس مولانا یوسف بنوری کی صدارت میں ہوا جس میں حسب ذیل قراردادیں اتفاق رائے سے منظور کی گئیں:

"مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا یہ اجلاس اس بات پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کی تشکیل کے بعد بعض عناصر فضا کو مکدر اور عوام کو مشتعل کرنے کے لیے پیہم اقدامات کر رہے ہیں لیکن ان کی سرکوبی کرنے کی بجائے صوبائی حکومتیں مجلس عمل کے سرکردہ رہنماؤں کے خلاف کارروائی کر کے صورت حال کو خراب کر رہے ہیں۔

واقعات اس بات پر شاہد ہیں کہ مرکزی مجلس عمل کی اپیل پر ملک میں مکمل امن و امان قائم رہا ہے ان حالات میں یہ اجلاس آغا شورش کی گرفتاری، چٹان پر پابندی اور پریس کو ضبط کرنے کے احکام کی مذمت کرتا ہے۔

یہ انتہائی اقدام یک طرفہ اور اشتعال انگیز ہیں۔ اس کے علاوہ روزنامہ جسارت پر پابندی اس کے ایڈیٹر کی گرفتاری کا بھی کوئی جواز نہیں۔ چاروں صوبوں کی حکومتوں نے پہلے ہی سے خبروں کی اشاعت پر مکمل پابندی عاید کی ہوئی ہے۔ ان پابندیوں کے باوجود چٹان اور جسارت کو بند کرنا سراسر ناانصافی ہے۔ مرکزی مجلس عمل نے اپنے گذشتہ اجلاس میں حکومت سے گرفتار شدہ علما، طلبا اور عوام کی رہائی کا مطالبہ کیا تھا لیکن اس کے برعکس پورے ملک میں بڑے پیمانے پر گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے۔

یہ اجلاس عام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اشتعال انگیز اقدامات کے باوجود اپنے جذبات پر قابو رکھیں۔ اپنی تحریک کو پُرامن طور پر جاری رکھیں اور ایسے عناصر سے ہوشیار رہیں جو اسے تشدد کی راہ پر ڈال کر ناکام بنانے کی سازش میں مصروف ہیں۔ یہ اجلاس قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس کام کو قومی اور ملکی مفاد کے پیش نظر بلاتاخیر مکمل کرنے کی کوشش کرے کیوں کہ پوری قوم اس کے فیصلہ کی بے تابی سے منتظر ہے۔

گرفتار شدہ علماء وطلبا کو رہا کیا جائے: سینیٹر خواجہ صفدر

لاہور، ۸ رجولائی: سینیٹر خواجہ محمد صفدر صدر پاکستان مسلم لیگ (پنجاب زون) اور صوبائی جنرل سیکرٹری غلام حیدر وائیں نے ایک مشترکہ بیان میں صوبہ بھر کی یونیورسٹیوں، کالجوں اور دیگر درس گاہوں کے طلبا، علماء کرام اور سیاسی کارکنوں کی اندھا دُھند گرفتاریوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے ان کی غیر مشروط رِہائی کا مطالبہ کیا ہے۔

مولانا عبدالستار خان نیازی کا بیان

اگر کوئی شخص خاتمیت رسالت پر حملہ کرتا ہے تو گویا ملک، وملت کو اندر سے

ریزہ ریزہ اور باہر سے پُرزے پُرزے کر دینا چاہتا ہے۔ ہمارے سامنے اس کی کئی مثالیں موجود ہیں کہ جو اقوام عقیدے کی بنیاد پر وجود میں آئی ہیں وہ نظریے کی جزئیات تک کے تحفظ کے لیے جدوجہد کرتی ہیں۔ آپ کے سامنے چینی کمیونزم کی مثالیں موجود ہیں۔ ۸۰ کروڑ چینی مارکس لینن اور سٹالن کو ماننے کے باوجود سارے روسیوں کو ترمیم نسب قرار دے کر نہ صرف علاحدہ ملک بل کہ علاحدہ ملت بھی بن چکے ہیں تو ہم پاکستان کو بچانے کے لیے عقیدہ کا تحفظ کیوں نہ کریں اور ختم نبوت کے نقطۂ ماسکہ کو اپنا محور کیوں نہ بنائیں۔ اپنے آئین میں جب ہم نے دیباچہ پیرا نمبر۴ میں ہر پاکستانی مسلمان کو انفرادی اور اجتماعی طور پر شریعت کا پابند بنانے کا ذمہ لیا ہے۔ آرٹیکل نمبر۲ میں پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام قرار دیا۔ آرٹیکل ۲۲۷ کی رو سے تمام قانون سازی کتاب وسنت کے مطابق ڈھالنے کا عہد کیا۔ آرٹیکل ۲۲۸ کی رُو سے اسلامی مشاورتی کونسل کو تمام قانون سازی پر نگران مقرر کیا اور صدر اور وزیر اعظم کے منصبی حلف ناموں میں ختم نبوت کے عقیدے کو بنیادی حیثیت دی ہے تو پھر ان تمام مجروح کرنے والی بے اثر بنانے والی بے وقعت کر دینے والی ہر تحریک پاکستان کے استحکام اور سالمیت سے براہِ راست متصادم ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہماری قومیت کی بنیاد عشق رسول ہے خاص طور پر نام نہاد بنگلہ دیش کے وجود میں آنے کے بعد ہم جب تک اپنی تمام اَقدار کے باغیرت محافظ نہ بنیں گے نہ ملک باقی رہے گا نہ ملت باقی رہے گی۔

آغا شورش کاشمیری کے بچوں کا پریس بھی سر بہ مہر کر دیا گیا

لاہور، ۸ر جولائی (ب راپ پ ا) حکومت پنجاب نے چٹان پرنٹنگ پریس کے بعد آغا شورش کاشمیری کے بچوں کے پرنٹنگ پریس ''مسعود پرنٹرز'' کو بھی سر بہ مہر کر دیا ہے جس کے Keeper خواجہ صادق کاشمیری ہیں۔ مینیجر محمد یونس نے کہا کہ مسعود پرنٹرز میں ہفت روزہ چٹان کبھی نہیں چھپا۔ بیگم آغا شورش کاشمیری نے الزام لگایا ہے کہ یہ تمام کارروائی غیر قانونی اور منتقمانہ ہے۔

۱۰ جولائی ۱۹۷۴ء

مدیر چٹان کی نظر بندی اور پریس کی ضبطی کے اقدامات غیر جمہوری ہیں

لاہور، ۹ رجولائی (سٹاف رپورٹر) جمعیت علمائے پاکستان مرکزی کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالستار خان نیازی نے کہا ہے کہ حکومت کی طرف سے مدیر چٹان آغا شورش کاشمیری کی نظر بندی، چٹان کی ضبطی اور چٹان پریس، روزنامہ جسارت کراچی کی ضبطی، پرنٹر، پبلشر اور ایڈیٹر کی گرفتاری اور اس سے پہلے طلبا اور اکابر علماء کی گرفتاریاں غیر جمہوری اقدام ہیں۔ روزنامہ جسارت اور ہفت روزہ چٹان کی اشاعت پر سے پابندی فوری ختم کی جائے اور تمام اسیرانِ ختم نبوت علماء وطلبا کو بلا تاخیر رہا کیا جائے۔

۱۲ جولائی ۱۹۷۴ء

وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کا بیان

مسٹر بھٹو نے کہا ان کی جماعت قادیانی مسئلہ کو فوری طور پر حل کرنا چاہتی ہے کیوں کہ اسلام کی خدمت کرنا اُن کا اولین فرض ہے۔ ان کی جماعت کے منشور میں بھی تھا کہ اسلام ہمارا مذہب، جمہوریت ہماری سیاست اور سوشل اِزم ہماری معیشت ہے۔ بعض لوگ اس مسئلے پر سراسیمگی پیدا کرنا چاہتے ہیں ان سے پوچھا جائے کہ یہ مسئلہ اس وقت کیوں کھڑا کیا گیا جب بھارت نے ایٹمی دھماکہ کیا۔ ظفر اللہ کو وزارت خارجہ جیسے اہم عہدے پر فائز کیا گیا تھا اب ایٹمی دھماکہ اور داؤد کے دورۂ ماسکو کے پس منظر میں اس مسئلہ کو اُٹھانے کا مطلب ہے کہ پاکستان دشمن عناصر سازشوں میں مصروف ہیں۔ وعدہ کے مطابق یہ مسئلہ بجٹ اجلاس کے فوراً بعد قومی اسمبلی میں پیش کردیا گیا ہے اور وہ اس مسئلہ کو جلد حل کرنا چاہتے ہیں وہ خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ وزیر اعظم نے بتایا کہ ایوان کی کمیٹی کو قادیانی مسئلہ پر بے شمار کتابیں اور دستاویزات موصول ہوئی ہیں، ان کے مطالعہ میں کچھ وقت لگے گا تاہم یہ وقت ایک سال یا چھ ماہ کا نہیں ہوگا۔ انہوں نے عوام سے ان عناصر سے ہوشیار رہنے کی

تلقین کی جو مذہبی معاملات کو اُچھال کر ملک کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔

۱۳ جولائی ۱۹۷۴ء

ٹربیونل جج ۲۰ جولائی کو موقع کا معائنہ کرنے کے لیے ربوہ جائیں گے

لاہور، ۱۲ر جولائی (سٹاف رپورٹر) وقوعہ ربوہ کے ٹربیونل جج مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی جمعہ ۱۹ر جولائی سہ پہر کو لائل پور روانہ ہوں گے جہاں وہ رات قیام کریں گے۔ اگلی صبح ۲۰ر جولائی کو وہ ربوہ روانہ ہو جائیں گے اور وہاں ریلوے اسٹیشن اور دیگر متعلقہ مقامات کا معائنہ کریں گے۔ یہ بات آج یہاں کارروائی کے دوران فاضل جج نے بتائی۔ اس دورہ کے دوران جسٹس کے ایم اے صمدانی کے ہمراہ مختلف وکلاء جماعتوں کے نمائندہ وکلاء بھی ہوں گے۔

شورش کاشمیری کی گرفتاری کے خلاف رٹ

لاہور، ۱۲ر جولائی: لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس شفیع الرحمٰن نے مدیر چٹان آغا شورش کاشمیری کی بیگم کی طرف سے آغا شورش کی گرفتاری و نظر بندی کے خلاف دائر کردہ رٹ درخواست کی سماعت کے لیے منظور کرتے ہوئے حکومت کے نام نوٹس جاری کر دیا ہے۔

قومی اسمبلی کی خاص کمیٹی کی رہبر کمیٹی کا اجلاس

اسلام آباد، ۱۲ر جولائی (پ پ ا) قومی اسمبلی کی خاص کمیٹی نے جو رہبر کمیٹی قائم کر رکھی ہے آج اس نے ساڑھے تین گھنٹے تک اپنے اجلاس میں انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے تحریری بیانات اور ان کے پیش کردہ مسودات پر غور کیا۔ وزیر قانون مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ نے اجلاس کی صدارت کی۔ کمیٹی نے رفتار کارکردگی پر اظہار اطمینان کیا۔ کمیٹی نے اس عزم کا بھی اظہار کیا کہ وہ اپنا کام پوری رفتار سے صحیح طور پر مکمل کرے گی۔ رہبر کمیٹی نے قومی اسمبلی کی خاص کمیٹی کے آیندہ پروگرام کے سلسلہ میں متفقہ طور پر سفارشات مرتب کیں۔ رہبر کمیٹی کے اجلاس میں مولانا کوثر نیازی اور حکمران جماعت کے ارکان کے علاوہ مفتی محمود، پروفیسر غفور احمد، مولانا غلام غوث ہزاروی، چودھری ظہور الٰہی، مسٹر غلام فاروق نے بھی شرکت کی۔ سٹینڈنگ کمیٹی کی سفارشات خاص کمیٹی کو پیش کی جائیں گی جس

کا اجلاس ۱۳ر جولائی کو شام چھ بجے منعقد ہوگا۔

رہبر کمیٹی کی سفارشات اتفاق رائے سے منظور

اسلام آباد، ۱۲ر جولائی (پ پ ا) قومی اسمبلی کی خاص کمیٹی نے آج رہبر کمیٹی کی سفارشات اتفاق رائے سے منظور کرلیں۔ سفارشات یہ ہیں:

۱۔ ۲۲ر جولائی تک انجمن احمدیہ ربوہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سربراہ جناب صدر الدین بیانات قلم بند کرلیے جائیں۔

۲۔ ان دونوں سربراہوں پر کیے جانے والے سوالات قومی اسمبلی کے سیکرٹری کو ۲۴ جولائی تک دے دیے جائیں۔

۳۔ رہبر کمیٹی ان سوالات کو آخری شکل دے گی۔

۴۔ پاکستان کے اٹارنی جنرل کی معرفت ان سربراہوں سے سوالات پوچھے جائیں گے جو ۲۵ جولائی کے بعد خاص کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کرتے رہیں گے۔

۵۔ جب ان سربراہوں کے بیانات اور ان سے استفسارات مکمل ہوجائیں گے تو اگر کوئی رکن اسمبلی خود اپنا بیان ریکارڈ کرانا چاہے یا دستاویزات پیش کرنا چاہے تو اسے ایسا کرنے کی اجازت ہوگی۔

۶۔ پیشتر اس کے کہ ارکان اسمبلی خاص کمیٹی میں قراردادیں پیش کریں محرک کو رہبر کمیٹی کے سامنے اپنا نقطۂ نگاہ بیان کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

قومی اسمبلی کی اس خاص کمیٹی نے اب تک کی کارگزاری اور رفتار کار پر اظہار اطمینان کیا اور اعلان کیا کہ اسے جو فریضہ سونپا گیا ہے اس کی ادائیگی میں اب تک کوئی تاخیر نہیں ہوئی۔ کمیٹی نے اس عزم کا بھی اظہار کیا کہ وہ اپنا کام صحیح طور پر مکمل کرے گی اب خاص کمیٹی کا اجلاس آئندہ ہفتے منعقد ہوگا۔

قومی اسمبلی کم سے کم وقت میں قادیانیوں کا مسئلہ حل کرے گی: وزیر اعظم بھٹو

(وزیر اعظم نے سوات میں بٹ خیلہ کے مقام پر تقریر کرتے ہوئے کہا)

”قادیانیوں کا اہم مسئلہ قومی اسمبلی کی خاص کمیٹی کے سپرد ہے۔ میں نے اسے ہدایت کردی ہے کہ یہ کمیٹی کم سے کم وقت میں اپنا کام مکمل کرلے۔ اس کے

ساتھ ہی میں نے وفاقی وزیر قانون کو بھی کہہ دیا ہے کہ خصوصی کمیٹی نے اب تک جتنا کام مکمل کرلیا ہے وہ اس کے بارے میں عوام کو تفصیل سے آگاہ کردیں۔‘‘

۱۴ جولائی ۱۹۷۴ء

BBC کی رپورٹ

نئی دہلی، ۱۳ر جولائی (بی بی سی) برصغیر میں BBC کے متعین نامہ نگار مسٹر ولیم کراِلے نے بتایا کہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے احمدیوں کا مسئلہ حل کرنے کے لیے جو خاص کمیٹی قائم کی ہے وہ ایک ہفتہ میں اپنا کام مکمل کرلے گی۔ مسلمانوں میں تسلیم شدہ 70 فرقے ہیں لیکن احمدی ایک ایسا فرقہ ہے جسے مسلمانوں کے ہر فرقہ سے ایک بنیادی اختلاف ہے۔ وہ اختلاف یہ ہے کہ احمدی فرقہ اپنے بانی مرزا غلام احمد کو نبی مانتا ہے۔ احمدیوں کو اسلام سے الگ فرقہ قرار دینے کے لیے پاکستان کے آئین میں ترمیم کرنی پڑے گی اور اگر یہ فیصلہ کیا گیا کہ احمدیوں کو بڑی بڑی سرکاری ملازمتوں اور عہدوں سے الگ کیا جائے تو اس کے لیے بھی آئین میں ترمیم کرنا پڑے گی۔ حزب اختلاف نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کے حقوق متعین کردیے جائیں۔ پاکستان کو قائم ہوئے 27 سال ہوچکے ہیں اس دوران کبھی کسی غیر مسلم اقلیت کو کسی اجتماعی بدسلوکی کی شکایت نہیں ہوئی بل کہ اس کے برعکس اقلیتوں کو پاکستان میں ہر طرح کے حقوق حاصل ہیں۔

آل پاکستان ختم نبوت سُنّی کنونشن

راول پنڈی، ۱۳ر جولائی (اپ پ) مرکزی جمعیت علمائے پاکستان کے زیر اہتمام منعقدہ آل پاکستان ختم نبوت سُنّی کنونشن نے اسلامیانِ پاکستان سے پُرزور اپیل کی ہے کہ اس نازک موقع پر قومی اتحاد کا مظاہرہ کیا جائے تاکہ دشمنانِ پاکستان کے ناپاک ارادوں کو خاک میں ملایا جاسکے۔ کنونشن آج ختم ہوگیا۔ اس میں کہا گیا ہے کہ جہاں تک احمدیوں کا تعلق ہے رواداری اور تحمل کا مظاہرہ کیا جائے کیوں کہ ہر پاکستانی شہری کا تحفظ ساری قوم کا فرض ہے لہٰذا معاشرتی مقاطع اور پانی اور خوراک تک بند کردینے کی نوبت نہیں آنی چاہیے کیوں کہ اس صورت حال

سے پاکستان کے متعلق بیرونی ممالک میں اچھا تاثر پیدا نہیں ہوگا۔

کنونشن میں ملک کے گوشے گوشے سے تین سو سے زاید ممتاز سُنّی علماء اور مشایخ نے شرکت کی۔ کنونشن کے خاتمے پر صاحب زادہ فیض الحسن فیضی آف آلومہار شریف نے کنونشن کی تمام منظور شدہ قراردادیں ایک پریس کانفرنس میں اخباری نمائندوں کو دے دیں۔ انہوں نے کہا احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے تب بھی انہیں پاکستانی شہریوں کی حیثیت سے وہ تمام حقوق اور مراعات حاصل رہیں گی جو از روئے اسلام اقلیتوں کو حاصل ہوتی ہیں۔ جن کے نتیجے میں احمدیوں کو مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کے سلسلے میں فائدہ پہنچ سکتا ہو۔

۱۵ جولائی ۱۹۷۴ء

وفاقی وزیر قانون کی پریس کانفرنس

اسلام آباد، ۱۴ر جولائی (ریڈیو رپورٹ) وفاقی وزیر قانون و پارلیمانی اُمور مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ نے کہا ہے کہ قومی اسمبلی کی جو کمیٹی ان لوگوں کے بارے غور کر رہی ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم نہیں کرتے وہ اپنے کام میں ضرورت سے ایک دن زیادہ کی بھی تاخیر نہیں کرے گی۔ کمیٹی کی سفارشات اتفاق رائے سے پیش کی گئی ہیں۔ قادیانیوں کے دونوں گروپوں نے اپنے تحریری بیان پیش کیے ہیں۔ 16 انجمنوں نے بھی بیان دینے کی درخواست کی ہے جن میں 11 قادیانیوں کی مخالف اور 4 حامی ہیں۔ ایک انجمن غیر جانب دار ہے۔ اب تک 516 افراد کے بیانات لیے گئے ہیں جن میں سے 268 قادیانیوں کے خلاف اور 248 حق میں ہیں۔ قومی اسمبلی کی کمیٹی اور اس کی رہبر کمیٹی تیزی سے کام کر رہی ہیں اور انہیں اور بھی بہت سا مواد موصول ہوا ہے اور اسمبلی اپنے کام کی تکمیل میں ایک دن کی بھی بلا ضرورت تاخیر نہیں کرے گی۔ اس مسئلہ کے حل میں دُشواری محض اس لیے پیش آ رہی ہے کہ سابق حکومتوں نے اس اہم مسئلہ پر غور تک نہیں کیا چناں چہ اب اس کے راتوں رات حل کی توقع نامناسب ہے۔ اگر یہ محض مذہبی مسئلہ ہوتا تو علماء اسے کبھی کا حل کر چکے ہوتے۔ یہ مسئلہ نہایت پیچیدہ ہے اور اس کے پیچیدہ پہلو کو قومی اسمبلی ہی طے کر سکتی ہے۔

ملک کے اعلیٰ ترین ادارہ قومی اسمبلی کو یہ مسئلہ بلا روک ٹوک اور اس کی راہ میں روڑے اٹکائے بغیر حل کر دینا چاہیے اس کے سوا کوئی اور لائحہ عمل کا نتیجہ ملک میں جمہوری اداروں کی تباہی اور انتشار کے سوا کچھ نہ نکلے گا۔

قائد ایوان اور وزیر اعظم پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے ۱۳ جون کے بیان کی روشنی میں یہ معاملہ قومی اسمبلی کو پیش کیا گیا۔ ایوان کی مقرر کردہ خصوصی کمیٹی نے اگلے روز فیصلہ کیا کہ صرف ارکان اسمبلی سے ہی تجاویز اور قراردادیں طلب کی جائیں۔ تمام کارروائی بند کمرے میں ہوئی تا کہ تمام ارکان اپنی رائے کو کسی بیرونی دباؤ میں آئے بغیر استعمال کر سکیں۔ یکم جولائی کے اجلاس میں خصوصی کمیٹی نے ارکان کو ہدایت کی کہ وہ اپنی تجاویز، سفارشات اور قراردادوں کو ۵ جولائی تک چار روز کے اندر اندر پیش کر دیں چناں چہ ۲۲ ارکان کی مشترکہ قرارداد ایوان نے خصوصی کمیٹی کو پیش کر دی۔ ۵ر جولائی تک چھ یا سات اور تجاویز بھی بھیجی گئیں اندریں اثنا 12 رکنی سٹیئرنگ کمیٹی قائم کر دی گئی، اس کا اجلاس 5 جولائی کو ہوا اور تمام تجاویز اور قراردادیں اس کے نوٹس میں لائی گئیں۔ ان تمام قراردادوں کا متن یا مفہوم نہیں بتایا جا سکتا صرف سر دست اتنا کافی ہے کہ یہ مختلف آراء پر مشتمل ہیں۔ سٹیئرنگ کمیٹی کے چھ جولائی کے اجلاس میں خصوصی کمیٹی سے دو خاص درخواستیں کی گئیں ایک لاہوری احمدیوں کی اور دوسری ربوہ جماعت کی طرف سے تھی۔ وہ خصوصی کمیٹی کے روبرو بعض دستاویزات پیش کرنا اور بیانات دینا چاہتی ہیں۔

اب ایک اہم اُصولی مسئلہ درپیش ہے وہ یہ تھا کہ آیا ملک کا سب سے بڑا اِدارہ (قومی اسمبلی) مذاکرات کے نتائج سے براہ راست متعلق افراد کی درخواست منظور کرنے سے انکار کر سکتا ہے۔ سٹیئرنگ کمیٹی کی رائے یہ تھی کہ اس طرح خصوصی کمیٹی کے وضع کردہ لائحہ عمل سے انحراف ہوگا کیوں کہ یہاں انصاف کے اُصول متاثر ہوتے تھے۔ سٹیئرنگ کمیٹی نے متفقہ فیصلہ کیا اور ان سفارشات کے ساتھ خصوصی کمیٹی کو چھ جولائی کو پیش کر دیا، وہ یہ تھیں:

۱۔ دونوں جماعتوں سے کہا جائے کہ وہ اپنے موقف کی حمایت میں تحریری بیانات اور دستاویزات قومی اسمبلی کے سیکرٹری کو ۱۱ جولائی کو چھ بجے شام تک ارسال کر دیں۔

۲۔ اگر دونوں طبقوں کے وفود کو سماعت کے لیے پیش ہونے کی اجازت دی جاتے تو ان میں دونوں گروپوں کے سربراہ شامل ہونے چاہییں۔

۳۔ بیانات ریکارڈ کیے جانے کے بعد ارکان کو بیانات سے پیدا ہونے والے سوال مرتب کرنے کے لیے مہلت اور ایک تیسرے فریق کے ذریعے یہ سوالات پوچھنے کی اجازت دی جائے۔

ایوان کی خصوصی کمیٹی نے یہ سفارشات چھ جولائی کو متفقہ طور پر منظور کر دی تھیں۔ لاہوری جماعت نے سولہ صفحات پر مشتمل بیان بمعہ ضمیمہ پیش کیا تھا انھوں نے بیانات کی 200 کاپیاں ارسال کی تھیں۔ ربوہ جماعت نے 198 صفحات کا بیان پیش کیا جو زیادہ تر ہاتھ سے تحریر کیا گیا تھا، بیان کے ساتھ 12 ضمیمے تھے اور بیان کی صرف ایک کاپی بھیجی گئی۔ یہ بیانات اب بھی میرے پاس ہیں لیکن ابھی ان کے افشاء کی اجازت نہیں ہے۔

(مسٹر پیرزادہ نے عوام سے اپیل کی) وہ قادیانیوں کا سماجی بائیکاٹ ختم کر دیں کیوں کہ یہ قطعی طور پر غیر منصفانہ ہے اس کا کوئی جواز نہیں ہے اس اقدام کی نہ تو مذہب اجازت دیتا ہے اور نہ قانونی اور آئینی طور پر بھی اس کا کوئی جواز ہے۔ ہمارا ضمیر بھی اس کی اجازت نہیں دیتا۔ قادیانیوں کے بائیکاٹ کے حق میں بلند ہونے والی آوازیں بیرون ملک پاکستان کے قومی وقار کو نقصان پہنچائیں گی۔ ملک کا آئین جسے قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر منظور کیا تھا ملک کے تمام شہریوں کو بلا امتیاز رنگ، نسل اور مذہب کے مساوی حقوق کی ضمانت دیتا ہے۔

علماء اور ایڈیٹروں کی رہائی کا مطالبہ: ATI

پتوکی، ۱۴ر جولائی: انجمن طلباء اسلام، پتوکی کا اجلاس انجمن کے مقامی ناظم محمد ایوب طور کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ تمام گرفتار شدہ علماء علامہ محمود شاہ گجراتی، آغا شورش کاشمیری مدیر چٹان، صلاح الدین اور حکیم محمد اقبال ایڈیٹران جسارت اور انجمن طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے ناظم محمد اقبال اظہری اور دوسرے رہنماؤں کو فی الفور رہا کیا جائے۔

۱۶جولائی ۱۹۷۴ء

فرقہ وارانہ مواد کی اشاعت پر پانچ سال قید کی سزا

لاہور، ۱۵رجولائی (پ پ ا) آج ایک سرکاری ترجمان نے پنجاب کے تمام چھاپہ خانوں کے کیپروں اور پرنٹروں کو انتباہ کیا ہے کہ اگر ان کے چھاپہ خانوں میں کسی قسم کا ایسا لٹریچر ، پوسٹر، ہینڈ بل یا کوئی دوسرا ایسا مواد طبع کیا گیا جس سے مختلف فرقوں اور مذاہب میں باہمی منافرت پھیلانے کا خدشہ ہوا تو ان کے خلاف ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت فوری کارروائی کی جائے گی۔ ترجمان نے یاددہانی کرائی کہ ۳رجولائی ۱۹۷۴ء کو ڈیفنس رولز کے تحت جو حکم جاری کیا گیا تھا اس کے تحت ہر قسم کے متذکرہ مواد کی طباعت پر ممانعت ہے اور خبروں اور دیگر مواد کے سنسر شپ کی کارروائی بھی اسی حکم کے تحت کی جارہی ہے۔ حکومت اس حکم کی حرف بہ حرف تعمیل کرانے کا تہیہ کر چکی ہے اس لیے اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف سخت ترین کارروائی کی جائے گی۔ اس حکم کی خلاف ورزی کے نتیجے میں متعلقہ مطبع اور طبع شدہ مواد ضبط کرنے کے علاوہ کیپر اور طابع کو پانچ سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں طرح کی سزائیں دی جا سکتی ہیں۔ سرکاری ترجمان نے مزید وضاحت کی کہ طبع ہونے والے ایسے مواد کے علاوہ اس حکم کا نفاذ سائیکلوسٹائل کیے گئے مواد پر بھی ہوگا۔

مولانا عبدالرؤف کو گرفتار کرلیا گیا

لاہور، ۱۵رجولائی: جمعیت علماء پاکستان کے ایک ترجمان نے بتایا ہے کہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت، لاہور کی رابطہ کمیٹی کے چیئر مین مولانا عبدالرؤف ملک کو آج رات ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت گرفتار کرلیا گیا۔ مجلس عمل لاہور کے صدر صاحب زادہ فیض القادری، نائب صدر مولانا ابراہیم اور جنرل سیکرٹری مسٹر بارک اللہ خاں ایڈووکیٹ نے مشترکہ بیان میں مولانا کی گرفتاری پر افسوس ظاہر کرتے ہوئے ان کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے۔

۱۷ جولائی ۱۹۷۴ء

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا باضابطہ دفتر

لاہور، ۱۶ر جولائی: مجلس عمل تحفظ ختم نبوت، لاہور کا باقاعدہ دفتر ۹-شارع فاطمہ جناح (دفتر جماعت اسلامی) میں قائم کر دیا گیا ہے۔

۱۹ جولائی ۱۹۷۴ء

مرزا ناصر احمد کی بہ طور گواہ ہائی کورٹ حاضری

لاہور، ۱۸ر جولائی (سٹاف رپورٹر): قادیانی فرقہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے آج جسٹس صمدانی ٹربیونل کے سامنے بند کمرے میں اپنا بیان قلم بند کرایا۔ مرزا ناصر احمد کی گواہی کے پروگرام کو خفیہ رکھا گیا تھا اور رپورٹروں تک کو علم نہ تھا کہ آج مرزا ناصر عدالت میں شہادت دیں گے۔ آج صبح ہی سے ہائی کورٹ کے باہر پولیس اور فیڈرل سکیورٹی فورس کی بھاری جمعیت متعین تھی۔ ہائی کورٹ کے فین روڈ (Fane Road) گیٹ اور عمارت کے اس حصہ میں جہاں ٹربیونل کا اجلاس ہو رہا ہے وہاں بھی عام لوگوں کا داخلہ بند تھا اور قدم قدم پر پولیس کے سپاہی کھڑے تھے۔ علاقہ کے ڈی ایس پی مجسٹریٹ اور دیگر پولیس افسر ہائی کورٹ میں موجود تھے۔ ٹربیونل کی کارروائی آج دوسرے کمرے میں کی گئی اور کمرۂ عدالت میں وکلا کے علاوہ کسی اور فرد کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ پولیس کسی فرد کو برآمدے کے اس حصہ میں بھی جانے کی اجازت نہیں دیتی تھی جہاں ساتھ والے کمرے میں واقعہ ربوہ کی سماعت ہو رہی تھی۔ سوا نو بجے شاہراہ قائداعظم کے گیٹ سے تقریباً دس کاروں کے ایک قافلہ کے ساتھ کریم کلر کی مرسڈیز کار میں جس کے پچھلی کھڑکیوں کے شیشوں پر پردے پڑے ہوئے تھے۔ مرزا ناصر عدالت عالیہ میں آئے۔ اس موقع پر ہائی کورٹ میں ان کے فرقے کے سینکڑوں افراد موجود تھے۔ شاہراہ قائداعظم پر بھی کئی مقامات پر سکیورٹی فورس اور پولیس متعین تھی۔

۲۳ جولائی ۱۹۷۴ء

اسیر ایڈیٹروں کو رہا کر کے اخبارات کے ڈیکلریشن بحال کیے جائیں: مولانا بنوری

راول پنڈی، ۲۲ر جولائی (نمائندہ خصوصی): مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے اس بات پر دُکھ کا اظہار کیا ہے کہ ایک خالصتاً دینی مسئلہ پر اظہار رائے کے سلسلے میں اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ ان پابندیوں کے خاتمہ کا مطالبہ کرتے ہوئے مجلس عمل نے حکومت سے کہا ہے کہ وطن عزیز کو خارجی خطرات اور داخلی انتشار سے بچانے کے لیے ملی اتحاد کے اس مقدس جذبہ کو جو موجودہ تحریک سے پیدا ہوا ہے۔ برقرار رکھنے کی کوشش کرے اور عوامی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے قومی اسمبلی میں آئینی ترمیم منظور کی جائے۔ مجلس عمل کے اس موقف کا اظہار اس کے صدر مولانا محمد یوسف بنوری نے پریس کانفرنس میں کیا۔ مولانا نے پریس کانفرنس میں وہ قراردادیں بھی پیش کیں جو گذشتہ روز کے سات گھنٹے کے طویل اجلاس میں منظور کی گئی تھیں۔ ایک قرارداد سوشل اور اقتصادی بائیکاٹ کے بارے میں تھی۔ انہوں نے اس بات پر نکتہ چینی کی کہ اپوزیشن اور تحریک کے ارکان پر بھی اسمبلی سے باہر کسی قسم کی بات کرنے پر پابندی ہے۔ مگر حکومت کی اعلیٰ شخصیتیں جلسوں کے ذریعے سے اس موضوع پر اظہار خیال کر رہی ہیں۔ پریس کانفرنس میں مولانا تاج محمود، مولانا عبدالرحیم اشرف، مولانا خان محمد، حبیب الرحمان بخاری، قاری سعید الرحمٰن، مولانا سمیع الحق اور دوسرے علماء کرام بھی موجود تھے۔

قرارداد میں حکومت کے جانب دارانہ رویہ اور اخبارات پر پابندیوں پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ان پابندیوں کی انتہا یہ ہے کہ اس عنوان سے متعلق ہر قسم کا لٹریچر شائع کرنے یا سائیکلوسٹائل کرنے پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ **جسارت، چٹان، ندائے بلوچستان، اعلان** بند کر دیے گئے اور تین جرائد کے ایڈیٹروں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ لاؤڈ سپیکر کے استعمال پر پابندی ہے، مذہبی اجتماعات کے لیے بھی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی منظوری لازمی قرار دے دی گئی، طلباء، علما، سیاسی کارکنوں اور وکلاء کو وسیع پیمانے پر گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے

تحریک کے خلاف یک طرفہ مہم جاری ہے۔ پریس ٹرسٹ کے اخبارات میں زر کثیر خرچ کر کے مرکزی مجلس عمل کے صدر کے خلاف بے سروپا الزامات پر مشتمل اشتہارات شائع کرائے گئے ہیں۔

مجلس عمل نے وزیراعظم کے حالیہ دورہ سرحد کے دوران بعض ریمارکس پر بھی افسوس کا اظہار کیا اور مطالبہ کیا کہ اخبارات پر عائد پابندیاں واپس لی جائیں اور گرفتار ایڈیٹروں کو فوراً رہا کیا جائے اور ان کے خلاف مقدمات واپس لیے جائیں مزید برآں ریڈیو، ٹیلی ویژن اور پریس ٹرسٹ کے اخبارات کے ذریعے تحریک کے متعلق مہم بند کی جائے، مجلس عمل نے قومی اسمبلی کے ارکان سے توقع کا اظہار کیا ہے کہ وہ اسلامی جذبہ ملک کے بنیادی نظریہ کے تحت اور پاکستانی ہمہ گیر مطالبہ کے پیش نظر بالاتفاق اس بل کو منظور کرائیں جو زیر بحث مسئلہ کو ثانوی حیثیت سے عمل کرنے کے لیے ناگزیر ہے۔

مرزا ناصر احمد کا حلفیہ بیان

اسلام آباد،۲۲؍جولائی (رپ) قومی اسمبلی کی پورے ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی کا اجلاس آج شام پھر منعقد ہوا۔ جس میں جماعت احمدیہ ربوہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد کا حلفی بیان قلم بند کیا گیا۔

کمیٹی کے دو اجلاس ہوئے جو چھ گھنٹے تک جاری رہے۔ بیان ابھی جاری تھا کہ اجلاس کل صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا۔

۲۴ جولائی ۱۹۷۴ء

قومی اسمبلی کی خاص کمیٹی کے روبرو مرزا ناصر کا بیان مکمل

اسلام آباد،۲۳؍جولائی (اپ پ) قومی اسمبلی کی خاص کمیٹی نے آج اپنے اجلاس میں انجمن احمدیہ ربوہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد کا حلفیہ بیان مکمل طور پر قلم بند کر لیا۔ بعد ازاں اجلاس اگلے ہفتے تک ملتوی ہو گیا۔ کل سے ایوان کا اجلاس قومی اسمبلی کی حیثیت سے شروع ہو گا۔

ربوہ کیس کے 81 ملزموں کے کیس کی سماعت ملتوی

سرگودھا،۲۳؍جولائی (نمائندہ خصوصی) ربوہ ریلوے سٹیشن کے واقعہ میں ملوث 81 ملزمان کو آج ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا میں محمد مقبول ملک مجسٹریٹ درجۂ اول کے سامنے پیش کیا گیا۔ مجسٹریٹ نے پولیس کی درخواست پر مقدمہ کی سماعت 5 اگست تک ملتوی کردی ہے۔

وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کا خطاب

مسلم باغ، ۲۵؍جولائی (اپ پ/ پ پ ا) وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے کہا:

''حکومت احمدی مسئلہ کو منصفانہ اور مکمل طور پر حل کردینا چاہتی ہے۔ وہ اس نازک مذہبی مسئلہ پر جو 90 برس پرانا ہے اپنی طرف سے کوئی فیصلہ مسلط کرنے کے حق میں نہیں، ایسا انداز تو میں نے کسی سیاسی مسئلہ پر بھی اختیار نہیں کیا۔ اس لیے حکومت نے یہ مسئلہ قومی اسمبلی کو پیش کر دیا ہے جہاں حکومت اور اپوزیشن اسے مشترکہ طور پر حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ مزید برآں ماہرین سے بھی مشورہ کیا جائے گا۔ راول پنڈی واپس پہنچنے پر اس سلسلہ میں اب تک کی کارکردگی کے بارے میں معلوم کریں گے اور غیر ضروری تاخیر ہرگز نہیں ہونے دی جائے گی۔ نئے آئین کے تحت میں نے اپنے عہدہ کا جو حلف اُٹھایا ہے اس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کا اقرار کیا ہے، کسی سابق آئین میں یہ دفعہ شامل نہیں کی گئی تھی۔''

مرکزی مجلس عمل کی پریس کانفرنس

لاہور، ۲۵؍جولائی (سٹاف رپورٹر): مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے جنرل سیکرٹری علامہ سید محمود احمد رضوی نے کہا ہے کہ مرزائیوں کے متعلق جدوجہد اس وقت تک جاری رہے گی جب تک متحدہ مجلس عمل کا مطالبہ ہماری وضاحت کے ساتھ قومی اسمبلی میں پیش ہو کر منظور نہیں ہو جاتا۔ وہ آج دفتر جماعت اسلامی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ قومی اسمبلی میں ملت اسلامیہ کی اُمنگوں کے مطابق اس مسئلے کے حل کی جو صورت نکالی جائے گی وہ یہ ہوگی کہ آئین میں یہ کہہ دیا جائے گا کہ ختم نبوت کے منکر مسلمان نہیں ہیں لیکن ہم یہ حکومت پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اس سے نہ ہی یہ مسئلہ حل ہوگا اور نہ ہی قوم مطمئن

ہو گی۔ صحیح صورت یہ ہے کہ واضح طور پر منکرین ختم نبوت کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ اگر یہ مسئلہ قومی اسمبلی کی کمیٹی میں ہمارے مطالبات کے مطابق حل ہوتا نظر نہ آیا تو مجلس عمل نے قومی اسمبلی کے ارکان کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ کمیٹی سے واک آؤٹ کر جائیں اور اس میں شرکت نہ کریں۔ انہوں نے اخبارات پر سنسر اور مساجد میں لاؤڈ سپیکروں کی پابندی کی شدید مذمت کی اور کہا کہ یہ صورت حال افسوس ناک ہے کہ حکومت نے تحریک کو پُر امن طور پر چلانے کے تمام راستوں کو بند کر دیا۔

......وزیر اعظم اور ان کے رفقاء اس مسئلے پر تقاریر کر رہے ہیں جن کی اشاعت پر کوئی پابندی نہیں۔ مساجد میں لاؤڈ سپیکر اور مذہبی اجتماعات پر بھی پابندی ہے جو نا قابل برداشت ہے اور مجلس عمل نے واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ وہ ان پابندیوں کو قبول نہیں کرے گی۔ مسئلہ ختم نبوت نزاعی مسئلہ نہیں ہے بل کہ پوری ملت اسلامیہ اس بات پر متفق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ مجلس عمل کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ ایسا اقدام نہیں کرے گی جس سے ملک کی سالمیت کو نقصان پہنچے بل کہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی سالمیت و بقا کے لیے ہر فتنہ کا استحصال ہر محبّ وطن پر فرض ہے۔ مرزائیوں کے ضمن میں دستاویزی حقائق پر مشتمل ایک بیان مجلس عمل نے قومی اسمبلی میں پیش کر دیا ہے۔

مجلس عمل میں جو دینی اور سیاسی جماعتیں شامل ہیں ان کا مقصد صرف اس دینی مسئلہ کو حل کرنا ہے اور اس کے علاوہ کوئی مقصد نہیں ہے۔ واقعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل کے مسئلے پر غور کرنے کے لیے چودھری غلام جیلانی، نواب زادہ نصر اللہ خان اور علامہ محمود احمد رضوی پر مشتمل ایک سہ رکنی کمیٹی مرتب کی گئی ہے اور وہ اس ضمن میں ایک دو روز میں فیصلہ کرے گی۔

۲۷ جولائی ۱۹۷۴ء

آغا شورش کاشمیری رہا کر دیے گئے

لاہور، ۲۶ر جولائی (سٹاف رپورٹر) مدیر چٹان جناب آغا شورش کاشمیری کو آج سہ پہر رِہا کر دیا گیا۔ صوبائی حکومت نے ان کے خلاف تمام احکامات واپس لے لیے، ان کا پریس واگزار کر دیا

ہے اور ہفت روزہ چٹان کی اشاعت سے پابندی ختم کر دی ہے۔ آغا شورش کاشمیری کو چھ جولائی کی شب ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت گرفتار کیا گیا تھا اور تین ماہ کے لیے نظر بند کر دیا تھا۔ حکومت پاکستان نے ہفتہ وار چٹان کا ڈیکلریشن منسوخ کر کے چٹان پریس بحق سرکار ضبط کر لیا تھا۔ مدیر چٹان کو نظر بند کر کے میو ہسپتال میں منتقل کر دیا گیا تھا جہاں وہ زیر علاج تھے۔

۲۸ جولائی ۱۹۷۴ء

خصوصی کمیٹی قادیانی مسئلے پر رپورٹ جلد مکمل کرے گی: وزیر قانون

کراچی، ۲۷ر جولائی (اپ پ) وفاقی وزیر قانون و پارلیمانی اُمور عبدالحفیظ پیرزادہ نے کہا ہے کہ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی قادیانی مسئلہ کے بارے میں اپنی رپورٹ مقررہ وقت میں مکمل کر لے گی۔

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس

اسلام آباد، ۲۷ر جولائی (پ پ) قومی اسمبلی کا اجلاس ۱۳ اگست تک ملتوی کر دیا گیا ہے تا کہ اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس منعقد کیا جا سکے۔ یہ اجلاس کل ساڑھے پانچ بجے ہوگا۔ التوا سے قبل پورے ایوان کا خصوصی کمیٹی کی حیثیت سے مختصراً اجلاس ہوا جس میں اب تک کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا اور آئندہ کے پروگرام اور رہبر کمیٹی کے کام کا جائزہ لیا گیا۔ رہبر کمیٹی کا اجلاس 2 اگست کو شام 5:30 بجے ہوگا جس میں دونوں احمدیہ جماعتوں کے سربراہوں کے بیانات کے بارے میں سوالات کی منظوری دی جائے گی۔ ان بیانات کے بارے میں ایک سب کمیٹی روزانہ جائزہ لے رہی ہے۔

۳۰ جولائی ۱۹۷۴ء

جسٹس صمدانی تحقیقاتی ٹریبونل سے مرکزی مجلس عمل کے وکلاء کی دست برداری

لاہور، ۲۹ر جولائی (سٹاف رپورٹر) متحدہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری جنرل علامہ

سید محمود احمد رضوی نے ایک پریس کانفرنس میں بتایا ہے کہ مرکزی مجلس عمل کے وکلاء کو صمدانی ٹربیونل کی کارروائی سے دست بردار ہونے کی ہدایت کی گئی ہے اور وکلاء تحقیقات سے دست بردار ہو گئے ہیں۔ آج فاضل جج کی عدالت میں وکلاء نے درخواست پیش کی کہ مرزا ناصر احمد پر ان کے سابقہ بیان کی روشنی میں وکلاء کو جرح کی اجازت دی جائے۔ مختلف وکلاء نے جو گواہوں کی فہرست دی ہے انہیں بہ طور گواہ طلب کیا جائے۔ جماعتوں کو اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے کا موقع دیا جائے، جرح کی اجازت دی جائے اور بند کمرے کے بیانات شائع کیے جائیں لیکن فاضل عدالت نے یہ درخواست مسترد کر دی جس پر وکلاء کو دست بردار ہونے کی ہدایت کی گئی ہے۔

سیکرٹری جنرل علامہ سید محمود احمد رضوی نے آج ایک پریس کانفرنس میں کہا ہے کہ تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں حکومت کا رویہ غیر جمہوری اور ظالمانہ ہے اور ہر جگہ پر تحریک کو دبانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اوکاڑہ، راول پنڈی، ننکانہ، سرگودھا اور لاہور میں وسیع پیمانے پر گرفتاریاں کی جا رہی ہیں۔ متحدہ مجلس عمل نے مطالبہ کیا ہے کہ اس قسم کی تشدد آمیز حرکتوں سے گریز کیا جائے۔ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں بھی اس مسئلے کو حل کرنے کے ضمن میں تاخیری حربے استعمال کیے جا رہے ہیں۔ متحدہ مجلس عمل اس سلسلے میں اپنے موقف کا اظہار کرے گی۔ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے اگر یہ مسئلہ ہماری توضیحات کے مطابق حل نہیں کیا تو مجلس عمل واک آؤٹ کرے گی۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ تمام پابندیاں ختم کی جائیں اور تمام گرفتار شدگان کو رِہا کیا جائے۔

پاکستان متحدہ جمہوری محاذ کی قرارداد

راول پنڈی، ۲۹ر جولائی (نمائندہ خصوصی) پاکستان متحدہ جمہوری محاذ کی جنرل کونسل نے ملک کی موجودہ سیاسی صورت حال پر گہری تشویش کا اظہار کیا ہے اور جمہوری جدوجہد جاری رکھنے کا اعلان کیا ہے۔ جنرل کونسل نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ حالیہ تحریک کے دوران گرفتار کیے گئے علماء، طلبا اور دیگر کارکنوں کو فوری طور پر رِہا کیا جائے، ان کے خلاف مقدمات واپس لیے جائیں۔ سرکاری ذرائع ابلاغ کے ذریعے جو مذموم مہم جاری ہے وہ فی الفور ختم کی جائے۔ قومی اسمبلی آئین میں جلد سے جلد ترمیم کر کے قادیانیوں کا مسئلہ عوام کی خواہشات کے

مطابق حل کرے۔ جنرل کونسل نے ان خیالات کا اظہار قراردادوں کی صورت میں کیا ہے جو آج یہاں جنرل کونسل کے اجلاس کے بعد متحدہ جمہوری محاذ کے سیکرٹری جنرل پروفیسر غفور احمد نے ایک پریس کانفرنس میں جاری کیں۔ ایک قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ اخبارات پر عاید پابندیاں ختم کی جائیں اوران کے اسیر ایڈیٹروں کو رہا کیا جائے۔ اس قرارداد میں حکومت کے حسب ذیل اقدامات کو جانب دارانہ قرار دیا گیا ہے؛

ا۔ مساجد میں اجتماعات ڈیفنس آف پاکستان رُولز کے تحت ممنوع قرار دیے گئے۔

۲۔ مذہبی اجتماعات میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال کے لیے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی منظوری ضروری قرار دے دی گئی۔

۳۔ اخبارات پر پابندی عاید کردی گئی کہ وہ اس سلسلہ میں کوئی خبر، تبصرہ یا کہ آرٹیکل شائع نہیں کر سکتے۔

۴۔ چھاپہ خانوں کو اس مسئلہ کے بارے میں کوئی مواد شائع کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔

۵۔ جسارت، اعلان، چٹان، سچائی اور نوائے بلوچستان کی اشاعت پر پابندی عاید کردی گئی اور جسارت، اعلان اور چٹان کے ایڈیٹروں کو گرفتار کرلیا گیا۔

۶۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور پریس ٹرسٹ کے اخبارات کے ذریعے اس مقدس تحریک کے خلاف یک طرفہ پراپیگنڈہ کیا گیا اور پریس ٹرسٹ کے اخبارات کے اداریے تحریر کروائے گئے۔

۷۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے خلاف جھوٹے اور بے سروپا الزامات پر مبنی اشتہارات اہتمام سے شائع کردیے گئے۔

۸۔ ملک کے اکثر مقامات پر علماء وکلا سیاسی کارکنوں اور طلبا کی گرفتاریاں ڈی پی آر اور تحفظ امن عامہ آرڈی ننس کے تحت عمل میں لائی گئیں۔

۹۔ وزیر اعظم نے حالیہ دورۂ سرحد کے دوران ہندوستان کے ایٹمی دھماکے، بھارتی افواج کے چھمب اور سیال کوٹ سیکٹر سے متصل سرحدوں پر اجتماع، افغان افواج کی ڈیورنڈ لائن

کے ساتھ نقل وحرکت، ۲۲ مئی کے ربوہ سٹیشن پر مفروضہ واقعہ اور تحریک ختم نبوت کو ایک ہی سازش کی مختلف کڑیاں قرار دیا۔

۱۰۔ وزیر اعظم نے اس خدشہ کا اظہار کیا ہے کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد حزب اختلاف شیعوں، اہل حدیث، میمنوں اور بوہروں کے خلاف ایسی ہی مہم چلائے گی۔

۱۱۔ پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے مرکزی اور صوبائی اسمبلی کے ارکان کے تحریک کے خلاف بیانات ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر نشر کرائے گئے۔

۱۲۔ محکمہ اوقاف کی زیر تحویل مساجد کے کچھ خطیب حضرات سے بھی اپنی مرضی کے بیانات دلائے گئے اور جن علماء نے انکار کیا۔ انھیں ملازمت سے برخاست اور رہائشی سہولتوں سے محروم کر دیا گیا۔ علاوہ ازیں سندھ میں 50 سے زاید مساجد محکمہ اوقاف کی تحویل میں لے لی گئیں۔

۱۳۔ عوام کے متفقہ مطالبہ کے برعکس قومی اسمبلی میں حکومت کی طرف سے اس مسئلہ کے بارے میں ایک مبہم اور بے معنی قرارداد پیش کی گئی۔ یہ امر اطمینان بخش ہے کہ حکومت کے اس جانب دارانہ اور عوام دشمن اقدامات کے باوجود عوام نے استقامت، جرات، عزم اور حوصلے سے اس مہم کو جاری رکھا ہے۔

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت شاہدرہ کا انتخاب

لاہور، ۲۹ر جولائی: مجلس عمل تحفظ ختم نبوت، شاہدرہ کے اجلاس میں مجلس عمل کے حسب ذیل عہدیداران منتخب ہوئے:

صدر...... مولانا خادم حسین شرق پوری

نائب صدر...... مولانا اللہ داد، مولانا سید محمد اکرم شاہ، مولانا تصدق حسین

جنرل سیکرٹری...... سعید احمد

جائنٹ سیکرٹری...... حافظ محمد سعید، مولانا محمد شفیع غوری

خازن...... مولانا محمد دین

۳۱ جولائی ۱۹۷۴ء

قومی اسمبلی کا فیصلہ آخری اور قطعی ہوگا: وزیر اعظم بھٹو

مستونگ، ۳۰ رجولائی (اپ پ): وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے کہا ہے کہ ان کی خواہش یہی ہے کہ قومی اسمبلی احمدیوں کا مسئلہ مناسب مدت کے اندر اندر اور کسی طرح کی غیر ضروری تاخیر کے بغیر حل کر لے۔ وزیر اعظم نے اس خیال کا اظہار آج صبح مستونگ پہنچتے ہی ایک جلسۂ عام سے خطاب کے دوران میں کیا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ انہوں نے اس سلسلے میں یکم اگست کو کوئٹہ میں ایک اعلیٰ سطح کا اجلاس بلایا ہے جس میں قومی اسمبلی کی طرف سے احمدیوں کے مسئلے کے متعلق اپنے فیصلے کا اعلان کرنے کی تاریخ مقرر کر دی جائے گی۔ وزیر اعظم کے اس اعلان پر جلسہ گاہ تالیوں اور نعروں سے گونج اٹھا۔ مسٹر بھٹو نے کہا اس مسئلے پر ساری قومی اسمبلی غور و خوض کر رہی ہے اور اس کا صادر کیا ہوا فیصلہ قطعی سمجھا جائے گا چوں کہ اس فیصلے کا لوگوں کو بڑی شدت سے انتظار ہے اس لیے وہ قومی اسمبلی کے فیصلے کی تاریخ کا تعین کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ یاد رہے کہ احمدیوں کا مسئلہ ۳۰ جون کو قومی اسمبلی کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ مسٹر بھٹو نے کہا کہ چوں کہ قومی اسمبلی ایک با اختیار اور خود مختار ادارہ ہے اس لیے اس کا فیصلہ فریقین کو بہر حال منظور کرنا ہوگا۔ پاکستان کے آئین میں پوری طرح سے یہ وضاحت ہے کہ پاکستان کے صدر اور وزیر اعظم کا اٹل عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد نبوت اور پیغمبری کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

مولانا شاہ احمد نورانی کا بیان

قصور، ۳۱ رجولائی (نامہ نگار) جمعیت علماء پاکستان کے صدر اور قومی اسمبلی کے رکن مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا ہے کہ اگر قومی اسمبلی نے قادیانی مسئلہ کو حل کرنے میں تاخیری حربے استعمال کیے تو اپوزیشن ارکان اس کمیٹی کا بائیکاٹ کر دیں گے جو اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے بنائی گئی ہے۔ گزشتہ شب جامع مسجد قصور میں ایک عظیم الشان جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اگر اسمبلی کے ارکان پر مشتمل کمیٹی نے مسئلہ کو لٹکانے کی کوشش کی تو ہم اس کمیٹی کا

بائیکاٹ کر دیں گے۔ بائیکاٹ اس بات کی دلیل ہوگا کہ اسمبلی کے اندر کچھ نہیں ہو رہا۔

قادیانیوں کا مسئلہ حل ہونے ہی والا ہے: بھٹو

فاران، ۳۱ رجولائی (پ پ ا) وزیراعظم پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے کہا ہے کہ وہ جمعہ کو کوئٹہ میں پریس کانفرنس کے دوران قادیانی مسئلہ کے حل کے سلسلہ میں روشنی ڈالیں گے اور اس سے قبل جلسۂ عام میں عوام کو اس مسئلہ کے حل کے سلسلے میں اب تک کی گئی کارروائی سے آگاہ کریں گے۔ آج یہاں ایک بڑے جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے یقین دلایا کہ اب یہ مسئلہ حل ہونے ہی والا ہے میں نے کل کوئٹہ میں نہایت اعلیٰ سطح کی کانفرنس طلب کر رکھی ہے جس میں اس مسئلے کے حل کی حتمی تاریخ کا تعین کر دیا جائے گا۔ میں راولپنڈی پہنچ کر ۷ اگست کو پیپلز پارٹی کے ارکان قومی اسمبلی سے بھی اس اہم ترین مسئلے پر بات کروں گا۔ میں عوام سے کبھی دھوکہ نہیں کروں گا، اس نازک مسئلہ پر قومی اسمبلی ہی کوئی متفقہ فیصلہ کرے۔

قومی اسمبلی قادیانی مسئلے کا 14 اگست تک فیصلہ کرے

راولپنڈی، ۳۱ رجولائی (پ پ ا) حزب اختلاف کے تین معروف رہنماؤں نے وزیراعظم بھٹو کے اس اعلان کا خیر مقدم کیا ہے کہ وہ یکم اگست کو کوئٹہ میں اعلیٰ سطحی اجلاس میں قادیانی مسئلے کے بارے میں قومی اسمبلی کے فیصلہ کی تاریخ کا اعلان کریں گے۔ ایک مشترکہ بیان میں مفتی محمود، مولانا شاہ احمد نورانی اور پروفیسر غفور احمد نے کہا ہے کہ اگرچہ اس اجلاس میں حزب اختلاف کو مدعو نہیں کیا گیا تاہم قومی اہمیت کے حامل اس مسئلے کے بارے میں حزب اختلاف کا یہ زاویۂ نگاہ ہے کہ اس مسئلے کا 14 اگست تک فیصلہ کر دیا جائے۔

50 شیعہ عالموں کا مشترکہ بیان

راولپنڈی، ۳۱ رجولائی (اپ پ) ختم نبوت کے مسئلہ پر تمام مکاتب فکر کے مسلمانوں کا ایمان ہے۔ اس مسئلہ کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال نہیں کیا جانا چاہیے۔ یہ بات شیعہ مکتب فکر کے 50 مقتدر علماء اور مذہبی لیڈروں نے ایک بیان میں کہی ہے۔ ان شیعہ علماء کا کہنا ہے کہ ختم نبوت مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے اور جو ختم نبوت کا منکر ہے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ یہ مسئلہ کوئی نیا نہیں بل کہ گذشتہ 90 سال سے برصغیر پاک و ہند میں موجود ہے البتہ قیام پاکستان کے بعد یہ مسئلہ ذرا زیادہ شدت اختیار کر گیا۔ گذشتہ ربع صدی میں اسلام کی علم برداری

کادعوی کرنے والی حکومتوں نے اس مسئلہ کوحل نہ کیا بل کہ تحریک ختم نبوت کے مجاہدین پر گولیاں چلائیں۔ یہ پہلا موقع ہے کہ وزیراعظم بھٹو نے اس سلسلہ میں آئینی ضمانت کا اہتمام کیا اور پاکستان کے صدراور وزیراعظم کے حلف نامے میں لازم قرار دیا کہ صدراور وزیراعظم یہ اعلان کریں کہ ختم نبوت پران کا پختہ ایمان ہے۔اب حکومت ختم نبوت کے مسئلہ کوقومی اسمبلی میں لے گئی ہےاور وزیراعظم کی خواہش ہے کہ یہ مسئلہ جلد حل کردیا جائے۔مشترکہ بیان میں کہا گیا ہے کہ ہم وزیراعظم کے ممنون ہوں گے اگروہ اس امر کا جلد فیصلہ کرائیں کہ پیغمبراسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعداگرکوئی شخص اپنے نبی ہونے کا دعوی کرتا ہےتو وہ مسلمان نہیں اور ایسے شخص کے پیروکاروں کوبھی مسلمان نہیں کہا جاسکتا۔ جہاں تک موجودہ حکومت کاتعلق ہے ہم اس کے ساتھ ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ لاقانونیت سے مسائل حل نہیں ہوسکتے جہاں تک سماجی بائیکاٹ کی مہم کا تعلق ہے ہم اس کی حمایت نہیں کرسکتے کیوں کہ یہ ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے خلاف ہے۔

مشترکہ بیان پرجن علماء کے دستخط ہیں ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

مولانا توقیرحسین زیدی (کراچی)، مولانا محمد اسحٰق بھٹی (کراچی)، مولانا محمد یونس رضوی (کراچی)، مولانا طالب حسین جعفری (لائل پور) مولانا ابرار حسین شیرازی (لاہور، احمد علی شاہ (سکردو) مولانا نذرحسین قمر (وزیرآباد)، مولانا محمد باقر نقوی (لاہور)، پیرخورشید الیاس بخاری (موچھ)، ظہور حسین شاہ (کہروڑپکا)، جعفرحسین جعفری (کراچی)، شاہد حسین نقوی (لاہور، غلام حسین نقوی (جھنگ)، کلیم عباس شیرازی (پشاور)

اوکاڑہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن گرفتار

ساہیوال، ۳۱رجولائی (نمائندہ خصوصی) گذشتہ ایک ہفتہ میں اوکاڑہ سے مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک سو کارکنوں کوگرفتار کرلیا گیا۔ کارکنوں کی گرفتاریوں، پولیس کی اندھا دُھند فائرنگ، آتش زدگی اور اسسٹنٹ کمشنراوکاڑہ کی دھاندلیوں کے خلاف ضلع بھر کے لوگوں کی جانب سے زبردست احتجاج کیا گیا ہےاور مطالبہ کیا گیا ہے کہ ان واقعات کی تحقیقات عدالت عالیہ کے کسی جج سے کرائی جائے۔ پولیس فائرنگ سے چارافراد زخمی ہوئے ہیں۔ گذشتہ رات

رینالہ خورد کی جامع مسجد میں ایک جلسۂ عام منعقد ہوا جس میں مفتی ضیاء الحسن، مولانا منظور احمد شاہ، شیخ اصغر امیر اور سید بشیر حسین جعفری نے اپنی تقریر میں کارکنوں کی گرفتاریوں کی سخت مذمت کی اور مطالبہ کیا کہ اس واقعہ کی تحقیقات کرائی جائے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے اجلاس میں اوکاڑہ میں مسلسل سات روز تک احتجاجی ہڑتال کرنے پر اوکاڑہ کے شہریوں کو مبارکباد دی گئی اور اپیل کی گئی کہ ہڑتال ختم کر دیں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت، ساہیوال کے قائدین مفتی ضیاء الحسن، شیخ اصغر حمید، عبدالمتین چودھری، حاجی ابراہیم چاولہ، میاں سعید احمد اور شیخ محمد اصغر نے وزیراعظم پاکستان اور وزیراعلیٰ پنجاب کو تار بھیجے ہیں جن میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ اوکاڑہ کے واقعات کی تحقیقات ہائی کورٹ کے جج سے کرائی جائے۔

۲ اگست ۱۹۷۴ء

قادیانی مسئلے کے حل کی تاریخ متعین کرنے کے لیے اعلیٰ سطحی اجلاس

کوئٹہ، یکم اگست (اپ پ): قادیانی مسئلے کے فیصلے کی تاریخ متعین کرنے اور اس اہم مسئلے کو جلد از جلد حل کرنے کے معاملہ پر غور وخوض کے لیے آج وزیراعظم بھٹو کی صدارت میں اعلیٰ سطح کا اجلاس ہوا۔ اجلاس کی دو نشستیں ہوئیں۔ پہلی نشست صبح دس بجے گورنمنٹ ہاؤس میں ہوئی۔ دوسری نشست سہ پہر کو ہوئی۔ کانفرنس میں پنجاب اور بلوچستان کے گورنروں، پنجاب ،سندھ اور بلوچستان کے وزرائے اعلیٰ، وفاقی وزراء مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ، مولانا کوثر نیازی، ڈاکٹر مبشر حسن، مسٹر رفیع رضا اور مسٹر عزیز احمد شریک ہوئے۔ وزیراعظم کے خاص اسسٹنٹ یوسف بچ اور ملک خدا بخش بچہ سیکرٹری دفاع میجر جنرل ریٹائرڈ فضل عظیم اور سیکرٹری جنرل خزانہ مسٹر اے۔ جی این قاضی نے بھی شرکت کی۔ خیال رہے کہ وزیراعظم نے یہ اجلاس قادیانی مسئلے کے حل کا اعلان کرنے کی تاریخ طے کرنے کے لیے طلب کیا تھا تاہم وضاحت کی تھی کہ اگر تاریخ کا تعین نہ ہوسکا تو وہ راولپنڈی پہنچ کر مسئلے کے جلد حل کی تدبیر کے لیے فوری طور پر قومی اسمبلی کا اجلاس بلائیں گے۔ وزیراعظم نے کوئٹہ میں اپنا قیام ایک دن بڑھا دیا ہے کل وہ ایک عام جلسے

سے خطاب کریں گے۔...... آج کی اعلیٰ سطح کی کانفرنس کی کارروائی اور فیصلے کے بارے میں رات تک کوئی انکشاف نہیں کیا گیا تھا تاہم خیال ہے کہ اجلاس میں قادیانی مسئلے کے تمام پہلوؤں اوران کا مزید جائزہ لینے کے لیے درکاروقت کے بارے میں غور کیا گیا۔

۴اگست ۱۹۷۴ء

خصوصی کمیٹی کا اجلاس

اسلام آباد، ۳راگست (پ پ ا) قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے آج شام اپنے اجلاس میں انجمن احمدیہ ربوہ اور انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کے سربراہوں کے بیانات پر غوروخوض کیا۔ اجلاس میں رہبر کمیٹی کی ان سفارشات کو آخری شکل دی گئی جو اس نے سب کمیٹی کے کام کی رفتار کا جائزہ لینے کے لیے منعقدہ اجلاس میں کی تھیں۔ رہبر کمیٹی نے سب کمیٹی کے کام کی رفتار پر اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ خصوصی کمیٹی کے اجلاس کے بعد شام کو رہبر کمیٹی کا پھر اجلاس ہوا، جس میں کمیٹی نے اپنے طریق کار کو آخری شکل دی۔ پورے ایوان کی خصوصی کمیٹی کا آئندہ اجلاس 5 اگست کو دس بجے صبح پھر منعقد ہوگا۔

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی علاقائی کمیٹیوں کا قیام

لاہور، ۳راگست: گذشتہ روز یہاں جامعہ فاروقیہ مدینہ کالونی، والٹن میں پیر کالونی، ماڈل کالونی، فاروق کالونی، رضا کالونی اور مدینہ کالونی کے نمائندہ مختلف مکاتیب فکر کے علماء کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں متذکرہ علاقوں پر مشتمل مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں لایا گیا۔ درج ذیل عہدیداران کو منتخب کیا گیا:

صدر...... مولانا محمد حسین، نائب صدر...... مولانا عزیز الرحمٰن، جنرل سیکرٹری...... مولانا احسان اللہ، جائنٹ سیکرٹری...... مولانا ثناء اللہ، خزانچی...... مولانا محمد یاسین، ناظم نشرواشاعت

......محمد عارف۔

آرائے بازار

آرائے بازار میں معززین کے ایک اجتماع مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی تشکیل کی گئی درج ذیل عہدیدار منتخب قرار پائے۔

صدر......محمد رفیق، نائب صدر......اول شفیق احمد، دوم......تصدق عباس، سوم......شیخ محمد اشتیاق، جنرل سیکرٹری......قاضی ظفر، خزانچی......سردار محمد اسلم خاں، سیکرٹری نشر واشاعت ......جاوید اقبال۔

گرفتاریوں کے خلاف احتجاج

لائل پور، ۳راگست (نمائندہ خصوصی) مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے رکن اور پاکستان مسلم لیگ کے صدر چودھری صفدر علی رضوی کو آج تحفظ امن عامہ کے آرڈی ننس کے تحت گرفتار کرلیا گیا۔ ان کے خلاف الزام ہے کہ انہوں نے محمد پورہ کی مسجد میں قابل اعتراض تقریر کی تھی۔

مجلس عمل کے رہنماؤں صاحب زادہ فضل رسول، مولانا تاج محمود، مولانا عبدالرحیم اشرف، حافظ عبدالغفار، شیخ محمد قمر، مسلم لیگ کے رہنماوں چودھری سراج دین ناگرہ، چودھری مختار احمد، مسٹر رشید لدھیانوی، جمعیت علماء پاکستان کے صدر چودھری غلام فرید اور جامعہ حنفیہ کے طلبا نے چودھری صفدر رضوی اور جھنگ کے چودھری ادریس کی گرفتاری کی پُرزور مذمت کی ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ تمام اسیروں کو فوری طور پر رہا کر دیا جائے۔ ان رہنماؤں کی گرفتاری اور پولیس کے ظالمانہ رویہ کے خلاف پانچ اگست کو لائل پور میں مکمل ہڑتال ہوگی۔

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت باغبان پورہ کا اجلاس

لاہور، ۳راگست: مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام بعدازنماز جمعہ لال مسجد چوک برف خانہ باغبان پورہ میں ایک جلسۂ عام منعقد ہوا جس میں واقعہ اوکاڑہ کی شدید مذمت کی گئی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے علامہ احسان الاحد توحیدی نے حکومت کو متنبہ کیا کہ ایسے واقعات سے حالات بگڑے تو ذمہ دار حکومت ہوگی۔

علامہ محمد خلیق الرحمان چشتی نے حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا کہ تحریک کے گرفتار شدہ
ورکرز کو فوری طور پر رہا کیا جائے اور ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کی جائے۔

۵ اگست ۱۹۷۴ء

قادیانی مسئلہ 7 ستمبر تک حل کر دیا جائے گا: بھٹو

کوئٹہ ۴؍اگست، (اپ پ) وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے کہا ہے کہ قومی اسمبلی قادیانی مسئلہ پر بحث ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء تک لازماً مکمل کر لے۔ میں نے وزیر قانون کو ماہِ رواں کی پہلی تاریخ کو اس لیے کوئٹہ طلب کیا تھا کہ ان کے ساتھ صلاح و مشورہ سے قومی اسمبلی میں بحث کے اختتام کی حد مقرر کر سکوں اور میں نے انہیں کہا ہے کہ قادیانی مسئلہ قومی اسمبلی سے اگلے ماہ کی سات تاریخ تک حل کرا لیا جائے۔ اب وہ وفاقی حکومت واپس جا کر حزب اختلاف سمیت قومی اسمبلی کے ارکان سے بات چیت کر کے ایوان میں بحث کے لیے تاریخ کا تعین کرائیں گے۔ میں خود اس مسئلہ کو طول دینے کے حق میں نہیں ہوں۔ میری خواہش ہے کہ یہ مسئلہ جلد از جلد طے کر لیا جائے تاہم یہ مسئلہ نہایت پیچیدہ ہے اور بعض قومی اور بین الاقوامی پیچیدگیاں اس میں موجود ہیں، اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا ہوگا۔ ۱۰؍اگست سے ۲۰؍اگست تک قومی اسمبلی کا اجلاس نہیں ہوگا یہ وقفہ ارکان کو مہلت دینے کے لیے کیا جا رہا ہے۔ اس مسئلہ کو معرض تعویق میں ڈالنا قومی مفاد میں نہیں ہوگا اور جو بات قومی مفاد میں نہیں ہو سکتی وہ حکومت کے مفاد میں بھی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ یہ مسئلہ پیچیدہ ضرور ہے اور اس لیے اسے چشم زدن میں یا ایک دو یوم میں حل کر لینا ممکن نہ تھا۔ حکومت اس مسئلہ پر علماء کی آرا سے بھی استفادہ کرے گی۔ صمدانی ٹربیونل 20 اگست تک اپنی رپورٹ حکومت پنجاب کو پیش کرے گی اور اس کے بعد حکومت پنجاب اپنی سفارشات کے ساتھ یہ رپورٹ وفاقی حکومت کو ارسال کرے گی۔ ان تمام عوامل کے پیش نظر توقع کی جا سکتی ہے کہ قومی اسمبلی قادیانی مسئلہ پر بحث ۷ ستمبر تک مکمل کر لے گی۔

چاہ میراں میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا قیام

لاہور، ۴؍اگست: جامع مسجد نورانی لاہوری محلہ چاہ میراں میں اہالیان محلہ کا ایک اجلاس

زیر صدارت مولانا عبدالغفور منعقد ہوا جس میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں آیا۔ مندرجہ ذیل عہدیداروں کا انتخاب کیا گیا۔

صدر...... محمد صدیق، نائب صدر...... اول حکیم مہر دین، نائب صدر دوم...... امیر آفتاب، ناظم اعلیٰ...... مولانا عبدالرحمان جامی، نائب ناظم اعلیٰ...... حافظ محمد علی، جنرل سیکرٹری...... چودھری محمد رفیق، اسٹنٹ سیکرٹری...... مولانا احمد یار، سیکرٹری اطلاعات ونشریات...... مرزا عزیز بیگ، سیکرٹری مالیات...... میاں محمد شریف۔

علاوہ ازیں ۱۲۰ افراد پر مشتمل مجلس عاملہ کا قیام بھی عمل میں آیا۔

۶ اگست ۱۹۷۴ء

خصوصی کمیٹی کا اجلاس

راول پنڈی، ۵/اگست (ریڈیو رپورٹ) قومی اسمبلی کے پورے ایوان کی خصوصی کمیٹی کا آج اجلاس ہوا جو تین گھنٹے جاری رہا۔ اجلاس میں انجمن احمدیہ کے سربراہ سے مزید تحقیقات کی گئی۔ اجلاس صبح تین گھنٹے جاری رہنے کے بعد ملتوی ہو گیا اور شام کو دوبارہ شروع ہوا۔ قومی اسمبلی کمیٹی نے آج کے اجلاس میں قادیانی مسئلے کے مختلف اُمور پر غور کیا۔

۷ اگست ۱۹۷۴ء

جماعت اسلامی کی مجلس عاملہ کا اجلاس

لاہور، ۶/اگست (ب ر) جماعت اسلامی پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس میاں طفیل احمد امیر جماعت اسلامی پاکستان کی زیر صدارت ہوا۔ اجلاس میں حسب ذیل قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی گئی:

''مجلس عاملہ جماعت اسلامی پاکستان کا یہ اجلاس قادیانی مسئلہ کے متعلق تحریک ختم نبوت کی مرکزی مجلس عمل کے فیصلوں کی پوری پوری تائید کرتا ہے اور اس

بارے میں تمام باشندگان ملک نے جس خلوص واتحاد اور یک جہتی کا مظاہرہ کیا ہے اس پر پوری قوم کو مبارک باد پیش کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس مسئلے کو بلاوجہ طول دینے کی بجائے بلاتاخیر قوم کے متفقہ مطالبات کے مطابق ملکی دستور اور قانون میں مناسب ترمیمات کے ذریعہ اس طرح حل کیا جائے کہ اس میں کوئی ابہام یا سقم باقی نہ رہے۔ اس کے ساتھ مجلس عاملہ جماعت اسلامی پاکستان حکومت کی اس پالیسی کی مذمت کرتی ہے جو اس نے قادیانی مسئلہ کے بارے میں مسلمانوں کے اظہار رائے کو روکنے اور دبانے کے لیے اختیار کر رکھی ہے۔ اس مجلس کے نزدیک حکومت کی یہ پالیسی صریحاً جانب دارانہ ہے۔ اس سلسلے میں پالیسی کی غیر معقولیت اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ حکومت کے لوگ قوم کے ہم عقیدہ ہونے کا دعوی تو کرتے ہیں لیکن جب قوم اپنے عقیدے کے دفاع اور مطالبات کے سلسلے میں اپنے جذبات کے اظہار کے لیے کوئی پُرامن طریقہ اختیار کرتی ہے تو اسے جبر وتشدد سے دبانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ راول پنڈی جیل میں طلبا پر نہایت وحشیانہ اور شرم ناک طریق پر جبر وتشدد کیا گیا۔ سکھر، سرگودھا، فورٹ سنڈیمن، اوکاڑہ، راول پنڈی وغیرہ میں چند دنوں کے اندر سینکڑوں ہزاروں شہریوں کو محض اظہار عقیدہ کے جرم میں حوالہ زنداں کر دیا گیا ہے اور جیلوں اور حوالاتوں میں ان سے ناروا سلوک روا رکھا جا رہا ہے۔

اگر خود ملک میں حالات کو خراب سے خراب تر کرنے کا حکومت فیصلہ نہیں کر چکی ہے تو اس کے لیے سیدھا راستہ یہ ہے کہ وہ فضا کو سازگار بنائے۔ اظہار رائے پر ناروا پابندیاں ختم کرے۔ اخبارات بحال کرے، تمام ایڈیٹروں، علما، طلبا، سیاسی کارکنوں اور دوسرے گرفتارشدگان کو بلاتاخیر رہا کرے۔ جن لوگوں کے خلاف بلاوجہ وارنٹ جاری کیے گئے ہیں۔ ان کے خلاف وارنٹ اور مقدمات واپس لے، دفعہ ۱۴۴ کو ختم کیا جائے، سنسر شپ اور اظہار جذبات پر عاید کردہ تمام پابندیاں ختم کی جائیں تاکہ باشندگان ملک قادیانی مسئلہ کے بارے میں جو اس وقت قومی اسمبلی میں پیش

ہے اپنی رائے نمائندوں پر واضح کر سکیں۔"

واقعہ ربوہ کے 86 ملزموں کا مزید ریمانڈ

سرگودھا، ۶ راگست (پ پ ا) مقامی مجسٹریٹ چودھری سعادت علی نے واقعہ ربوہ میں مبینہ طور پر ملوث 86 افراد کا 18 اگست تک مزید ریمانڈ دیا ہے۔ انہیں اب 19 اگست کو پیش کیا جائے گا۔ ان افراد کو ڈسٹرکٹ جیل میں مقامی مجسٹریٹ کے روبرو پیش کیا گیا تھا۔ سرگودھا ریلوے پولیس نے ان کے خلاف غیر قانونی طور پر جمع ہونے، بڑے پیمانے پر فساد میں ملوث ہونے اور نشتر میڈیکل کالج کے طلبا کو قتل کرنے کی کوشش کے الزام میں مقدمہ دائر کیا تھا۔

ربوہ کیس میں ملوث 86 افراد کی درخواست ضمانت

لاہور، ۶ راگست (سٹاف رپورٹر) لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس ایس رحمان نے وقوعہ ربوہ میں ملوث 86 افراد کی طرف سے دائر کردہ ضمانتوں کی درخواست کو باقاعدہ سماعت کے لیے منظور کر لیا ہے اور ۱۳ راگست کے لیے حکومت کے نام نوٹس جاری کر دیا ہے۔ دریں اثنا ربوہ کے دو قادیانیوں مودود احمد اور عبداللہ نے بھی ہائی کورٹ میں ضمانت قبل از گرفتاری کی درخواست دی ہے اس درخواست کی سماعت آج مسٹر جسٹس چودھری محمد صدیق نے کی۔ اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل مسٹر عبدالستار نجم نے عدالت کو بتایا کہ ان دونوں کے خلاف مقدمات درج ہیں اور ربوہ کیس میں یہ افراد بھی پولیس کو مطلوب ہیں۔ فاضل جج نے اس درخواست کی سماعت بھی ۱۳ راگست تک ملتوی کر دی اور کہا کہ اس درخواست کی سماعت بھی مسٹر جسٹس ایس رحمان کریں گے کیوں کہ ان کے پاس ضمانت کی دوسری درخواست بھی ہے۔

مجلس عمل اندرون لوہاری گیٹ لاہور

مجلس عمل ختم نبوت حلقہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور کا ایک انتخابی اجلاس منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل حضرات کو عہدیدار منتخب کیا گیا:

سرپرست مولانا ظہور الحق، صدر مولانا محمد صدیق، نائب صدر شیخ عبدالمجید، جونیئر نائب صدر شیخ محمد تقی، جنرل سیکرٹری محمد یوسف، سیکرٹری چودھری محمد اعظم، سیکرٹری تعلقات عامہ طاہر وحید، سیکرٹری نشر و اشاعت مولانا قاری چراغ اسلام اور خزانچی حکیم محمد انور۔

مولانا غلام علی اوکاڑوی گرفتار

اوکاڑہ ۶/اگست (نامہ نگار) اسسٹنٹ کمشنر اوکاڑہ کی ہدایت پر مقامی پولیس نے آج پھر احتجاج کرنے والے آٹھ افراد جن میں مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے رکن اور جمعیت علماء پاکستان صوبہ پنجاب کے صدر مولانا غلام علی اوکاڑوی شامل ہیں۔ کو مسجد غوثیہ اوکاڑہ سے گرفتار کرلیا۔ دیگر سات افراد خواجہ مسعود وغیرہ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرنے کے الزام میں گرفتار کیے گئے۔ مولانا غلام علی کو مسجد سے اس وقت گرفتار کیا گیا جب مسجد کے اندر مجلس عمل تحفظ ختم نبوت اور شہریوں کو پُر امن رہنے اور انتظامیہ سے بات چیت کرنے کا لائحہ عمل تیار کر رہے تھے۔

۸ اگست ۱۹۷۴ء

قومی اسمبلی میں مرزا ناصر پر جرح

اسلام آباد، ۷/اگست (پ پ ا) قومی اسمبلی کے پورے ایوان کی خصوصی کمیٹی نے آج انجمن احمدیہ ربوہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر تیسرے روز بھی جرح جاری رکھی۔ یہ جرح دو اجلاسوں میں کی گئی جو سات گھنٹے تک جاری رہی۔ اجلاس کل صبح دس بجے پھر ہوگا۔

۹ اگست ۱۹۷۴ء

مرزا ناصر احمد پر جرح جاری ہے

اسلام آباد، ۸/اگست (پ پ ا) آج چوتھے روز بھی قومی اسمبلی کے ایوان نے خاص کمیٹی کی حیثیت سے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر جرح جاری رکھی جو سات گھنٹے پر مشتمل دو اجلاسوں میں کی گئی۔ ابھی جرح جاری تھی کہ کمیٹی کا اجلاس کل دس بجے تک ملتوی ہو گیا۔

مولانا شاہ احمد نورانی کا بیان

لاہور، ۸/اگست: قادیانیوں کے مسئلے پر غور کرنے والی خاص کمیٹی کے رکن اور جمعیت

علماء پاکستان کے رہنما مولانا شاہ احمد نورانی نے بتایا کہ کہ قومی اسمبلی کے 95 فی صد ارکان منکرین ختم نبوت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے حق میں ہیں اور قوی امید ہے کہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے گا۔ گزشتہ روز انہوں نے منڈی مرید کے میں ایک عام جلسے سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ قومی اسمبلی کی خاص کمیٹی کے روبرو قادیانی لیڈروں پر جرح تسلی بخش طور پر جاری ہے اور اس کے اچھے نتائج نکلیں گے۔ دوسرے فریق کی طرف سے وزیر اعظم بھٹو پر زبردست دباؤ ڈالا جا رہا ہے اس لیے وہ قومی اسمبلی کے فیصلے پر اثر انداز بھی ہو سکتے ہیں تاہم ایسی صورت میں عوامی نمائندوں اور عوام کا ردعمل بہت سخت ہوگا۔

۱۰ اگست ۱۹۷۴ء

علامہ سید محمود احمد رضوی کا خطاب

مرید کے ۹ اگست: مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری جنرل علامہ رضوی نے کہا ہے کہ ملک میں ختم نبوت کے کارکنوں کی گرفتاریوں، جھوٹے مقدمات اور لاؤڈ سپیکر کی ضبطی کا سلسلہ وسیع پیمانے پر شروع ہو چکا ہے جس سے ملک کا داخلی امن تباہ ہونے کا خدشہ ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ ان اشتعال انگیز اقدامات سے گریز کر کے فضا کو خوش گوار بنائے تا کہ درپیش مسائل جلد از جلد پُرامن طریقے سے حل ہو جائیں۔ علامہ سید محمود احمد رضوی جامع مسجد مرید کے میں ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے اس جلسہ سے صاحب زادہ فیض القادری، جناب ثناء اللہ بھٹہ اور مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی نے بھی خطاب کیا۔

مجلس عمل لاہور کے صدر صاحب زادہ فیض القادری نے کہا کہ ہم قانون کا احترام کر رہے ہیں لیکن انتظامیہ قانون کا غلط استعمال کر رہی ہے۔ پُرامن شہریوں کو دھمکانا اور مقتدر علماء کو گرفتار کرنا معمول بن چکا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اگر حکومت نے سنجیدگی سے اس جانب توجہ نہ دی تو ہو سکتا ہے کہ حالات مزید خراب ہو جائیں۔ جناب ثناء اللہ بھٹہ سیکرٹری جنرل مجلس احرار نے کہا کہ تحریک ختم نبوت کامیابی کے کنارے پر پہنچ چکی ہے، عوام کو کسی بھی مرحلے میں اشتعال میں نہیں آنا چاہیے۔ جمعیت اہل حدیث کے رہنما حافظ عبدالقادر روپڑی نے کہا کہ سرکاری علماء

غلط پراپیگنڈے کے ذریعے عوام کو گمراہ کر رہے ہیں ان کی کسی بھی چال کو کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔

۱۲ اگست ۱۹۷۴ء

مجلس عمل قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے کام سے مایوس نہیں

لائل پور، ۱۱راگست (نمائندہ خصوصی) مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے صدر مولانا محمد یوسف بنوری نے آج یہاں مجلس عمل کے ضلعی کنونشن میں اعلان کیا کہ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے قادیانیوں کے مسئلہ کے بارے میں اب تک جو کارروائی کی ہے، ہم اس سے مایوس نہیں۔ تاہم ضرورت ہوئی تو ہم قوم کو متبادل پروگرام دیں گے۔ اجلاس سے نصر اللہ خان، مولانا تاج محمود اور مولانا عبدالرحیم اشرف نے بھی خطاب کیا۔ آج کے کنونشن میں دوسو سے زاید مندوبین نے شرکت کی۔ مولانا بنوری نے کہا کہ ابھی تک ہم صورت حال سے مایوس نہیں، ہم یہ بات حکومت کے نوٹس میں لانا چاہتے ہیں کہ ملک کے مختلف حصوں میں علماء، طلبا اور عوام پر جو تشدد ہو رہا ہے، اندھا دُھند گرفتاریاں عمل میں لائی جا رہی ہیں اور پولیس مظالم کر رہی ہے اس سے حکومت کی جانب داری کا بیّن ثبوت ملتا ہے۔ ہم اس وقت اپنے تئیں مظلوم تصور کرتے ہیں، اس کے باوجود اپنا دینی فریضہ ادا کرتے رہیں گے اور کسی لالچ یا انتقام کے جذبہ سے مغلوب نہیں ہوں گے، ہم شائستگی کا دامن نہیں چھوڑیں گے اور نہ ہی تشدد کا راستہ اختیار کریں گے۔ مجلس عمل آئین و قانون کی حدود میں حکومت سے تصادم کے بغیر اس تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرے گی۔

مرکزی مجلس عمل کا ہنگامی اجلاس

لاہور، ۱۱راگست۔ مرکزی مجلس عمل کے جنرل سیکرٹری علامہ سید محمود احمد رضوی نے اعلان کیا ہے کہ مرکزی مجلس عمل کا جو اجلاس ۱۴راگست کو لائل پور میں منعقد ہونے والا تھا وہ پندرہ اگست کو لاہور شیرانوالہ گیٹ میں صبح نو بجے منعقد ہوگا۔ جس میں مرکزی قائدین علامہ شاہ احمد نورانی، مفتی محمود احمد، پروفیسر غفور احمد، علامہ عبدالمصطفیٰ الازھری، چودھری ظہور الٰہی، مولانا

عبدالستار خان نیازی، ملک محمد قاسم، مولانا عبدالقادر روپڑی، میاں فضل حق، علامہ احسان الٰہی ظہیر، ارباب سکندر خان خلیل ایم پی اے سرحد اسمبلی، امیرزادہ سینیٹر کوئٹہ، نواب زادہ نصراللہ خان، مظفر علی شمسی و دیگر مقتدر علماء کرام و مشائخ عظام شرکت کریں گے۔ اجلاس میں قومی اسمبلی کی کارروائی، ملکی حالات، علماء وطلبا کارکنوں کی گرفتاریوں اور پولیس تشدد پر غور وخوض کیا جائے گا۔

۱۳ اگست ۱۹۷۴ء

اندھا دُھند گرفتاریوں سے حکومت اشتعال پھیلا رہی ہے

کراچی، ۱۲ اگست۔ پاکستان مسلم لیگ کے نائب صدر شیخ لیاقت حسین نے لائل پور مسلم لیگ کے صدر چودھری صفدر علی رضوی کی گرفتاری پر سخت احتجاج کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس بزدلانہ اقدام کی جس قدر بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ مسلم لیگ پُرامن جدوجہد پر یقین رکھتی ہے اور اس کے کسی بھی رکن کے غیر قانونی سرگرمیوں میں حصہ لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مگر اس کے باوجود مسلم لیگی رہنماؤں اور کارکنوں کو بلاسبب گرفتار کر کے اشتعال پھیلایا جا رہا ہے۔ پنجاب میں سیاسی اور مذہبی رہنماؤں کی اندھا دُھند گرفتاریوں اور تشدد کے واقعات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ پنجاب حکومت ڈنڈے کے زور پر من مانی اور غیر قانونی کارروائیاں جاری رکھنا چاہتی ہے۔

۱۴ اگست ۱۹۷۴ء

سرگودھا، ۱۳ اگست (نمائندہ خصوصی) مرکزی مجلس عمل تحریک تحفظ ختم نبوت کے سربراہ محمد یوسف بنوری نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ علما اور کارکنوں کی اندھا دُھند گرفتاریوں اور تشدد نے عوام کو شبہات میں ڈال دیا ہے۔ انھوں نے متنبہ کیا کہ مجلس عمل کے مطالبات کو دبانا ممکن نہیں اور عقائد کو مسخ کرنے کی ہر کوشش ناکام بنا دی جائے گی۔ مجلس عمل نے فیصلہ کر رکھا ہے

کہ وہ پُرامن طور پر اپنے مطالبات منوانے کے لیے جدوجہد کرتی رہے گی۔ انھوں نے قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کے ارکان کے کردار کی تعریف کرتے ہوئے توقع ظاہر کی کہ پیپلز پارٹی کے ارکان بھی اپنا دینی فریضہ فراموش نہیں کریں گے۔ انھوں نے مطالبہ کیا کہ گرفتار کیے گئے تمام علماء اور کارکنوں کو فی الفور رِہا کیا جائے۔

طلباء کنونشن

لاہور، ۱۳ ؍اگست (نمائندہ خصوصی) پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے صدر اور لاہور سٹوڈنٹس کونسل کے چیئرمین مسٹر فرید احمد پراچہ نے کہا کہ طلبہ اور دوسرے رہنماؤں کی گرفتاریاں ابھی جاری ہیں۔ طلبا پر جیلوں میں تشدد کیا جا رہا ہے اور اس حالت میں تعلیمی ادارے کھل رہے ہیں۔ اب طلبا نے فیصلہ کیا ہے کہ ۱۸ ؍اگست کو لاہور میں پنجاب بھر کے طلبا کا ایک بہت بڑا کنونشن منعقد کیا جائے۔ اس کنونشن میں طالب علم آیندہ کے لیے اپنی پالیسی وضع کریں گے۔ آپ آج یہاں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ مسٹر فرید پراچہ نے کہا کہ کنونشن کے بارے میں پنجاب بھر کے طالب علم رہنماؤں کو دعوت نامے ارسال کیے جا چکے ہیں۔ ۱۸ ؍اگست کو مسجد شہداء میں طالب علم نماز عصر ادا کریں گے اور اپنی تحریک کو جاری رکھنے کا حلف اٹھائیں گے۔

۱۸ اگست ۱۹۷۴ء

حکومت حسب وعدہ ۷ ستمبر تک قادیانی مسئلہ حل کرے

لاہور، ۱۷ ؍اگست (نمائندہ خصوصی) متحدہ مجلس عمل تحریک ختم نبوت کی مرکزی مجلس عمل کے حالیہ اجلاس میں وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے اس اعلان پر اطمینان کا اظہار کیا گیا ہے جس میں وزیراعظم نے قادیانی مسئلہ کے حل کے لیے ۷ ستمبر کی تاریخ مقرر کی ہے اور ایک قرارداد میں کہا گیا ہے کہ قوم اس مسئلہ کے حل کے سلسلہ میں کسی تاخیر کو برداشت نہیں کر سکتی۔

مجلس عمل نے ایک بار پھر قادیانیوں سے متعلق اپنے موقف کو واضح کیا ہے اور کہا ہے کہ اس مقصد کے لیے قومی اسمبلی میں ایک ترمیمی بل وزیراعظم کی مقررہ تاریخ کے اندر منظور کیا جائے۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ اگر یہ صورت اختیار نہ کی گئی تو پھر قوم کا اضطراب جو شکل اختیار کرے گا اس کی تمام تر ذمہ داری ارباب حکومت پر ہوگی۔ متحدہ مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل علامہ سید محمود احمد رضوی نے ایک پریس کانفرنس میں آج ۱۵ اگست کو متحدہ مجلس عمل کے اجلاس میں منظور کی جانے والی قراردادیں ریلیز کیں۔ انھوں نے کہا کہ اس مسئلہ کے فیصلے کے لیے حتمی تاریخ کے اعلان کے بعد سازگار ماحول بنانے کے لیے حکومت کا یہ اخلاقی فرض ہے کہ وہ بلا تاخیر اخبارات پر پابندیاں ختم کرے، مساجد میں دینی اجتماعات پر عاید کردہ رکاوٹوں کو دُور کرے اور تمام علماء، سیاسی کارکنوں اور طالب علموں کو رِہا کیا جائے، تشدد اور زیادتی کے مرتکب افسران کو سزا دی جائے۔

متحدہ مجلس عمل نے ایک قرارداد میں اس تحریک کے دوران ہونے والے جبر وتشدد کی شدید مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ مرکزی وزیر قانون مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ، وزیراعلیٰ پنجاب مسٹر حنیف رامے اور قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کے اراکین کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا اس پر عمل نہیں کیا گیا ہے۔......

علامہ سید محمود احمد رضوی نے کہا کہ مجلس عمل کے اجلاس میں چند اُمور کی وضاحت بھی کی گئی ہے، مجلس عمل کا کسی سیاسی دھڑے سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ ایک خالص دینی اور مذہبی تحریک ہے اور یہ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک ہمارے مطالبات واضح طور پر منظور نہیں ہوتے۔ ہم قومی اسمبلی کے اراکین کے مشکور ہیں کہ وہ نہایت دیانت داری سے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ قومی اسمبلی میں ہونے والی بحث اور مرزا ناصر احمد پر جرح سے مجلس عمل کو کوئی دل چسپی نہیں ہے کیوں کہ مجلس عمل کا موقف یہ ہے کہ ختم نبوت کا وہ مفہوم جس پر ملت اسلامیہ کو اتفاق ہے اسے کتاب وسنت اور علماء کی توضیحات کے مطابق آئین میں ترمیم کے لیے بہ طور بل قومی اسمبلی میں منظور کیا جائے۔ مجلس عمل کا موقف یہ ہے کہ قومی اسمبلی کی کمیٹی کی رپورٹ اگر ہمارے موقف کے مطابق ہوئی تو ملک وملت کے لیے نیک فال ہوگی اور اگر ایسا نہ کیا گیا اور اس میں تاخیر کی گئی تو نتائج کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

۱۹اگست ۱۹۷۴ء

متحدہ محاذ پنجاب کا اجلاس

لاہور، ۱۸راگست (ب ر) متحدہ جمہوری محاذ پنجاب کی جنرل کونسل کے اجلاس میں حکمران طبقہ پر غیر آئینی روش اپنانے سیاسی اغراض کے لیے حزب اختلاف کے لیڈروں اور کارکنوں کو گرفتار کر کے ان کے ساتھ جیلوں میں شرم ناک سلوک روا رکھنے اور سرکاری ذرائع ابلاغ کو حزب اختلاف کے خلاف پروپیگنڈا کے لیے استعمال کرنے کے الزامات عائد کیے گئے۔ جنرل کونسل کے اجلاس میں منظور کی گئی قراردادوں میں پنجاب کے وزیراعلیٰ اور مرکزی وزیر قانون پر اراکین اسمبلی سے کیے گئے وعدوں کی خلاف ورزی کا الزام بھی عائد کیا گیا جنرل کونسل نے محاذ کی مرکزی کونسل کی ۲۹رجولائی ۱۹۷۴ء کی قرارداد کی مکمل تائید کی اور پنجاب کے عوام، علما، طلبا، ماہرین اور دیگر طبقوں کو مرکزی مجلس عمل کی اپیل پر ملک بھر میں پُرامن جدوجہد جاری رکھنے پر مبارک باد دی۔

ایک قرارداد میں کہا گیا ہے کہ مساجد میں ڈی پی آر اور دفعہ ۱۴۴ کے تحت اجتماعات اور لاؤڈ سپیکر کے استعمال پر پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔ ملک کے طول وعرض میں علما، طلبا، وکلا، سیاسی کارکنوں اور شریف شہریوں کی وسیع پیمانہ پر گرفتاریاں عمل میں لائی گئی ہیں اور گرفتار شدگان کے ساتھ جیلوں میں انتہائی شرم ناک سلوک رَوا رکھا گیا ہے۔ کھاریاں، گجرات، سرگودھا، اوکاڑہ، کبیر والا، چنیوٹ، بہاول نگر، علی پور میں بے گناہ افراد کو جھوٹے مقدمات میں ملوث کیا گیا ہے۔

پنجاب سٹوڈنٹس کونسل کا اجلاس

لاہور، ۱۸راگست (سٹاف رپورٹر) پنجاب سٹوڈنٹس کونسل کے نومنتخب چیئرمین اور پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے صدر مسٹر فرید احمد پراچہ نے کہا ہے کہ ختم نبوت کے سلسلے میں طلبا نے جو تحریک شروع کی تھی اسے ہر قیمت پر جاری رکھا جائے گا۔ انہوں نے آج یہاں نیو کیمپس میں پنجاب بھر سے آئے کونسل کے مندوبین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج سے طلبا کا ختم نبوت

کی تحریک کے بارے میں یہ نعرہ ہوگا ''ابھی، ورنہ کبھی نہیں''۔

انہوں نے کہا کہ حکومت کو ختم نبوت کے سلسلے میں گرفتار ہونے والے تمام طالب علموں کو فوراً رہا کر دینا چاہیے۔ اب تعلیمی اداروں کی مزید بندش کا حربہ کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ طلبہ کو لالچ اور دباؤ ڈال کر خریدنے کی کوشش کی جارہی ہے لیکن طلبہ ایسی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ ہماری تحریک اس وقت مکمل ہوگی جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون کو آخری قانون تسلیم کیا جائے گا۔ طلبہ کے اس کنونشن میں مختلف شہروں کے پچاس سے زاید مندوبین نے شرکت کی۔ کنونشن سے معصوم خان، حافظ وسیم احمد، ارباب عالم، انور حسین، خواجہ مصباح الدین، عبدالستار، محمد سلیم، سکندر خاں، زین العابدین، حافظ مظفر، محمد رفیق، نصراللہ، سجاد کھوکھر، ادریس باجوہ، فیروز الدین، محمد ارشد، عطا محمد، راجہ شاہد، صلاح الدین، سید افضل، رانا عبدالعزیز، خالد عمر، عبدالرحیم، محمد عرفان، عرفان احمد، عبدالکریم، حافظ خوشی محمد، محمد مسعود، عبدالمحسن اور عبدالشکور نے بھی خطاب کیا۔ پنجاب یونیورسٹی اکیڈمک سٹاف ایسوسی ایشن کے صدر پروفیسر خالد علوی نے بھی ختم نبوت کے سلسلے میں ایک طویل تقریر کی اس سے قبل نئے انتخابات کرائے گئے جس میں مسٹر فرید احمد پراچہ کو بلا مقابلہ چیئر مین منتخب کرلیا گیا۔

کنونشن کے فیصلوں کا ذکر کرتے ہوئے پنجاب سٹوڈنٹس کونسل کے چیئر مین مسٹر فرید احمد پراچہ نے کنونشن کے بعد اخباری نمائندوں کو بتایا کہ حکومت کو طلبا کی طرف سے ۷ ستمبر کے لیے الٹی میٹم دے دیا گیا ہے کہ وہ سات ستمبر تک قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا اعلان کرے ورنہ حکومت کے خلاف ''حکومت چھوڑ دو، نئے انتخابات کراؤ'' کی تحریک چلائی جائے گی۔ سات ستمبر تک طلبا انتظار کریں گے اور اس دوران بھی ۳۱ راگست یا پانچ ستمبر کو کلاسوں کو بائیکاٹ کر کے طلبا اتحاد کا مظاہرہ کریں گے۔ یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ طلبا سات ستمبر تک پورے صوبہ میں مختلف مقامات پر جلسے منعقد کریں گے اور طلبا برادری کو قومی مسائل سے آگاہ کریں گے۔ ایک قرارداد میں کہا گیا کہ جن افراد کے تبادلے قادیانی اساتذہ کی جگہ ربوہ کے تعلیمی اداروں میں ہوئے تھے انہیں لازمی طور پر ربوہ بھیجا جائے۔

اپوزیشن قادیانی مسئلہ پر خصوصی کمیٹی کی کارروائی سے مطمئن ہے: پروفیسر غفور احمد

کراچی، ۱۹ راگست (پ پ ا) متحدہ جمہوری محاذ کے سیکرٹری جنرل پروفیسر غفور احمد نے

کہا ہے کہ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے قادیانی مسئلہ پر اب تک جو کارروائی کی ہے حزب اختلاف اس سے مطمئن ہے۔ جماعت اسلامی کے مقامی دفتر میں اخبار نویسوں سے باتیں کرتے ہوئے پروفیسر غفور احمد نے کہا کہ متحدہ جمہوری محاذ کی مجلس عمل کا اجلاس ستمبر کے پہلے ہفتے میں لاہور میں ہو رہا ہے جس میں قادیانی مسئلہ پر سفارشات کو حتمی شکل دی جائے گی اور انھیں بعد ازاں خصوصی کمیٹی کے چیئرمین کو پیش کر دیا جائے گا۔ انھوں نے ایک اخبار نویس کے استفسار پر بتایا کہ قومی اسمبلی کے اجلاس کی دس روز کی تعطیلات کے دوران قادیانی مسئلہ پر اتفاق رائے کے سلسلہ میں اپوزیشن اور حکمران جماعت میں کوئی بات چیت نہیں ہوئی۔ انھوں نے ایک اور سوال کے جواب میں بتایا کہ مسئلہ کے تصفیہ کے لیے قومی اسمبلی نے ابھی تک کوئی تاریخ مقرر نہیں کی ہے۔ اب تک صرف وزیر اعظم نے کوئٹہ کے دوران اپنی پریس کانفرنس میں یہ بیان دیا ہے کہ مسئلہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء تک حل کر دیا جائے گا۔

مجلس عمل کا کل پاکستان کنونشن

لاہور، ۱۹ اگست (نمائندہ خصوصی) مجلس عمل لاہور کے ناظم مالیات قاری عبدالحمید قادری نے کہا ہے کہ مجلس عمل لاہور کے زیر اہتمام یکم ستمبر کو لاہور میں کل پاکستان کنونشن منعقد ہوگا جس میں تمام صوبوں کے نمائندے شریک ہوں گے۔ کنونشن کے تین اجلاس ہوں گے پہلا اجلاس صبح نو بجے سے دو بجے بعد از دو پہر تک، دوسرا چار بجے شام سے چھ بجے شام تک جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ میں اور تیسرا اجلاس بعد نماز عشا شاہی مسجد میں ہوگا۔ کنونشن میں شریک ہونے کے بارے میں مجلس عمل کے دعوت نامے جاری کر دیے ہیں۔

اسلام قبول کر لیا

لاہور، ۱۹ اگست: آرائے بازار لاہور چھاؤنی کے محمد اکرم ولد فیروز خاں اور سلیم بی بی زوجہ منور دین نے مرزائیت سے تائب ہو کر امام جامع مسجد قاری شمشاد احمد کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا ہے۔

۲۱ اگست ۱۹۷۴ء

سانحہ ربوہ کی تحقیقاتی رپورٹ مکمل

لاہور، ۲۰/اگست (اپ پ) لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی نے ربوہ ریلوے سٹیشن کے سانحہ کے سلسلے میں تحقیقات کی رپورٹ مکمل کرنے کے بعد آج پنجاب کے وزیراعلیٰ مسٹر محمد حنیف رامے کو پیش کردی۔ یہ تحقیقاتی رپورٹ 112 ٹائپ شدہ فل سکیپ صفحات اور 6 جلدوں پر مشتمل ہے جس پر اب حکومت پنجاب غور وخوض کرے گی۔ یاد رہے کہ صوبائی حکومت نے سانحہ ربوہ کی تحقیقات کے لیے گذشتہ مئی کے آخر میں ٹریبونل مقرر کیا تھا جس نے پانچ جون سے اپنی کارروائی شروع کردی اور قادیانیوں اور غیر قادیانیوں پر مشتمل 70 افراد کی شہادتیں قلم بند کیں۔ گواہوں کی شہادتیں اور ان پر جرح 3 اگست کو ختم ہوگئی تھی۔ وزیراعلیٰ نے مسٹر جسٹس صمدانی کی محنت اور رپورٹ کی تکمیل کے لیے دلی شکریہ ادا کیا۔ صوبائی حکومت کے غور وخوض کے بعد یہ رپورٹ وفاقی حکومت کو بھیج دی جائے گی تاکہ وہ قومی اسمبلی کے سپرد کردی جائے جو ایک کمیٹی کی حیثیت سے قادیانیوں کے مسئلے پر غور کررہی ہیے۔

۲۲ اگست ۱۹۷۴ء

مرزا ناصر پر جرح جاری

اسلام آباد، ۲۱/اگست (اپ پ) انجمن احمدیہ ربوہ کے سربراہ پر قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں آج بھی تفصیلاً جرح کی گئی۔ آج آٹھویں روز بھی چار گھنٹے تک جرح جاری رہی۔ کمیٹی کا اجلاس اب کل صبح دس بجے ہوگا۔

7 ستمبر کو وعدہ پورا نہ ہوا تو مظاہرے کیے جائیں گے: مرکزی مجلس عمل

بہاول نگر، ۲۱/اگست (نمائندہ خصوصی) گذشتہ شب یہاں عید گاہ گراؤنڈ میں ایک عظیم الشان جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے مجلس عمل کے مرکزی ارکان نواب زادہ نصر اللہ خاں،

علامہ سید محمود احمد رضوی، ملک محمد قاسم، عبدالرشید قریشی، اور علامہ احسان الٰہی ظہیر نے اعلان کیا کہ مسلمانان پاکستان اپنے مطالبات تسلیم کرانے کے لیے پُرامن جدوجہد جاری رکھیں گے اور اگر ۷ ستمبر کو وزیراعظم بھٹو نے اپنے وعدے کے مطابق قوم کی توقعات کو پورا نہ کیا تو عوام اسلام آباد اور لاڑکانہ میں مظاہرہ کریں گے۔ نواب زادہ نصراللہ خان نے خطاب کرتے ہوئے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ ملک بھر میں گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے اور جیلوں میں علماء اور کارکنوں پر ظلم و تشدد کیا جا رہا ہے۔ حکومت کو یہ فسطائی طریقے ترک کر دینے چاہییں۔

۲۵ اگست ۱۹۷۴ء

مرزا ناصر احمد پر جرح مکمل ہوگئی

اسلام آباد، ۲۴ راگست (اپ پ) پورے ایوان پر مشتمل قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے آج انجمن احمدیہ ربوہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر اپنی جرح مکمل کر لی ہے۔ کمیٹی نے آج دو اجلاس منعقد کیے جو قریباً سات گھنٹے جاری رہے۔ گواہ پر جرح کل گیارہ روز جاری رہی۔ کمیٹی کا اجلاس اب منگل کو ۲۷ راگست کو ہوگا۔ اجلاس کی حتمی تاریخ کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

قادیانی مسئلے کا فیصلہ لازماً 7 ستمبر کو کر دیا جائے گا: مولانا کوثر نیازی

کراچی، ۲۴ راگست (اپ پ) وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات و اوقاف و حج مولانا کوثر نیازی نے کہا ہے کہ قومی اسمبلی قادیانی مسئلے کا فیصلہ ۷ ستمبر کی مقررہ تاریخ پر لازماً کر دے گی۔ قادیانی مسئلے کو جمہوری انداز میں اسلام کے اُصولوں کے عین مطابق مطلع کر دیا جائے گا۔ یہ حل ایسا ہوگا جس سے پاکستان کے وقار میں اضافہ ہوگا۔ ختم نبوت پر ایمان کی اَساس ہے اور قومی اسمبلی اپنے فیصلہ میں اسے مکمل آئینی تحفظ دے گی۔

۲۶ اگست ۱۹۷۴ء

میں قادیانی نہیں ہوں: خورشید حسن میر

لاہور، ۲۵ر اگست (سٹاف رپورٹر) وفاقی وزیر بے محکمہ مسٹر خورشید حسن میر نے آج یہاں ٹاؤن ہال میں منعقدہ ایک مجلس مذاکرہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ان کے خلاف بعض لوگوں نے اس اُمر کی جھوٹی مہم چلا رکھی ہے کہ وہ قادیانی ہیں حالاں کہ ان کے خاندان میں دس پشتوں تک بھی کوئی قادیانی نہیں گزرا اور نہ ہی اب ہے۔

۲۷ اگست ۱۹۷۴ء

خصوصی کمیٹی کی کارروائی پر اپوزیشن کا اظہار اطمینان

گجرات، ۲۶ر اگست (نمائندہ خصوصی) ارکان قومی اسمبلی مولانا مفتی محمود اور چودھری ظہور الٰہی نے کہا ہے کہ ہم قادیانی مسئلہ کے بارے میں قومی اسمبلی کی کارروائی سے مطمئن ہیں اور اگر حکومت کی نیت میں کوئی فرق محسوس کیا تو وہ اسمبلی سے باہر آجائیں گے وہ گزشتہ رات یہاں مسجد کالی دروازہ میں مجلس ختم نبوت کے زیر اہتمام جلسۂ عام سے خطاب کر رہے تھے۔ مفتی محمود نے کہا کہ وزیر اعظم بھٹو کو اپنی پارٹی کے اراکین قومی اسمبلی کو ختم نبوت کے مسئلہ پر پارٹی ڈسپلن سے آزاد نہیں کرنا چاہیے بل کہ ان کو ختم نبوت کے حق میں فیصلہ کا پابند بنانا چاہیے۔

۳۰ اگست ۱۹۷۴ء

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا علماء کنونشن

لاہور، ۲۹ر اگست (نمائندہ خصوصی) مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے صدر صاحب زادہ فیض القادری اور سیکرٹری مسٹر بارک اللہ خان ایڈووکیٹ نے بتایا کہ یکم ستمبر کی صبح کو علماء کا کنونشن

شیر انوالہ گیٹ میں منعقد ہو رہا ہے۔ دوسری نشست شام چار بجے سے ساڑھے پانچ بجے تک ہو گی۔ اس کے بعد بادشاہی مسجد میں ایک جلسہ ہو گا جس میں سندھ، بلوچستان، سرحد اور پنجاب کے پونے چار سو مندوبین شریک ہو رہے ہیں۔ پہلی نشست میں ملک میں بڑھتی ہوئی فحاشی، رقص وسرود اور بے حیا فلمیں دکھانے کے بارے میں غور کیا جائے گا کیوں کہ اس صورت حال سے پاکستان میں لادینیت کو فروغ مل رہا ہے وہ آج یہاں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ صاحب زادہ فیض القادری اور مسٹر بارک اللہ خاں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان کے تمام دینی فرقوں کے اتحاد کا مظاہرہ بھی یہاں ہو چناں چہ شرکت کرنے والوں میں تیس (30) سے زائد علماء شامل ہوں گے جن میں مختلف سیاسی پارٹیوں اور دوسرے رہنماؤں میں مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا غلام علی اوکاڑوی، مولانا مفتی محمود، مولانا عبیداللہ انور، مولانا عبداللہ درخواستی، پیر پگاڑو شریف، چودھری ظہور الٰہی، ملک محمد قاسم، پروفیسر غفور احمد، مسٹر محمد اعظم فاروقی، نواب زادہ نصر اللہ، مسٹر حمزہ، رانا حاجی ظفر اللہ، حاجی محمد سرفراز، شبیر صدیقی، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا جان محمد عباسی، چودھری غلام جیلانی، چودھری ثناء اللہ بھٹہ، مولانا ابوذر بخاری، مولانا عبدالقادر روپڑی، مولانا احسان الٰہی ظہیر، میاں فضل حق، سید مظفر علی شمسی، مولانا اظہر حسین زیدی، خواجہ قمر الدین سیالوی، صاحب زادہ غلام معین الدین شاہ، مولانا عبدالباری، مولانا خان محمد کندیاں شریف اور میاں جمیل احمد شرقپوری شامل ہیں۔

ملتان میں مجلس عمل کا کنونشن

ملتان، ۲۹ راگست (نمائندہ خصوصی) تحریک ختم نبوت کی مجلس عمل کے صدر مولانا سید محمد یوسف بنوری اور سید مظفر علی شمسی آج صبح بہ ذریعہ طیارہ کراچی سے ملتان پہنچے۔ ہوائی اڈہ سے مولانا یوسف بنوری بہاول پور روانہ ہو گئے جب کہ سید مظفر علی شمسی ملتان میں ۳۰ راگست کو ہونے والے کنونشن کے انتظامات کے لیے یہاں رہ گئے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کا کنونشن کل صبح ساڑھے آٹھ بجے ختم نبوت کے دوسرے رہنماؤں کی آمد سے شروع ہوگا۔ نماز جمعہ عیدگاہ ملتان میں ادا کی جائے گی۔ صبح ۹ بجے تا ۱۱ بجے دوپہر مندوبین کا خصوصی اجلاس مدرسہ قاسم العلوم میں ہوگا۔ نماز جمعہ کے بعد مولانا محمد یوسف بنوری، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا مفتی محمود، نواب زادہ

نصر اللہ خاں، مولانا محمد اجمل، مولانا تاج محمود، صاحب زادہ فیض القادری، سید ابوذر غفاری، مولانا عبدالمجید ندیم اور دوسرے رہنما جلسۂ عام سے خطاب کریں گے۔

۳۱ اگست ۱۹۷۴ء

مجلس عمل ختم نبوت کا کنونشن

بہاول پور، ۳۰ راگست (نامہ نگار) مجلس عمل ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقدہ کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد یوسف بنوری نے اپنے اس عزم کو دہرایا کہ قادیانیوں کے خلاف اس وقت تک تحریک جاری رہے گی جب تک مجلس عمل کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ اُصولوں پر کسی قسم کی سودے بازی ہرگز نہیں کی جائے گی۔ حکومت اس معاملے میں فریق نہیں ہے۔ ہماری اپیل یہ ہے کہ حکمران جماعت ہمارا مطالبہ پورا کرے اور دستور میں عوام کی خواہشات کے مطابق ترمیم کی جائے۔

یکم ستمبر ۱۹۷۴ء

مسلمان ختم نبوت کے مسئلے پر ہوش کا دامن نہ چھوڑیں: پیر پگاڑو

لاہور، ۳۱ راگست (چیف رپورٹر) پاکستان مسلم لیگ کے صدر جناب پیر پگاڑو نے مسلمانوں کو تلقین کی ہے کہ وہ ختم نبوت کے مسئلہ پر ہوش کا دامن نہ چھوڑیں اور جوش میں آ کر امن وامان کا مسئلہ پیدا نہ کریں اور نہ (پیدا) ہونے دیں۔ پیر صاحب آج یہاں مسلم لیگ ہاؤس میں جماعت کے کارکنوں سے خطاب کر رہے تھے۔ پیر صاحب نے کہا کہ ختم نبوت کا مسئلہ پیدا کیا گیا ہے لیکن آپ نے جن لوگوں کے ہاتھ اس تحریک کی باگ ڈور دی ہے وہ اسے صحیح طور پر سُلجھا لیں گے، مسلمانوں کو ان کی قیادت سے مطمئن رہنا چاہیے۔

مرزا ناصر احمد قومی اسمبلی کمیٹی کے سوالات سے گھبرا گئے: نورانی

سرگودھا، ۳۱ راگست (نمائندہ خصوصی) جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ و رکن قومی اسمبلی

مولانا شاہ احمد نورانی نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ قادیانی مسئلے کو امت مسلمہ کی خواہشات کے مطابق حل کر کے شکوک وشبہات کو دُور کرے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے یہ بات بلاک نمبر ۱۲ میں ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے کہی۔ انھوں نے مجلس عمل کے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ پُرامن جدوجہد جاری رکھیں۔ آج جب مولانا شاہ احمد نورانی سرگودھا پہنچے تو سرگودھا سے سات میل باہر ان کا شان دار استقبال کیا گیا اور ان کو ٹرکوں، بسوں اور سکوٹروں پر سوار سینکڑوں افراد کے جلوس کے ساتھ شہر لایا گیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے گکھڑ منڈی میں بھی عوام سے خطاب کیا۔ ہمارے نامہ نگار کی اطلاع کے مطابق انھوں نے وہاں بھی حکومت پر زور دیا ہے کہ قادیانی مسئلہ عوام کی خواہشات کے مطابق ۷ رستمبر کو حل کر دیا جائے ورنہ عوام مضطرب ہو کر میدان میں نکل آئیں گے۔ جامع مسجد پیر حضرت عبداللہ شاہ گکھڑ میں دارالعلوم سلطانیہ رضویہ کے چھٹے سالانہ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو ختم کرنے کے لیے انگریز نے یہ پودا کاشت کیا تھا جس کی پاکستان کے سابق حکمران بھی آبیاری کرتے رہے ہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ اسے جڑ سے اُکھاڑ پھینکا جائے۔ انھوں نے کہا کہ اگر حکومت قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دے تو مسلمانوں اور حکومت کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اقلیتی فرقہ کی حیثیت سے ان کے جان و مال کی حفاظت کرے۔ انھوں نے کہا کہ قومی اسمبلی کے ارکان کو مرزا ناصر احمد سے براہ راست سوالات پوچھنے کی اجازت نہ تھی بل کہ انھیں تین روز پہلے اپنے سوالات لکھ کر اٹارنی جنرل کو دینا ہوتے تھے۔ انھوں نے کہا کہ مرزا ناصر احمد ہمارے سوالات سے اس قدر بوکھلا اُٹھے کہ وہ یہ کہتے سنے گئے کہ میں تنگ آچکا ہوں، سوالات کا سلسلہ کب ختم ہوگا۔ انھوں نے کہا کہ قادیانیوں کے ساتھ سوشل بائیکاٹ جائز ہے۔ انھوں نے توقع ظاہر کی حکومت ۷ رستمبر کو اس مسئلہ کو مسلمانوں کی خواہشات کے مطابق حل کر دے گی۔

فرقہ وارانہ مواد کی اشاعت پر پابندی کے حکم میں توسیع

لاہور، ۳۱ راگست (اپ پ) حکومت پنجاب نے گزشتہ ۲۰ جولائی کو ڈیفنس آف پاکستان رولز کی دفعہ ۵۴ کے تحت جو حکم جاری کیا تھا اس میں مزید ۱۵ دن کی توسیع کر دی گئی ہے۔ اس حکم کے تحت کسی بھی تبصرہ، اظہار خیال، بیان، رپورٹ، تصویر، کارٹون یا اور کسی نمایاں چیز کے علاوہ جس سے فرقہ وارانہ یا مذہبی مسائل کی اشاعت پر پابندی لگائی گئی۔ اس حکم میں توسیع

اس لیے کی گئی ہے کیوں کہ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی ابھی تک احمدیہ مسئلے پر غور کر رہی ہے، اس حکم کا اطلاق تمام چھاپے خانوں، اخبارات، رسائل، جرائد، کتابوں، کتابچوں، پوسٹروں اور اشتہارات پر ہوتا ہے جو مختلف فرقوں اور مذاہب کے درمیان نفرت وعداوت پھیلانے کا مواد سنسر کرائے بغیر شائع نہیں ہو سکے گا۔

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس

اسلام آباد، ۳۱ راگست (اپ پ) قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے آج مختلف قراردادوں پر بحث جاری رکھی۔ اجلاس صبح اور شام چھ گھنٹے تک جاری رہا۔ کمیٹی کا آئندہ اجلاس پیر کو صبح دس بجے ہوگا۔

محمد اقبال اظہری گرفتار کر لیے گئے

لاہور ۳۱ راگست، انجمن طلبائے اسلام صوبہ پنجاب کے ایک پریس ریلیز کے مطابق محمد اقبال اظہری ناظم انجمن طلبائے اسلام صوبہ پنجاب کو گزشتہ روز لیاقت پور میں گرفتار کر لیا گیا۔ ان کی گرفتاری لیاقت پور میں ایک جلسہ عام میں قابل اعتراض تقریر کرنے کی بنا پر زیر دفعہ ۱۶ تحفظ امن عامہ کے تحت عمل میں آئی ہے۔

۲ ستمبر ۱۹۷۴ء

عقیدۂ ختم نبوت کی ہر قیمت پر حفاظت کی جائے گی

لاہور، یکم ستمبر (رپورٹ: عبدالقادر حسن، محمد حسین ملک) مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام آج رات بادشاہی مسجد میں ایک تاریخی جلسہ عام منعقد ہوا جس سے خطاب کرنے والے ممتاز دینی وسیاسی راہنماؤں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ 7 ستمبر کو حسب وعدہ قادیانیوں کے مسئلے کے بارے میں قومی اسمبلی کے فیصلہ کا اعلان کر دے۔ یہ فیصلہ مسلمانوں کی خواہشات اور عقائد کے مطابق ہونا چاہیے۔ حکومت نے جب یہ مسئلہ قومی اسمبلی کے سپرد کیا ہے تو اسے عوام کے منتخب نمائندوں کی اکثریت کا فیصلہ بھی قبول کر لینا ہوگا۔ اگر اسمبلی یا حکومت نے فیصلہ مسلمانوں کی خواہشات کے مطابق نہ کیا تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ قومی اسمبلی کا

بائیکاٹ کر دیا جائے گا اور ناموس رسالت کے پروانے حصول مقصد کے لیے باقاعدہ تحریک کا آغاز کریں گے۔ مقررین نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ قومی اسمبلی کو منکرین ختم نبوت کے بارے میں یہ فیصلہ اکثریت کے بل بوتے پر نہیں بل کہ سوادِ اعظم کی خواہشات کے مطابق کرنا چاہیے۔ یہ بھی اعلان کیا گیا کہ مسلمان عقیدۂ ختم نبوت کی ہر قیمت پر حفاظت کریں گے اور اس کے لیے ہر طرح کی قربانی دینے پر تیار ہوں گے۔ بادشاہی مسجد میں تاریخی جلسہ تقریباً پونے نو بجے رات شروع ہوا۔ مسجد میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی، لوگ رات گیارہ بجے تک بھی باہر سے آتے رہے۔

قومی اسمبلی کے رکن جناب عبدالمصطفیٰ الازہری نے اپنی تقریر میں کہا کہ اگر حزب اختلاف کی طرف سے قادیانیوں کے بارے میں پیش کردہ قرارداد منظور نہ کی گئی تو حزب اختلاف قومی اسمبلی سے قطعی طور پر واک آؤٹ کر جائے گی۔ قادیانیوں کو پاکستان میں اقلیت قرار دینا ہوگا۔ انگریزوں نے مرزائیوں کو مسلمانوں میں پھوٹ ڈلوانے کے لیے استعمال کیا اور یہ فرقہ انگریزوں کی پیداوار ہے۔

......حکومت کو آج بادشاہی مسجد کے اجتماع سے عوامی خواہشات کا اندازہ کر لینا چاہیے۔ آج اسلام کی کشتی کی ناخدائی مسلمان عوام کے ذمہ ہے۔

اس موقع پر مولانا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے سامعین جلسہ نے ہاتھ اٹھا کر اس بات سے اتفاق کیا کہ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے اور قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔

مولانا گلزار احمد مظاہری نے کہا کہ ۷ ستمبر کو وزیر اعظم بھٹو عوامی خواہشات کے برعکس کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے اگر انھوں نے فیصلہ خواہشات کے برعکس کیا تو ہم تحریک چلائیں گے۔

مولانا غلام علی اوکاڑوی نے اپنی تقریر میں کہا کہ عوام کو مرکزی مجلس عمل کے ہر فیصلہ کی پابندی کرنی چاہیے اور جو تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں شروع کی گئی ہے اسے پورے ملک میں پھیلا دیا گیا ہے۔ اگر قادیانیوں کو اقلیت قرار نہ دیا گیا تو پھر زیادہ ٹھوس قدم اٹھایا جائے گا۔

مفتی مختار احمد نے اپنی تقریر میں کہا کہ ابلاغ عامہ کے سرکاری ذرائع کو اس عظیم الشان جلسہ کی خبریں دینے سے روک دیا گیا ہے جو سراسر زیادتی اور آزادیٔ تحریر وتقریر پر پابندی کے مترادف ہے۔

مولانا عبدالقادر نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہمیں ناموس رسالت کا تحفظ ہر قیمت پر کرنا ہو

گا۔ ارباب حکومت کو یہاں آ کر بادشاہی مسجد میں عوام کے جذبات کا اندازہ کرنا چاہیے۔

مجلس عمل گجرات کے رہنما مولانا عنایت اللہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ آج کا اجتماع اس بات کا ثبوت ہے کہ پاکستان میں منکرین ختم نبوت کو اقلیت قرار دینے کا وقت آن پہنچا ہے۔ یہ مسئلہ ہمارے ایمان اور دین اسلام کی عظمت کا مسئلہ ہے۔ مسلمان سب کچھ قربان کر سکتا ہے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس و حرمت پر کوئی حرف برداشت نہیں کر سکتا۔ مسلمان کی سب سے بڑی دولت عشق رسول ہے۔

مولانا عبدالقادر روپڑی نے اپنی تقریر میں کہا کہ ختم نبوت کا مسئلہ تو پہلے سے حل شدہ ہے لہذا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی ماننے والا شخص کسی صورت بھی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اگر ۷ ستمبر کو حسب وعدہ اور حسب خواہش فیصلہ نہ ہوا تو مرکزی مجلس عمل کے ہر فیصلہ کی ہم پابندی کریں گے۔ اگر اسمبلی نے بھی مسلمانوں کی منشا کے خلاف فیصلہ دیا تو اسے بھی کسی صورت تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

رہبر کمیٹی کے ممبر اور قومی اسمبلی کے رکن مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنی تقریر میں کہا کہ منکرین ختم نبوت کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ مجلس عمل کا نہیں بل کہ پاکستان کے عوام کا ہے۔ یہ مطالبہ عالم اسلام کی ان تمام تنظیموں کا ہے جو اپریل ۱۹۷۴ء میں مکہ مدینہ میں جمع ہوئی تھیں۔ ہم بھی انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ اس لیے کر رہے ہیں کہ ان کی جانیں اور مال محفوظ ہوں بہ صورت دیگر مسلمان منکرین ختم نبوت کے ساتھ ایسا سلوک کریں گے جو عہد ابو بکر (رضی اللہ عنہ) میں منکرین ختم نبوت کے ساتھ ہوا تھا۔ اگر حکومت اس نازک بات کو نہیں سمجھتی تو پھر نتائج کے لیے تیار رہے۔ اگر حکومت نے منکرین ختم نبوت کو غیر مسلم اقلیت قرار نہ دیا تو پھر خود حکومت کی نیت پر بھی شبہ ہونے لگے گا۔ مجلس عمل عن قریب اس سلسلہ میں اپنے فیصلہ کا اعلان کرے گی۔ مسلمانوں کو عقیدہ ختم نبوت کی ہر قیمت پر حفاظت کرنا ہوگی۔ مسلمان حکومت کے کسی غلط فیصلہ کو تسلیم نہیں کرے گی۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر نے کہا کہ آج کا اجتماع یہ اعلان کرنے کے لیے منعقد ہوا ہے کہ مسلمان تحفظ ختم نبوت کے لیے اپنی جانیں بھی نچھاور کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ایسے وقت میں خیبر سے کراچی تک کے مسلمان یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ منکرین ختم نبوت کو غیر مسلم قرار دیا جائے

حکومت نے سات ستمبر حتمی فیصلہ کی تاریخ مقرر کی ہے پاکستان کے مسلمان اس بات کے منتظر ہیں کہ حکومت اس مسئلہ کا تصفیہ کرے۔ اگر حکومت نے ایسا نہ کیا تو پھر عوام کا ردعمل بڑا سخت ہو گا۔

مولانا عبدالحق رکن قومی اسمبلی نے کہا کہ ۱۴ جون کو ملک گیر ہڑتال اور پھر آج کی تاریک رات میں یہ عظیم الشان اجتماع مسلمانوں کے ایک اہم مسئلہ پر مکمل اتحاد کی علامت ہے اور مسلمان سات ستمبر کا انتظار کر رہے ہیں۔ فیصلہ خواہشات کے مطابق نہ ہوا تو ہم جان و مال قربان کر دیں گے۔

مولانا عبدالستار خان نیازی نے کہا کہ یہ ختم المرسلینؐ کا معجزہ ہے کہ قوم متحد ہو چکی ہے۔ ختم نبوت کا عقیدہ محض اُخروی نجات کا ذریعہ نہیں ہے بل کہ دنیا میں بھی مسلمان اس عقیدے کی بدولت خدا کے غضب سے بچ سکتے ہیں۔ آج کا اجتماع اندھوں کو آنکھیں دینے، بہروں کو کان دینے اور بے شعور لوگوں کو شعور دینے کے لیے کافی ہے۔

دنیا کی کوئی طاقت منکرین ختم نبوت کو پناہ نہیں دے سکتی۔ حکومت کی جانب سے یہ کہا جا رہا ہے کہ قومی اسمبلی کا فیصلہ قومی اجتماع کی حیثیت رکھتا ہے، یہ کہنا صحیح نہیں۔ قوم نے ۱۴ جون کو ہڑتال کر کے ثابت کر دیا تھا کہ مسلمان منکرین ختم نبوت کو کسی صورت بھی اپنی صفوں میں شامل نہیں کرنا چاہتے۔ آج قوم عشق رسولؐ کی بدولت ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو چکی ہے۔ ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ بیچ میں سے ہٹ جائے تو ملت تباہ ہو جائے گی۔

مولانا فرید الحق (قادری) نے کہا کہ ۱۴ جون کو مکمل ہڑتال کر کے عوام نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ وہ تحفظ ختم نبوت کے لیے ہر جگہ متحد ہیں۔ مسلمان کی تعریف ہی یہ ہے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتا ہو۔ یہی بات ہمارے آئین میں بھی ہے۔ وزیراعظم و صدر کے حلف میں بھی یہ الفاظ ہیں۔ ہم نے مسلمانوں کو کافر کہنے والوں کا محاسبہ نہ کیا تو یہ فتنہ جڑ پکڑ جائے گا اور پھر ایک دن آئے گا جب یہ فتنہ اسلام کے لیے سب سے بڑا خطرہ بن جائے گا۔

قومی اسمبلی کے رکن چودھری ظہور الٰہی نے پنجاب کے عوام سے اپیل کی کہ وہ متحد ہو کر ملک کو بچانے کی فکر کریں۔ آدھا ملک ختم ہو گیا ہے اور جو باقی ہے اس کے بارے میں سب کو

تشویش ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مسجدوں کو سیاسی اکھاڑہ نہ بنایا جائے لیکن ایک مسلمان ملک میں مسلمانوں کے تمام مسائل مساجد میں طے پاتے ہیں البتہ اگر سیاست دھوکہ بازی، غنڈہ گردی اور جھوٹ کی ہو تو واقعی مساجد اس کی جگہ نہیں ہیں۔ آج مسلمان متحد ہیں ہم اسمبلی کے ارکان اس فیصلہ کے لیے جان لڑا دیں گے لیکن عوام وعدہ کریں کہ وہ پُرامن رہیں گے۔ کسی کو غدار نہ کہیں گے اور پاکستان میں اسلامی قوانین کے نفاذ کی جدوجہد کریں گے۔

پیر صاحب سیال شریف (شیخ الاسلام) خواجہ قمر الدین سیالوی نے مطالبہ کیا کہ منکرین ختم نبوت کو مرتد قرار دیا جائے۔ حکومت ختم نبوت کو تسلیم کرتی ہے لیکن ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ ایک خاص فرقہ کو اقلیت قرار دیا جائے۔ جس عوام نے بھٹو کو ''قائد عوام'' بنایا ہے وہی مطالبہ کرتے ہیں کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔

نواب زادہ نصر اللہ خاں نے کہا کہ انگریز نے بھی مساجد پر پابندی نہ لگائی تھی۔ تحریک ختم نبوت کے دوران علماء کی جو توہین کی گئی جس طرح تشدد ہوا اور مساجد کی بے حرمتی کی گئی اس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ الزام بالکل غلط ہے کہ کچھ لوگ تحریک سے سیاسی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی کا بیان

لاہور، یکم ستمبر (سٹاف رپورٹر) جماعت اسلامی کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے کہا ہے کہ اگرچہ منکرین ختم نبوت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی جو جدوجہد شروع کی گئی ہے وہ بروقت نہیں اور میں اسے بہت بعد از وقت سمجھتا ہوں۔ یہ تحریک پاکستان بھر کے مسلمانوں کے کامل اتحاد اور اتفاق کی مظہر ہے اور ماہ مئی کے حادثہ ربوہ پر مسلمانوں کا ردعمل بالکل فطری ہے۔ انہوں نے آج بادشاہی مسجد کے تاریخی جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اس تحریک کو قطعی فیصلے تک پہنچائے بغیر ہرگز نہ چھوڑیں اور ملک کی حکومت اور ارکان اسمبلی بھی سیاسی اغراض اور مصلحتوں کو بھول کر وہ فیصلہ کریں جو ان کے دین اور ایمان کے مطابق ہو۔ اس موقع پر مولانا نے جو تقریر کی اس کا باقی حصہ سنسر کے بعد ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے:

''یہ معاملہ جو اس وقت اسمبلی میں زیر بحث ہے اپنے اندر کوئی پیچیدگی نہیں رکھتا بلکہ کھلے آسمان کی طرح صاف اور واضح ہے جس شخص کو دین کی معمولی واقفیت بھی ہو وہ جانتا ہے کہ اسلام میں نبوت ایک فیصلہ کن چیز ہے۔ ربوہ کا حادثہ اسی پس

منظر میں پیش آیا ہے۔ ہزار ہزار شکر ہے اس خداوند عظیم کا کہ اس تنبیہ پر پاکستان کے علما و مشائخ، سیاسی لیڈر اور عام مسلمان بھی پوری طرح بیدار ہو گئے اور حکومت بھی بروقت اس کی طرف متوجہ ہو گئی جیسا کہ صمدانی ٹریبونل کے قیام، مسٹر بھٹو کی ۱۳ جون والی تقریر اور پوری قومی اسمبلی کے ایک کمیٹی کی صورت میں اس مسئلے کے حل کی کوشش میں لگ جانے سے ظہور ہوتا ہے۔ اس موقع پر میں چند ضروری تجاویز پیش کرتا ہوں جن سے میرے نزدیک یہ مسئلہ بہ خوبی حل کیا جاسکتا ہے:

ا۔ میری پہلی تجویز یہ ہے کہ پاکستان کے دستور کی دفعہ ۲ میں جو ریاست کا مذہب اسلام قرار دیتی ہے حسب ذیل دو شقوں کا اضافہ کیا جائے۔

ا۔ اللہ کی توحید: تمام انبیاء کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننا، تمام کتب الٰہیہ کے بعد قرآن کو اللہ کی آخری کتاب تسلیم کرنا اور آخرت پر ایمان رکھنا اسلام کے لازمی بنیادی عقائد میں جن میں سے کسی ایک کا انکار بھی کفر ہے۔

۲۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص نبی ہونے کا دعوی کرے اور ایسے مدعی کو جو شخص اپنا مذہبی پیشوا مانے وہ کافر اور خارج از اسلام ہے۔

گذشتہ ماہ مئی کے حادثہ ربوہ پر مسلمانوں میں جو ردعمل واقع ہوا اور منکرین ختم نبوت کو امت محمدیہ سے الگ کرنے کے لیے پاکستان کے تمام مسلمانوں نے کامل اتحاد و اتفاق کے ساتھ جو جدوجہد شروع کی وہ اگرچہ بالکل ایک فطری امر ہے مگر میں اس کو بروقت نہیں بل کہ بہت بعد از وقت سمجھتا ہوں۔ اس لیے میں عام مسلمانوں سے کہتا ہوں کہ جو تحریک انہوں نے شروع کی ہے اسے ایک قطعی فیصلے تک پہنچائے بغیر ہرگز نہ چھوڑیں اور ملک کی حکومت اور قومی اسمبلی سے بھی کہتا ہوں کہ وہ خدا کے حضور اپنی جواب دہی یاد رکھیں۔ سیاسی اغراض و مصالح کو بھول جائیں اور پوری ایمان داری کے ساتھ وہ فیصلہ کریں جو عین ان کے دین وایمان کے مطابق ہے۔

یہ معاملہ جو اس وقت اسمبلی میں زیر بحث ہے اپنے اندر کوئی پیچیدگی نہیں رکھتا بل کہ کھلے آسمان کی طرح صاف اور عیاں ہے۔ جس شخص کو دین کی معمولی واقفیت بھی

حاصل ہو وہ جانتا ہے کہ اسلام میں نبوت ایک فیصلہ کن چیز ہے۔

اس کے بعد یہ ضروری ہے کہ قومی اسمبلی ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت کو حسب ذیل تدابیر جلدی سے جلدی اختیار کرنے کا مشورہ دے:

۱۔ تمام ملازمین حکومت سے ایک ڈیکلریشن فارم پُر کرایا جائے جس میں ہر ملازم یہ واضح کرے کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتا ہے یا نہیں۔

۲۔ جو شخص غلط ڈیکلریشن دے اس کی غلط بیانی جس وقت بھی ظاہر ہو اسی وقت اس کو ملازمت سے الگ کر دیا جائے اور اس کے تمام حقوق جو سرکاری ملازمت کی بنا پر اسے حاصل ہوں۔ ساقط کر دیے جائیں اور اس کو آیندہ ہر ملازمت کے لیے نااہل قرار دیا جائے۔

۳۔ شناختی کارڈوں اور پاسپورٹوں میں بھی ان کے لیے ان کے نام کے ساتھ ان کے مذہب کی بھی تصریح کی جائے۔

۵۔ تمام کلیدی اسامیوں سے اس گروہ کے افراد کو ہٹا دیا جائے۔

۶۔ سرکاری ملازمتوں میں اس گروہ کے لوگوں کا تناسب ان کی آبادی کے مطابق کر دیا جائے اور تناسب سے بہت زیادہ مناصب ان کو دے کر مسلمانوں کے ساتھ جو بے انصافی کی جاتی رہی ہے اس کا تدارک کیا جائے۔

۷۔ ربوہ کی زمین جن شرائط پر انہیں دی گئی ہے ان پر نظر ثانی کی جائے اور مفاد عامہ کو ملحوظ رکھ کر از سر نو شرائط مقرر کی جائیں نیز اگر یہ ثابت ہو کہ انہوں نے گرانٹ کی شرائط کی خلاف ورزی کی ہے تو اس گرانٹ کو منسوخ کر دیا جائے۔

۸۔ ربوہ کو جسے انہوں نے ریاست در ریاست بنا رکھا ہے۔ کھلا شہر قرار دیا جائے اور وہاں سب کو جائیداد حاصل کرنے، سکونت اختیار کرنے یا کاروبار کرنے کے پورے مواقع دیے جائیں۔

ایسی قرارداد پاس ہونے کے بعد اگر حکومت اس پر مستعدی کے ساتھ انتظامی کارروائی کرے تو ملک بہت جلد ان خطرات سے محفوظ ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ میں وزیراعظم صاحب

سے دو گزارشیں اور کروں گا، ایک یہ کہ صمدانی رپورٹ کو بلاکم وکاست شائع کردیں۔ دوسرا یہ کہ ختم نبوت کی تحریک پر جو بے جا پابندیاں ملک میں لگائی گئی ہیں، جو گرفتاریاں تحریک کو روکنے کے لیے عمل میں لائی گئی ہیں اور پریس کا گلا گھونٹنے کے لیے جو کچھ کیا گیا ہے اس پورے سلسلے کو انہیں فوراً ختم کر دینا چاہیے کیوں کہ یہ سب کچھ ان کی ۱۴ جون والی تقریر کی روح اور معنی کے بالکل خلاف ہے۔

مولانا مودودی کی تقریر کے دوران ہنگامہ

لاہور، یکم ستمبر (چیف رپورٹر) بادشاہی مسجد میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے اجتماع میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تقریر کے دوران سخت بدنظمی کا مظاہرہ ہوا جس کی وجہ سے علیل مولانا مودودی کی تقریر کا سلسلہ منقطع کرنا پڑا اور انہوں نے اپنی لکھی ہوئی تقریر اخباری نمائندوں کے سپرد کر دی۔ مولانا مودودی نے گیارہ بج کر پانچ منٹ پر تقریر شروع کی اور کہا کہ وہ اس قدر علیل ہیں کہ خلاف معمول وہ تقریر لکھ کر لائے ہیں۔ ان کو تقریر کرتے ہوئے چند منٹ گزرے تھے کہ مولانا مفتی محمود مسجد کے صدر دروازے سے داخل ہوئے۔ اس سے قبل تمام رہنما مسجد کے شملہ روڈ کی طرف کے بغلی دروازے سے آ رہے تھے۔ مفتی محمود کے ساتھ چند شرپسند لوگ سٹیج پر پہنچ گئے جنہوں نے نعرہ بازی شروع کر دی۔ یہ لوگ مجلس عمل کی کسی جماعت کے کارکن نظر نہیں آتے تھے۔ سٹیج پر اس قدر ہنگامہ ہوا کہ مولانا مودودی کو بہ مشکل کرسی سے اٹھا کر مسجد کے اندر لے جایا گیا۔ کوئی پون گھنٹہ تک یہ ہلڑ بازی جاری رہی جس پر بڑی مشکل سے قابو پایا جا سکا۔ اس کے بعد یہ شرپسند مسجد کے صحن میں چلے گئے جہاں وہ ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے رہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بارہ بجے کے قریب مسجد کا صحن خالی ہونا شروع ہو گیا اور کوئی نصف گھنٹہ میں آدھا صحن اس ہنگامے کی وجہ سے مسجد سے چلا گیا کیوں کہ سٹیج پر اور مسجد کے صحن میں شور وغل کی وجہ سے سامعین کو مقررین کی آواز صاف سنائی نہ دیتی تھی۔

ہنگامہ فرو ہونے کے بعد نواب زادہ نصر اللہ خاں نے خطاب کیا اور ہنگامہ کی سخت مذمت کی۔ شرپسند عناصر نے اس ہڑبونگ کو جماعت اسلامی اور جمعیت علماء اسلام کے کارکنوں میں رقابت چپقلش کا رنگ دینے کی بھی کوشش کی چناں چہ ٹھیک ایک بجے جب مفتی محمود کی تقریر کا اعلان ہوا تو پھر زبردست ہنگامہ ہو گیا۔ چند نوجوان ''پیر مودودی'' کے نعرے لگاتے ہوئے سٹیج

کی طرف آئے جس سے سٹیج پر بیٹھے ہوئے لوگ اور سامعین اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ان لوگوں نے مفتی محمود کو تقریر نہ کرنے دی۔ خاکساروں نے ہنگامہ پر قابو پالیا اور مولانا مفتی محمود نے جلسہ سے مختصر خطاب کیا۔ مفتی محمود کی تقریر کے بعد جلسہ ختم کر دیا گیا۔

علماء کنونشن کا مطالبہ

لاہور، یکم ستمبر (سٹاف رپورٹر) آج جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ میں ملک بھر کے علما کا تاریخی کنونشن منعقد ہوا۔ صدارت مولانا محمد یوسف بنوری نے کی۔ کنونشن میں سیالکوٹ، جھنگ، ملتان، بہاول پور، بہاول نگر، راول پنڈی، گوجرانوالہ، جہلم، میانوالی، ڈیرہ غازی خان، رحیم یار خان، مظفر گڑھ، ساہیوال، گجرات اور کیمبل پور سے آئے ہوئے علماء کے مندوبین نے خطاب کیا۔ کنونشن میں منظور کردہ قراردادوں میں منکرین ختم نبوت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے، انہیں کلیدی اسامیوں سے ہٹانے اور قادیانیوں کا مسئلہ ہر حالت میں سات ستمبر کو عوامی خواہشات کے مطابق حل کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ ایک قرارداد میں کہا گیا کہ اگر سات ستمبر کو فیصلہ عوامی خواہشات کے مطابق حل نہ ہوا تو پورے ملک کے علماء حکومت کے خلاف تحریک چلائیں گے۔ ایک اور قرارداد کے ذریعہ ملک بھر میں ان گرفتار شدگان کو رہا کرنے کا مطالبہ کیا گیا جنہیں تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں کی گئی تقاریر کی پاداش میں گرفتار کیا گیا ہے۔

5 ستمبر کو تعلیمی سرگرمیوں کا بائیکاٹ

لاہور، یکم ستمبر (سٹاف رپورٹر) پنجاب سٹوڈنٹس کونسل کے چیئرمین مسٹر فرید احمد پراچہ نے ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ پنجاب کے طلبا اپنے اتحاد کا مظاہرہ کرنے کے لیے ۵ ستمبر کو تعلیمی سرگرمیوں کا بائیکاٹ کریں گے۔ یہ قدم اس لیے ہے تاکہ اگر ۷ ستمبر کو قادیانیوں کے بارے میں حکومت نے کوئی غلط فیصلہ کیا تو طلبا اسے کسی قیمت پر قبول نہیں کریں گے۔

۴ ستمبر ۱۹۷۴ء

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس

اسلام آباد، ۳ ستمبر (اپ پ) قادیانی مسئلے کے سلسلے میں قومی اسمبلی کے سارے ایوان

پر مشتمل جو خاص کمیٹی مقرر کی گئی ہے اس کا آج صبح بھی اجلاس ہوا اور پانچ گھنٹے تک قراردادوں کے مسودوں پر غور ہوتا رہا۔ کمیٹی کا آئندہ اجلاس جمعرات ۵ر ستمبر کو ہوگا۔ کل بھی اس کمیٹی کے اجلاس میں مجوزہ قراردادوں پر چھ گھنٹے تک بحث جاری رہی۔

محمد اقبال اظہری کی ضمانت پر رہائی

لاہور، ۳ر ستمبر: انجمن طلباء اسلام پنجاب کے پریس ریلیز کے مطابق انجمن طلباء اسلام پنجاب کے ناظم محمد اقبال اظہری کو ۳۰ر اگست کو لیاقت پور کے مقامی مجسٹریٹ نے ضمانت پر رہا کر دیا ہے۔

۵ ستمبر ۱۹۷۴ء

قادیانیوں کے بارے قرارداد کی منظوری بارے غور

اسلام آباد، ۴ر ستمبر (ریڈیو رپورٹ) وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے بتایا ہے کہ وہ قادیانی مسئلے پر اپنے رفقائے کار سے صلاح مشورہ کر رہے ہیں، اراکین قومی اسمبلی بھی اس سلسلے میں فیصلہ کن مشوروں میں مصروف ہیں اور سات ستمبر کو جس دن قومی اسمبلی قادیانیوں کے معاملے پر اپنی کارروائی مکمل کرلے گی وہ خود ایوان میں موجود ہوں گے۔ وزیر اعظم آج اسلام آباد کے ہوائی اڈے پر اخباری نمائندوں سے غیر رسمی گفتگو کر رہے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ قومی اسمبلی قادیانیوں کے مسئلے پر کوئی قرارداد منظور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو وزیر اعظم نے کہا کہ اس معاملہ پر غور کیا جا رہا ہے۔

متفقہ حل کی تلاش

ہمارے نمائندہ خصوصی کی اطلاع کے مطابق قادیانی مسئلے کا ایسا حل تلاش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے جو حکومتی پارٹی اور حزب اختلاف دونوں کے لیے قابل قبول ہو۔ معلوم ہوا ہے کہ ایسے حل کی تلاش لیے ایک مختصر سی کمیٹی بھی قائم کر دی گئی ہے جو متفقہ قرارداد مرتب کرنے کے سلسلے میں ضروری کام کر رہی ہے۔ مزید معلوم ہوا ہے کہ حکومتی پارٹی اور حزب اختلاف دونوں کو اس امر کا احساس ہے کہ ملک میں ہر حالت میں امن وامان اور خوش گوار فضا قائم رکھنا

انتہائی ضروری ہے۔ اس لیے اس امر کی کوشش کی جارہی ہے کہ قادیانی مسئلے کو اس طرح متفقہ طور پر حل کرلیا جائے کہ بعد میں کوئی ناخوش گوار ردعمل ظاہر نہ ہو اور یہ مسئلہ بھی سواد اعظم کی خواہش کے مطابق حل ہو جائے۔

۶ ستمبر ۱۹۷۴ء

سواد اعظم کی خواہشات کے مطابق قادیانی مسئلے کا قابل قبول حل تلاش کرلیا گیا

لاہور، ۵ ستمبر (عارف نظامی - نامہ نگار خصوصی) معلوم ہوا ہے کہ حکومتی پارٹی اور حزب اختلاف نے سواد اعظم کی خواہشات کے مطابق قادیانی مسئلہ کا ایسا متفقہ حل تلاش کرلیا ہے جو سب کے لیے قابل قبول ہوگا۔ انتہائی باخبر سیاسی حلقوں نے بتایا ہے کہ قادیانی مسئلے کا متفقہ حل تلاش کرنے کے لیے حزب اختلاف اور حکومتی پارٹی سے تعلق رکھنے والے ارکان پر مشتمل جو خصوصی کمیٹی قائم کی گئی تھی اس کے ارکان قادیانی مسئلے کے حل کے بارے میں پوری طرح مطمئن ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ ان ارکان کے مابین سواد اعظم سے متعلق اس کے حل کے بارے میں مکمل اتفاق رائے پایا جاتا ہے۔ سیاسی حلقوں کے مطابق ان ارکان نے افہام و تفہیم اور بھائی چارے کے ماحول میں جو حل تلاش کیا ہے وہ سواد اعظم کی توقعات سے بڑھ کر ہوگا۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومتی پارٹی اور حزب اختلاف کے ارکان پر مشتمل کمیٹی نے قادیانی مسئلے کے بارے میں متفقہ قرارداد مرتب کرلی ہے۔ کل کسی وقت کمیٹی کے ارکان وزیراعظم بھٹو سے ملاقات کریں گے اور قرارداد کے سلسلے میں ان کی منظوری حاصل کریں گے۔ کمیٹی میں حکومتی پارٹی کی نمائندگی وفاقی وزیر قانون، پارلیمانی اُمور و تعلیم مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ کررہے ہیں جب کہ پاکستان مسلم لیگ کی طرف سے چودھری ظہور الٰہی، پروفیسر عبدالغفور احمد (جماعت اسلامی)، مولانا شاہ احمد نورانی (جمعیت علمائے پاکستان)، مولانا مفتی محمود (جمعیت علمائے اسلام) اور مولا بخش سومرو آزاد ارکان قومی اسمبلی کی نمائندگی کررہے ہیں۔

خصوصی کمیٹی قراردادوں پر بحث کررہی ہے

اسلام آباد، ۵ ستمبر (اپ پ) قومی اسمبلی کے پورے ایوان کی خصوصی کمیٹی نے آج

قراردادوں پر غور جاری رکھا۔ اجلاس پانچ گھنٹے تک جاری رہا۔ بحث میں اپوزیشن اور حزب اقتدار کی طرف سے متعدد ارکان نے حصہ لیا۔ اٹارنی جنرل بحث سمیٹ رہے تھے کہ اجلاس کل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی ہو گیا۔

ختم نبوت کے متعلق اظہار جذبات کے لیے طلبا کی علامتی ہڑتال

لاہور، ۵ ستمبر (سٹاف رپورٹر) طلبا نے اپنے اتحاد اور نظم و ضبط کا مظاہرہ کرنے اور ختم نبوت کے مسئلے پر اپنے جذبات کا اظہار کرنے کے لیے پنجاب سٹوڈنٹس کونسل کی اپیل پر صوبے بھر میں علامتی ہڑتال کی۔ متعدد شہروں میں جلسوں اور جلوسوں سے خطاب کرتے ہوئے طالب علم رہنماؤں نے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے، انہیں کلیدی اسامیوں سے الگ کیا جائے، ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے اور بہ طور اقلیت قادیانیوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ لاہور میں پنجاب یونیورسٹی اور دیگر تعلیمی اداروں، کالجوں اور سکولوں میں کوئی تدریسی کام نہیں ہوا اور طلبا نے اپنے اتحاد کا مظاہرہ کرتے ہوئے کلاسوں کا بائیکاٹ کیا۔

۸ ستمبر ۱۹۷۴ء

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا

ان الباطل کان زھوقا۔ یقیناً باطل کو تو مٹنا ہی ہے۔

قومی اسمبلی اور سینٹ نے اتفاق رائے سے آئین میں دوسری ترمیم کی منظوری دے دی

ہندوؤں، سکھوں، بودھوں، عیسائیوں اور پارسیوں کی طرح احمدیوں کے دونوں

گروہوں کو بھی غیر مسلم اقلیت شمار کیا جائے گا۔

اسلام آباد، ۷ ستمبر (عارف نظامی) اسلامی جمہوریہ پاکستان کی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں نے آج اپنے الگ الگ اجلاسوں میں آئین میں ترمیم کا ایک تاریخی بل اتفاق رائے سے منظور کر لیا جس کے تحت پاکستان میں قادیانیوں اور احمدیوں کے دونوں گروپوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا ہے۔ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں نے ترمیمی بل اتفاق رائے سے اور بغیر کسی بحث کے منظور کیا۔ بل کے تحت آئین کی دفعات ۱۰۶ اور ۲۶۰ میں ترمیم کی گئی ہے اور

قرار دیا گیا ہے کہ ایسا کوئی شخص جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر ایمان نہ رکھتا ہو یا خود کو کسی بھی صورت میں نبی یا مصلح ہونے کا دعوی کرتا ہو یا ایسے کسی کاذب نبی کو مانتا ہو وہ مسلمان نہیں ہوگا۔ یہ بھی قرار دیا گیا کہ قادیانی اور لاہور کے احمدی فرقے کے تمام ارکان کو آئینی اور قانونی طور پر پاکستان میں بسنے والے دیگر غیر مسلموں کی مانند سمجھا جائے گا۔ اور عیسائیوں، ہندوؤں، سکھوں، بودھوں، پارسیوں اور شیڈول کاسٹس کی طرح ان کے لیے بھی اسمبلیوں میں اضافی نشستیں ہوا کریں گی۔ آئین میں یہ عظیم تاریخی ترمیم قومی اسمبلی کے پورے ایوان پر مشتمل کمیٹی کی سفارشات کو قبول کرتے ہوئے کی گئی۔ اسمبلی کمیٹی تقریباً دو ماہ سے قادیانیوں کے 90 سالہ پرانے اور نازک مسئلے پر غور کر رہی تھی اس نے اپنے 28 اجلاسوں میں 96 گھنٹے غور وفکر کرتے، متعلقہ دستاویزات کا جائزہ لینے اور ان پر طویل جرح کرنے کے بعد سفارشات پیش کی تھیں۔ یہ سفارشات خصوصی اسمبلی کمیٹی نے ایک متفقہ قرارداد کی صورت میں منظور کیں۔ ان کے تحت امت مسلمہ کے نظریۂ ختم نبوت کو جو آئینی تحفظ دیا گیا ہے اس کی خلاف ورزی کرنے والے کو سزا بھی دی جا سکے گی۔ قانون سازی کے ذریعے تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ الف کے بعد ۲۹۵ ب کا اضافہ کیا جائے گا جس کے تحت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے عقیدہ کے منافی کسی بھی قسم کا پرچار قابل تعزیر جرم ہوگا۔ قومی اسمبلی نے سواد اعظم کی خواہشات کے عین مطابق جو تاریخی سفارشات پیش کیں ان کے تحت آئندہ انتخابی فہرستوں میں قادیانیوں کا اندراج بھی غیر مسلموں کے زمرے میں ہوا کرے گا۔

آج آئینی ترمیم کا عظیم تاریخی بل پہلے قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا اسے پیش کرنے والے وفاقی وزیر قانون مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ تھے۔ بل کو پورے ایوان نے اتفاق رائے سے منظور کر لیا۔ بعد میں سینٹ میں بھی مسٹر پیرزادہ نے ہی بل پیش کیا اور وہاں بھی اسے متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔ اب صدر مملکت رسمی طور پر دستخط کریں گے اور بل فوری طور پر نافذ ہو جائے گا۔

سینٹ کے اجلاس میں 31 کے 31 حاضر ارکان نے احمدیت کے متعلق قومی اسمبلی کے منظور شدہ مسودہ قانون کے حق میں ووٹ دیے جو وفاقی وزیر قانون مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ نے پیش کیا تھا۔ ووٹنگ سے پہلے اپوزیشن کے لیڈر محمد ہاشم خان فلزئی نے اعلان کیا کہ ان کی پارٹی مسودۂ قانون کی کاملاً حمایت وتائید کرتی ہے۔ سینٹ کا اجلاس پونے آٹھ بجے شروع ہوا اور آٹھ

بج کر ۴۲ منٹ پر ختم ہو گیا۔

قومی اسمبلی کے عہد آفرین اجلاس سے قبل جو ساڑھے چار بجے شام شروع ہوا، اڑھائی بجے بعد دوپہر پوری قومی اسمبلی کے ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا جس میں قادیانی مسئلے کے بارے میں سفارشات کو آخری شکل دی گئی۔ قومی اسمبلی نے ان سفارشات کی من وعن منظوری دے دی۔ وزیر اعظم بھٹو قومی اسمبلی کے اجلاس میں موجود تھے۔ وہ قوم سے اپنے اس وعدہ کی تکمیل پر مسرور و شاداں نظر آرہے تھے کہ قادیانی مسئلہ ہفتہ ۷ ستمبر تک حل کر لیا جائے گا جہاں تک اس مسئلے سے متعلق دیگر پہلوؤں اور مطالبات کا تعلق ہے ان کی حیثیت زیادہ تر انتظامی ہے چناں چہ ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے اور قادیانیوں کو کلیدی اسامیوں سے ہٹانے کے مطالبات ساتھ ساتھ پورے ہوں گے۔ ربوہ کو غالباً تحصیل ہیڈ کوارٹر کا درجہ دیا جائے گا اور عام مسلمانوں کو اس شہر میں رہائش اختیار کرنے اور کاروبار کرنے کے مواقع میسر ہوں گے۔ عام لوگ یہاں زمین بھی حاصل کر سکیں گے اور یہ شہر صرف قادیانیوں کے لیے مخصوص نہیں ہوگا۔

وزیر اعظم بھٹو سے اپوزیشن لیڈروں کی ملاقات

پارلیمنٹ میں مختلف طبقۂ فکر کے اپوزیشن رہنماؤں نے کل رات وزیر اعظم بھٹو سے دوسری بار ملاقات کی جو ڈھائی گھنٹہ تک جاری رہی۔ بتایا گیا ہے کہ اس ملاقات کے نتیجے میں احمدی مسئلے پر مکمل اتفاق رائے ہو گیا ہے۔ مولانا مفتی محمود، پروفیسر غفور احمد، مولانا شاہ احمد نورانی، چودھری ظہور الٰہی، مسٹر غلام فاروق اور حاجی مولا بخش سومرو نے اپوزیشن کی طرف سے مذاکرات میں حصہ لیا جب کہ مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ، مولانا کوثر نیازی اور اٹارنی جنرل پاکستان مسٹر یحییٰ بختیار نے مسٹر بھٹو کی معاونت کی۔ بتایا گیا ہے کہ مذاکرات انتہائی خوش گوار ماحول میں ہوئے۔

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا تاریخ اسلام کا اہم فیصلہ: مرکزی مجلس عمل

لاہور، ۷ ستمبر (چیف رپورٹر) بانی جماعت اسلامی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر خدا کا شکر ادا کیا ہے اور وزیر اعظم بھٹو سے یہ توقع ظاہر کی ہے کہ وہ دستور کی حد تک اس مسئلہ کو بہ خوبی حل کر دینے کے بعد اب قانونی اور انتظامی اقدامات بھی کریں گے جو قادیانیت کے مسئلہ کو پوری طرح عملی طور پر حل کرنے کے لیے ضروری ہیں۔

مولانا نے آج رات ایک بیان جاری کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ عوام، علماو مشائخ، طلبا، دینی اور سیاسی جماعتوں اور قومی اسمبلی کی متفقہ کوششوں سے وہ مسئلہ بالآخر حل ہو گیا ہے جو ۹۰/۸۰ سال سے اسلام اور مسلمانوں کے لیے ایک عظیم اندرونی خطرہ بنا ہوا تھا اور جس کو اس سے پہلے پاکستان کی ہر حکومت دبانے اور مسلمانوں کے اوپر ایک غیر مسلم اقلیت کو زیادہ سے زیادہ مسلط کرنے کی کوشش کرتی رہی ہے۔ مجھے پوری امید ہے کہ وزیراعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو دستور کی حد تک اس مسئلہ کو بہ خوبی حل کر دینے کے بعد اب وہ قانونی اور انتظامی اقدامات بھی کریں گے جو قادیانیت کے مسئلہ کو پوری طرح عملی طور پر حل کرنے کے لیے ضروری ہیں۔

راولپنڈی سے ہمارے نامہ نگار خصوصی کی اطلاع کے مطابق مولانا مفتی محمود نے کہا یہ ایک صحیح اور تاریخی فیصلہ ہے۔

مولانا ہزاروی نے کہا آج تک کوئی حکومت اتنا اچھا فیصلہ نہیں کر سکی تھی۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا کہ یہ ایک صحیح اور تاریخی فیصلہ ہے اس پر پوری ملت اسلامیہ مبارک باد کی مستحق ہے۔ اس فیصلہ کے بعد اب دنیا بالخصوص افریقی ممالک کو یہ دھوکا نہ دیا جا سکے گا کہ احمدی مسلمان ہیں۔ مولانا نورانی نے کہا کہ مرزا غلام احمد کا نام لینے کی کیا ضرورت ہے مرزائی ہمارے یہاں ''قادیانی'' اور بیرون ملک ''احمدیوں'' کے نام سے مشہور ہیں۔ انھوں نے کہا کہ پاکستان بننے کے بعد قادیانیوں کو اقلیت قرار دینا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔

چودھری ظہور الٰہی نے اسے نہایت اچھا فیصلہ قرار دیا اور کہا کہ ہم باہمی افہام و تفہیم سے اچھے فیصلے پر پہنچ سکے ہیں۔

مجلس عمل

راولپنڈی کی ایک اطلاع کے مطابق مرکزی مجلس عمل ختم نبوت نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے فیصلہ کا خیر مقدم کیا۔ آج رات مجلس کی طرف سے جاری کردہ بیان میں کہا گیا کہ قومی اسمبلی اور سینٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے متعلق دستور میں جو ترمیم کی ہے مجلس عمل اس فیصلہ کو اہم تاریخی اسلامی قرار دیتی ہے اور اس فیصلہ سے جہاں ارکان اسمبلی و سینیٹر ہدیۂ تبریک کے مستحق ہیں وہاں ہم پوری ملت اسلامیہ کو سلام پیش کرتے ہیں

جس نے تین ماہ کی مسلسل جدوجہد اور مکمل ملی اتحاد کا ثبوت دیتے ہوئے اس کامیابی کا راستہ ہموار کیا۔ مجلس عمل نے تمام مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ جمعہ 13 ستمبر کو پورے ملک میں جمعہ کے اجتماعات میں اللہ کے فضل وکرم کا شکریہ ادا کریں اور اس دن کو یوم تشکر کے طور پر منائیں۔

ملت اسلامیہ ہی نہیں اسلام بھی وزیراعظم کا شکر گزار ہے

لاہور، ۷؍ستمبر (سٹاف رپورٹر) آغا شورش کاشمیری نے قادیانیوں کے مسئلے کا سواد اعظم کی خواہشات کے مطابق فیصلہ کرنے پر ارکان قومی اسمبلی اور وزیراعظم بھٹو کو مبارکباد دی ہے اور کہا ہے کہ اس عظیم کارنامے پر پوری ملت اسلامیہ ان کی شکر گزار ہے اور میں وجدانی طور پر محسوس کرتا ہوں کہ خود اسلام بھی وزیراعظم بھٹو کا شکر گزار ہے۔

خصوصی کمیٹی کی کارروائی خفیہ رکھی جائے

اسلام آباد، ۷؍ستمبر (نامہ نگار خصوصی) وزیراعظم بھٹو نے کہا ہے کہ قومی اسمبلی کی خاص کمیٹی کے اجلاس کی کارروائی خفیہ تھی اس دوران جو کارروائی ہوئی اور جو دستاویزات بھی سامنے آئیں وہ سب خفیہ رکھی جائیں۔ سپیکر صاحبزادہ فاروق علی نے کہا کہ برطانوی پارلیمنٹ کی خفیہ کارروائی کی ایسی ایک مثال ملتی ہے یہ کارروائی بیس سال کے بعد شائع ہوئی تھی۔ سپیکر نے کہا کہ اب یہ ریکارڈ مکمل کیا جارہا ہے کہ کارروائی کے دوران کس کس رکن نے کتنے کتنے وقت میں کیا کچھ کہا اور بعض دوسری معلومات یکجا کی جارہی ہیں۔ اسمبلی کی کارروائی خفیہ رہنی چاہیے۔

قومی اسمبلی کے اجلاس کی جھلکیاں

نامہ نگار خصوصی

☆ آج قومی اسمبلی کا اجلاس ۴-۲۵ پر شروع ہو کر ۵-۵۰ پر ختم ہوگیا۔ یہ قومی اسمبلی کا آئین میں ترمیم کا بل منظور کرنے کے لیے مختصر ترین اجلاس تھا جس میں وزیراعظم بھٹو نے ۲۷ منٹ تک تقریر کی۔

☆ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا بل منظور کرنے کے بعد ایوان کا منظر دیدنی تھا۔ ہر ممبر دوسرے کو مبارکباد دے رہا تھا اور بعض ارکان ایک دوسرے سے بغل گیر ہو رہے تھے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا اب کوئی حکومتی پارٹی اور حزب اختلاف نہیں سب ارکان ایک جماعت

ہیں۔ وزیراعظم بھٹو اور ولی خاں بھی گرم جوشی سے ملے اور علی احمد تالپور نے تو وزیراعظم کے ساتھ معانقہ بھی کیا۔ چودھری ظہور الٰہی بھی وزیراعظم سے پُرتپاک طریقہ سے ملے پھر آہستہ آہستہ گفتگو بھی کرتے رہے۔

☆ قرارداد پیش ہونے سے منظور ہونے اور بل منظور تک وفاقی وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ مفتی محمود سے خوب گھل مل کر باتیں کرتے دیکھے گئے۔

☆ جب بل منظوری کے لیے پیش کیا گیا تو حاضر ارکان کی تعداد 130 تھی تمام ارکان نے متفقہ طور پر بل کو منظور کیا اور پُرجوش تالیوں سے اس کی منظوری کا خیر مقدم کیا۔

☆ ایوان میں ایک دوسرے کو مبارک دینے کی رسم جاری تھی کہ خان عبدالقیوم خان اور مولانا شاہ احمد نورانی مسکرا کر باتیں کرتے دیکھے گئے۔ مولانا نورانی کہنے لگے اب آپ ہمیں ڈنڈے مارنے چھوڑ دیں تو خان قیوم کہنے لگے ڈنڈے صوبائی حکومتیں چلاتی ہیں بدنام میں ہو رہا ہوں۔

☆ وزیر قانون نے بل پیش کیا تو صاحبزادہ احمد رضا قصوری نے اس میں ترمیم پیش کی، مقصد یہ تھا کہ مرزا غلام احمد بانی جماعت احمدیہ کا نام بھی بل کے الفاظ میں شامل کیا جائے چوں کہ متفقہ قرارداد کے وقت صاحبزادہ احمد رضا قصوری نے یہ ترمیم پیش نہ کی تھی اس لیے سپیکر نے اسے مسترد کر دیا جس پر محرک (احمد رضا قصوری) کے علاوہ میاں محمود علی قصوری بھی ایوان سے واک آؤٹ کر گئے۔ اس پر حکومتی پارٹی کے بعض ارکان یہ کہتے سنے گئے "جاؤ جاؤ" بعض نے کہا آپ کے واک آؤٹ کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں۔

☆ ولی خان سے جب پوچھا گیا کہ آج تو وزیراعظم بھٹو نے اپنے آئین کو سیکولر کہا ہے، اب آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ کا منشور بھی تو سیکولر آئین کا داعی ہے۔ اس پر ولی خان نے کہا پھر یہ ہمارے پیچھے لٹھ لے کر کیوں پڑے ہیں۔

خصوصی کمیٹی کی کارروائی

اسلام آباد، ۷ ستمبر (اپ پ) آج آئین میں دوسری ترمیم کا مسودہ قانون متفقہ طور پر منظور ہو جانے کے بعد قومی اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔ آج کا اجلاس بھی اسمبلی کے بجٹ سیشن ہی کا حصہ تھا جو ۳۰ مئی سے شروع ہوا تھا، بجٹ کی منظوری کے

بعد قادیانیوں کے مسئلے پر غور وخوض کے لیے بند کمرے میں اجلاس جاری رہا۔ اس مسئلہ کا فیصلہ کرنے کے لیے قومی اسمبلی نے سارے ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی کی حیثیت سے 28 اجلاس منعقد کیے اور بہ حیثیت مجموعی 96 گھنٹے غور کیا۔ کمیٹی کے سامنے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے 41 گھنٹے اور 50 منٹ تک شہادت قلم بند کرائی اور ان کا بیان 11 دن جاری رہا۔ لاہوری جماعت کے سربراہ پر دو اجلاسوں میں بہ حیثیت مجموعی 8 گھنٹے 20 منٹ تک جرح ہوئی۔ خصوصی کمیٹی کے چیئرمین قومی اسمبلی کے سپیکر صاحبزادہ فاروق علی خان تھے۔

پاکستانی قوم کے تاریخی فیصلہ کی تائید ربانی

راولپنڈی، ۷ر ستمبر (نمائندہ خصوصی) راولپنڈی کے علاقے میں اگرچہ موسمی تغیر وتبدل کوئی انوکھی بات نہیں لیکن آج باران رحمت جس غیر متوقع طور پر دیکھنے میں آئی اس نے یہاں کے لوگوں کو بھی حیرت میں ڈال دیا۔ گزشتہ کچھ دنوں سے یہاں خاصی گرمی تھی اور آج بعد دوپہر تک تیز دھوپ سے ہر شے تپ رہی تھی، دُور دُور تک آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نظر نہ آتا تھا لیکن جس وقت قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے اپنے تاریخی فیصلہ کا اعلان کیا تو دیکھتے ہی دیکھتے پورے مطلع کو سیاہ گھٹاؤں نے گھیر لیا اور موسلا دھار بارش شروع ہوگئی جو شام تک جاری رہی۔ عوام اس باران رحمت کو خداوند ذوالجلال کی رضا وخوشنودی کی دلیل قرار دے رہے ہیں۔

خصوصی کمیٹی کی سفارشات

قومی اسمبلی کی کل ایوان پر مشتمل یہ خصوصی کمیٹی متفقہ طور پر طے کرتی ہے کہ حسب ذیل سفارشات قومی اسمبلی کو غور اور منظوری کے لیے بھیجی جائیں۔ ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی اپنی رہ نما کمیٹی اور ذیلی کمیٹی کی طرف سے اس کو بھیجی گئی قراردادوں پر غور کرنے کے لیے اور گواہوں بہ شمول سربراہان انجمن احمدیہ ربوہ اور انجمن احمدیہ اشاعت الاسلام لاہور کی شہادتوں اور جرح پر غور کرنے کے بعد پیش کرتی ہے۔

(الف) کہ پاکستان کے آئین میں حسب ذیل ترمیم کی جائے:

ii آرٹیکل نمبر 260 کی ایک نئی دفعہ میں غیر مسلم کی تعریف درج کی جائے

گی۔

متذکرہ بالا سفارشات کو نافذ کرنے کے لیے قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کی متفقہ رائے کے مطابق نئے قانون کا منظور شدہ مسودہ ایوان میں وزیر قانون نے پیش کیا۔

(ب) تعزیرات پاکستان کی دفعہ 259 (الف) میں مندرجہ ذیل وضاحت کا اضافہ کیا جائے گا؛

''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آئین کی دفعہ 260 کی ذیلی دفعہ (3) میں خاتم الانبیاء ہونے کے متعلق جو تعریف بیان کی گئی ہے اگر کوئی مسلم ختم نبوت کے اس تصور کے خلاف دعوی یا تبلیغ کرے گا تو وہ آئین کی اس دفعہ کے تحت سزا کا مستوجب ہوگا۔

(ج) کہ متعلقہ قوانین مثلاً رجسٹریشن ایکٹ مجریہ ۱۹۷۳ء اور انتخابی فہرستوں کے قواعد ۱۹۷۴ء میں متعلقہ قانونی اور ضابطہ کی ترمیمات کی جائیں۔

(د) کہ پاکستان کے تمام شہریوں خواہ وہ کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں ان کی جان و مال، آزادی، عزت اور بنیادی حقوق کا پورا تحفظ اور دفاع کیا جائے گا۔

۱۔عبدالحفیظ پیرزادہ، ۲۔ مفتی محمود، ۳۔ پروفیسر غفور احمد، ۴۔ مولانا شاہ احمد نورانی، ۵۔غلام فاروق، ۶۔ چودھری ظہور الٰہی، ۷۔سردار مولا بخش سومرو

آئین پاکستان کی متعلقہ دفعات (ترمیم کے بعد)

اسلام آباد، ۷ر ستمبر (اپ پ) قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا جو فیصلہ صادر کیا ہے اس کی روشنی میں آئین پاکستان کی متعلقہ دفعات کی ترمیم کے بعد یہ صورت ہو گی:

آرٹیکل نمبر ۲۶۰

جو شخص خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل ایمان نہیں لاتا یا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی انداز میں نبی ہونے کا دعوی کرتا ہے یا کسی

ایسے مدعی نبوت یا مذہبی مصلح پر ایمان لاتا ہے وہ از روئے آئین وقانون مسلمان نہیں ہے۔

آرٹیکل نمبر ۱۰۶ کلاز نمبر ۳

آرٹیکل نمبر ۱۰۶ کی کلاز نمبر ۳ میں طبقوں کے لفظوں کے بعد [قادیانی یا لاہوری گروپ کے اشخاص جو ''احمدی'' کہلاتے ہیں] کے جملے کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

اضافہ کے بعد کلاز نمبر ۳ کی صورت یہ ہوگی:

''صوبائی اسمبلیوں میں بلوچستان، پنجاب، شمال مغربی سرحدی صوبہ اور سندھ کی کلاز نمبر ا میں دی گئی نشستوں کے علاوہ ان اسمبلیوں میں عیسائیوں، ہندوؤں، سکھوں، بدھوں، پارسیوں اور قادیانیوں یا شیڈول کاسٹس کے لیے اضافی نشستیں ہوں گی۔

آئین میں دوسری ترمیم کے بل کا متن

یہ قرین مصلحت ہے کہ بعد ازیں درج اغراض کے لیے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے۔ لہذا بذریعہ ہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

مختصر عنوان اور آغاز نفاذ

ا۔ یہ ایکٹ آئین میں (ترمیم دوم) ایکٹ ۱۹۷۴ء کہلائے گا۔

۲۔ یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

آئین کی دفعہ ۱۰۶ میں ترمیم

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں جسے بعد ازیں ''آئین'' کہا جائے گا دفعہ ۱۰۶ کی شق نمبر ۳ میں لفظ ''اشخاص'' کے بعد الفاظ اور قوسین [اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو ''احمدی'' کہتے ہیں)] درج کیے جائیں گے۔

آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں ترمیم

آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق (نمبر ۲) کے بعد حسب ذیل نئی شقیں درج کی جائیں گی۔

(۳) جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری نبی ہیں کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعوی کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے۔

بیان واغراض

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے کہ اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تاکہ ہر وہ شخص جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعوی کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔

عبدالحفیظ پیرزادہ

وزیر انچارج

وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی قومی اسمبلی میں تقریر

جناب اسپیکر!

میں جب یہ کہتا ہوں کہ یہ فیصلہ پورے ایوان کا فیصلہ ہے تو اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ میں کوئی سیاسی مفاد حاصل کرنے کے لیے اس بات پر زور دے رہا ہوں۔ ہم نے اس مسئلہ پر ایوان کے تمام ممبروں سے تفصیلی طور پر تبادلۂ خیال کیا ہے جن میں تمام پارٹیوں کے اور ہر طبقۂ خیال کے نمائندے موجود تھے۔ آج کے روز جو فیصلہ ہوا ہے یہ ایک قومی فیصلہ ہے۔ یہ ایک پرانا مسئلہ ہے، نوّے (۹۰) سال پرانا مسئلہ ہے، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ مسئلہ مزید پیچیدہ ہوتا چلا گیا۔ ۱۹۵۳ء میں اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے وحشیانہ طور پر طاقت کا استعمال کیا گیا تھا جو اس مسئلہ کے حل کے لیے نہیں، بل کہ اس مسئلہ کو دبا دینے کے لیے تھا۔ ہماری موجودہ مساعی کا

مقصد یہ رہا ہے کہ اس مسئلہ کا مستقل حل تلاش کیا جائے۔ تمام قوم گذشتہ تین ماہ سے تشویش کے عالم میں رہی اور اس کشمکش اور بیم ورجا کے عالم میں رہی۔ میں یہاں اس وقت یہ دہرانا نہیں چاہتا کہ ۲۲ اور ۲۹ مئی کو کیا ہوا تھا۔ میں موجودہ مسئلہ کی وجوہات کے بارے میں بھی کچھ نہیں سننا چاہتا کہ یہ مسئلہ کس طرح رونما ہوا اور کس طرح اس نے جنگل کی آگ کی طرح تمام ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

جناب اسپیکر!

میں آپ کو یہ بتانا مناسب نہیں سمجھتا کہ اس مسئلہ کے باعث اکثر میں پریشان رہا اور راتوں کو مجھے نیند نہیں آئی۔ اس مسئلہ پر جو فیصلہ ہوا ہے میں اس کے نتائج سے بہ خوبی واقف ہوں۔ پاکستان وہ ملک ہے جو برصغیر کے مسلمانوں کی اس خواہش پر وجود میں آیا کہ وہ اپنے لیے ایک علاحدہ مملکت چاہتے تھے۔ اس ملک کے باشندوں کی اکثریت کا مذہب اسلام ہے میں اس فیصلہ کو جمہوری طریقہ سے نافذ کرنے میں اپنے کسی بھی اصول کی خلاف ورزی نہیں کر رہا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا پہلا اُصول یہ ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے۔ اسلام کی خدمت ہماری پارٹی کے لیے اولین اہمیت رکھتی ہے۔ یہ فیصلہ مذہبی بھی ہے اور غیر مذہبی بھی۔ مذہبی اس لحاظ سے کہ یہ فیصلہ ان مسلمانوں کو متاثر کرتا ہے جو بل کہ ہم نے پاکستان کے تمام شہریوں کو یکساں حقوق دیے ہیں۔ ہر پاکستانی کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ فخر و اعتماد سے بغیر کسی خوف کے اپنے مذہبی عقائد کا اظہار کر سکے۔ پاکستان کے آئین میں پاکستانی شہریوں کو اس بات کی ضمانت دی گئی ہے۔

جناب اسپیکر!

میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں اور اس ایوان کے باہر کے ہر شخص کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ فرض پوری طرح اور مکمل طور پر ادا کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں کسی شخص کے ذہن میں یہ شبہ نہیں رہنا چاہیے۔ ہم کسی قسم کی غارت گری اور تہذیب سوزی یا کسی پاکستانی طبقے یا شہری کی توہین اور بے عزتی برداشت نہیں کریں گے۔

جناب اسپیکر!

کیا معلوم کہ مستقبل میں ہمیں زیادہ مشکل مسائل کا سامنا کرنا پڑے، لیکن میری ناچیز رائے میں جب سے پاکستان وجود میں آیا، یہ مسئلہ سب سے زیادہ مشکل مسئلہ تھا۔ کل کو اس سے زیادہ پیچیدہ اور مشکل مسائل ہمارے سامنے آسکتے ہیں۔ ہم اس مسئلہ کو ہائی کورٹ یا اسلامی نظریاتی کونسل کے سپرد کر سکتے تھے یا اسلامی سیکرٹریٹ کے سامنے پیش کیا جاسکتا تھا۔ ظاہر ہے کہ حکومت اور حتی کہ افراد بھی مسائل کو ٹالنا جانتے ہیں اور انھیں جوں کا توں رکھ سکتے ہیں اور حاضرہ صورت حال سے نپٹنے کے لیے معمولی اقدامات کر سکتے ہیں لیکن ہم نے اس مسئلہ کو اس انداز سے نبٹانے کی کوشش نہیں کی ہم اس مسئلہ کو ہمیشہ کے لیے حل کرنے کا جذبہ رکھتے تھے۔

جناب اسپیکر!

میں ایک بار پھر دہراتا ہوں کہ یہ ایک مذہبی معاملہ ہے، یہ ایک فیصلہ ہے جو ہمارے عقائد سے متعلق ہے اور یہ فیصلہ پورے ایوان کا فیصلہ ہے اور پوری قوم کا فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ عوامی خواہشات کے مطابق ہے۔ میرے خیال میں یہ انسانی طاقت سے باہر تھا کہ یہ ایوان اس سے بہتر کچھ فیصلہ کرسکتا اور میرے خیال میں یہ بھی ممکن نہیں تھا کہ اس مسئلہ کو دوامی طور پر حل کرنے کے لیے موجودہ فیصلے سے کم کوئی اور فیصلہ ہوسکتا تھا۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو اس فیصلے سے خوش نہ ہوں۔ ہم یہ توقع بھی نہیں کر سکتے کہ اس مسئلہ کے فیصلے سے تمام لوگ خوش ہوسکیں گے جو گزشتہ نوے (۹۰) سال سے حل نہیں ہوسکا۔ اب میرے لیے یہ ممکن نہیں کہ میں ان لوگوں کے جذبات کی ترجمانی کروں لیکن میں یہ کہوں گا کہ یہ ان لوگوں کے طویل المیعاد مفاد کے حق میں ہے کہ یہ مسئلہ حل کرلیا گیا ہے۔ آج یہ لوگ ناخوش ہوں گے ان کو یہ فیصلہ پسند نہ ہوگا، ان کو یہ فیصلہ ناگوار ہوگا، لیکن حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے اور مفروضہ کے طور پر اپنے آپ کو ان لوگوں میں شمار کرتے ہوئے۔ میں یہ کہوں گا کہ ان کو بھی اس بات پر خوش ہونا چاہیے کہ اس فیصلے سے یہ مسئلہ حل ہوا اور ان کو آئینی حقوق کی ضمانت حاصل ہوگئی۔ مجھے یاد ہے کہ جب حزب مخالف سے مولانا شاہ احمد نورانی نے یہ تحریک پیش کی تو انھوں نے ان لوگوں کو مکمل تحفظ دینے کا ذکر کیا تھا جو اس فیصلے سے متاثر ہوں گے۔ ایوان اس یقین دہانی پر قائم ہے، یہ ہر پارٹی کا فرض ہے، حزب مخالف کا فرض ہے اور [illegible] کا فرض ہے کہ وہ پاکستان کے تمام

شہریوں کی یکساں طور پر حفاظت کریں۔ اسلام کی تعلیم رواداری ہے۔ یہ یادرکھنا چاہیے کہ ہماری مملکت اسلامی مملکت ہے، ہم مسلمان ہیں، ہم پاکستانی ہیں اور یہ ہمارا مقدس فرض ہے کہ ہم تمام فرقوں، تمام لوگوں اور پاکستان کے تمام شہریوں کو یکساں طور پر تحفظ دیں۔

قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے پر عوام کا اظہار مسرت

لاہور، ۷ر ستمبر (چیف رپورٹر) صوبائی دارالحکومت میں قادیانیوں اور لاہوری احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے اعلان کا بے پایاں جوش وخروش کے ساتھ خیر مقدم کیا گیا۔ عوام نے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو اور ارکان قومی اسمبلی کو ان کے اس نہایت جرات مندانہ اور تاریخی فیصلہ پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کی۔ ہر شخص کی زبان پر یہی جملہ تھا کہ آج تو وزیراعظم نے سب کے دل جیت لیے ہیں۔ ریڈیو پاکستان اور ٹیلی ویژن کی ابتدائی خبر اگرچہ واضح نہیں تھی لیکن کچھ وقت بعد آٹھ بجے کی خبروں میں واضح طور پر عوام کو بتادیا گیا کہ ان کا مطالبہ من وعن تسلیم کرلیا گیا ہے چناں چہ شہر بھر میں لوگوں نے خوشی ومسرت کا بے ساختہ اظہار کیا اور عید کی طرح ایک دوسرے سے گلے مل کر مبارک باد دینے لگے، گھروں پر چراغاں کیا اور مٹھائیاں تقسیم کیں۔

وزیراعلیٰ حنیف رامے کا بیان

لاہور، ۷ر ستمبر (اپ پ) وزیراعلیٰ پنجاب مسٹر حنیف رامے نے کہا ہے کہ مسئلہ احمدیت کے متعلق قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر جو فیصلہ صادر کیا اور جس کے تحت آئین میں ترمیم کی گئی ہے عامۃ المسلمین کی خواہش کے عین مطابق ہے۔

طلبا لیڈروں کی گرفتاری

لاہور، ۷ر ستمبر (سٹاف رپورٹر) اسلامی جمعیت طلبا کی اطلاع کے مطابق آج پنجاب میں مختلف مقامات پر چالیس طلبا لیڈروں کو گرفتار کرلیا گیا۔ ان میں بعض کے نام یہ ہیں: پنجاب سٹوڈنٹس کونسل کے چیئرمین مسٹر فرید احمد پراچہ، پنجاب یونیورسٹی یونین کے مسٹر مسعود

کھوکھر، جنرل سیکرٹری مسٹر عبدالشکور، اسلامی جمعیت طلبا کے قائم مقام ناظم اعلیٰ مسٹر مظہر حسین، مسٹر مستفیض الرحمٰن، یونین کے سابق صدر محمد فاروق خان، صوبہ پنجاب کے ناظم محمد اسحاق زاہد، اسلام آباد یونیورسٹی یونین کے طاہر خان اور اسلامی جمعیت طلبا راول پنڈی کے ناظم راؤ محمد اختر۔

۹ ستمبر ۱۹۷۴ء

آج کا دن بڑا مبارک ہے: اصغر خان

کراچی، ۸ر ستمبر (اپ پ) تحریک استقلال پاکستان کے سربراہ ریٹائرڈ ائیر مارشل اصغر خان نے کہا ہے کہ قادیانیوں کے مسئلہ کا حل واقعی ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔ آج کا دن بڑا مبارک دن ہے جب کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا ہے۔ اگر ہمارا ملک ایسا اہم اور پرانا مسئلہ حل کر سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ دیگر مسائل بھی حل نہ ہوسکیں۔

خصوصی کمیٹی کی کارروائی محفوظ

راول پنڈی، ۸ر ستمبر (عارف نظامی - نامہ نگار خصوصی) قومی اسمبلی کے آزاد رکن مولانا ظفر احمد انصاری قادیانیوں کے مسئلہ پر خصوصی کمیٹی کی طرف سے 96 گھنٹے تک غور کرنے کے دوران ٹیپ ریکارڈ کی جانے والی تمام کارروائی کو باقاعدہ ریکارڈ میں منتقل کرنے، تصحیح کرنے اور اغلاط سے پاک کر کے مرتب کرنے کام کی نگرانی کریں گے۔

۱۰ ستمبر ۱۹۷۴ء

پاکستان میں ہر مسلمان کو اپنے صحیح العقیدہ ہونے کا حلف نامہ داخل کرنا پڑے گا

رجسٹریشن قوانین میں جلد ترمیم نہ ہوسکی تو آرڈی ننس جاری کیا جائے گا

قادیانیوں کے متعلق آئینی ترمیم کے بل کی مخالفت کا کسی کو اختیار نہیں

ملتان، ۹ر ستمبر (نمائندہ خصوصی) مرکزی مجلس عمل کے نائب صدر مولانا مفتی محمود نے بتایا

ہے کہ قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار پانے کے بعد رجسٹریشن ایکٹ اور انتخابی قوانین میں جو ترامیم کی جائیں گی ان کے تحت ہر شہری کے لیے قرار دیا جائے گا کہ انتخابی فہرستوں کی تیاری سے متعلق فارم وغیرہ میں جب بھی کوئی شہری اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے تو وہ ایک حلف نامہ بھی داخل کرے کہ وہ ملکی آئین میں مسلمان کی درج کردہ تعریف کے مطابق ایمان رکھتا ہے۔ اسی طرح انتخابی قواعد میں بھی ترمیم کر دی جائے گی۔ اس وقت ووٹروں کی فہرست میں مذہب کا خانہ موجود نہیں، اس خانے کا اضافہ کر دیا جائے گا اور اس میں بھی حلفیہ بیان دینا ہوگا کہ وہ مسلمان کی آئینی تعریف پر پورا اُترتا ہے۔ ان معاملات پر قانون سازی جلد نہ ہو سکی تو آرڈی ننس جاری کر دیا جائے گا۔ ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے اور فرقان فورس اور خدام الاحمدیہ پر پابندی لگانے کا اگرچہ متفقہ فیصلہ ہو چکا ہے مگر اس پر عمل درآمد کے لیے قانون سازی کی ضرورت نہیں، صرف انتظامی اقدامات کرنے ہوں گے اور حکومت یہ اقدامات جلد کرے گی۔

ہر شہری کو ربوہ میں رہائش رکھنے اور جائداد خریدنے کی اجازت
حکومت مکمل تحفظ دے گی

لاہور، ۹ر ستمبر (نامہ نگار خصوصی) معلوم ہوا ہے کہ حکومت پنجاب نے ربوہ کو عملی طور پر کھلا شہر بنانے کے لیے بعض اہم اقدامات کر لیے ہیں اور مزید اقدامات پر غور کیا جا رہا ہے۔ آج حکومت پنجاب کے ایک ترجمان نے بتایا کہ پاکستان کا کوئی شہری بھی ربوہ میں رہائش اختیار کرنا چاہے۔ جائیداد خریدنے یا کاروبار کرنے کی خواہش ظاہر کرے تو حکومت آئین کے تحت اس کے حقوق کی حفاظت کرے گی اور جان و مال کو ہر قسم کا تحفظ دے گی۔ معلوم ہوا ہے کہ ربوہ میں قانون اور امن عامہ کی صورت حال قطعی اطمینان بخش اور بہتر بنانے کے لیے وہاں ایک بڑا تھانہ قائم کیا جا رہا ہے جس میں مسلمان پولیس افسر تعینات کیے جائیں گے۔ واضح رہے کہ اس وقت تک ربوہ میں کوئی تھانہ موجود نہیں ہے اور شہر سے دس بارہ میل دُور محض ایک چھوٹی سی چوکی ہے۔ اس کے علاوہ صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت سے سفارش کی ہے کہ ربوہ میں ڈاک و تار، ٹیلی فون اور ریلوے کے محکموں میں مسلمان عملہ بھرتی کیا جائے۔

واضح رہے کہ ریلوے اور ڈاک و تار کے محکمے وفاقی حکومت کی تحویل میں ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ربوہ کے مشہور تعلیم الاسلام کالج میں متعین مرزائی اساتذہ کا تبادلہ صوبے کے

دیگر مقامات پر کر دیا گیا ہے اور ان اساتذہ کی جگہ مسلمان اساتذہ متعین کر دیے گئے ہیں۔ یہ تبادلے واقعہ ربوہ کے بعد ہی عمل میں آ گئے تھے۔ تاہم معلوم ہوا ہے کہ مسلمان اساتذہ ربوہ میں سکونت اختیار کرنے سے ہچکچاتے رہے ہیں لہذا ان تبادلوں کا عمل ابھی پورا نہیں ہو سکا۔

یاد رہے کہ ربوہ رقبے اور آبادی کے لحاظ سے ایک بہت چھوٹا شہر ہے اگرچہ کسی دور میں بھی سرکاری طور پر ربوہ کو بند شہر قرار نہیں دیا گیا تھا۔ تاہم گذشتہ حکومتوں کے دور میں مرزائیوں کے بے پناہ اثر و رسوخ کی وجہ سے عملی طور پر کسی غیر قادیانی کے لیے وہاں رہائش اختیار کرنا، جائیداد خریدنا یا کاروبار کرنا ناممکن تھا۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر حکومتی پارٹی اور مخالف جماعتیں دونوں قابل تحسین ہیں۔

پارلیمنٹ کے تاریخی فیصلے کا خیر مقدم جاری ہے

لاہور، ۹ ستمبر (اپ پ) ہر شعبۂ زندگی اور ہر مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد اور سیاسی رہنماؤں کی طرف سے پارلیمنٹ کے اس تاریخی فیصلہ کا خیر مقدم جاری ہے جس کے تحت قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے۔ پاکستان مسلم لیگ کے نائب صدر میاں محمد یسین وٹو نے ایک بیان میں کہا کہ قادیانیوں کا مسئلہ اطمینان بخش طور پر اور عوام کی خواہشات کے مطابق حل کرنے کے اعزاز میں حکومتی پارٹی اور مخالف پارٹیاں برابر کی شریک ہیں۔ پارلیمنٹ کے ارکان اور خصوصاً قومی اسمبلی کے قائد حزب اختلاف اور قائد حزب اقتدار مبارک باد کے مستحق ہیں۔

پنجاب اسمبلی میں حزب اختلاف کے رکن سید تابش الوری نے کہا کہ قادیانی مسئلہ سے متعلق قومی اسمبلی کا یہ اہم فیصلہ اسلام جمہوریت اور تنظیم و فراست کی عظیم فتح ہے جسے اسلامی دنیا میں ایک تاریخ ساز حیثیت حاصل رہے گی۔

اعلیٰ عہدوں پر فائز قادیانی اب اپنی حیثیت سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکیں گے

احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے کر وزیر اعظم بھٹو نے ملک کو خانہ جنگی سے بچا لیا ہے، بی بی سی

لندن، ۹ ستمبر (بی بی سی) پاکستان کی پارلیمنٹ نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا جو فیصلہ کیا ہے۔ برطانیہ کے متعدد اخبارات نے اس کا خیر مقدم کیا ہے اور اسے وزیر اعظم بھٹو کی بصیرت اور دائیں بازو کی جماعتوں کی کامیابی قرار دیا ہے۔ ڈیلی ٹیلی گراف نے لکھا ہے کہ اس

اقدام سے وزیراعظم پاکستان مسٹر بھٹو نے ملک کو خانہ جنگی سے بچالیا ہے اور یہ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔

نیویارک ٹائمز نے لکھا ہے کہ سول اور دیگر محکموں میں قادیانیوں کی خاصی تعداد میں کام کر رہی ہے اور بعض اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں مگر اب وہ اپنی حیثیت سے فائدہ نہ اٹھا سکیں گے۔ مبصر ولیم کرالے نے لکھا ہے کہ پاکستان میں احمدیوں کی تعداد پانچ لاکھ سے بیس (۲۰) لاکھ تک ہے اور وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ پوری دنیا میں ان کی تعداد ایک کروڑ کے قریب ہے۔ یہ بہت بااثر لوگ ہیں ان کے پاس بہت زیادہ دولت بھی موجود ہے۔ سرکاری محکموں میں بھی ان کے پاس بڑے بڑے عہدے موجود ہیں لیکن اس فیصلے کے بعد اب یہ لوگ بے اثر ہو گئے ہیں۔ ولیم کرالے کے مطابق پاکستان کے آئین کے تحت اگرچہ انھیں روزگار کا تحفظ حاصل رہے گا لیکن صدر اور وزیراعظم کا حلف ایسا ہے جس کے باعث اب کوئی قادیانی اس عہدہ پر فائز نہ ہو سکے گا۔ اگرچہ خواجہ ناظم الدین کے دَور میں ۱۹۵۳ء میں قادیانیوں کے خلاف تحریک اٹھی تھی لیکن خواجہ ناظم الدین مسلمانوں کا یہ مطالبہ پورا نہ کر سکے، اب وزیراعظم بھٹو نے یہ مطالبہ تسلیم کرلیا ہے۔

۱۱ ستمبر ۱۹۷۴ء

صمدانی کمیشن کی سفارشات پر عمل درآمد کے بارے میں مرکزی حکومت سے ہدایات حاصل کی جارہی ہیں۔

قادیانیوں کو دوسری اقلیتوں کی طرح تمام حقوق حاصل ہوں گے

لاہور، ۱۰ ستمبر (سٹاف رپورٹر) صوبائی وزیراعلیٰ مسٹر محمد حنیف رامے نے آج یہاں ایک پریس کانفرنس میں اخبارنویسوں کے سوالوں کے جواب دیتے ہوئے واضح کیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد پاکستان میں قادیانیوں کو وہ تمام آئینی حقوق اور مراعات حاصل ہوں گی جو عام شہریوں کو اور عموماً اقلیتوں کو حاصل ہیں۔ جہاں تک ان کے اسمبلیوں میں منتخب ہونے کا تعلق ہے وہ اپنی مخصوص نشستوں کے علاوہ بھی پاکستانی شہری کی حیثیت سے الیکشن میں حصہ لے سکیں گے اور اگر عوام نے انھیں قادیانی ہونے کے باوجود بھی اسمبلی کا رکن چن لیا تو

پھر انھیں منتخب ممبر کی حیثیت حاصل رہے گی۔ اسی طرح ملازمتوں میں بھی جہاں کہیں قابلیت اور مقابلہ کا سوال ہے وہاں پاکستان کے شہریوں کی طرح اقلیتی فرقوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو بھی مقابلہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ آئین میں اقلیتوں کو جو تحفظ دیا گیا ہے وہ قادیانیوں کو بھی حاصل ہوگا۔ جہاں تک قادیانیوں کی جائیداد کو وقف میں شامل کرنے کا تعلق ہے اس کے لیے مرکزی حکومت ہی مناسب فیصلہ کرے گی۔ **صمدانی رپورٹ** اب قومی اسمبلی کی ملکیت ہے اور وہی اب اس کی اشاعت کے بارے میں حتمی فیصلہ دے سکتی ہے۔ جہاں تک اس رپورٹ کی سفارشات کا تعلق ہے ان کے اطلاق کے سلسلے میں مرکزی حکومت کو لکھ دیا گیا ہے جوں ہی مرکزی حکومت ہدایت دے گی سفارشات پر عمل درآمد شروع کر دیا جائے گا۔

قادیانیوں کو کلیدی اسامیوں سے برطرف کر کے توہین آمیز لٹریچر ضبط کیا جائے

لاہور، ۱۰ر ستمبر (سٹاف رپورٹر) ملک کے ممتاز علماء کرام نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے حکومت سے اپیل کی ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے ضمن میں جو آئینی فیصلے کیے گئے ہیں ان پر بلا تاخیر عمل درآمد کیا جائے۔ قادیانیوں کو کلیدی اسامیوں سے ہٹایا جائے۔ علماء نے قادیانیوں کے توہین آمیز لٹریچر پر فوری پابندی کا مطالبہ بھی کیا ہے۔

جامعہ نعیمیہ کے سربراہ مولانا مفتی محمد حسین نعیمی نے مطالبہ کیا ہے کہ شناختی کارڈوں میں تصحیح کی جائے، انتخابی فہرستوں میں قادیانیوں کے لیے ایک خصوصی شق رکھی جائے، کالج وسکول کے داخلہ فارموں پر ان کے مذہب کا اعلان کرایا جائے۔

مسجد وزیر خان کے خطیب مولانا خلیل احمد قادری نے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے فیصلے پر بلا تاخیر عمل کیا جائے اور اس ضمن میں حکومت ایک بورڈ تشکیل دے جس میں علماء کو نمائندگی دی جائے تاکہ آئینی ترمیم کے مطابق فیصلوں پر عمل درآمد کیا جا سکے، قادیانیوں کے تمام لٹریچر پر پابندی لگائی جائے۔

حکومت اسلام کی تبلیغ ونشر واشاعت کے لیے الگ محکمہ قائم کرے

لاہور، ۱۰ر ستمبر: مرکزی جمعیت علماء پاکستان کے سیکرٹری جنرل اور نائب صدر مرکزی مجلس عمل مولانا عبدالستار خان نیازی نے قادیانی مسئلہ کے باوقار آبرومندانہ فیصلہ پر اپنے

تاثرات پیش کرتے ہوئے بتایا کہ مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے تدبر، استقلال اور مجاہدانہ عزم بالجزم اور حکومت کی حقیقت پسندی نے ملک کو خانہ جنگی سے بچالیا اور ملت کے اجتماعی مطالبات کو تسلیم کر کے جمہوریت کا راستہ ہموار کردیا ہے۔

۵، ۶ اور ۷ رستمبر کا وقفہ اسلامیانِ پاکستان کے لیے زبردست ابتلا اور تصادم کا امکان جو سائے کی طرح منڈلا رہا تھا، خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنے محبوب رحمۃ اللعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طفیل ملت کو برادر کشی اور حکومت کو اپنی رعایا سے اُلجھنے کی شقاوت سے بچالیا۔ خدا کرے کہ آیندہ بھی اس قسم کے امکانی ہلاکت انگیز تصادمات سے پاکستان محفوظ رہے۔

ہمارے مطالبات کسی ضد، انانیت اور تعصب پر مبنی نہ تھے بل کہ ہم محسوس کرتے تھے کہ اگر خدانخواستہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی کا رابطہ درمیان سے ہٹ جائے تو نہ دوقومی نظریہ باقی رہتا ہے اور نہ پاکستانی قوم کا وجود ہی اپنی جگہ قائم رہتا ہے اور اس ملک کی وحدت و استحکام کے لیے کوئی مستقل ضمانت بھی میسر نہیں ہوسکتی ہے۔ نہیں نہیں صرف یہی نہیں بل کہ پاکستانی ملت کی تمام اقدارِ حیات پادر ہوا بن جاتی ہیں کیوں کہ عقیدۂ خاتمیت ہماری ملی زندگی کو بامعنی بناتا ہے اور ہماری زندگی و آخرت کے تمام مسائل کا معقول و مستقل حل پیش کرتا ہے۔ یہ ایک ضابطۂ حیات ہے جس سے ہماری ساری زندگی کے اُصول متعین ہوتے ہیں اور شرعی انقلاب کی راہ ہموار ہوتی ہے۔

مجلس عمل نے عزم بالجزم کر رکھا ہے کہ وہ اپنے مطالبات کو عملی جامہ پہنا کر ہی دم لے گی اور مطالبہ کرتی ہے کہ ربوہ کو عملاً کھلا شہر قرار دے کر اس کے افتادہ سکنی پلاٹوں پر مسلمانوں کی آبادی کا انتظام کیا جائے اور کھانڈ اور کپڑے کی ملیں لگا کر ان کے روزگار کا بندوبست کیا جائے۔ عقیدۂ خاتمیت کے تحفظ کو عملی شکل دینے کے لیے محکمہ تبلیغ اسلام قائم کیا جائے جو اندرون و بیرون ملک اسلام کی تبلیغ و دفاع کا فریضہ ادا کرے۔ بلاتاخیر منکرین ختم نبوت و جہاد کو کلیدی اسامیوں سے ہٹا کر ملک و ملت کا تحفظ کیا جائے۔ تحریک کے دوران جن سرکاری ملازموں نے ظلم و بربریت کا مظاہرہ کیا ہے انھیں معطل کر کے بعد از تحقیقات عبرت ناک سزا دی جائے۔ تمام اسیرانِ ختم نبوت کو فی الفور رِہا کیا جائے اور تمام مقدمات واپس لیے جائیں۔ مورخہ ۷ رستمبر کو اسلامی غیرت و اتحاد کا دن قرار دیتے ہوئے سرکاری تعطیل کا دن شمار کیا جائے۔ مجلس عمل میں

شامل تمام جماعتیں شرعی انقلاب کا پروگرام تیار کریں۔

قادیانیوں کی طرف سے عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف لٹریچر تقسیم کرنے کی مہم

لاہور، ۱۰ر ستمبر (نامہ نگار خصوصی) اس امر کے باوجود کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے اور آئین میں حالیہ ترمیم کے تحت کوئی شخص ختم نبوت کے عقیدے کے خلاف پرچار نہیں کر سکتا، قادیانیوں نے بہ ذریعہ ڈاک وسیع پیمانے پر پراپیگنڈہ مہم شروع کر دی ہے۔ آج دفتر نوائے وقت میں بذریعہ ڈاک ایسے پمفلٹ موصول ہوئے ہیں جن میں مرزا غلام احمد کے افکار کے حوالہ سے ختم نبوت کے خلاف کھلم کھلا پرچار کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں آج ٹیلی فون پر بھی عوام کی طرف سے زبردست احتجاج کیا جاتا رہا۔ ان کے گھروں اور دفتروں میں اس قسم کا لٹریچر بذریعہ ڈاک دھڑا دھڑ موصول ہو رہا ہے۔ یہ لٹریچر انتہائی نفیس سفید کاغذ پر چھپا ہے اور لاہور کے کسی خالد پرنٹرز نامی پریس میں چھاپا گیا ہے۔ پاکستان مسلم لیگ کے رہنما چودھری ظہور الٰہی ایم این اے نے قادیانیوں کی اس جسارت کو آئین میں حالیہ ترمیم کی کھلم کھلا خلاف ورزی قرار دیا ہے۔ اور مطالبہ کیا کہ اس جسارت کے ذمہ دار افراد کے خلاف فوری طور پر کارروائی کی جائے۔

احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے متعلق قوانین کے نفاذ کے لیے گورنروں کی کانفرنس طلب کر لی گئی

اسلام آباد، ۱۰ر ستمبر: وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے گیارہ ستمبر کو اسلام آباد میں گورنروں کی کانفرنس طلب کی ہے اس میں امن عامہ کی صورت حال کے علاوہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے متعلق ضروری قوانین کے نفاذ کے لیے اقدامات کیے جائیں گے۔

قادیانی سچے دل سے اسلام قبول کر لیں: گورنر بلوچستان

کراچی، ۱۰ر ستمبر (اپ پ) میر احمد یار خان گورنر بلوچستان نے قادیانیوں کو خارج از اسلام قرار دینے پر وزیر اعظم بھٹو اور قومی اسمبلی کو مبارکباد دی ہے۔ ایک بیان میں قادیانیوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ راہِ راست پر آ جائیں، سچے دل سے توبہ کریں۔ خدائے بزرگ و برتر سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور اسلام قبول کر لیں اور خدائے ذوالجلال کے غیظ و غضب سے ڈریں۔ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اور یہی اس کی بقا و سلامتی کا ضامن بن سکتا ہے۔

۱۴ستمبر ۱۹۷۴ء

قادیانیوں کودائرہ اسلام سے خارج کردینے کی خوشی میں ملک بھر میں یوم تشکر منایا گیا
نماز جمعہ کے مشترکہ اجتماع ہوئے اور شکرانہ کی نمازیں ادا کی گئیں۔
یوم تشکر کے موقع پر مسجد شہداء(مال روڈ، لاہور) رنگارنگ روشنیوں سے بقعۂ نور بن گئی

لاہور، ۱۳ستمبر(نامہ نگار خصوصی) آج ملک بھر میں یوم تشکر انتہائی جوش وخروش کے ساتھ منایا گیا۔ مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی ہدایت کے مطابق ہر شہر میں تقریبات منعقد ہوئیں، مساجد میں نماز شکرانہ ادا کی گئی، نماز جمعہ کے اجتماعات میں تحفظ وسالمیت پاکستان کے لیے خصوصی دعائیں مانگی گئیں۔ شہداء تحریک ختم نبوت کوایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی ہوئی، آج کی تقریبات کا سب سے اہم پہلو یہ تھا کہ مسلمانوں نے قادیانیوں کوغیر مسلم قرار دینے کے تاریخی فیصلے پراظہارِ مسرت کے طور پر اپنے بازاروں کوسجایا۔ رات کو چراغاں کیا گیا اور دن بھر غریب لوگوں کومفت کھانا کھلایا جاتا رہا۔ مختلف تقریبات میں وزیراعظم بھٹواور حزب اختلاف اورارکان قومی اسمبلی کوان کے اس شان دار کارنامے پرخراج تحسین پیش کیا گیا۔ ان تقریبات میں نہایت دل سوزی سے حکومت سے اپیل کی گئی کہ وہ تحریک تحفظ ختم نبوت کے اسیر علماء و طالب علم رہنماؤں اورسیاسی کارکنوں کوفوری طور پر رہا کردے۔

☆ مسجد شہداء(مال روڈ لاہور) اور جماعت اسلامی کے دفتر پر یوم تشکر کے سلسلہ میں چراغاں کیا گیا۔

۲۲ستمبر ۱۹۷۴ء

پاکستان میں قادیانی بالکل محفوظ ہیں، ظفراللہ کاالزام جھوٹا ہے: شاہ احمد نورانی
قومی اسمبلی کوقادیانی مسئلے پرکوئی بھی فیصلہ کرنے کامکمل اختیار ہے
مرزائی لیڈر نے ریڈکلف کمیشن کے سامنے پاکستان کوموقف غلط طور پر پیش کیا تھا

کراچی، ۲۱ستمبر(پ پ ا) جمعیت علمائے پاکستان کے صدر اور رکن قومی اسمبلی مولانا

شاہ احمد نورانی نے مرزائی لیڈر چودھری ظفر اللہ خاں کے اس الزام کی تردید کی ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کی جان و مال محفوظ نہیں ہیں۔ مولانا نورانی نے اپنے بیان میں نوائے وقت میں شائع کیے گئے چودھری ظفر اللہ کے انٹرویو پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی لیڈر پاکستان کے خلاف جھوٹا پراپیگنڈہ جاری رکھے ہوئے ہیں اور وہ اپنے بے بنیاد الزامات سے رائے عامہ کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ قادیانیوں کو پاکستان میں دیگر اقلیتوں کی طرح مکمل تحفظ حاصل ہے۔

مولانا نورانی نے چودھری ظفر اللہ کو چیلنج کیا کہ وہ اپنے الزامات کا ثبوت پیش کریں، کوئی بھی شخص پاکستان آ کر دیکھ سکتا ہے کہ قادیانیوں کو مکمل آزادی حاصل ہے اور وہ سکون سے رہ رہے ہیں۔ انھوں نے قادیانی لیڈر کے اس بیان کو بھی چیلنج کیا ہے کہ وہ قومی اسمبلی کے فیصلے کے خلاف قانونی اور آئینی چارہ جوئی کریں گے۔ مولانا نورانی نے کہا کہ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے روبرو مرزا ناصر احمد کا بیان اور دستاویزی شہادتوں کا ریکارڈ موجود ہے۔ مرزا ناصر احمد نے خصوصی کمیٹی سے خود درخواست کی تھی کہ انھیں شہادت فراہم کرنے کا موقع دیا جائے۔ قومی اسمبلی کو قادیانی مسئلہ پر کوئی بھی فیصلہ صادر کرنے کا مکمل اختیار ہے

۲۳ ستمبر ۱۹۷۴ء

پاکستانی مسلمان، پاکستان کو اسلام کا مضبوط حصار بنانے کی جدوجہد میں مصروف ہیں
قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا عالم اسلام کے جذبات کی صحیح ترجمانی ہے
اہل مدینہ منورہ پاکستان کی سلامتی کے لیے دعائیں مانگیں

کراچی، ۲۲ ستمبر: جمعیت علماء پاکستان اور ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی نے مدینہ منورہ کے رہنے والوں سے اپیل کی ہے کہ دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پنج وقتہ نمازوں کے دوران پاکستان کی سالمیت اور خوش حالی کے لیے خصوصی دعائیں کرائیں۔ انھوں نے مدینۃ المنورہ کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا فضل الرحمٰن المدنی کی جانب سے قادیانی مسئلہ کے حل کو پاکستان کے آئین میں شامل کیے جانے کے سلسلہ میں مولانا نورانی کے

نام تہنیت کے تار کے جواب میں ایک پیغام کے ذریعہ مولانا مدنی مدینۃ المنورہ کے علماء اور باشندوں کا شکریہ ادا کیا ہے۔ مولانا نورانی نے کہا کہ موجودہ کامیابی صرف پاکستان مسلمانوں کی کامیابی نہیں بل کہ عالم اسلام کی کامیابی ہے کیوں کہ خدا کے گھر کے سائے میں رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد پورے عالم اسلام کے جذبات کی ترجمانی کرتی ہے۔ انھوں نے مولانا فضل الرحمٰن المدنی سے درخواست کی ہے کہ وہ مدینہ کے لوگوں کو یہ پیغام پہنچائیں کہ پاکستان کے مسلمان، پاکستان کو اسلام کا مضبوط ترین حصار وقلعہ بنانے کی جدوجہد میں مصروف ہیں اور دربار رسالت میں مدینہ کے باشندوں کی دعائیں ان کے لیے قیمتی سرمایہ ہیں۔ مولانا مدنی نے مولانا نورانی کو جو تار دیا ہے اس میں کہا گیا ہے؛

"میں اپنی جانب سے اور مدینہ منورہ کے لوگوں کی جانب سے آپ کو پاکستان کی قومی اسمبلی اور پاکستانی عوام کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے فیصلہ پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ خدا آپ کو ان کوششوں پر جزائے خیر دے جو آپ اسلام کی خدمت اور مسلمانوں اور عالم اسلام کے اتحاد کے لیے انجام دے رہے ہیں۔"

۲۶ ستمبر ۱۹۷۴ء

افریقہ میں قادیانیوں کے جھوٹے مذہب کی اشاعت برداشت نہیں کی جائے گی: شیخ الاسلام سینی گال

لاہور، ۲۶ رستمبر (پ پ ا) افریقہ کی اسلامی اتحاد تنظیم کے صدر اور جمہوریہ سینی گال کے شیخ الاسلام الحاج ابراہیم نیاس نے کہا ہے کہ ہم پورے افریقہ میں قادیانیوں کی گھات میں بیٹھے ہیں اور اب وہ وقت دُور نہیں جب پوری دنیا میں ان استعماری ایجنٹوں کی حقیقت کھل جائے گی اور ان کی تمام سازشیں بے نقاب کردی جائیں گی۔ مسلم افریقی اتحاد کے صدر دفتر کا ڈلاخ سے امیر جماعت اسلامی پاکستان میاں طفیل احمد کے نام ایک مکتوب میں افریقہ کے ممتاز رہنما نے کہا ہے کہ اسلام ایک مکمل دین ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ مرزا

غلام احمد قادیانی، مسیلمہ کذاب کے سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ انھوں نے انکشاف کیا کہ افریقہ کے جو ممالک برطانوی سامراج کے زیر تسلط تھے ان میں استعماری طاقتوں کے بل بوتے پر قادیانیوں نے اپنے قدم جمائے تھے لیکن جو آبادیاں فرانسیسیوں کے زیر تسلط تھیں وہاں پر ان کے قدم نہیں لگ سکے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ انھوں نے گذشتہ ماہ وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے نام تار دیے تھے جن میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور انھیں کلیدی اسامیوں سے الگ کرنے کے مطالبات منظور کیے جائیں۔

شیخ الاسلام الحاج ابراہیم نیاس۔ جو رابطہ عالم اسلامی کی مجلس تاسیس کے رکن بھی ہیں۔ نے مزید کہا ہے کہ افریقہ کے شیدائیان اسلام ان فتنوں پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں اور استعماری ایجنٹوں کو اسلام کے نام پر مرزا غلام احمد کے جھوٹے مذہب کی اشاعت کا مزید موقع نہیں دیں گے۔

۳۱ ستمبر ۱۹۷۴ء

عشق رسول کے جذبہ نے ہی تحریک ختم نبوت کو کامیابی سے ہمکنار کیا ہے

لاہور، ۳۰ ستمبر: جمعیت علماء پاکستان کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالستار خان نیازی نے کہا ہے کہ مسلمان جب عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جذبہ سے سرشار ہوئے تو انھوں نے تمام فکری اور سیاسی اختلافات کو بھلا دیا اور کامل اتحاد سے پیش قدمی کر کے تحریک ختم نبوت کو کامیابی سے ہمکنار کر دیا۔

جامع مسجد نور، اچھرہ میں ایک استقبالیہ جلسے میں تقریر کرتے ہوئے کہا: حقیقت یہ ہے کہ ہم ہر میدان میں عشق رسول کے جذبے سے سرشار ہو کر ہی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے جمعیت علماء پاکستان صوبہ پنجاب کے سیکرٹری اطلاعات صاحب زادہ فیض القادری نے مطالبہ کیا کہ خدام الاحمدیہ اور فرقان فورس پر پابندی عاید کی جائے۔ مرزا ناصر احمد اور ظفر اللہ پر وطن دشمن بیانات جاری کرنے کے جرم میں مقدمات چلائے جائیں اور ان کے پاسپورٹ ضبط کیے جائیں۔ اسیرانِ ختم نبوت کو فوری رِہا کیا جائے۔

☆

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری جنرل علامہ سید محمود احمد رضوی نے کہا ہے کہ تحریک تحفظ ختم نبوت نے مسلمانوں کے تمام طبقوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کیا۔ اس اتحاد کو برقرار رکھا جائے گا اور ہر باطل قوت کو پاش پاش کر دیا جائے گا۔

عبدالحفیظ پیرزادہ کے بیان پر شاہ فریدالحق کی نکتہ چینی

کراچی، ۳۰ رستمبر: جمعیت علماء پاکستان کے رہنما اور سندھ اسمبلی میں قائد حزب اختلاف پروفیسر شاہ فرید الحق نے وزیر قانون جناب عبدالحفیظ پیرزادہ کے اس اخباری بیان کی سخت مذمت کی ہے۔ جس میں انھوں نے جمعیت کے قائد مولانا شاہ احمد نورانی پر نکتہ چینی کی ہے۔ انھوں نے کہا کہ جو لوگ لفظ سوشل اِزم کو کاغذ کی زینت نہ بنا سکے وہ سوشل اِزم کو لوگوں کے دلوں میں کیسے اُتار سکتے ہیں۔ جناب شاہ صاحب نے کہا کہ سوشل اِزم کا ڈھونگ رچا کر برسر اقتدار آنے والی حکومتی پارٹی اکثریت میں ہونے کے باوجود اقلیت کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوگئی اور ان چند علماء نے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا تو ایسے افراد کو عوام کو بے وقوف بنانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی، خود پیپلز پارٹی کے افراد یہ سمجھ چکے ہیں کہ آپ سوشل اِزم کے معاملہ میں کتنے مخلص ہیں!!

شاہ صاحب نے کہا کہ مولانا شاہ احمد نورانی اور ان کی جماعت کے چند علماء نے آپ کی اتنی بھاری اکثریت کو سوشل اِزم چھوڑنے اور اسلام کو سرکاری مذہب قرار دینے پر مجبور کر دیا ہے۔ انھوں نے جناب پیرزادہ سے کہا کہ آپ قادیانیوں کو جسے آپ فرقہ وارانہ مسئلہ سمجھتے تھے۔ اقلیت قرار دینے پر مجبور ہو گئے۔ اسی طریقے پر مولانا شاہ احمد نورانی اور ان کی جماعت آپ کو اور آپ کی جماعت کو صحیح معنوں میں مسلمان بنا دے گی تا کہ آپ اس ملک میں یہودیوں کے لائے ہوئے دین سوشل اِزم کو چھوڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی پیروی کریں اور عملی طور پر اسلامی زندگی بسر کریں۔ انھوں نے کہا کہ سوشل اِزم کا ڈھول بجانے سے اب کوئی فائدہ نہیں۔ انھوں نے حفیظ پیرزادہ اور ان کے جی حضوریوں کو مشورہ دیا ہے کہ سوشل اِزم پر فتوی دیتے دیتے اس کا حلیہ بگاڑ ہی دیا ہے، اب خدا کے لیے اسلام کے معاملہ میں خود ساختہ مفتی بن کر حلیہ بگاڑنے کی کوشش نہ کریں۔ بہر حال مولانا نورانی کے در پر آخر کار بے دین اور بے دین جماعتوں کو ماتھا رگڑنا ہی پڑے گا۔

☆

(II)

سانحہ ربوہ کی تحقیقات

(جسٹس صمدانی تحقیقاتی کمیشن کی کارروائی)

یکم جون ۱۹۷۴ء

☆جسٹس صمدانی نے واقعہ ربوہ کی تحقیقات شروع کر دی۔ جسٹس کے ایم اے صمدانی نے اپنے چیمبر میں واقعہ ربوہ کی تحقیقات کے سلسلہ میں اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل مسٹر عبدالستار نجم سے ملاقات کی۔

۲ جون ۱۹۷۴ء

اعلان

عوام کی آگہی کے لیے اعلان کیا جاتا ہے کہ حکومت پنجاب نے حسب ذیل تحقیقات کے لیے ایک تحقیقاتی ٹریبونل قائم کر دیا ہے جو:

(ا)۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ ریلوے سٹیشن پر رونما ہونے والے واقعہ

(ب) اور اس واقعہ سے متعلق دیگر اُمور کی تحقیقات کرے گا، تا کہ اس واقعہ کی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داری کا تعین کر کے اس کے مرتکب عناصر کے خلاف ضروری کارروائی کے سلسلے میں حکومت کو سفارش بھیجی جائے۔

ٹریبونل ۵ رجون ۱۹۷۴ء کے ۹ بجے صبح سے لاہور ہائی کورٹ لاہور میں شہادتیں قلم بند کرنا شروع کرے گا، جن کا آغاز جائے حادثہ پر موجود ریلوے کے عملے کے افراد کی شہادتوں سے ہو گا جن میں واقعہ کے وقت سٹیشن پر موجود ریلوے پولیس کے ارکان اور اس واقعہ سے رونما ہونے والے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ اور سٹاف کے ارکان بھی شامل ہوں گے۔ ان کے علاوہ پبلک میں سے کوئی بھی شخص جو تحقیقاتی ٹریبونل کی تحقیقات کی متذکرہ صدر (الف) اور (ب) شقوں میں بیان کردہ اُمور کے متعلق اپنی ذاتی معلومات کی بنا پر شہادت دینا چاہے وہ بھی بہ طور

گواہ شہادت قلم بند کرانے کے لیے اپنا نام، پورا پتہ اور جس مسئلے کے بارے میں وہ شہادت دینا چاہتا ہو، ۱۰؍جون ۱۹۷۴ء تک تحقیقاتی ٹربیونل میں یہ تفصیلات رجسٹر کرا سکے گا۔ ایسے افراد کو ان کی شہادتوں کی تاریخوں کا تعین کر کے ان سے انھیں مطلع کر کے شہادت کے لیے طلب کرلیا جائے گا۔ جو افراد تحریری شہادتیں بھیجنا چاہیں وہ اپنی لکھی ہوئی شہادتیں ۱۰؍جون ۱۹۷۴ء تک ٹربیونل کو ارسال کردیں۔

اگر کوئی فرد تحقیقات کے طریق کار کے متعلق ٹربیونل کو مشورہ پیش کرنا چاہتا ہو، تو یہ مشورہ ۳ یا ۴؍جون ۱۹۷۴ء تک گیارہ بجے قبل از دوپہر ٹربیونل میں حاضر ہو کر پیش کردے یا لکھ کر ان ہی تاریخوں تک بہ ذریعہ ڈاک ارسال کردے۔

تمام خط و کتابت ممبر انسپکشن ٹیم، لاہور ہائی کورٹ لاہور کے نام ہونی چاہیے۔

دستخط

کے ایم اے صمدانی (جج)، لاہور

۶ جون ۱۹۷۴ء

[سانحہ ربوہ کی تحقیقات کا آغاز]

لاہور، ۵؍جون (نامہ نگار خصوصی) لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی پر مشتمل تحقیقاتی ٹربیونل نے آج ربوہ کے حالیہ افسوس ناک واقعہ کی تحقیقات شروع کردی ہے۔ تحقیقات آج صبح نو بجے ہائی کورٹ کی عمارت کے ایک کمرہ میں کھلے عام شروع ہوئی۔ کمرہ مختلف تنظیموں کے نمائندہ اور وکلاء اور عوام سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ کارروائی شروع ہونے سے قبل ریڈر (Reader) نے ٹربیونل کے تقرر سے متعلق نوٹیفکیشن (notification) پڑھ کر سنایا اور تحقیقات کا دائرہ کار اور شہادتوں کے لیے دی گئی دعوت عام کے بارے میں اخبارات میں شائع کیے جانے والے نوٹس کے مقصد کی وضاحت کی گئی۔ آج اس ٹرین کے لگیج گارڈ (Luggage Guard) کا جزوی بیان قلم بند کیا گیا جس کے ایک ڈبہ پر ربوہ میں مبینہ طور

پر حملہ کیا گیا تھا، بیان کل بھی جاری رہے گا۔

فاضل عدالت نے ہر شخص کو متنبہ کیا کہ وہ اپنے ساتھی شہریوں کے جذبات کا خیال رکھے اور کوئی لفظ ایسا نہ کہا جائے یا اظہار کا کوئی ایسا پیرایہ اختیار نہ کیا جائے جس سے کسی کی دل شکنی ہو سکتی ہو۔

اخباری نمائندوں سے کہا گیا کہ ہر روز ٹریبونل اپنی کارروائی کے خاتمہ پر ایک پریس نوٹ جاری کیا کرے گا اور ٹریبونل کو توقع ہے کہ اخبارات اس پریس نوٹ کے سوا تحقیقات سے متعلق کوئی اور چیز شائع نہیں کریں گے۔ عوام کی سہولت کے لیے تحقیقاتی ٹریبونل کی کارروائی اردو میں ہوگی تاہم ریکارڈ انگریزی میں رکھا جائے گا۔ آج کی کارروائی دوپہر ڈیڑھ بجے ختم ہوئی، کل صبح نو بجے پھر شروع ہوگی اور ٹریبونل اتوار اور تعطیلات کے دیگر ایام کے سوا ہر روز کام کرے گا۔ ہائی کورٹ کے جن ارکان نے جن مختلف تنظیموں کی نمائندگی کی، وہ ارکان اور تنظیمیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ مسٹر ایم انور (بارایٹ لاء)

اور ان کے معاون ایم اے رحمان ایڈووکیٹ (جماعت اسلامی)

۲۔ قاضی محمد سلیم (تحفظ ختم نبوت)

۳۔ مسٹر رفیق احمد باجوہ (قادیانی محاسبہ کمیٹی، تحفظ ختم نبوت اور پاکستان اتحاد پارٹی)

۴۔ مسٹر اعجاز حسین بٹالوی اور ان کے معاون مسٹر مبشر لطیف احمد (انجمن احمدیہ ربوہ)

۵۔ مرزا نصیر احمد (سٹوڈنٹس یونین تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

۶۔ مسٹر ایم اسماعیل قریشی، چودھری نذیر احمد، مسٹر آفتاب فرخ،

چودھری غلام باری سلیمی، رانا عبدالرحیم اور ڈاکٹر فاروق اے حسن

(لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن اور وکلاء کی اشتراک عمل کمیٹی)

۷۔ مسٹر سی ایم لطیف (جمعیت العلماء پاکستان)،

مسٹر کمال مصطفیٰ بخاری اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نے حکومت کی نمائندگی کی۔

۷ جون ۱۹۷۴ء

[محمد اقبال Luggage Guard، کی شہادت]

واقعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی کی عدالت میں چناب ایکسپریس کے لگیج گارڈ محمد اقبال کا بیان مکمل ہو گیا۔ ٹربیونل کی طرف سے جاری کردہ پریس نوٹ کے مطابق یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ کل سے صبح کے علاوہ دوپہر تین بجے سے پانچ بجے شام تک ٹربیونل کا اجلاس ہوا کرے گا۔ آج صبح نو بجے ٹربیونل کا اجلاس شروع ہوا اور چناب ایکسپریس پر متعین لگیج گارڈ محمد اقبال پر مختلف تنظیموں کے نمائندہ وکلا نے جرح کی۔ تاہم جب مسٹر رفیق احمد باجوہ کو جو قادیانی محاسبہ کمیٹی کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ گواہ سے ایک سوال پوچھنے کی اجازت نہ دی گئی تو قاضی محمد سلیم ایڈووکیٹ نے جو تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی کر رہے ہیں اپنی تنظیم کی ہدایت پر ٹربیونل کی کارروائی میں مزید حصہ نہ لینے کی اجازت چاہی تو اس پر ٹربیونل نے واضح کیا کہ چوں کہ کسی ایک تنظیم کو بھی ٹربیونل کی جانب سے فریق نہیں بنایا گیا اور مختلف تنظیموں کی نمائندگی کرنے والے وکلاء کو ان کے اپنے ایما پر ٹربیونل کی کارروائی میں حصہ لینے اور ٹربیونل کی مدد کرنے کی اجازت دی گئی ہے لہٰذا کسی ایک فرد کا ٹربیونل کی کارروائی سے لاتعلقی کا اظہار کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ فاضل عدالت نے اس صورت حال سے قاضی محمد سلیم کو آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر وہ ٹربیونل کی کارروائی سے اظہار لاتعلقی کرنا چاہتے ہیں تو اس سلسلہ میں انھیں کوئی روک ٹوک نہیں ہے اور وہ بہ خوشی ایسا کر سکتے ہیں۔ اس مرحلہ پر قاضی محمد سلیم کمرۂ عدالت سے چلے گئے۔ تاہم دیگر وکلاء نے گواہ محمد اقبال پر جرح جاری رکھی۔ گواہ پر جرح ڈیڑھ بجے دوپہر مکمل ہوئی اور ٹربیونل نے آج کے لیے اپنی کارروائی مکمل کر لی۔ آج بھی کمرۂ عدالت مختلف تنظیموں کے نمائندہ وکلاء اور عوام سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔

۸ جون ۱۹۷۴ء

[آفتاب احمد وارثی Conductor اور نذیر احمد خان، انچارج کی شہادت]

نشتر آباد کے سٹیشن ماسٹر وقوعہ کے روز خلاف معمول پلیٹ فارم پر موجود تھے

انھوں نے اس ڈبے میں جھانکا جس میں ملتان کے طلبا سوار تھے

سٹیشن ماسٹر ربوہ نے سٹیشن پر ہنگامے کا کوئی خاص نوٹس نہ لیا

لاہور، ۷ جون (نامہ نگار خصوصی) لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی پر مشتمل تحقیقاتی ٹریبونل نے آج واقعہ ربوہ کے سلسلے میں مزید دو گواہوں کنڈکٹر گارڈ آفتاب احمد وارثی اور گارڈ انچارج نذیر احمد خاں کی شہادت قلم بند کی۔ مسٹر وارثی کی شہادت اور مختلف تنظیموں کے نمائندہ وکلا کی ان پر جرح آج مکمل ہوگئی جب کہ نذیر احمد خان پر کل جرح کی جائے گی۔ آج ٹریبونل کے دو اجلاس ہوئے، پہلا اجلاس صبح ۹ بجے شروع ہو کر ۱۲:۳۰ بجے دوپہر تک جاری رہا جب کہ دوسرا اجلاس ۳ بجے دوپہر سے ۵ بجے شام تک رہا۔ آج جن دو گواہوں کی شہادتیں قلم بند کی گئیں ان کا تعلق وقوعہ کے روز ربوہ سے گزرنے والی ایکسپریس ٹرین پر متعین عملے سے ہے۔ آج دوپہر فاضل عدالت نے گواہ نذیر احمد خاں کا بیان قلم بند کیا جو چناب ایکسپریس کے گارڈ انچارج ہیں۔ نذیر احمد خاں نے فاضل عدالت کے استفسار پر بتایا کہ وہ احمدی فرقہ سے تعلق نہیں رکھتا، اس نے بتایا کہ وقوعہ کے روز جب وہ چناب ایکسپریس پر متعین تھا اس نے ربوہ پہنچنے سے قبل کسی قابل ذکر بات کا نوٹس نہیں لیا تاہم واقعہ کے بعد جب اس نے ربوہ پہنچنے سے قبل واقعات کا جائزہ لیا تو اسے بعض ایسے غیر معمولی واقعات یاد آئے جو سرگودھا اور ربوہ کے درمیان چناب ایکسپریس پر پیش آئے۔ اس ضمن میں گواہ نے بتایا کہ معمول کے مطابق چیف پارسل کلرک گاڑی پر نہیں آتا لیکن وقوعہ کے روز چیف پارسل کلرک (سرگودھا) جو احمدی فرقہ سے تعلق رکھتا ہے گاڑی پر آیا اور اس نے خاص طور پر ڈبے کی طرف دیکھا جس میں نشتر میڈیکل کالج کے طلبا سوار تھے۔ گواہ نے بتایا کہ وہ ہر روز لائل پور سے سرگودھا جانے والی

ریل کار جو صبح ۴ بج کر ۱۵ منٹ پر لائل پور سے چل کر ۶ بج کر ۴۵ منٹ پر سر گودھا پہنچتی ہے۔ پر متعین ہوتا ہے۔ یہ ریل کار نشتر آباد کے ریلوے سٹیشن پر ۱۹ منٹ کے لیے رکتی ہے تاکہ ۳۰ ڈاؤن سرگودھا ایکسپریس کو جو نشتر آباد نہیں رکتی۔ کراس دیا جائے۔ گواہ نے بتایا کہ جس روز ربوہ کا واقعہ پیش آیا۔ سرگودھا ایکسپریس نشتر آباد کے ریلوے سٹیشن پر رکی۔ نشتر آباد کے سٹیشن ماسٹر داؤد نے جو کہ قادیانی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر منظور احمد کو لاہور جانے والی اس گاڑی میں سوار کرایا۔ گواہ نے واضح کیا کہ سرگودھا ایکسپریس سرگودھا سے براستہ ربوہ، چنیوٹ لاہور جاتی ہے۔ اس کے بعد میں اپنی گاڑی لے کر سرگودھا چلا گیا، وہاں سے میں نے چناب ایکسپریس پر سوار ہونا تھا جو کہ اس روز ۳۰ منٹ لیٹ آئی اور اس طرح سرگودھا سے ۵۰ منٹ لیٹ روانہ ہوئی۔ جب میں چناب ایکسپریس پر ۹ بج کر ۲۶ منٹ پر نشتر آباد سے گزرا تو سٹیشن ماسٹر داؤد ڈیوٹی پر تھے۔ مسٹر داؤد پلیٹ فارم پر کھڑے تھے اور وہ سیکنڈ کلاس کے ایک ڈبے میں جس میں نشتر میڈیکل کالج کے طلبا سوار تھے۔ جھانک رہے تھے۔ گواہ نے کہا کہ وہ اس طرز عمل کا نوٹس نہ لیتا لیکن موقع پر موجود سپیشل ٹکٹ ایگزامینر نے مسٹر داؤد سے استفسار کیا کہ وہ کیا چیز تلاش کر رہے ہیں جس پر سٹیشن ماسٹر نے جواب دیا کہ کوئی خاص چیز نہیں۔ گواہ نے بتایا کہ عام حالات میں سٹیشن ماسٹر پلیٹ فارم پر نہیں آتے۔

گواہ نے بتایا کہ جب ریل گاڑی ربوہ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر پہنچی تو کسی نے خطرے کی زنجیر کھینچ دی جس بنا پر ریل گاڑی پلیٹ فارم پر اپنی معمول کی جگہ سے کچھ فاصلہ پر رک گئی اور اس طرح آخری دو بوگیاں پلیٹ فارم تک نہ پہنچ سکیں۔ گواہ نے بتایا کہ آخری سے پہلی بوگی میں طلبا سوار تھے، اس کا اپنا کمرہ انجن سے آٹھواں تھا۔ اس کے ڈبے کے آگے تھرڈ کلاس اور اس سے آگے سیکنڈ کلاس کا ڈبہ تھا۔ گواہ نے کہا جب میں گاڑی سے باہر نکلا تو میں نے دیکھا کہ آٹھ دس لوگ سیکنڈ کلاس کے ڈبے سے ایک شخص کو گھسیٹ رہے ہیں اور اسے زدوکوب کر رہے ہیں اور یہ وہی بوگی تھی جہاں سے زنجیر کھینچی گئی تھی اور اسی ڈبے میں نشتر آباد کے سٹیشن ماسٹر مسٹر داؤد نے اندر جھانکا تھا۔ گواہ نے بتایا کہ جب وہ موقع پر گیا تو اتنے لوگ جمع ہو چکے تھے کہ وہ اور کچھ نہ دیکھ سکا۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ جس شخص کو زدوکوب کیا جا رہا تھا وہ طالب علم ہے۔ گواہ نے کہا کہ ٹرین کے ایک ڈبے میں موجود ریلوے پولیس سے اس نے رابطہ قائم کیا لیکن وہ بھی موقع پر پہنچنے

میں ناکام رہی۔ گواہ نے مزید کہا کہ اسی اثنا میں میں نے دیکھا کہ ریل گاڑی کے عقب میں لوگوں کی کثیر تعداد اکٹھی ہو چکی تھی اور بعض لوگ طلبا کے ڈبے کی کھڑکیاں توڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس موقع پر کافی چیخ و پکار تھی جس سے اسے موقع کی نزاکت کا احساس ہوا۔ نذیر احمد خاں نے بتایا کہ اس بنا پر اس نے سٹیشن ماسٹر ربوہ سے جو ربوہ میں خاصے بااثر سمجھے جاتے ہیں۔ رابطہ قائم کیا اور انھیں موقع کی نزاکت سے آگاہ کیا۔ سٹیشن ماسٹر سیکنڈ کلاس کی بوگی تک گئے اور انھوں نے زخمی طالب علم کو دیکھا۔

گواہ نے کہا کہ جب اس نے سٹیشن ماسٹر سے کہا کہ سکیورٹی فورس اور پولیس یا ایس پی لائل پور اور ایس پی جھنگ کو واقعہ کی اطلاع دی جائے تو انھوں نے ایسا نہ کیا۔ گواہ نے بتایا کہ سٹیشن ماسٹر کا نام سمیع ہے اور وہ قادیانی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ گواہ نے کہا کہ اس کے بعد میں نے سٹیشن ماسٹر کے دفتر میں کنٹرول فون اٹھایا اور کنٹرولر لائل پور کو واقعہ کی مکمل تفصیلات سے آگاہ کیا اور درخواست کی کہ وہ جو کچھ اس واقعہ کے سلسلہ میں کر سکتے ہیں کریں، جس پر کنٹرولر نے یقین دلایا کہ جو کچھ ممکن ہو گا وہ کریں گے۔ جب میں طلبا کی بوگی تک گیا تو میں نے دیکھا کہ بوگی کی کھڑکیاں ٹوٹ چکی ہیں اور کچھ طلبا کو جو بوگی کے اندر اور کچھ کو اندر سے باہر کھینچ کر مارا پیٹا جا رہا ہے کچھ طلبا نے بوگی کے غسل خانے میں گھس کر اندر سے کنڈی لگا کر اپنے آپ کو محفوظ کیا اس کے بعد میں بھاگ کر دوبارہ سٹیشن پر آیا اور کنٹرولر سے رابطہ قائم کیا، اس کے بعد میں اپنی بوگی کی طرف گیا تو میں نے دیکھا کہ بعض لوگوں نے یہ شک کرتے ہوئے کہ کسی طالب علم نے میری بوگی میں پناہ لی ہے اس کی کھڑکیاں توڑ دیں، بعد ازاں معلوم ہوا کہ میری غیر حاضری میں ایک زخمی طالب علم نے میرے ڈبے میں پناہ لے کر دروازہ بند کر لیا تھا اور بوگی کی کھڑکیاں اس طالب علم کو باہر کھینچنے کے لیے توڑی گئی تھیں۔

گواہ نے اس مرحلہ پر بتایا کہ لگیج گارڈ جو کہ قادیانی فرقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ نے بھی سٹیشن ماسٹر کی طرح اس سے تعاون کرنے سے معذوری ظاہر کی اور یہ کہہ کر میرا سامان چوری ہو جائے گا اپنی ڈیوٹی پر واپس چلا گیا حالاں کہ سامان کو تالا لگا ہوتا ہے اور اس کی چوری کے امکانات نہیں ہوتے۔ گواہ نے بتایا کہ ۱۰:۳۰ بجے جب کہ پلیٹ فارم پر ٹرین کو کھڑے ۲۵ منٹ گزر چکے تھے، سٹیشن ماسٹر نے مجھ سے گاڑی چلانے کو کہا جس پر میں نے کہا کہ ان حالات میں

جب کہ گاڑی کو ویکم کھچا ہوا اور طالب علموں کو پورے ہونے کی کوئی یقین دہانی نہیں کرائی جاتی میں گاڑی نہیں چلا سکتا۔ گواہ نے بتایا کہ جب وہ طلبا کی بوگی سے کنٹرول روم کی طرف گیا تو پناہ لینے کے لیے ایک زخمی طالب علم اس کے ساتھ آ گیا اس کے جسم پر بنیان تک نہ تھی اور اس کی شلوار پھٹی ہوئی تھی، اس کے جسم پر تشدد کے نشانات موجود تھے۔ گواہ نے بیان جاری رکھتے ہوئے کہا کہ دس بجے پھر سٹیشن ماسٹر نے دوبارہ اصرار کیا کہ گاڑی چلا دی جائے اس سے قبل جب میں سٹیشن ماسٹر کے دفتر میں بیٹھا تھا تو دو اشخاص آئے اور انھوں نے سٹیشن ماسٹر سے بات چیت کی تاہم میں نے گاڑی چلانے سے اس لیے انکار کر دیا کہ واقعہ کے بارے میں موقع پر ہی مقدمہ درج کیا جا سکے لیکن کنٹرولر سے جب رابطہ قائم کیا گیا تو اس نے کہا کہ گاڑی چلا دی جائے چوں کہ ربوہ میں بروقت طبی امداد نہیں دی جا سکتی۔

گواہ نے بتایا کہ جب وہ پلیٹ فارم پر واپس گیا تو وہاں کوئی شر پسند موجود نہ تھا چوں کہ انھیں ربوہ کے بعض با اثر لوگوں نے پرے ہٹا دیا تھا۔ اس کے علاوہ میں نے یہ دیکھا کہ طلبا کا سامان ان کی ٹوٹی ہوئی کراکری اور ان کی دیگر چیزیں پلیٹ فارم پر بکھری پڑی تھیں۔ گواہ نے مزید بتایا کہ وہ زخمی لڑکے اپنے ساتھ لے آیا اور ٹرین کے ویکم کو درست کیا۔ اس نے مزید بتایا کہ اس کے بعد میں نے ٹرین میں موجود طلبا کی صحیح تعداد کے بارے میں استفسار کیا اور ان کے زخموں کے بارے میں معلومات حاصل کیں تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ کتنے طلبا زخمی ہیں۔ مجھے معلوم ہوا کہ چھ طلبا انتہائی زخمی حالت میں تھے جن میں سے دو بے ہوش تھے۔ طلبا نے اپنی صحیح تعداد بتانے سے معذوری کا اظہار کیا اور کہا کہ پشاور روانگی کے وقت ان کی تعداد ۱۵۰ تھی لیکن واپسی پر بعض طلبا اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے ہر ڈبے میں آواز دی تا کہ کسی ڈبے میں سے کوئی زخمی ہو تو اسے باہر بلایا جا سکے۔ ایک ڈبے میں سے دو زخمی طلبا باہر آئے جنھیں میں نے اپنے ڈبے میں سوار کیا اور گاڑی چلانے کے لیے سگنل دیا۔ ربوہ سے دو میل دور ایک زیر مرمت پل کے گئے جب گاڑی رکی تو میں نے اپنے ابتدائی طبی امداد کے بکس کی مدد سے طلبا کو ابتدائی طبی امداد دی، چنیوٹ پہنچنے پر چنیوٹ کے چیف کنٹرولر کو واقعہ کی مکمل تفصیلات سے آگاہ کیا گیا کہ لائل پور میں زخمی طلبا کے مکمل طبی امداد کا انتظام کیا گیا ہے اور وہاں پر ڈاکٹروں کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ گواہ نے بتایا کہ لائل پور پہنچنے پر ان زخمیوں کو جن کی حالت بہت نازک

تھی ان کو آکسیجن دی گئی۔ اسٹیشن پر ڈپٹی کمشنر اور ایس پی بھی موجود تھے اس کے علاوہ عوام کی کثیر تعداد بھی موجود تھی جو کہ نعرہ بازی کر رہی تھی، ان لوگوں کے پاس لاؤڈ سپیکر بھی تھا۔

نذیر احمد نے بتایا کہ ربوہ میں جب یہ واقعہ ظہور پذیر ہوا تو وقتی طور پر خاموشی رہی لیکن جب رفتہ رفتہ انھیں واقعہ کی سنگینی کا احساس ہوا تو انھیں جوش آ گیا۔ گواہ نے بتایا کہ اس نے اس امر کا پورا لحاظ رکھا کہ لگیج گارڈ جو کہ قادیانی فرقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ کو کوئی گزند نہ پہنچے اور اس لیے میں نے اسے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔

[مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے وکیل کی درخواست منظور]

[ٹربیونل کے جاری کردہ پریس نوٹ کے مطابق آج ٹربیونل میں مسٹر کیو ایم سلیم نے پیش ہو کر درخواست کی کہ انھیں مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے کارروائی میں شامل ہونے کی اجازت دی جائے جو منظور کر لی گئی۔ عوام کی طرف سے ایک وکیل کی درخواست پر ٹربیونل نے اخباری نمائندوں کو مطلع کیا کہ انھیں گواہوں کی شہادتیں شائع کرانے کی پوری آزادی ہے بہ شرط یہ کہ اس سلسلے میں سر دست کوئی قانون نافذ نہ کیا گیا ہو اس لیے انھیں اس قانونی حکم کا ضرور احترام کرنا پڑے گا البتہ ٹربیونل کارروائی کے متعلق اپنے پریس نوٹ بہ دستور جاری کرتا رہے گا۔ ٹربیونل نے فاضل اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کو ہدایت کی کہ وہ ٹربیونل کی کارروائی میں شامل ہونے والے وکلا کو ربوہ ریلوے سٹیشن پر مجروح ہونے والے طلبہ کے سلسلہ میں طبی و قانونی رپورٹیں مہیا کر دیں۔]

۹ جون ۱۹۷۴ء

[گارڈ انچارج نذیر احمد خان پر وکلاء کی جرح]

ربوہ ریلوے سٹیشن پر ملتان کے طلبا پر حملہ کرنے والوں کی تعداد 500 تھی

میں نے دس افراد کو ایک طالب علم کو زدوکوب کرتے دیکھا: گارڈ انچارج

حملہ آور لاٹھیوں، ہاکیوں، آہنی پائپوں اور سائیکل کی زنجیروں سے مسلح تھے

لاہور ۸ جون (نامہ نگار خصوصی) لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی پر

مشتمل تحقیقاتی ٹربیونل نے آج چناب ایکسپریس پر واقعہ ربوہ کے روز متعین سپیشل ٹکٹ ایگزامینر (Special Ticket Examiner) مسٹر صدیق احمد کا بیان قلم بند کیا، آج گارڈ انچارج نذیر احمد خاں کا بیان بھی جو گذشتہ روز نامکمل رہ گیا تھا، قلم بند کیا گیا۔ مختلف تنظیموں کے نمائندہ وکلا نے ان دو گواہوں پر جرح بھی کی۔ آج بھی ٹربیونل کے دو اجلاس ہوئے۔ گارڈ انچارج نے آج صبح اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ حادثہ سے اگلے روز جب اسے ربوہ طلب کیا گیا تو وہاں ریلوے سٹیشن پر پولیس انسپکٹر نے اس کے اور دیگر عملہ کے بیانات قلم بند کیے۔

گواہ نے بتایا کہ اس نے وہ موقع بھی دیکھا جہاں پر گزشتہ روز نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ کو زدوکوب کیا گیا تھا۔ پلیٹ فارم پر شیشے اور ٹوٹی ہوئی کراکری کے بہت چھوٹے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے جب کہ خون کے دھبے مٹا دیے گئے تھے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ پلیٹ فارم پر موجود تشدد کے نشانات مٹانے کی کوشش کی گئی ہے تاہم پلیٹ فارم سے کچھ فاصلہ پر ایک مقام پر خون کے دھبے صاف طور پر نظر آ رہے تھے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ تشدد کے نشانات مٹانے کی کوششیں مکمل طور پر کامیاب نہیں ہو سکیں۔ گواہ نے انکشاف کیا کہ واقعہ کے روز نشتر میڈیکل کالج کے طلبا پر حملہ کرنے والے لوگوں کی تعداد ۵۰۰ کے لگ بھگ تھی لیکن ان کے علاوہ بھی بہت سے ایسے افراد جن میں خواتین کی کثیر تعداد بھی شامل تھی اور جو مسافر نہ تھے پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ گواہ نے کہا کہ اس کے اندازے کے مطابق پلیٹ فارم پر تین ہزار کے لگ بھگ لوگ موجود تھے۔ گواہ نے کہا کہ اس نے ابتدائی طور پر آٹھ دس افراد کو جو چمڑے کی پیٹیوں، آہنی پائپوں، لاٹھیوں اور ہاکیوں سے مسلح تھے۔ پلیٹ فارم پر ایک طالب علم کو زدوکوب کرتے دیکھا۔ مزید برآں جس ہجوم نے پلیٹ فارم سے پرے کھڑی ہوئی طلبا کی بوگی پر حملہ کیا وہ مذکورہ چیزوں کے علاوہ سائیکل کے چینوں (Chains) سے بھی لیس تھا۔

گواہ نے کہا کہ اس نے جن زخمی طلبا کے ناموں کا اندراج کیا وہ یہ ہیں:

عبدالرحمٰن، محمد انور، مظفر احمد، ارباب عالم، رفعت باجوہ، منصور اسلم، عبدالخالق، خالد اختر

گواہ نے اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل مسٹر کمال مصطفیٰ بخاری کے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ ربوہ ریلوے سٹیشن پر جو ہجوم تھا وہ خلاف معمول تھا اور اس نے اس ریلوے سٹیشن پر

اتنا ہجوم کبھی نہیں دیکھا۔ گواہ نے بتایا کہ پلیٹ فارم پر کثیر تعداد میں خواتین بھی موجود تھیں اور ان میں سے ایک خاتون نے سپیشل ٹکٹ ایگزامینر صدیق احمد کو ہلکا سے دھکے دیتے ہوئے کہا ''چلیں احمدیت کا حق ادا کریں'' تاہم گواہ نے مسٹر ایم انور بار ایٹ لاء کی جرح پر اپنا جواب جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اس نے خواتین کو ''احمدیت زندہ باد'' کا نعرہ لگاتے ہوئے نہیں سنا۔

قبل ازیں فاضل عدالت کے استفسار پر گواہ نے وہ نعرے بتائے جو اس نے ربوہ سٹیشن پر سنے تھے ان میں ''احمدیت زندہ باد، احمدیت کا حق ادا کرو'' کے نعرے شامل ہیں۔ گواہ نے بتایا کہ عورتیں گالیاں بھی دے رہی تھیں۔

گارڈ انچارج نذیر احمد نے جرح کے دوران یہ بھی بتایا کہ پلیٹ فارم پر بعض لوگ بھنگڑا ڈال رہے تھے، اس نے تسلیم کیا کہ عام طور پر یہ ناچ خوشی کا اظہار کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔

گواہ نے مقامی انجمن احمدیہ ربوہ کے نمائندہ وکیل مسٹر اعجاز حسین بٹالوی کی جرح کے جواب میں اس بات سے لاعلمی کا اظہار کیا کہ اسٹیشن ماسٹر ربوہ عبدالسمیع دل کا مریض ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ اس خواہش کے باوجود کہ پلیٹ فارم پر اکٹھے ہونے والے مشتعل ہجوم کو منتشر کرنے کے لیے مدد حاصل کی جائے، اس نے ربوہ کے پولیس آفس کو فون نہیں کیا اور ٹرین کے ساتھ ریلوے پولیس کے تین آدمیوں کو جو اس کے ماتحت تھے پولیس چوکی سے مدد لانے کے نہیں بھیجا۔ گواہ نے بتایا کہ اس کے اندازے کے مطابق راول پنڈی اور ملتان کے مابین کم فاصلہ براستہ لائل پور ہے۔

مسٹر اعجاز حسین بٹالوی کی جرح کے دوران گواہ نے یہ بھی کہا کہ وہ مذہبی کتابیں یا دوسرے رسالے نہیں پڑھتا۔ گواہ نے اس امر سے لاعلمی کا اظہار کیا کہ لائل پور کی زرعی یونیورسٹی پر طلبا نے اس لیے قبضہ کر لیا تھا کہ ان کا مطالبہ یہ تھا کہ احمدی طلبا کے لیے علاحدہ میس اور رہائش کا انتظام کیا جائے۔

گواہ پر جرح مکمل ہونے کے بعد مقامی انجمن احمدیہ ربوہ کے نمائندہ وکیل مسٹر اعجاز حسین بٹالوی نے فاضل عدالت سے درخواست کی کہ چوں کہ اس فرقہ سے تعلق رکھنے والے بعض افراد مقید ہیں اس لیے وہ واقعہ ربوہ کے بارے میں مکمل معلومات اور ہدایات حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ فاضل عدالت نے انکشاف کیا کہ مسٹر بٹالوی نے اس ضمن میں تحریری

درخواست بھی دی ہے کہ انتظامیہ انھیں ان زیرحراست افراد سے رابطہ قائم کرنے کی اجازت دے۔ تاہم فاضل عدالت نے جب تک کہ زیرحراست افراد کے نام اور کوائف ٹربیونل کے سامنے پیش نہیں کیے جاتے۔ درخواست پر فیصلہ ملتوی کر دیا۔

[صدیق احمد اسپیشل ٹکٹ ایگزیمنر کی شہادت]

چناب ایکسپریس کے عملہ سے تعلق رکھنے والے چوتھے گواہ سپیشل ٹکٹ ایگزامینر صدیق احمد نے ٹربیونل کے سامنے اپنی شہادت قلم بند کراتے ہوئے بتایا کہ وہ قادیانی فرقہ سے تعلق نہیں رکھتا۔ وہ سرگودھا سے لے کر شورکوٹ تک بہ طور سپیشل ٹکٹ ایگزامینر چناب ایکسپریس پر متعین ہے۔ اس نے بتایا کہ واقعہ ربوہ کے روز سرگودھا ریلوے سٹیشن سے جب چناب ایکسپریس روانہ ہونے والی تھی اس نے چیف پارسل کلرک عبداللہ جو قادیانی فرقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ کو گاڑی کے کبھی ایک ڈبے اور پھر دوسرے ڈبے میں جھانکتے ہوئے دیکھا۔ اس سے جب استفسار کیا گیا کہ وہ کیا ڈھونڈ رہا ہے تو اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس طرح نشتر آباد ریلوے سٹیشن پر جب گواہ ٹکٹ چیک کر رہا تھا تو اس نے سٹیشن ماسٹر جو قادیانی فرقہ سے تعلق رکھتا ہے کو خلاف معمول پلیٹ فارم پر گھومتے پھرتے دیکھا۔ گواہ نے کہا جب گاڑی ربوہ پہنچی تو وہ سیکنڈ کلاس کے ایک ڈبے سے ٹکٹیں چیک کر کے جب باہر نکلا تو ریلوے سٹیشن کی عمارت سے پندرہ مسلح افراد جو ہاکیوں، پہیوں والی پیٹیوں، ڈنڈوں، ریلوے لائن سے اٹھائے گئے پتھروں اور آہنی پائپوں سے لیس تھے۔ میں سے آٹھ افراد بڑے سیکنڈ کلاس ڈبے میں داخل ہوئے۔ وہ ایک طالب علم کو بالوں سے گھسیٹ کر باہر لائے۔ باہر ان پندرہ سولہ افراد نے طالب علم کو زدوکوب کرنا شروع کر دیا۔ اس لڑکے نے منت سماجت کرنا شروع کر دی۔ میں نے موقع پر جا کر سختی سے کہا کہ اس لڑکے کو کیوں زدوکوب کیا جا رہا ہے تو ان میں شامل ایک شخص نے مجھے زبردست ٹھوکر ماری جس کا زخم اب بھی میری بائیں ٹانگ پر موجود ہے۔ گواہ نے فاضل عدالت کو یہ زخم دکھایا جو بائیں ٹانگ کے نچلے حصہ پر موجود تھا۔ گواہ نے بیان جاری رکھتے ہوئے کہا لڑکا شور مچا رہا تھا ''بچاؤ بچاؤ'' لیکن یہ لوگ اسے سختی سے مار رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ توبہ کر۔ لڑکا بہ دستور چلاتا رہا اور اس نے پانی مانگا۔ اسی اثنا میں سٹیشن ماسٹر جو سٹیشن کی عمارت کی طرف سے آ رہا تھا، سے میں نے کہا سمیع صاحب خدا کا واسطہ ہے اس لڑکے کو انسان سمجھ کر ہی چھڑا دیجیے، یہ آپ کی اولاد ہے۔ تاہم

سٹیشن ماسٹر نے معذوری کا اظہار کیا۔ اس اثنا میں نذیر احمد گارڈ انچارج نے بھی سٹیشن ماسٹر پرزور دیا کہ وہ کوئی قدم اٹھائیں۔ گواہ نے بتایا کہ گارڈ انچارج نے کنٹرول روم سے کنٹرولر کو واقعہ کی اطلاع دی اور ہدایات مانگیں۔ گواہ نے بتایا کہ جب وہ سٹیشن ماسٹر اور گارڈ انچارج کے ساتھ کمرے سے باہر نکلنے لگے تو اس وقت ایک طالب علم اندر داخل ہوا، اس نے صرف شلوار پہن رکھی تھی اور وہ زخمی حالت میں تھا۔ اس نے طبی امداد کی خواہش ظاہر کی۔ اس مرحلہ پر گارڈ انچارج ابتدائی طبی امداد دینے کے لیے اس طالب علم کو ساتھ لے گیا۔ گواہ نے بیان جاری رکھتے ہوئے کہا میں خود سٹیشن کے برآمدے میں کھڑا رہا جب کہ میں نے ایک عورت کو دیکھا جو اشتعال دلا رہی تھی، جب میں نے پیچھے دیکھا تو ایک بوڑھی عورت مجھے اُنگلی سے دھکیل رہی تھی اور وہ کچھ کہہ رہی تھی جو میں نے ابھی بیان کیا ہے۔ اس مرحلہ پر مجھے احساس ہوا کہ میرا کوئی بھی ساتھی اردگرد نہیں ہے اور میرے اردگرد مشتعل ہجوم ہے۔ لہٰذا میں گارڈ انچارج کی وین کی طرف بڑھا۔ میں نے یہ بھی نوٹ کیا کہ گاڑی کے آخر میں اچھا خاصا ہجوم اکٹھا ہو چکا ہے اور چیخ وپکار کی آوازیں آ رہی ہیں۔ میں اس طرف بڑھا تو دیکھا کہ طلبا کی بوگی بالکل چکنا چُور ہو چکی ہے۔ متعدد طلبا زخمی ہیں اور ان کا سامان اور ٹوٹی ہوئی کراکری ڈبے کے سامنے بکھری پڑی ہے اور میں نے دیکھا کہ تین طلبا بے ہوش ہیں۔ اس کے بعد میں گارڈ انچارج کی بیرک میں چلا گیا۔ اتنے میں دوبارہ شور بلند ہوا جس سے خدشہ پیدا ہوا کہ دوبارہ حملہ ہونے والا ہے۔ باہر نکل کر دیکھا تو پل کی طرف سے حملہ آور لوگ بھنگڑا ڈالتے ہوئے آ رہے ہیں۔ جب یہ لوگ ہماری بیرک وین کے سامنے سے گزر گئے تو میں نے اور گارڈ نے سٹیشن ماسٹر سے گاڑی چلانے کو کہا تاہم اس نے کچھ نہ کیا۔ تاہم گارڈ انچارج سے بات کے بعد لائل پور میں کنٹرولر نے سٹیشن ماسٹر سے فون پر بات کی اور ہدایات دیں، جس کے بعد گاڑی چلائی گئی۔ اس کے بعد گواہ نے بتایا کہ وہ چنیوٹ رکنے کے بعد لائل پور پہنچے جہاں معمول سے زیادہ ہجوم تھا۔

[صدیق احمد اسپیشل ٹکٹ ایگزیمنر پر وکلاء کی جرح]

لاہور، ۸ جون (اپنے سٹاف رپورٹر سے) ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی پر مشتمل تحقیقاتی ٹربیونل نے آج سہ پہر کے اجلاس میں ریلوے انجن ڈرائیور شریف خان کا بیان قلم بند کیا۔ ڈرائیور شریف خان پر وکلاء کی جرح جاری تھی کہ ٹربیونل کی کارروائی پیر ۱۰ جون تک

کے لیے ملتوی ہوگئی۔

جرح کے دوران سپیشل ٹکٹ ایگزامینر صدیق احمد نے بتایا کہ ٹرین میں طلبا کے ڈبہ پر حملہ کے وقت وہ وہاں موجود تھا۔ انھوں نے کہا کہ جن لوگوں نے طلبا پر حملہ کیا تھا وہ چاقو، لوہے کی سٹک (Stick) سے مسلح تھے ایک کے ہاتھ میں تلوار بھی دیکھی تھی۔ بار ایسوسی ایشن کے وکیل کے ایک سوال کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ حملہ کرنے والوں اور سٹیشن پر موجود افراد کی تعداد پانچ چھ ہزار کے قریب تھی۔ ایک اور سوال کے جواب میں انھوں نے بتایا کہ حملہ آوروں نے ''احمدیت کی جے'' کے نعرے بھی لگائے تھے۔

سوال: کیا اور نعرے بھی لگائے گئے؟

جواب: جی ہاں۔ وہ احمدیت زندہ باد اور محمدیت مردہ باد کے نعرے بھی لگا رہے تھے۔

اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل مسٹر کمال مصطفیٰ بخاری کی جرح کے دوران گواہ نے بتایا کہ ربوہ سٹیشن کے پل پر عورتیں اور بچے موجود تھے اور وہ بھی نعرے لگا رہے تھے۔ پاکستان مسلم لیگ کے وکیل مسٹر کرم الٰہی بھٹی کے سوال کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ ایک طالب علم نے پانی مانگا تھا اور ایک بزرگ نے کہا تھا کہ اس سے یہ سلوک کرو۔ اس کی عمر ۵۰ سال تھی۔ رنگ گورا اور چھوٹی داڑھی تھی۔ اگر سامنے آئے تو شناخت کرسکوں گا۔ ایک اور سوال کے جواب میں گواہ نے کہا کہ عوامی کرتا شلوار پہنے ایک موٹا سا آدمی حملہ آوروں کی رہنمائی کررہا تھا۔ ایک اور سوال کے جواب میں گواہ نے کہا کہ سانحہ کے نتیجہ میں سیکنڈ کلاس بوگی بریک طلبا کی بوگی میں خون گرا تھا اور پلیٹ فارم پر اس کے نیچے دس پندرہ گز تک بہا ہوا خون میں نے دیکھا تھا۔ جماعت احمدیہ کے وکیل مسٹر اعجاز حسین بٹالوی کے ایک سوال کے جواب میں گواہ نے کہا کہ طلبا کے ڈبے سے نکال کر ایک طالب علم کو چار پانچ منٹ تک زدوکوب کرتے رہے۔ گواہ نے کہا کہ وہ پیچھے چلا گیا تھا اس لیے اسے یہ نہیں معلوم کہ چار پانچ منٹ کے بعد حملہ آوروں نے اس کو چھوڑ دیا تھا، ایک اور سوال کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ اس نے انسپکٹر پولیس کو زخمی ہونے کی اطلاع دی تھی مگر اس کا ڈاکٹری معائنہ نہیں کیا گیا۔

[انجن ڈرائیور شریف خان کی شہادت]

انجن ڈرائیور شریف خان نے عدالت کے روبرو بیان دیتے ہوئے کہا کہ ۲۹ مئی کو وہ

لالہ موسیٰ سے لائل پور تک چناب ایکسپریس پر ڈیوٹی پر تھا۔ گواہ نے بتایا کہ لالہ موسیٰ سے ۵:۱۰ بجے صبح ٹرین چلی اور ۵:۷ منٹ پر ربوہ پہنچی۔ گواہ نے کہا کہ لالہ موسیٰ سے ربوہ تک اس نے کوئی قابل ذکر بات نہیں دیکھی جب ٹرین ربوہ سٹیشن میں داخل ہو رہی تھی تو پلیٹ فارم پر آدمیوں کا ہجوم تھا اور پلیٹ فارم کے مخالف سمت بھی آدمی تھے۔ گواہ نے کہا کہ پلیٹ فارم کی مخالف سمت پر ۲۰ یا ۲۵ آدمی تھے لیکن پلیٹ فارم پر ۲۵۰/۳۰۰ کے قریب آدمی تھے۔ گواہ نے بتایا کہ جب ٹرین سٹیشن کی عمارت سے آگے پہنچی تو خطرے کی زنجیر کھینچی گئی جس کی وجہ سے انجن دوسرے بورڈ سے ڈیڑھ بوگی کے فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔ گواہ نے بتایا کہ گاڑی کھڑی ہونے کے بعد میں نے گارڈ انچارج کی اطلاع کے لیے سیٹی بجائی تا کہ وہ جان سکے اور فائر مین کو زنجیر چیک کرنے کے لیے بھیج دیا۔

گواہ نے بتایا کہ جب میں نے گھوم کر دیکھا تو اسٹیشن کی عمارت سے کچھ لوگ نکل کر بھاگے جا رہے تھے، انجن کے آگے کی سمت سے بھی لوگ آ رہے تھے، اور دوسری سمت سے آبادی کے لوگوں کو بھی بھاگتے ہوئے آتے دیکھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اسٹیشن کی عمارت میں کوئی ہنگامہ ہو گیا ہے، گواہ نے بتایا کہ وہ انجن چھوڑ نہیں سکتا تھا اس لیے واٹر مین کو فائر مین کو دیکھنے کے لیے بھیجا، گواہ نے بتایا کہ فائر مین نے آ کر بتایا کہ کچھ لوگ میڈیکل کالج کے طلبا کو بوگی سے اُتار اُتار کر مار رہے ہیں۔ گواہ نے بتایا کہ فائر مین نے کہا گارڈ انچارج نے کہا ہے کہ یہاں جھگڑا ہو گیا ہے جب تک فیصلہ نہیں ہو جاتا گاڑی نہیں چلاؤں گا۔ گواہ نے بتایا کہ پانچ چھ لڑکے انجن کی طرف بھی آئے اور دریافت کیا کہ یہاں طالب علم تو نہیں چھپے ہوئے ہیں۔ گواہ نے بتایا کہ ۱۰:۴۵ منٹ پر لائن کلیئر ہونے کی اطلاع ملی۔ ۱۰:۴۶ منٹ پر میں نے وسل دی اور ۱۰:۴۸ پر سگنل ملا اور میں نے گاڑی چلا دی۔ گواہ نے بتایا کہ اس دوران مجھے بتایا کہ ہنگامہ ہو گیا ہے میں صرف شور سن سکتا تھا، گواہ نے بتایا کہ لائل پور اسٹیشن پر ہر جگہ پولیس موجود تھی وہاں دوسرے ڈرائیور نے مجھ سے چارج لیا اور لوکو انسپکٹر مجھے رننگ روم میں لے گیا جہاں اس نے میرا بیان لیا، لیکن مجھے نیند آ رہی تھی مجھے نہیں معلوم کہ میں نے کیا بیان دیا۔ اسی شام کو میں رچنا ایکسپریس سے لاہور واپس آ گیا جہاں مجھے ربوہ پہنچ کر بیان دینے کی ہدایت کی گئی۔ جماعت اسلامی کے وکیل ایم انور بار ایٹ لاء کے ایک سوال کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ ربوہ اسٹیشن پر ٹرین آنے

کے دومنٹ بعد سگنل گرایا گیا تھا، مگر گیٹ کراسنگ پر گیٹ مین نے سگنل اٹھا دیا۔ اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل مسٹر کمال مصطفیٰ بخاری کے ایک سوال کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ جب پہلی بار سگنل گراتھا، اس کو لائن کلیئر ہونے کی اطلاع نہیں ملی تھی۔ گواہ نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا کہ فائر مین اور واٹر مین نے مجھے بتایا تھا کہ اسٹیشن پر ہنگامہ ہوگیا ہے کہ لوگ پیٹیوں اور ڈنڈوں سے طلبا کو مار رہے ہیں اور دو تین طلبا زخمی ہو چکے ہیں۔ گواہ پر جرح جاری تھی کہ عدالت کی کارروائی پیر تک کے لیے ملتوی ہوگئی۔

۱۱ جون ۱۹۷۴ء

حملہ آور طلبا کو گاڑی کے ڈبوں سے باہر نکال کر زدوکوب کرتے رہے

قادیانیوں کے امیر مرزا ناصر احمد کو عدالت میں طلب کیا جائے: مختلف جماعتوں کے وکلاء

لاہور، ۱۰ جون (سٹاف رپورٹر) واقعہ ربوہ کے سلسلہ میں مقرر کردہ ٹربیونل نے آج کے گواہوں سمیت کل نو گواہوں کے بیانات مکمل کر لیے۔ آج انجن ڈرائیور شریف خاں کا بیان مکمل کیا گیا اور اس پر وکلاء نے جرح کی جب کہ ٹربیونل جج جسٹس کے ایم اے صمدانی نے تین نئے گواہوں فارمین غلام مصطفیٰ، لیول کراسنگ کے گیٹ مین شکر دین، جمعدار یونس مسیح اور ریلوے کانسٹیبل کالے خاں کے بیانات قلم بند کیے۔ آج سماعت شروع ہوئی تو مختلف سیاسی جماعتوں کی طرف سے پیش ہونے والے وکلا نے درخواست کی کہ احمدیہ جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد کو عدالت میں طلب کیا جائے کیوں کہ انھوں نے ایسے اخباری بیان جاری کیے ہیں جو اس عدالت کی کارروائی میں مداخلت ڈالنے کے مترادف ہیں۔ مزید برآں یہ بھی کہا گیا کہ ایسا اخباری بیان جاری کر کے اور اسے شائع کر کے مرزا ناصر نے توہین عدالت کا ارتکاب کیا ہے۔ اس پر فاضل جج نے کہا کہ اس مسئلہ پر کسی وقت الگ بحث کی جائے گی۔

مسٹر شباب مفتی، ایم اے رحمان، قاضی محمد سلیم، لطیف واں اور دیگر وکلا نے کہا کہ واقعہ ربوہ کے سلسلہ میں مقرر کردہ ٹربیونل کی یہاں موجودگی میں بیانات جاری کرنا صحیح نہیں ہے۔ مرزا ناصر احمد کو یہاں طلب کیا جائے۔ اس موقع پر پنجاب دیس محاذ کے مسٹر احسان وائیں نے اس پر

پنجاب ڈیس محاذ کی طرف سے عدالت میں پیش ہونے کی اجازت چاہی کہ واقعہ ربوہ دراصل پنجاب کے خلاف ایک سازش ہے جو کہ مرکزی حکومت اور مرزا ناصر احمد نے مشترکہ طور پر کی ہے۔

مسٹر رفیق احمد باجوہ نے کہا کہ ہمارا سارا دن اس ٹربیونل میں گزرتا ہے، ہم قوم کی خدمت سمجھتے ہوئے یہاں آتے ہیں۔ دوسری عدالت میں جو مقدمات ہوتے ہیں وہ متاثر ہو رہے ہیں۔ آپ ہماری طرف سے چیف جسٹس صاحب سے یہ گزارش کریں گے کہ جہاں کہیں ہم نئی تاریخ پیشی دوسرے مقدمات میں مانگیں وہ ہمیں دے دی جائیں۔ فاضل ٹربیونل جج نے اس پر کہا کہ چیف جسٹس صاحب سے اس سلسلہ میں خود ہی رابطہ قائم کریں۔ میں مداخلت مناسب نہیں سمجھتا، میرے ذمہ جو کام سونپا گیا ہے وہ میں کروں گا لیکن غیر ضروری عجلت پر ٹربیونل کو مجبور نہیں کیا جاتا۔

کرم الٰہی بھٹی نے اس موقع پر کہا کہ جو گواہ یہاں آکر بیان دیتے ہیں انھیں انکوائری وغیرہ کے سلسلہ میں ربوہ بلایا جاتا ہے جہاں انھیں اپنی جان کا خطرہ ہے لہذا کوئی ایسی ہدایت جاری کی جائے کہ ان سے جو کچھ پوچھنا ہو، لاہور میں پوچھا جائے اور اگر وہ نہ جانا چاہیں تو انھیں مجبور نہ کیا جائے۔ فاضل جج نے اس پر کہا کہ وہ اس سلسلہ میں کچھ نہیں کر سکتے کیوں کہ پولیس انکوائری سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

[انجن ڈرائیور شریف خاں پر وکلاء کی جرح]

(مسٹر اعجاز بٹالوی نے جرح شروع کی)

سوال: جب گاڑی کی زنجیر کھینچی جاتی ہے تو کیا ایک دم کھڑی ہو جاتی ہے یا آہستہ آہستہ؟

جواب: اگر گاڑی کی سپیڈ ۵ یا ۶ میل فی گھنٹہ ہو تو وہ فوراً کھڑی ہو جاتی ہے لیکن اگر سپیڈ زیادہ ہو تو وہ پھر آہستہ آہستہ رُکتی ہے۔

سوال: انجن کو کھڑے کرنے کی کوئی خاص جگہ پلیٹ فارم پر مقرر ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: یہ گاڑی کی لمبائی پر منحصر ہے اگر گاڑی پلیٹ فارم سے لمبی ہو تو صرف انجن پلیٹ فارم سے آگے لے جاتے ہیں بوگی نہیں۔ لیکن اگر لمبائی کم ہو تو پوری گاڑی پلیٹ فارم پر کھڑی کی جاتی ہے۔ پلیٹ فارم پر انجن کو کھڑا کرنے کی کوئی خاص جگہ مقرر نہیں ہے۔

سوال: کیا آپ کے مشاہدہ میں یہ بات آئی کہ بعض اوقات اگر زیادہ بوگیاں گاڑی کے ساتھ ہوں تو کیا بوگیاں پلیٹ فارم سے باہر بھی رک سکتی ہیں؟

جواب: جی ہاں

سوال: اس لوکوانسپکٹر کا کیا نام تھا جسے آپ نے بیان دیا تھا؟

جواب: فیض محمد۔ یہ لائل پور میں تعینات ہیں۔ میں نے تحریری بیان نہیں دیا تھا، البتہ میں بتاتا گیا وہ لکھتے گئے۔ میں خاصا پریشان تھا۔

سوال: کیا متعلقہ گاڑی نشتر آباد اور شاہینہ آباد میں رکی تھی؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: آپ کو یاد ہے کہ آپ کو نشتر آباد میں لائن کلیئر کتنے بجے ملا۔

جواب: میری گاڑی ۹ بج کر ۲۶ منٹ پر آئی اور ایک منٹ بعد لائن کلیئر مل گیا چناں چہ اس کے ایک منٹ بعد یعنی ۹ بج کر ۲۷ منٹ پر میں نے گاڑی چلا دی۔ عموماً جس وقت گاڑی کھڑی ہوتی ہے اس وقت لائن کلیئر مل جاتا ہے، ہمارے پاس ایسا کوئی رجسٹر یا ریکارڈ نہیں ہوتا جس پر ہم لائن کلیئر ملنے یا گاڑی رکنے و چلنے کا لکھیں۔

سوال: کیا سب کچھ آپ حافظہ سے بتاتے ہیں۔

جواب: جی ہاں میں حافظہ سے ہی کہہ رہا ہوں۔ ویسے ٹائم ٹیبل ہمارے سامنے ہوتا ہے۔

سوال: کیا ربوہ سٹیشن پر کوئی سگنل کیبن ہے یا سگنل کھینچنے کا بندوبست پلیٹ فارم پر ہے؟

جواب: ربوہ میں کیبن نہیں ہے البتہ سگنلوں کے ساتھ ہی ایسے کانٹے ہیں جن سے سگنل اَپ یا ڈاؤن کیے جاتے ہیں۔

کمال مصطفیٰ بخاری کی درخواست پر فاضل جج نے پوچھا کہ ربوہ کا پلیٹ فارم گاڑی کے مقابلہ میں کتنا لمبا ہے۔ ڈرائیور نے جواب دیا کہ ربوہ کا پلیٹ فارم چناب ایکسپریس کی ۱۱ بوگیوں کی لمبائی کے برابر ہے۔

[فائرمین غلام مصطفیٰ کی شہادت]

سوال: کیا آپ احمدی ہیں؟

جواب: جی نہیں۔

سوال: آپ کے فرائض کیا ہیں؟

جواب: میں انجن کا ہر سٹیشن پر معائنہ کرتا ہوں اور انجن پر رہتا ہوں۔ میری ڈیوٹی لالہ موسیٰ سے لائل پور تک تھی۔ وقوعہ کے روز میری ڈیوٹی چناب ایکسپریس کے انجن پر تھی۔

سوال: جب لالہ موسیٰ سے گاڑی چلی ہے جہاں جہاں ربوہ تک گاڑی رُکی ہے اس دوران کوئی قابل ذکر واقعہ ہوا۔

جواب: جی نہیں۔ گاڑی صبح ۵ بج کر دس منٹ پر لالہ موسیٰ سے چلی تھی۔ ربوہ پہنچنے تک راستہ میں ایسی کوئی قابل ذکر بات نہیں ہوئی جسے بیان کیا جائے۔ ربوہ میں جب گاڑی داخل ہو رہی تھی تو میں نے وہاں لوگوں کا ہجوم پلیٹ فارم کی جانب اور پلیٹ فارم کے بالمقابل سائیڈ کی جانب دیکھا۔

یارڈ کی طرف یعنی پلیٹ فارم کے بالمقابل تقریباً بیس پچیس افراد تھے جب کہ پلیٹ فارم پر چار پانچ صد افراد کا مجمع موجود تھا، یارڈ کی طرف جو مجمع تھا اس کی اکثریت طلبا پر مشتمل تھی کیوں کہ انھوں نے کتابیں اٹھا رکھی تھیں۔

جب انجن پل کے نیچے پہنچا تو کھڑا ہو گیا کیوں کہ اس کی کسی نے زنجیر کھینچ لی تھی۔ زنجیر اس وقت کھینچی گئی تھی جب کہ گاڑی پلیٹ فارم کے دفاتر کی بلڈنگ کے سامنے پہنچی تھی۔ گاڑی کھڑی ہو گئی۔ میں نیچے اُترا اور پلیٹ فارم کی طرف سے ڈبوں کو دیکھنے لگا۔ ڈرائیور نے الارم وسل بجائی۔ گارڈ دوسری جانب سے اُتر کر آتا ہے اور دیکھتا ہے کہ کس ڈبہ سے زنجیر کھینچی گئی ہے، میں نے دیکھا کہ تین چار ڈبوں کی خطرے کی زنجیر کھینچی گئی ہے اس کے بعد گارڈ صاحب آ گئے میں نے اس وقت تک دو ڈبوں کی زنجیر صحیح کی۔ وہاں پولیس کانسٹیبل جس کا تعلق ریلوے پولیس سے تھا اسے بھی میں نے ایک بوگی کی زنجیر ٹھیک کرنے کو کہا جو اس نے کر دی۔ جب میں زنجیر ٹھیک کر کے پلیٹ فارم پر آیا تو میں نے دیکھا کہ بہت سے آدمی ایک لڑکے کو مار رہے تھے اس کے ساتھ ہی بہت سے لوگ سیکنڈ کلاس کے ایک ڈبہ میں گھس گئے اور ایک طالب علم کو باہر پلیٹ فارم پر نکال کر مارنا شروع کر دیا، میں نے پہلے تو کہا کہ مسافروں کی کوئی آپس کی لڑائی ہو گئی ہے لیکن گارڈ نے مجھے پوچھنے پر بتایا کہ گاڑی کے پیچھے طلبا کی ایک بوگی لگی ہوئی ہے وہاں پر ربوہ کے لوگوں نے حملہ کر دیا ہے جو طلبا وہاں سے جانیں بچا کر آگے بھاگ آتے ہیں انھیں یہ لوگ

ڈبوں میں سے نکال کر مار رہے ہیں۔ مجھے گارڈ نے کہا کہ لڑائی ہوگئی ہے لہذا میں کنٹرول سے رابطہ قائم کر کے پتہ کرتا ہوں کہ گاڑی چلانی ہے یا نہیں۔ اس کے بعد میں گارڈ اور ڈرائیور سٹیشن ماسٹر کے کمرے میں گئے وہاں سٹیشن ماسٹر کے کمرے میں میں نے دو زخمی طلبا کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ایک ان میں سے جن کی آنکھ پر زخم آیا تھا۔ چلا گیا۔ دوسرا جو قمیض کے بغیر صرف خون میں تر سفید شلوار پہنے تھا وہاں بیٹھا رہا۔ سٹیشن ماسٹر بھی باہر چلا گیا لیکن تھوڑی دیر بعد آ گیا۔ اس کے ایک، ہاتھ پر پٹی تھی اس کے بعد گارڈ نے مجھے بتایا کہ کنٹرول سے بات ہوئی ہے۔ ابھی تک گاڑی چلانے کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا جب فیصلہ ہوگا تو میں گاڑی چلانے کے بارے میں بتاؤں گا۔ میں اور ٹربل شوٹر (وائر مین) سٹیشن ماسٹر کے کمرے سے نکل کر ڈرائیور کے پاس گئے اور انھیں جا کر صورت حال بتائی۔ وہاں لوگوں کا ایک گروہ آیا اور انھوں نے ڈرائیور سے دریافت کیا کہ کیا یہاں سٹوڈنٹس تو نہیں چھپے ہوئے۔ اس پر ڈرائیور نے بتایا کہ نہیں یہاں تو میرا وائر مین اور فائر مین ہے۔ مجھے بعد میں ڈرائیور نے بتایا کہ کسی نے پیچھے سے ویکیم ضائع کر دیا ہے کیوں کہ اس کی سوئی زیرو پر آ گئی ہے لہذا پیچھے جا کر دیکھو۔ اس پر میں پیچھے گیا تو دیکھا کہ وہاں بوگی نمبر ۱۶۰۵ کو الگ کیا ہوا تھا اور ویکیم کو علاحدہ کیا ہوا تھا۔ اس پر میں نے ویکیم کو ٹھیک کیا، وہاں پر نعرہ بازی ہو رہی تھی اور بڑی گڑبڑ تھی۔

وہاں ''محمدیت مردہ باد، احمدیت زندہ باد، پکڑو مارو پکڑو مارو'' کے نعرے لگ رہے تھے۔ میں نے ''نعرۂ تکبیر اللہ اکبر'' نہیں سنا۔ اس وقت لوگ پیچھے کی جانب دوڑے جا رہے تھے۔ اس کے بعد جب لائن کلیئر آ گیا تو ڈرائیور نے کہا کہ چلیں لیکن کسی نے پھر زنجیر کھینچ لی جسے میں ٹھیک کر آیا۔ پھر گاڑی چلائی۔ اس کے بعد گاڑی چل دی اور ساڑھے بارہ بجے مزید کسی واقعہ کے بغیر لائل پور پہنچ گئے۔

ربوہ اور لائل پور کے مابین گاڑی معمول کے مطابق سٹیشنوں پر رُکتی بھی رہی، لائل پور سے میں گارڈ سے L-11 فارم لینے گیا تو گارڈ نے مجھے بتایا کہ سب لوگ یہاں رہیں کیوں کہ ربوہ میں جو جھگڑا ہوا ہے، اس کے سلسلہ میں بیانات قلم بند کرنا ہیں۔ ڈرائیور نے لوکو انسپکٹر سے کہا کہ وہ صبح کا چلا ہوا ہے اس لیے کھانا کھائے گا۔ لوکو انسپکٹر نے کہا کہ رننگ روم میں جاؤ میں وہیں بیان لوں گا۔ لائل پور میں مسافروں کا رش تھا اور وہاں پولیس آئی ہوئی تھی۔ شام کو میں رچنا

ایکسپریس سے لاہور آ گیا۔ میرا گھر بھی لاہور میں ہے۔

گواہ نے رانا عبدالرحیم کے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ طلبا کو جو لوگ مار رہے تھے ان کے ہاتھوں میں ہاکیاں، ڈنڈے، کرکٹ کے بیٹ اور لوہے کے پائپ تھے۔

اعجاز بٹالوی کی جرح

سوال: انجن سے پلیٹ فارم پل تک فاصلہ کتنا تھا؟

جواب: میں یقین سے کچھ نہیں بتا سکتا۔

سوال: جب ربوہ پلیٹ فارم پر انجن پہنچا تو رفتار کیا تھی؟

جواب: اس کی رفتار پانچ چھ میل فی گھنٹہ تھی۔

سوال: آپ کے خیال کے مطابق زنجیروں کو درست کرنے میں کتنا وقت لگتا ہے؟

جواب: ایک زنجیر کو درست کرنے میں ایک منٹ لگتا ہے۔

سوال: یہ وقت آپ اندازہ سے بتا رہے ہیں؟

جواب: اندازہ سے بتا رہا ہوں۔

سوال: جب گاڑی کھڑی ہو گئی تو آپ کتنی دیر میں پلیٹ فارم پر آئے؟

جواب: گاڑی جوں ہی کھڑی ہوئی میں نیچے آ گیا۔

سوال: آپ نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ کھینچی ہوئی زنجیر کو ٹھیک کیا؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: سٹیشن ماسٹر کے کمرے میں کتنی دیر رہے؟

جواب: دو تین منٹ تک میں وہاں رہا۔

سوال: جب آپ نے زنجیر ٹھیک کر لی تو ڈرائیور کو بتانے کے لیے تو نہیں گئے۔

جواب؛ جی نہیں۔ جب ٹربل شوٹر (وائرمین) مجھے دیکھنے آیا تو میں پھر بھی ڈرائیور کے پاس نہیں گیا۔ میں پلیٹ فارم کی طرف دوبارہ اس وقت آیا جب گاڑی کا ویکیوم پائپ ٹھیک کرنے کے لیے گیا۔ ساتویں بوگی اور آٹھویں بوگی کا درمیانی پائپ الگ کر لیا گیا تھا۔ اس کو ٹھیک کرنے کے بعد میں انجن میں چلا گیا۔

سوال: کیا ربوہ پلیٹ فارم پر آپ سٹیشن ماسٹر کے کمرہ اور ٹھیک کرنے والے ڈبہ تک ہی

گئے اور گاڑی کی پچھلی طرف نہیں گئے؟

جواب: جی میں گاڑی کے پچھلی طرف نہیں گیا۔

میاں آفتاب فرخ - جرح

سوال: جہاں آپ نے گاڑی کی زنجیریں ٹھیک کیں وہاں سے کیا طلبا کی بوگی دکھائی دیتی تھی؟

جواب: جی ہاں۔

[شکر دین پھاٹک والا کی شہادت]

میرا نام شکر دین ہے میں گیٹ مین ہوں اور ربوہ کے لیول کراسنگ (Level Crossing) پر کام کرتا ہوں، میں احمدی نہیں ہوں۔ میں اس روز ڈیوٹی پر تھا جب متعلقہ چناب ٹرین وہاں آئی۔ میری ڈیوٹی ۸ بجے صبح سے ۸ بجے شام تک تھی۔ میری ڈیوٹی یہ ہوتی ہے کہ جب ربوہ سے چنیوٹ کی جانب گاڑی چلے تو سٹیشن ماسٹر ربوہ مجھے ٹیلی فون کرتا ہے کہ گاڑی آ گئی ہے اور چلنے والی ہے لہذا گیٹ بند کر کے سگنل ڈاؤن کر دو، چناں چہ گیٹ بند کر کے چابی نکال لیتا ہوں اور وہی چابی سگنل ڈاؤن کرنے کے کام آتی ہے۔ اگر گاڑی چنیوٹ سے ربوہ آ رہی ہو تو چنیوٹ کا سٹیشن ماسٹر گیٹ بند کرنے کے لیے کہتا ہے۔ جب گاڑی گزر جاتی ہے تو خود ہی گیٹ کھول دیتے ہیں جب وقوعہ کے روز چناب ایکسپریس سٹیشن پر آئی تو مجھے مرزا عبدالسمیع نے ٹیلی فون کیا اور کہا کہ گیٹ بند کر کے سگنل دے دو۔ میں نے گیٹ بند کر کے سگنل ڈاؤن کر دیا۔ دس بارہ منٹ تک گیٹ بند رہا، ٹریفک رُک گئی، کاریں موٹریں تانگے جمع ہو گئے اور مجھے تنگ کرنا شروع کر دیا کہ گیٹ کھولو میں نے مرزا اسمیع کو فون کیا تو اس نے مجھے بتایا کہ پلیٹ فارم پر گڑ بڑ ہے لہذا میں سگنل اَپ کر دوں اور گیٹ کھول دوں چناں چہ میں نے ایسا ہی کیا۔ تھوڑی دیر بعد مجھے اللہ بخش اے ایس ایم کا فون آیا کہ شکر دین تم گیٹ کیوں بند نہیں کرتے، کیا تمہیں کوئی روکتا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں مجھے کوئی نہیں روکتا جو آرڈر آپ دیں گے میں اسی طرح کروں گا۔ چناں چہ میں نے سگنل ڈاؤن کر کے گیٹ بند کر دیا، اس پر ٹریفک جمع ہو گئی۔ لوگوں نے مجھے تنگ کیا تو میں نے سٹیشن ماسٹر مرزا اسمیع کو دوبارہ فون کیا اور انھیں صورت حال بتائی اس پر سٹیشن ماسٹر نے غصہ سے مجھے کہا کہ تمہیں جب پہلے ہی کہا تھا کہ گیٹ کھلا رکھو، گاڑی نہیں جا رہی۔ اس پر میں

نے سگنل اَپ کر دیا اور گیٹ ٹریفک کے لیے پھر کھول دیا۔ دس منٹ تک پھر گیٹ کھلا رہا اس کے بعد مجھے سٹیشن سے کسی نے فون کیا کہ فوراً گیٹ بند کر دو چناں چہ میں نے گیٹ بند کیا اور سگنل پھر ڈاؤن کر دیا۔ اس کے بعد ڈرائیور نے وسل (Whistle) دیا گاڑی چلی اور تھوڑا سا چل کر ٹھہر گئی، پھر دو منٹ بعد دوبارہ چلی اور ہمارے گیٹ سے گزر گئی۔ گاڑی آنے سے پہلے طلبا کے گروپ میں نے سٹیشن کی طرف جاتے دیکھے۔ طلبا کہہ رہے تھے کہ ملتان کی کوئی ٹیم گاڑی میں واپس آ رہی ہے لہٰذا اسے پلیٹ فارم پر مارنا ہے۔ طلبا گروہ در گروہ صبح ۸ بجے سے ہی سٹیشن پر جانا شروع ہو گئے تھے اور وہ میرے گیٹ پر سے گزر کر ہی جاتے تھے۔ طلبا کا کہنا تھا کہ ملتان والے طلبا چناب ایکسپریس کے ساتھ لگی ہوئی ایک الگ بوگی میں آ رہے ہیں۔ لوگ اتنے زیادہ تھے کہ میں تعداد کا اندازہ نہیں بتا سکتا۔ میں نے عورتیں وہاں جاتے ہوئے نہیں دیکھیں البتہ دس بارہ سال کے بچے بھی تھے جنھوں نے پتھر اٹھا رکھے تھے اور کہتے تھے کہ یہ پتھر ہم ٹیم کے ان لوگوں کو ماریں گے جو چناب ایکسپریس میں آ رہے ہیں۔ تمام لوگوں کا تعلق جو پلیٹ فارم پر جا رہے تھے ربوہ سے ہی تھا۔ جب گاڑی چلی تو میں نے دیکھا کہ اس کے شیشے ٹوٹے ہوئے تھے۔ میں نے سٹیشن پلیٹ فارم کی لڑائی نہیں دیکھی۔ جب گاڑی چلی گئی تو میں نے تانگہ میں گیٹ سے گزرتے ہوئے چار لڑکوں کو دیکھا جن کی قمیضیں پھٹی ہوئی تھیں اور جو کہہ رہے تھے کہ آج ہم نے لڑکوں کو خوب مارا ہے اور اتنا مارا ہے کہ وہ اپنی ماں کو یاد کریں گے۔ ربوہ سٹیشن پر بعد میں ایک تھانیدار نے میرا بیان بھی لکھا تھا جو لڑکے سٹیشن کی طرف جا رہے تھے تو ان کے ہاتھوں میں ڈنڈے اور ہاکیاں تھیں۔

اعجاز بٹالوی۔ جرح

سوال: آپ کا گیٹ سٹیشن سے کتنے فاصلہ پر ہے؟

جواب: تقریباً ایک فرلانگ

سوال: کیا ریلوے لائن کے متوازی بھی پھاٹک سے کوئی سڑک سٹیشن پر جاتی ہے؟

جواب: جی نہیں۔

سوال: کالج و سکول پھاٹک سے کتنی دُور ہیں؟

جواب: ہائی سکول نزدیک ہے اور اس کے ساتھ ہی کالج ہے۔ لڑکیوں کا کالج ربوہ سٹیشن

کے سامنے ہے۔

سوال: تم ربوہ سٹیشن کے پھاٹک پر کتنے سال سے کام کررہے ہو؟

جواب: سات آٹھ سال سے میں کام کررہا ہوں۔

سوال: اس سات آٹھ سال کے عرصہ میں اس سے قبل بھی ربوہ سٹیشن پر کوئی فرقہ وارانہ فساد دیکھا یا سنا؟

جواب: جی نہیں۔

سوال: کسی نے تمہیں پھاٹک بند کرنے سے منع بھی کیا تھا؟

جواب: جی نہیں۔

سوال: کیا وہاں سے عورتیں بھی تم نے سٹیشن پر جاتے دیکھیں؟

جواب: جی نہیں۔

میرے رہنے کا کوارٹر پھاٹک کے نزدیک ہی ہے، گاڑی جانے کے بعد پھاٹک کھولنے کے بعد میں اس کوٹھری میں بیٹھ جاتا ہوں جہاں پر ٹیلی فون بھی لگا ہے۔

سوال: کالج سے اگر کسی نے تانگہ میں ریلوے سٹیشن جانا ہو یا آنا ہو تو کیا پھاٹک سے گزر کر جاتا ہے؟

جواب: جی نہیں۔ کالج سے سڑک سٹیشن کو سیدھی ہے۔

سوال: آپ سے پولیس چوکی کتنی دُور ہے؟

جواب: ڈیڑھ فرلانگ پر ہے۔

سوال: کیا تم نے پولیس کو کوئی اطلاع بھجوائی کہ اس قسم کا واقعہ ہونے والا ہے اور لوگ لڑکوں کو مارنے جارہے ہیں؟

جواب: جی نہیں۔ میں نے ایسا نہیں کیا۔

میاں آفتاب فرخ۔ جرح

سوال: اگر کالج سے لڑکے پیدل سٹیشن پر جائیں تو نزدیکی راستہ ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ ہی ہے؟

جواب: جی ہاں

سوال: جب گاڑی چلی جائے تو اپنے کیبن میں بیٹھنا ضروری تو نہیں، باہر بھی بیٹھ سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں۔

گواہ نے بتایا کہ ویسے بھی اسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ کوئی اتنا بڑا وقوعہ ہونے والا ہے۔

کرم الٰہی بھٹی۔ جرح

سوال: جو لوگ تانگہ میں گاڑی جانے کے بعد طلبا کو مارنے کی باتیں کرتے ہوئے گزرے وہ کدھر گئے؟

جواب: وہ پھاٹک سے گزر کر شہر کی طرف گئے۔

سوال: کیا ان چار آدمیوں میں سے جو باتیں کر رہے تھے کسی کو جانتے ہو؟

جواب: جی ہاں۔ عبدالعزیز دھوبی، الیاس درزی، اختر قصابوں کا لڑکا اسلم، اس کا چھوٹا بھائی۔

اعجاز بٹالوی۔ جرح

سوال: پہلے تو نام نہیں لکھائے تھے؟

جواب: پہلے مجھ سے پوچھا نہیں گیا تھا، اس کی کوئی خاص وجہ نہیں۔

سوال: آپ دھوبی اور درزی کو کب سے جانتے ہیں؟

جواب: یہ ہمارے ہمسائے میں رہتے ہیں اور اختر اور اسلم کی اس علاقہ میں جہاں ہم رہتے ہیں، گوشت کی دکانیں ہیں۔

۱۲ جون ۱۹۷۴ء

[اللہ بخش، اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر ربوہ کی شہادت]

شہر کو مختلف محلوں میں تقسیم کر کے ہر محلہ کا انچارج مقرر کیا گیا ہے

ربوہ میں مقیم لوگ اپنے تنازعات عدالت میں نہیں لے جاتے: گواہ

لاہور، ۱۱ جون (سٹاف رپورٹر) واقعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل مسٹر جسٹس کے ایم اے

صمدانی کے روبرو گواہی دیتے ہوئے ربوہ ریلوے سٹیشن پر وقوعہ کے روز تعینات اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر مسٹر اللہ بخش نے اس امر کا انکشاف کیا کہ ربوہ شہر میں غیر قادیانی نہ تو کوئی جائیداد رکھ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی کاروبار کر سکتا ہے۔ اسی طرح مستقل طور پر وہاں رہائش بھی اختیار نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر کسی سرکاری ملازم کی جو غیر قادیانی ہو وہاں تعینات ہو جائے تو کرایہ پر مکان لینے کے لیے وہ قادیانی جماعت کے محکمہ اُمور عامہ سے باضابطہ اجازت حاصل کر کے وہاں رہ سکتا ہے۔

گواہ نے قاضی محمد سلیم کی جرح کے دوران یہ بھی بتایا کہ قادیانی جماعت نے وسیع پیمانہ پر ربوہ میں اپنے دفاتر قائم کر رکھے ہیں اور یہ دفاتر مختلف محکموں میں تقسیم ہیں مثلاً محکمہ انتظامیہ، شعبہ اُمور عامہ، شعبہ جائیداد، شعبہ بہشتی مقبرہ، دفتر تحریک جدید، دفتر صدر عمومی وغیرہ۔ گواہ نے مسٹر ایم اے رحمان کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ عام طور پر ربوہ میں مقیم لوگ اپنے تنازعات کو عدالت میں نہیں لے جاتے بل کہ ہر قسم کے جھگڑوں کا فیصلہ شعبہ اُمور عامہ کرتا ہے اور اگر وہاں کا رہائشی کوئی شخص اُمور عامہ کے صدر کا فیصلہ قبول نہ کرے تو اسے ربوہ سے نکال دیا جاتا ہے۔ گواہ نے یہ بھی بتایا کہ ربوہ شہر کو مختلف محلوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر محلّہ کا ایک انچارج صدر محلّہ مقرر ہے جو محلّہ کے نظم و نسق کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس کے ماتحت معاون متعدد آدمی اور بھی ہوتے ہیں جو ہر جانے والے پر کڑی نگاہ رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ رات کو تو کسی غیر قادیانی شخص کو ربوہ میں داخل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دن کو بھی چیکنگ ہوتی ہے اور جو غیر قادیانی اجازت لے کر سرکاری ملازمت کی وجہ سے یا تعلیم و تربیت حاصل کرنے کی وجہ سے وہاں مقیم ہیں، انھیں بھی صرف سودا سلف لینے کے لیے بازار تک جانے کی اجازت ہوتی ہے۔ وہ محلوں میں گھوم پھر نہیں سکتے۔ اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر ربوہ مسٹر اللہ بخش نے بیان دیتے ہوئے کہا کہ میں قادیانی نہیں ہوں۔ میں ۱۵ مارچ ۱۹۷۰ء سے ربوہ کے اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر کے طور پر کام کرتا ہوں۔ ۲۲ مئی ۱۹۷۴ء کو میری ڈیوٹی سٹیشن پر آدھی رات سے ۸ بجے صبح تک تھی۔ چناب ایکسپریس جو پشاور کو جاتی ہے ربوہ سٹیشن سے پروگرام کے مطابق چھ بج کر بیس منٹ شام کو گزری تھی۔ اس لیے جب ۲۲ مئی کو گاڑی ربوہ سے گزری تو میری اس وقت ڈیوٹی نہ تھی۔ مسٹر عبدالحمید اختر آر ایس ایم ڈیوٹی پر تھے وہ اب بھی ربوہ میں ہی تعینات ہیں۔ ۲۹ مئی کو بھی میری ڈیوٹی کے اوقات وہی تھے۔ اس لیے صبح ۸ بجے میں نے چارج مرزا عبدالسمیع سٹیشن ماسٹر کو دے دیا اور

اپنے کوارٹر میں جا کر لیٹ گیا لیکن ۱۰ بج کر چند منٹ پر میری لڑکی نے مجھے اطلاع دی کہ چناب ایکسپریس معمول کے مطابق روانہ نہیں ہو رہی اور بہت سے لوگ سٹیشن پر جمع ہو رہے ہیں۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ شور ہو رہا ہے۔ میں اپنے بستر میں نیم خوابی کے عالم میں تھا۔ میرا کوارٹر سٹیشن سے کوئی دو سو گز دُور ہے جب میں اپنے کوارٹر سے نکلا تو میں نے بہت سے لوگوں کو ریلوے سٹیشن کی طرف جاتے ہوئے دیکھا، وہ کہہ رہے تھے کہ لڑائی ہو گئی، لڑائی ہو گئی۔ میں نے نعرے بھی سنے جو پلیٹ فارم پر لگ رہے تھے، میں مسافر خانہ کی طرف سے سٹیشن میں داخل ہوا تھا اور سٹیشن ماسٹر کے دفتر میں گیا، لوگ جو نعرے لگا رہے تھے وہ یہ تھے ''احمدیت زندہ باد، مرزا غلام احمد کی جے، انسانیت زندہ باد'' اس وقت سٹیشن ماسٹر کے دفتر میں کوئی موجود نہ تھا جب میں دفتر پہنچا تو ٹیلی فون کی گھنٹی بجی جو میں نے سنی، گھنٹی کنٹرول والوں کی تھی جنھوں نے چناب ایکسپریس کی پوزیشن کے بارے میں پوچھا تھا۔ میں نے کنٹرول کو بتایا کہ گاڑی پلیٹ فارم پر ہے لیکن سٹیشن ماسٹر دفتر میں نہیں لہذا میں معلوم کر کے بتاتا ہوں۔ اس کے بعد میں پلیٹ فارم پر مرزا عبدالسمیع کو دیکھنے گیا وہاں بہت سے لوگ تھے۔ میں نے سگنل کی طرف دیکھا وہ ڈاؤن نہیں کیا گیا تھا، میں برآمدہ میں آ گیا جو پلیٹ فارم سے ذرا اونچا ہے۔ میں نے دیکھا کہ مرزا عبدالسمیع گاڑی کے پچھلے حصہ کی جانب تھے اور دفتر کی طرف آ رہے تھے۔ میں دفتر میں داخل ہوا تو سٹیشن ماسٹر بھی آ گئے۔ میں نے سٹیشن کے فون سے لیول کراسنگ کے پھاٹک والے سے بات کی اور اس سے پوچھا کہ تم نے سگنل ڈاؤن کیوں نہیں کیا، اس نے میری ہدایت پر سگنل ڈاؤن کر دیا۔ اس کے بعد سٹیشن ماسٹر آئے، ان کا ہاتھ زخمی تھا وہ لکھ نہیں سکتے تھے۔ اس عرصہ میں گارڈ انچارج بھی دفتر میں آ گیا۔

انھوں نے واقعہ کے بارے میں تحریری رپورٹ سٹیشن ماسٹر کو دی اور دستخط کرنے کے لیے کہا۔ سٹیشن ماسٹر نے بائیں ہاتھ سے دستخط کر دیے اس وقت ایک زخمی مسافر طالب علم گاڑی سے دفتر میں آ گیا، اس نے ایک سفید بوشرٹ پہن رکھی تھی جو پھٹی ہوئی تھی اس کی بنیان بھی پھٹی ہوئی تھی اور خون آلود تھی، اس نے پانی مانگا اس کا خون بہہ رہا تھا اسے پانی دیا گیا اور وہ گارڈ کے ساتھ گاڑی میں چلا گیا، میں نے مرزا سمیع سے پوچھا کہ لائن کلیئر کہاں ہیں انھوں نے کہا کہ لائن کلیئر تو دے دیا ہے لیکن ڈرائیور نہیں چلتا میں ڈرائیور کے پاس گیا کہ اتنی دیر ہو گئی ہے آپ

کیوں نہیں چلتے؟ ڈرائیور نے کہا کہ میرا ویکیم نہیں ہے، میں نے فائر مین کو اسے درست کرنے کے لیے بھیجا ہوا ہے۔ میں نے مرزا سمیع کو آکر بتایا کہ ابھی ویکیم بھی نہیں بنا ہے، اسی دوران گاڑی نے وسل دیا اور چل دی۔

گاڑی دو تین مرتبہ پُل پر رکی کیوں کہ ہر مرتبہ اس کا ویکیم خراب ہو جاتا تھا چناں چہ ویکیم پھر ٹھیک کرایا گیا اور اس کے بعد گاڑی چلی گئی۔ گاڑی اندازاً ۱۰ بج کر ۳۵ یا ۴۰ منٹ پر وہاں سے گئی ہوگی، جب میں سٹیشن ماسٹر کے دفتر گیا تو کنٹرول نے مجھے بلایا اور پوچھا کہ گاڑی اتنی دیر کھڑی رہی ہے اور تم لوگوں نے کوئی پیغام نہیں بھیجا۔ میں نے کہا کہ میری ڈیوٹی نہیں ہے بل کہ مرزا سمیع کی ہے۔ وہی اس سلسلہ میں جواب دیں گے، جب سٹیشن ماسٹر گاڑی کی روانگی کے بعد واپس آئے تو ان کے ساتھ پانچ دس اور آدمی بھی تھے ان میں سے چند معروف لوگ تھے مثلاً عبدالغفار ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر، چودھری بشیر احمد صدر عمومی ربوہ، مرزا عبدالسمیع کا جوان لڑکا محمود۔ جب مرزا عبدالسمیع رپورٹ تیار کر رہے تھے تو ان کی مدد عبدالغفار کر رہا تھا جب کہ مسٹر بشیر احمد مقامی ٹیلی فون پر کسی سے باتیں کر رہے تھے۔ میں اس وقت دوسری آنے والی گاڑی کے کاغذات تیار کرنے لگ گیا، میں نے اصل لڑائی نہیں دیکھی البتہ میں نے دیکھا کہ بہت سے جوان لوگوں کے گروپ انجن کی طرف سے پلیٹ فارم پر آرہے تھے۔ یہ جوان کالج کے طلبا، ہائی سکول کے طلبا اور بازار کے لوگوں پر مشتمل تھے۔ وہ گاڑی کے پچھلے حصے کی طرف چلے گئے وہ ہر بوگی میں کسی نہ کسی کو تلاش کر رہے تھے۔ اس حالت میں وہ گاڑی کے آخری حصہ تک چلے گئے۔ پلیٹ فارم پر بھی بہت سے لوگ تھے لیکن میں نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ میں نے کسی کو مارتے پیٹتے نہیں دیکھا، میں نے صرف متذکرہ زخمی طالب علم کو دیکھا تھا جس نے میرے پوچھنے پر بتایا تھا کہ وہ گورنمنٹ کالج ملتان کا طالب علم ہے اس نے یہ بھی بتایا کہ نشتر میڈیکل کالج ملتان کے ۱۵۰ کے قریب طلبا تھے جن کے ساتھ گاڑی میں لڑائی ہوئی ہے جب چناب گاڑی چلی گئی تو اس کے فوراً بعد آر سی ۶۔۲ ڈاؤن سٹیشن کے بیرونی سگنل پر آگئی جسے ہم نے سٹیشن پر لے لیا۔ جب چناب ایکسپریس پلیٹ فارم پر کھڑی تھی تو سٹیشن پورا لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ پلیٹ فارم برآمدہ پل سبھی جگہ لوگ تھے، ایسا پتہ چلتا تھا کہ سارا ربوہ سٹیشن پر آگیا ہے۔

گواہ نے قاضی محمد سلیم کی جرح کے جواب میں بتایا کہ ہجوم میں سے کئی لوگوں کے ہاتھوں

میں ڈنڈے اور ہاکیاں تھیں۔ چودھری بشیر احمد صدر عمومی اور رشید احمد اُمور عامہ کے ہاتھوں میں بھی ڈنڈے تھے۔

مسٹر لطیف راں کی جرح کے جواب میں گواہ نے کہا کہ میں نے عبدالغفار کو وہاں کئی بار دیکھا۔ میں نے بشیر احمد، رشید احمد کو بھی سٹیشن پر آتے ہوئے کئی مرتبہ دیکھا۔

کرم الٰہی بھٹی کے سوالوں کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ لائن کلیئر، سٹیشن ماسٹر، پوائنٹس مین یا دوسرے کسی ماتحت ملازم کے ہاتھوں انجن ڈرائیور تک پہنچا تا ہے۔

جرح ایم اے رحمان

سوال: اسٹیشن ماسٹر نے کیا رپورٹ تیار کی؟

جواب: مجھے اس کا علم نہیں البتہ وہ چناب ایکسپریس کے وقوعہ کے بارے میں تھی۔

سوال: عبدالغفار اور سمیع کے مابین کیا بات ہوئی؟

جواب: عبدالغفار نے ہمارے سٹیشن کی پیغام رسائی کی کتاب لے کر اس پر اندراج کیے، اس کے بعد عبدالغفار اور عبدالسمیع نے باہمی صلاح مشورے سے رپورٹ تیار کی اور اسے عبدالغفار نے تحریر کیا کیوں کہ سمیع کا ہاتھ زخمی ہو گیا تھا، میں نے مرزا سمیع سے پوچھا تھا کہ اگر میری ضرورت ہو تو میں مدد کروں اور رپورٹ لکھ دوں لیکن انھوں نے کہا کہ تم جاؤ تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ عبدالغفار کو میں کافی عرصہ سے جانتا ہوں، اس سے قبل میں نے انھیں کبھی سٹیشن ماسٹر کی مدد کرتے نہیں دیکھا تھا۔ مجھے واقعہ کا علم نہیں تھا جب میں گھر سے پلیٹ فارم پر آیا تو بکنگ کلرک اختر نے مجھے بتایا کہ نشتر میڈیکل کالج کے جو لڑکے یہاں سے گزرے تھے، آج وہ واپس آئے ہوئے ہیں تو ان کے ساتھ لڑائی ہوئی ہے۔ رپورٹ تیار کرتے وقت مسٹر عبدالغفار نے سٹیشن ماسٹر سے کہا کہ جب یہ لڑکے چناب ایکسپریس میں پشاور کی طرف جا رہے تھے تو بہت نعرے لگا رہے تھے لیکن اب جب کہ ہمارے لوگ انھیں مار رہے تھے تو طلبا کچھ بول نہیں رہے تھے بل کہ چوہوں کی طرح گاڑی کے ڈبوں میں گھس رہے تھے۔ مسٹر عبدالغفار اس وقت بہت غصے میں تھا، جب گاڑی جا رہی تھی تو رشید احمد پلیٹ فارم پر کھڑا تھا اور اس کے ہاتھوں میں ایک چھوٹا سا ڈنڈا تھا۔

ربوہ کے محلے یہ ہیں:

دارالایمن، دارالبرکات، دارالعلوم، دارالرحمت، دارالصدر، محلّہ ا، ب، ج اور فیکٹری ایریا، اس کے بعد ہر محلہ کو تین حصوں میں شرقی، غربی، وسطی میں تقسیم کیا ہوا ہے، ہر محلّہ میں ایک صدر محلّہ ہوتا ہے، اس کے بعد اس کے کچھ معاون ہوتے ہیں جو اس کے انتظام میں مدد دیتے ہیں اور کچھ ماتحت بھی ہوتے ہیں۔ میں محلّہ دارالرحمت کے صدر ملک فتح محمد کو جانتا ہوں، وقوعہ کے روز پلیٹ فارم پر ملک فتح محمد کے لڑکوں کو دیکھا جو تعداد میں چار تھے وہ سب کے سب وہاں تھے۔

مولوی عزیز احمد بھانبڑی پولیس وغیرہ کے انچارج ہیں، مجھے یہ علم نہیں کہ انھیں ''کوتوالِ ربوہ'' کہتے ہیں۔

سوال: کیا ربوہ میں کوئی غیر احمدی بھی شہری کے طور پر وہاں رہتا ہے؟

جواب: جی نہیں۔ ربوہ میں کوئی غیر احمدی نہ تو کوئی جائیداد رکھتا ہے اور نہ ہی کوئی وہاں کاروبار کرتا ہے البتہ کچھ طلبا باہر سے وہاں کے کالجوں میں یا سکولوں مثلاً کنڈرگارڈن میں داخل ہیں جو غیر احمدی ہیں اس کے سوا بعض سرکاری ملازم بھی غیر احمدی وہاں رہتے ہیں۔ میں ایسے دو خاندانوں کو جانتا ہوں جو اپنے بچوں کے لیے جو کنڈرگارڈن میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور غیر احمدی ہیں، ربوہ میں مقیم ہیں۔ ان کے نام عمر حیات لالی اور محمد نواز لالی ہیں، دونوں رشتہ دار ہیں۔

سوال: آپ وہاں چار سال سے ہیں وہاں آپ نے نوجوانوں کو ورزش کرتے یا ڈرل کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے؟

جواب: جامعہ احمدیہ کے طلبا کو کبھی کبھی ورزش کرتے ہوئے دیکھا ہے لیکن ایسا صرف دو تین ماہ کے بعد ہوتا ہے وہ بھاگتے ہوئے سٹیشن سے گزرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ چار پانچ میل کی دوڑ لگاتے ہیں۔ جامعہ احمدیہ میں مبلغ تیار کیے جاتے ہیں۔

سوال: کیا ربوہ سے تعلق نہ رکھنے والے غیر احمدی بھی ربوہ میں آزادی سے گھوم پھر سکتے ہیں؟

جواب: جی نہیں۔ ربوہ سے تعلق نہ رکھنے والے غیر احمدی اجازت کے بغیر شہر میں نہ تو داخل ہو سکتے ہیں اور نہ ہی پھر سکتے ہیں، اجازت اُمور عامہ کا محکمہ دیتا ہے جن خاندانوں کو

سرکاری ملازمت یا بچوں کی تعلیم کے سلسلہ میں ربوہ رہنا ہو اور وہ غیر احمدی ہوں تو انھیں بھی وہاں کرایہ کا مکان لینے سے قبل اُمور عامہ کے محکمہ سے اجازت لینی پڑتی ہے۔ باہر سے آنے والے لوگ البتہ بازار تک جاسکتے ہیں لیکن ربوہ کے محلوں اور دوسرے حصوں میں نہیں جاسکتے، انھیں عزیز بھانبڑی کے تحت کام کرنے والے لوگ روک دیتے ہیں۔

سوال: آپ چار سال سے وہاں مقیم ہیں، کبھی اس عرصہ میں احمدیوں میں کوئی ایسا جھگڑا ہوا ہو جو عدالت تک گیا ہو یا پولیس تک گیا ہو؟

جواب: جی نہیں، تمام معاملات و جھگڑے اُمور عامہ کا محکمہ طے کرتا ہے اور فیصلہ کرتا ہے اگر کوئی اُمور عامہ کے محکمہ کا فیصلہ نہ مانے تو اسے ربوہ سے نکال دیا جاتا ہے۔

سوال: چار سال کے دوران کبھی دیکھا یا سنا ہو کہ ربوہ میں اسلحہ اکٹھا کیا جارہا ہے؟

جواب: مجھے اس سلسلہ میں کوئی علم نہیں ہے۔

سوال: چناب ایکسپریس کے بعد جو ریل کار آئی وہ پہلے کس لائن پر کھڑی کرتے ہیں۔

جواب: پلیٹ فارم پر کھڑی کرتے ہیں لیکن اس روز اسے دوسری لائن پر کھڑا کیا گیا۔

سوال: دوسری لائن پر گاڑی کو کھڑی کرنے کا فیصلہ آپ کا تھا یا سٹیشن ماسٹر کا تھا؟

جواب: سٹیشن ماسٹر نے یہ فیصلہ کیا تھا، انھوں نے مجھے کہا تھا کہ اس لائن کو پلیٹ فارم پر نہ لو بلکہ دوسری لائن پر لو کیوں کہ ۵۱ اَپ کا کراس یہاں متوقع ہے۔

سوال: ریل کار (ڈاؤن) کا کون سا وقت ہے؟

جواب: دس بج کر پینتیس منٹ پر آنے کا وقت ہے، دو منٹ وہاں ٹھہرتی ہے پھر چلی جاتی ہے اس کے بعد ۵۱ اَپ کا وقت گیارہ بج کر چار منٹ کا ہے اور وہ گیارہ بج کر چالیس منٹ پر آئی اور نصف گھنٹہ تک کھڑی رہی، اس کے بعد جب ریل کار چلی گئی تو میں گھر چلا گیا۔

سوال: سٹیشن ماسٹر کو رپورٹ تیار کرتے وقت کیا آپ نے یہ بھی بتایا کہ آپ نے ایک زخمی طالب علم کو دیکھا تھا؟

جواب: میں نے نہیں بتایا نہ ہی میں نے سٹیشن ماسٹر سے رپورٹ یا پلیٹ فارم پر پیش آمدہ واقعہ کے بارے میں دریافت کیا۔

☆

شام کا اجلاس

ایم اے رحمان۔ جرح

سوال: کیا آپ نے رپورٹ کی نوعیت یا واقعہ کے بارے میں اسٹیشن ماسٹر سے پوچھا؟

جواب: جی نہیں۔ میں نے کچھ نہیں پوچھا۔ میں نے سٹیشن ماسٹر سے یہ بھی نہیں پوچھا کہ اسے ہاتھ پر چوٹ کس طرح آئی البتہ اس نے مجھے بتایا کہ چوٹ آئی ہے۔ یہ نہیں بتایا کہ کیسے آئی ہے۔

سوال: جب یہ چناب ایکسپریس چلی، آپ کہاں تھے؟

جواب: میں دفتر میں تھا۔

سوال: گاڑی چلنے کے وقت آپ کہاں تھے؟

جواب: جب وسل ہوئی ہے تو میں دفتر کے اندر تھا۔ میں وکیم بنوا کر اسٹیشن کے دفتر میں گیا ہوں جب میں وکیم بنوا رہا تھا۔ اس وقت لوگوں کا ہجوم وہاں پلیٹ فارم پر موجود تھا۔

سوال: مرزا عبدالسمیع کو ربوہ میں تعینات ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟

جواب: مجھ سے تقریباً ایک سال پہلے سے وہ وہاں تعینات ہے۔ میں مارچ ۱۹۷۰ء سے وہاں تعینات ہوں۔

سوال: عام طور پر ریلوے میں سٹیشن ماسٹر کے لیے ایک سٹیشن پر تقرری کا عرصہ کتنا ہوتا ہے؟

جواب: عموماً چار سال ہوتا ہے۔

سوال: وقوعہ کے بعد آپ ربوہ سٹیشن پر کب گئے؟

جواب: میرا اس روز لالیاں سٹیشن پر تبادلہ ہو گیا، اس کے بعد میں دو روز قبل ربوہ سٹیشن پر گیا ہوں۔

سوال: آپ کی ڈیوٹی ۲۹ مئی کو صبح آٹھ بجے ختم ہوئی، آپ چارج دے کر کوارٹر میں کتنے

بجے گئے؟

جواب: چارج دینے میں بیس پچیس منٹ لگتے ہیں اس کے بعد میں اپنے کوارٹر میں چلا گیا۔

سوال: جس وقت آپ چارج دے کر جا رہے تھے مرزا سمیع اس وقت سٹیشن پر تھے۔ اس وقت آپ نے بشیر احمد، عبدالغفار، رشید احمد یا کسی دوسرے معروف آدمی کو وہاں سٹیشن کے نزدیک دیکھا؟

جواب: جی نہیں۔

سوال: کیا آپ نے اس روز صبح کو لوگوں کو پلیٹ فارم پر آتے دیکھا؟

جواب: جی نہیں۔ البتہ صبح ۸ بجے کے لگ بھگ ایک دو آدمیوں نے مجھ سے چناب ایکسپریس کی آمد کے بارے میں ضرور پوچھا تھا کہ گاڑی کب آئے گی۔

سوال: کیا وقوعہ کے بعد ربوہ کی آبادی کے لوگوں نے نواحی علاقوں چمن عباس، لالیاں وغیرہ میں پناہ لی؟

جواب: میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں۔

سوال: جب چناب ایکسپریس وہاں سے چلی ہے اس وقت کے بارے میں سٹیشن ماسٹر سمیع یہ کہے کہ وہ لکھ رہا تھا تو کیا وہ غلط کہے گا؟

جواب: دائیں ہاتھ سے وہ نہیں لکھ سکتا ہے لہذا یہ کہنا جھوٹ ہو گا کہ جب گاڑی چلی سٹیشن ماسٹر اپنے ہاتھ سے کچھ لکھ رہا تھا۔

سوال: ۲۹ مئی کو آپ چلے گئے پھر لالیاں آپ کیوں اور کیسے پہنچے؟

جواب: میری ایک ماہ کی چھٹی منظور ہو گئی جو ۳۰ تاریخ سے شروع ہونا تھی، میں ۲۹ مئی کو اپنے گھر لالیاں چلا گیا۔ اس سے اگلے روز ۳۰ مئی کو مجھے اطلاع دی گئی کہ میں لالیاں سٹیشن پر ڈیوٹی پر پہنچوں کیوں کہ میری چھٹی منسوخ کر دی گئی ہے چناں چہ میں نے ۳۰ مئی کو چھ بجے شام لالیاں سٹیشن پر اپنا چارج لے لیا۔

سوال: کیا عمر حیات لالی اور محمد نواز لالی ۲۹ مئی کو ربوہ میں تھے؟

جواب: جی ہاں۔

اسماعیل قریشی۔ جرح

سوال: کیا گارڈ سٹیشن ماسٹر کی اجازت کے بغیر گاڑی چلا سکتا ہے؟

جواب: جی نہیں۔

سوال: کیا سٹیشن ماسٹر نے آپ کے سامنے گاڑی چلانے کی اجازت دی تھی؟

جواب: جس وقت لائن کلیئر دے دیا جاتا ہے اس وقت اجازت ہو جاتی ہے۔ ربوہ میں پیپر لائن کلیئر ٹکٹ دیا جاتا ہے، اس کا دینا گویا گاڑی وہاں سے چلانے کی اجازت دینا ہے۔

سوال: لائن کلیئر گارڈ کو دیا جاتا ہے یا ڈرائیور کو؟

جواب: گارڈ کو اجازت نہیں البتہ سٹیشن کی گھنٹی بجا کر اسے بتا دیا جاتا ہے کہ لائن کلیئر ڈرائیور کو بھجوا دیا گیا ہے لہذا وہ اب گاڑی چلائے۔ سٹیشن کی گھنٹی بجانا اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ گاڑی کو یہاں سے جانے کی اجازت ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ اس روز کوئی گھنٹی سٹیشن پر بجائی گئی یا نہیں بجائی گئی۔

سوال: آپ کو جب گھر سے جگایا گیا تو آپ کتنے بجے سٹیشن پہنچے؟

جواب: اندازاً دس بج کر پندرہ بیس منٹ کا وقت ہوگا۔

رفیق باجوہ۔ جرح

سوال: آپ نے کہا کہ سٹیشن ماسٹر کا دایاں ہاتھ زخمی تھا، اس پر پٹی بندھی تھی یا رومال؟

جواب: رومال بندھا تھا، میں نے یہ نہیں دیکھا کہ زخم کیسا ہے، کتنا بڑا ہے اور کہاں لگا ہے۔

سوال: آپ کے سٹیشن پر پہنچنے کے بعد گاڑی کتنی دیر کھڑی رہی؟

جواب: دس بارہ منٹ تک۔ جب میں وہاں پہنچا تو وہاں افراتفری کا عالم تھا اور کھلبلی مچی تھی۔

سوال: کیا آپ اپنے ماحول سے متاثر ہیں؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں؟

جواب: جی نہیں۔

سوال: کیا قادیانیوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات ہیں؟

جواب: جی ہاں، دوستانہ تعلقات ہیں۔

سوال: ایک اچھے دوست کی حیثیت سے آپ نہیں چاہتے کہ مرزا عبدالسمیع کی ذات کو کوئی نقصان نہ پہنچے؟

جواب: میں تو چاہتا ہوں کہ کسی کو کوئی گزند نہ پہنچے۔

سوال: کیا آپ کو علم ہے کہ مرزا سمیع اس وقت مصیبت میں ہیں؟

جواب: مجھے یہ علم نہیں کہ وہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں۔ البتہ مجھے یہ علم ہوا تھا کہ انھیں پولیس لے گئی ہے اور وہ گرفتار ہیں۔

سوال: کیا آپ کو مرزا سمیع کی گرفتاری کا دُکھ ہوا ہے؟

جواب: جی ہاں۔ دُکھ ہوا ہے البتہ اگر وہ رِہا ہو جائیں تو مجھے خوشی نہیں ہو گی کیوں کہ انھوں نے جرم کیا ہے، انھیں سزا ملنی چاہیے۔

سوال: کیا آپ کو یہ تسلی ہے کہ مرزا سمیع سے غلطی ہوئی ہے؟

جواب: جی ہاں، اور میرے خیال میں غلطی یہ ہے کہ چناب ایکسپریس کو چلانے میں ریلوے کا قانون پورا نہیں کیا گیا۔

سوال: کیا ربوہ میں خدام الاحمدیہ یا فرقان فورس کی کڑی تنظیم ہے؟

جواب: فرقان فورس کا تو پتہ نہیں البتہ خدام الاحمدیہ نام کی تنظیم ہے۔ تین قسمیں ہیں۔ ۱۵ سال سے چالیس سال تک کی عمر کے لوگوں کو یہ "خدام الاحمدیہ" کہتے ہیں، ۱۵ سال سے کم عمر بچوں کو "اطفال" اور ۴۰ سال سے اوپر کے لوگوں کو "انصار الاحمدیہ" کہتے ہیں۔

سوال: ۲۹ مئی کے ہنگامہ میں کیا کوئی آدمی ربوہ کا بھی آپ نے دیکھا یا سنا؟

جواب: جی نہیں، نہ ہی سنا اور نہ ہی دیکھا ماسوائے مرزا عبدالسمیع سٹیشن ماسٹر۔

سوال: کیا ربوہ کے معزز لوگوں کے ہاتھوں میں ڈنڈے دیکھ کر آپ کو تعجب ہوا؟

جواب: ہاں میں تو پریشان ہو گیا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

سوال: کیا ربوہ میں پیپلز پارٹی کا کوئی دفتر ہے؟

جواب: میں نے پیپلز پارٹی کا کوئی دفتر نہیں دیکھا البتہ میں نے ۱۹۷۰، ۱۹۷۱ء میں

پیپلز پارٹی کے جھنڈے وہاں لہراتے ہوئے دیکھے۔

سوال: جو عہدیدار احمدیہ جماعت میں ہیں وہی پیپلز پارٹی ربوہ کے عہدیدار ہیں؟

جواب: مجھے ربوہ کی پیپلز پارٹی کے عہدیداروں کا علم نہیں، وہاں کے لوگوں کو جو حکم ان کا خلیفہ دے وہ وہی کچھ کرتے ہیں۔ میرے علم میں یہ بات ہے کہ الیکشن کے دنوں میں خلیفہ کا حکم ہوا تھا کہ ووٹ پیپلز پارٹی کو دیے جائیں چناں چہ سبھی نے ووٹ پیپلز پارٹی کو دیے۔

سوال: کیا آپ کو علم ہے کہ جناب چودھری ظفر اللہ جو ہمارے کچھ عرصہ قبل ائیر مارشل تھے۔وہ احمدی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے؟

جواب: جی ہاں۔ یہ مجھے علم ہے لیکن مجھے یہ علم نہیں کہ انھیں ریٹائر کر دینے کے بعد وہاں کے لوگوں نے کوئی افسوس ظاہر کیا۔

سوال: آپ نے چار سال کے دوران کیا یہ سنا کہ احمدیہ فرقہ والوں کو قادیان جانے کی بڑی خواہش ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا آپ نے سنا کہ وہاں پر امانت کے طور پر کچھ لوگ دفن ہیں جن کے بارے میں یہ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک دن سب کو قادیان لے جائے گا تو انھیں وہ وہاں دفن کریں گے۔

جواب: جی ہاں۔ ایسے لوگ بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے ہیں اور دفن کرنے کے پیسے لگتے ہیں۔

سوال: کیا لائن کلیئر کا ریکارڈ بھی رکھتے ہیں؟

جواب: جی ہاں، رکھا جاتا ہے۔ وہاں سٹیشن پر رجسٹر ہے جس میں اندراج کیا جاتا ہے۔

سوال: کیا ۲۹ مئی کے بعد سے اب تک کسی نے آپ کا بیان قلم بند کیا؟

جواب: جی ہاں، دو تین روز قبل سی آئی اے کے انسپکٹر نے میرا بیان قلم بند کیا۔ اس سے پہلے کسی پولیس افسر نے مجھ سے کچھ نہیں پوچھا۔

سوال: نشتر میڈیکل کالج کے لڑکوں کی گاڑی جس دن پشاور گئی اس روز کا آپ کو علم ہے؟

جواب: جی ہاں۔ ۲۲ اور ۲۳ مئی کی رات کو گئی۔ اس روز طلبا کی بوگی ۱۱ اَپ چناب

ایکسپریس کے ساتھ تھی۔

سوال: ۲۹ مئی کو وقوعہ کے بعد چناب ایکسپریس چلی تو کیا لوگوں نے ڈبوں کی کھڑکیاں بند کی ہوئی تھیں؟

جواب: جی ہاں۔ انھوں نے شٹر بند کیے ہوئے تھے۔

سوال: جو سواریاں اُترتی ہیں کیا ان سے ٹکٹ لے کر ان کا ریکارڈ وہاں رکھا جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: جی ہاں۔ ٹکٹ وصول کیے جاتے ہیں اور ٹکٹ کلکٹر رجسٹر میں ان ٹکٹوں کا اندراج کیا جاتا ہے۔

سوال: رجسٹر کس کے قبضہ میں ہوتا ہے؟

جواب: سٹیشن ماسٹر کے قبضہ میں ہوتا ہے۔

مرزا نصیر احمد - جرح

سوال: کیا احمدیوں کا سالانہ اجتماع سال میں ایک مرتبہ ہوتا ہے اور اس میں لاکھوں افراد شرکت کرتے ہیں؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا آپ کو علم ہے کہ ان دنوں اجتماع کی وجہ سے عارضی دکانیں لگائی جاتی ہیں؟

جواب: جی ہاں، اجتماع سہ روزہ ہوتا ہے۔ ان دنوں میں کئی غیر احمدیوں نے بھی اپنی دکانیں وہاں لگائی ہوتی ہیں، سالانہ اجتماع میں ایسے لوگ بھی آتے ہیں جو احمدی نہیں ہوتے اور صرف دیکھنے کے لیے آتے ہیں، باہر کے لوگوں کے لیے محض پابندیاں ہوتی ہیں جہاں عام آدمی نہیں جاسکتے، البتہ گول بازار میں عام پھر سکتے ہیں، باہر کے لوگ دودھ وغیرہ وہاں بیچنے آتے رہتے ہیں۔

سوال: چمن عباس، کوٹ امیر شاہ، چھنیاں کے لوگوں کو اگر کہیں آنا جانا ہو تو وہ ربوہ سے ہی ٹکٹ لیتے ہیں؟

جواب: جی ہاں۔ ربوہ سٹیشن شہر کے سنٹر میں واقع ہے۔ جب لوگوں کو کہیں جانا ہو تو وہ ربوہ کے محلوں و بازاروں سے گزر کر سٹیشن پر آتے ہیں۔

سوال: کالجوں وسکولوں میں کیا نصف کے قریب غیر احمدی طلبا بھی پڑھتے ہیں؟
جواب: تعداد کا تو پتہ نہیں البتہ کافی تعداد میں ایسے طلبا ربوہ کے تعلیمی اداروں میں پڑھتے ہیں جو غیر احمدی ہیں۔
سوال: کیا آپ کبھی محلہ چمن عباس بھی گئے ہیں؟
جواب: جی ہاں۔ محلہ سے گزر کر وہاں جانا ہوتا ہے وہاں پر شیعہ بھی رہتے ہیں۔ میرے علم میں یہ نہیں ہے کہ اس گاؤں میں کوئی احمدی رہتا ہے یا نہیں۔
سوال: کیا ربوہ میں کوئی ہسپتال ہے؟
جواب: جی ہاں۔ وہاں سے باہر کے مریض بھی علاج کے لیے آتے ہیں اور یہ ضروری نہیں ہوتا کہ تمام مریض احمدی ہوں۔
سوال: کیا وہاں اپریل ۱۹۷۴ء میں آنکھوں کا کیمپ بھی لگا تھا، جہاں پر سپیشلسٹ ڈاکٹر نے سینکڑوں ایسے مریضوں کا علاج کیا جو احمدی نہیں تھے؟
جواب: جی ہاں۔
سوال: کیا ربوہ میں عیسائی بھی رہتے ہیں؟
جواب: جی ہاں۔ عیسائیوں کی وہاں سٹیشن کے قریب بستی ہے۔
سوال: کیا کسی محلہ کے ختم ہونے پر کوئی دیوار یا دروازہ تو نہیں؟
جواب: جی نہیں۔
سوال: کیا چمن عباس کی بستی سے شیعہ حضرات تعزیہ نکالتے ہیں؟
جواب: اس کا تو مجھے علم نہیں۔ البتہ محرم کے مہینہ میں شیعہ حضرات ماتم کرتے ہیں تو اس کی آواز سٹیشن پر بھی سنائی دیتی ہے۔
سوال: کیا ربوہ میں لنگر خانہ بھی ہے؟
جواب: جی ہاں۔ وہاں کوئی بھی مہمان خواہ وہ احمدی ہو یا نہ ہو کھانا کھا سکتا ہے۔
سوال: کیا آپ نے دیکھا یا سنا کہ خدام الاحمدیہ اپنے ہاتھوں سے سڑکیں بناتے ہیں اور کام کرتے ہیں؟
جواب: جی ہاں، سنا ہے کہ وہ سڑکیں بناتے ہیں۔

سوال: کیا آپ نے سنا کہ سربازار نوجوانوں کو سگریٹ پینے سے منع کیا جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ لڑکیوں کے کالج وسکول کی جانب جانے سے نوجوانوں کو روکا جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔ میں نے سنا ہے کہ روکا جاتا ہے۔

سوال: کیا آپ نے یہ دیکھا کہ ربوہ ریلوے سٹیشن پر چھوٹے بچے گرمیوں میں مسافروں کو پانی پلاتے رہتے ہیں؟

جواب: جی ہاں، میں نے دیکھا ہے۔

سوال: کیا ربوہ میں اُترنے والے مسافروں کی ٹکٹیں جمع کی جاتی ہیں؟

جواب: جی نہیں، ساری جمع نہیں ہوسکتیں۔ بعض لوگ دوسرے راستوں سے چلے جاتے ہیں۔

سوال: اگر ریل کار اور گاڑی کا کراس ہو تو آپ ریل کار کو پلیٹ فارم پر نہیں لیں گے کیوں کہ اس میں لگیج وین نہیں ہوتی؟

جواب: جی ہاں۔ گاڑی کو اس لیے پلیٹ فارم پر لیں گے کہ اس میں لگیج وین ہوتی ہے۔

سوال: کیا آپ نے سیلاب کے دنوں میں سیلاب زدگان کے لیے قائم کردہ امدادی کیمپ دیکھے؟

جواب: جی نہیں۔ البتہ میں سنا ہے۔

سوال: کیا آپ کو علم ہے کہ ربوہ میں کھیلوں کے ایسے مقابلے ہوتے ہیں جن میں باہر سے بھی ٹیمیں آتی ہیں؟

جواب: جی ہاں۔

احسان وائیں۔ جرح

سوال: کیا چناب ایکسپریس کے ساتھ ریلوے پولیس کا ڈبہ بھی ہوتا ہے؟

جواب: جی ہاں

سوال: کیا ہنگامہ کے روز آپ نے پولیس سے رجوع کیا؟

جواب: جی نہیں، میں نے پلیٹ فارم پر ریلوے پولیس کو بھی نہیں دیکھا۔ میں نے یہ بات سٹیشن ماسٹر کو نہیں بتائی۔

۱۳ جون ۱۹۷۴ء

پچیس پچیس آدمی ایک ایک لڑکے کو مار رہے تھے
طلبا کی اکثریت مار پیٹ سے بے ہوش ہو گئی تھی: گواہ

لاہور،۱۲ جون (سٹاف رپورٹر) واقعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل نے آج ریلوے کے سیکشن کنٹرولر مسٹر عبدالصمد بکنگ کلرک صفدر حسین اور فوڈ گرین انسپکٹر اختر کا بیان قلم بند کیا اس سے قبل اب تک دس گواہوں کے بیانات قلم بند کیے جا چکے ہیں۔ عبدالصمد نے آج متعلقہ ریکارڈ بھی پیش کیا اس نے بتایا کہ کنٹرول کو وقوعہ کے بارے میں سٹیشن ماسٹر ربوہ نے جو برقی پیغام دیا، اس میں کہا گیا تھا کہ ۱۲ ڈاؤن چناب ایکسپریس دس بج کر پانچ منٹ پر ربوہ آئی اور دس بج کر ۳۵ منٹ پر چلی، گاڑی اس لیے لیٹ ہوئی کہ نشتر میڈیکل کالج کے طلبا جو گاڑی میں آ رہے تھے اور احمدیت کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ کی مقامی طلبا سے دست بدست لڑائی ہو گئی اور اس لڑائی میں میں (سٹیشن ماسٹر) بھی زخمی ہو گیا، انھوں نے بتایا کہ کنٹرول نے ربوہ اور لائل پور کے درمیانی سٹیشنوں کو جہاں گاڑی نے ٹھہرنا تھا، یہ ہدایت کی تھی کہ جتنے زخمی طلبا کی مرہم پٹی ہو سکے۔ کی جائے چناں چہ چک جھمرہ سٹیشن پر کئی لڑکوں کو طبی امداد دی گئی اور پھر لائل پور میں بھی طبی امداد دی گئی۔

انھوں نے کہا کہ کنٹرول کے دفتر میں موجود لاگ بک (Log Book) میں صرف ایسے واقعات لکھے جاتے ہیں جو غیر معمولی ہوں۔ انھوں نے کمال مصطفیٰ بخاری کے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ربوہ سے چنیوٹ تک گاڑی کو بارہ منٹ لگتے ہیں لیکن گزشتہ برس کے سیلاب سے ایک جگہ لائن خراب ہے، اس لیے گاڑی وہاں سے آہستہ چلتی ہے اور آج کل ۱۵ منٹ میں پہنچتی ہے

ٹریبونل کی کارروائی شروع ہونے سے قبل مسٹر ایم اے رحمان نے عدالت کو بتایا کہ اس ٹریبونل سے مسٹر مبشر لطیف کی درخواست مسترد ہونے کے بعد فاضل ہائی کورٹ سے رجوع کیا گیا ہے اور زیر حراست لوگوں سے ملنے کی کوشش کی جارہی ہے، اس لیے زیر حراست افراد خاص طور پر سٹیشن ماسٹر ربوہ مرزا عبدالسمیع کو ٹریبونل میں شہادت کے لیے فوراً طلب کیا جائے تاکہ باہر سے کسی کا رابطہ ہونے سے شہادت متاثر نہ ہو، اس مرحلہ پر مسٹر اعجاز حسین بٹالوی اور فاروق حسن نے اس کی مخالفت کی۔ انھوں نے کہا کہ گواہ کا یہ حق ہے کہ وہ قانونی مشورے حاصل کرے۔ مسٹر رفیق باجوہ نے گواہ کے وکیل مقرر کرنے کے بارے میں کہا کہ قانون اس کی اجازت نہیں دیتا لیکن وہ کسی وکیل سے مشورہ کرسکتا ہے۔ انھوں نے ریناٹے کیس کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اس میں گواہ کو وکیل مقرر کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ ٹریبونل نے اس نکتہ پر غور کرنے کے بارے میں کہا کہ اس کا بعد میں فیصلہ کیا جائے گا۔ حافظ محمد طارق ایڈووکیٹ نے مجلس لاہور جو طلبہ کی ایک انجمن ہے کی طرف سے پیش ہونے کی اجازت چاہی جس پر فاضل ٹریبونل نے کہا کہ اجازت سے قبل مجلس طلبہ کا دستور وغیرہ پیش کیا جائے۔

[سیکشن کنٹرولر، لائل پور عبدالصمد کی شہادت]

میں لائل پور میں بہ طور سیکشن کنٹرولر تعینات ہوں، اور احمدی نہیں ہوں۔ وقوعہ کے روز کنٹرول آفس میں میری ڈیوٹی ۷ بجے صبح سے ایک بجے دوپہر تک تھی، میری ڈیوٹی چک جھمرہ بورڈ پر تھی جس پر لائل پور سے وزیر آباد، چک جھمرہ سے شاہین آباد تک اور سانگلہ ہل سے شیخوپورہ تک گاڑیوں کی آمدورفت کنٹرول کی جاتی ہے۔ صبح ساڑھے آٹھ بجے کے قریب سٹیشن ماسٹر ربوہ نے فون پر مجھ سے بات کی اور چناب ایکسپریس کی پوزیشن پوچھی اور کہا کہ لوگ اس گاڑی کی صحیح پوزیشن کا پتہ کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے انھیں بتایا کہ صبح جب میں نے ڈیوٹی سنبھالی تو چناب ایکسپریس ایک گھنٹہ لیٹ آرہی تھی، گاڑی اس وقت تک شیڈول ٹائم سے ۴۵ منٹ لیٹ آرہی تھی میرے ذمہ ایک اور گاڑی ۵۱ اَپ پسنجر گاڑی کی نگرانی بھی تھی، میرے اندازے کے مطابق اس کا ۱۲ ڈاؤن سے برج سٹیشن پر کراس ہونا چاہیے تھا لہٰذا میں نے سٹیشن ماسٹر برج کو اس کراسنگ کے لیے تیار کرلیا تھا۔

میں نے چناب ایکسپریس کا پتہ کرنے کے لیے دس بج کر دس منٹ پر سٹیشن ماسٹر ربوہ

سے رابطہ قائم کیا، انھوں نے بتایا کہ گاڑی سٹیشن پر دس بج کر پانچ منٹ پر پہنچی لیکن سٹیشن پر ہنگامہ ہے اور بہت سے لوگ لاٹھیوں اور چاقوؤں سے فساد کر رہے ہیں یہ کہہ کر انھوں نے فون بند کر دیا۔ انھوں نے پلیٹ فارم پر ہجوم کی تعداد پانچ چھ سو بتائی۔ میں نے ڈپٹی چیف کنٹرولر اور چیف کنٹرولر کو جو اس کنٹرول روم میں موجود تھے اس کی اطلاع دی۔ نثار علی اوپل چیف کنٹرولر نے مجھے کہا کہ کنٹرول فون پر ربوہ سٹیشن ماسٹر سے میری بات کرائیں، میں نے دوبارہ گھنٹی دی اور تین چار گھنٹیوں کے بعد فون اٹھایا اور وہی اطلاع جو مجھے دی تھی چیف کنٹرولر کو دی چوں کہ سسٹم کھلا ہے، اس لیے سٹیشن ماسٹر اور چیف کنٹرولر کی باہمی بات چیت میں بھی سن رہا تھا، چیف کنٹرولر نے سٹیشن ماسٹر ربوہ کو ہدایت دی کہ وہ مقامی پولیس کی مدد حاصل کریں اور یہ بھی ہدایت کی کہ آپ گاڑی کو چلانے کی کوشش کریں اور تفصیلی اطلاع دیں کہ کیا ہوا، اس کے بعد ٹیلی فون بند کر دیا۔ میں نے تقریباً دس بج کر بائیس منٹ پر پھر ربوہ فون کیا، تیسری چوتھی گھنٹی پر اللہ بخش اے ایس ایم نے فون اٹھایا، انھوں نے مجھے بتایا کہ وہ ابھی اپنے کوارٹر سے آیا ہے اور اس نے یہ بھی بتایا کہ سٹیشن ماسٹر دفتر میں موجود نہیں ہے اور گاڑی پلیٹ فارم پر کھڑی ہے۔ میں نے اسے کہا کہ وہ سٹیشن ماسٹر کو بلا لائے اور بات کرائے اس کے تین چار منٹ پر گارڈ انچارج مسٹر نذیر احمد نے کنٹرول فون پر مجھے بتایا کہ پلیٹ فارم پر فساد ہو رہا ہے اور ربوہ کے مقامی باشندے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ کو ان کے ڈبوں سے اور جہاں کہیں وہ دوسرے ڈبوں میں پائے گئے ، وہاں سے نکال کر مار رہے ہیں اس لیے گاڑی کے جلد روانہ ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ میں نے اسے بھی یہ کہا کہ سٹیشن ماسٹر کو بلاؤ پھر فون بند کر دیا۔ اس کے دو تین منٹ بعد مرزا سمیع سٹیشن ماسٹر نے مجھے گھنٹی دی، انھوں نے مجھے کہا کہ میں گاڑی چلا سکتا ہوں، آپ اجازت دیں میں نے اجازت دے دی۔ عام طور پر میری اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن اس غیر معمولی واقعہ کی وجہ سے اس نے اجازت مانگی۔ میں نے سٹیشن ماسٹر سے کہا کہ گاڑی فوراً چلاؤ اور واقعہ کی تفصیلی رپورٹ لکھ کر بھیجو، اس کے تین چار منٹ بعد گارڈ انچارج نے مجھے فون کیا اور کہا کہ ہنگامہ کی وجہ سے یہ گمان ہے کہ تمام مسافر طلبہ گاڑی پر سوار نہیں ہو سکے اس طرح یہ بھی گمان کیا جا رہا ہے کہ کسی طالب علم کو اغوا نہ کر لیا گیا ہو، میں نے انہیں کہا کہ آپ گاڑی چلائیں اور لائل پور پہنچنے کی کوشش کریں تا کہ زخمی طلبا کو طبی امداد دی جا سکے اس کے بعد پھر میں فون کرتا رہا تو تقریباً دس بج

کر پینتالیس منٹ پر سٹیشن ماسٹر نے مجھے بتایا کہ گاڑی جا چکی ہے، اس کی روانگی کا وقت دس بج کر پینتیس منٹ لکھوں میں نے حادثہ کی رپورٹ مانگی تو انہوں نے کہا اسے چوٹ آئی ہے اس لیے تھوڑی دیر بعد وہ رپورٹ دے گا، اس کے بعد میں سات آٹھ منٹ تک رپورٹ کا پتہ کرتا رہا لیکن سٹیشن ماسٹر لیت ولعل کرتے رہے۔ سٹیشن ماسٹر نے فون پر ۱۱ بج کر ۲۰ منٹ پر مجھے رپورٹ لکھوائی، چنیوٹ سٹیشن سے مجھے ۱۱ بج کر ۵ منٹ پر اطلاع ملی کہ وہاں گاڑی ۱۱ بج کر ایک منٹ پر پہنچ گئی تھی۔ چنیوٹ سٹیشن سے گارڈ انچارج نے مجھے فون پر بتایا کہ انھوں نے چند طلبا کی مرہم پٹی کی ہے اور اس کے بعد فرسٹ ایڈ کا سامان ختم ہو گیا ہے۔ میں نے تمام سٹیشنوں سے جو چنیوٹ سے لائل پور کے درمیان تھے۔ رابطہ رکھا لیکن مجھے کوئی خاص بات نہ بتائی گئی۔ چناب ایکسپریس ۱۲ بج کر ۳۰ منٹ پر لائل پور پہنچی، میں ایک بجے چلا گیا۔

کمال مصطفیٰ بخاری۔ جرح

سوال: کیا آپ کی لاگ بک میں ۲۲ مئی کو ربوہ سٹیشن پر رونما ہونے والے کسی غیر معمولی واقعہ کی اطلاع ملی۔

جواب: جی نہیں۔ ہمارے ریکارڈ میں ایسی کوئی بات نہیں۔ اس روز چناب ایکسپریس میری ڈیوٹی کے اوقات میں ربوہ سے نہیں گزری، ہماری شفٹیں ہوتی ہیں۔ پہلی صبح سات بجے سے ایک بجے تک دوسری ۱ بجے سے شام سات بجے تک، تیسری شام سات بجے سے رات ۱ بجے تک اور چوتھی ایک بجے سے صبح سات بجے تک ہوتی ہے۔

فاضل جج کے پوچھنے پر گواہ نے بتایا کہ ریل کار ۶۲ ڈاؤن اور ۵۱ اَپ مسافر گاڑی کا کراس عموماً چنیوٹ ہوتا ہے اور اس روز بھی چنیوٹ میں ہوا تھا۔ ۵۱ اَپ پسنجر چنیوٹ میں گیارہ بج کر ۷ منٹ پر پہنچی اور ۶۲ ڈاؤن چنیوٹ میں گیارہ بج کر بائیس منٹ پر پہنچی۔ ۵۱ اَپ چنیوٹ سے گیارہ بج کر ستائیس منٹ پر چلی۔ ۶۲ ڈاؤن ریل کار ربوہ میں ۱۰ بج کر ۴۷ منٹ پر پہنچی اور گیارہ بج کر ۵ منٹ پر وہاں سے چلی۔

جب کبھی دو مسافر گاڑیوں کا کراس ہونا ہو، اس وقت پہلے پہنچنے والی گاڑی کو پلیٹ فارم پر کھڑا کیا جاتا ہے اور دوسری گاڑی پلیٹ فارم کے بغیر دوسری لائن پر لیا جاتا ہے۔ ایسا عموماً ایسے سٹیشن پر ہوتا ہے جہاں ایک پلیٹ فارم ہو اور لائنیں ایک سے زیادہ ہوں۔ ہم پلیٹ فارموں پر

گاڑیاں کھڑی کرنے کے بارے میں کوئی ہدایت نہیں دیتے۔

۲۹ مئی کو سٹیشن ماسٹر ربوہ مرزا عبدالسمیع کو بتایا تھا کہ ۶۲ ڈاؤن ریل کار اور ۵۱ اَپ مسافر گاڑی کا کراس ربوہ میں نہیں ہونا ہے بل کہ چنیوٹ میں ہوگا۔

میاں شیر عالم۔جرح

سوال: مرزا عبدالسمیع نے چناب ایکسپریس کی پوزیشن کے بارے میں جس بے قراری کا اظہار ۲۹ مئی کو کیا کیا، اس سے قبل بھی کسی گاڑی کے لیے ایسا کیا؟

جواب: جی نہیں۔ مرزا اسمیع اس روز صحیح پوزیشن اور وقت کے بارے میں نہایت بے قراری سے پوچھ رہے تھے۔

کرم الٰہی بھٹی۔جرح

سوال: کیا یہ ضروری ہے کہ جب گاڑی پلیٹ فارم پر ہو، سٹیشن ماسٹر دفتر میں کنٹرول سے رابطہ قائم کیے رکھے۔

جواب: جی نہیں، یہ ضروری نہیں۔

سوال: گارڈ انچارج کی رپورٹ کتنے بجے ربوہ سے آپ کو لکھوائی گئی؟

جواب: رپورٹ بار بار طلب کرنے پر دوپہر ۲ بج کر ۴۰ منٹ پر لکھوائی گئی۔

سوال: سٹیشن ماسٹر سے آپ نے اپنی رپورٹ بھیجنے میں تاخیر کی وجہ پوچھی تھی؟

جواب: جی ہاں۔اس نے کہا تھا کہ اس کا ہاتھ زخمی ہو گیا تھا اور اس پر پٹی کرائی جا رہی تھی اس لیے رپورٹ بھیجنے میں دیر ہوئی ہے۔

ایم اے رحمان۔جرح

سوال: اگر کسی سٹیشن پر کوئی غیر معمولی یا اہم واقعہ ہو تو پھر سٹیشن ماسٹر کنٹرولر کو اطلاع دیتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: سٹیشن ماسٹر ربوہ نے ڈاؤن کی ریل کار کی آمد کے بارے میں کب بتایا؟

جواب: مجھے صحیح یاد نہیں، غالباً ریل کار چلنے کے بعد اس نے ریل کار کی آمدورفت کا وقت درج کرایا۔

اعجاز بٹالوی - جرح

سوال: کیا آپ اس وقت کا بھی اندراج کرتے ہیں جس وقت آپ کو گاڑی کے آنے یا جانے کے متعلق ٹائم لکھوایا جاتا ہے؟

جواب: جی نہیں۔ ہم صرف گاڑی کی آمدورفت کے اوقات ہی درج کرتے ہیں البتہ جب کوئی غیر معمولی واقعہ کے بارے میں پیغام درج کرائے تو اس کے وقت کا اندراج کیا جاتا ہے۔

سوال: چناب ایکسپریس کے لیٹ ہونے کے بارے میں آپ کو کسی نے بتایا؟

جواب: جب میں ڈیوٹی پر صبح سات بجے آیا تو ڈپٹی چیف کنٹرولر سے میں نے پوچھا تا کہ سٹیشن ماسٹر مجھ سے پوزیشن پوچھیں تو میں انھیں بتا سکوں۔

سوال: کیا آپ کی کنٹرول سے گفتگو کی ٹیپ ریکارڈنگ ہوتی ہے؟

جواب: جی نہیں۔

سوال: کیا سٹیشن ماسٹروں کے پاس ایسی ڈائریاں ہوتی ہیں جن میں وہ روزمرہ کے واقعات درج کریں؟

جواب: جی ہاں، سٹیشن ماسٹر کے نام سے ایک رجسٹر رکھا جاتا ہے جس میں وہ اہم واقعات اور روزمرہ کے کام وغیرہ کا اندراج کرتا ہے۔

سوال: کیا آپ نے اپنے رجسٹر میں سٹیشن ماسٹر ربوہ کی چناب گاڑی کے اوقات کے متعلق بے قراری سے پوچھنے کے واقعہ کا اندراج کیا؟

جواب: جی نہیں۔

سوال: لائل پور میں چناب گاڑی کتنی دیر رُکتی ہے اور ۲۹ مئی کو کتنی دیر رُکی رہی؟

جواب: وہاں پر بیس منٹ ٹھہرتی ہے اور اس روز ایک گھنٹہ پچیس منٹ زیادہ رُکی۔

سوال: چارٹ پر چناب گاڑی کی لائل پور آمد میں تاخیر کی کیا وجہ لکھی ہے؟

جواب: چارٹ پر لکھا ہے کہ گاڑی طلبا کے روکے رکھنے کی وجہ سے رُکی رہی۔

سوال: چارٹ کون تیار کرتا ہے؟

جواب: میں کرتا ہوں۔ جب گاڑی لائل پور پہنچی تو میں ڈیوٹی پر تھا، میں نے اپنا چارج

سیکشن کنٹرولر امان اللہ کو دیا کیوں کہ میرے بعد ڈیوٹی ان کی تھی۔

سوال: گاڑی گوجرہ کب پہنچی؟

جواب: اس روز ۲ بج کر ۵۵ منٹ پر وہاں پہنچی۔

سوال: آپ کا کنٹرول آفس سٹیشن سے کتنی دُور ہے؟

جواب: اندازاً دو اڑھائی صد گز۔

سوال: کیا ڈیوٹی ختم کرنے کے بعد آپ کے دل میں یہ خواہش پیدا نہیں ہوئی کہ آپ دیکھیں کہ کیا ہو رہا ہے؟

جواب: جی نہیں۔ میں تھکا ہوا تھا اور ساڑھے پانچ میل سائیکل چلا کر کھانا کھانے جانا تھا، اس لیے میں باہر نکلتے ہی گھر چلا گیا۔ میں نے کسی قسم کا اعلان وہاں لاؤڈ سپیکر پر ہوتے نہیں سنا۔

سوال: آپ نے کہا کہ اس کی صورت میں پہلے آنے والی مسافر گاڑی کو پلیٹ فارم پر کھڑا کیا جاتا ہے اور بعد میں آنے والی کو دوسری لائن پر۔ اس کا رُول کون سا ہے اور کس کتاب میں ہے؟

جواب: یہ رول (قاعدہ) ریلوے، جنرل اینڈ سب سیڈری رولز (Subsidiary Rules) میں درج ہے۔

سوال: آپ کی مدت ملازمت کیا ہے؟

جواب: ۲۹ سال میں سگنلز بھرتی ہوا، پھر اے ایس ایم، پھر سٹیشن ماسٹر اور پھر سیکشن کنٹرولر بنا۔

سوال: کیا اللہ بخش اے ایم ایس نے بھی آپ کو وقوعہ کے بارے میں کچھ بتایا؟

جواب: نہیں۔ اس نے کہا کہ سٹیشن ماسٹر انچارج ہی اس بارے میں بتائے گا۔

سوال: کیا آپ کو علم ہے کہ محکمہ ریلوے نے وقوعہ کی کوئی انکوائری کی ہے؟

جواب: جی نہیں، کوئی انکوائری نہیں ہے۔

[سید صفدر حسین، بکنگ کلرک ربوہ کی شہادت]

میں احمدی نہیں ہوں۔ میں ریلوے میں بکنگ کلرک ہوں اور ریلیونگ سٹاف میں ہوں۔

میرا ہیڈکوارٹر لاہور میں ہے جہاں کہیں ضرورت ہو مجھے بھیج دیا جاتا ہے۔ میں ۲۹ مئی کو ربوہ سٹیشن پر ڈیوٹی پر تھا اس لیے پہلے ۲۷ مئی تک میں نشتر آباد سٹیشن پر تھا۔ ۲۷ مئی کو میں نے ربوہ میں ڈیوٹی لی اور تین دن ڈیوٹی کی اور ۳۰ مئی تک وہاں رہا۔ میری ڈیوٹی کے اوقات صبح ۸ بجے سے ۴ بجے شام تک تھے۔ وہاں کا مستقل بکنگ کلرک اختر جسے تین دن کی چھٹی دی گئی تھی، میں اس کی جگہ گیا۔ ربوہ میں مستقل طور پر صرف ایک ہی بکنگ کلرک ہوتا ہے۔ ۴ بجے شام کے بعد سے اگلی صبح کو ۸ بجے تک بکنگ کلرک کا کام ڈیوٹی پر متعین اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر یا سٹیشن ماسٹر کرتے ہیں۔ میں چوں کہ عارضی طور پر وہاں تعینات تھا اس لیے رہنے کا وہاں بندوبست نہیں تھا، اس لیے میں اپنے گھر سرگودھا بس کے ذریعہ چلا جاتا تھا اور پھر اگلی صبح واپس آجاتا تھا۔ میں نے ۲۹ مئی کو ۸ بجے صبح اپنا چارج لیا اور بکنگ شروع کردی۔ میرے پاس پارسل بک کرانے اور چھڑانے کے لیے لوگ آتے تھے، اس لیے مجھے فرصت ہی نہیں تھی کہ میں باہر دیکھوں کہ کیا ہو رہا ہے۔ جب گاڑی سٹیشن پر آجاتی ہے تو بکنگ کلرک لوڈنگ اَن لوڈنگ کرکے گاڑی کی بریک وین میں جاتا ہے۔ میرے پاس ایک اخبار کا بنڈل تھا چناں چہ ماتحت ملازم بنڈل دینے چلا گیا، گاڑی آنے کے وقت بھی میں دفتر میں تھا۔ ماتحت ملازم ۲ منٹ بعد بنڈل گاڑی کے لیکچ گارڈ کو دے کر اور بریک وین میں رکھوا کر آ گیا اور بتایا کہ گاڑی سے اُترنے والا مال کوئی نہیں۔ تھوڑی دیر بعد شور مچا اور سنا کہ ہنگامہ ہو گیا۔ وہاں پر سٹیشن ماسٹر کا کمرہ میرے کمرہ سے ملحق ہے اس لیے میں نے دیکھا کہ وہاں پر سپیشل ٹکٹ ایگزامینر، گارڈ انچارج، لیکچ گارڈ اقبال ایک آدمی زخمی اور ایک سپاہی وہاں آیا۔ میں نے باہر ان کے کمرے میں دیکھنے کی کوشش کی لیکن سٹیشن ماسٹر مرزا عبدالسمیع نے مجھے حکم دیا کہ تمہارے پاس کیش ہے تم باہر نہ آؤ۔ باہر ہنگامہ ہو رہا ہے تم اپنے کیش کی حفاظت کرو چناں چہ میں اپنی جگہ واپس گیا اور اپنی میز کے دراز سے کیش نکال کر سیف میں رکھ دیا اور وہیں بیٹھ کر شور اور نعرے سنتا رہا۔ مجھے نعرے صحیح طرح سے سنائی نہیں دے رہے تھے۔ ''امیرالمومنین زندہ باد'' کا نعرہ میں نے ضرور سنا، باقی نعرے صاف (سنائی) نہیں دیے۔ میرا خیال ہے کہ ہنگامہ کم از کم نصف گھنٹہ تک جاری رہا، میں نے ساتھ والے کمرے سے سنا، گارڈ کہہ رہا تھا کہ جب تک کنٹرول آرڈر نہ دے میں گاڑی کیسے چلاؤں۔ کہیں کوئی طالب علم رہ نہ جائے ویسے بھی آخری بوگی کا کپلنگ ٹوٹا ہوا ہے۔ اس کے بعد شوروغل ختم ہوا اور گاڑی چلی

گئی۔ اپنی کھڑکی سے میں نے پلیٹ فارم پر لوگوں کا بڑا مجمع دیکھا، اندازاً چار پانچ صد افراد ہوں گے وہ نعرے لگا رہے تھے اور جوش و خروش میں تھے۔

شام کا اجلاس

میں نے لوگوں کو ڈنڈے اٹھائے ہوئے دیکھا، میں نے اور کچھ نہیں دیکھا تھا۔ ۶۲ ڈاؤن ریل کار چناب ایکسپریس کے ۱۵ منٹ بعد آئی ہوگی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ کب چلی۔ ۶۲ ڈاؤن گاڑی کے سٹیشن سے جانے کے بعد میں نے اپنا دفتر چھوڑ دیا کبھی سٹیشن ماسٹر کے کمرے میں جاتا کبھی پلیٹ فارم پر جب پلیٹ فارم پر آیا تو میں نے دیکھا کہ پلیٹ فارم صاف ہو گیا۔ میں نے ہنگامے کا کوئی نشان نہیں دیکھا کیوں کہ میں نے غور نہیں کیا، چار بجے مجھ سے اے ایس ایم نے چارج لیا اور میں سرگودھا چلا گیا جب چناب ایکسپریس جا رہی تھی تو ہجوم ابھی تک وہیں تھا۔ میں نے گاڑی پر تشدد کا کوئی نشان نہیں دیکھا۔

ایم انور۔ جرح

میرے کمرے کا دروازہ سٹیشن کے پلیٹ فارم کی طرف کھلتا ہے لیکن اسے بند رکھنا ہوتا ہے۔ پلیٹ فارم کی طرف ایک کھڑکی بھی ہے بکنگ کی کھڑکی مسافر خانہ میں کھلتی ہے۔ بکنگ پر بیٹھا ہوا آدمی وہاں سے گاڑی کی تقریباً ڈیڑھ بوگیاں صاف دیکھ سکتا ہے۔ البتہ اُٹھ کر کھڑکی کے پاس جائے تو تین بوگیاں نظر آ سکتی ہیں۔ جب مجھے مسافروں کے ٹکٹ خریدنے کے بعد وقت ملتا تھا میں پلیٹ فارم کی طرف دیکھ لیتا تھا۔ ۲۸ مئی کو کوئی پلیٹ فارم ٹکٹ فروخت نہیں ہوا۔ البتہ ۲۹ مئی کو ۱۵ پلیٹ فارم ٹکٹ فروخت ہوئے۔ ۳۰ مئی کو شاید ایک پلیٹ فارم ٹکٹ فروخت ہوا۔ ۸ بجے صبح سے چناب ایکسپریس کے آنے تک ۱۵ پلیٹ فارم ٹکٹ فروخت ہوئے۔ میں نے سنا تھا کہ گارڈ کنٹرول کو کہہ رہا تھا کہ اسے اتنا علم ہے کہ نشتر میڈیکل کالج کے لڑکوں کی بوگی پر بہت زیادہ ہجوم نے حملہ کر دیا ہے۔ گارڈ یہ کہہ رہا تھا کہ اسے ۲۲ مئی کے واقعہ کا علم نہیں ہے۔ گارڈ کہہ

رہا تھا کہ پتہ نہیں کتنے زخمی مر جائیں گے۔ ایک زخمی کی حالت نازک تھی۔ میں سٹیشن ماسٹر کے کمرے میں ۲ منٹ کھڑا رہا، جوں ہی گاڑی آئی ہنگامہ شروع ہو گیا اور گاڑی روانہ ہونے کے تھوڑے عرصہ قبل تک جاری رہا۔

سٹیشن ماسٹر گھبرایا ہوا تھا۔ اس لیے میں نے اس واقعہ کے بارے میں نہیں پوچھا۔ سٹیشن ماسٹر سے فون پر جو کوئی ہنگامہ کی تفصیل پوچھتے تھے وہ جواب میں یہی کہتے کہ جھگڑا ہوا وہ چھڑانے گئے اور زخمی ہو گئے۔ میں خود ہنگامہ کی صورت حال سے خوف زدہ تھا اس لیے پلیٹ فارم پر نہ گیا۔ گاڑی کے وقت میں نے جس ہجوم کو جاتے دیکھا وہ جوش میں تھا اور طلبہ کی بوگی پر حملہ کرنے جا رہا تھا۔ ربوہ کے لوگ اپنے سربراہ کو ''امیر المومنین'' کہتے ہیں۔

رانا عبدالرحیم۔ جرح

گاڑی کے آنے پر بھی بکنگ جاری رہتی ہے اور اگر ایسا کوئی قاعدہ ہے کہ بکنگ نہ کی جائے تو اس کی عملاً پابندی نہیں کی جاتی۔ یہ صحیح ہے کہ بکنگ کلرک کو گاڑی آنے پر لگیج گارڈ کے پاس پارسل وغیرہ اُتارنے اور چڑھانے کے لیے خود جانا چاہیے۔ یہ درست نہیں ہے کہ میں ربوہ سے اپنے گھر سرگودھا چناب سے آتا اور چناب سے ہی جاتا تھا، میں بس میں جاتا تھا۔ میں نے ربوہ کے مستقل بکنگ کلرک اختر کو چناب ایکسپریس کے جانے کے بعد دیکھا۔

جرح اسماعیل قریشی

چناب ایکسپریس کے جانے کے بعد ایک دو آدمی سٹیشن ماسٹر کے کمرے میں رہے تھے۔ وقوعہ کے وقت اے ایس ایم اللہ بخش بھی سٹیشن ماسٹر کی مدد کرنے آیا تھا، اللہ بخش کو بھی بلوایا گیا تھا۔

جرح اعجاز بٹالوی

میں نے اس روز ایک فرسٹ کلاس ٹکٹ فروخت کیا تھا۔ ۸ بجے گاڑی آنے تک معمول کے مطابق ہجوم ویٹنگ ہال میں تھا۔ ۲۸، ۲۹ مئی کو سٹیشن سے اڈہ تک جاتے ہوئے جو کہ شہر میں

ہے مجھے کسی نے نہیں روکا۔ میں نے اڈہ لاڑیاں ربوہ کے قریب جلی حروف میں سیمنٹ پر یہ لکھا
ہوا دیکھا کہ ’’خاتم النبیین زندہ باد پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار‘‘

۱۴ جون ۱۹۷۴ء

ربوہ کے تحقیقاتی کمیشن نے اب تک ۱۵ گواہوں کے بیانات قلم بند کر لیے
اسٹیشن ماسٹر ربوہ کو آج ٹربیونل کے سامنے پیش کیا جائے گا

لاہور ۱۳ جون (سٹاف رپورٹر) وقوعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل جج مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی نے آج تین گواہوں فوڈ گرین انسپکٹر مقبول اختر، ریلوے گارڈ مظفر حسین اور اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر ریلیونگ عبدالحمید اختر کے بیانات قلم بند کیے، اب تک ۱۵ گواہوں کے بیانات قلم بند کیے جا چکے ہیں۔ آخری گواہ کا بیان شام کو ابھی جاری تھا کہ ٹربیونل کی کارروائی اگلے دن پر ملتوی کر دی گئی، آج ٹربیونل جج کے روبرو فوڈ گرین انسپکٹر مقبول اختر نے یہ درخواست بھی کی کہ اسے گواہی کے پیش نظر ربوہ جاتے ہوئے خطرہ ہے، اس لیے محکمہ خوراک کو ہدایت کی جائے انھیں ربوہ سے کسی دوسری جگہ یا چنیوٹ میں تعینات کر دے۔ اس پر فاضل جج نے کہا کہ ایسی استدعا اپنے محکمہ کے حکام سے کریں، ٹربیونل اس سلسلہ میں کوئی ہدایت جاری نہیں کر سکتا۔

ٹربیونل جج کے روبرو آج مسٹر اعجاز بٹالوی نے بعض مقامی اخبارات کی کاپیاں اس درخواست کے ساتھ پیش کیں کہ ان میں ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل کی کارروائی کی خبروں میں سنسنی خیز سرخیاں لگائی جا رہی ہیں۔

ان سرخیوں سے امن عامہ کو خطرہ لاحق ہو سکتا لہٰذا اخبارات کو ہدایت دی جائے کہ وہ صرف ٹربیونل کی کارروائی کی سرخی شائع کریں، اس پر فاضل جج نے کہا کہ گو وہ اخبارات کی آزادی پر کوئی پابندی مناسب نہیں سمجھتے لیکن اگر سرخیاں سنسنی خیز لگائی جاتی رہیں اور انھیں کسی بھی لمحہ یہ محسوس ہوا کہ اس سے امن عامہ کو خطرہ ہے اور کشیدگی کا اندیشہ ہے کہ وہ کھلی عدالت کی سماعت بند کر کے بند کمرہ عدالت میں سماعت شروع کر دیں گے، اس طرح اخبارات کو خبریں

بالکل نہیں مل سکیں گی، فاضل جج نے اخبارات کے تمام ایڈیٹروں سے کہا کہ وہ خود قومی جذبہ کے تحت حالات کی نزاکت کا اندازہ لگائیں اور ایسی سنسنی خیز سرخیاں نہ لگائیں جن کی تصدیق یا سچائی کا ابھی اس مرحلہ پر کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، فاضل جج نے اس سلسلہ میں مزید کارروائی نہ کی اور درخواست کو نپٹا دیا۔ کل عدالت میں سٹیشن ماسٹر ربوہ مرزا عبدالسمیع کو بھی پیش کیا جائے گا، ان کے بارے میں فاضل جج نے آج اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر ربوہ عبدالحمید اختر سے چند سوال کیے جن کے جواب میں اس نے بتایا کہ مرزا عبدالسمیع گزشتہ پانچ برس سے ربوہ سٹیشن پر تعینات ہے اور دو ماہ قبل جب اس کا تبادلہ گریڈ دوم میں ترقی کی صورت میں ہوا تو وہ اسسٹنٹ پرسانل آفیسر (Asst. Personnel Officer) لاہور کے پاس آ گیا اور وہاں سے ریلیونگ سٹیشن ماسٹر گریڈ دوم کے طور پر اپنی تقرری پھر ربوہ کرالی حالاں کہ ربوہ کم گریڈ کا سٹیشن ہے اور گریڈ دوم کا سٹیشن بھی نہیں ہے۔

[فوڈ گرین انسپکٹر مقبول اختر کی شہادت]

مقبول اختر نے جرح کے دوران بتایا کہ قادیانیوں کے سالانہ اجتماع میں بعض ایسے افراد جو مسلح افواج کی وردیوں میں ملبوس ہوتے ہیں۔ شرکت کرتے ہیں۔ گواہ نے رفیق احمد باجوہ کی جرح کے دوران یہ بھی بتایا کہ ۱۹۷۳ء کے سالانہ جلسہ کے موقع پر جب احمدیہ جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد تقریر کر رہے تھے تو اس وقت فضائیہ کے دو جہاز عین جلسہ گاہ کے اوپر آئے تھے اور انھوں نے غوطہ لگایا تھا، گواہ نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا کہ سالانہ اجتماع میں مرزا ناصر احمد نے یہ بھی کہا تھا کہ لوگ اب آئندہ مکہ مدینہ نہیں جائیں گے بل کہ ربوہ آئیں گے اور یوں ربوہ کو پورے اسلام پر تسلط حاصل ہو جائے گا۔ گواہ نے کہا کہ وہ قادیانیوں کے سالانہ جلسہ میں ۱۹۷۳ء میں شریک ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ یہ درست ہے کہ مرزا ناصر احمد کی تقریر کے دوران جلسہ گاہ کے اوپر سے ائیر فورس کے دو جہاز گزرے تھے۔ یہ بھی درست ہے کہ انھوں نے غوطہ لگایا۔ جہازوں کا غوطہ لگانا مجھے عجیب معلوم نہیں ہوا۔ گواہ نے یہ اقرار کیا کہ اس نے کچھ لوگوں کو فوجی یونیفارم میں بھی جلسہ گاہ میں دیکھا لیکن میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ فوجی افسر تھے، میں ایسے آدمیوں کا اندازہ نہیں بتا سکتا۔ میں نے مسلح افواج کی تینوں قسموں کی وردیوں میں ملبوس لوگوں کو دیکھا تھا، ٹربیونل نے مسٹر مبشر لطیف ایڈووکیٹ سے کہا کہ الفضل اخبار کا وہ پرچہ پیش

کریں جس میں سالانہ جلسہ میں مرزا ناصر احمد کی تقریر شائع ہوئی ہے۔

سوال: کیا آپ نے مرزا ناصر احمد کی تقریر سے یہ تاثر لیا کہ یہ گروہ دنیا بھر میں اقتدار حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور تیاری کر رہا ہے؟

جواب: ہاں۔ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ لوگ اب مکہ اور مدینہ نہیں جائیں گے بل کہ ربوہ آئیں گے اور اس طرح ربوہ کو اسلام پر تسلط حاصل ہو جائے گا۔

گواہ نے کہا کہ اگر احمدیوں کے درمیان کوئی جھگڑا ہو جائے تو وہ آپس میں تصفیہ کر لیتے ہیں اور عام عدالتوں میں نہیں جاتے۔

سوال: کیا ربوہ کے ڈپو ہولڈر دوسرے شہروں کی طرح پیپلز پارٹی کے آدمی ہیں؟

جواب: جی نہیں، وہ قادیانی ہے اور اس کا نام محمد اقبال ہے وہاں پر ایک شیخ شمس الحق کا گھی کا ڈپو ہے لیکن وہ قادیانی ہے اور پیپلز پارٹی سے اس کا تعلق نہیں اس کے پاس راشن ڈپو بھی نہیں ہے۔

سوال: کیا آپ کو ۲۲ مئی کے واقعہ کے بارے میں صرف ڈپو ہولڈر محمد اقبال نے ہی بتایا یا دوسرے کسی ذریعہ سے بھی پتہ چلا؟

جواب: شاہد کلاتھ ہاؤس کے شاہد نے بھی مجھے اس واقعہ کے بارے میں بتایا وہ بھی قادیانی ہے، اس نے البتہ یہ نہیں کہا کہ حضرت صاحب نے بھی حکم دیا ہے جب کہ اقبال ڈپو ہولڈر نے کہا تھا کہ یہ جولڑکے راول پنڈی سے واپس آ رہے ہیں ان کی لاشیں جانی چاہییں، میں نے یہ بات کسی غیر احمدی سے نہیں سنی اور نہ ہی کسی اخبار میں پڑھی۔

سوال: کیا یہ روایت نہیں ہے کہ جو گاڑیاں وہاں سے نکلتی ہیں وہ ختم نبوت کا نعرہ لگاتی ہیں۔

جواب: ۲۲ مئی کو جب چناب ایکسپریس شام کو راول پنڈی کی طرف گئی تو میں ربوہ نہیں تھا بل کہ چنیوٹ میں اپنے گھر جا چکا تھا۔

سوال: کیا سٹیشن سٹاف میں سے کسی نے ۲۲ مئی سے ۲۹ مئی تک آپ کو کوئی واقعہ بتایا؟

جواب: جی ہاں، ایک مرتبہ جب میں اپنے کام کے سلسلہ میں گیا تو سٹیشن ماسٹر مسٹر سمیع نے کہا کہ ملتان کے طالب علموں نے ۲۲ مئی کو ربوہ سٹیشن پر بہت خرابی کی اور نعرے لگائے جس

پر مقامی طلبا نے جو وہاں قریب ہی کھیل رہے تھے، انھیں یہ کہا کہ اب جب وہ ۲۹ مئی کو یہاں سے گزریں گے تو ان کا پتہ کیا جائے گا۔

سوال: جب آپ کے علم میں یہ بات آ چکی تھی کہ ۲۹ مئی کو ربوہ سٹیشن پر کچھ نہ کچھ واقعہ ہونے والا ہے تو کیا آپ نے اس کی اطلاع پولیس کو یا اپنے کسی افسر کو دینا مناسب سمجھا؟

جواب: جی نہیں، میں نے کوئی اطلاع نہیں دی۔

سوال: کیا پولیس کو بھی آپ نے کوئی بیان دیا؟

جواب: جی ہاں، ۴ جون کو بیان ہوا اور میں نے پولیس کو بھی یہی بیان دیا تھا جو عدالت میں دیا ہے۔ یہ بیان ربوہ میں ہوا، اس کے بعد ڈپٹی کمشنر جھنگ نے بھی بیان لیا۔ وہاں پولیس کے اعلیٰ افسر بھی موجود تھے۔

سوال: کیا آپ کے مرزا سمیع سے خوش گوار مراسم تھے اور اب بھی ہیں؟

جواب: جی ہاں، اب بھی مراسم خوش گوار ہیں۔

کرم الٰہی بھٹی- جرح

سوال: وقوعہ کے روز جب آپ نے لوگوں کو سٹیشن پر جاتے دیکھا تو کیا وہ مشتعل تھے؟

جواب: جی ہاں۔

احسان وائیں- جرح

سوال: آپ نے یہ کہا ہے کہ ریل کے ساتھ فوجی بھی تھے ان کی تعداد کیا تھی؟

جواب: میں نے تو تین چار دیکھے میں نے فوج کے سپاہیوں سے مداخلت کے لیے یا پٹتے ہوئے طلبا کو بچانے کے لیے نہیں کہا۔ میں نے ریلوے پولیس کے دو تین آدمی دیکھے۔

سوال: کیا کسی پولیس والے نے زخمی طلبا کی مدد کی؟

جواب: جی ہاں، ایک سپاہی نے مدد کرنا چاہی لیکن مارنے والوں نے کہا کہ اگر اپنی جان کی سلامتی چاہتا ہے تو یہاں سے چلا جائے اور ''احمدیت زندہ باد'' کے نعرے لگائے، قادیانیوں نے اس پولیس والے کو آگے دھکیل دیا، دوسرے دو تین پولیس والے مجھے وہاں نظر نہیں آئے، میں نے صرف کانسٹیبل کالے خان کے پاس ایک چھڑی دیکھی تھی۔

سوال: آپ کا تاثر کیا تھا کہ یہ سب کچھ کون کرا رہا ہے؟

جواب: میرا اپنا تاثر یہ تھا کہ ربوہ والوں کی سازش سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

سوال: کیا آپ نے یہ بات سنی کہ وہاں مارنے کے بعد ربوہ کے لیڈر اور مرزا آمیع یہ کہہ رہے ہوں کہ کوئی کچھ نہیں کر سکتا کیوں کہ حکومت ہمارے ساتھ ہے؟

جواب: جی نہیں، میں نے یہ بات نہیں سنی۔

کرم الٰہی بھٹی۔جرح

سوال: کیا ان کی عدلیہ، مالیہ اور اس طرح کے دوسرے انتظامات کو دیکھ کر آدمی یہ اندازہ نہیں لگتا کہ انھوں نے اپنی الگ ریاست قائم کر رکھی ہے؟ کیا آپ کبھی جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے ان کی مسجد میں بھی گئے؟

جواب: جی ہاں، میں نے ان کی مسجد میں کوئی سیاسی بات نہیں سنی۔

شام کا اجلاس

جرح اعجاز بٹالوی

گواہ نے سوال کے جواب میں بتایا کہ ڈیوٹی پر سے غیر حاضری کی بنا پر میرے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔

سوال: جس دن کالے خاں کی یہاں گواہی ہو رہی تھی آپ عدالت میں آئے تھے؟

جواب: جی نہیں۔

سوال: کیا آپ اس مقدمے سے متعلق وکلا سے ملتے رہتے ہیں؟

جواب: جی ہاں، میں ملتا رہتا ہوں۔

سوال: جب آپ کسی راشن ڈپو پر جاتے ہیں تو کیا آپ وہاں کسی معائنہ بک پر دستخط کرتے ہیں؟

جواب: جی ہاں، عموماً میں چینی کا سٹاک چیک کرنے جاتا ہوں۔ وہاں معائنہ کی کتاب اور سٹاک رجسٹر پر دستخط کرتے ہیں۔

سوال: جب آپ کو متوقع ہنگامہ کا پتہ چلا تو کیا آپ نے اسے روکنے کی کوشش کی؟

جواب: میں اس سلسلہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔
سوال: آپ کو یہ خیال آیا یا نہیں کہ ریلوے سٹیشن پر جانے سے پہلے ربوہ چوکی کو یہ بات بتا تا جاؤں؟
جواب: جی نہیں، مجھے یہ خیال نہیں آیا۔
سوال: کیا آپ کو پولیس چوکی پر جانے کی ممانعت تو نہیں تھی؟
جواب: جی نہیں۔
سوال: آپ نے متعلقہ گاڑی کے آنے کا وقت نوٹ کیا؟
جواب: جی ہاں۔
سوال: جب گاڑی آئی تو کس حصہ کی جانب آپ کھڑے تھے؟
جواب: میں آخری بوگی کے پاس کھڑا تھا۔
سوال: آخری بوگی پلیٹ فارم کے اوپر تھی یا نیچے اُتری ہوئی تھی؟
جواب: بوگی نیچے اُتری ہوئی تھی۔ میں آخری بوگی کے پاس آ گیا کیوں کہ وہاں ہنگامہ زیادہ تھا۔ میں گاڑی کے وہاں سٹیشن پر رُکتے ہی آ گیا۔ جب ہنگامہ شروع ہو گیا تو میں تقریباً دس منٹ تک وہاں کھڑا رہا۔ میں نے اس دوران وہاں پر مرزا سمیع سٹیشن ماسٹر، گارڈ انچارج اور ایک پولیس والے کالے خاں کو وہاں دیکھا جو ہنگامہ کی جگہ پر تھے۔ اس آخری بوگی کے پاس تقریباً تین چار صد آدمی جمع تھے، مجمع پھیلا ہوا تھا۔ میں پلیٹ فارم کے نیچے کھڑا تھا۔ میں وہاں سے باقی پلیٹ فارم کو بھی دیکھ سکتا تھا، وہاں جو کچھ ہو رہا تھا وہ میں نہیں دیکھ رہا تھا۔ دس منٹ کے بعد میں پلیٹ فارم کی طرف آ گیا۔
سوال: آپ دس منٹ بعد وہاں سے کیوں چلے گئے؟
جواب: وہاں اور زیادہ ہنگامہ ہو گیا تھا، اس لیے میں سٹیشن ماسٹر کے کمرہ میں انھیں بتانے چلا گیا لیکن ہنگامہ کی وجہ سے اس وقت سٹیشن ماسٹر سے بات کرنا مشکل تھا۔ ربوہ کے سٹیشن پر تانگے کھڑے رہتے ہیں لیکن اس وقت وہاں کوئی تانگہ نہیں تھا کیوں کہ ربوہ کے تانگہ والے بھی تانگے کھول کر وہاں مارنے والوں میں شامل تھے۔ ربوہ کے تمام تانگہ بان احمدی ہیں۔
میں نے سٹیشن ماسٹر کے کمرہ سے پولیس کو فون نہیں کیا نہ ہی وہاں اس کی اجازت ہوتی

ہے۔ ویسے بھی صدر عمومی بشیر احمد اس وقت فون پر کسی سے بات چیت کر رہے تھے، میں سٹیشن ماسٹر کے کمرہ میں دو تین منٹ رہا اور پھر گاڑی کی ڈائننگ کار کے سامنے آ کھڑا ہوا، گارڈ انچارج بھی اس وقت میرے ساتھ کھڑا تھا۔ میں نے اس سے کوئی بات نہیں کی، گاڑی کے ساتھ دو گارڈ تھے۔ گارڈ انچارج کا کمرہ پیچھے ہوتا ہے اور وہ ہمارے سامنے اُترا تھا، اس لیے میں اسے جانتا تھا۔ طلبا کی بوگی آخری سے پہلی تھی۔ گارڈ انچارج اُترتے ہی سٹیشن ماسٹر کے کمرے میں چلے گئے۔ سٹیشن ماسٹر نے ایک زخمی لڑکے کی وہاں فرسٹ ایڈ بھی کی اور اسے پانی پلایا۔ میں صدر عمومی ربوہ بشیر احمد کو پہلے نہیں جانتا تھا لیکن اس روز وہاں میں نے انھیں پہلی بار دیکھا۔ اس سے قبل ہم اس لیے انھیں جانتے ہیں کہ ربوہ میں راشن کارڈوں کی تصدیق یہی صدر عمومی کرتے ہیں۔ میں گاڑی چلنے تک پلیٹ فارم پر اِدھر اُدھر ہی پھرتا رہا۔

سوال: زیادہ زخمیوں کو آپ نے کہاں دیکھا؟

جواب: میں نے انھیں پلیٹ فارم پر دیکھا تھا یہ زخمی حالت میں پلیٹ فارم پر بے ہوش پڑے تھے۔ ممکن ہے کہ کچھ ریلوے ملازم ان کی مدد کر رہے ہوں ورنہ کوئی ان کا پُرسان حال نہیں تھا۔ میں نے کچھ زخمی طلبا کو پانی دیا اور سر اُٹھا کر پانی کے قطرے ٹپکائے۔ وقوعہ کے روز شام کو میں چنیوٹ چلا گیا اور ۳۰ مئی کو ربوہ نہیں آیا کیوں کہ سارے ملک میں ہڑتال ہو گئی تھی۔ اس کے بعد ۳۱ (مئی)، یکم، ۲ اور ۳ جون کو ربوہ ڈیوٹی پر آیا۔ ۳۱ مئی کو ہی مجھے پتہ چل گیا تھا کہ پولیس نے تفتیش بھی شروع کر دی ہے۔ میرا بیان ۳۱ مئی کو لیا گیا۔ ۳۱ مئی کو میں گاڑی پر ربوہ گیا جب اُترا تو پولیس وہاں موجود تھی اور چھاپے مار رہی تھی۔ مجھے بھی پکڑ لیا گیا اور پوچھا کہ کیا میں وقوعہ کے روز ربوہ سٹیشن پر تھا؟ تو میں نے کہا، جی ہاں۔ اس پر پولیس مجھے بیان لینے کے لیے لے گئی۔

سوال: کیا اقبال ڈپو ہولڈر کو علم ہے کہ آپ احمدی نہیں ہیں؟

جواب: جی ہاں، اسے علم ہے۔

سوال: آپ کے علم کے مطابق وقوعہ کے روز کوئی لاش تو گاڑی میں نہیں گئی اور کوئی مرا تو نہیں؟

جواب: جی ہاں کوئی نہیں مرا، کوئی لاش گاڑی سے نہیں گئی۔

سوال: اقبال کے ساتھ آپ کے تعلقات دفتری ہیں یا اس سے دوستی ہے؟

جواب: دفتری بھی ہے لیکن میرے زیادہ تعلقات ہیں اور گھر پر بھی آنا جانا ہے۔ شاہد کلاتھ والوں کے ماموں میرے دوست ہیں، میں یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میں ربوہ کی تمام آبادی کو پہچانتا ہوں۔

سوال: کیا یہ درست ہے کہ کچھ لوگوں نے گاڑی کے اندر سے بھی طلبا کو مارنا شروع کر دیا تھا؟

جواب: جی ہاں، جیسا کہ میں بتا چکا ہوں- اقبال نے مجھے بتایا تھا کہ احمدیوں نے کچھ لوگوں کو شاہین آباد اور نشتر آباد بھیجا ہوا تھا جہاں سے وہ چناب گاڑی کے ساتھ ربوہ آ گئے اور انھوں نے یہاں پہنچتے ہی طلبا کو مارنا شروع کر دیا۔

سوال: آپ چنیوٹ میں کتنے عرصہ سے رہتے ہیں؟

جواب: ڈیڑھ سال سے رہ رہا ہوں۔

سوال: کیا آپ کو علم ہے کہ جن دنوں احمدیوں کا اجتماع ہوتا ہے چنیوٹ میں بھی جلسہ ہوتا ہے؟

جواب: جی ہاں، تحفظ ختم نبوت کا جلسہ منعقد ہوتا ہے، جلسہ میرے گھر کے نزدیک ہی ہوتا ہے لیکن میں وہاں نہیں گیا۔

سوال: جب احمدیوں کا جلسہ ہوتا ہے تو کیا غیر احمدیوں کو اندر جانے دیا جاتا ہے؟

جواب: صرف مدعوئین غیر احمدیوں کو ہی جلسہ گاہ میں جانے دیا جاتا ہے۔ میں بھی مدعوبین میں شامل تھا۔

سوال: کیا ۲۹ مئی کے بعد آپ کے علم میں یہ بات آئی کہ چنیوٹ میں احمدیوں کی دکانیں یا مکانات کو آگ لگائی گئی؟

جواب: جی ہاں، یہ صحیح ہے کہ کچھ دکانوں اور مکانوں کو آگ لگائی گئی۔

سوال: کیا چنیوٹ میں احمدیوں کی کوئی مسجد ہے اور اس پر قبضہ ہوا؟

جواب: جی ہاں، اس پر غیر احمدیوں نے ہنگامہ کے بعد قبضہ کر لیا۔

جرح کرم الٰہی بھٹی

سوال: کیا سٹیشن ماسٹر اس لیے زخمی ہوئے کہ انھوں نے ہنگامہ میں حصہ لیا؟

جواب: نہیں۔ انھوں نے لڑائی میں حصہ نہیں لیا۔

[گارڈ انچارج ۱۱ اَپ چناب ایکسپریس مظفر حسین کی شہادت]

میں احمدی نہیں ہوں، میں ۲۲ مئی کو لائل پور سے راول پنڈی جانے والی ۱۱، اَپ چناب ایکسپریس کا انچارج گارڈ تھا اور ڈیوٹی لائل پور سے سرگودھا تک تھی۔ اس روز گاڑی لیٹ تھی اس لیے ربوہ ۷ بجے شام پہنچی، وہاں تقریباً ۲۵ منٹ لیٹ تھی، وہاں ۵۲ ڈاؤن پسنجر کا کراس تھا۔ ربوہ اُتر کر میں پلیٹ فارم پر آ گیا۔ اے ایس ایم بھی وہاں تھا۔ میری بوگی آخر میں آٹھویں تھی اور طلبہ کی انجن کے ساتھ اس لیے میں نے وہاں کوئی قابل ذکر بات نہیں دیکھی البتہ جب پلیٹ فارم پر میں کھڑا تھا، میں نے طلبا کا ہجوم دیکھا۔ میں سمجھا کہ جو طلبہ کا گروپ گاڑی کے ساتھ جا رہا ہے وہی اُترے ہوں گے۔ میں نے زیادہ دھیان نہ دیا۔ جب کراس ہو گیا تو میں نے گاڑی چلا دی، اس وقت میں نے دیکھا کہ کچھ لڑکے انجن کی طرف گاڑی کے ساتھ بھاگ رہے تھے۔ مجھے یہ علم نہیں کہ وہ ایسا کیوں کر رہے تھے۔ میں نے وہاں کوئی نعرہ وغیرہ نہیں سنا۔ دوسری گاڑی ۵۲ ڈاؤن کھڑی ہوئی تو ہماری گاڑی چل پڑی۔ مجھے کسی نے کوئی ناخوش گوار واقعہ نہیں بتایا جب گاڑی پانچ چھ میل کی رفتار پر تھی تو میں نے دس پندرہ نوجوانوں کو انجن کی طرف بھاگتے دیکھا، اس روز وہاں گاڑی میں کسی کو مارنے یا گاڑی کو نقصان ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی۔

[اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر ربوہ عبدالحمید اختر کی شہادت]

میرا نام عبدالحمید اختر ہے اور میں ریلیونگ سٹیشن ماسٹر ہوں۔ میرا ہیڈکوارٹر لاہور میں ہے۔ میری ڈیوٹی ۲۲ مئی کو ربوہ میں تھی میں وہاں ۱۰ مئی سے ۱۲ جون تک رہا ہوں۔ وہاں میں غلام مصطفیٰ کی جگہ پر گیا تھا جو وہاں سے اے ایس ایم تھا۔ میری ڈیوٹی شام کے چار بجے سے رات بارہ بجے تک ڈیوٹی تھی۔ ۲۲ مئی کو جب چناب ایکسپریس لائل پور سے راول پنڈی جانے کے لیے ربوہ سے گزری تو میں وہاں ڈیوٹی پر تھا۔ گاڑی ۷ بجے شام آئی، وہاں اس کا ۵۲ ڈاؤن پسنجر سے کراس تھا، اس لیے یہ گاڑی وہاں پندرہ منٹ ٹھہری رہی۔ اس کے ٹھہرنے کا اصل وقت ۲ منٹ ہے جس وقت گاڑی آئی میں اندر چلا گیا اس کا لائن کلیئر لینے چلا گیا۔ جب لائن کلیئر لے کر باہر نکلا تو وہاں بہت سے نعرے لگ رہے تھے۔ کنٹرول سے یہ اطلاع آئی تھی کہ ہنڈے والی اور شاہینہ آباد کے درمیان ایک لائن مین گر گیا ہے لہٰذا اس کے لیے کسی ڈاکٹر کا بندوبست کرو۔

یہ مسافر ۵۲ ڈاؤن سے گر گیا ہے۔ راستہ میں طبی امداد کا بندوبست نہیں تھا۔ میں نے اسی وقت ڈاکٹر رشید ایم بی بی ایس کو بلوایا۔ وہ اندر آ گیا۔ ان کا کلینک سٹیشن سے متصل ہے جب ڈاکٹر آیا تو میں پلیٹ فارم پر آ گیا اس وقت ۵۲ ڈاؤن مسافر گاڑی آ گئی۔ میں نے دیکھا کہ نعرے بازی ہو رہی ہے وہاں پر پلیٹ فارم کے ساتھ ہی کھیلنے والے نوجوان بھی جمع ہو گئے تھے۔ شور بہت تھا اور انجن کے ساتھ کی بوگی میں سوار طلبا ''مردہ باد، مردہ باد'' کے نعرے لگا رہے تھے، وہ بھنگڑا ڈال رہے تھے۔ میں نے اسی وقت چناب ایکسپریس کو لائن کلیئر بھیجا تا کہ گاڑی چلی جائے۔ گارڈ اور ڈرائیور کو بھی فوراً چلنے کے لیے کہا اور وہ چل پڑے۔ بعد میں ڈاکٹر کو لے کر میں ۵۲ ڈاؤن میں زخمی لائن مین کے پاس گیا، وہاں وہ زخمی حالت میں پڑا ہوا تھا۔

۱۵ جون ۱۹۷۴ء

قادیان میں ہمارے کچھ آدمی مستقل طور پر مقیم ہیں اور ربوہ میں آتے رہتے ہیں

میں نے دیکھا کہ ایک لڑکے کو بیس پچیس افراد مار رہے تھے: مرزا سمیع کا بیان

لاہور۔ ۱۴ جون (سٹاف رپورٹر) واقعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی کی عدالت میں آج اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر عبدالحمید اختر پر جرح مکمل ہو گئی اور سٹیشن ماسٹر ربوہ مرزا عبدالسمیع کا بیان قلم بند کیا گیا۔ سٹیشن ماسٹر کا بیان ابھی جاری تھا کہ کارروائی اگلے دن پر ملتوی ہو گئی۔ جرح کے دوران عبدالحمید اختر گواہ نے بتایا کہ ۲۲ مئی کو طلبا کی ایک خصوصی بوگی پشاور جانے والی چناب ایکسپریس کے ساتھ انجن کے بالکل پیچھے لگی ہوئی تھی اور ربوہ سٹیشن پر اس میں سے طلبا نے نکل کر نعرے لگائے تھے اور بھنگڑا ڈالا تھا اور وہاں سٹیشن پر کھڑی ہوئی کالے برقعوں میں ملبوس چار پانچ لڑکیوں کو ''حوریں'' کہا تھا۔

ٹربیونل کے معاون اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل مسٹر کمال مصطفیٰ بخاری نے ربوہ سٹیشن کی وہ روزمرہ کی کتاب بھی آج عدالت میں پیش کی جسے عموماً سٹیشن جرنل کہا جاتا ہے اور جس میں سٹیشن پر تعینات عملہ روزمرہ کے واقعات کا ریکارڈ درج کرتا ہے اور اگر کوئی غیر معمولی واقعہ ہو تو اس کا اندراج بھی کیا جاتا ہے، گواہ نے یہ رجسٹر دیکھ کر کہا کہ اس میں ۲۲ مئی کی شام ۴ بجے سے

رات ۱۲ بجے تک کے اندراج اس کے ہیں، اس نے ۵ بجے معمول کے مطابق اندراج کیے اور پھر ساڑھے سات بجے شام چناب ایکسپریس میں سفر کرنے والے طلبا کے نعروں وغیرہ کی رپورٹ بھی لکھی۔

جرح شیر عالم

میں نے سٹیشن ماسٹر کے سٹیشن پر پہنچنے سے قبل سٹیشن جرنل میں نعرہ بازی کا ذکر کیا تھا، ۲۲ مئی ڈاؤن کے مریض کو اٹنڈ (attend) کرنے کا واقعہ میں نے سٹیشن جرنل میں درج نہیں کیا تھا کیوں کہ یہ اہم واقعہ نہ تھا البتہ میں نے اس واقعہ کا ذکر پیپر لائن کلیئر بک میں درج کیا تھا۔ اس نے بتایا کہ عموماً لائن کلیئر بک میں اندراجات نہیں کیے جاتے۔ اس نے کہا کہ سٹیشن جرنل میں واقعات کا اندراج ان کے فوراً بعد کر لیا جاتا ہے اور اس بات کا انتظار نہیں کیا جاتا کہ ڈیوٹی کے آخری وقت میں سارے واقعات اکٹھے کر لیے جائیں۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ آیا نعرے گاڑی میں سوار طلبا لگا رہے تھے یا وہ جو ساتھ ساتھ بھاگ رہے تھے اور قریب کھیل کے میدان سے آ گئے تھے۔ میں نے کنٹرول آفس کو ۲۲ مئی کو ہونے والے واقعہ کی اطلاع نہیں دی تھی کیوں کہ اس کے نتیجہ میں کوئی حادثہ نہیں ہوا تھا۔ سٹیشن جرنل میں ریکارڈ کیے جانے والے ہر واقعہ کی اطلاع کنٹرول آفس کو نہیں دی جاتی۔

جرح کرم الٰہی بھٹی

پیپر لائن کلیئر بک کے علاوہ کسی اور رجسٹر پر گاڑیوں کے بارے میں اندراج نہیں کیا جاتا۔ میں نے تقریباً ساڑھے سات بجے شام سٹیشن جرنل میں یہ واقعہ درج کیا تھا۔ میں نے اس واقعہ کا ذکر ریلوے پولیس سے نہیں کیا البتہ صرف سٹیشن ماسٹر سے کیا تھا۔ میں نے لائن مین کے گرنے کے واقعہ کا ذکر اس لیے نہیں کیا تھا کہ وہ واقعہ ربوہ میں پیش نہیں آیا تھا۔

جرح ایم اے رحمان

۲۲ مئی کو جو واقعہ ہوا تھا، اس میں سے کوئی چیز میں نے نہیں ٹربیونل سے نہیں چھپائی رفیق باجوہ کے سوالوں کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ اسے یہ علم نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد نے کس کتاب میں اپنے نبی ہونے کا دعوی کیا ہے، اس نے کہا کہ ایسی باتیں ہمارے

مولویوں کو معلوم ہوں گی۔

جرح خلیل الرحمٰن

سوال: جب سٹیشن ماسٹر آئے تو آپ نے نعروں کے متعلق صرف یہی بتایا کہ ''زندہ باد مردہ باد'' کے نعرے بھی آپ نے سنے ہیں؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا ان نعروں کا ذکر آپ نے اپنے صدر عملہ سے بھی کیا؟

جواب: جی نہیں۔ میں نے بالکل نہیں بتایا۔

سوال: کیا مرزا سمیع کا مکان بھی ربوہ میں ہے؟

جواب: جی ہاں۔ دارالرحمت وسطی میں ان کا مکان ہے، مجھے علم نہیں کہ اس محلہ کا صدر کون ہے۔ سٹیشن ماسٹر اپنے کوارٹر اور اپنی رہائش گاہ جو ربوہ میں موجود ہے۔ دونوں میں رہتے ہیں۔ ۲۲ مئی کو جب میں نے سٹیشن ماسٹر کو بلانے کے لیے آدمی بھیجا تو وہ انھیں گھر سے بلا لایا اور انھوں نے اس واقعہ کا بُرا نہیں منایا۔

سوال: ۱۱ چناب ایکسپریس کے گارڈ انچارج کون تھے؟

جواب: مظفر حسین، اسے میں نے پلیٹ فارم پر کہا کہ وہ فوراً گاڑی چلا دیں۔

سوال: دوسرے اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹروں کے نام کیا ہیں؟

جواب: اللہ بخش اور غلام مصطفیٰ۔ مجھے اللہ بخش ۲۹ مئی کو نہیں ملے۔

سوال: کیا آپ پلیٹ فارم کو ہر روز صاف کراتے ہیں؟

جواب: جی ہاں۔ یونس مسیح سٹیشن کا خاکروب ہے اگر صفائی نہ کرے تو اسے صاف کرنے کے لیے کہتے ہیں۔

سوال: جب آپ ڈیوٹی پر ۳۰ مئی کو ۱۲ بجے رات آئے تو کیا پلیٹ فارم صاف کیا ہوا تھا؟

جواب: جی ہاں، دوسری صبح اس نے پھر پلیٹ فارم صاف کیا جس رات میں وہاں آیا تو میں نے دیکھا کہ سٹیشن پر شیشے ٹوٹے ہوئے اور بکھرے ہوئے پڑے ہیں۔ میں پلیٹ فارم پر اس طرف سے ہی یعنی لالیاں سائیڈ کی طرف سے ہی آتا ہوں، ٹوٹے ہوئے شیشے گاڑی کے تھے۔ مجھے علم نہیں کہ شیشے کس وقت صاف کرائے گئے بل کہ میں تو کہتا ہوں شیشوں کے ٹکڑے

اب بھی پلیٹ فارم کے قریب نیچے کی جانب پڑے ہوئے ہیں۔

سوال: کیا آپ کے بانی مرزا غلام احمد قادیان میں رہتے تھے؟

جواب: جی ہاں، قادیان (ہندوستان) میں ہمارے کچھ آدمی مستقلاً رہتے ہیں اور یہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔

سوال: اگر سٹیشن پر کراس ہونے والا ہو اور دو مسافر گاڑیاں آرہی ہوں تو پلیٹ فارم پر کس کو کھڑا کریں گے؟

جواب: جو پہلے آئے گی وہ پلیٹ فارم پر کھڑی کی جائے گی۔

اعجاز بٹالوی - جرح

سوال: کیا آپ نے ۲۲ مئی کو کچھ عورتیں بھی ربوہ سٹیشن کے پلیٹ فارم پر دیکھی تھیں؟

جواب: جی ہاں

سوال: کیا آپ نے سٹیشن جرنل میں واقعہ اسی وقت درج کرایا جب آپ نے دیکھا اور سنا؟

جواب: جی ہاں۔

کمال مصطفیٰ بخاری - جرح

سوال: عورتیں ۲۲ مئی کو پلیٹ فارم کے کس حصہ میں کھڑی تھیں؟

جواب: اگلے حصہ کی جانب تھیں، مجھے یہ علم نہیں کہ آیا وہ مسافر تھیں یا کسی کو لینے آئی تھیں، تعداد میں وہ چار پانچ تھیں۔ ان کے ساتھ دو تین آدمی بھی تھے، عورتوں نے کالے برقعے پہن رکھے تھے ان کے ساتھ بچے نہیں تھے۔ طلبہ کی بوگی ان عورتوں کے نزدیک تھی، پہلے ۵ بجے تک روٹین کی خبریں درج کیں، ان روٹین کی خبروں میں یہ بھی درج ہے کہ رات ۱۲ بجے میں نے اپنا چارج اللہ بخش اے ایس ایم کو دیا۔ آخری گاڑی گیارہ بج کر ۲۰ منٹ والی گئی۔ ۵ بجے کے بعد جب واقعہ ہوا تو میں نے اس کے نیچے بچی ہوئی جگہ پر رپورٹ لکھی۔ آخری لائن کے اوپر کی لائن کیونکہ صاف نہیں لکھی گئی تھی، اس لیے اسے ذرا شوخ سیاہی میں میں نے لکھا۔ تمام تحریر میرے ہاتھ کی ہے۔

سوال: طلبہ عورتوں کو کس آواز میں چھیڑ رہے تھے؟

جواب: دُور سے آواز ے کس رہے تھے اور نعرے بھی زور سے لگ رہے تھے، وہاں شور بہت تھا جب لڑکوں نے عورتوں کو چھیڑا اور نعرے لگائے تو نزدیکی گراؤنڈ میں کھیلنے والے لڑکے بھی آ گئے اور انھوں نے بھی نعرے لگائے، مجھے بھی طلبا کی ان حرکات پر بہت ٹھیس پہنچی چناں چہ میں نے رپورٹ لکھی اور سٹیشن ماسٹر کو بھی بتایا۔ یہ صحیح نہیں ہے کہ عورتوں کو چھیڑنے والی بات بناوٹی ہے اور اس لیے کل اور آج صبح جب بیان دیتا رہا تو اسے بھول گیا۔

سوال: کیا سٹیشن جرنل دفتر میں ہی رہتا ہے؟

جواب: جی ہاں، اس کی نقول کہیں نہیں بھیجی جاتیں لیکن اگر سٹیشن ماسٹر دیکھے کہ کوئی اہم واقعہ اس میں درج ہے تو اس واقعہ کی رپورٹ کی نقل اعلیٰ حکام کو بھیجی جاتی ہے۔ اس واقعہ کی رپورٹ کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں کہ اسے بھیجا گیا یا نہیں۔

لطیف راں۔ جرح

سوال: کیا آپ کا یہ ایمان ہے کہ جو اقوال یا احکام بانی جماعت احمدیہ کے ہیں ان پر عمل کریں؟

جواب: جی ہاں، میرا یہ ایمان ہے۔

سوال: کیا آپ جمعہ کے خطبات میں شامل ہوتے ہیں؟

جواب: کبھی شامل ہو جاتا ہوں، کبھی نہیں۔ ۲۲ مئی کے بعد اب تک میں نے جمعہ کی نماز کسی مسجد میں نہیں پڑھی تاہم اس عرصہ میں میں ربوہ میں مقیم رہا۔

سوال: کیا مرزا عبدالسمیع کا احمدیہ جماعت کی تنظیم میں کوئی عہدہ ہے؟

جواب: مجھے اس کا علم نہیں۔ میں احمدیہ جماعت کے احکام مانتا ہوں لیکن مجھے علم ہے کہ جماعت کوئی غلط حکم نہیں دیتی۔

ریلیونگ اسٹیشن ماسٹر ربوہ کی شہادت

میں اللہ کے فضل سے احمدی ہوں۔ میں یکم جنوری ۱۹۶۹ء سے ۲۴ مئی ۱۹۷۴ء تک ربوہ کا سٹیشن ماسٹر تھا۔ ۲۴ مئی ۱۹۷۴ء کو میں نے ریلیونگ افسر عبدالحمید اختر آر ایس ایم کو چارج دیا اور لاہور آیا۔ وہاں ڈویژنل پرسانل آفیسر کو رپورٹ دی۔ ربوہ میں میری جگہ جس شخص کی تعیناتی ہوئی وہ ربوہ نہیں جانا چاہتے تھے، اس لیے مجھے دوبارہ وہیں بھیج دیا گیا اور میں نے ۲۶ مئی کو

دوبارہ چارج لیا۔ پولیس مجھے ۳۱ مئی کو لے گئی اس لیے اس کے بعد مجھے سٹیشن کے حالات کا کچھ علم نہیں۔ ۳۱ مئی کو ۴ بجے شام تک میں نے ڈیوٹی کی لیکن پولیس نے مجھے دفتر سے باہر نہیں جانے دیا۔ ۲۲ مئی کو میں ۸ بجے صبح سے ۴ بجے شام تک ڈیوٹی پر تھا اس دن میں نے تبادلے کا حکم لیا۔ میں ۲۲ مئی کو ۴ بجے شام سے لے کر ۲۳ مئی کو ۸ بجے صبح تک میں سٹیشن پر نہ گیا، جب ۲۳ مئی کو میں دفتر پہنچا تو سٹیشن جرنل میں مَیں نے ایک رپورٹ دیکھی جس میں ۲۲ مئی کے ایک واقعہ کا ذکر تھا۔ میں نے اس واقعہ کے بارے میں ۱۱ اَپ کے گارڈ سے جس کا نام عبداللطیف تھا۔ اگلے دن ۲۲ مئی کا واقعہ پوچھا تو اس نے کہا کہ ربوہ کا واقعہ تو معمولی ہے۔ سرگودھا جا کر لڑکوں نے کسی نہ کسی بہانے گاڑی کو ڈیڑھ گھنٹہ کھڑا کیے رکھا اور نہ چلنے دیا۔ میں نے ۲۶ مئی کو ۸ بجے صبح دوبارہ ربوہ میں اپنا اپنا چارج سنبھالا۔ ۲۸ مئی تک کوئی قابل ذکر واقعہ نہیں ہوا۔ دوسرے دو ایس اے ایم مولوی اللہ بخش اور غلام مصطفیٰ جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۲۹ مئی کو صبح ۸ بجے میں نے اللہ بخش سے چارج لیا۔ اور کنٹرول سے رابطہ قائم کر کے ۱۲ ڈاؤن چناب ایکسپریس کی پوزیشن کا پتہ کیا۔ سیکشن کنٹرولر نے کہا کہ اس کا شاہین آباد سے رابطہ نہیں ہوا، اس لیے صحیح پوزیشن وہ نہیں بتا سکتے۔ مجھے شہر سے ٹیلی فون پر گاڑی کے بارے میں استفسار کیا جا رہا تھا۔ میں نے نشتر آباد سے کہا کہ وہ شاہین آباد کو ملائے چناں چہ اس نے بلایا اور مجھے پتہ چلا کہ ۱۲ ڈاؤن چناب ایکسپریس ۴۰ منٹ لیٹ ہے۔ یہ اطلاع مجھے رات نو بجے ملی۔ اس کے بعد کنٹرول سے نہیں پوچھا مجھ سے فرسٹ کلاس کے مسافر محمد عثمان نے جس کے ساتھ کچھ عورتیں بھی تھیں جو اسے چھوڑنے آئی تھیں۔ گاڑی کا وقت پوچھا تھا۔ وہ کوئٹہ جا رہا تھا اور اس کی سیٹ کراچی کے لیے ریزرو تھی۔ خواتین اسے چھوڑنے کے لیے آئی تھیں۔

گاڑی آنے سے قبل مجھے صدر عمومی ربوہ چودھری بشیر احمد کا ٹیلی فون آیا۔ انھوں نے کہا کہ سٹیشن پر موجود عورتوں کو بتا دوں کہ وہ پردہ کریں اور پلیٹ فارم پر بچوں کو نہ جانے دوں کیوں کہ گاڑی کے ساتھ طلبا کی ایک بوگی ہے۔ انھوں نے یہ بھی بتایا کہ مسافروں کو ہدایت کروں کہ گاڑی کے پیچھے کی بوگی کی طرف نہ جائیں اور اگلی بوگیوں میں بیٹھ جائیں (انھیں پتہ ہو گا کہ طلبا کی بوگی گاڑی کے پچھلے حصہ میں ہو گی۔ میں نے پلیٹ فارم پر جا کر دیکھا، وہاں ۱۰ سے ۲۰ آدمی موجود تھے جن میں مسافر اور آنے والوں کا استقبال کرنے والے شامل تھے یا رخصت کرنے

آئے تھے۔ صدر عمومی کی ہدایات میں نے وہاں موجود لوگوں کو دے دیں۔ ۲/۳ افراد نے جو اپنے مہمانوں کو لینے آئے تھے۔ انھیں میں نے مسافر خانے میں جانے کے لیے کہہ دیا کیوں کہ ان کے پاس پلیٹ فارم ٹکٹ نہ تھے۔ وہ پلیٹ فارم ٹکٹ لیے بغیر پلیٹ فارم پر نہیں آسکتے تھے۔ اس کے بعد میں نے صدر عمومی کو فون کیا اور انھیں کہا کہ وہ اپنے کسی آدمی کو سٹیشن پر بھیج دیں تاکہ وہ دیکھے کہ ہدایات پر عمل ہوا ہے کیوں کہ میں بار بار سٹیشن کے دفتر سے پلیٹ فارم نہیں جا سکتا تھا۔ انھوں نے عبدالرشید اُمور عامہ کے کارکن کو سٹیشن بھیج دیا۔ مسٹر عبدالرشید مجھے میرے دفتر میں ملے۔ میں نے انھیں کہا کہ پلیٹ فارم پر جا کر سب لوگوں کو صدر عمومی کی ہدایات سنا دیں۔ اس وقت ایس ایم چنیوٹ نواز میرے پاس آیا۔ ۱۰ بجے لالیاں کے سٹیشن ماسٹر نے مجھے بتایا کہ گاڑی نو بج کر ۵۰ منٹ پر لالیاں سے روانہ ہوئی، تب میں نے اسے نشتر آباد سے ملانے کے لیے کہا جو اس نے ملا دیا۔ میں نے نشتر آباد سے بریک وین کی پوزیشن پوچھی، اس نے مجھے بتایا کہ طلبہ کی بوگی پیچھے سے دوسری ہے۔ انھوں نے یہ بھی بتایا کہ ایک بریک وین آگے اور دوسری پیچھے ہے۔ نشتر آباد کا سٹیشن ماسٹر داؤد ہے اور وہ احمدی ہے اور ربوہ کا رہائشی ہے۔ اس لمحہ گاڑی پلیٹ فارم میں داخل ہوئی۔ میں نے کاشن آرڈر (Caution Order) اور لائن کلیئر یونس مسیح کو دے دیا جو وہاں سے اخبار کا ایک بنڈل لے کر گاڑی کی طرف چلا گیا۔ میں دفتر سے نکلا۔ میرے دفتر کے سامنے ایک سیکنڈ کلاس کی بوگی تھی۔ میں نے دیکھا کہ کچھ لڑکے بوگی سے نکلے اور دوسری بوگی میں داخل ہو گئے، اس کے بعد بوگی میں لڑائی شروع ہو گئی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ بوگی کے اندر کون کس کو مار رہا تھا، انھوں نے ایک لڑکے کو کھینچ کر باہر نکالا اور پلیٹ فارم پر مارنا شروع کر دیا، اسی اثنا میں اطراف سے کچھ اور لوگ بھی آ گئے اور اس مار کٹائی میں شامل ہو گئے۔ پلیٹ فارم پر اس وقت چار پانچ صد نوجوان آ گئے تھے جو نوجوان لڑکے کو مار رہے تھے، ان کی تعداد بیس پچیس تھی میں نے اس لڑکے کو پکڑا جو زخمی تھا اس کی قمیض پھٹ چکی تھی اور منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ اسی اثنا میں گارڈ انچارج آ گیا اور ہم دونوں زخمی لڑکے کو دفتر میں لے گئے، وہاں کالے خاں ریلوے پولیس کانسٹیبل بھی آ گیا اور مجھ سے کہا کہ میں ربوہ کی مقامی انتظامیہ سے مداخلت کے لیے کہوں اور یہ کہوں کہ وہ فساد رکوائے۔ میں نے کالے خاں سے کہا کہ جن لوگوں کو مار پڑ رہی ہے وہ ان کی مدد کریں مگر اس نے کہا کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ میں نے صدر عمومی ربوہ کو فون

کیا اور گارڈ انچارج کو فوراً گاڑی چلانے کے لیے کہا تا کہ فساد ختم ہو۔ صدر عمومی کا جواب ملا کہ وہ فوراً پہنچ رہے ہیں۔ میں نے گارڈ انچارج سے کہا تھا کہ وہ کنٹرول کو بتا دیں کہ یہاں فساد ہو گیا ہے۔ میں نے خود یہ کام اس لیے نہیں کیا تھا کہ میں مکمل طور پر غم زدہ تھا۔ ایک تو اپنی بیماری کی وجہ سے دوسرے لڑکوں کی پٹائی کی وجہ سے۔ میں اس وقت دفتر سے باہر آیا تو ایک اور لڑکے کو پیٹا جا رہا تھا۔ میں نے اسے بچانے کی کوشش کی اور اس کوشش میں میرے دائیں ہاتھ کا جوڑ نکل گیا۔ خون تو نہ نکلا البتہ ہاتھ سُوج گیا۔ میں اس لڑکے کو گارڈ کی بریک وین میں لے گیا اور اسے وہاں اندر بند کر دیا، اس کے بعد میں اپنے دفتر میں آیا۔

گارڈ صاحب نے مجھے ایک میمو لکھ کر دی جو ایس پی جھنگ اور ایس پی لائل پور کے لیے تھی، میں نے اس میمو پر دستخط کر دیے اور ایک نقل انھیں دے کر ایک نقل خود پاس رکھ لی۔ میں نے گارڈ سے کہا کہ گاڑی چلا دو، اس نے کہا کہ ویکیم نہیں ہے، میں نے ویکیم ٹھیک کرا دیا، جب میں دوسری مرتبہ اپنے دفتر جا رہا تھا صدیق احمد سپیشل ٹکٹ ایگزامینر نے مجھے کہا کہ اس واقعہ کی خبر جہاں جہاں پہنچے گی وہاں احمدیوں کے لیے مصیبت پیدا کر دی جائے گی۔ میں نے انھیں کہا تھا کہ اس بارے میں میں کیا کر سکتا ہوں، میں تو شر پسندوں سے فساد بند کرنے کے لیے کہہ رہا تھا۔ اس کے بعد گاڑی چلی گئی۔ صدر عمومی جب پہنچے تو انھوں نے مارنے والوں کو دھکے دے کر ہٹانا شروع کر دیا۔ شروع میں احمدیوں کی مخالفت میں بریک وین کے پاس نعرے لگے تھے، اس کے مقابلے میں احمدیوں نے بھی نعرے لگائے جو یہ تھے:

''خاتم النبیین زندہ باد، احمدیت زندہ باد، انسانیت زندہ باد''

پہلے نعرے جو میں نے نہیں سنے احمدیوں کے خلاف تھے۔

۱۶ جون ۱۹۷۴ء

ائیر مارشل اصغر خاں کو عدالت میں طلب کیا جائے: اعجاز بٹالوی

تحقیقاتی ٹربیونل کے روبرو، ربوہ کے سٹیشن ماسٹر مرزا سمیع پر جرح

لاہور ۱۵ جون (سٹاف رپورٹر) واقعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل کے روبرو آج ربوہ کے

سٹیشن ماسٹر مرزا عبدالسمیع پر جرح جاری رہی۔ اس سے قبل مرزا سمیع نے اپنا بیان مکمل کیا۔ ابھی جرح جاری تھی کہ کارروائی کل پر ملتوی ہوگئی۔ آج کی سماعت کے دوران ٹربیونل جج مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی نے یہ وضاحت بھی کی کہ اس کارروائی پر وزیراعظم بھٹو کی وہ تقریر اثر انداز نہ ہوگی جو انھوں نے اس بارے میں حال ہی میں کی ہے۔

رفیق باجوہ: جب تک ختم نبوت کے بارے میں قادیانیوں کا موقف پتہ نہ چلے، اس وقت تک ہم اپنا کیس کیسے پیش کر سکتے ہیں؟

فاضل جج: سب سے پہلے تو یہ طے ہونے دیجیے کہ قادیانیوں کی جماعت ایک الگ جماعت ہے اور اس کی بہ حیثیت الگ جماعت کوئی انفرادیت ہے تو اس کا پتہ چلایا جائے کہ وہ کیا انفرادیت ہے؟

قادیانی جماعت کے وکیل مبشر لطیف نے جواب دیا کہ جس طرح مسلمانوں کے دوسرے فرقے ہیں اسی طرح قادیانیوں کا بھی فرقہ ہے جو اسلامی عقائد کا ہی حامل ہے اور دین اسلام کی چار دیواری کے اندر ہے۔

جرح۔ایم اے رحمان

جناب والا قادیانیوں کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ دین اسلام کے اندر رہتے ہوئے ہی وہ الگ جماعت ہیں۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ قادیانی اسلام سے خارج ہیں لہذا اب دیکھنا یہ ہے کہ عقائد کے بارے میں فیصلہ کرنا ٹربیونل کے دائرہ اختیار میں ہے یا نہیں؟

فاضل جج: چوں کہ یہ مسئلہ اہم قانونی وضاحتوں کا حامل ہے اس لیے اس سلسلہ میں وکلا حضرات اپنے اپنے دلائل دیں۔ ایک بات البتہ طے ہو چکی ہے کہ قادیانی الگ فرقہ ضرور ہیں۔

اس مرحلہ پر قادیانیوں کے وکیل بیرسٹر اعجاز بٹالوی نے واضح کیا کہ وہ اس ٹربیونل میں صرف ربوہ کے وقوعہ کے سلسلہ میں قادیانیوں کے کیس کی وکالت کریں گے۔ انھوں نے کہا کہ جہاں تک عقائد کا تعلق ہے وہ اس ضمن میں قادیانیوں کا کیس پلیڈ (plead) نہیں کر سکتے۔

رفیق باجوہ: میں نے جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد کے خلاف توہین عدالت کی جو درخواست دی تھی اس کی سماعت کی جائے۔

فاضل جج: ابھی اتنی جلدی نہیں ہے، کارروائی پوری ہونے کے بعد تمام جزوی معاملات

نپٹائے جا سکتے ہیں۔

مذہب کی خدمت اس طرح ہو سکتی ہے کہ گواہ کسی کی باتوں میں آئے بغیر سچائی سے کام لیں۔ کسی تنظیم کی طرف سے آنے والے گواہ پر بھی لازم ہے کہ اپنی تنظیم کا موقف بیان کرنے کی بجائے صرف وقوعہ کی گواہی دے۔ ٹربیونل ماتحت عدالت سے مختلف ہے اس لیے جرح بھی ماتحت عدالت کے سے انداز میں نہیں ہونی چاہیے۔

اعجاز بٹالوی: میں یہ درخواست کروں گا کہ وقوعہ کے روز لائل پور میں جن ڈاکٹروں نے زخمی طلبا کا علاج کیا ہے ان کی رپورٹ اس عدالت میں پیش کی جائے۔ آج کے اخبار میں ایئر مارشل اصغر خاں کا ایک بیان بھی شائع ہوا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ حکومت نے قادیانیوں کا مسئلہ خود ہی پیدا کیا ہے اور اس کا مقصد عوام کی توجہ گرانی، مسئلہ کشمیر اور دیگر مسائل سے ہٹانا ہے۔ میری استدعا ہے کہ انھیں ٹربیونل میں طلب کیا جائے تا کہ اگر انھیں اس ضمن میں کوئی خاص علم ہے تو وہ بتائیں۔

گواہ مرزا عبدالسمیع سٹیشن ماسٹر ربوہ کی شہادت

مجھے کنٹرول آفس سے فون آیا کہ ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ لاہور اس واقعہ کی رپورٹ اپنے دفتر میں مانگ رہے ہیں لہٰذا تم رپورٹ دو۔ میں نے فون پر اسے انتظار کرنے کے لیے کہا اس کے دو منٹ بعد پھر مجھے کنٹرول نے فون کیا اور کہا کہ پیغام دو چناں چہ میں نے ابھی پتہ لکھوا کر اصل پیغام شروع ہی کیا تھا کہ ٹیلی فون کٹ گیا، کوئی پانچ منٹ بعد پھر میرا رابطہ ہوا تو میں نے پیغام لکھوا دیا۔

اس سے قبل میں نے وہ پیغام اپنے ہاتھ سے ہی لکھا تھا اس وقت مسٹر اللہ بخش اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر وہاں آ گئے تھے۔ میں نے پیغام یعنی رپورٹ دفتر کی میسج بک پر درج کی تھی جو اس وقت پولیس کے قبضہ میں ہے۔ میں نے اس روز ریکارڈ دس بج کر ۴۵ منٹ پر مکمل کر لیا اور ۱۰ بج کر ۵۱ منٹ پر لکھوا دیا۔ میں نے میسج بک کے علاوہ سٹیشن جرنل کے رجسٹر میں بھی اندراج کیا ہے۔ میں نے ایس پی جھنگ اور ایس ایس پی لائل پور کو تار برقی کے ذریعے ایک پیغام بھیجا جس میں وقوعہ کی گاڑی کی ربوہ سے روانگی کی اطلاع دی۔ کنٹرول نے مجھ سے پوچھا کہ کیا ربوہ کے بعد آنے والے سٹیشنوں پر پولیس کی امداد کی ضرورت ہے تو میں نے کنٹرول کو جواب دیا کہ

وہ خوداس سلسلہ میں بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ پونے بارہ بجے کے قریب ربوہ چوکی کا ایک اے ایس آئی جس کے ساتھ تین چار کانسٹیبل بھی تھے۔ وہاں آئے۔ اس کے بعد ایک بجے تک لالیاں کا سب انسپکٹر اور ریلوے پولیس کا تفتیشی حوالدار مع چار کانسٹیبلان وہاں پہنچ گئے۔ انھیں اعلیٰ افسروں نے ربوہ آنے کی ہدایت کی تھی۔ پولیس والے آئی جی ریلوے اور دیگر اعلیٰ حکام کو سٹیشن سے ہی فون کرتے رہے۔ ۴ بجے کے قریب ریلوے پولیس کے ایس ایچ او بھی آ گئے۔ شام ساڑھے چار بجے کے قریب ڈپٹی کمشنر جھنگ، ایس پی جھنگ اور اسسٹنٹ کمشنر جھنگ بھی ربوہ سٹیشن پر پہنچ گئے۔ انھوں نے مجھ سے واقعہ کی تفصیل پوچھی اور ریلوے پلیٹ فارم کو دیکھا۔ وہاں انٹیلی جنس والے بھی آ گئے۔ ڈی ایس پی ریلوے بھی وہاں پہنچے، میں شام تک وہیں تھا، گھر جانے کی اجازت مانگی تو پولیس والوں نے اجازت نہ دی۔ سٹیشن پولیس پر میں نے پولیس کے تمام عملہ کے لیے قادیانیوں کے مہمان خانہ دارالضیافت سے کھانا منگوایا۔ خود بھی پولیس والوں کے ساتھ کھانا کھایا اور گھر اطلاع نہ دی۔ پولیس کے تمام عملہ کو میں نے ۲۹ مئی اور ۳۰ مئی کو کھانا کھلایا اور ۳۱ مئی کو جب انھوں نے مجھے گرفتار کر لیا تو کھانا بند کرا دیا اور کہا کہ اب میں زیر حراست ہوں۔

۳۰ مئی کی صبح کو میں اجازت لیے بغیر سائیکل پر گھر آیا، نہایا اور کپڑے بدلے، اس کے فوراً بعد انسپکٹر سی آئی اے میرے گھر آ گیا اور کہا کہ تمہارے اس طرح آنے سے ڈی ایس پی سخت ناراض ہو رہے ہیں۔

میں نے انھیں کہا کہ میں صرف چائے پی لیتا ہوں اور چلتا ہوں چناں چہ سب انسپکٹر وہاں بیٹھ گیا اور مجھے لے گیا۔ اس روز صبح ۸ بجے سے سہ پہر چار بجے تک ڈیوٹی دیتا رہا۔ اس دوران صرف واقعہ کی انکوائری کرتے رہے اور وہاں پر اپنے بڑے افسروں کے ساتھ فون پر بات چیت کرتے رہے، وہاں پولیس نے سٹیشن کا ریکارڈ بھی دیکھا اور وقوعہ کے بارے میں اندراجات بھی دیکھے۔ ۳۱ مئی کی صبح میں مسافر خانہ میں ہی تھا کہ سب انسپکٹر آیا اور مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے کھانا کھا لیا ہے، میں نے کہا کہ ابھی نہیں تو اس نے مجھے کہا کہ اچھا اب تم زیر حراست ہو چناں چہ مجھے ہتھکڑی لگا دی گئی اور ۱۵ اپ پر بٹھا کر مجھے سرگودھا لے جایا گیا۔ وہاں سے مسٹر داؤد کو جو کہ نشتر آباد کے سٹیشن ماسٹر ہیں میرے ساتھ ہی گرفتار کیا گیا۔ انھیں انکوائری کے لیے ربوہ سٹیشن پر نشتر آباد سے بلایا گیا تھا، انھیں بھی ہتھکڑی لگائی گئی۔

رات کو سرگودھا میں ہمیں ایک ہی جگہ رکھا گیا، وہاں پر رات کو ریلوے پولیس کے تھانہ میں مجھے رکھا گیا، اسی رات داؤد بھی میرے ساتھ ہی تھا۔

سوال: کیا آپ پیدائشی قادیانی ہیں؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: اگر کوئی غیر قادیانی احمدیت کو قبول کرنا چاہے تو کیا کرے؟

جواب: پہلے وہ کتابیں پڑھے اور دس شرائط پوری کرے اور خلیفہ کے پاس جا کر بیعت کرلے تو اسے قادیانی بنالیا جاتا ہے۔ مجھے شرائط کی تفصیل یاد نہیں البتہ یہ شرائط چھپی ہوئی ہیں، ان میں سے ایک شرط یہ بھی ہے جس میں لکھا ہے کہ بیعت کنندہ اس عاجز سے عقد اخوت کرے گا اس عاجز سے مراد مرزا غلام احمد ہیں جنھیں عام طور پر مسیح الموعود کہتے ہیں۔ پیدائشی قادیانیوں کو بیعت لینے کی ضرورت نہیں ہوتی، جب کوئی نیا خلیفہ مقرر ہو تو بھی احمدیوں کو ان کی بیعت لینا ضروری ہوتا ہے، یہ شرائط شروع سے ہی آرہی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ بیعت کرتے وقت شرائط کا پڑھنا ضروری نہیں ہوتا کیوں کہ جب میں نے بیعت کی تو ان شرائط کو نہیں پڑھا۔

سوال: آپ نے مرزا ناصر احمد کی بیعت کے وقت کیا پڑھا؟

جواب: کلمہ طیبہ پڑھنا ہوتا ہے، اس کے بعد سابقہ گناہوں کی معافی مانگنا ہوتی ہے اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا اقرار کیا جاتا ہے اور خلیفہ کی اطاعت کی یقین دہانی کرائی جاتی ہے۔ بیعت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ''بک جانا'' اور جس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے، اس کے احکام کی پابندی کرنا۔ قیام پاکستان سے قبل بیعت کرنے والوں کے نام اخبار الفضل میں چھپتے تھے لیکن اب ایسا نہیں ہوتا۔ اب اگر کوئی بات شائع بھی ہو تو اس میں صرف بیعت کرنے والوں اور جگہ، شہر یا ملک کا نام لکھا جاتا ہے۔

سوال: نئے قادیانی کا پتہ کیسے چلتا ہے؟

جواب: جب جمعہ کی نماز پڑھنے مسجد جائے گا یا ویسے بھی مسجد میں نماز پڑھنے جائے گا۔ ویسے بھی خود جب اس بات کا اعلان کرے گا کہ وہ قادیانی ہو گیا ہے سب کو پتہ چل جائے گا جو شخص بھی خواہ وہ ہندو، سکھ، عیسائی یا کوئی ہو۔ قادیانی بنے گا تو بیعت کرے گا اور بیعت کا طریق کار وہی ہے جس کا ذکر پہلے کیا گیا ہے۔

سوال: قادیانی کتنا چندہ دیتے ہیں؟

جواب: انجمن احمدیہ ہر شخص کی ماہانہ آمدنی کا ۱/۱۶ حصہ بہ طور چندہ احمدیوں سے وصول کرتی ہے، اس کی وصولی کا طریق کار منظم ہے اور ہر شہر و ہر قصبہ میں اس کی وصولی کے لیے رضا کار موجود رہتے ہیں۔

سوال: ربوہ کا شہر کب بنایا گیا ہے؟

جواب: ۱۹۴۹ء میں

سوال: اس کی کتنی آبادی ہے؟

جواب: اندازاً بیس پچیس ہزار نفوس

سوال: کیا یہ محلوں میں تقسیم ہے؟

جواب: جی ہاں، ہر محلّہ کے لیے محلّہ کا ایک صدر منتخب کیا جاتا ہے۔ صدر محلّہ پہرے دار مقرر کرتا ہے۔

سوال: کیا خلیفہ کا مقام اس سے بلند ہے؟

جواب: جی ہاں، وہ محلّہ دارالصدور میں حلقہ مسجد مبارک کے پاس قصر خلافت میں رہتے ہیں۔

سوال: کیا قصر خلافت کے اردگرد دیوار بھی ہے؟

جواب: جی ہاں، میں نے قصر خلافت کے دروازوں پر کبھی مسلح آدمی نہیں دیکھے۔

سوال: قادیانی جماعت کی تنظیم کے باقی عہدے کیا ہیں؟

جواب: خلیفہ کے بعد صدر انجمن احمدیہ ہیں، اس کے بعد تحریک جدید ہے جو باہر کے ملکوں کے لیے ہیں۔ صدر انجمن احمدیہ ملکی طور پر انچارج ہیں، آج کل ہمارے صدر انجمن احمدیہ مولوی محمد دین ہیں۔

سوال: انجمن کے مختلف شعبے کون کون سے ہیں؟

جواب: نظارت علیہ تمام ماتحت شعبوں کو کنٹرول کرتی ہے۔ نظارت بیت المال، نظارت دعوت و تبلیغ، نظارت تعلیم، نظارت اُمور عامہ، صدر عمومی کا دفتر الگ ہوتا ہے۔

شام کا اجلاس

جرح ایم اے رحمٰن

ایک شخص صدر عمومی بھی ہوتا ہے جو صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت ہوتا ہے، صدر عمومی چودھری بشیر احمد ہیں تحریک جدید کے سربراہ مرزا مبارک احمد صاحب ہیں۔ مرزا نعیم احمد ذاتی تحریک جدید کے انچارج ہیں، مسٹر اظہر بھی عہدے دار ہیں۔ موجودہ خلیفہ مرزا ناصر احمد ہیں، ان کے دیگر بھائی مرزا مبارک احمد، منور احمد، مرزا حفیظ احمد، مرزا خلیل احمد، مرزا طاہر احمد، مرزا انوار احمد، مرزا رفیق احمد اور مرزا نعیم احمد ہیں۔ ڈاکٹر منور احمد چیف میڈیکل افسر فضل عمر ہسپتال ہیں۔ ربوہ میں کوئی بینک نہیں۔ بیت المال کے تحت چندہ جمع ہوتا ہے اور عہدے داروں کی تنخواہیں ادا کی جاتی ہیں۔ مجھے علم نہیں کہ تحریک جدید زرمبادلہ کا کام بھی کرتا ہے یا باہر رقمیں بھیجتا ہے یا منگواتا ہے۔ ربوہ میں ایک ٹاؤن کمیٹی بھی ہے اور یہی کمیٹی نقشے منظور کرتی ہے، ٹیکس لگاتی اور سڑکیں بنواتی ہے۔ ٹاؤن کمیٹی کے سیکرٹری عبدالغفور ہیں جن کا تعلق جماعت اسلامی سے ہے۔ ایڈمنسٹریٹر اسسٹنٹ کمشنر چنیوٹ ہے۔ میں نے چودھری بشیر احمد کو ریلوے سٹیشن پر ۲۹ مئی کو امن وامان قائم کرنے کے لیے اس لیے بلایا تھا کہ ان کا تعلق پبلک سے ہوتا ہے۔ سٹیشن پر امن وامان کی صورت کے لیے ریلوے پولیس سرگودھا کو یا کنٹرولر ریلوے لائل پور کو اطلاع دینی چاہیے۔ میرے کمرے میں پبلک ٹیلی فون ہے، ایمرجنسی کی صورت میں پولیس چوکی کو بھی اطلاع کی جا سکتی ہے۔ ۲۹ مئی کو میں نے وہاں پولیس چوکی کو اطلاع نہ دی کیوں کہ میں نے سوچا کہ ریلوے سٹیشن پولیس چوکی کی حدود میں شامل نہیں۔ میں نے بشیر احمد کو اس لیے اطلاع دی کہ وہ میرے خیال میں فساد کو ختم کرا سکتے تھے۔ یہ درست ہے کہ نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ بشیر احمد کے زیر اثر نہ تھے بل کہ جنھوں نے ان طلبہ پر حملہ کیا تھا، ان کے بارے میں میرا خیال تھا کہ وہ بشیر احمد کے حلقۂ اثر میں ہیں۔ میں نے فون پر بشیر احمد سے یہ نہ پوچھا کہ وہ کیوں یہ چاہتے تھے کہ عورتیں پلیٹ فارم پر پردہ کر لیں اور بچوں کو پلیٹ فارم سے باہر نکال دیا جائے۔ یہ کہنا درست نہیں کہ مجھے بشیر احمد صاحب جو حکم بھی دیں وہ بلا چون وچرا کروں۔ پچھلے تین ماہ کے اندر

چار واقعات ربوہ سٹیشن پر پیش آئے جن میں مختلف یونیورسٹیوں کے طلبا ملوث تھے۔ کراچی یونیورسٹی کے طلبا ۱۵ اَپ سے آئے، گاڑی سے اُترے، جب گاڑی ٹھہری تو سٹیشن کی دیوار پر چڑھے اور گالیاں وغیرہ دیں۔ انھوں نے ربوہ کی عورتوں کو حوریں کہا۔ انھوں نے کہا کہ ہم ربوہ کی حوروں کے لیے آئے ہیں۔ اس دن اتوار تھا میں ڈیوٹی پر تھا لیکن ویسے وہاں موجود تھا، میں نے انھیں شرافت کا مظاہرہ کرنے کے لیے کہا جس پر وہ گاڑیوں میں چلے گئے لیکن جب گاڑی چلی تو انھوں نے نعرے لگائے۔

احمدی دائرہ اسلام سے خارج ہیں یا ایک فرقہ کی حیثیت رکھتے ہیں؟

تحقیقاتی ٹربیونل کی جانب سے وکلاء کو تحریری دلائل پیش کرنے کی ہدایت

لاہور ۱۵ جون (سٹاف رپورٹر) وقوعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل جج مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی نے آج ٹربیونل کے روبرو مختلف سیاسی جماعتوں کی طرف سے پیش ہونے والے وکلا کی استدعا پر اس اہم نکتہ کا فیصلہ کرنے کے لیے طرفین کے وکلا سے تحریری دلائل طلب کر لیے ہیں کہ آیا احمدی دائرہ اسلام سے خارج ہیں یا اسلام کے اندر ایک فرقہ ہیں؟

آج مختلف سیاسی جماعتوں کے وکلا نے اس سلسلہ میں یہ استدعا کی تھی کہ احمدیوں کی طرف سے پیش ہونے والے وکلا اپنے موکل سے اس بارے میں ہدایت لے کر بتائیں کہ عقیدہ کے بارے میں ان کا کیا موقف ہے، اس پر احمدیوں کی طرف سے پیش ہونے والے وکیل مسٹر لطیف اور مرزا نصیر احمد نے بتایا کہ ان کا موقف آج بھی وہی ہے جو عقیدہ کے سلسلہ میں ۱۹۵۳ء میں منیر کمیشن کے روبرو تھا تاہم انھوں نے وضاحت کی کہ احمدی اسلام کے اندر ایک فرقہ ہیں اس پر دیگر سیاسی جماعتوں کی طرف سے پیش ہونے والے وکلا نے اعتراض کیا کہ احمدی دائرہ اسلام سے خارج ہیں چناں چہ فاضل جج نے طرفین کے وکلا سے کہا کہ وہ اس ضمن میں اپنے دلائل تحریری طور پر پیش کریں اور جس مواد یا لٹریچر پر ان کا انحصار ہو وہ بھی پیش کریں۔

۱۸جون ۱۹۷۴ء

[مرزا عبدالسمیع پر وکلاء کی جرح]

قادیانی جماعت کا ایک مشن اسرائیل میں کام کر رہا ہے
مرزا غلام احمد نے انگریزوں کی اطاعت کی تلقین کی تھی
تحقیقاتی ٹربیونل کے روبرو ربوہ کے سٹیشن ماسٹر عبدالسمیع کا بیان

لاہور ۱۷ جون (سٹاف رپورٹر) واقعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل جج مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی کے روبرو آج سٹیشن ماسٹر ربوہ مرزا عبدالسمیع پر جرح جاری رہی، جرح کے دوران سٹیشن ماسٹر نے یہ انکشاف کیا کہ تحریک جدید انجمن احمدیہ کے تحت احمدیہ جماعت کا ایک تبلیغی مشن اسرائیل میں بھی کام کر رہا ہے۔ گواہ نے ایم اے رحمان ایڈووکیٹ کی جرح کے دوران بتایا کہ یہ مشن تل ابیب میں ہے لیکن بعد میں احمدیہ جماعت کے وکیل مرزا نصیر احمد کی جرح کے دوران اپنے پہلے بیان کی درستگی کی اور کہا کہ مشن حیفہ (Haifa) میں ہے اور اسے مقامی عرب باشندے چلا رہے ہیں۔ گواہ نے ایم اے رحمٰن کی جرح پر بتایا کہ ہر احمدی پر دس شرائط بیعت کی پابندی لازمی ہے اور میں مرزا غلام احمد کو شرعی نبی مانتا ہوں۔

سوال: کیا احمدیہ جماعت کے مشن بیرونی ممالک میں ہوتے ہیں اور کیا اسرائیل میں بھی ہے؟

جواب: جماعت احمدیہ کے مشن بیرونی ملکوں میں ہیں، اسرائیل میں بھی ہے۔ اسرائیل والا مشن تل ابیب میں ہے۔ مجھے کوئی علم نہیں کہ خلیفہ صاحب کا کوئی رابطہ تل ابیب کے مشن سے ہے یا نہیں۔ میں نے میسج بک پر شکایت کا اندراج کیا تھا اور جو رپورٹ کنٹرول آفس کو بھیجی تھی اس کا اندراج بھی سٹیشن کی میسج بک پر کیا تھا۔ ایس پی جھنگ اور ایس پی لائل پور کو جو رپورٹ بھیجی گئی کہ ایک گروہ اور مجمع نے نشتر میڈیکل کالج کے طلبا پر ربوہ سٹیشن پر حملہ کر دیا ہے۔ وہ صحیح ہے۔ البتہ یہ رپورٹ گارڈ انچارج نے کی تھی اس وقت مجھے یہ خیال نہ آیا کہ گارڈ اصل واقعہ کی

بجائے غلط رپورٹ کیوں ایس پی جھنگ اور ایس پی لائل پور کو بھجوا رہا ہے۔ میں نے جب ایس پی جھنگ اور ایس پی لائل پور کو تار بھیجے تو گارڈ کے علاوہ اپنا میسج بھی بھیجا اور اس میں اصل واقعہ بھی لکھا اور انھیں بتایا کہ گاڑی اب چلی گئی ہے۔ دونوں تاریں یکے بعد دیگرے تقریباً گیارہ بجے ایک ساتھ بھیجی گئیں۔ میں نے کنٹرول کو جو رپورٹ بھیجی اس میں ایس پی جھنگ اور لائل پور کو تاریں دینے کے بارے میں نہیں لکھا، اسے میری غلطی سمجھا جائے۔

فاضل جج

سوال: پلیٹ فارم پر کیا صرف ربوہ کے لوگ تھے؟

جواب: ربوہ کے بھی تھے اور باہر کے بھی تھے۔

سوال: کیا پانچ صد افراد میں سے چار پانچ کے نام بتا سکتے ہیں؟

جواب: کچھ طالب علم تعلیم الاسلام کالج کے تھے، باقی لوگوں میں سے کون کس محلّہ کا تھا یا کس بازار کا تھا، اس کے بارے میں میں وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتا البتہ سامنے آنے پر کچھ لوگوں کو شناخت کر سکتا ہوں۔

رفیق باجوہ۔جرح

سوال: آپ اس گاڑی کے آنے سے پہلے لڑکوں کی بوگی کے بارے میں کیوں پتہ کرنا چاہتے تھے؟

جواب: میں اس لیے طلبہ کی بوگی کی صحیح پوزیشن کا پتہ کر رہا تھا کہ یہاں کوئی جھگڑا نہ ہو۔

سوال: کیا یہ احتمال تھا کہ کوئی جھگڑا ہوگا؟

جواب: مجھے یہ احتمال نہیں تھا۔

سوال: بوگی کی پوزیشن پوچھ کر آپ نے کیا انتظامات کیے؟

جواب: میں نے وہاں پلیٹ فارم پر موجود مسافروں سے کہا کہ وہ پیچھے کی جانب نہ جائیں بل کہ آگے کے ڈبوں میں سوار ہوں۔

سوال: اگر آپ چاہتے تو خدام احمدیہ کی یا پولیس کی مدد لے سکتے تھے؟

جواب: جی ہاں، میں خدشہ کی صورت میں پولیس کی مدد لے سکتا تھا۔

سوال: کیا آپ کو علم ہے کہ ۲۲ مئی تا ۲۹ مئی کے دوران مرزا ناصر احمد ربوہ میں موجود تھے؟

جواب: مجھے علم نہیں ہے۔

سوال: کیا آپ ۲۲ مئی سے ۲۹ مئی کے درمیان جمعہ پڑھنے کسی مسجد میں گئے؟

جواب: جی نہیں۔

سوال: کیا آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ مرزا غلام احمد نے اپنی زندگی ایک مناظر کی حیثیت سے شروع کی؟

جواب: مجھے علم نہیں۔

سوال: کیا آپ کے علم میں ہے کہ انھوں نے سب سے پہلے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا؟

جواب: جی ہاں، میرے علم میں ہے۔

سوال: مجدد ہونے کے بعد انھوں نے مہدی پھر مسیح الموعود اور پھر نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور ساتھ ہی حکومت برطانیہ کی اطاعت کی تلقین کی؟

جواب: یہ صحیح ہے، یہ کتابوں میں درج ہے۔

سوال: کیا انھوں نے لفظ ''جہاد'' استعمال کیا اور تلقین کی کہ جہاد کا خیال دل سے نکال دو؟

جواب: جی ہاں، جہاد قلمی اور تبلیغی ہے۔ تلوار کے جہاد میں مرزا غلام احمد یقین نہیں رکھتے تھے کیوں کہ حکومت مسلمانوں کے ہاتھوں میں نہیں ہے۔

سوال: جب آپ سے ناظم الامور کے آنے جانے کے متعلق مشورہ کیا تو کیا ایسا ۲۲ مئی کے وقوعہ کو سامنے رکھ کر کیا گیا؟

جواب: مشورہ نہیں کیا بل کہ صدر عمومی بشیر احمد نے یہ کہا کہ انھیں یہ اطلاع ملی ہے کہ طلبا آ رہے ہیں، اس لیے عورتوں کو پلیٹ فارم سے ہٹا دو اور کوئی فالتو آدمی پلیٹ فارم پر نہ آئے۔ انھوں نے مجھے یہ ہدایت اخلاقی لحاظ سے کی ہے۔ میں نے طلبہ کی آمد کے بارے میں کوئی اطلاع صدر عمومی کو نہیں دی۔ میں نے صدر عمومی سے یہ نہیں پوچھا کہ آپ کو اطلاع کس نے دی۔ میرے خیال میں ایسی کوئی شے نہیں جس سے میں کہہ سکوں کہ ربوہ میں پیش آمدہ واقعہ حکومت نے کرایا ہے۔ اب تک یہ گتھی میری سمجھ میں نہیں آئی کہ ربوہ میں یہ واقعہ کیسے پیش آیا۔

سوال: کیا ۲۹ مئی کے واقعہ کو آپ اچھا سمجھتے ہیں؟

جواب: قطعی نہیں، البتہ میں اسے ایک اتفاقی حادثہ سمجھتا ہوں۔

سوال: کیا آپ پانچ چھ سو افراد کا سٹیشن پر پہنچ جانا اتفاقی امر سمجھتے ہیں؟

جواب: جی ہاں، میں اسے اتفاقی امر سمجھتا ہوں۔

جرح اسماعیل قریشی

سوال: کیا اس کے علاوہ بھی گاڑی کا کوئی واقعہ آپ کے علم میں ہے؟

جواب: جی نہیں اور کوئی واقعہ میرے علم میں نہیں ہے۔

احسان وائیں۔ جرح

سوال: جس وقت ربوہ کے کچھ طلبا نے بوگی پر حملہ کیا، آپ کے تاثرات کیا تھے؟

جواب: میں نے سمجھا کہ بہت بُرا ہوا۔ میرا ذہن ماؤف ہو گیا تھا۔

فاضل جج

وقوعہ ربوہ کی ہر تفصیل کا تعین ٹربیونل کے دائرہ کار میں نہیں ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ اجتماعی یا انفرادی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔ اہم حصہ ذمہ داری کا تعین ہے، باقی حصے جزوی ہیں۔ وکلا سے کہا جاتا ہے کہ وقوعہ کی تفصیلات میں جانے کی بجائے ذمہ داری کے تعین کے سلسلہ میں معاونت کریں۔

دوسرا اجلاس

احسان وائیں کی جرح کے جواب میں گواہ نے کہا کہ اگر مجھے اس وقوعہ کا پہلے سے علم ہوتا تو میں پولیس کو اطلاع دیتا۔ وقوعہ کے بارے میں میرا یہ ہرگز خیال نہیں تھا کہ اس کے نتائج ملک گیر ثابت ہوں گے۔ میں نے ۱۹۶۵ء ربوہ میں مکان تعمیر کیا۔ میں نے ربوہ کی زمین منیر قریشی سے خریدی اور رجسٹری نہیں کرائی۔ جب کوئی شخص ربوہ میں غیر منقولہ جائیداد خریدے تو وہ رجسٹریشن فیس قادیانی جماعت کے دفتر تعمیر ربوہ میں داخل کراتا ہے۔ خریداری اور فروخت کے

وقت ہم سب رجسٹرار کے ہاں پیش نہیں ہوتے۔

محمد دین۔جرح

سوال: آپ کہتے ہیں کہ لوگ خالی ہاتھ تھے، پھر گاڑی کے شیشے کیسے ٹوٹے؟

جواب: مجھے علم نہیں، تحریک جدید کے لیے قادیانی جماعت پہلے مبلغین بھیجتی ہے۔ میرا ایک لڑکا مرزا محمود احمد ہے لیکن وقوعہ کے روز وہ پلیٹ فارم پر نہیں آیا تھا وہ ایم اے کے امتحانات کی تیاری کر رہا ہے۔

کرم الٰہی بھٹی۔جرح

کرم الٰہی بھٹی کی جرح کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ میں ریلیونگ لسٹ پر لاہور میں اپنے تبادلہ پر پریشان ہوا تھا کیوں کہ میں نے یہ درخواست دی تھی کہ مجھے لالیاں نشتر آباد وغیرہ کے سٹیشن پر تعینات کیا جائے یا قبل از ریٹائرمنٹ کی چھٹی دے دی جائے۔ مجھ سے ۲۲ مئی کے واقعہ کے بارے میں کسی نے نہیں پوچھا تھا۔ ہنگامہ میں سرکاری آدمی سفید لباس میں نہیں تھے۔ ربوہ سٹیشن پر نہ تو لاٹھی چارج ہوا اور نہ ہی آنسو گیس استعمال ہوئی۔ انٹیلی جنس افسروں نے مجھ سے واقعہ کے بارے میں پوچھا اور میں نے انھیں بتا دیا۔

سوال: کیا یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ ۲۴/۲۳ دسمبر ۱۹۷۳ء کو کراچی سپیشل پر ربوہ میں حملہ کیا گیا تھا۔

جواب: مجھے علم نہیں۔

خاقان بابر کی جرح کے جواب میں گواہ نے کہا کہ میری پیدائش ۱۹۲۰ء میں جین اسٹیٹ ریلوے ہسپتال مشرقی پنجاب انڈیا میں ہوئی۔ ۱۹۳۲ء سے ۱۹۳۹ء تک تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں حاصل کرتا رہا۔ میرے دادا، والد اور چچا قادیان گئے ہوئے تھے۔ ہمارا ناظم اُمور عامہ سراغ رسانی کا کام نہیں کرتا۔ شعبہ اُمور عامہ کی برانچیں ہر شہر و قصبہ میں ہوتی ہیں تاکہ وہاں کے معاملات باہمی طور پر سلجھائے جائیں۔ مجھے اس بارے میں کوئی علم نہیں کہ سر ظفر اللہ خان نے سقوط ڈھاکہ کے بارے میں کوئی بیان دیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ قادیانی جماعت نے الیکشن ۱۹۷۰ء میں پیپلز پارٹی کا ہر طرح سے ساتھ دیا تھا (دامے درمے سخنے) میرے علم میں ایسی کوئی

بات نہیں کہ جب سے آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے سلسلہ میں کوئی قرارداد منظور کی ہے اس وقت سے قادیانی پاکستانی حکومت سے ناراض ہیں۔ میں نظامت اُمور عامہ کا ممبر نہیں ہوں، میں صرف قادیانی جماعت کا رکن ہوں۔

عاصم جعفری۔ جرح

سوال: کیا ربوہ میں سالانہ اجتماع کے موقع پر خصوصی ریلوے ٹرینیں چلائی جاتی ہیں؟

جواب: جی ہاں، ان پر کچھ بینر لگے ہوتے ہیں اور تمام راستہ نعرے لگاتے ہوئے آتے ہیں۔ یہ نعرے اس وقت لگتے ہیں جب سپیشل گاڑیاں ربوہ ریلوے سٹیشن کی حدود میں داخل ہوتی ہیں۔ تقریباً ایک سال پہلے سے قادیانیوں کا اخبار ریلوے سٹیشن ربوہ پر گاڑیوں کے مسافروں میں مفت تقسیم ہوتا تھا لیکن بعض غیر قادیانیوں کی مخالفت کی وجہ سے اب یہ پریکٹس بند کر دی گئی ہے۔

سوال: کیا شیخ مبارک احمد پرنسپل آفیسر ریلوے بورڈ اور محمد شفیع اسسٹنٹ ٹرانسپورٹ آفیسر قادیانی ہیں؟

جواب: جی ہاں، میری ایم ایم احمد سے کوئی رشتہ داری نہیں ہے۔

لطیف راں کی جرح کے جواب میں گواہ نے کہا کہ یہ صحیح ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت قادیانیوں کو ان کے عقیدہ کی وجہ سے اچھا نہیں سمجھتی جب ہم اپنا لٹریچر غیر قادیانیوں میں تقسیم کرتے ہیں تو اکثریت یہ لٹریچر بلا تردد لیتی ہے بعض لوگ لٹریچر نہیں لیتے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ جو بھارت کے خلاف لڑی گئی اسے میں جہاد سمجھتا ہوں جب کہ ۱۹۷۱ء کی جنگ کو جہاد نہیں سمجھتا۔ یہ ہمارے باہمی نفاق کا نتیجہ تھی، میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام چیف سائنٹفک ایڈوائزر کو جانتا ہوں۔

شباب مفتی

سوال: سالانہ جلسہ میں ''محمدیت زندہ باد'' کا نعرہ بھی لگتا ہے؟

جواب: رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام ہیں: احمد اور محمد۔

۱۹ جون ۱۹۷۴ء

[بشیر احمد سکنہ سرگودھا کی شہادت]

ربوہ ریلوے سٹیشن پر حملہ آوروں کو چن چن کر بُری طرح پیٹا

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حملہ منصوبہ کے تحت کیا گیا ہے: طالب علم ارباب، عالم

لاہور، ۱۸ جون (سٹاف رپورٹر) واقعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل میں آج وقوعہ کے روز چناب ایکسپریس کے ایک مسافر بشیر احمد اور نشتر میڈیکل کالج ملتان سٹوڈنٹس یونین کے صدر مسٹر ارباب عالم کے بیانات قلم بند کیے گئے، اس سے قبل فاضل جج سولہ گواہوں کے بیانات قلم بند کیے جا چکے ہیں۔ بعد از دوپہر کے اجلاس میں ارباب عالم پر جرح جاری رہی اور اجلاس کی کارروائی اگلے روز پر ملتوی کر دی گئی۔ گواہ نمبر ۱۷ بشیر احمد سکنہ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا نے عدالت میں بتایا: میں احمدی نہیں ہوں، میں ۲۹ تاریخ کو سرگودھا سے کوئٹہ جانے کے لیے چناب ایکسپریس میں سفر کر رہا تھا، جب گاڑی ربوہ سے دو فرلانگ دُور ہی تھی کہ میں نے پلیٹ فارم پر بہت بڑا ہجوم دیکھا میں سمجھا کہ کوئی تقریب ہوگی کیوں کہ اس سے قبل تو اس سٹیشن پر عموماً ہجوم نہیں ہوتا۔ میں سیکنڈ کلاس میں تھا، گاڑی زنجیر کھینچنے سے کھڑی ہوئی۔ زنجیر ایک لڑکے نے میرے ڈبہ سے کھینچی جب گاڑی کھڑی ہوئی تو پندرہ سولہ لڑکے میرے کمپارٹمنٹ میں آئے اور ایک لڑکے کو مارنا شروع کر دیا، ہم نے بہت منت سماجت کی لیکن وہ لڑکے کو مارتے رہے۔ ہم خود خوف کی وجہ سے چپ ہو گئے۔ حملہ آوروں کے پاس سوٹیاں، ہاکیاں اور تاروں والے ہنٹر تھے جب مار کھانے والا لڑکا گر گیا تو اسے چھوڑ دیا پھر دوسرے کو پکڑ لیا، اسے بھی مارا اور پھر حملہ آور دوسرے ڈبہ میں داخل ہو گئے، اس ڈبہ کے دروازے بند تھے۔ ہم نے زخمی طالب علم کو سیٹ کے نیچے چھپا لیا اور بعد میں جب لڑکوں کا پتہ کرنے کے لیے حملہ آوروں کا جتھہ آیا تو ہم نے انھیں کہہ دیا کہ یہاں کوئی نہیں۔ میں نے گاڑی کی دوسری طرف دیکھا تو یارڈ کی طرف کو آخری سے پہلی بوگی میں سے لوگ سامان بسترے اور دیگر اشیا باہر پھینک رہے تھے اس کے تھوڑی دیر بعد گاڑی

روانہ ہوگئی۔

اعجاز حسین بٹالوی۔ جرح

جرح کے جواب میں گواہ نے کہا کہ میں زمین دار ہوں اور میرے دو ٹرک ہیں، میرے ڈبہ میں اٹھارہ بیس افراد بیٹھے تھے۔ ہمیں پلیٹ فارم پر پتہ چلا تھا کہ ہمارے ڈبہ میں بیٹھے ہوئے وہ لڑکے جنھیں زخمی کر دیا تھا۔ طلبا تھے۔ زخمی طلبا نے ہمیں بتایا کہ جب ۲۲ مئی کو ہم یہاں سے گزرے تھے تو نعرے لگائے تھے، اس لیے اب سکیم بنا کر یہاں پر حملہ کیا گیا ہے۔

میں سرگودھا سے خانیوال اُترا اور وہاں سے کوئٹہ گیا جہاں سے ۱۳ جون کو پولیس نے مجھے یہ اطلاع دی کہ ہفتہ کوٹر بیونل کے روبرو میری شہادت ہے جب گاڑی چک جھمرہ پہنچی تو لڑکوں نے اعلان کیا کہ جب تک اعلیٰ حکام نہیں پہنچیں گے اور انکوائری نہیں ہوگی، گاڑی لائل پور سے آگے نہیں چلنے دیں گے چناں چہ جب لائل پور پہنچے تو بہت زیادہ ہجوم تھا۔ بہت زیادہ پولیس تھی۔ میں نے وہاں لائل پور سٹیشن پر لڑکوں کو ''احمدیت مردہ باد، مرزا غلام احمد قادیانی مردہ باد'' کے نعرے لگاتے سنا تھا۔ میں نے ربوہ میں ایسا کوئی نعرہ نہیں سنا تھا، میں نے لائل پور سٹیشن پر کسی کو مار پڑتے نہیں دیکھا۔

رفیق باجوہ۔ جرح

(جواب:) جب حملہ آور ڈبہ میں طالب علم کے متعلق پوچھنے کے لیے آئے تھے تو انھوں نے مجھے قسم دلوا کر لڑکے کے متعلق پوچھا تھا۔

ایم اے رحمٰن۔ جرح

(جواب) مجھے یہ علم نہیں کہ وہ لڑکا ہمارے ڈبہ میں کس جگہ سے بیٹھا جسے ربوہ میں مار پڑی۔ ہر شخص ڈبہ میں خوف زدہ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی منصوبہ بنا کر حملہ کیا گیا ہے اور کوئی لیڈر حملہ کا حکم دے رہا ہے۔ حملہ آور مارتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ آؤ تمھیں حوریں دیں۔

کرم الٰہی بھٹی - جرح

(جواب) میرے علم میں یہ بات نہیں کہ حملہ آوروں میں کوئی سرکاری ملازم بھی تھا۔ حملہ آوروں میں طالب علم اور شہری بھی تھے۔ میں نے حملہ آوروں میں کسی کو پیپلز گارڈ کی وردی میں ملبوس نہیں دیکھا۔

محمد دین، ایڈووکیٹ - جرح

(جواب) میں نہیں جانتا کہ اس روز شاہین آباد اور پنڈ رسول سے کتنے افراد میرے ڈبہ میں سوار ہوئے تھے۔

[ارباب عالم (طالب علم) کی شہادت]

میں احمدی نہیں ہوں۔ میں نشتر میڈیکل کالج ملتان سٹوڈنٹس یونین کا صدر ہوں۔ ہم نے سوات کے تفریحی دورہ کا ایک پروگرام بنایا اور ۲۲ مئی کو ملتان سے سوات کے تفریحی دورہ پر روانہ ہوئے۔ خیبر میل میں ہمیں ایک اضافی بوگی نہ مل سکی۔ لہذا ہم نے چناب ایکسپریس میں بوگی لی۔ پروگرام کے مطابق ایک دن ہم نے راول پنڈی مری جانا تھا اور اس کے بعد بس میں نوشہرہ جانا تھا، جہاں سے دوسری بس میں سوات جانا تھا۔ ہم نے ملتان سے ۱۲ بجے دوپہر کو سفر شروع کیا۔ بوگی میں کل ۱۵۰ طلبا سوار ہوئے۔ گو ہم نے اپنے اساتذہ کو بھی دعوت دی لیکن مصروفیت کی وجہ سے کوئی استاد ساتھ جانے پر راضی نہ ہوا۔ ۸۸ نشستوں کی بوگی ہمیں ملی۔ ہم سب لڑکے اس میں بیٹھ گئے۔ بوگی تھرڈ کلاس کی تھی جب ملتان سے گاڑی چلی تو اس میں پنکھا نہ تھا اور بجلی بند تھی۔ لائل پور ہم نے شکایت کی تو گارڈ نے کہا کہ سرگودھا میں ٹھیک کروا دیں گے جب گاڑی ربوہ کھڑی ہوئی تو پچیس تیس کے قریب لڑکے پلیٹ فارم پر اُترے۔ میں گاڑی میں ہی تھا اتنے میں مجھے نعروں کی آواز سنائی دی، میں نیچے اُترا اور وجہ پوچھی تو لڑکوں نے ایک آدمی کی طرف جو شلوار قمیص میں تھا۔ اشارہ کیا اور کہا کہ یہ آدمی ہم پر زبردستی تبلیغ کر رہا ہے اور ایک اخبار ہم میں تقسیم کر رہا ہے۔ میں نے ایک لڑکے کے ہاتھ میں ایک پھٹا ہوا اخبار بھی دیکھا جس پر روزنامہ **الفضل** لکھا تھا۔

اسی اثنا میں دس بارہ اور آدمی بھی وہاں جمع ہو چکے تھے، اس آدمی نے جو **الفضل** تقسیم کر رہا تھا، سامنے گراؤنڈ میں والی بال کھیلتے ہوئے لڑکوں کو آواز دی جن کی تعداد ۱۸ یا ۱۹ تھی۔ وہ بھی

پلیٹ فارم پر آ گئے۔ میں نے ان میں سے ایک آدمی کو جو معزز دکھائی دیتا تھا کہا کہ بھئی آپ جھگڑا کرانا چاہتے ہیں یا معاملہ کو نپٹانا چاہتے ہیں۔ اس نے کہا کہ معاملہ نپٹانا چاہتے ہیں اور جھگڑا نہیں چاہتے۔ اس پر میں نے اسے کہا کہ وہ اپنے آدمیوں کو کنٹرول کرے، میں طلبا کو کنٹرول کرتا ہوں۔ اس وقت میں نے اپنے لڑکوں سے کہا کہ ٹرین کے اندر چلے جاؤ۔ اسی اثنا میں گاڑی چل پڑی، گاڑی چل رہی تھی کہ پلیٹ فارم پر کھڑے ہوئے لوگوں نے پلیٹ فارم پر پتھراؤ کر دیا جس سے ایک پتھر مجھے بھی لگا۔ اس کے بعد میں نے دروازہ بند کر دیا اور لڑکوں سے کہا کہ وہ کھڑکیوں کے شٹر بھی گرا دیں چناں چہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔

سرگودھا میں گاڑی کے پنکھے اور بجلی ٹھیک کر دی گئی، ہم نے اپنے چار لڑکوں کو آگے انتظامات کے لیے بھیجا ہوا تھا چناں چہ پنڈی میں وہ ہمیں ملے۔ ہم پنڈی سے مری، مری سے واپس پنڈی پھر سوات اور وہاں سے پشاور گئے۔ ہم پشاور سے ملتان کے لیے ۲۸ مئی کی رات کو اپنی ریزرو بوگی میں واپس روانہ ہوئے۔ جب پشاور سے بیٹھے تو پھر ہماری بوگی میں نہ تو بجلی تھی نہ پنکھے تھے۔ گارڈ سے نوشہرہ میں ٹھیک کرانے کے لیے کہا۔ گارڈ نے کہا میں ٹھیک کراتا ہوں چناں چہ الیکٹریشن کو ڈھونڈ کر بجلی کا نظام ٹھیک کرایا گیا۔ واپسی پر مجھے یہ یاد نہیں رہا کہ لڑکے پورے سوار ہوئے یا کم، لیکن کسی صورت بھی ان کی تعداد بڑھی نہیں۔

نوشہرہ سے سرگودھا تک کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ سرگودھا میں گاڑی صبح کے وقت پہنچی۔ جب وہاں سے گاڑی چلی تو چھ نوجوان ہماری بوگی میں آ گئے، اس وقت کچھ طلبا میرے پاس آئے اور انھوں نے شک ظاہر کیا کہ یہ نوجوان جو ابھی چڑھے ہیں۔ مرزائی ہیں اور شرارت کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے طلبا سے کہا کہ وہ کوئی شرارت نہ کریں اور ان نوجوانوں کو بتا دیں کہ بوگی ریزرو ہے لہٰذا وہ کسی دوسرے ڈبہ میں چلے جائیں چناں چہ دوسرے سٹیشن پر جو شاہین آباد کا سٹیشن تھا۔ وہ اُتر گئے اور ہمارے پیچھے والی بوگی میں سوار ہو گئے، ہماری بوگی آخر میں تھی۔ جب گاڑی ربوہ ٹھہری تو میں نے دیکھا کہ لوگ پلیٹ فارم کی جانب سے اور دوسری اطراف سے گاڑی کے پچھلے حصہ کی جانب آ رہے ہیں۔ میں نے آخری بوگی کی طرف دیکھا اور سمجھا کہ شاید آخری بوگی میں کوئی سوار ہے جسے وہ اُتارنے کے لیے آ رہے ہیں لیکن پھر میں نے دیکھا کہ ان سب کے ہاتھوں میں ڈنڈے، آہنی مکّے اور دوسری چیزیں تھیں۔ میں نے سمجھا کہ شاید کسی کو مارنے آ رہے

ہیں۔ اس وقت تک مجھے یہ خیال نہ تھا کہ ہمیں مارنے آ رہے ہیں، جب وہ ہماری بوگی کے نزدیک آئے تو انھوں نے حملہ کر دیا اور کھڑکیوں پر زوردار حملہ کیا۔ اس پر ہمارے لڑکے چیخنے چلّانے لگے۔ میں نے لڑکوں سے کہا کہ دروازوں اور کھڑکیوں کے شٹر بند کردو اور گھبراؤ نہیں۔ ایک کھڑکی کا شٹر پوری طرح بند نہیں ہو رہا تھا۔ لہٰذا میں نے لڑکوں سے کہا کہ اس جانب بستر رکھ دو۔ وہ اس کھڑکی پر لاٹھیاں اور آہنی مکّے مار رہے تھے۔ اسی اثنا میں لڑکوں نے شور مچایا کہ حملہ آوروں نے بوگی کا آخری دروازہ توڑ دیا ہے اور اندر آ گئے ہیں۔ اس پر میں نے طلبہ سے کہا کہ وہ گھبرائیں نہیں بل کہ پچھلے چھوٹے کمپارٹمنٹ میں چلیں اور اسے بند کر دیں۔ اس اثنا میں پندرہ بیس آدمی اندر گھس گئے اور ان میں سے دو آدمیوں نے ہمارا سامان کھڑکیاں کھول کر گاڑی کے دونوں طرف باہر پھینکنا شروع کر دیا۔ باقی حملہ آور میری طرف آ گئے۔ میں اس وقت بوگی کے درمیانی حصہ میں تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ کیا کسی نے آپ کے ساتھ کوئی زیادتی کی ہے؟ اس پر ایک حملہ آور نے میرے ایک بیمار ساتھی کو جو اوپر کی برتھ پر لیٹا ہوا تھا۔ کھینچا اور مارنا شروع کر دیا۔ باقی حملہ آور میرے اردگرد جمع ہو گئے۔ وہ لڑکا نیچے گرا اور اُٹھ کر پچھلے کمپارٹمنٹ کی طرف بھاگ نکلا۔ حملہ آوروں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کا انچارج کون ہے؟ جب میں نے بتایا کہ میں انچارج ہوں تو انھوں نے میرے سر میں چائے کا ایک برتن مارا جو ہمارے ہی برتنوں میں سے اٹھایا ہوا تھا۔ میں چکرا گیا اور ساتھ والی کھڑکی پر ہاتھ رکھا۔ اسی اثنا میں پھر کسی نے مجھ پر حملہ کیا جس سے میں نیم بے ہوش ہو کر گر گیا۔ وہاں سے ان لوگوں نے چھوٹے ڈبے کا دروازہ کھولنے کی بھی کوشش کی اور ایک نے دروازہ پر ریوالور رکھ کر کہا کہ دروازہ کھولو ورنہ گولی چلا دی جائے گی، اتنی دیر میں باہر سے ایک آدمی جو شلوار قمیص میں ملبوس تھا اور اس نے ریوالور والے سے کہا کہ ابھی اس کے استعمال کا وقت نہیں آیا، اسی اثنا میں ایک اور طالب علم امین بھی زخمی حالت میں وہاں آ گیا اس کے سر سے خون بہہ رہا تھا وہ وہاں اسلامی جمعیت طلبا کا ناظم ہے۔ میں نے انھیں کہا کہ میں حرکت نہیں کر سکتا اس لیے آپ یہاں لیٹ جائیں۔ اس دوران میں نے نعروں کی آواز سنی جب نعروں کی آواز دُور ہو گئی تو چھوٹے کمپارٹمنٹ سے لڑکے نکل آئے، انھوں نے مجھے برتھ پر ڈالا۔ باہر جو لڑکے پڑے تھے ان کو ریلوے کا عملہ سوار کرا رہا تھا، انھوں نے کہا کہ آپ گھبرائیں نہیں، پانی پئیں۔ حملہ آور جا چکے

ہیں۔لڑکوں پر اس کے باوجود خوف طاری تھا۔لڑکوں کا خیال تھا کہ ٹرین کے چلنے پر وہ پھر انھیں ماریں گے۔لڑکے عموماً سٹیشنوں پر اُترتے تھے اور کھانے پینے کی چیزیں خرید کر گاڑی چلنے پر کسی نہ کسی ڈبہ میں سوار ہو جاتے تھے، کھانا تقسیم کرتے وقت بھی صحیح تعداد کا پتہ چلتا تھا، اس لیے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ جب ٹرین ربوہ پہنچی تو لڑکے ایک ہی ڈبہ میں تھے، مجھے ان لڑکوں کا نام معلوم نہیں جنھوں نے مجھے برتھ پر ڈالا تھا۔ کچھ لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ بوگی ٹرین سے علاحدہ کر کے لے جاؤ اور آگ لگا دو جو کوئی لینے والا آئے گا، لے جائے گا۔ جب ٹرین ربوہ آئی ہماری بوگی پلیٹ فارم پر نہ تھی جب ہم لائل پور پہنچے تو ڈسٹرکٹ اتھارٹی سٹیشن پر موجود تھی ہم میں سے ۱۳ کو سٹریچر پر لٹایا گیا پھر ایک برآمدہ میں بنچوں پر لٹا دیا گیا، وہاں ہمیں طبی امداد دینے کی کوشش کی گئی، ابھی ایک لڑکے کو امداد دی گئی کہ لڑکوں نے اپنے ایک سابقہ پروفیسر کو جو مرزائی تھا۔ دیکھ لیا۔ ان لڑکوں نے جو زخمیوں کے ساتھ تھے وہاں سے ابتدائی طبی امداد لینے سے انکار کر دیا، اس کے بعد وہ ڈاکٹر وہاں سے ہٹا دیا گیا اور جونیئر ڈاکٹروں نے ہمیں طبی امداد دی، میں نہیں کہہ سکتا کہ ان میں کوئی ریلوے ڈاکٹر تھا یا نہیں، پھر ہمیں سٹریچر پر ڈالا گیا اور پھر ایئر کنڈیشن کوچ میں ڈال دیا گیا تھا، وہاں ایک ڈاکٹر کو ہمارے ساتھ بٹھا دیا گیا اور گاڑی وہاں سے چل پڑی۔

بعد از دو پہر کا اجلاس

لائل پور میں ہم نے کسی کو پٹتے نہیں دیکھا پھر ملتان آ گئے جہاں سے مجھے سٹریچر پر ڈال کر ایمبولینس کے ذریعہ نشتر ہسپتال لے جایا گیا جہاں وارڈ میں داخل کر لیا گیا۔ اس کے بعد وہاں میرا طبی معائنہ ہوا، وہاں سے ہمیں ۱۱ جون کی صبح کو ڈسچارج کیا گیا جس ایمبولینس میں مجھے لے جایا گیا، اس میں وہ طلبا بھی تھے جنھیں سٹریچر پر ڈالا ہوا تھا۔ ہسپتال میں میرے علاوہ ۱۲ مزید طلبا داخل ہوئے۔

ایم اے رحمان۔ جرح

سوال: بوگی میں کتنے کمپارٹمنٹ تھے؟

جواب: تین حصے تھے، میں درمیان والے حصہ میں تھا۔

سوال: آپ نے ۲۲ مئی کو کیا نعرے سنے؟

جواب: ختم نبوت زندہ باد، مرزائیت مردہ باد، مرزائی ٹھاہ، نعرۂ تکبیر۔ اللہ اکبر اور اسلام زندہ باد

احسان وائیں۔ جرح

کیا ریلوے پولیس نے ۲۲ مئی کے واقعہ کو دیکھا یا اس کا کوئی نوٹس لیا؟

جواب: مجھے اس کا علم نہیں۔

سوال: ۲۹ مئی کو جب حملہ ہوا تو کوئی پولیس والا وہاں نظر آیا؟

جواب: میں نے تھوڑی دیر بعد جب باہر دیکھا تو حملہ آوروں کا جمگھٹا ہی دیکھا۔

مسٹر اعجاز بٹالوی کی جرح کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ میں نے میٹرک ۱۹۶۲ء میں اور ایف ایس سی میڈیکل ۴ سال بعد ۱۹۶۷ء میں پاس کیا۔ ایک سال فیل ہو گیا۔ دوسرے سال بیمار ہونے کی وجہ سے امتحان نہیں دے سکا۔ اس کے بعد میں نے ۱۹۶۸ء میں سلہٹ میڈیکل کالج میں داخلہ لیا، وہاں آزاد کشمیر کی نشستوں پر داخلہ لیا۔ سلہٹ سے مارچ ۱۹۷۱ء میں مغربی پاکستان واپس آ گیا۔ گواہ نے بتایا کہ ملتان میں میں نے ہسپتال داخل ہونے کے بعد ۳۰ مئی کو ایک پریس کانفرنس بلوائی اور اخبار نویسوں سے کہا کہ میں حلفیہ بتانے لگا ہوں کہ ربوہ میں کیا ہوا، میں نے تمام اہم باتیں پریس کانفرنس میں بتا دی تھیں تاہم اخبار والوں نے اسے صحیح رپورٹ نہیں کیا، اس دن سنسر لگ گیا تھا۔ اس لیے میں نے اس کی وضاحت کے سلسلہ میں کوئی بیان نہیں دیا۔ میرے دوست منور نے اخبار **امروز** کے دفتر فون کر کے یہ پوچھا تھا کہ پریس کانفرنس کی خبر کیوں صحیح نہیں چھپی، اس پر امروز ملتان والوں نے مجھے بتایا کہ اب تو سنسر لگ گیا ہے لہذا کوئی وضاحتی بیان بھی نہیں چھپ سکتا۔

میں نے ملتان میں روزنامہ **نوائے وقت** لاہور کے خصوصی نمائندہ کو فون نہیں کرایا۔ مجھے یہ صحیح یاد نہیں کہ ملتان میں متعین **نوائے وقت** کا نمائندہ موجود تھا یا نہیں کیوں کہ میں سب سے متعارف نہیں ہوں۔ وہاں پریس کانفرنس میں ۷، ۸ آدمی آئے۔ میں نے پریس کانفرنس میں یہ بتا دیا تھا کہ ۲۲ مئی کو ایک شخص تبلیغ کے لیے **الفضل** تقسیم کر رہا تھا لیکن دوسری صبح کو غالباً کسی اخبار نے یہ بات شائع نہیں کی تھی اور کانفرنس بہت مختصر شائع کی گئی تھی۔ اس مرحلہ پر مسٹر اعجاز بٹالوی

نے یکم جون ۱۹۷۴ء کے **نوائے وقت** لاہور میں شائع کردہ ایک خبر کو پڑھا جس میں ذکر تھا کہ ۲۲ مئی کو چناب ایکسپریس جب ربوہ ٹھہری تو ایک کوتاہ قد آدمی سے لڑکوں نے اپنی معلومات کے لیے جنت کے بارے میں پوچھا تو وہ آدمی طیش میں آ گیا اور گالیاں دینے لگا۔ جس پر طلبا نے ختم نبوت کے نعرے لگائے۔ گواہ نے کہا کہ یہ بیان انھوں نے دیا اور کہا کہ صحیح ہے۔ پریس کانفرنس میں نے طلبا کے نمائندہ کی حیثیت سے کی تھی اور اب بیان ذاتی طور پر دے رہا ہوں۔ میں نے متذکرہ واقعہ کا ذکر اس لیے ٹربیونل میں نہیں کیا کہ یہ واقعہ میرے ساتھ نہیں ہوا تھا بلکہ لڑکوں نے بتایا تھا۔ پہلے ۱۸ مئی کو جانے کے لیے ہم ۲۷ اطلبا و طالبات سٹیشن پر گئے اور وہی بوگی بک تھی جس میں ہم بعد میں گئے۔ ہم نے ریلوے کے ساتھ خط و کتابت کا ریکارڈ نہیں رکھا۔ ۱۸ مئی کو سفر اس لیے شروع نہ ہو سکا کہ میرے مخالفین اور یونین کے مابین فنڈز اکٹھے کرنے کا جھگڑا تھا۔ ہم ۷۵ روپے چندہ مانگتے تھے وہ ۶۵ روپے دیتے تھے، اس دن کوئی معاہدہ نہ ہو سکا۔ میرے مخالفین نے ڈبہ پر پہلے ہی قبضہ کر رکھا تھا، اس روز ایک استاد ڈاکٹر آفتاب بھی ہمارے ساتھ تھے۔ انھوں نے رائے دی کہ آج سفر نہ کرو اور لڑکیوں کو الگ چھوڑ کر الگ دوسرے کسی روز سفر کرو۔ لڑکیاں ایک گروپ میں تفریحی دورہ کر آئیں گی۔ ۱۸ مئی کو تکرار کے دوران دو طلبا کی ہاتھا پائی بھی ہوئی۔ ۲۲ مئی کو جب ہم چلے تو نہ کوئی لڑکی ہمارے گروپ میں شامل تھی اور نہ ہی کوئی استاد ان میں تھا۔

اس موقع پر مسٹر اعجاز بٹالوی نے **امروز** ملتان کی ۲۰ مئی کی ایک خبر پڑھی اور اس کی صحت کے بارے میں گواہ سے پوچھا، گواہ نے کہا یہ خبر غلط ہے۔ گواہ نے کہا کہ اس نے چھ ہزار روپے بھی یونین فنڈ سے وصول کیے تھے۔ میں نے اس خبر کی تردید نہیں بھیجی۔ ہم ۲۲ مئی کو لڑکیوں کو سوات کے تفریحی دورہ پر اس لیے نہیں لے گئے تھے کہ ہمارے پاس جگہ نہیں تھی۔ ہمارے کالج میں تین گروپ ہیں، ایک پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن کہلاتا ہے، ایک لبرل اور تیسرا اسلامی جمعیت طلبہ کا ہے۔

میں اس سلسلہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن کا تعلق کس پارٹی سے ہے تاہم نام سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ اس کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہو سکتا ہے۔ اسلامی جمعیت طلبا، طلبا کی ایک آزاد تنظیم ہے اور اس کا جماعت اسلامی سے کوئی تعلق نہیں۔ لبرل گروپ خود کو یہی کہتے

ہیں کہ آزاد ہیں۔ جب ہمارے الیکشن ہوئے تھے تو اس وقت کوئی ہنگامہ ہمارے کالج میں نہیں ہوا۔ جون میں الیکشن ہیلتھ سیکرٹری کی ہدایت پر منعقد نہیں ہوسکا تھا۔ ہدایت یہ تھی کہ تمام میڈیکل کالجوں کے آئین جب تک ایک جیسے نہیں بن جاتے، اس وقت تک الیکشن نہیں ہوسکتے۔ ہمیں بتایا گیا تھا کہ انتخابات تھوڑی دیر کے لیے ملتوی ہوں گے۔

سوال: کیا جرمنی سے کوئی ڈاکٹر نو کے بھی تقریر کرنے کے لیے آپ کے کالج میں آئے تھے اور کوئی ہنگامہ ہوا؟

جواب: جی ہاں۔ یونین کو بحال کرنے کا مطالبہ وہاں کیا گیا اور نعرے لگائے گئے۔

سوال: کیا آپ احسان باری اور ابراہیم کو جانتے ہیں؟

جواب: احسان باری کا تعلق اسلامی جمعیت طلبا سے ہے جب کہ ابراہیم کا تعلق لبرل گروپ سے ہے۔ کالج کی یونین کو بحال کرنے یا نئے الیکشن کرانے کے ضمن میں لبرل گروپ بھی اسلامی جمعیت طلبہ کے ساتھ تھا۔ ڈاکٹر نو کے کے ہنگامے کی خبر کی مذمت کا جو بیان امروز نے شائع کیا ـــ وہ غلط تھا۔ امروز، ملتان کا عملہ احسان باری کے خلاف ہے۔ اور احسان باری اسلامی جمعیت طلبا کے حامی ہیں۔ اس لیے امروز والے ان کے خلاف ہی خبریں شائع کرتے ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ جب گاڑی راول پنڈی پہنچی تو میں سویا ہوا تھا۔ مجھے یہ علم نہیں کہ راول پنڈی میں گاڑی کو کافی دیر کھڑا رہنا پڑا۔ کیوں کہ کچھ طلبا نے اوپر کی کلاس والی نشستوں پر قبضہ کر لیا تھا حالاں کہ ان کے پاس ٹکٹیں تھرڈ کی تھیں اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آتا تو ریلوے والے مجھ سے پوچھتے۔ نوشہرہ میں گاڑی کو نصف گھنٹہ اس لیے رُکنا پڑا کہ ہمارے ڈبے کے پنکھے اور بجلی درست کریں۔ اگر گاڑی وہاں سے چل پڑتی تو ہم مجبوراً گاڑی میں سوار ہو جاتے جیسا کہ ہم پشاور سے کرتے چلے آرہے تھے۔

۲۰ جون ۱۹۷۴ء

ربوہ کی 1033 ایکڑ اراضی قادیانیوں کے ہاتھ 10,340 روپے میں فروخت کی گئی تھی

لاہور، ۱۹ جون (سٹاف رپورٹر) واقعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹریبونل نے اب تک ۲۱ گواہوں

کے بیانات قلم بند کر لیے ہیں۔ آج نشتر میڈیکل کالج ملتان سٹوڈنٹس یونین کے صدر ارباب عالم پر جرح مکمل کی گئی جب کہ ٹرین ایگزامیز حسین بخش اور دو طالب علموں خالد اور آفتاب محمود کے بیانات قلم بند کیے گئے۔ آج کے اجلاس میں بعض وکلاء نے اپنی اپنی تنظیموں اور پارٹیوں کی طرف سے ربوہ ٹربیونل کے سلسلہ میں موقف پیش کیا۔ مسٹر رفیق باجوہ نے اپنی پارٹی کے موقف میں کہا کہ وقوعہ ربوہ اس سازش کی کڑی ہے، جس کے ذریعہ جماعت احمدیہ ملک میں انتشار پھیلا کر مارشل لاء لگوا کر عنانِ حکومت خود سنبھالنا چاہتی ہے۔ تحفظ ختم نبوت کی طرف سے پیش ہونے والے وکلاء قاضی محمد سلیم اور خلیل الرحمان نے یہ موقف پیش کیا کہ انگریزوں کے دور حکومت میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے نبی ہونے کا دعوی کیا تھا اور اس کا مقصد مسلمانوں کو آپس میں تقسیم کرنا تھا۔ وہی مہم آج بھی جاری ہے اور بھارت کے اشارہ پر قادیانی یہاں اکھنڈ بھارت کے قیام کے لیے کوشاں ہیں۔ وقوعہ ربوہ اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے اور ۱۹۵۳ء کے مقابلہ میں اب تک قادیانیوں نے خاصی طاقت حاصل کر لی ہے، فوجی طرز پر ان کی تنظیم قائم ہے، ان کا اپنا زرمبادلہ کا ذخیرہ ہے، حکومت میں ان کے آدمی تمام کلیدی آسامیوں پر فائز ہیں اور فوج میں بھی ان کے آدمی موجود ہیں۔

صبح کا اجلاس

افتخار احمد انصاری، ایڈووکیٹ جھنگ

ٹربیونل کے روبرو افتخار احمد انصاری ایڈووکیٹ جھنگ نے ایک درخواست پیش کی جس میں کہا گیا تھا کہ ربوہ کی زمین احمدیوں کو -/۱۰۳۴۰ روپے میں فروخت کرنے کے کاغذات اور معاہدات کے مسودات عدالت میں طلب کیے جائیں تاکہ عدالت یہ جان سکے کہ ان معاہدات کی کس حد تک خلاف ورزی ہو رہی ہے اور مزید برآں اس امر کی وجہ بھی معلوم کی جا سکے کہ آخر 1033 ایکڑ 7 کنال 8 مرلے زمین اتنی سستی کیوں دی گئی؟ فاضل جج نے درخواست کو ریکارڈ میں شامل کر لیا اور درخواست کنندہ کو بتایا کہ اگر انہیں بلانے کی ضرورت پڑی تو گواہی کے لیے بلا لیا جائے گا، درخواست کنندہ نے لکھا کہ معاہدہ کی رو سے تمام خالی زمین پر ۱۸ ماہ کے اندر تعمیر

مکمل کر لینی چاہیے تھی لیکن ایسا نہیں کیا گیا، ابھی تک خاصی زمین وہاں خالی پڑی ہے۔ اس طرح کالونیز ایکٹ کی خلاف ورزی کی گئی ہے اور جس مقصد کے لیے جن شرائط پر زمین حکومت نے دی اس کی پروا نہیں کی گئی، اسی طرح یہ شرط بھی تھی کہ انجمن احمدیہ اس زمین کو آگے کسی کے ہاتھ فروخت نہیں کرے گی، اس شرط کی بھی پرواہ نہیں کی گئی۔

اعجاز حسین بٹالوی۔ جرح

گواہ ارباب عالم صدر سٹوڈنٹس یونین نشتر میڈیکل کالج ملتان پر اعجاز حسین بٹالوی نے اپنی جرح مکمل کر لی، اس نے کہا کہ میں اسلامی جمعیت طلبا کا رکن نہیں بل کہ رفیق یعنی دوست ہوں۔ اسلامی جمعیت طلبا کا رکن ہونے کے لیے سب سے پہلے حمایتی بننا پڑتا ہے۔ اس کے بعد رفیق بنتا ہے پھر رکن بنتا ہے۔ ہم اسلامی جمعیت طلبا کے لیے رضا کارانہ بنیادوں پر چندہ اکٹھا کرتے ہیں کوئی مخصوص چندہ مقرر نہیں ہے۔ گواہ نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ڈاکٹر کی حیثیت سے میں کسی کے مذہب وغیرہ کا خیال رکھے بغیر اس کا علاج کروں گا۔

سوال: کیا آپ نے پستول چلنے کی آواز وقوعہ کے وقت سنی؟

جواب: جی نہیں۔

سوال: کیا آپ کو یاد ہے کہ جب آپ نشتر میڈیکل کالج میں زیر علاج تھے تو کون کون ملنے آیا؟

جواب: ایک صادق آباد کے ایم پی اے ملنے آئے، ایک وزیر صادق ملہی ہیں، وہ بھی ملنے آئے۔ ملتان مسلم لیگ کے صدر اور ان کے دیگر ساتھی بھی ملنے آئے۔ ایک دن امیر جماعت اسلامی میاں طفیل احمد بھی گئے۔ اس کے علاوہ طلبا کی یونینوں کے صدر اور عہدے دار ملنے کے لیے آتے رہے۔

سوال: کیا نشتر میڈیکل کالج میں احمدی طلبا بھی پڑھتے تھے؟

جواب: جی ہاں ہیں۔

سوال: کیا یہ درست ہے کہ وقوعہ ربوہ کے بعد نشتر میڈیکل کالج کے ہوسٹل میں مقیم احمدی طلبا کا سامان جلا دیا گیا۔

جواب: مجھے علم نہیں، میں ہسپتال میں زیر علاج تھا۔

سوال: آپ کب سے لاہور میں ہیں اور کیا اس وقوعہ کی تفصیلات پڑھتے رہے ہیں؟

جواب: گیارہ جون سے لاہور میں ہوں اور یہاں پر اخبارات کی سرخیاں پڑھتا رہا ہوں، تفصیلات نہیں۔ ہسپتال میں داخل رہنے کے دوران اخبارات کم ملتے تھے، میں نے انکوائری کی خبریں اس لیے تفصیلی طور پر نہیں پڑھیں کہ انکوائری میں غلط بیان بھی دیے جارہے اور یہ بیان بھی دیے جارہے تھے کہ ربوہ میں کچھ نہیں ہوا، جس سے مجھے کوفت ہوتی تھی۔ لہذا میں نے زیادہ تفصیل سے اخبارات پڑھنا مناسب نہیں سمجھا۔ میں عدالت میں ۱۲ جون کو ۵ منٹ کے لیے آیا تھا، میں یہ پتہ کرنے کے لیے آیا تھا کہ طلبا کی گواہیاں کب شروع کی جائیں گی۔ میں نے جب دیکھا کہ ابھی تو ریلوے کے ملازمین کی گواہیاں ہو رہی ہیں تو میں واپس چلا گیا۔ پرسوں یعنی ۱۷ جون کو میں پھر آیا اور اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل سے مل کر انھیں کہا کہ اب تو ریلوے ملازمین کی گواہیاں ختم ہونے والی ہیں لہذا اب پتہ کریں کہ ہماری گواہیاں کب شروع ہوں گی، میں نے لاہور میں قیام کے دوران ۱۳ جون کو سینٹ ہال میں تقریر بھی کی، وہاں دیگر طالب علم لیڈروں نے بھی تقریریں کیں، اخبار میں سینٹ ہال کی میٹنگ کے بارے میں جو کچھ شائع ہوا ہے۔وہ صحیح ہے لیکن اس میں شائع شدہ فیصلوں کا تعلق پنجاب سٹوڈنٹس کونسل سے ہے۔

سوال: کیا آپ کے ساتھ بعض دیگر طلبا بھی آئے؟

جواب: جی ہاں، چھ طلبا میرے ساتھ آئے۔

سوال: خانیوال کے سٹیشن پر کیا واقعہ ہوا ہے؟

جواب: ہم نے گارڈ سے کہا کہ ہم نے ناشتہ نہیں کیا ہے، ہمیں لڑکوں کو ناشتہ کرا لینے دو۔ گارڈ نے کہا کہ ناشتہ کرلو لیکن جب ہم سٹیشن کے ریفریشمنٹ میں ناشتہ کرنے گئے تو گاڑی چلا دی گئی، اس پر ہم سٹیشن ماسٹر کے پاس آئے اور اس سے یہ پیغام ساہیوال بھیجنے کے لیے کہا کہ جب تک دوسری گاڑی سے ساہیوال نہیں پہنچتے، غزالہ ریل کار کو ساہیوال میں کھڑا رکھا جائے کیوں کہ ہمارا تمام سامان گاڑی میں ہی ہے، چناں چہ ہم دوسری گاڑی میں ساہیوال پہنچے تو غزالہ ریل کار وہاں کھڑی تھی چناں چہ ہم سوار ہو گئے۔

فاضل جج

سوال: آپ کے ساتھ تفریحی دورے میں کوئی احمدی طالب علم بھی گیا؟

جواب: جی نہیں۔ البتہ ایک احمدی طالب علم ہمارے ساتھ گاڑی میں گیا اور جب گاڑی ربوہ سے چلی تو میں نے اس کا پتہ کیا تا کہ لڑکے اسے تنگ نہ کریں لیکن معلوم ہوا کہ وہ پیچھے اُتر گیا ہے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ چنیوٹ میں اُترا یا ربوہ میں؟ گواہ ارباب عالم نے مسٹر ایم اے رحمان کی جرح کے دوران عدالت میں وہ خط پیش کیا جو کالج یونین کے جنرل سیکرٹری کی طرف سے بھیجا گیا تھا، گواہ نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ یونین کے خطوط کا باقاعدہ ریکارڈ نہیں رکھا جاتا، البتہ صدر یا سیکرٹری اپنے طور پر خطوط رکھ لیتے ہیں۔ گواہ نے کہا کہ اس کے پاس اس خط کی نقل نہیں ہے جو انھوں نے ۱۰ مئی کو ریلوے حکام ملتان کو بوگیوں کو ریزویشن کے لیے لکھا، اس طرح ریلوے نے جس خط میں یہ جواب دیا ہے کہ خیبر میل کے ساتھ اضافی بوگی نہیں لگائی جاسکتی، اس کی نقل اس کے پاس نہیں ہے کیوں کہ اسے سوات میں ناکارہ سمجھ کر اس نے پھاڑ دیا تھا۔

رفیق احمد باجوہ۔ جرح

سوال: اس احمدی لڑکے کا کیا نام ہے جو ملتان سے گاڑی میں آپ کے ساتھ گیا اور پھر ربوہ یا چنیوٹ میں اُتر گیا؟

جواب: اس کا نام ابرار احمد ہے اور سال دوم کا طالب علم ہے۔ نشتر میڈیکل کالج ملتان میں ۱۴، ۱۵ احمدی طالب علم داخل ہیں ایسا کوئی مطالبہ یا فیصلہ نہیں کیا گیا تھا کہ احمدی طلبا کو تفریحی دورہ پر ساتھ نہ لے جایا جائے، کالج کے تمام احمدی طلبا کا تعلق پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن سے ہے جن طلبا نے ۱۸ مئی کو ہماری ریزرو بوگی پر قبضہ کر لیا تھا وہ بھی ہمارے ساتھ تھے۔ تفریحی دورے میں طلبا کا کوئی باہمی جھگڑا نہیں ہوا، سفر کے دوران ابرار احمد کے ساتھ بھی کوئی زیادتی وغیرہ نہیں کی گئی۔

سوال: کیا ۲۹ مئی کو طلبا کے علاوہ گاڑی کے کسی مسافر کو بھی مارا گیا؟

جواب: جی نہیں۔ صرف طلبا کو مارا گیا اس سے قبل ۲۲ مئی کو طلبا میں ہی تبلیغ کے لیے

الفضل تقسیم کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔

سوال: پٹائی کے اس واقعہ کے کیا محرکات ہو سکتے ہیں؟

جواب: جہاں تک میری رائے ہے میں سمجھتا ہوں کہ فوج کو استعمال کرنے کے لیے مرزائیوں نے یہ راستہ بنایا تھا، انھوں نے طلبا کو چنا، صاف ظاہر ہے کہ طلبا کی پٹائی ہو گی اور پورے ملک میں شور اُٹھے گا، بدامنی پھیلے گی اور مرزائیوں کے فوج میں جو جنرل ہیں وہ بھی ہمدردی کریں گے، غیر ملکی پریس میں شور اُٹھے گا، مارشل لاء نافذ کرانے کی کوشش کی جائے گی اور پھر مرزائی فوج کے ذریعہ حکومت پر قبضہ کر لیں گے۔

فاضل جج نے اس سے پوچھا کہ ایسا سوچنے کے لیے اس کے پاس کیا عوامل ہیں یا کیا وجوہات ہیں؟

گواہ نے کہا کہ بعد کے واقعات میری بات کی تصدیق کرتے ہیں۔

سوال: آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ فوج کے آنے سے مرزائی برسراقتدار آجائیں گے؟

جواب: فوج میں جنرل ٹکا خان کے بعد باقی کم از کم چار پانچ جنرل مرزائی ہیں حتی کہ بعض کور کمانڈر بھی مرزائی ہیں لہذا میں سمجھتا ہوں کہ فوج کے آنے سے مرزائی برسراقتدار آجائیں گے۔ اسی طرح ۲۹ مئی کو جن طلبا کو پیٹا گیا تھا، ان میں سے ایک نے مجھے بتایا کہ جب اسے پیٹا جا رہا تھا تو مارنے والوں نے کہا کہ انھیں اقلیت میں سمجھنا غلط ہے وہ اس ملک پر حکومت کر کے دکھائیں گے۔

رفیق باجوہ۔جرح

سوال: کیا آپ کو علم ہے کہ سابقہ ایئر مارشل ظفر چودھری کسی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے؟

جواب: وہ احمدی تھے اور انھیں ہٹا دیا گیا تھا۔ میرا یقین ہے کہ اس واقعہ سے ایئر مارشل ظفر چودھری کے ہٹائے جانے کا بھی تعلق ہے کیوں کہ احمدی سمجھ رہے تھے کہ اب آہستہ آہستہ حکومت سب اعلیٰ افسروں کو ہٹا دے گی لہذا وہ چاہتے تھے کہ باقیوں کو ہٹائے جانے سے قبل ملک میں بدامنی پیدا کی جائے۔ یہ صحیح ہے کہ جب سے پیپلز پارٹی برسراقتدار آئی وہ طلبا کے

خلاف ہوگئی اور طلبا پر ایسے ظلم وستم توڑے گئے جس کی اجازت کسی بھی مہذب ملک میں نہیں ہوتی۔

محمد دین ایڈووکیٹ

یحییٰ کی حکومت میں ۱۹۷۰ء میں یہ خبر شائع ہوئی کہ گلبرگ کی ایک کوٹھی سے وائرلیس سیٹ برآمد ہوا ہے جس شخص کی کوٹھی سے یہ سیٹ برآمد ہوا، وہ ایم ایم احمد کا آدمی تھا۔ کیا اس خبر کے بارے میں آپ کا کوئی علم ہے۔

جواب: جی ہاں! یہ خبر میری نظر سے گزری ہے، ٹریبونل نے محمد دین ایڈووکیٹ کو یہ ہدایت کی کہ وہ اس سلسلہ میں ایک درخواست لکھ کر دیں تا کہ اس سلسلہ میں جو مقدمہ وغیرہ درج ہوا تھا، اس کا ریکارڈ منگوایا جاسکے۔

مرزا نصیر احمد

سوال: جمعیت اسلامی طلبہ میں کون کون سے لوگ شامل ہیں اور انھوں نے ووٹ کس جماعت کو دیے تھے؟

جواب: پی ڈی پی (مسلم لیگ) جماعت اسلامی، جمعیت علمائے اسلام اور جمعیت علمائے پاکستان کے امیدواروں کو ووٹ دیے گئے تھے۔

[حسین بخش (ٹرین ایگزامینر ملتان، کینٹ) کی شہادت]

میں احمدی نہیں ہوں۔ میں نے ۱۲ جون ۱۹۷۴ء کو بوگی نمبر ۴۰۵۵ یوٹی وائی کا معائنہ کیا۔ یہ بوگی ۱۲ ڈاؤن چناب ایکسپریس سے ۲۹ مئی کو الگ کی گئی تھی۔ یہ رپورٹ اس بوگی کی مرمت کرنے کے لیے بنائی گئی تھی۔ پولیس نے چوں کہ یہ ہدایت کی ہے کہ بوگی کی ابھی مرمت نہ کی جائے کیوں کہ ابھی اسے معائنہ کے لیے کھلا رکھنا ہے۔ لہٰذا ابھی تک یہ بند کھڑی ہے۔ میں نے عبدالستار ایس ایچ او کی موجودگی میں بوگی کا معائنہ کیا۔ رپورٹ ہمارے انوینٹری بک کی ہے۔

گواہ نے اپنی رپورٹ کی تفصیلات عدالت کو بتائیں اور رپورٹ کی نقل عدالت میں پیش کر دی جب میں نے بوگی کا معائنہ کیا تو اس میں کوئی سامان نہ تھا البتہ ٹوٹے ہوئے شیشے اور پتھر بکھرے پڑے تھے جو ایس ایچ او نے اکٹھے کر لیے۔

گواہ نے عاصم جعفری کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ٹرین ایگزامینر نے بھی میری رپورٹ دیکھی ہے کیوں کہ رپورٹ انھیں پیش کی گئی تھی۔ گواہ نے کہا کہ ۳۰ مئی کو بھی گاڑی کا معائنہ انھوں نے کیا تھا۔ ۳۰ مئی کو جب رپورٹ بنائی تو اس میں گاڑی کی بوگی کی نااہلیت کے بارے میں بھی لکھا تھا لیکن ۱۲ جون کو صرف وہ نقصان لکھا جو محض ہنگامے کی وجہ سے ہوا تھا۔

مبشر لطیف۔ جرح

سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ آج کل جو گاڑیاں آ رہی ہیں وہ زیادہ تر ٹوٹی ہوئی ہیں؟
جواب: کبھی کبھی کوئی گاڑی ٹوٹی ہوئی آ جاتی ہے۔
سوال: جب کوئی بوگی گاڑی کے ساتھ لگاتے ہیں تو اسے چیک اپ کر کے لگاتے ہیں یا نہیں؟

جواب: جی ہاں۔ صرف صحیح بوگی جو چلنے کے قابل ہو، گاڑی کے ساتھ لگائی جاتی ہے۔ الیکٹرک کا عملہ الگ ہوتا ہے تاہم بوگی کا معائنہ الیکٹرک سٹاف اور ہمارا سٹاف دونوں کرتے ہیں۔ ہمارا سٹاف کسی نئی بوگی کو گاڑی کے ساتھ لگانے کے سلسلہ میں ''Fit to Run'' (دوڑنے کے لیے صحیح ہے) کا سرٹیفکیٹ متعلقہ اے ایس ایم کو جاری کرتا ہے۔ الیکٹرک سٹاف کو بھی یہ اطلاع دے دی جاتی ہے کہ فلاں بوگی لگائی گئی ہے جس پر ان کی یہ ڈیوٹی ہو جاتی ہے کہ وہ بوگی کو چیک کریں۔

خاقان بابر۔ جرح

جب گاڑی چلتی ہے تو نئی بوگی لگنے والی کا معائنہ کیا جاتا ہے اور اس کے صحیح ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے، اسی طرح جب گاڑی اپنی منزل مقصود پر پہنچ جاتی ہے تو وہاں بھی اسے چیک کیا جاتا ہے۔

[آفتاب محمود، (طالب علم) کی شہادت]

میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کا سال چہارم کا طالب ہوں اور احمدی نہیں ہوں، میرا تعلق

گلگت سے ہے اور میں ناردرن ایریا فرنٹیر سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کا سوشل سیکرٹری ہوں۔ میں دیگر طلبہ کے ساتھ ۲۲ (مئی) کو چناب ایکسپریس کے ذریعہ سوات کے تفریحی دورے کے لیے روانہ ہوا۔ ربوہ سٹیشن پر میں اور میرے بعض دیگر ساتھی پلیٹ فارم پر اُترے۔ اُترنے تک مجھے علم نہیں تھا کہ یہ سٹیشن ربوہ ہے مجھے دوسرے طلبا نے بتایا کہ یہ ربوہ سٹیشن ہے۔ پلیٹ فارم پر دس بارہ اور آدمی بھی کھڑے تھے۔ ایک آدمی جس کی عمر ۳۵/۳۰ سال تھی ہمارے پاس آیا اس کے پاس الفضل اخبار کی کاپیاں تھیں۔ اس نے تین چار کاپیاں لڑکوں میں تقسیم کیں۔ مجھے بھی ایک اخبار دیا لیکن میرے دوست نے بتایا کہ یہ اخبار مرزائیوں کا ہے، میں نے اس پر اس اخبار کو پھاڑ دیا۔ اس پر وہ آدمی جو وہاں پہلے سے موجود تھے وہاں آئے، اس اثنا میں دوسرے لڑکوں نے اخبار پھاڑ دیے، اس سے چوں کہ ہمارے جذبات مجروح ہوئے تھے، ہم نے وہاں نعرے لگائے جن میں نعرہ تکبیر اللہ اکبر، اسلام زندہ باد، مرزائیت مُردہ باد کے نعرے شامل تھے۔ کچھ اور لوگ بھی جو نزدیک والی بال کھیل رہے تھے وہاں اکٹھے ہوگئے اور تیس پینتیس کا مجمع ہوگیا۔ ہماری یونین کا صدر ارباب عالم ابھی تک اندر تھا جب نعرے لگنے شروع ہوئے تو انھوں نے باہر دیکھا اور ہمارے پاس آئے اور کہا کہ تمام لڑکے بوگی میں سوار ہو جائیں چناں چہ سب بوگی میں آگئے اور گاڑی پلیٹ فارم سے چلنا شروع ہوئی۔ ہمارے صدر ارباب اس وقت دوڑتے ہوئے گاڑی میں چڑھے۔ اتنے میں ارباب نے کہا کہ کھڑکیاں بند کردیں، پلیٹ فارم کی طرف سے پتھراؤ ہو رہا ہے۔

ارباب نے مجھے بتایا کہ ایک پتھر انھیں بھی لگا ہے۔ ارباب صاحب نے کہا کہ کھڑکیاں دروازے بند کردو چناں چہ ہم نے دروازے اور کھڑکیاں اندر سے بند کرلیں۔

(۲۹ مئی کو واپسی پر جب ٹرین ربوہ پہنچی) میں دروازے کے قریب ہی اپنی نشست پر بیٹھ گیا میری نشست یارڈ کی طرف تھی، باہر بہت بڑا مجمع تھا اور شور پیدا ہو رہا تھا، اندر ہم سب لوگ سہمے ہوئے تھے۔ میں نے جو دروازہ بند کیا اسے باہر سے کھولنے کی کوشش کی جارہی تھی چناں چہ کافی زور لگا کر حملہ آوروں نے دروازہ کھول لیا اور اندر آگئے، ان کی تعداد ۱۶/۱۵ کے قریب تھی جب وہ اندر داخل ہوئے تو ایک نے مجھے ہاکی ماری، اس پر میں پیچھے ہٹا اور ارباب کو بتایا کہ لوگ اندر داخل ہوگئے ہیں۔ ہاکی میری کمر کے بائیں حصہ میں لگی، میں ہٹ کر پیچھے آگیا

،لوگ اندر آ گئے، میں نے سنا کہ کوئی شخص ارباب سے یہ پوچھ رہا ہے کہ آپ کا انچارج کون ہے؟ دو آدمی میری طرف بڑھے، ایک کے پاس سائیکل کا چین تھا اور ایک کے پاس ڈنڈا تھا، انھوں نے باہر کا ایک دروازہ بھی کھول دیا، ایک نے سائیکل کی چین ماری جو میرے ہاتھ پر لگی وہاں سے دو تین آدمی اس ڈبے میں چڑھے ان میں سے ایک نوجوان وہی تھا جو سرگودھا میں ہمارے ڈبہ میں سوار ہوا تھا، وہ مجھے مارنے لگے مجھے لاٹھیاں بھی ماریں جو خالی ہاتھ تھا وہ مکّے مارتا رہا، میری عینک گر گئی، میرا سر لیٹرین کے دروازے سے کئی بار ٹکرایا، میرا سر چکرانے لگا اور میں گرنے لگا تاہم بہ مشکل تمام میں نے خود کو سنبھالا۔ اس دوران میری پتلون بھی پھٹ گئی اس کے بعد میرے ان ساتھیوں نے مجھے اپنے کمپارٹمنٹ میں کھینچ لیا جو بوگی کے آخری حصہ میں تھے، ہم نے پھر دروازہ بند کر دیا گو باہر سے اسے کھولنے کے لیے خاصا دباؤ ڈالا جاتا رہا۔ میں نے باہر سے آواز سنی جس میں کوئی کہہ رہا تھا کہ دروازہ کھولو ورنہ میں پستول چلاؤں گا ہم نے دروازہ اس پر بھی نہ کھولا۔ میرے ساتھیوں نے مجھے نیچے کی برتھ پر لٹا دیا کیوں کہ میرے بدن میں درد ہو رہا تھا، اس وقت میں نے نعرے سنے جو یہ تھے:

"احمدیت زندہ باد، محمدیت مردہ باد، نشتر کے مسلے مردہ باد، مرزا غلام احمد زندہ باد"

بعد از دوپہر کا اجلاس

سوال: جب ۲۹ مئی کو چناب ایکسپریس واپس آئی تو سرگودھا میں کوئی خاص بات دیکھی؟

جواب: جی نہیں، البتہ جب گاڑی وہاں سے چلی تو سرگودھا سے چند نوجوان جو ہمارے طلبہ نہیں تھے، ہماری بوگی میں سوار ہوئے وہاں سے تقریباً چھ نوجوان سوار ہوئے۔ وہ ہماری بوگی کے آخری دروازہ میں چڑھے۔ میرے پوچھنے پر ان طلبہ نے بتایا کہ وہ پولی ٹیکنک انسٹی ٹیوٹ راولپنڈی کے طلبہ ہیں اور ربوہ جا رہے ہیں۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کہاں پڑھتے ہیں تو میں نے بتایا کہ ہم نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ ہیں اور سوات کے تفریحی دورہ سے واپس آ رہے ہیں۔ میں نے انھیں بتایا کہ ہماری ریزرو بوگی ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ مرزائیوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ وقت آنے پر لوگ خود فیصلہ کریں گے۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا تھا کہ کیا دوسری بوگیوں میں بھی طلبا ہیں جس پر میں نے انھیں بتایا

تھا کہ دوسرے ڈبوں میں بھی بعض طلبا سوار ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اس بوگی میں آپ سوار کیوں ہوئے تو ان لڑکوں نے بتایا کہ دوسرے کسی ڈبہ میں جگہ نہیں مل رہی تھی اس لیے یہاں آ گئے۔ میں نے انھیں بتایا کہ یہ ڈبہ ریزرو ہے، اس میں ہمارا سامان کراکری وغیرہ ہے، اس لیے اگلے سٹیشن پر اس ڈبہ سے اُتر جائیں چناں چہ اگلے سٹیشن پر وہ اُتر گئے۔ میں نے اس بارے میں اپنے صدر ارباب عالم کو بھی بتا دیا۔ جب تک دوسرے سٹیشن سے ٹرین نہیں چلی وہ وہیں رہے اور پھر دوسرے ڈبہ میں چڑھ گئے۔ جب گاڑی ربوہ کی حدود میں داخل ہوئی تو میں نے دیکھا یارڈ کی طرف سے لوگ بھاگ کر ٹرین کی جانب آ رہے ہیں، پلیٹ فارم کی طرف سے بھی لوگ ہماری بوگی کی طرف دوڑ رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں لاٹھیاں، ہتھوڑیاں، سائیکل چین اور ہاکیاں تھیں جوں ہی گاڑی کھڑی ہوئی ان لوگوں نے ہمارے ڈبہ پر حملہ کر دیا۔ میں نے کچھ دیر بعد ایک پولیس والے کو بھی اپنے ڈبہ میں دیکھا مجھے علم نہیں کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ وہاں سے اس کے بعد گاڑی چل پڑی اور میں بے ہوش ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد مجھے ہسپتال میں ہوش آئی۔ اس عرصہ میں میں بے ہوش رہا۔ ۳۰ مئی کی صبح کو مجھے دوبارہ ہوش آیا تو میں نے دوسرے طلبہ کی خیریت دریافت کی۔ مجھے اس وقت پتہ چلا کہ میرا سر مونڈھ دیا گیا ہے حالاں کہ اس سے قبل سر پر بال تھے۔ پوچھنے پر ڈاکٹروں نے بتایا کہ اگر مزید کچھ دیر ہوش میں نہ آتے تو ہم آپ کی کھوپڑی کھولنے والے تھے اور اس کی تیاری کے لیے سر پر شیو کرائی تھی۔

اعجاز بٹالوی۔ جرح

سوال: جب کل ارباب کا بیان ہو رہا تھا تو کیا آپ کمرہ عدالت میں موجود تھے؟

جواب: جی ہاں، آج اور کل میں کمرۂ عدالت میں موجود تھا، اس وقت رفعت باجوہ اور خالد عبداللہ بھی عدالت میں موجود ہیں جنھوں نے عدالت میں گواہی دینی ہے۔

۲۱ جون ۱۹۷۴ء

لاہور، ۲۰ جون (سٹاف رپورٹر) واقعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل جج مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی نے مزید تین طالب علم گواہوں محمد فاروق، رفعت حیات باجوہ اور محمد امین کے

بیانات قلم بند کیے۔ تینوں طلبا کا تعلق نشتر میڈیکل کالج ملتان سے ہے اور وقوعہ کے روز وہ بھی تفریحی دورہ پر جانے اور آنے والے طلبا میں شامل تھے۔ گواہوں نے بتایا کہ ربوہ میں واپسی پر ان پر کیا جانے والا حملہ اتنا اچانک تھا کہ طلبا کو کچھ سمجھ نہ آئی اور وہ خوف کے مارے ادھر اُدھر بھاگنے اور چھپنے لگے۔ اس دوران جو طلبا حملہ آوروں کے ہاتھ لگے انھیں خوب تشدد کا نشانہ بنایا گیا جب کہ کچھ طلبا نے ایک چھوٹے سے کمپارٹمنٹ میں اور غسل خانوں میں گھس کر جان بچائی۔

گواہ: محمد فاروق، طالب علم نشتر میڈیکل کالج

میں قادیانی نہیں ہوں، نشتر میڈیکل کالج کا طالب علم ہوں۔ میں بھی سوات کے تفریحی دورہ پر گیا تھا۔ ربوہ سٹیشن پر جب گاڑی ۲۲ مئی کو رُکی تو کچھ طلبا بھی اُترے۔ وہاں ان میں قادیانیوں کا لٹریچر تقسیم کرنے کی کوشش کی گئی لیکن لڑکوں نے نعرے لگائے اس پر وہاں کے لوگوں نے ہماری بوگی پر پتھراؤ شروع کر دیا جس سے ہم نے کھڑکیوں کے شیشے بند کر دیے۔ گاڑی اسی وقت چل دی جب ۲۹ مئی کو واپس آئے تو سرگودھا سٹیشن پر کچھ لوگ ہماری بوگی میں بیٹھے۔ میں سیکنڈ کلاس کمپارٹمنٹ میں بیٹھا تھا۔ میرے ساتھ تقریباً دس طالب علم اور بھی تھے جب گاڑی ربوہ پہنچی تو میں نے دیکھا کہ ربوہ میں پلیٹ فارم اور دوسری سائیڈ پر لوگوں کا بے پناہ ہجوم ہے اندازاً تین چار ہزار کا مجمع ہوگا، ہماری بوگی تقریباً درمیان میں تھی، ان پانچوں آدمیوں نے جو سرگودھا سے چڑھے تھے دوسرے لوگوں کو وہاں بلانا شروع کر دیا اس پر ہمیں خطرہ کا اندازہ ہوا۔ ہم نے دروازے بند کر دیے اس پر معاً حملہ آور گروہ ہمارے کمپارٹمنٹ کی طرف آ گیا اور زبردستی دروازہ کھولنے کی کوشش کی۔ ایک شٹر خراب تھا چناں چہ اس سے حملہ آور اندر آ گئے اور انھوں نے ڈنڈے سے سب لڑکوں کو مارنا شروع کر دیا۔ مجھے تقریباً دس پندرہ آدمیوں نے پکڑ لیا اور مارنا شروع کر دیا۔ کچھ طلبا غسل خانوں میں گھس گئے۔ مجھے ڈنڈوں، چین اور ہنٹر اور مکّوں سے مارا گیا، مجھے سر پر زخم آئے پھر مارنے والے چلے گئے۔ میں تھرڈ کلاس کے ایک ڈبہ میں چھپ گیا تاکہ کہیں مجھے وہ پھر نہ مارنا شروع کر دیں۔ گاڑی چلنے سے قبل وہاں جو نعرے لگائے جا رہے تھے ان میں ''احمدیت زندہ باد، ختم نبوت مردہ باد، نشتر کے مُسلے مردہ باد'' جب گاڑی چلی تو تھوڑی دیر بعد پھر کھڑی ہو گئی لیکن اس کے کچھ دیر بعد پھر چل پڑی اور دریا کے پل کے قریب رُکی جو ربوہ سے تھوڑی دُور ہے۔ مجھے کوئی فرسٹ ایڈ نہیں ملی وہاں میری مدد کے لیے نہ تو کوئی

پولیس والا آیا اور نہ ہی کوئی ریلوے والا آیا۔ چنیوٹ میں یہ دیکھنے کے لیے اُترا کہ آیا کوئی طالب علم بچا بھی ہے یا نہیں؟ وہاں میں نے بہت سے طلبا کو دیکھا جو ساتھیوں کو ڈھونڈ رہے تھے وہ مجھے طلبا کی بوگی کی طرف لے گئے۔ چنیوٹ میں میرے زخموں پر لڑکوں نے دوائی لگائی پھر گاڑی لائل پور پہنچی تو وہاں پر ڈاکٹروں نے ہمیں فرسٹ ایڈ دی۔ لائل پور سے ہمیں ایئر کنڈیشنڈ کوچ میں ملتان لے جایا گیا اور پھر نشتر ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ مجھے چھ جون کو ڈسچارج کیا گیا۔ ہسپتال سے فارغ ہونے کے بعد میں نے پڑھا کہ ٹربیونل قائم کر دیا گیا ہے۔ میں پانچ چھ روز بعد لاہور آیا اور اپنی گواہی کا پتہ کر کے واپس گھر رینالہ خورد چلا گیا وہاں سے آج صبح لاہور آیا ہوں۔ مجھے ارباب عالم صدر سٹوڈنٹس یونین نے یہاں آنے کے لیے تار بھیجی تھی۔ اس سے قبل پولیس میرے پاس تفتیش کے لیے بھی بیان لینے نہیں آئی۔

جرح۔اعجاز بٹالوی

سوال: کیا آپ نے اپنا پتہ جماعت اسلامی کے رکن کو دیا تھا؟

جواب: جی نہیں۔ میں نے نہیں دیا تھا۔

سوال: آپ سیکنڈ کلاس کی بوگی میں کیوں بیٹھ گئے تھے؟

جواب: ہمارے ڈبہ میں لائٹ نہیں تھی اور پنکھے نہیں چل رہے تھے اس لیے ہم مجبوراً سیکنڈ کلاس میں بیٹھ گئے تاہم ہم نے ریلوے کے ایک ملازم کو اس کی اطلاع دی تھی اور اسے کہا تھا کہ اگر کوئی مسافر سیکنڈ کلاس کا آ گیا تو ہم ڈبہ چھوڑ دیں گے۔

سوال: کیا آپ کے ڈبہ میں کوئی اور مسافر بھی بیٹھا؟

جواب: پشاور سے کوئی نہیں چڑھا البتہ راول پنڈی میں کچھ لوگ ہمارے ڈبہ میں سوار ہوئے جو سرگودھا اُتر گئے۔ سرگودھا سے صرف متذکرہ پانچ افراد ہی چڑھے۔ سرگودھا سے جب پانچ نوجوان ہمارے ڈبہ میں آئے تو ہمیں ان پر کوئی شک نہ ہوا۔ سیکنڈ کلاس کے اس کمپارٹمنٹ میں دروازہ پر اندر کی طرف سے کوئی کنڈی نہیں تھی لہذا ہم اسے اندر سے بند نہیں کر سکتے تھے۔ ۲۲ مئی کو ہماری بوگی انجن سے ملحقہ تھی اور نعرے تھوڑا سا پیچھے کی طرف لگے۔ مجھے جب بوگی کے اندر مارا گیا تو اندازاً دس پندرہ آدمیوں نے مارا ہو گا لیکن جب پلیٹ فارم پر مارا گیا تو زیادہ لوگوں نے مجھے مارا، مجھے ہنٹر پشت پر لگے جس سے جسم پر نشان پڑ گئے لیکن ڈاکٹروں نے اسے

نوٹ نہیں کیا۔ میں نے اپنے نشانات ڈاکٹر محمد زبیر چودھری میڈیکل افسر نشتر ہسپتال کو دکھائے تھے جب میں تھرڈ کلاس بوگی میں داخل ہوا تو مارنے والے مجھے دیکھ رہے تھے۔ انھوں نے خود ہی کہا تھا کہ اب اسے زیادہ نہ ماریں۔ لاہور میں جب میں اپنی گواہی کا پتہ کرنے آیا تھا تو پانچ دس منٹ تک عدالت میں رہا۔

ناصر احمد۔ جرح

سوال: جب آپ مری گئے تھے تو کیا آپ کو فاطمہ جناح میڈیکل کالج کی لڑکیاں بھی ملی تھیں؟

جواب: جی ہاں، لڑکوں نے بتایا کہ آئی ہوئی ہیں۔

سوال: سوات میں آپ کہاں کہاں گئے؟

جواب: ہم سیدو شریف ٹھہرے تھے، منگورہ، بحرین گئے تھے۔

سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ سوات میں ناجائز اسلحہ ملتا ہے؟

جواب: مجھے علم نہیں، یہ بھی علم نہیں کہ کسی ساتھی نے وہاں سے پستول خریدے۔ زیادہ تر عام استعمال کی اشیاء پین سیفٹی شرٹیں وغیرہ خریدیں۔

سوال: کیا آپ ارباب عالم کے الیکشن میں شامل تھے؟

جواب: میں الیکشن میں شامل تھا میں کسی کا سپورٹر نہیں تھا۔

سوال: آپ نے ۳۰ مئی کے اخبارات پڑھے تھے؟

جواب: ایک آدھ پڑھا تھا اس میں واقعہ ربوہ بھی پڑھا تھا۔ **امروز** نے بالکل غلط لکھا تھا، **نوائے وقت** میں کسی حد تک صحیح تھا۔

سوال: کیا پشاور یونیورسٹی بھی آپ کے سٹوڈنٹس گئے؟

جواب: جی ہاں، خیبر میڈیکل کالج والوں نے ایک شام ہمیں پارٹی دی اور محفل موسیقی بھی منعقد ہوئی تھی۔

سوال: کیا آپ کو علم ہے کہ قادیانی طلبا کا سامان جلا دیا گیا ہے؟

جواب: مجھے بعد میں پتہ چلا کہ سامان جلایا گیا ہے لیکن میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ سب احمدی طلبا کا سامان جلایا گیا ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے کہ ۲۲ مئی کو جب طلبا ربوہ پلیٹ فارم پر اُترے تو انھوں

نے صرف انڈر ویئر پہن رکھے تھے۔ گواہ نے کہا کہ انھوں نے مکمل کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

گواہ: رفعت حیات باجوہ، طالب علم

میں احمدی نہیں ہوں۔ میں اس تفریحی دورے میں شریک تھا جو ۲۲ مئی کو ملتان سے شروع ہوا تھا۔ ۲۲ مئی کو چناب ایکسپریس میں ہم روانہ ہوئے جب ہم ربوہ پہنچے تو ہم تاش کھیل رہے تھے۔ گاڑی کھڑے ہونے کے تین منٹ بعد شور کی آواز سنی۔ میں نے گیٹ سے دیکھا کہ کچھ لوگ نعرے لگا رہے ہیں اور ہماری یونین کے صدر ارباب عالم طلبا کو پیچھے دھکیل رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ چلو اپنی بوگی میں سوار ہو جاؤ۔ لڑکے جو نعرے لگا رہے تھے وہ یہ تھے:

''مرزائیت ٹھاہ، احمدیت مردہ باد، ختم نبوت زندہ باد، اسلام زندہ باد۔''

اس اثنا میں گاڑی چل پڑی، لڑکے بوگی میں سوار ہو گئے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ گاڑی میں پتھر آنا شروع ہو گئے، اس پر مسٹر ارباب عالم نے کہا کہ کھڑکیاں بند کر دو۔ میں نے دیکھا کہ اس وقت ایک لڑکا زخمی ہو گیا تھا اور اس کے منہ سے خون نکل رہا تھا۔ واپسی پر مجھے بخار تھا اس لیے اوپر کی برتھ پر لیٹ گیا جب گاڑی سرگودھا آئی تو میں سویا ہوا تھا، میں ربوہ میں جاگا تو گاڑی رُکی ہوئی تھی۔ کھٹ پٹ کی آوازیں سنیں۔ لڑکوں نے مجھے بتایا کہ گاڑی ربوہ سٹیشن پر کھڑی ہے اس کے ساتھ ہی لڑکوں کو میں نے سائیڈ والے کمرے کی طرف بھاگتے دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ کیا ہو گیا ہے۔ اس پر لڑکوں نے مجھے بتایا کہ مرزائی اندر آ گئے ہیں۔ اتنی دیر میں میں نے دیکھا کہ ۱۵ سے ۳۰ سال کی عمر کے لوگ اندر آنا شروع ہو گئے، ان کے ہاتھوں میں ڈنڈے، ہاکیاں اور سائیکل کے چین تھے۔ میں نے دیکھا کہ وہ ارباب عالم کے پاس کھڑے ہوئے باتیں کر رہے ہیں۔ ان میں سے تین چار لڑکے میرے پاس آئے میں نے انھیں بتایا کہ مجھے بخار ہے میں سویا ہوا تھا، اس لیے مجھے علم نہیں۔ ایک نے اوپر ہو کر پوچھا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں نے پھر کہا کہ مجھے بخار ہے مجھے کچھ معلوم نہیں۔ انھوں نے کہا کہ آپ کو بخار ہے تو ہمیں کیا، اس کے ساتھ ہی ہمیں مارنا شروع کر دیا، مجھے ہتھوڑیاں ماری گئیں اور سائیکل چین بھی لگے، اس پر میں وہاں سے بھاگ کر ساتھ والے ڈبہ میں گھس گیا۔ جب میں دوسرے ڈبہ میں جا رہا تھا تو میں نے ٹھاہ کی آواز سنی جس سے میں نے دیکھا کہ ارباب صاحب گر رہے تھے اور اردگرد مٹی کی کسی شے کے ٹکڑے بکھر رہے تھے غالباً وہ مٹی کے گگ کے ٹکڑے تھے۔ اندر گھس کر ہم

نے دروازہ بند کر دیا۔ حملہ آوروں نے دروازہ کھولنے کی بہت کوشش کی لیکن ہم نے ان کی کوشش کو ناکام بنا دیا۔ دس منٹ تک یہی صورت رہی اور پھر دباؤ ہٹ گیا۔ اس کے بعد دروازہ پر دستک ہوئی۔ ہم نے دروازہ کے سوراخ سے دیکھا تو باہر پولیس کا ایک کانسٹیبل کھڑا تھا۔ ہم نے دروازہ کھول دیا۔ پولیس والا اندر آ گیا۔ ہم باہر دوسرے کمپارٹمنٹ میں آئے تو ہم نے دیکھا کہ وہاں طالب علم امین ایک برتھ پر پڑا ہے اور دوسری برتھ پر ارباب عالم پڑے تھے، ان کے چہرے خون سے بھرے ہوئے تھے۔ میں نے دونوں سے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ میں اس کے بعد اوپر کی برتھ پر چڑھ کر سو گیا کیوں کہ میری حالت بیماری کی وجہ سے خراب تھی، اس کے بعد ریلوے کے آدمی آئے جنھوں نے وردی پہنی ہوئی تھی، وہ وہاں پوچھنے آئے کہ کتنے یہاں زخمی ہیں؟ اس کے کچھ دیر بعد گاڑی چل دی۔ جب ہم لائل پور پہنچے تو میرے ایک دوست کلاس فیلو حسن امام کے والد وہاں آئے ہوئے تھے وہ ریلوے کے ملازم ہیں۔ میں نے انھیں بتایا کہ آپ کا لڑکا حسن امام ٹھیک ہے۔ ہمارے صدر ارباب عالم کو بہت زیادہ چوٹیں آئی ہیں۔ وہ بھاگے گئے اور سٹریچر پر ڈال کر ہم ارباب کو باہر لے آئے۔ وہاں میرے بھی دوست ملنے آئے ہوئے تھے، انھیں میں نے واقعہ بتایا۔ ارباب عالم کو فرسٹ ایڈ دی گئی لیکن مجھے فرسٹ ایڈ نہیں دی گئی۔ جب ارباب عالم نے کہا کہ وہ لائل پور ہسپتال میں داخل نہیں ہوں گے تو میں بھی ان کے ساتھ ملتان آ گیا۔ میں بھی دوسرے زخمیوں کے ساتھ ہسپتال میں داخل ہوا، مجھے دو تین روز بعد ڈسچارج کر دیا گیا تھا۔

ربوہ سٹیشن پر مسلمان طلبا میں اخبار الفضل تقسیم کرنے پر اشتعال پیدا ہوا

حملہ آوروں نے بعض زخمی طلبا کا سامان بھی لوٹ لیا

لاہور ۲۰ جون (سٹاف رپورٹر) وقوعہ ربوہ کے تحقیقاتی کمیشن کے مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی نے اب تک چوبیس (۲۴) گواہوں کے بیانات قلم بند کر لیے ہیں۔ آج طلباء کے بیانات قلم بند کیے گئے کل بھی نشتر میڈیکل کالج کے مزید طلبا کے بیانات قلم بند کیے جائیں گے۔ بعد از دوپہر کے اجلاس میں گواہی دیتے ہوئے گواہ محمد امین نے کہا کہ جاتی مرتبہ طلبا ربوہ سٹیشن پر احمدیت کی تبلیغ کی نیت سے **الفضل** اخبار تقسیم کرنے پر برافروختہ ہوئے تھے اور انھوں نے نعرے لگانا شروع کر دیے تھے۔ گواہ نے جرح کے دوران بتایا کہ وہ اسلامی جمعیت طلبہ کا اپنے

کالج میں ناظم ہے اور اس نے رکن بننے کے لیے درخواست دے رکھی ہے۔ گواہ نے بتایا کہ صرف صالح، نمازی اور اسلامی عقائد کی تبلیغ (کا ذہن) رکھنے والے طلبا کو ہی جمعیت کا رکن بنایا جاتا ہے۔

محمد امین، طالب علم

میں نشتر میڈیکل کالج ملتان میں سال چہارم کا طالب علم ہوں، میں احمدی نہیں ہوں۔ میں تفریحی دورہ میں شریک تھا۔ ہم ۲۲ مئی کو ملتان سے روانہ ہوئے، جب ہماری گاڑی ربوہ سٹیشن پہنچی تو بیس پچیس طلبا پلیٹ فارم پر اُترے، اُن میں مَیں بھی شامل تھا۔ اتنے میں ایک متوسط عمر کا آدمی وہاں آیا اور **الفضل** اخبار تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ اس نے تین چار لڑکوں کو **الفضل** اخبار کی کاپیاں دیں۔ مجھے بھی ایک اخبار دیا۔ ہم نے وہ کاپیاں پھاڑ دیں اور نعرے لگانا شروع کر دیے، ہم نے نعرے اس لیے لگائے کہ اخبار تقسیم کر کے اگر وہ احمدیت کی تبلیغ کر رہا ہے تو ہم بھی کیوں نہ اپنے عقیدہ کا اظہار کریں۔ ہم نے یہ نعرے لگائے:

اسلام زندہ باد، نعرۂ تکبیر، ختم نبوت زندہ باد، مرزائیت مردہ باد، مرزائیت ٹھاہ

اتنی دیر میں دس بارہ آدمی جو وہاں پلیٹ فارم پر تھے وہاں آ گئے۔ ہماری سٹوڈنٹس یونین کے صدر ارباب عالم بھی وہاں آ گئے۔ انھوں نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ ہم نے انھیں بتایا کہ اس طرح وہ اخبار تقسیم کر رہا تھا اس لیے ہم نے نعرے لگائے جو آدمی اخبار تقسیم کر رہا تھا اس نے نزدیک گراؤنڈ میں والی بال کھیلتے ہوئے نوجوانوں کو بھی پلیٹ فارم پر بلا لیا۔ اس وقت تیس کے قریب آدمی وہاں جمع ہو گئے۔ وہ لڑائی پر آمادہ نظر آتے تھے۔ ہمارے صدر ارباب عالم نے ان سے بات چیت کی اور ہمیں ہدایت کی کہ بوگی میں سوار ہو جاؤ۔ ہم بوگی میں سوار ہو گئے۔ جب گاڑی چلنے لگی تو پتھراؤ شروع ہو گیا اور مرزائیوں نے ہم پر پتھر پھینکے۔ ارباب عالم نے کہا کہ تم شٹر گرا دو چناں چہ ہم نے شٹر گرا دیا۔ اس کے بعد گاڑی چلی گئی جب ہم سیر کر کے واپس آ رہے تھے تو طلبا کے لیے مخصوص بوگی کے درمیانے ڈبہ میں سوار تھا۔ میں بیمار تھا اور میرے پیٹ میں درد تھا لہٰذا میں اپنی برتھ پر اوپر سویا ہوا تھا۔ ربوہ تک میں نے کوئی خاص بات نوٹ نہ کی کیوں کہ میں آنکھیں بند کر کے سوتا رہا۔ جب گاڑی ربوہ پہنچی تو گاڑی کے رکتے ہی میں نے ایسی آوازیں سنیں جیسے ٹرین کے ڈبہ پر باہر سے کوئی کچھ مار رہا ہو۔ اس کے بعد میں نے ایک لڑکے

کی آواز سنی کہ ''وہ اندر آ گئے ہیں''، چوں کہ ہم ربوہ میں تھے۔ اس لیے میں نے سوچا کہ مرزائی آ گئے ہیں۔ میں برتھ سے نیچے اُترا تو دیکھا کہ لڑکے چھوٹے کمپارٹمنٹ میں جا چکے ہیں۔ میں اوپر کی برتھ سے نیچے اُترا۔ میرے ڈبہ میں پندرہ بیس آدمی چڑھ آئے۔ ان کے ہاتھوں میں ہاکیاں، ہنٹر، ڈنڈے، پائپ اور اس طرح کی اشیاء تھیں۔ وہ آگے بڑھے اور انھوں نے ارباب عالم اور مجھے گھیرے میں لے لیا۔ وہ ارباب عالم سے پوچھ رہے تھے کہ تمہارا انچارج کون ہے۔ دو تین افراد نے مجھے مارنا شروع کر دیا تھا اس وقت میں نے کسی چیز کے ٹوٹنے کی آواز بھی سنی۔ ایک شخص نے میرے سر پر ہتھوڑی ماری جس سے میرے سر سے خون بہنے لگا۔ ایک نے میرے اوپر کے ہونٹ پر آہنی مُکّا مارا جس سے میرے ہونٹ پر چوٹ آئی، دو تین افراد وہاں اور بھی آ گئے اس طرح مجھے پانچ چھ افراد نے مارنا شروع کر دیا اور پھر مجھے یارڈ کی طرف اُتار کر پتھروں پر گرا دیا اور مارنا شروع کر دیا، جب کافی مار چکے تو ادھیڑ عمر کے ایک شخص نے حملہ آوروں سے کہا کہ اب یہ کافی زخمی ہو چکا ہے لہذا اب اسے چھوڑ دو، اس پر انھوں نے مجھے چھوڑ دیا اور چلے گئے میں اٹھا اور دروازہ میں سے اندر آ گیا۔ میں نے دیکھا کہ لڑکوں کا سامان یارڈ کی طرف پڑا ہوا ہے اور لوگ اسے اٹھا اٹھا کر لے جا رہے ہیں۔ جب اندر آیا تو میں نے دیکھا کہ ارباب عالم اندر فرش پر پڑے ہوئے ہیں جب کہ آٹھ دس آدمی وہاں کمپارٹمنٹ کے قریب کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ دو خدام یہاں کھڑے رہیں باقی چلے جائیں۔ دو آدمی وہاں کھڑے رہے اور باقی چلے گئے۔ میں آ کر برتھ کے نیچے سیٹ پر لیٹ گیا۔ جب میں لیٹا ہوا تھا تو میں نے باہر سے طلبا کے نعرے سنے۔ نعرے پلیٹ فارم کی طرف سے آ رہے تھے وہ نعرے ''احمدیت زندہ باد، مرزا غلام احمد کی جے، محمدیت مردہ باد، نشتر کے مُسلے ہائے ہائے'' کے تھے۔ کچھ دیر میں وہاں لیٹا رہا۔ وہاں پر جن دو خدام کو کھڑا کیا گیا تھا وہ کچھ دیر وہاں رکنے کے بعد چلے گئے۔ اس کے بعد چھوٹے ڈبہ سے نکل کر طلباء اس ڈبہ میں آنا شروع ہوئے۔ انھوں نے بتایا کہ مرزائی اب جا چکے ہیں، اتنی دیر میں گارڈ اور ریلوے کا ایک سپاہی ڈبہ میں آئے اور انھوں نے زخمی طلبا کا پوچھنا شروع کر دیا۔ کچھ زخمی لڑکے باہر سے ڈبہ میں لیٹ گئے۔ انھیں ہمارے لڑکے اندر لائے تھے کچھ دیر بعد گاڑی چل پڑی اور چناب کے پل پر ٹھہرنے کے بعد چنیوٹ پہنچ گئی۔

لائل پور پہنچ کر ہمیں سٹریچر پر لے جایا گیا، برآمدہ میں ایک ڈاکٹر نے ہماری مرہم پٹی

کی (اس مرحلہ پر گواہ نے اپنے خون آلود کپڑے بھی ٹربیونل کے سامنے پیش کیے جو وہ وقوعہ کے روز پہنے ہوئے تھا، شلوار قمیض پر خون کے دھبے صاف دکھائی دے رہے تھے) لائل پور سے گاڑی ملتان پہنچی اور وہاں ہمیں ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا۔ ملتان میں گاڑی ساڑھے چھ بجے شام پہنچی۔ ہسپتال میں میرے سر کے زخم کی مرہم پٹی کی گئی اور گلوکوز لگایا گیا۔ میں گیارہ جون تک ہسپتال میں داخل رہا۔ میرا ذاتی طور پر کوئی سامان گم نہیں ہوا البتہ کچھ لڑکوں نے مجھے بتایا تھا کہ ان کا سامان گم ہوا ہے۔ میں گیارہ جون کو لاہور آ گیا اور اب تک لاہور میں ہی ہوں۔ عدالت میں ۱۲ جون کو تھوڑی دیر کے لیے آیا تھا ہماری یونین کے صدر نے ہمیں بتایا کہ بیان ابھی نہیں ہونا، اس کے بعد آج عدالت میں آیا ہوں۔ آج مجھے ارباب عالم نے یہاں آنے کے لیے کہا مجھے انھوں نے آج صبح بتایا تھا۔

اعجاز بٹالوی۔ جرح

سوال: والی بال کھیلنے والوں کو جب بلایا گیا تو کتنی دیر میں وہ لوگ آ گئے؟

جواب: پلیٹ فارم کے ساتھ ہی وہ کھیل رہے تھے ایک ڈیڑھ منٹ میں وہ پہنچ گئے۔

انکوائری کے بارے میں اخبار میں زیادہ تر سرخیاں پڑھتا رہا۔ مجھے انکوائری میں دل چسپی ہے مثلاً مرزا سمیع کا بیان صحیح نہیں تھا جس میں کہا گیا تھا کہ حملہ آوروں کے پاس کچھ بھی نہیں تھا اور یہ کہ وہ چار پانچ سو تھے۔ مجھے اخبار کا نام اور سرخی یاد نہیں غالباً عبدالحمید اختر نے اپنا بیان توڑ مروڑ کر پیش کیا تھا۔ میں نے دوسروں کے بیانات کی سرخیوں میں غلطی نہیں دیکھی، میں چونکہ خود ہی پورا واقعہ جانتا تھا اس لیے میں نے تفصیل سے خبریں نہیں پڑھیں۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ اس **الفضل** اخبار میں کیا لکھا تھا جو ربوہ سٹیشن پر ۲۲ مئی کو ہم میں تقسیم کیا گیا۔ میں نے وہ اخبار اس لیے پھاڑ دیا کہ وہ میرے مذہبی عقائد کے خلاف تھا۔ میں نے آج سے کچھ عرصہ قبل **الفضل** اخبار کا کچھ حصہ بورے والا میں پڑھا وہ پرچہ میرے ایک مرزائی ٹیچر کے پاس تھا، وہاں اسے دیکھا تھا میرے ٹیچر وہ پرچہ پڑھ رہے تھے اس لیے میں نے بھی ساتھ کھڑے ہو کر ایک دو کالم پڑھے تھے۔

میں نے ربوہ میں جذباتی ہو کر وہ پرچہ پھاڑ دیا تھا۔ نعرے میں نے نہیں بل کہ کسی اور نے لگانا شروع کیے تھے۔ میں خالد عبداللہ کو جانتا ہوں، میں نے اسے وہاں کھڑے ہوئے نہیں

دیکھا۔ میں نے خالد عبداللہ کو پلیٹ فارم پر اُترتے دیکھا اس کے بعد نہیں دیکھا۔ جوں ہی الفضل اخبار ہم میں تقسیم ہوا، ہم نے اسے پھاڑ دیا اور نعرے لگانا شروع کردیے۔ گواہ نے بتایا کہ آہنی مُکّا لگنے سے میرا کوئی دانت نہیں ٹوٹا۔ میرے ساتھ بستر بند اور اٹیچی کیس تھا۔ یہ سامان بھی اس کمرے میں تھا جس میں میں سوار تھا۔ مجھے یاد ہے کہ اخبار میں ایک سب ہیڈ لائن میں الفضل تقسیم کرنے کے بارے میں لکھا گیا تھا۔ گواہ نے کہا کہ مجھے سر پر ایک ہتھوڑی لگی، منہ پر مُکّا لگا۔ حملہ آوروں نے مجھے مکّے مارے اور پھر جب پتھروں پر گرایا تو وہاں بھی چوٹیں آئیں۔

میں اسلامی جمعیت طلبا نشتر میڈیکل کالج ملتان کا ناظم ہوں اور اسلامی جمعیت طلبا ملتان شہر کے ناظم کے ماتحت ہوں، ان کا نام حفیظ احمد ہے اور وہ بھی نشتر میڈیکل کالج میں زیر تعلیم ہیں۔ ملتان ضلع کے ناظم اعلیٰ کا نام فیاض اسلم ہے اور وہ خانیوال کے کسی کالج میں پڑھتے ہیں۔

میں اسلامی جمعیت طلبا کا رفیق ہوں اور رکنیت کی درخواست دے رکھی ہے۔ ڈیڑھ سال قبل میں اسلامی جمعیت طلبا میں شامل ہوا تھا، اس کے تربیتی اجلاسوں میں شرکت کرتا رہا ہوں۔ ملتان میں اسلامی جمعیت طلبا کی تربیت گاہ ہے، تربیتی پروگرام دو تین دن کا ہے وراس میں تقریریں ہوتی ہیں اور قرآن وحدیث پڑھائے جاتے ہیں۔ ہر سال مختلف جگہوں پر جمعیت کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے۔ آخری کنونشن اکتوبر ۱۹۷۲ء میں کراچی میں منعقد ہوا تھا۔ ۱۹۷۳ء میں اسلامی جمعیت طلبا کا سالانہ اجتماع منعقد نہیں ہوسکا۔ لاہور میں صرف صوبہ پنجاب کی تربیتی کانفرنس ہوئی تھی، اس میں صرف رکن یا رکنیت کی درخواست دینے والے ہی شامل ہوئے تھے۔ یہ کانفرنس مارچ ۱۹۷۴ء میں منعقد ہوئی تھی۔ میرے کالج میں الیکشن تھا اس لیے میں اجلاس میں شرکت نہ کرسکا۔ اس کانفرنس سے سید مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے خطاب کیا تھا۔ ہماری تنظیم جماعت اسلامی کی ذیلی تنظیم نہیں ہے۔ مرکزی دفتر جماعت اسلامی اور اسلامی جمعیت طلبا کے دفاتر اچھرہ میں قریب قریب ہیں۔ اس تنظیم کی تشکیل دسمبر ۱۹۴۷ء میں ہوئی۔ یہ صحیح ہے کہ ان دنوں ملک بھر میں تعلیمی اداروں کی یونینوں کے عہدیداروں کی اکثریت جمعیت سے تعلق رکھتی ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ کچھ مقامات پر طلبا کا تصادم ہوا تھا۔ یہ صحیح ہے کہ لاء کالج اور اورینٹل کالج میں پنجاب یونیورسٹی کے انتخابات کے موقع پر فائرنگ ہوئی۔ اسلامی جمعیت طلباء

کے حامیوں اور پروگریسو گروپ میں مقابلہ ہوا لیکن جمعیت کے طلبا کے پاس سٹین گنیں یا برین گنیں نہیں تھیں بل کہ پروگریسو گروپ کے پاس تھیں۔ اس تصادم میں ایک طالب علم برکات احمد مارا گیا تھا لیکن مجھے اس کے عقیدہ کے بارے میں علم نہیں ہے۔ گواہ نے کہا کہ تفریحی دورہ میں ہمارے کالج کے تمام گروپوں کے طلبا شامل تھے۔ میں مولانا مودودی کو ایک دینی مفکر سمجھتا ہوں۔ میں نے مولانا مودودی کی دو تصانیف **تجدید واحیائے دین** اور **پردہ** پڑھی ہیں۔ مجھے مولانا مودودی کے مکتبہ فکر کا علم نہیں ہے۔ مجھے یہ علم نہیں ہے کہ ڈیموکریٹک یوتھ فورس، جماعت اسلامی کی ذیلی تنظیم ہے تاہم اتنا علم ہے کہ لاہور میں اس نام کی کوئی تنظیم ہے۔

خاقان بابر کی جرح کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ جہاں تک مجھے علم ہے لاء کالج اور اورینٹل کالج میں الیکشن کے دوران پروگریسو سٹوڈنٹس اور جمعیت کے طلبا کے درمیان تصادم میں فائرنگ صرف پروگریسو سٹوڈنٹس نے کی تھی۔

لطیف راں کی جرح کے جواب میں گواہ نے کہا کہ مجھے یہ معلوم ہے کہ قادیانی غلام احمد کو نبی مانتے ہیں اور اپنے رسالہ **الفضل** میں اس کا پرچار کرتے ہیں، اس وجہ سے میں نے اس رسالہ کو پھاڑ دیا کیوں کہ میرے جذبات مجروح ہوئے۔

۲۲ جون ۱۹۷۴ء

ملتان واپس جاتے ہوئے ربوہ سٹیشن پر بے اندازہ لوگوں نے ہماری بوگی پر حملہ کر دیا تھا

مجھے سیکنڈ کلاس کے ڈبے میں گھس آنے والے لوگوں نے بُری طرح زدوکوب کیا

لاہور ۲۱ جون (سٹاف رپورٹر) واقعۂ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل نے اب تک ۲۵ گواہوں کے بیانات قلم بند کر لیے ہیں۔ آج نشتر میڈیکل کالج کے سال اول کے طالب علم محمد حسن محمود کا بیان قلم بند کیا گیا۔ انھوں نے بتایا کہ ربوہ میں جب حملہ آوروں نے طلبا پر حملہ کر دیا تو مجھے بھی مارا گیا اور جب شدت درد سے بلبلا کر میں نے پانی مانگا تو حملہ آوروں نے بربریت کا مظاہرہ

کرتے ہوئے کہا کہ ''اس کے منہ میں پیشاب کردو''۔ آج فاضل ٹریبونل کو مزید گواہوں کی آمد میں تاخیر کی وجہ سے کارروائی جلد ملتوی کرنا پڑی۔ پیر کو مزید دو طالب علموں خالد عزیز اور ابراہیم کے بیانات قلم بند کیے جائیں گے۔ اس کے علاوہ لائل پور میں ریلوے کے ان ڈاکٹروں کا بیان بھی قلم بند ہوگا جنھوں نے وقوعہ کے روز لائل پور میں طلبا کی مرہم پٹی کی تھی۔

محمد حسن محمود (طالب علم نشتر میڈیکل کالج، ملتان) کی گواہی

میں احمدی نہیں ہوں۔ میں بھی تفریحی دورہ میں دیگر طلبا کے ساتھ تھا، جاتے ہوئے ربوہ سٹیشن پر **الفضل** کا پرچہ تقسیم کرنے کی کوشش کی گئی تو لڑکوں نے پرچہ پھاڑ ڈالا اور نعرے لگائے۔ واپسی پر ربوہ میں بے پناہ حملہ آوروں نے لڑکوں کی بوگی پر حملہ کر دیا۔ میں سیکنڈ کلاس میں تھا لہذا وہاں بھی حملہ ہوا اور مجھے بھی مارا گیا۔ میں زخمی ہو گیا، اس کے بعد حملہ آور مجھے چھوڑ کر چلے گئے اور میں تھرڈ کلاس کی ایک بوگی میں چلا گیا اور ایک سیٹ کے نیچے چھپ گیا، حملہ آور جب میرا پتہ کرنے آئے تو مسافروں نے نہ بتایا۔ مجھے مسافروں نے اے پی سی کی گولیاں دیں اور پانی پلایا، ایک قمیض میرے سر پر باندھ دی گئی۔ لائل پور میں ہمیں طبی امداد دی گئی اور پھر ہم ملتان پہنچ گئے۔ میرا سامان راستہ میں ضائع نہیں ہوا۔

جرح (مسٹر جعفری)

سوال: مار پیٹ کتنی دیر جاری رہی؟

جواب: تقریباً دس منٹ لگے ہوں گے، میں اس وقت سیٹ کے نیچے چھپا رہا، جب نعرے لگ رہے تھے تو میں دوسرے لڑکوں کو مار کھاتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

جرح (ایم ڈی طاہر، ایڈووکیٹ)

میں نے یہ نعرے نہیں سنے کہ ''ساڈا مرزا آوے ہی آوے''

جرح (مرزا نصیر احمد)

سوال: آپ کا طلبا کے کس گروپ سے تعلق تھا؟

جواب: میرا کسی تنظیم سے تعلق نہیں البتہ میں لبرل گروپ سے تعلق رکھتا ہوں۔ میں اس سال جنوری میں کالج میں داخل ہوا، مجھے یہ علم نہیں ہے کہ واپسی پر نوشہرہ ریلوے سٹیشن پر کوئی جھگڑا ہوا۔ مجھے ۱۸ مئی کو ملتان ریلوے سٹیشن پر ہونے والی لڑائی کا کوئی علم نہیں۔ ۱۸ مئی کو تفریحی دورہ پر جانے والے طلبا کی تعداد ۱۷۰ کے قریب تھی تاہم مجھے صحیح تعداد یاد نہیں۔

ہم نے سامان ریزرو بوگی میں رکھا ہوا تھا، سبھی لڑکوں کے پاس بستر نہیں تھے۔ واپسی پر سیکنڈ کلاس میں طلبا کے علاوہ سات آٹھ سواریاں تھیں جب ۲۹ مئی کو گاڑی لائل پور پہنچی تو میں نے وہاں لوگوں کی خاصی تعداد دیکھی۔ میرے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ لائل پور میں کوئی تقریریں بھی ہوئیں۔

بعد از دوپہر اجلاس

جرح (مسٹر اعجاز بٹالوی)

سوال: ۲۲ مئی کے واقعہ کے بارے میں آپ کو کسی نے کچھ بتایا، کس نے بتایا اور کیا بتایا؟

جواب: واقعہ کے بعد میرے ساتھیوں نے بتایا کہ ۲۲ مئی کو بیس پچیس لڑکوں نے ربوہ سٹیشن پر نعرے لگائے تھے لیکن میں نے واقعہ کی تفصیلات معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی۔

سوال: کیا آپ کو مری جاتے وقت یہ بتایا گیا تھا؟

جواب: ہاں، مری جاتے ہوئے مجھے بتایا گیا اس سے پہلے مجھے اس سلسلہ میں کچھ علم نہ تھا۔

سوال: شاہین آباد کے ریلوے سٹیشن پر آپ اُترے تھے اور کتنے لڑکے اُترے تھے؟

جواب: بیس کے قریب لڑکے شاہین آباد کے سٹیشن پر اُترے تھے۔

سوال: شاہین آباد کے سٹیشن پر اُترنے کی وجہ کیا تھی؟

جواب: چائے کے لیے اُترے تھے، شاہین آباد پر گاڑی دو منٹ ٹھہرتی ہے۔

سوال: کیا ٹرین کے پاس پٹری سے پتھر تو نہیں جمع کیے گئے تھے؟

جواب: مجھے اس بات کا کوئی علم نہیں ہے میرے پاس سیکنڈ کلاس میں سفر کرنے کا ٹکٹ نہ تھا، میرے ساتھ ایک اور طالب علم نے شاہین آباد سے سیکنڈ کلاس کی بوگی میں سفر کیا، جب ربوہ سٹیشن پر دس بارہ لڑکے سیکنڈ کلاس میں داخل ہوئے، مسٹر نثار کو پہلے زدوکوب کیا جا چکا تھا۔ چند ایک نے باتھ روم میں پناہ لے لی تھی۔ میری کمر پر ہاکی کی چار ضربات لگیں، میرے سر پر لوہے کے بکل سے چوٹ لگائی گئی، ہاتھ پر بھی بیلٹ کے لوہے کا بکل لگا جب میں تھرڈ کلاس کے ڈبے کی طرف گیا تو کسی نے میرا تعاقب نہیں کیا۔ میں ملتان میں 187 رضی ہال نشتر میڈیکل ہاسٹل میں رہتا ہوں۔ میں نے صرف اس ڈاکٹر کو یہ پتہ بتایا جس کے زیرِ علاج رہا۔ میں نے بعد میں اخبارات کا مطالعہ نہیں کیا کیوں کہ میں مہمانوں کے باعث مصروف رہا، علاوہ ازیں مجھے اخبارات پڑھنے میں دل چسپی بھی نہیں ہے۔ میڈیکل کالج ملتان کا کوئی طالب علم مجھے اس دوران ملنے نہیں آیا کیوں کہ کسی کو میرے گھر کا پتہ معلوم نہ تھا۔ مجھے پتہ تھا کہ ربوہ کے واقعہ کی تحقیقات ہو رہی ہے، میں نے اپنے والد سے یہ نہیں پوچھا کہ مجھے عدالت یا ٹریبونل کے سامنے پیش ہونے کے لیے اطلاع دینے کے لیے کون گھر آیا تھا۔

☆

جماعت اسلامی کا تحریری بیان

مرزا غلام احمد نے نہ صرف مسیح موعود اور نبی ہونے کا دعویٰ کیا

بل کہ مسلمانوں میں افتراق بھی کیا

قادیانی صحابہ کرام کے لیے مخصوص اصطلاحات کو بھی استعمال کرتے ہیں

سر ظفر اللہ ہنوز سفارتی تحفظ کی مراعات استعمال کرتے ہیں

لاہور، ۲۱ جون (ب۔ر) آج ربوہ کے حادثے کی تحقیقات کرنے والے ٹریبونل کے سامنے جماعت اسلامی کی طرف سے ایک تحریری بیان داخل کیا گیا جس میں مرزا غلام احمد

قادیانی کی تحریروں سے ان کی انگریز پرستی ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ یہ انکشاف بھی کیا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد صرف ''وحشی'' مسلمانوں کو مطمئن کرنے کے لیے شروع میں عیسائیوں سے مباحثے کرتے تھے، مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات اور سرگرمیاں ایک موثر حربے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ انھوں نے نہ صرف مسیح موعود اور نبی ہونے کا دعویٰ یا بل کہ مسلمانوں میں افتراق پیدا کیا۔ بیان کا پورا متن حسب ذیل ہے:

''واقعہ ربوہ کو اس وقت تک نہیں سمجھا جا سکتا جب تک اسے قادیانیوں کی تاریخ اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے رویے کے پس منظر میں رکھ کر نہ دیکھا جائے۔ قادیانیوں کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان پہلے سکھوں کا وفادار رہا اور اس کے بعد اس نے اپنی وفاداریاں انگریزوں کے ساتھ وابستہ کرلیں جن کا اعتراف خود مرزا غلام احمد نے اپنی تحریروں میں کیا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی شروع میں عیسائی پادریوں کے خلاف مناظروں کے لیے مشہور ہوئے لیکن ان مناظروں اور عیسائیت کے رد میں ان کی تحریر و تقریر کا مقصد وہ خود اس طرح بیان کرتے ہیں:

مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا۔ یہ ہی ہے۔ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔ (تریاق القلوب مطبوعہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان ۱۲۸ کتوبر ۱۹۰۲ء ضمیمہ نمبر ۳، صفحہ ۳۰۸-۳۰۹)

عیسائیوں اور آریہ سماجیوں کے خلاف لکھنے اور مناظرہ کرنے سے رفتہ رفتہ مرزا غلام احمد قادیانی مجدد، مسیح موعود اور بالآخر نبی ہونے کے دعوے کرتے چلے گئے لیکن انگریزوں سے ان کی وفاداری میں کوئی فرق نہ آیا بل کہ انھوں نے انگریز کی وفاداری کو اپنے اور اپنے ماننے والوں کے ایمان کا جز، الہام کا نتیجہ اور ایک مذہبی فریضہ قرار دیا، اس سلسلے میں **منیر رپورٹ صفحہ ۱۹۶** کے علاوہ مرزا صاحب کے حسب ذیل اقتباسات قابل توجہ ہیں:

''جب تک ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے، ہم اپنی ہر چیز تاج برطانیہ پر نثار کرنے کے لیے تیار ہیں اور لوگوں کی دشمنی اور عداوت ہمیں اس سے باز نہیں رکھ سکتی۔ (قادیانی جماعت کا ایڈریس بہ خدمت ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز مندرجہ الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۱۲ء)

میں دعوی سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں اول درجہ کا خیر خواہ

گورنمنٹ انگریزی کا ہوں کیوں کہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجہ پر بنا دیا ہے، اول والد مرحوم کے اثر نے ، دوسرے گورنمنٹ کے احسانوں نے اور تیسرے خداوند تعالٰی کے الہام نے۔ (تریاق القلوب مطبوعہ ضیاء السلام قادیان ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۲ء ضمیمہ نمبر ۳ صفحہ ۳۰۹، ۳۱۰)

انگریز کی اس کھلی گہری اور غیر مشروط وفاداری کے ساتھ مرزا غلام احمد نے جس طرح جہاد کی تنسیخ کا اعلان کیا (منیر انکوائری رپورٹ-انگریزی، صفحہ نمبر ۱۹۳) اور عیسائیوں کے خلاف تبلیغ کا جو مقصد اوپر بیان کیا ہے اسے دیکھنے کے بعد یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ ساری سرگرمیاں انگریز اور اس کے مصالح حکمرانی کو تقویت پہنچانے والی تھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس زمانے میں انگریزی سامراج کو مختلف مسلمان ممالک میں مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کی وجہ سے ان کی طرف سے شدید مزاحمت سے سابقہ پیش آ رہا تھا۔ ادھر ہندوستان میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اور اس کے بعد تحریک مجاہدین اور شمال مغربی سرحد پر پٹھانوں اور افغانوں کی کارروائیوں کا تجربہ انہیں ہو چکا تھا۔ مسلمان علماء انگریزوں کے زیر تسلط ہندوستان کو ''دارالحرب'' قرار دے چکے تھے اور انگریز سیاست دان یہ جان گئے تھے کہ جب تک مسلمانوں کا زور نہ توڑا جائے سلطنت برطانیہ کو استحکام نصیب نہیں ہو سکتا چناں چہ اس مقصد کے حصول کے لیے انھوں نے دیگر تدابیر کے علاوہ مسلمانوں کو اندر سے کمزور کرنے کی کوشش کی، جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات اور سرگرمیاں ایک موثر حربے کی حیثیت رکھتی ہیں، انھوں نے نہ صرف مسیح موعود اور نبی ہونے کا دعویٰ کر کے (منیر انکوائری رپورٹ-انگریزی، صفحہ ۱۸۹) امت مسلمہ میں افتراق پیدا کیا بل کہ مسلمانوں کے اساسی معتقدات (کتاب اللہ پر ایمان، ملائکہ پر ایمان، تخلیق آدم، ختم نبوت، جہاد، حج وغیرہ) کے بارے میں انوکھی اور لادلائل بحثیں چھیڑ کر ان میں پراگندہ خیالی اور فکری انتشار پیدا کیا۔ ان کے جوش و جذبۂ جہاد کو سرد کر کے انگریز کی اطاعت اور وفاداری پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔

مرزا غلام احمد اور اس کے ماننے والوں کی یہ روش مسلمانوں میں ان کے خلاف بیزاری اور نفرت پیدا کرنے کے لیے کافی تھی لیکن انھوں نے اسی پر بس نہ کی بل کہ قرآن میں لفظی اور معنوی تحریف کی۔ (کتاب ''قادیانی امت'' از محمد شفیع جوش میر پوری، صفحہ ۳۲ تا ۵۸- ان صفحات میں

قادیانی لٹریچر میں تحریف شدہ آیات کے عکس دیے گئے ہیں) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عیسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام، حضرت علی، حضرت فاطمہ، امام حسنین رضی اللہ عنہم اور مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کا (مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ) استخفاف اور توہین کی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، اہل بیت، صحابہ کے لیے مخصوص اصطلاحات کو اپنے لیے استعمال کیا۔ (منیر انکوائری رپورٹ، صفحہ ۱۹۷) مسلمانوں کو اپنا دشمن قرار دیا (منیر انکوائری رپورٹ، صفحہ ۲۰۰) اور مسلمانوں کی شکست اور انگریزوں کی فتح پر قادیان میں جشن مسرت منایا گیا۔ (منیر انکوائری رپورٹ، صفحہ ۱۹۶) مسلمانوں پر شدید اشتعال انگیز حملے کیے گئے۔ مرزا غلام احمد کو مسیح موعود اور نبی نہ ماننے والوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا (ایضاً، صفحہ ۱۸۹) مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنا، ان کی نماز جنازہ پڑھنا اور ان سے شادی بیاہ کو ناجائز اور حرام قرار دیا (ایضاً، صفحہ ۱۹۸-۱۹۹) لیکن ان سب کے باوجود وہ معاشی اور سیاسی میدانوں میں انگریز کی سرپرستی میں مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کے لیے ان میں گھسے رہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اگرچہ بہ ظاہر اپنی سرگرمیوں کا رنگ مذہبی رکھا لیکن وہ اور ان کے متبعین اس مذہبی چہرے کے پیچھے شروع سے ہی سیاسی عزائم رکھتے تھے۔ اس سلسلے میں اس جگہ **الفضل** ۱۳ اگست ۱۹۲۶ء، ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء، ۸ جولائی ۱۹۳۵ء، ۵ فروری ۱۹۳۷ء خطبہ خلیفہ محمود **الفضل** ۲ مارچ ۱۹۲۲ء سے اقتباس لیے گئے ہیں۔

قادیانی ہندوستان جیسے وسیع وعریض ملک کو اپنا بیس (base) بنانا چاہتے تھے۔ انھوں نے اس غرض کے لیے ہندوستان سے اپنے تعلقات بڑھائے۔ ان کی مذہبی شخصیات کی تعریفیں کیں۔ پنڈت جواہر لال نہرو کا استقبال اور غیر معمولی پذیرائی کی اور اسے اس قدر متاثر کیا کہ اس نے انھیں مسلمانوں کا ''بہترین گروہ'' قرار دیا کیوں کہ ان کا نبی اور مقام مقدس (قادیان) دونوں ہندی ہیں۔

ان سیاسی عزائم کے ساتھ وہ ایک طرف انگریز کی سرپرستی سے فائدہ اٹھا کر زندگی کے مختلف شعبوں میں اپنے قدم جماتے رہے اور دوسری طرف مسلمانوں کے سواد اعظم کی سیاسی تمناؤں کے خلاف کام کرتے رہے۔ حقیقت میں وہ انگریز کے ہندوستان سے رخصت ہونے کے بعد اس کے جانشین بننے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ وہ قیام پاکستان کے خلاف تھے اور اگر

کسی طرح ملک تقسیم ہوتا ہے تو اسے دوبارہ متحد کرنے کے عزائم رکھتے تھے (منیر انکوائری رپورٹ، صفحہ ۱۹۶) لیکن جب بالآخر پاکستان بن گیا تو انھوں نے سروسز میں نفوذ، سازشوں اور بیرونی طاقتوں کی مدد سے پاکستان میں مسلمانوں پر اپنا اقتدار قائم کرنے کی جدوجہد شروع کر دی۔ اس غرض کے لیے انھوں نے ایک طرف بلوچستان کو بیس (Base) بنانے کا منصوبہ بنایا (منیر انکوائری رپورٹ، صفحہ ۱۹۸) اور دوسری طرف مختلف سروسز میں منصوبہ بندی کے ذریعے نفوذ اور ملازمین حکومت اور عام لوگوں کو مرزائی بنانے کی مہم شروع کر دی (ایضاً، صفحہ ۲۰۰) اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے انگریز کی سرپرستی اور ملازمین حکومت میں اپنے نفوذ کے ذریعے ضلع جھنگ میں ایک ہزار ایکڑ سے زائد اراضی بہ طور گرانٹ برائے نام قیمت پر حکومت سے حاصل کی اور ربوہ کے نام سے ایک اپنی بستی بنائی جس میں عام مسلمانوں کا داخلہ قادیانیوں کی مرضی اور اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ ربوہ کو انھوں نے اپنا مرکز بنایا اور وہاں ریاست کے اندر ایک ریاست قائم کر لی جس میں ایک مکمل سیکرٹریٹ کے تمام شعبے بہ شمول اُمور خارجہ، داخلی اُمور، اُمور عامہ، شعبہ اطلاعات و پروپیگنڈہ وغیرہ قائم کیے گئے (منیر رپورٹ، صفحہ ۱۹۸) اس مرکز میں سیکرٹریٹ کے علاوہ خدام احمدیہ، انصار اللہ اور فرقان بٹالین کے نام سے نیم عسکری تنظیمیں بھی قائم کی گئیں (منیر رپورٹ، ۱۹۸) نیز خلیفہ بشیر الدین محمود نے قادیانیوں کو فوجی تیاری اور تربیت کی تلقین کی (الفضل ۱۱ اپریل ۱۹۵۰ء) اس طرح گویا انھوں نے اقتدار پر قبضہ کرنے اور اس سے پہلے ایک چھوٹے پیمانے پر ریاست کو چلانے کا تجربہ کرنے کی تیاری شروع کر دی۔

راول پنڈی سازش کیس میں بھی ان کے سیاسی عزائم کی ایک جھلک دیکھی جا سکتی ہے جس میں بعض قادیانی افسروں نے سوشلسٹوں سے مل کر بہ زور حکومت پر قبضہ کرنے کی ناکام کوشش کی۔ قادیانی اگرچہ زیر زمین سرگرمیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے اپنے آپ کو ایک خالص مذہبی اور غیر سیاسی جماعت ظاہر کرتے ہیں لیکن ان کے سیاسی عزائم وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہتے ہیں جس کی مثالیں اوپر دی جا چکی ہیں اور ایسی ایک مثال وہ پریس کانفرنس ہے جو لندن میں کی گئی جس میں ظفر اللہ خاں بھی موجود تھے اور جس میں یہ اعلان کیا گیا کہ اگر پاکستان میں ہماری حکومت قائم ہو گئی تو ہم کیا تبدیلیاں لائیں گے۔ (روزنامہ جنگ، راول پنڈی، ۱۲ اگست ۱۹۶۵ء) اسی طرح ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں انھوں نے پیپلز پارٹی کے ساتھ باقاعدہ معاہدہ کر کے جس

طرح انتخاب میں نہ صرف پیپلز پارٹی کی مالی اور افرادی مدد کی اور اسے ایک فیصلے کے تحت تمام قادیانیوں کے ووٹ دلائے بل کہ اپنے متعدد اُمیدوار بھی کامیاب کرائے (روزنامہ ندائے ملت، لاہور ۲۹ دسمبر ۱۹۷۰ء) انگریزوں کی وفاداری کا جو تذکرہ اوپر کیا جاچکا ہے اس کی رُو سے چوں کہ یہ الہام کا نتیجہ اور مذہبی فریضہ تھا، اس لیے وہ انگریزوں کے ہندوستان سے رخصت ہو جانے کے ساتھ ختم نہیں ہوسکتا بل کہ انگریز اور قادیانی مشترک مفاد قائم و دائم ہے اور قیام پاکستان کے بعد سے اب تک کئی ایسے ملکوں میں جو انگریزوں کے زیر نگیں یا زیر اثر رہے ہیں ان میں قادیانی مشن ان کی سرپرستی حاصل کرتے رہے ہیں۔ خود پاکستان میں ظفر اللہ خان، ایم ایم احمد اور عبدالسلام کی ترقی اور بین الاقوامی اداروں میں ان کی پذیرائی بھی اسی سرپرستی کی غماض ہے۔ پھر پاکستانی قوم اور حکومت کی طرف سے اسرائیل کے مکمل مقاطعہ کے باوجود اسرائیل میں قادیانی مشن کا سرگرم کار رہنا، ربوہ اور قادیان کے درمیان وقفے وقفے سے افراد کا تبادلہ اور حال ہی میں ظفر اللہ خان کا سفر بھارت ذہنوں میں بہت سارے شکوک وشبہات کو اُبھارتا ہے۔ اس ضمن میں ظفر اللہ خان کا خط مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۲ء بنام مسٹر زاہد ڈپٹی لیگل ایڈوائزر حکومت پاکستان لائق توجہ ہے، اس خط کا عکس روزنامہ **جسارت** کراچی مورخہ ۱۷ جون ۱۹۷۴ء میں شائع ہوا ہے۔

پاکستان میں اگر ایک لاکھ احمدی سمجھ لیے جائیں تو ۹ ہزار کو فوج میں جانا چاہیے،

فوجی تیاری اہم چیز ہے۔ خلیفۂ قادیان کا اپنے پیروکاروں کو حکم

لاہور، ۲۲ جون۔ جماعت اسلامی نے واقعہ ربوہ کی تحقیقات کرنے والے ٹریبونل کے روبرو جو یادداشت پیش کی ہے (اس کا ایک حصہ کل کی اشاعت میں شائع ہو چکا ہے) اس میں جماعت اسلامی نے بتایا ہے کہ قادیانی ہر لحاظ سے مسلمانوں سے علاحدہ ہیں اور ملک بھر کی متعدد عدالتیں انھیں غیر مسلم قرار دے چکی ہیں۔ جماعت اسلامی نے بتایا ہے کہ قادیانی ایک منصوبے کے تحت فوج میں شامل ہوئے ہیں۔ بیان کی دوسری قسط درج ذیل ہے:

اس میں ظفر اللہ صاحب، نے مسٹر بچ ایڈوائزر وزارت اطلاعات حکومت پاکستان کو ایک پارسل بھیجنے کے ساتھ مکتوب الیہ کو تاکید کی ہے کہ وہ مسٹر بچ کا جواب انھیں سفارتی ڈاک میں بھجوائیں۔ سفارتی تحفظ کا یہ استعمال بہت سارے شبہات کو تقویت پہنچاتا ہے پھر روزنامہ

نوائے وقت لاہور مورخہ ۱۹ جون ۱۹۷۴ء میں اس پریس کانفرنس کی پوری رُوداد شائع ہوئی ہے جو ۵ جون ۱۹۷۴ء کو ظفر اللہ خاں نے لندن میں کی تھی۔ اس میں انھوں نے نہ صرف سراسر غلط معلومات بین الاقوامی پریس کو فراہم کی ہیں بل کہ یہ بھی بتایا ہے کہ امریکہ میں ہماری جماعت امریکہ کی وزارت خارجہ سے برابر رابطہ رکھے ہوئے ہے۔ آگے چل کر فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ انگلستان میں احمدی لوگ برطانوی دفتر خارجہ سے تعلق پیدا کریں اور برطانوی پارلیمنٹ کے ارکان کی توجہ بھی اس جانب مبذول کرائیں تا کہ برطانوی حکومت بھی اپنا موثر کردار ادا کر سکے۔

حقیقت یہ ہے کہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمانوں سے ایک الگ ''امت'' کہتے ہوئے اور عملاً ایک الگ امت کی طرح رہتے ہوئے مسلمانوں کے معاشی اور سیاسی حقوق غصب کرنے اور ان پر سیاسی تسلط حاصل کرنے کے لیے مسلمانوں کا سیاسی جزو بن کر رہنے پر مُصر ہیں۔ ان کی مثال آکاس بیل کی ہے جو کسی دوسرے درخت پر چڑھ کر اور اس کا رَس چوس چوس کر پھیلتی جاتی ہے۔ ان کی مثال ملت اسلامیہ کے جسد میں ایک اینٹی باڈی (ضد جسم) کی ہے جسے جسم کسی طرح قبول نہیں کر سکتا اور جسے نکالے بغیر نہ جسم کو چین ملتا ہے اور نہ وہ صحت مند ہو سکتا ہے۔ ملت اسلامیہ کا یہ اضطراب اور اس بَلا سے گلو خلاصی حاصل کرنے کی کش مکش جب کبھی اظہار کی کوئی شکل اختیار کرتا رہا ہے تو قادیانیوں نے ہمیشہ اپنے سرکاری اثر ونفوذ کے ذریعے اسے سختی سے دبا دیا ہے یہ کش مکش ورنہ اضطراب ایسے ہتھکنڈوں کے نتیجے میں وقتی طور پر تو دب جاتا ہے لیکن حقیقی امن وسکون اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جب کہ اس اینٹی باڈی کو ملت کے تمام جسمانی اعضا سے الگ کر دیا جائے۔

قادیانیوں کی دینی اور سماجی حیثیت کے بارے میں امت مسلمہ کا نقطۂ نظر بہت واضح ہے اور متفق علیہ ہے۔

(۱) امت میں اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے اور ان کے بعد کوئی نیا نبی آنے والا نہیں ہے، نیز اس بات پر بھی اجماع ہے کہ ان کے بعد نبوت کا دعوی کرنے والا اور اسے ماننے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

۲۔ علامہ اقبال نے آج سے تقریباً چالیس سال قبل ۱۹۳۵ء میں ان کے ایک الگ امت

قرار دیے جانے کا مسئلہ اُٹھایا تھا۔ آپ نے پنڈت جواہر لال نہرو کے نام اپنے خط مورخہ ۲۱ جون ۱۹۳۶ء میں یہ لکھا تھا کہ میرے ذہن مین اس بارے کوئی شبہ نہیں ہے کہ احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔

۳۔ ۷ فروری ۱۹۳۵ء کو ڈسٹرکٹ جج بہاول پور اپنے فیصلے میں قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ اسی طرح ۳ جون ۱۹۵۰ء کو ایڈیشنل جج راول پنڈی نے اور ۱۳ جولائی ۱۹۷۰ء سول جج سمار وجیئز آباد ضلع میر پور خاص نے اپنے اپنے فیصلوں میں قادیانیوں کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔

۴۔ ۱۹۵۳ء میں پاکستان کے تمام مکاتب فکر (دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، شیعہ وغیرہ) کے علماء نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا اوران کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا۔

۵۔ ۲۸ اپریل ۱۹۷۳ء کو آزاد کشمیر کی اسمبلی نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی قرارداد پاس کی۔

۶۔ اپریل ۱۹۷۴ء میں مکہ مکرمہ میں پورے عالم اسلام کی 108 تنظیموں کے اجتماع میں قرارداد پاس کی گئی۔ جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور انھیں کلیدی آسامیوں سے ہٹانے کا مطالبہ کیا گیا۔

۷۔ ۱۴ جون ۱۹۷۴ء کو پورے پاکستان میں اس مطالبے کی تائید میں ایک ایسی پُر امن اور مکمل ہڑتال کی گئی جس کی نظیر پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس ہڑتال نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ اس بارے میں پوری ملت اسلامیہ متفق اور یکسر ہے۔

۹۔ ۱۹ جون ۱۹۷۴ء کو صوبہ سرحد کی اسمبلی نے متفقہ طور پر ایک قرارداد پاس کی ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۱۹۷۰ء کے عام انتخابات اور پھر سقوط مشرقی پاکستان (جس کے بارے میں ایم ایم احمد صاحب کا کردار اخبارات میں آتا رہا ہے) کے بعد مسلمانوں کے خلاف قادیانیوں کا رویہ بہت جارحانہ ہو گیا ہے۔ پاکستان ایئر فورس سے جھوٹے مقدمے بنا کر جس طرح مسلمان افسروں کو نکالا گیا اور ایئر فورس کو قادیانی فورس بنانے کی کوشش کی گئی اور بالآخر وزیر اعظم کو خود اس میں

مداخلت کرنی پڑی وہ اب ایک کھلا راز ہے۔ اگرچہ پاکستان ایئرفورس کے چیف آف سٹاف ائیر مارشل ظفر چوہدری کو اسی بنا پر ریٹائرڈ کر دیا گیا ہے۔ تاہم ابھی تک بہت سے قادیانی سینئر افسران ائیرفورس میں کلیدی اسامیوں پر موجود ہیں۔ قادیانیوں نے پاکستانی افواج میں یہ پوزیشن باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت حاصل کی ہے جیسا کہ ان کے خلیفہ کے حسب ذیل بیان سے واضح ہے۔

''پاکستان میں اگر ایک لاکھ احمدی سمجھ لیے جائیں تو ۹ ہزار احمدیوں کو فوج میں جانا چاہیے۔...... فوجی تیاری نہایت اہم چیز ہے جب تک آپ جنگی فنون نہیں سیکھیں گے۔ کام کس طرح کریں گے۔'' (الفضل ۱۱ اپریل ۱۹۵۰ء)

سقوط مشرقی پاکستان کے بعد قادیانی پاکستان کو کمزور اور افواج میں اپنی مضبوط پوزیشن اور بیرونی رابطوں اور سازشوں کی بنا پر اپنے آپ کو قوی محسوس کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اقلیت میں ہونے کے باوجود مسلمانوں کے خلاف ان کا رویہ بہت جارحانہ ہو گیا ہے، اس قادیانی جارحیت کی کئی مثالیں اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں اور اب ربوہ میں نہایت سفاکی کے ساتھ اور پوری منصوبہ بندی کے ساتھ انھوں نے جارحیت کا ارتکاب کیا ہے۔ نشتر کالج ملتان کے طلبا نے ۲۲ مئی کو ربوہ سٹیشن سے گزرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ کچھ نعرہ بازی کی تھی۔ جس کے نتیجے میں جوابی نعرہ بازی اور ردعمل اسی روز ہو گیا تھا لیکن آٹھ دن بعد ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو دو تین ہزار آدمیوں کا مجمع جن میں سے ایک بڑی تعداد مسلح تھی۔ طلبہ کی اس پارٹی کو سبق سکھانے کے لیے گاڑی آنے سے قبل ہی اسٹیشن پر جمع تھا جو گاڑی پہنچتے ہی حملہ آور ہو گیا اور طلبا کو اس بے دردی سے ڈبوں میں سے گھسیٹ گھسیٹ کر مارا گیا کہ ان کی بڑی تعداد زخمی ہو گئی جن میں سے متعدد شدید مجروح ہوئے۔ ربوہ میں قادیانیوں کا جو سخت نظام اور ڈسپلن ہے اس کے تحت اتنا بڑا واقعہ ان کی جماعت اور اس کے سربراہ کے علم و منظوری کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بات بھی عام طور پر سنی جا رہی ہے کہ وہ ملک میں ایک عام ہنگامہ کھڑا کر کے فوج میں اپنی مضبوط پوزیشن سے فائدہ اٹھانے کے عزائم رکھتے ہیں یا بھارت سے ساز باز کر کے اپنے مقدس مرکز قادیان کے ساتھ جڑنا اور اپنے اس عزم کی تکمیل کرنا چاہتے ہیں جس کا اظہار انھوں نے قیام پاکستان کے خلاف ۱۹۴۷ء میں کیا تھا۔ (منیر انکوائری رپورٹ (انگریزی) صفحہ ۱۹۶)

قادیانیوں کے سلسلے میں مسلمانوں کے مطالبات یہ ہیں:

ا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا مذہبی پیشوا ماننے والوں کو مسلمانوں سے الگ امت قرار دے کر ان کے حقوق متعین کر دیے جائیں۔

۲۔ ربوہ کی وسیع سرکاری زمین جو مسلمانوں کے حقوق تلف کرتے ہوئے برائے نام قیمت پر قادیانیوں کو بہ طور گرانٹ دی گئی تھی اسے واپس لیا جائے اور اہل اسلام اور پاکستان کے خلاف اس خطرناک سازشی اڈے کو ختم کیا جائے۔

۳۔ جو کلیدی اسامیاں اور اپنے تناسب آبادی سے زائد جو ملازمتیں قادیانیوں کے پاس ہیں۔ ان سے انھیں ہٹا کر مسلمانوں کی حق رسی کی جائے تاکہ مسلمانوں کی جو حق تلفی تقریباً ایک صدی سے ہوتی چلی آ رہی ہے اس کا ازالہ ہو سکے۔

۴۔ انجمن احمدیہ ربوہ کو ایک سیاسی جماعت اور اس کے تحت اور اس سے متعلق عسکری اور نیم عسکری تنظیموں کو خلاف قانون قرار دیا جائے۔

۵۔ ایک کمیشن بٹھایا جائے جو قادیانیوں کے بیرونی تعلقات، ان کی اندرون اور بیرون پاکستان کارروائیوں، ان کی آمرانہ تنظیمی ہیئت، ان کے غیر ملکی مشنوں کے پردے میں کھیلے جانے والے اصل کھیلوں اور پاکستان پر تسلط جمانے اور اسے بھارت سے ملانے کے منصوبوں کی چھان بین کرے۔

☆

۲۵ جون ۱۹۷۴ء

محمد ایوب بھٹی (ڈویژنل ٹرانسپورٹیشن آفیسر) کی شہادت

سرگودھا سے سوار ہونے والے نوجوان ربوہ تک طلبا کی بوگی میں دروازوں پر کھڑے رہے

ربوہ ریلوے سٹیشن پر مجھے زدوکوب کرنے کے بعد ٹھوکریں ماری گئیں

لاہور ۲۴ جون (سٹاف رپورٹر) واقعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل جج مسٹر جسٹس کے ایم اے

صمدانی نے آج تین مزید گواہوں کے بیانات قلم بند کیے، ان میں ڈویژنل ٹرانسپورٹیشن آفیسر ملتان محمد ایوب بھٹی ریلوے ہسپتال لائل پور کے ڈسپنسر محمد اصغر اور نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طالب علم نعیم شامل ہیں۔ محمد ایوب بھٹی نے بتایا کہ نشتر میڈیکل سٹوڈنٹس یونین نے ۹ مئی کو انھیں اس امر کی درخواست کی تھی کہ وہ تفریحی دورہ کے لیے ایک بوگی کے خواہاں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ طلبا نے خیبر میل کے ساتھ اضافی بوگیوں کی استدعا کی تھی لیکن اس ٹرین کے ساتھ چوں کہ اضافی بوگیاں لگانا ممکن نہ تھا، اس لیے لڑکوں سے کہا گیا کہ وہ دوسری کسی گاڑی کے ساتھ بوگی لگوائیں چناں چہ پھر دوسری درخواست چناب ایکسپریس کے لیے موصول ہوئی۔ گواہ نے عدالت میں متعلقہ ریکارڈ بھی پیش کیا اور کہا کہ وہ ایسی درخواستیں ملنے پر بہ ذریعہ برقی پیغام اس امر کی اطلاع ہیڈ کوارٹر آفس میں بھجوا دیتے ہیں جہاں سے تمام پروگرام بنایا جاتا ہے اور سپیشل بوگیوں کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ گواہ نے کہا کہ ہیڈ کوارٹر آفس والے اگر چاہیں تو درخواست کنندگان کو براہ راست بھی بوگی کی الاٹمنٹ کے سلسلے میں اطلاع دے سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نشتر میڈیکل کالج کی یونین کو بھی ہیڈ کوارٹر نے براہ راست اطلاع دی تھی۔

اسماعیل قریشی ۔ جرح

سوال: کیا آپ یہ ریکارڈ عام لوگوں کو بھی دکھاتے ہیں؟

جواب: جی نہیں۔

سوال: طلبا کو جو تار بھیجی گئی اس کی نقل آپ کے ہاں آئی؟

جواب: ہیڈ کوارٹر سے یہ تار براہِ راست نشتر میڈیکل کالج سٹوڈنٹس یونین کو بھیجی گئی تھی، اس لیے ہمارے پاس نقل نہیں آئی، ویسے بھی پروگرام ہیڈ کوارٹر میں بنتا ہے تاہم جب سپیشل بوگی گاڑی کے ساتھ جا رہی ہو تو راستہ میں آنے والے تمام اہم ریلوے اسٹیشنوں اور راستہ میں پڑنے والے ڈویژنل ہیڈ کوارٹروں میں اطلاع دیتے ہیں۔ چناب ایکسپریس کے ساتھ الگ بوگی کی اطلاع ملتان، نوشہرہ، مردان اور پشاور کو دی گئی۔ اس کے علاوہ راولپنڈی و لاہور ڈویژن کے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹوں کو بھی اس کی اطلاع دی گئی۔

شیر عالم ایڈووکیٹ کے ایک سوال کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ اگر سپیشل بوگی کے

لگانے کے پروگرام میں کوئی تبدیلی کرنا مقصود ہو، ایسی تبدیلی ہیڈ کوارٹر کی اجازت سے ہی ہو گی۔

کرم الٰہی بھٹی

سوال: کیا طلبا نے آپ کو خیبر میل کے ساتھ بوگی لگانے کی درخواست کی؟

جواب: جی ہاں۔ میرے دفتر میں درخواست دی گئی اور میں نے اس درخواست کی اطلاع ہیڈ کوارٹر کو دے دی۔

عالم جعفری۔ جرح

سوال: جو سپیشل بوگیاں ربوہ سے لگائی جاتی ہیں ان کا ریکارڈ کہاں رکھا جاتا ہے؟

جواب: لاہور ڈویژن کے پاس ریکارڈ ہوتا ہے۔

اعجاز بٹالوی۔ جرح

سوال: جب ایک بوگی کے لیے درخواست دی جاتی تھی تو اس میں کتنے مسافر سفر کر سکتے ہیں؟

جواب: جتنی استعداد ہوتی ہے اتنے ہی مسافروں کے لیے بوگی الاٹ کی جاتی ہے اگر زائد ہوں تو انہیں گاڑی کے دیگر ڈبوں میں جگہ مہیا کرتے ہیں۔

گواہ نے بتایا ہے کہ ۱۸ مئی کو تفریحی دورہ کے پروگرام میں تبدیلی کی اطلاع نشتر میڈیکل کالج کی طرف سے سٹیشن ماسٹر ملتان کو دی گئی۔ جنہوں نے ہیڈ کوارٹر کو مطلع کیا۔ ہیڈ کوارٹر نے کہا کہ جو بوگی ۱۸ مئی کے لیے آئی ہے اسے وہیں کھڑا کیا جائے۔ اگر۔۔۔ کو بوگی کی گاڑی کے ساتھ لگانا مقصود ہو تو انہیں قانون کے مطابق ۴۸ گھنٹے قبل اطلاع دینی چاہیے۔

محمد اصغر (ڈسپنسر ریلوے ہسپتال) کی شہادت

میں احمدی نہیں ہوں، میں ریلوے ہسپتال لائل پور میں بہ طور ڈسپنسر کام کرتا ہوں۔ ۲۹ مئی کو جب چناب ایکسپریس کے زخمی آئے تو ڈاکٹروں کے ساتھ میں نے بھی زخمیوں کی مرہم پٹی کی۔ میں نے جن زخمیوں کی مرہم پٹی کی ان کی فہرست میرے پاس ہے (گواہ نے عدالت میں فہرست پیش کی جس میں ۲۳ افراد کے نام تھے) اس نے بتایا کہ زخمیوں کی مرہم پٹی کے کام میں میرا ہاتھ تحسین امجد، عبدالرزاق ڈریسر (Dresser)، دوست محمد نے بھی بٹایا۔ سٹیشن سپرنٹنڈنٹ نے مجھے ساری صورت حال سمجھائی۔ گواہ نے کہا کہ بہت سے طلبا زخمی تھے۔ طبی

امداد کے لیے پارسل آفس میں انتظام کیا گیا، وہاں ڈاکٹر ولی آئے جن کا تعلق لائل پور سول ہسپتال سے ہے۔ زخمی طلبا پارسل آفس میں لائے گئے۔ بعض طلبا خود آئے، بعض کو ان کے ساتھی سہارا دے کر لائے۔ میں نے سٹریچر پر کسی طالب علم کو لاتے نہیں دیکھا جب ڈاکٹروں نے پہلے مریض کا معائنہ کیا تو طلبا نے کہا کہ یہ احمدی فرقہ سے ہیں، ہم ان سے علاج نہیں کرائیں گے۔ اس کے بعد ڈاکٹر معراج نے مریضوں کو دیکھا اور مجھے ہدایت کی کہ انہیں فلاں فلاں دوائی دے اور ڈاکٹروں کو وہاں سے ہٹا دیا گیا۔ گواہ نے فہرست دیکھ کر کہا کہ اس میں ایک کانسٹیبل کا نام درج نہیں ہے۔

ایم اے رحمان۔ جرح

سوال: کیا آپ کو کچھ بتایا گیا تھا کہ طلبا کیسے زخمی ہوئے؟

جواب: صرف یہ بتایا گیا تھا کہ پتھراؤ سے کچھ لوگ زخمی ہوئے ہیں۔

سوال: کیا آپ نے مریضوں سے پوچھا کہ انہیں چوٹیں کس طرح آئی ہیں؟

جواب: میں نے نہیں پوچھا کیوں کہ اتنا وقت ہی نہیں تھا۔

عاصم جعفری۔ جرح

سوال: شدید زخمی کتنے تھے؟

جواب: تقریباً تین طالب علم شدید زخمی تھے ان تینوں کو پیتھیڈین (Patheden) لگایا گیا، ان میں سے ایک بے ہوش تھا دو طلباء کو گلوکوز بھی دیا۔ بعد ازاں انہیں گاڑی میں بھیج دیا گیا اس وقت انہیں گلوکوز بھی لگایا گیا۔

سوال: کتنا وقت مرہم پٹی میں لگا؟

جواب: تقریباً ایک گھنٹہ، وہاں ریلوے سٹیشن پر زخمیوں کو سول ہسپتال میں لے جانے کی کوئی بات نہیں ہوئی۔ لائل پور کے ریلوے ہسپتال میں ایک ہی ڈاکٹر تعینات ہے جس کا نام ڈاکٹر محمد افضل ہے وہ وقوعہ کے روز چھٹی پر چلے گئے تھے ان کے علاوہ دوسرا کوئی ریلوے کا ڈاکٹر وہاں نہیں آیا۔

نعیم احمد، (طالب علم نشتر میڈیکل کالج ملتان) کی شہادت

میں نشتر میڈیکل کالج ملتان میں سال اول کا طالب علم ہوں، میں احمدی نہیں ہوں۔ میں

۲۲ مئی کو سوات جانے والے طلباء کے تفریحی دورہ میں شامل تھا۔ جب جاتے ہوئے گاڑی ربوہ رکی تو تھوڑی دیر بعد پلیٹ فارم پر نعرے لگنا شروع ہو گئے، میں نیچے اُترا اور دیکھا کہ ارباب عالم لڑکوں کو منع کر رہے ہیں۔ میں نے جو نعرے سنے وہ یہ تھے:

''مرزائیت مردہ باد، ختم نبوت زندہ باد، محمدیت زندہ باد''

جب گاڑی چلی تو ہماری بوگی پر پتھراؤ کیا گیا اور ہمارے چار طالب علم زخمی ہو گئے جن میں نثار ملک اور ارباب عالم شامل ہیں۔ واپسی پر جب گاڑی سرگودھا پہنچی تو سٹیشن سے باہر میرے بھائی آئے ہوئے تھے لہذا میں ان سے مل کر ڈبہ میں آیا۔ اس وقت گاڑی چل پڑی، میں پشاور سے سرگودھا تک سیکنڈ کلاس میں آیا جب کہ میرا سامان طلبہ کی مخصوص بوگی میں پڑا رہا۔ سرگودھا میں میں طلبہ کی بوگی میں آ گیا اور وہیں بیٹھ گیا۔ ربوہ پہنچنے سے قبل تین لڑکے ہمارے گیٹ میں کھڑے ہو گئے۔ ہمارے لڑکوں نے انہیں کہا کہ یہ ریزرو بوگی ہے تم یہاں کیوں آئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ گاڑی چل رہی ہے اس لیے یہاں آ گئے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ طالب علم ہیں اور چنیوٹ کے قریب دریائے چناب کے پل پر تفریح کے لیے جا رہے ہیں۔ ان طلباء نے بتایا کہ وہ احمدی ہیں، ان لڑکوں میں سے ایک کا نام جنود احمد اور دوسرے کا علیم الدین تھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ وہ طالب علم نہیں تھے بل کہ وہ صرف ہمارا پتہ کرنے کے مشن پر تھے۔ اس کے اگلے سٹیشن پر میں سیکنڈ کلاس کے کمپارٹمنٹ میں چلا گیا، وہاں بھی تین نوجوان دروازہ میں کھڑے تھے جب ربوہ پہنچے تو میں نے دیکھا کہ دُور کھڑے ہوئے چار پانچ سو لڑکے جن کی عمریں چودہ سے سترہ سال کی تھیں۔ پلیٹ فارم کی طرف آ رہے ہیں۔ جب ٹرین رکی تو ہمارے ڈبہ پر زبردست حملہ ہو گیا جس میں زیادہ عمر والے اور لڑکے بھی شامل تھے۔ زیادہ لوگ پلیٹ فارم کی پچھلی طرف سے آئے۔ سیکنڈ کلاس کا ڈبہ پلیٹ فارم کے تقریباً سامنے تھا۔ دروازہ پر زور ہوا اور کھڑکی کے راستہ ایک آدمی اندر آیا اور میرے ساتھ نثار کو مارنا شروع کر دیا جس کا خون بہہ اُٹھا۔ لڑکوں نے جب نثار کا خون بہتے دیکھا تو گھبرا گئے اور بعض غسل خانہ میں گھس گئے۔ اتنے میں دس بارہ آدمی اندر آ گئے اور ڈبہ کے اندر ہی ہمارے ساتھیوں اور مجھے مارنا شروع کر دیا۔ مار کھانے والوں میں حسن محمود اور نثار بھی شامل تھے۔ اس کے بعد مجھے پلیٹ فارم پر کھینچا اور مارنا شروع کر دیا۔ وہاں مارنے والوں کی تعداد پندرہ سولہ تھی۔ جب میں نیچے گر گیا تو مجھے بوٹ

وغیرہ مارتے رہے۔ وہاں میں نے ریلوے کا ایک ملازم دیکھا جس کے بارے میں یہ پتہ چلا کہ وہ سٹیشن ماسٹر ہے۔ میں اس سے لپٹ گیا اور اس سے کہا کہ مجھے بچا لو۔ ایک آدھ منٹ تک تو میں ایسا کرنے سے بچا رہا لیکن پھر شاید اس ریلوے ملازم نے اشارہ کیا چناں چہ مجھے حملہ آور پھر مارنے لگے۔ اسی دوران ان میں سے کسی نے کہا کہ اس کی کافی پٹائی ہو چکی ہے کسی دوسرے کو پکڑو۔ پلیٹ فارم پر میری سیکو (SEECO) گھڑی بھی اُتار لی گئی جب مجھے چھوڑ دیا تو میں پانی والے کے ڈبہ میں آ گیا جس نے مجھے چھپا لیا اور شٹر گرا کر خود دروازہ میں بیٹھ گیا اور جب لوگ پوچھنے آئے تو وہ انہیں بتاتا کہ اس میں کوئی نہیں ہے، وہاں کچھ دیر بعد پلیٹ فارم سے نعروں کی آواز آئی تو میں لیٹرین میں چھپ گیا، وہاں اور لڑکے بھی چھپے ہوئے تھے اور سانس لینا مشکل تھا لہذا میں واپس ڈبہ میں آ گیا جب میں غسل خانہ میں تھا تو میں نے آواز سنی جیسے کوئی مسافر کہہ رہا ہو کہ کیوں مار رہے ہو؟ اس پر اسے جواب ملا کہ ''ان کا یہی علاج ہے، ہم ملتان میں بھی ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ہم اقلیت نہیں بل کہ اکثریت ہیں'' مجھے یہ علم نہیں کہ ہمیں کیوں مارا گیا کیوں کہ ۲۲ مئی کا واقعہ اتنا سنگین نہ تھا، حملہ آوروں کے ہاتھ میں ڈنڈے وغیرہ تھے وہاں جو نعرے لگے وہ یہ تھے:

مرزا غلام احمد کی جے، احمدیت کی جے، نشتر کے مُسلے مردہ باد

چنیوٹ میں میں اپنے ڈبہ میں چلا گیا، لائل پور سٹیشن پر اپنی مرہم پٹی کرائی اور طلبا کی بوگی میں آ کر لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد لڑکوں نے مجھے ایئر کنڈیشنڈ میں پہنچا دیا اور ہم ملتان پہنچے جہاں میں ہسپتال داخل ہو گیا جہاں سے مجھے یکم جون کو ڈسچارج کر دیا گیا۔ یکم جون کو میں سرگودھا چلا گیا جہاں سے اتوار ۲۳ جون کو پہلی مرتبہ لاہور آیا ہوں کیوں کہ مجھے پولیس کے ایک کانسٹیبل نے یہ اطلاع دی تھی کہ میرا بیان ۲۴ جون کو ہائی کورٹ میں قلم بند ہونا ہے۔

۲۶ جون ۱۹۷۴ء

محمد نعیم (طالب علم) پر وکلاء کی جرح

گاڑی چلی تو ربوہ سٹیشن پر اندازاً دو ہزار افراد موجود تھے: طالب علم

لاہور، ۲۵ جون (سٹاف رپورٹر) واقعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹریبونل نے آج ایک اور گواہ نثار

احمد کا بیان قلم بند کیا۔ ٹربیونل نے اس طرح نثار احمد سمیت کل ۲۸ گواہوں کے بیانات قلم بند کر لیے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اب عینی گواہوں کی شہادت مکمل ہوگئی ہے، اب صرف ان افراد کے بیانات قلم بند ہوں گے جو واقعہ ربوہ پر اپنی استدعا کے مطابق روشنی ڈالنا چاہتے ہیں اور جنہوں نے اس سلسلہ میں ٹربیونل جج کو درخواستیں بھیجی ہیں۔ نثار احمد کے بیان سے قبل طالب علم نعیم پر جرح مکمل کی گئی۔

ایم ڈی طاہر۔ جرح

سوال: واپسی پر جب ربوہ سٹیشن سے گاڑی چلی تو پلیٹ فارم پر کتنے لوگ موجود تھے؟

جواب: گاڑی چلنے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ اندازاً دو ہزار کا مجمع ہوگا۔

اعجاز بٹالوی۔ جرح

سوال: سرگودھا میں کتنی دیر تک چناب ایکسپریس ٹھہری تھی؟

جواب: دس سے پندرہ منٹ تک ٹھہری رہی۔

سوال: کیا سرگودھا سے کوئی ایسے آدمی سوار ہوئے جن کو آپ جانتے تھے؟

جواب: ہاں، دو ایسے شخص تھے جن کے چہرے شناسا تھے ان میں سے ایک ظہور احمد ہے اور دوسرے کی ٹی وی شاپ ہے، ظہور کا وہاں ڈینٹل کلینک ہے۔

سوال: کیا آپ کو یہ شبہ نہیں ہوا کہ یہ کون ہیں اور ان کے عزائم کیا ہیں؟

جواب: اگر مجھے ان کے عزائم کا علم ہوتا تو میں گاڑی سے اُتر جاتا۔

سوال: کیا بعد میں آپ نے پولیس والوں کو ان کے نام بتائے؟

جواب: میں نے کسی پولیس والے سے اس کا ذکر نہیں کیا۔

سوال: ان کے نام آپ نے کس سے دریافت کیے؟

جواب: بازار سے

سوال: جب ان کا پتہ کیا تو کیا آپ کو پتہ چلا کہ وہ کہاں ہیں؟

جواب: ان کی دکانیں بند تھیں، میں نے بازار کے لوگوں سے ڈینٹل کلینک اور ٹی وی کی دکان والوں کا پتہ کیا۔

سوال: ربوہ میں واپسی پر آپ کو جس آہنی مُکا سے مارا گیا وہ آپ کو کہاں لگا؟

جواب: سینے میں لگے۔

سوال: اندازاً کتنے آہنی مُکّے آپ کو لگے؟

جواب: میں نہیں بتا سکتا کہ مجھے کتنے آہنی مُکّے لگے کیوں کہ میں نے ان کی گنتی نہیں کی تھی نہ ہی میں کہہ سکتا ہوں کہ مجھے تین یا چار لگے یا بیس تیس لگے۔

سوال: آپ کو ہنٹر کتنے پڑے اور جسم کے کس حصے پر پڑے؟

جواب: مجھے ہنٹر کی ضربیں سینے اور ہاتھوں پر لگیں۔

سوال: ہنٹر کا سائز کتنا تھا؟

جواب: ہنٹر گز یا ڈیڑھ گز کا تھا۔

سوال: جب آپ کو ہنٹر مارے جا رہے تھے تو طلبہ کے علاوہ کتنے لوگ موجود تھے؟

جواب: مجھے پتہ نہیں کہ اس وقت طلبہ کے علاوہ کتنے مسافر موجود تھے۔

سوال: کیا آپ ربوہ سٹیشن پر کھڑے رہے تھے یا آپ کو گرایا گیا؟

جواب: جب مجھے ڈبہ سے نکالا گیا تو مجھے پلیٹ فارم پر منہ کے بل گرایا گیا بعد میں خود ہی میں سیدھا ہو گیا۔

سوال: ربوہ کے واقعہ میں آپ کو کسی ہتھیار اسلحہ، ہاکی، ڈنڈا، بلم یا کسی اور چیز سے مارا گیا؟

جواب: شاید ڈنڈوں یا ہاکی وغیرہ سے بھی مارا گیا، میرے سر پر ڈنڈوں ہاکی وغیرہ کی ضربات تھیں مجھے ٹھڈے بھی مارے گئے۔

سوال: جب آپ ڈبے سے بھاگے تو کیسے پتہ چلا کہ سفید لباس میں سٹیشن ماسٹر ہے؟

جواب: ربوہ سٹیشن پر میں نے سوچا کہ سفید کپڑوں میں ملبوس فرنچ کٹ داڑھی والا شخص سٹیشن ماسٹر ہے۔

سوال: کیا وقوعہ کے بعد آپ نے ٹرین میں یا ہسپتال میں طلبہ سے اس موضوع پر بات چیت کی؟

جواب: میں نے دوسرے طلبا کے ساتھ ملتان جانے سے ٹرین میں وقوعہ کے بارے میں

بات چیت کی لیکن ہسپتال میں کوئی ایسی بات نہیں کی۔

سوال: کیا آپ کو علم ہے کہ ہسپتال میں دوسرے لڑکوں نے اس موضوع پر بات کی تھی؟

جواب: مجھے علم نہیں کہ ہسپتال میں داخل دوسرے لڑکوں نے اس موضوع پر بات چیت کی۔

سوال: آپ کو کب علم ہوا کہ ربوہ ریلوے سٹیشن ماسٹر احمدی ہے؟

جواب: چنیوٹ و لائل پور کے دوران باہمی گفت و شنید کے دوران علم ہوا کہ وہ احمدی ہے۔

سوال: سٹیشن پر مار کھانے کے دوران آپ نے پنجابی کا کون سا فقرہ سنا؟

جواب: ''اینہاں دا ایہوئی علاج اے، اینہاں نے کیا مذاق بنایا ہے، اَسی اقلیت تھوڑے آں، اساں اکثریت آں، اساں اینہاں نوملتان جا کے وی مار سکدے آں۔'' (ان کا یہی علاج ہے، انہوں نے کیا مذاق بنایا ہے، ہم اقلیت نہیں ہم اکثریت ہیں، ہم ان کو ملتان جا کر بھی مار سکتے ہیں)

سوال: کیا آپ وقوعہ کے بعد اخبارات پڑھتے رہے ہیں؟

جواب: ہاں میں ٹربیونل کی کارروائی اخبارات میں پڑھتا رہا ہوں۔

سوال: کیا آپ نے غیر احمدیوں کا یہ مطالبہ بھی اخبار میں پڑھا ہے کہ احمدیوں کو اقلیت قرار دیا جائے؟

جواب: میں جانتا ہوں کہ عام مسلمانوں کی طرف سے ایک مطالبہ یہ بھی ہے کہ احمدیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔

گواہ نے مزید جرح کے سوالوں میں کہا کہ مجھے سرگودھا میں جو شخص ملنے آیا اس کا نام مقصود احمد ہے وہ بی اے ہے اور لاء میں داخلہ لینا چاہتا ہے۔ اس نے بتایا کہ اس کے والد بناسپتی گھی کے ڈیلر ہیں اور ظہور احمد کا کلینک اس کے والد کی دکان سے چھ سات فرلانگ کے فاصلہ پر ہے۔ گواہ نے بتایا کہ اس کے پاس سیکنڈ کلاس میں سفر کرنے کا کوئی ٹکٹ نہ تھا اس نے یہ بھی بتایا کہ بعض سٹیشنوں پر طلبہ اُترتے تھے، اس نے یہ بھی بتایا کہ سیکنڈ کلاس کے ڈبہ میں فرش پر بعض دیہاتی عورتیں بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ یہ کہنا بالکل

غلط ہے کہ انہوں نے عورتوں کو تنگ کیا تھا اور اس وجہ سے انہیں مار پڑی تھی۔ گواہ نے کہا واپسی پر ربوہ میں طلبہ کے سوا کسی مسافر کو نہیں مارا گیا اس طرح حملہ آوروں میں سے بھی اس روز کوئی زخمی نہیں ہوا۔

☆

گاڑی ربوہ ریلوے سٹیشن پر رکتے ہی دروازہ میں کھڑے لوگوں نے شور مچادیا:

''اس ڈبے میں نشتر کالج کے لڑکے ہیں''

مجھے فولادی مکّوں سے زدوکوب کیا گیا: طالب علم کا بیان

میں نے ڈائننگ کار کے سٹور روم میں چھپ کر جان بچائی

لاہور ۲۵ جون، آج ربوہ کے حادثے کے تحقیقاتی ٹربیونل کے سامنے بیان دیتے ہوئے ۲۸ ویں گواہ نثار احمد طالب علم نشتر میڈیکل کالج کی گواہی قلم بند کی گئی۔ انھوں نے کہا میں احمدی نہیں ہوں اور نشتر میڈیکل کالج ملتان میں سال اول کا طالب علم ہوں، میں بھی تفریحی دورہ پر گیا تھا لیکن میں ۲۲ مئی کو راول پنڈی تک بذریعہ بس گیا تھا اور وہاں راول پنڈی میں ۲۳ مئی کو صبح چھ بجے نشتر میڈیکل کالج کے طلبا کے گروپ میں شامل ہوا تھا۔ واپسی پر میں پشاور سے سیکنڈ کلاس کی بوگی میں آیا کیوں کہ میں سفر کے دوران بیمار ہو گیا تھا مجھ پر پشاور میں ہیضہ کا حملہ ہوا تھا اور لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں مجھے داخل کرا دیا گیا تھا۔ واپسی پر مجھے سیکنڈ کلاس کے ڈبہ میں سفر کرنا پڑا۔ سرگودھا سے ربوہ تک کوئی خاص بات میں نے نوٹ نہیں کی البتہ ربوہ سے ایک دو سٹیشن پہلے ہمارے ڈبہ میں دو تین طالب علم سوار ہوئے تھے۔ میں نے سوار ہونے والے طلبا سے کوئی بات نہیں سنی وہ ڈبہ کے درمیانی دروازہ میں خاموش کھڑے تھے جب ربوہ سٹیشن پر گاڑی رُکی تو وہی طالب علم جو ڈبہ میں خاموش کھڑے تھے، تیزی سے اُترے اور آواز دی کہ ادھر نشتر میڈیکل کے طلبا ڈبہ میں موجود ہیں، ہجوم نے سنتے ہی حملہ کر دیا۔ ہم نے دروازے اور کھڑکیاں بند کر دیں لیکن انھوں نے کھڑکیاں اور دروازے پیٹنے شروع کر دیے، لڑکوں نے گو بہ مشکل تمام دروازے دھکیلے ہوئے تھے لیکن ان کی پیش نہ چلی کیوں کہ ایک ٹوٹی ہوئی کھڑکی کے راستے حملہ آوروں میں

سے تین لڑکے داخل ہو گئے، میں جلدی سے کھڑکی بند کرنے گیا تو انھوں نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ دو لڑکوں نے آہنی مُکّوں سے مجھے مارا۔ تیسرے نے میرے سر پر ڈنڈا مارا۔ دوسرے لڑکے بھاگ کر غسل خانہ میں چلے گئے اور اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ دس پندرہ آدمی اس اثنا میں داخل ہو گئے تھے اور اُنھوں نے اندر آ کر مارنا شروع کر دیا۔ انھوں نے ڈبہ میں باقی رہ جانے والے چار پانچ لڑکوں کو خوب مارا۔ مجھے گریبان سے پکڑ کر پلیٹ فارم پر گرا لیا گیا اور وہاں بھی مارا گیا۔ میرے ناک سے خون بہنے لگا تو انہوں نے مجھے تنہا چھوڑ دیا اور دوسروں کی طرف چلے گئے میں ڈائننگ کار میں جا کر چھپ گیا، وہاں میں نے سر پر پانی ڈالا اور منہ ہاتھ دھویا، دس پندرہ منٹ کے بعد تین چار آدمی ڈھونڈتے ہوئے آئے، میں ڈائننگ کار کے ایک سٹور میں جا چھپا۔ بیرے نے انہیں بتایا کہ یہاں کوئی نہیں ہے۔ میں گاڑی چلنے تک وہیں بیٹھا رہا، میں نے طلبہ کی بوگی کی طرف سے شور آتا سنا میں نے دو تین نعرے سنے جو یہ تھے:

احمدیت زندہ باد، مرزا غلام احمد کی جے اور مرزا ناصر احمد کی جے

کافی شور کے باعث میں مزید نعرے نہ سن سکا۔ سٹیشن پر کافی ہجوم تھا جب گاڑی سٹیشن پر رکی تھی اس وقت پلیٹ فارم پر بڑا ہجوم تھا جب میں نے سٹور کی کھڑکی سے جھانکا تو حملہ آور ایک طالب علم کو زدوکوب کر رہے تھے۔ ہمیں لائل پور میں فرسٹ ایڈ دی گئی اور پھر ایئر کنڈیشنڈ کوچ میں ملتان لایا گیا جہاں ہمیں ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا۔ ڈسچارج ہونے کے بعد میں اپنے گھر واقع لائل پور چلا گیا، ہائی کورٹ کی طرف سے ۲۲ جون کو مجھے یہ اطلاع دی گئی کہ مجھے ۲۴ جون کو ٹریبونل کے روبرو پیش ہونا ہے لہذا میں یہاں آیا۔

اعجاز بٹالوی - جرح

میں لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں صرف ایک دن داخل رہا، میں پوری طرح صحت یاب نہیں ہوا تھا کہ واپس روانہ ہونا پڑا۔ لیڈی ریڈنگ ہسپتال والوں نے مجھے کہا تھا کہ تم ٹھیک نہیں ہوئے ہو، اس لیے ابھی نہ جاؤ۔ ہماری یونین کے صدر نے کہا کہ تم یہیں ٹھہر جاؤ، تمہارے ساتھ ایک اور لڑکے کو تیمارداری کے لیے چھوڑ دیں گے۔ انہوں نے میرے ساتھی فاروق کو اس ضمن میں میرے ساتھ چھوڑ دیا، اس کے بعد جب گاڑی جانے لگی تو سٹیشن سے مجھے میری یونین کے صدر

نے بلا بھیجا کہ آ جاؤ چناں چہ میں ان کے ساتھ ہی آ گیا۔ میں پشاور سے سرگودھا میں پہلی مرتبہ برتھ (berth) سے اُترا اور پھر اوپر برتھ پر لیٹ گیا۔ ربوہ سٹیشن کے آنے سے ایک دو سٹیشن پھر میں نیچے آ کر بیٹھ گیا۔

سوال: جہاں آپ کا سیکنڈ کلاس کا ڈبہ رکا کیا وہاں کوئی ہجوم تھا؟

جواب: جی ہاں، بہت بڑا ہجوم تھا۔ جب مجمع سے ایسی آوازیں سنائی دیں اور انہیں احمدی لڑکوں نے بلایا کہ ادھر آؤ لڑکے یہاں ہیں تو ہمیں خطرے کا احساس ہوا چناں چہ ہم نے اپنے ڈبہ کی کھڑکیاں وغیرہ بند کر دیں۔ جب حملہ آوروں نے حملہ کیا تو میری پیٹھ پر تین چار ڈنڈے مارے گئے جب مجھے پلیٹ فارم پر اتارا گیا تو وہاں کچھ لوگوں نے مجھے لاتوں وگھونسوں سے مارا۔

پلیٹ فارم کے باہر مجھے دو تین منٹ تک ہی مارا گیا میں وہاں سے بچ کر ڈائننگ کار کی طرف بھاگا جو کہ وہاں میرے ڈبہ سے ایک دو ڈبہ ہی دُور تھی۔ اس مرحلہ پر گواہ کو اس کی میڈیکل رپورٹ دکھائی گئی، جس کے بارے میں اس نے کہا کہ یہ صحیح ہے۔ اس نے کہا کمر پر ڈنڈوں کی چوٹیں بھی اس نے ڈاکٹر کو دکھائی تھیں لیکن ڈاکٹر نے کہا تھا کہ یہ معمولی ہیں۔

(ٹربیونل کی مزید کارروائی کل پر ملتوی کر دی گئی، عدالت میں اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل مسٹر کمال مصطفیٰ بخاری نے ٹربیونل کی معاونت کی۔ سٹاف رپورٹر)

۲۷ جون ۱۹۷۴ء

محمد صالح نور کی شہادت

اُمور احمدیہ کے دفتر میں مولانا جنڈیالوی کے لڑکے کو مار مار کر ہلاک کر دیا گیا

قادیانیوں نے مجھے مرتد قرار دینے کے بعد میری چار سالہ بچی کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔

ربوہ کے ہسپتال میں ڈاکٹروں نے میری قریب المرگ ماں کا علاج بھی نہ کیا

لاہور ۲۶ جون (سٹاف رپورٹر) واقعۂ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل نے آج ایک اور گواہ محمد

صالح نور کا بیان قلم بند کیا۔ گو یہ گواہ عینی شاہد نہیں لیکن گواہ نے احمدی تنظیم اور احمدیت کے بارے میں متعدد اُمور کی وضاحت کی۔ گواہ نے کہا کہ وہ پیدائشی احمدی ہے اور ۱۹۵۶ء تک احمدی رہا ہے حتی کہ احمدیوں کی تنظیم تحریک جدید میں وہ نائب وکیل التعلیم بھی رہا ہے اور اس کے ذمہ غیر ممالک سے آئے ہوئے احمدیوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام تھا۔ گواہ نے کہا کہ اسے پچاس دیگر ساتھیوں سمیت ۱۹۵۶ء میں اس وقت کے خلیفہ کے خلاف باتیں کرنے پر احمدی فرقہ سے نکال دیا گیا۔ گواہ نے کہا کہ مجھے ملازمت سے بھی نکال دیا گیا اور میرے بیوی بچوں کو ربوہ میں روک لیا گیا اور کہا گیا کہ صالح نور چوں کہ مرتد ہو گیا ہے اس لیے اس کی بیوی اس کے ساتھ نہیں جا سکتی۔ گواہ نے کہا کہ اسے اور اس کے رشتہ داروں کو بے حد تکلیف پہنچائی گئیں اور اگر کسی تقریب میں شرکت کے لیے وہ ربوہ جاتا تو ڈنڈوں والے مسلح افراد اس کا پیچھا کرتے۔ گواہ نے کہا کہ ۱۹۵۸ء میں جب اس کی چار سالہ بچی فوت ہو گئی تو ربوہ والوں نے اس کا جنازہ پڑھنے سے بھی انکار کر دیا۔ گواہ نے کہا کہ جب سے اسے ربوہ سے نکالا گیا اس نے اپنا عقیدہ بدل لیا ہے اور اب احمدی نہیں رہا۔ گواہ نے کہا کہ صرف اس کے ساتھ ہی یہ سلوک نہیں ہوا بل کہ ربوہ کے احمدی غیر احمدیوں اور خصوصاً اپنی جماعت سے نکالے گئے، لوگوں کے ساتھ ایسا ہی ظلم و تشدد روا رکھتے ہیں۔ اس نے کہا کہ ۵۴-۱۹۵۵ء میں مولانا غلام رسول جنڈیالوی کے لڑکے اور ان کے دو ساتھیوں کو اُمور احمدیہ کے دفتر کے صحن میں بُری طرح مارا گیا جس سے اس کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور لڑکا موقع پر ہلاک ہو گیا۔ بعد میں پولیس نے واقعاتی گواہ نہ ملنے پر اس واقعہ کو مختلف رنگ میں پیش کیا اور انہیں پولیس مقابلہ میں ہلاک اور زخمی بتایا گیا۔ ربوہ چوکی میں جو اے ایس آئی انچارج تعینات ہوتا ہے وہ روایت کے مطابق اپنی سرکاری تنخواہ کے برابر رقم احمدیوں کے بیت المال سے بھی وصول کرتا ہے۔ گواہ نے کہا ربوہ میں نکاح خلیفہ پڑھاتا ہے لیکن اس کی بہن کا نکاح صرف یہ کہہ کر خلیفہ نے پڑھانے سے انکار کر دیا کہ اس کا بھائی مرتد ہے۔ گواہ نے کہا کہ جس شخص نے اس کی ہمشیرہ سے شادی کی اسے بھی جماعت سے نکال دیا گیا۔ میری والدہ بستر مرگ پر تھی لیکن مجھے گھر جانے اور ربوہ میں اسے دیکھنے کی اجازت نہ دی گئی اور اسی صدمہ سے میری والدہ فوت ہو گئی۔ گواہ نے کہا کہ جب اس کی والدہ کو ہسپتال داخل کیا گیا تو احمدی ڈاکٹروں نے یہ کہہ کر کہ یہ مرتد کی ماں ہے اس کا علاج کرنے سے انکار کر دیا۔

گواہ نے کہا کہ ۱۹۶۴ء سے اب تک اس کے سسرال والوں کو اس سے نہیں ملنے دیا گیا ویسے بھی وہ جانتے ہیں کہ اگر وہ مجھ سے ملے تو ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو اس کے ساتھ ہوا ہے۔ گواہ نے کہا کہ اس کی پیدائش قادیان میں ہوئی اور ۱۹۴۹ء میں ربوہ منتقل ہوا، ربوہ شہر کے قیام کے بعد قادیان سے جماعت احمدیہ کا ہیڈ کوارٹر ربوہ منتقل کر دیا گیا، قادیانیوں نے جو تنظیم قائم کی اس کا نام صدر انجمن احمدیہ رکھا گیا۔ گواہ نے کہا کہ مولوی محمد دین صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے موجودہ صدر ہیں ان کے پاس بیت المال کا شعبہ ہے جو جماعت کا بینک ہے اس کے علاوہ ربوہ میں کوئی بینک نہیں، دعوت و تبلیغ کا محکمہ الگ ہے، تعلیم و تربیت اُمور عامہ، بہشتی مقبرہ، اُمور خارجہ اور حفاظت قادیان کے شعبے الگ ہیں۔ تحریک جدید ربوہ کے مشنوں کا شعبہ ہے، اُمور عامہ کا محکمہ امن و امان برقرار رکھتا ہے، مقدمات کے تصفیہ کے لیے دار القضاء کا محکمہ ہے۔ اُمور عامہ کے تحت انجمن کی طرف سے شہریوں کو حکم ہے کہ وہ ربوہ میں ہر قسم کے رونما ہونے والے واقعات کی اطلاع دیں۔ گواہ نے کہا کہ ۱۹۴۸ء میں فرقان فورس بھی قائم کی گئی اور اس نے ۱۹۴۸ء میں نوشہرہ فرنٹ کشمیر میں لڑائی کی۔ گواہ نے کہا کہ اس وقت حکومت کی طرف سے فرقان فورس کو جو اسلحہ سپلائی کیا گیا تھا وہ اسلحہ میاں غلام احمد اختر پرسانل آفیسر ریلوے کی زیر نگرانی ربوہ میں لایا گیا اور پھر اسے محمود مسجد ربوہ کے نزدیک دفن کر دیا گیا۔ گواہ نے کہا کہ اس وقت رفیق ملک المعروف میجر فاروق اس اسلحہ کے انچارج تھے۔ فرقان فورس کا اب کوئی وجود نہیں البتہ زیر زمین دفن اسلحہ کی نگرانی تین یا چار افراد کرتے ہیں۔ گواہ نے کہا کہ اسے ۲۹ مئی کو ربوہ میں رونما ہونے والے واقعہ کا علم نہیں ہے۔

اسماعیل قریشی۔ جرح

گواہ نے کہا کہ مولوی غلام رسول جنڈیالوی کے لڑکے پر تشدد اور اسے قتل کرنے والوں میں اس کا بہنوئی محمد یحییٰ مرحوم بھی شامل تھا۔ گواہ نے کہا کہ اُمور عامہ کا محکمہ پولیس فورس کے فرائض بھی انجام دیتا ہے اور دار القضاء کے تحت جو عدالتیں ہیں ان میں چھوٹے بڑے قاضی ہوتے ہیں حتمی اپیلیں اور فیصلے خلیفہ کے پاس جاتے ہیں اگر کوئی شخص فیصلہ نہ مانے تو اس کا سوشل بائیکاٹ کیا جاتا ہے اور پھر اسے برادری سے نکال دیا جاتا ہے۔

گواہ نے کہا خلیفہ کے خاندان کے فرد کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی خواہ وہ دس

لاکھ روپے کا غبن ہی کیوں نہ کرے۔ گواہ نے کہا کہ جو انجمن قادیان میں قائم ہوئی وہ وہیں موجود ہے البتہ وہاں کی جائیداد ربوہ کی انجمن نے اپنے نام منتقل کرالی ہے۔ گواہ نے کہا کہ انجمن کا قیام ۱۹۰۶ء میں ہوا۔ گواہ نے کہا کہ قیام پاکستان کے بعد نئی انجمن صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے نام سے قائم کی گئی جس نے سندھ اور دیگر علاقوں میں انجمن کی جائیداد اپنی تحویل میں لے لی۔ نئی انجمن نے یہ سب کام اس وقت کے کسٹوڈین (Custodian) اور سر ظفر اللہ خان کے بھائی مسٹر عبداللہ خان کی زیر نگرانی کیا۔ خلیفہ کی طرف سے ہر قادیانی سے کہا گیا کہ وہ قادیان میں اپنی ذاتی جائیداد کا کلیم (claim) داخل نہ کرائیں کیوں کہ بالآخر ہم نے قادیان واپس جانا ہے۔

گواہ نے کہا کہ ربوہ کے تمام قادیانیوں کو ہدایت ہے کہ وہ اپنا روپیہ بینک کی بجائے بیت المال میں بہ طور امانت رکھیں اور جب ضرورت ہو واپس لے لیں۔ گواہ نے کہا کہ ۱۹۴۸ء میں جس جہاد میں فرقان فورس شریک ہوئی اس کی اجازت ہے البتہ مرزا غلام احمد نے تلوار کے ذریعہ غیر مسلموں کو مسلمان کرنے سے منع کر رکھا ہے۔

کرم الٰہی بھٹی۔ جرح

گواہ نے کہا کہ جن لوگوں کو ربوہ سے ان کے ساتھ ۱۹۵۶ء میں نکالا گیا ان میں راجہ منور احمد MPA کے بھائی بشیر احمد راخی، پروفیسر غلام رسول M.A، میاں عبدالمنان عمر (مالک روزنامہ جمہور)، عبدالوہاب عمر، عبدالسلام عمر، عبدالرحمٰن خادم مناظر، ملک عبدالرحمٰن، فیض الرحمٰن کے بھائی عزیز الرحمٰن، عطاء الرحمٰن، راحت ملک، چودھری صلاح الدین، مرزا محمد لطیف اکبر، مرزا محمد سلیم اختر، مرزا احمد شفیق، محمد صادق شنم اور عبدالرب بریم بھی شامل تھے۔

میں اس سلسلہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ ربوہ کے لوگوں کے پاس جو اسلحہ ہوتا ہے وہ لائسنس یافتہ ہے یا نہیں۔ مجھے یہ علم نہیں کہ ربوہ کے لوگوں کی تحریک جدید کے فرائض جاسوسی کرنا ہے۔

ایم اے رحمان۔ جرح

سوال: آپ نے کہا ہے کہ آپ ۱۹۴۸ء میں قادیان سے آئے وہاں اصل ایڈمنسٹریشن کس کی تھی؟

جواب: ربوہ اور قادیان کی ایڈمنسٹریشن خلیفہ وقت کے پاس ہوتی ہے اور امور عامہ نظام

چلاتا ہے۔

سوال: جماعت احمدیہ کی کیا وہاں لوکل انٹیلی جنس سروس بھی ہے؟

جواب: پوری جماعت بعض حصوں میں تقسیم ہے، مجلس انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، اطفال احمدیہ۔

گواہ نے بتایا کہ میں نے اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی کی اطلاع جب انسپکٹر حبیب اللہ خاں کولالیاں تھانہ میں دی تو اس نے کہا کہ میں مجبور ہوں کیوں کہ اگر تم ربوہ میں قتل بھی کر دیے جاؤ تو کوئی شنوائی نہیں ہو گی کیوں کہ کوئی گواہی دینے والا نہیں ہو گا۔

سوال: کیا آپ کو یہ تجربہ ہے کہ ربوہ میں کوئی اہم بات وقوع پذیر ہو اور اس کا علم خلیفہ کو نہ ہو؟

جواب: جی نہیں۔ خلیفہ کے علم کے بغیر کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ خلیفہ کے حکم کو تمام دوسرے احکام سے خواہ وہ ملک کی کوئی بھی ہستی کیوں نہ جاری کرے۔ مقدم سمجھا جاتا ہے۔ ربوہ کا جو آدمی حکم نہ مانے تو اسے تنگ کیا جاتا ہے اور پیٹا بھی جاتا ہے اور یہی صورت حال اس کے مرنے یا ربوہ چھوڑ جانے تک جاری رہتی ہے۔ احمدیوں کا تمام ریکارڈ صدر دفتر ربوہ میں رکھا جاتا ہے جب کہ صوبائی سطحوں پر اضلاعی تحصیل اور قصبات کی سطح پر بھی ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ ناظر اعلیٰ کے پاس سے تمام پاکستانی احمدیوں کی لسٹ مل سکتی ہے جب کہ دوسرے ممالک میں رہنے والے احمدیوں کی لسٹ تحریک جدید کے انچارج سے مہیا ہو سکتی ہے۔

ایم اے رحمان ایڈووکیٹ نے اس مرحلہ پر عدالت سے درخواست کی کہ وہ سب ڈویژنل مجسٹریٹ چنیوٹ کو ہدایت کریں کہ وہ قادیانیوں کا اس قسم کا تمام ریکارڈ قبضہ میں لیں اور اسے عدالت میں پیش کریں۔ گواہ نے بتایا کہ ربوہ میں سو فیصدی آبادی قادیانیوں کی ہے لہذا وہ اپنی رقم بینک میں نہیں رکھتے اور بینک وہاں سرے سے ہے ہی نہیں۔ ربوہ کے لوگ اپنی تمام تر رقوم بیت المال کے امانت کے حساب میں جمع کراتے ہیں۔

سوال: قادیانی جماعت کے سیاسی مقاصد کیا ہیں؟

جواب: خدام الاحمدیہ کے بارے میں خلیفہ بشیر الدین محمود نے کہا تھا کہ یہ اسلامی فوج ہیں اس طرح خلیفہ صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ جماعت احمدیہ برسر اقتدار آنے والی ہے جو طلبا

تعلیم مکمل کرتے ہیں وہ مرکزی انجمن احمدیہ کی ہدایت کے مطابق سول یا ملٹری کی ملازمت شروع کرتے ہیں اس پالیسی پر قیام پاکستان سے بھی قبل سے اب تک عمل ہو رہا ہے۔ سروسز دلانا اور کام کرانا اور دوسروں کی ہر جائز و ناجائز مدد کرنا ہر قادیانی کا فرض ہوتا ہے۔ بیعت کرنے کے بعد بھی ایک ہی رشتہ میں منسلک ہو جاتے ہیں۔ گواہ نے کہا کہ بشیر الدین محمود کا یہ فتویٰ ہے کہ جو شخص مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتا، وہ کافر ہے خواہ اس نے مرزا غلام احمد کا نام ہی کیوں نہ سن رکھا ہو۔ تمام احمدی اس پر عمل کرتے ہیں (گواہ نے اس مرحلہ پر وضاحت کی کہ وہ احمدیوں کے ذکر میں لاہوری برانچ والوں کا ذکر نہیں کر رہا) احمدی عام مسلمانوں کو اپنا دشمن کہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ سر ظفر اللہ نے بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناح کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔ گواہ نے کہا کہ یہ صحیح ہے کہ احمدی پاکستان کا نظم ونسق سنبھالنے کی بھی امید لگائے بیٹھے ہیں۔ گواہ نے کہا کہ مرزا بشیر الدین محمود اور مرزا ناصر احمد اپنے خطبوں میں کہتے رہے ہیں، وہ قادیان میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوں گے۔ گواہ نے کہا کہ ہر سال خدام الاحمدیہ چار پانچ دن کے لیے ربوہ میں جمع ہوتے ہیں جہاں انہیں نشانہ بازی اور گھوڑ سواری سکھائی جاتی ہے۔ ۱۹۵۶ء میں خدام الاحمدیہ کی تعداد ۱۸۰۰ کے لگ بھگ تھی جب کہ ربوہ کی کل آبادی اس وقت پانچ سے چھ ہزار نفوس پر مشتمل تھی، اب ربوہ کی کل آبادی ۲۰/۲۵ ہزار ہو چکی ہے۔ واقعہ ربوہ کے بعد بہت سے لوگ ہجرت کر کے آئے ہیں۔ ربوہ کے واقعہ سے قبل آبادی بارہ تیرہ ہزار تھی۔ گواہ نے کہا کہ ربوہ میں ایک ٹاؤن کمیٹی بھی ہے۔ اس نے کہا کہ جائیداد و مکانات کی خرید و فروخت اور پٹہ پر دینے کا تمام تر ریکارڈ ''دفتر آبادی ربوہ'' میں رکھا جاتا ہے۔ یہ دفتر انجمن احمدیہ کی ایک شاخ ہے۔ میرے والد نے پٹہ پر ایک کنال زمین ۱۹۴۹ء میں صدر انجمن احمدیہ سے لی تھی۔ پٹہ ۹۹ سال کا تھا۔ انہوں نے اس وقت صرف ایک صد روپیہ ادا کیا تھا۔ آج کل بھی پٹہ کا نرخ ۳۵۰۰ روپیہ فی کنال ہے۔

سوال: مولانا غلام رسول جنڈیالوی کے بیٹے کو کیوں مارا گیا؟

جواب: مجھے معلوم نہیں کہ کیوں مارا گیا لیکن عموماً ربوہ میں داخل ہونے والوں کو پکڑ لیا جاتا ہے۔ ایک سال قبل ایک واقعہ کے بارے میں مجھے میرے عزیزوں نے بتایا ہے کہ وہ جب

ربوہ دیکھنے گیا تو اسے اس شک کی بنا پر مارا گیا کہ وہ جاسوس ہے۔

سوال: کیا ربوہ میں کوئی غیر احمدی کاروبار کرتا ہے؟

جواب: جی نہیں۔ کوئی کاروبار نہیں کرتا، تاہم احمدیوں کو اپنے کاروباری روابط غیر احمدیوں سے رکھنے کی اجازت ہے۔

عاصم جعفری۔ جرح

جواب میں گواہ نے کہا کہ میں نے احمدیوں کا تمام لٹریچر پڑھا ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے کہ قرآنی آیات میں احمدیوں نے تبدیلی کی ہے البتہ تشریح اور معنی کو انہوں نے اپنے عقائد کے مطابق معنی پہنائے ہیں۔ گواہ نے کہا کہ میں نے ایک کتاب میں افریقہ کی ایک مسجد کی ایک تصویر دیکھی ہے جو نائیجریا میں تعمیر کی گئی ہے۔ اس مسجد پر کلمہ طیبہ میں ''محمد'' کی جگہ ''احمد'' لکھا گیا ہے۔ ایسا صرف اس لیے کیا گیا ہے کہ افریقہ میں مرزا ناصر احمد کو ''احمد دی پرافٹ'' کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے۔ گواہ نے کہا کہ وہ مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتے بل کہ مجدد ہی مانتے ہیں۔ گواہ نے بتایا کہ گو احمدیوں نے دنیا کے دوسرے ممالک میں اپنے مراکز قائم کر رکھے ہیں لیکن وہ اسلام کی مخالفت نہیں کرتے۔

☆

محمد صالح نور کی شہادت

مرزا بشیر الدین محمود نے نکتہ چینی کرنے پر اپنے ایک پیروکار کو قتل کرا دیا تھا

اسی بنا پر مولانا عبدالکریم مباہلہ کے گھر کو آگ لگادی گئی تھی

تحقیقاتی ٹربیونل کے روبرو جرح کے دوران گواہ کا بیان

لاہور ۲۶ جون (سٹاف رپورٹر) واقعہ ربوہ کی تحقیقات کرنے والے ٹربیونل کے روبرو آج ایک شخص صالح محمد نور نے بتایا کہ یہ صحیح ہے کہ قادیان کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود نے اپنے اوپر نکتہ چینی کرنے پر مولانا عبدالکریم مباہلہ کو قادیان سے نکال دیا اور ان کے گھر کو آگ لگوا

دی۔ اسی طرح ایک شخص فخر الدین ملتانی کو پہلے قادیان سے نکالا گیا اور بعد میں اسے مروا دیا گیا۔

بعد از دوپہر کا اجلاس

سوال: اگر کوئی تین ماہ تک چندہ نہ دے تو کیا اسے جماعت سے خارج کر دیا جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں، یہ صحیح ہے۔ مرزا غلام احمد نے کہا تھا کہ جو شخص مسلسل تین ماہ تک چندہ نہ دے اسے جماعت سے خارج کر دیا جائے گا۔

سوال: کیا مرزا بشیر الدین کی یہ خواہش تھی کہ بلوچستان کو الگ احمدی صوبہ بنا یا جائے؟

جواب: جی ہاں، یہ ان کی خواہش تھی۔

گواہ نے کہا کہ یہ خیال غلط ہے کہ احمدی مکہ مدینہ کی بجائے قادیان جانا زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔ گواہ نے کہا کہ لاہوری احمدیوں اور ربوہ کے احمدیوں میں فرق یہ ہے کہ ربوہ کے احمدی مرزا غلام احمد کو نبی نہ ماننے والوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں جب کہ لاہوری یہ کہتے ہیں کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے اور یہ کہ مرزا غلام احمد مجدد ہیں، نبی نہیں۔ گواہ نے کہا کہ جب وہ قادیان میں تھے تو ایک احمدی مرزا احمد نور کابل نے بھی نبوت کا دعوی کیا تھا، اس طرح خواجہ محمد اسماعیل نے لندن میں آج کل نبوت کا دعوی کیا ہوا ہے۔

رفیق احمد باجوہ۔ جرح

میں چوں کہ خود احمدیوں کی جارحیت کا شکار تھا، اس لیے میں نے واقعہ ربوہ کے بعد یہ ضروری سمجھا کہ میں ٹربیونل کے روبرو حقائق پیش کروں۔ میں مرزا غلام احمد کو مجدد مانتا ہوں، میں لاہوری جماعت احمدیہ کے متفقین سے ہوں۔ اتفاق اس لیے ہے کہ لاہوری جماعت کا عقیدہ بے ضرر ہے۔ میرا ان کے ساتھ اختلاف یہ ہے کہ جب کبھی ربوہ والوں کو سرزنش کی جائے یا ربوہ والے کسی مشکل میں آئیں یہ ربوہ والوں کا ساتھ دیتے ہیں۔ اسی طرح مرزا غلام احمد کے پیغام کو جگہ جگہ پہنچانے میں بھی لاہوری جماعت نے کوتاہی و کمزوری کا مظاہرہ کیا ہے۔ میرا ایمان ہے کہ مرزا صاحب کے پیغام میں نبی ہونے کی کوئی بات نہیں اور نہ ہی نبوت کا دعوی کیا

البتہ ۱۸۹۱ء میں مرزا غلام احمد نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا جو شخص بھی مجدد ہونے کا دعویٰ کرنے کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرے وہ خود بہ خود دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ میں نے مرزا غلام احمد کی تمام کتابیں پڑھی ہیں انہوں نے کہیں نہیں لکھا کہ وہ مدعی نبوت ہیں۔

خاقان بابر۔ جرح

سوال: آپ نے کن کن افسروں سے احمدیوں کی جارحیت کی شکایت کی؟

جواب: سید سبط الحسن انسپکٹر CID، سید مختار حسین شاہ گروپ انسپکٹر CID لائل پور، شیخ ابرار ڈی ایس پی۔CID، حبیب اللہ خاں SHO لالیاں، مرزا محمد عباس ایس پی CID۔

گواہ نے بتایا کہ یہ صحیح ہے کہ بعض اختلافات کی بنا پر جو مولوی عبدالکریم مباہلہ اور خلیفہ دوم بشیر الدین محمود کے مابین ہوئے۔ خلیفہ دوم نے مولوی عبدالکریم کے گھر کو آگ لگوا دی اور مولوی صاحب کو قادیان سے نکال دیا۔ مولوی عبدالکریم پہلے احمدی تھے اس وقت میری عمر دو تین سال کی تھی اور میں نے یہ قصہ بزرگوں سے سنا ہے۔ چند سال بعد ایک اور احمدی فخر الدین ملتانی نے بشیر الدین محمود کے ذاتی کردار پر اعتراض کیا اور بشیر الدین محمود کو لکھا کہ یا تو وہ اپنی اصلاح کرے یا حکومت چھوڑ دے۔ اس پر مرزا بشیر الدین، فخر الدین ملتانی کے خلاف ہو گئے اور اس کا سوشل بائیکاٹ کرنے اور قادیان سے نکالنے کے بعد اسے مروا دیا۔ اس طرح کے حالات کے پیش نظر عبدالرحمان مصری کو بھی نکال دیا گیا۔

شیر عالم۔ جرح

احمدی عموماً احمدی کہلانا پسند کرتے ہیں وہ مرزائی یا قادیانی کہلوانا پسند نہیں کرتے۔ لاہور کے احمدی حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی نسبت سے احمدی کہلواتے ہیں۔ مرزا غلام احمد کی وجہ سے وہ احمدی نہیں کہلواتے۔

سوال: کیا کوئی احمدی خود کو محمدی کہلوانا پسند کرتا ہے؟

جواب: جی نہیں۔

رفیق باجوہ۔ جرح

میں یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ جو اسلحہ محمود مسجد میں دفن کیا تھا وہ اب تک وہیں ہے یا وہاں نہیں ہے۔ وہ اسلحہ خلیفہ صاحب کے حکم سے دفن کیا گیا تھا۔ وہ جماعت کے دفاع کے لیے ایسا اسلحہ

رکھتے ہیں جس اسلحہ کا میں نے ذکر کیا تھا وہ جماعت کا تھا۔ میں تحریک جدید میں نائب وکیل التعلیم تھا، وہاں پر غیر ملکی طلباء پڑھنے کے لیے آتے ہیں جن کی دینی تعلیم اور رہنے سہنے کھانے پینے کا بندوبست وکیل تعلیم کے ذمہ ہوتا ہے۔ میں ان کا نائب تھا اس وقت ۲۵/۲۰ غیر ملکی طلبا وہاں تھے جن میں چین، گیانا، جرمنی، امریکہ، افریقہ، انڈونیشیا اور دیگر ممالک کے طلباء شامل ہیں۔

احمدی جماعت کے مشن پوری دنیا میں ہیں، اسرائیل میں حیفہ (Haifa) کے مقام پر بھی ایک مشن ہے، اس مشن کو تحریک جدید چلاتی ہے۔ مرزا مبارک احمد اسے چلاتے ہیں۔ میں جب ہندوستان میں تھا تو اس وقت مولوی محمد شریف حیفہ کا مشن چلاتے تھے۔ گواہ نے بتایا کہ پاکستان سے تبلیغی سلسلہ میں جو مبلغین اسرائیل جاتے ہیں ان کے پاس دوہرے پاسپورٹ ہوتے ہیں۔ ایک پاسپورٹ پر وہ پاکستان سے افریقہ جاتے ہیں اور دوسرے پاسپورٹ پر جو کسی اور ملک کا جاری کردہ ہوتا ہے۔ اسرائیل جاتے ہیں۔ دوسرا پاسپورٹ خفیہ رکھا جاتا ہے۔ جن مبلغین کو غیر ممالک بھیجا جاتا ہے انہیں پوری پوری تربیت دی جاتی ہے۔ ہر قوم اور ہر ملک کے لوگوں کے سلسلہ میں تمام تر اطلاعات اپنے ہی وسائل سے جمع کرتی ہے یہ کام تحریک جدید کا شعبہ کرتا ہے۔ ہندوستان میں بھی احمدیوں کا مشن ہے اور قادیان میں اس کا صدر دفتر ہے وہاں مولوی عبدالرحمٰن انچارج ہیں وہ کبھی کبھی پاکستان آتے رہتے ہیں۔

احمدی جماعت کے شعبہ تحریک جدید نے جب کسی ایسے ملک میں مشن کھولنا ہو یا کھول رکھا ہو کہ جس کے ساتھ پاکستان کے سفارتی تعلقات نہ ہوں تو تبلیغ کے لیے احمدیوں کو دوہرے پاسپورٹ دیے جاتے ہیں۔ گواہ نے بتایا کہ ۱۹۵۶ء میں ۵۰ سے ۱۰۰ افراد تک نے ملٹری میں کمیشن لے رکھا تھا جو فوجی ریٹائر ہو کر آتے ہیں ان میں سے بعضوں کو ربوہ میں مختلف عہدوں پر تقرری دے دی جاتی ہے۔ مشن پر جن لوگوں کو تبلیغ کے لیے اسرائیل بھیجا جاتا ہے اس کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ عربی جانتا ہو اور لٹریچر سے واقف ہو۔ میں نے اب تک یہ نہیں سنا کہ مشن کی موجودگی کے بعد یہودی اسرائیلی یہودی احمدی بنا ہو۔ مشن میں ایک ہی آدمی کام کرتا ہے۔ گواہ نے کہا کہ پولینڈ اور روس میں احمدی جماعت کا کوئی مشن نہیں۔ میرا خیال ہے کہ کسی بھی کمیونسٹ ملک میں ہمارا مشن نہیں ہے کیوں کہ کمیونسٹ ممالک میں احمدی مبلغین کا داخلہ ممنوع

ہے۔ گواہ نے کہا کہ مقبوضہ کشمیر میں بھی احمدیوں کا ایک مشن قائم ہے لیکن اس کا تعلق قادیان سے ہے، اسی طرح آزاد کشمیر میں بھی احمدیوں کا ایک مشن ہے۔ ۱۹۵۶ء میں آزاد کشمیر میں ۳/۲ صد احمدی تھے لیکن اب جب کہ وہاں احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کی قرارداد اسمبلی نے منظور کی ہے وہاں سے بہت سے لوگ آ گئے ہیں۔ گواہ نے کہا کہ قیام پاکستان سے قبل تحریک پاکستان کے سلسلہ میں مرزا بشیر الدین کہتے تھے کہ اکھنڈ بھارت ہونا چاہیے۔ اسی نظریہ کا مرزا بشیر الدین محمود نے پرچار بھی کیا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر ہندوستان متحد رہا تو ہندوؤں و سکھوں میں تبلیغ اسلام کا موقع ملتا رہے گا۔ قیام پاکستان سے قبل ۲۵/۲۰ سکھ احمدی مشن کی کوششوں سے مسلمان ہوئے تھے۔ گواہ نے کہا کہ انڈونیشیا اور ملائیشیا کے علاوہ احمدیوں کے تبلیغی مشن کو اسلامی ممالک میں آمد کی اجازت نہیں دیتے۔ اس کی سب سے بڑی وجوہات ختم نبوت میں احمدیوں کا یقین نہ ہونا اور مسلمان عربوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنا ہیں۔ گواہ نے کہا کہ احمدیوں کا ہمیشہ یہ عقیدہ رہا ہے کہ حاکم وقت کی اطاعت کی جائے البتہ مرزا بشیر الدین محمود کی یہ کوشش اور خواہش تھی کہ سیاسی لحاظ سے احمدیت کو برتری حاصل ہو، جو انتظامات آج کل ربوہ میں ہیں بالکل وہی ۱۹۴۷ء سے قبل قادیان میں تھے اور وہی عزائم آج بھی ہیں (کہ سیاسی برتری حاصل کی جائے) جو کہ احمدیوں کے قادیان میں تھے۔ گواہ نے کہا کہ اقتدار میں شرکت کی غرض سے ہی احمدیہ جماعت نے پیپلز پارٹی کا ساتھ دیا تھا۔ گواہ نے یہ بھی بتایا کہ مرزا ناصر احمد نے ایک مرتبہ اپنی تقریر میں یہ کہا تھا کہ انتخابات میں پیپلز پارٹی کے لیے ہمارے ۲۱ لاکھ رضا کاروں نے کام کیا ہے۔ گواہ نے کہا کہ مشرقی پاکستان میں بھی احمدی ہیں جو وہاں سے یہاں منتقل نہیں ہوئے اور اب بھی وہاں اپنی تنظیم سمیت بنگلہ دیش میں ہیں۔ وہاں کے مشن کا انچارج پاکستانی ہے لیکن اس ضمن میں کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ بنگالی ہے یا مغربی پاکستانی۔

ایم اے رحمان۔ جرح

سوال: کیا غیر ملکی مشن تحریک جدید ہی کے تحت جاتے ہیں نیز چندہ جمع کرنے کی نوعیت کیا ہوتی ہے؟

جواب: غیر ملکی مشن تحریک جدید کے تحت قائم کیے جاتے ہیں اور جو چندہ غیر ممالک میں جمع ہوتا ہے وہ باہر کے ہی ممالک میں خرچ کیا جاتا ہے البتہ خرچ کرنے کا بجٹ ربوہ میں بنتا ہے۔

سوال: کیا جلال الدین شمس صاحب بھی کوئی مبلغ ہیں؟

جواب: جی ہاں۔ انگلستان کے مبلغ تھے جن کا چھ سات سال قبل انتقال ہو گیا تھا، جلال الدین شمس شام میں بھی مبلغ رہ چکے ہیں۔

عزیز الدین باجوہ-جرح

سوال: کیا آپ کے والد کتابوں کے تاجر تھے اور ان کی نگرانی میں کتب شائع ہوئیں؟

جواب: جی ہاں۔ ان کی نگرانی میں کتابیں چھپیں۔

سوال: کیا فخر الدین ملتانی نے قرآن مجید چھپوایا تھا؟

جواب: جی ہاں۔ قادیان میں ان کا شائع کردہ کلام مجید اور محمد عبداللہ کا شائع کردہ قرآن بہت مقبول تھا۔ گواہ نے کہا کہ ربوہ کے احمدیوں کے بارے میں یہ کہنا صحیح نہیں کہ وہ ختم نبوت میں یقین رکھتے ہیں وہ اپنے بارے میں جھوٹا پراپیگنڈہ کرتے ہیں حقیقت میں ربوہ کے احمدی مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں۔ قرآن حکیم کی لفظی تحریف نہیں کی گئی البتہ معنوی کی گئی ہے جہاں تک کلمہ کا تعلق ہے پاکستان میں وہی کلمہ ہے جو عام اور دوسرے مسلمان پڑھتے ہیں۔ گواہ نے کہا کہ جن کا خلیفہ سے اختلاف ہو جائے وہ جماعت سے باہر نکال دیے جاتے ہیں۔ اس وقت ربوہ میں اختلاف بہت زیادہ ہے اور نصف سے زیادہ لوگ جماعتی نظم ونسق کے خلاف ہیں ان سب کا تعلق نوجوان طبقہ سے ہے۔

سوال: کیا آپ ۲۹ مئی کے بعد سے اب تک شورش کاشمیری سے ملے ہیں؟

جواب: ۲۹ مئی کے بعد نہیں ملا۔ پہلے ملتا رہا ہوں کیوں کہ میرا ان کے ساتھ دوستانہ ہے۔ میں ۲۲ مئی اور ۲۹ مئی کے درمیان بھی انہیں ملا۔ میں نے کئی مرتبہ شورش کاشمیری کے ہفت روزہ چٹان کے لیے مضمون لکھے ہیں، ان میں بعض مضامین ربوہ کے بارے میں بھی تھے۔ میں

نے یہ مضامین قلمی نام سے لکھے۔ آغا شورش کے علاوہ میں مولانا تاج محمود سے بھی ملتا ہوں، وہ میرے بزرگ ہیں۔ میں پرسوں بھی ان سے ملا ہوں۔ یہ صحیح ہے کہ مرزا غلام احمد کا مشن ساری دنیا کو مسلمان بنانا تھا لیکن مرزا بشیر الدین محمود نے اپنے والد کے مشن کو چھوڑ دیا تھا۔

۲۸ جون ۱۹۷۴ء

محمد ابراہیم (طالب علم) کی شہادت
ربوہ شہر مستقل ریاست کی حیثیت رکھتا ہے،
قادیانیوں کی فرقان فورس ریٹائرڈ فوجیوں پر مشتمل ہے
ربوہ ریلوے سٹیشن پر ہمارا سامان لوٹ لیا گیا اور ۴۰-۵۰ طالب علم زخمی ہوئے۔
لائل پور میں ابتدائی طبی امداد دی گئی۔ تحقیقاتی ٹربیونل میں گواہوں کے بیانات

لاہور ۲۷ جون (سٹاف رپورٹر) واقعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل نے آج بعد دوپہر ایک اور چشم دید گواہ طالب علم محمد ابراہیم کا بیان قلم بند کیا۔ نشتر میڈیکل کالج کے سال چہارم کے طالب علم اور مقدمہ کے گواہ نمبر ۳۰ نے عدالت کو بتایا کہ ربوہ ریلوے سٹیشن پر اشتعال کی اصل وجہ قادیانیوں کی طرف سے ان کے اخبار الفضل کی تقسیم تھی۔ چونڈہ ضلع سیال کوٹ کے رفیق احمد باجوہ نے جنہوں نے گواہی دینے کے لیے خود درخواست کی تھی۔ عدالت کو بتایا کہ ربوہ میں قادیانیوں کا نظام ریاست در ریاست کا عملی نمونہ ہے۔ طالب علم ابراہیم نے عدالت کو بتایا کہ میں احمدی نہیں ہوں۔ میں بھی تفریحی دورہ میں طلبا کے ساتھ تھا، ربوہ کے سٹیشن پر جب ایک شخص نے احمدیوں کا اخبار الفضل تقسیم کرنے کی کوشش کی تو لڑکوں نے احمدیوں کے خلاف نعرے لگائے اس پر ہمارے صدر ارباب عالم نے طلبا سے گاڑی میں سوار ہونے کو کہا چنانچہ ہم گاڑی میں سوار ہو گئے، اس اثنا میں پلیٹ فارم سے ہماری بوگی پر پتھراؤ بھی کیا گیا۔ میں کالج میں لبرل گروپ کا صدر بھی ہوں، اس گروپ نے الیکشن میں حصہ لیا تھا۔ واپسی پر میں طلبا کی بوگی میں سفر کر رہا تھا۔ ہمارے بعض ایسے ساتھی جنہوں نے لاہور گوجراں والہ گجرات آنا تھا۔ وہ

لالہ موسیٰ میں اُتر گئے ربوہ سے دو تین اسٹیشن پہلے مجھے لڑکوں نے جگایا اور میں نیچے آ گیا۔ لڑکوں نے بتایا کہ سرگودھا سے یہاں تک انہوں نے مختلف مشکوک لوگوں کو دیکھا ہے جو مختلف بوگیوں میں دیکھ رہے تھے اور جو طلبا کی بوگی میں بھی آئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں خدشہ ہے کہ کہیں ہمارے ساتھ گڑبڑ نہ ہو، اس لیے آپ اُٹھ کر بیٹھ جائیں۔ میری سیٹ پلیٹ فارم کی طرف کھڑکی کے ساتھ تھی۔ جب گاڑی پلیٹ فارم پر آئی تو ہم نے لوگوں کا وہاں ہجوم دیکھا۔ میں نے گاڑی میں سے مختلف لوگوں کو پلیٹ فارم کی طرف ہاتھ ہلاتے دیکھا۔ ابھی گاڑی رُکی ہی تھی کہ پتھراؤ شروع ہو گیا۔ ہماری بوگی پلیٹ فارم کے آخری حصہ میں تھی اور پلیٹ فارم سے نیچے تھی۔ پتھراؤ پلیٹ فارم کی طرف سے ہو رہا تھا۔ میں فوراً پیچھے ہٹ گیا اور لڑکوں سے کہا کہ وہ شٹر نیچے گرا دیں۔ ہم نے دروازے بند کر دیے۔ اسی دوران باہر نعروں کی آوازیں سنائی دیں۔ نعرے یہ تھے:

مرزا غلام احمد کی جے، محمدیت مردہ باد، نشتر کے مُسلے ہائے ہائے۔

ہم دروازوں کے ساتھ ہی دروازوں کو پکڑ کر کھڑے ہو گئے تا کہ دروازے کھل نہ سکیں۔ میں بوگی کے انجن کی طرف والے چھوٹے حصہ میں تھا۔ بوگی کے تین حصہ تھے جو میرے چھوٹے حصہ کے بعد تھے ایک دو منٹ بعد بوگی کے دوسرے حصوں کے طلباء بھی بھاگ کر ہمارے حصہ میں آنا شروع ہو گئے۔ لڑکوں نے بتایا کہ ہجوم ڈبہ میں داخل ہونا شروع ہو گیا ہے اور لڑکوں کو مارا بھی ہے۔ اب لڑکے جانیں بچا کر یہاں آئے ہیں۔ لڑکوں کے آنے کے بعد ہم نے درمیان کا دروازہ بند کر دیا۔ انہوں نے ہمارا دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن انہیں ناکامی ہوئی، ہم نے سوراخ میں سے دیکھا کہ لوگ ریلوے لائن کو اُکھاڑ رہے ہیں پھر ہم نے حملہ آوروں کے یہ نعرے سنے کہ بوگی کو علاحدہ کر کے اسے آگ لگا دو، یہ ہنگامہ بیس پچیس منٹ تک رہا جب آوازیں کم ہوئیں تو ایک لڑکے نے کھڑکی کے پاس آ کر کہا کہ یہی لوگ ہمارے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں، آپ کے طلباء بھی ہمارے کالج میں پڑھتے ہیں لہذا یہی سلوک ان کے ساتھ بھی ہو گا۔

پہلے تو یہ بات کسی نے نہ سنی لیکن بعد میں وہ وہاں سے ہٹ گئے۔ دروازہ پر سے دباؤ بھی ہٹ گیا اور نعرے کم ہو گئے۔ محمود اصغر صدیقی نے احمدیوں سے متذکرہ فقرہ کہا تھا۔ اس کے بعد

میں دوسرے ڈبہ میں گیا تو دیکھا کہ آفتاب، ارباب اور امین زخمی پڑے ہیں۔ لڑکوں نے اپنا سامان بھی چیک کیا لیکن پندرہ بیس لڑکوں کا سامان وہاں موجود نہیں تھا۔ میرا سامان پورا تھا۔ ہمارے میس (Mess) کی تمام کراکری (crockery) چوری ہوگئی تھی، چنیوٹ سٹیشن پر جب گاڑی رُکی تو ہم نے دوسرے ساتھیوں کا پتہ کیا اور دوسرے ڈبوں میں سوار زخمی ساتھیوں کو اپنے ڈبہ میں لائے۔ وہاں ہمیں پتہ چلا کہ ہمارے ۴۰ یا ۵۰ ساتھی زخمی ہوئے ہیں پھر گاڑی لائل پور آ گئی۔ وہاں ہم گاڑی سے اُترے تو پولیس پہنچی ہوئی تھی۔ زخمی لڑکوں کو اُتار کر وہاں فرسٹ ایڈ دی گئی۔ گاڑی وہاں تقریباً دو گھنٹے رُکی رہی پھر زخمی طلبا کو ایک الگ ائیر کنڈیشنڈ کوچ میں ملتان لایا گیا وہاں انہیں ایمبولینس میں ڈال کر ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ ٹربیونل کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے گواہ نے کہا کہ الیکشن کے دنوں میں مرزائیت مردہ باد اور مرزائی ٹھاہ کے نعرے لگتے رہتے تھے، یہ نعرے لبرل گروپ اور اسلامی جمعیت طلبا والے لگاتے تھے۔

احسان وائیں۔ جرح

اس دن پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن اور نیشنل سٹوڈنٹس فیڈریشن کا کوئی ممبر ہمارے ساتھ سفر میں نہیں تھا۔ ربوہ سٹیشن پر ۲۲ مئی کو نعرے لگانے والوں میں لبرل گروپ اور اسلامی جمعیت طلباء کے گروپ کے لڑکے نعرے لگا رہے تھے۔

عزیز باجوہ۔ جرح

نشتر میڈیکل کالج سے قبل میں ایم اے او کالج لاہور اور میونسپل ڈگری کالج بورے والا میں پڑھتا رہا ہوں۔ میں نے ایف ایس سی پرائیویٹ طور پر پاس کی۔ میں ایم اے او کالج میں سیکنڈ ائیر میں تھا کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا چناں چہ میں گھر چلا گیا جہاں دو سال رہا۔ میں نے پہلے ۱۹۶۸ء میں ایف ایس سی پاس کی، اس وقت داخلہ نہ مل سکا، نمبر تھوڑے تھے۔ ۱۹۶۹ء میں میں نے دوبارہ امتحان دیا۔ پہلی مرتبہ ۶۰۰ نمبر تھے دوسری مرتبہ ۶۸۸ نمبر آئے، ستمبر ۱۹۶۹ء میں میں نے نشتر میں داخلہ لیا۔ یہ صحیح ہے کہ مرزائی ٹھاہ اور مرزائیت مردہ باد کا نعرہ لگانے میں اسلامی جمعیت طلبا اور لبرل گروپ دونوں شریک ہوئے تھے۔ یہ کہنا صحیح نہیں کہ ۱۹۷۲ء میں ہم نے ایک طالب علم بختاور شاہ کو مارا پیٹا۔ یہ صحیح نہیں ہے کہ دنگا فساد ہمارے کالج کا روزمرہ کا معمول بن چکا تھا۔ میں نے جب سے داخلہ لیا ہے، پشاور کی طرف یہ ہمارا چوتھا تفریحی دورہ

تھا۔اس سے قبل تینوں مرتبہ ہم پشاور لاہور کے راستہ گئے تھے۔اصل پروگرام کے مطابق ۱۸ مئی کو ہمارے جانے کا پروگرام تھا، ہمارے ساتھ ایک پروفیسر ڈاکٹر آفتاب ان کی فیملی اور ۲۵ کے قریب گرلز سٹوڈنٹس کے جانے کا پروگرام بنا تھا لیکن ۱۸ مئی کو نہ جا سکے ہمیں چوں کہ ایک بوگی ملی تھی اس لیے جگہ کم ہونے کی وجہ سے ہم نہ جا سکے۔ہم نے ۴۴ نشستوں پر قبضہ کر لیا تھا اور ۴۴ باقی لوگوں کے لیے جن کی تعداد ۱۰۶ تھی۔ چھوڑ دی تھیں۔

رفیق احمد باجوہ (طالب علم) کی شہادت

میں جناح اسلامیہ کالج کا سال چہارم کا طالب علم ہوں۔ میں پیدائشی احمدی ہوں۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۷۲ء تک میں احمدی رہا ہوں۔ میرے دادا نے مرزا غلام احمد کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ میں نے ربوہ تعلیم الاسلام کالج سے ایف ایس سی کیا تھا، وہیں میں پیدا ہوا۔ میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں سٹوڈنٹس ایکشن کمیٹی کا صدر اور ربوہ یونائیٹڈ فیڈریشن کا چیئرمین تھا۔ میرے دادا جی ''صحابی'' تھے، میرے والد نے اپنی زندگی احمدیت کے لیے وقف کر دی تھی لیکن ۱۲ دسمبر ۱۹۷۲ء کو انہیں میرے ساتھ نکال دیا گیا، میں مجلس اطفال احمدیہ اور مجلس خدام الاحمدیہ کا پُر جوش رکن رہا۔ ان حالات میں مجھے احمدیوں کے بارے میں بہت کچھ معلومات حاصل ہیں۔ میں تحریک طلبہ تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کا صدر ہوں، یہ نئی تحریک ہے جو پانچ چھ ماہ قبل شروع کی گئی ہے۔ ربوہ شہر ایک مستقل ریاست کی حیثیت رکھتا ہے۔ پولیس اور فورس اپنی ہے مرد احمدی تین حصوں میں منقسم ہیں۔ اطفال احمدیہ (۱۵ سال کی عمر تک) خدام الاحمدیہ (۴۰ سال کی عمر تک) انصار اللہ (۴۰ سال سے اوپر) خدام الاحمدیہ کو میرے تجربہ کے مطابق ہمیشہ غنڈہ گردی کے لیے استعمال کیا گیا ہے اور یا پھر انہیں الیکشن وغیرہ کے سلسلہ میں استعمال کیا گیا ہے جب کبھی بڑے گروپ کی ضرورت ہو اطفال احمدیہ اور انصار اللہ کی بھی مدد لے لی جاتی ہے۔ انصار اللہ سے دو کام لیے جاتے ہیں ایک چندہ کی وصولی اور دوسرا بچوں کے ذہنوں کو خدمت پر آمادہ کرنے کے لیے تیار کرنے کا کام، اطفال احمدیہ کو اس طرح تربیت دی جاتی ہے کہ پندرہ سال کی عمر تک پہنچنے کے بعد وہ ہر بات پر لبیک کہنے کو تیار رہتے ہیں جن دنوں میں ربوہ میں تھا، مجاہد فورس میں بھرتی لازمی قرار دے دی گئی تھی، جامعہ احمدیہ کے طلبا کے لیے مجاہد فورس کی ٹریننگ لازمی تھی اور انہیں ایک سال کے لیے بھیجا جاتا تھا۔ باہر سے بھی لوگوں کو مجاہد

فورس میں زبردستی بھیج دیا جاتا تھا، اس کے علاوہ ایک فرقان فورس ہے جو تمام ریٹائرڈ فوجیوں پر مشتمل ہے اس میں عموماً وہ لوگ شامل ہیں جنہوں نے ۱۹۴۸ء میں کشمیر کے محاذ پر جنگ لڑی تھی، ان کا انچارج مسٹر رفیق ملک ہے، رفیق کو میں نے خاص خاص موقعوں پر خاکی وردی میں ملبوس دیکھا ہے۔امور عامہ کے نام سے ان کی ایک پرائیویٹ تنظیم ہے۔ گواہ نے بتایا کہ وہ بعض دستاویزی ثبوت بھی ساتھ لایا ہے۔

(کارروائی کل پر ملتوی)

محمد صالح نور پر وکلاء کی جرح

مرزا بشیرالدین محمود قادیانیوں کی ذہنیت کو پست رکھنے کے لیے ان سے صفائی کا کام بھی لیتے تھے۔

میں نے غلام رسول جنڈیالوی کے بیٹے کے خون کے دھبے خود دیکھے تھے

گواہ محمد صالح نور کا وکلاء کی جرح کے جواب میں اعلان

لاہور ۲۷ جون (سٹاف رپورٹر) واقعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل جج مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی نے آج نشتر میڈیکل کالج کے ایک طالب علم محمد ابراہیم اور ایک دوسرے گواہ کا بیان قلم بند کیا۔اس سے قبل صبح کے اجلاس میں گواہ محمد صالح نور پر جرح جاری رہی۔ گواہ صالح نور نے عزیز باجوہ کی جرح کے دوران بتایا کہ احمدیوں کے اخبار **الفضل** میں مرزا غلام احمد کی صحیح تعلیمات دی گئی ہیں لیکن مرزا بشیرالدین نے خلیفہ بننے کے بعد ان تعلیمات کو تبدیل کر دیا۔ربوہ والے مرزا غلام احمد کی تعلیمات پر عمل نہیں کر رہے بل کہ صرف بہانہ بناتے ہیں۔ گواہ نے تسلیم کیا کہ اس نے ۱۹۵۶ء میں ''حقیقت پارٹی'' بنائی تھی۔ پارٹی کا مقصد احمدیوں کی برادری کو مرزا بشیر کے اثر سے نکالنا تھا، ان کی قیادت میں ہمارے نزدیک احمدی فرقہ مرزا غلام احمد کی تعلیمات سے ہٹ رہا تھا۔ گواہ نے کہا کہ میرے مضامین ایک ہفت روزہ لائل پور میں چھپتے ہیں۔ یہ ایک مذہبی ہفت روزہ ہے جس کے مضامین ربوہ والوں کے خلاف شائع ہوتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اس اخبار کے ایڈیٹر تاج محمود مجلس تحفظ ختم نبوت سے متعلق ہیں اور مجلس احرار کے رکن بھی ہیں، یہ صحیح ہے کہ فرقان فورس کی بٹالین میں میں نے پاکستان کے لیے لڑائی کی، ہم لڑائی کو اس وقت

جہاد تصور کرتے تھے۔ کیپٹن ظفر اقبال سید باکسر فورٹ نوشہرہ فرنٹ میں ۱۹۴۸ء میں متعین تھے وہ فرقان فورس سے بھی متعلق تھے۔ فرقان فورس کے متعدد ارکان نے کیپٹن ظفر اقبال کی کمان میں عبائیں دے دیں۔ جب ہماری بٹالین واپس آئی تو میں نے اپنا اسلحہ کرنل محمد حیات کے سپرد کر دیا جب اسلحہ گولہ بارود ربوہ لایا گیا اور دفن کیا گیا تو میں ربوہ میں تھا۔ تاہم میں نے اسلحہ کے لائے ہوئے ویگن خود آتے نہیں دیکھے اور نہ ہی دباتے دیکھے۔ یہ صحیح نہیں کہ خدام الاحمدیہ کے فرائض میں صفائی کرنا بھی ہے تاہم مرزا بشیر الدین محمود لوگوں کی ذہنیت کو پست رکھنے کے لیے صفائی کراتے تھے۔ یہ صحیح ہے کہ مہینہ میں ایک بار قادیان کی طرح ربوہ کی صفائی ہوتی ہے اور خلیفہ کے خاندان والے بھی دکھاوے کے لیے تھوڑی صفائی کرتے ہیں، یہ صحیح ہے کہ کسی شخص کو بھی احمدیوں کی مسجد میں نماز پڑھنے سے نہیں روکا جاتا۔

موجودہ خلیفہ ناصر احمد کے بھائی مرزا شریف نے لاکھوں روپیہ کا قرضہ ادا کرنا تھا۔ قضا نے فیصلہ دیا لیکن اب تک انہوں نے اسی فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا، یہ صحیح ہے دارالقضاء میں صرف ان لوگوں کا کیس جاتا ہے جہاں فریقین فیصلہ کرانے پر رضامند ہوں، میں نے امور عامہ کے دفتر میں غلام رسول جنڈیالوی کے بیٹے کے خون کے دھبے خود دیکھے تھے مجھے معلوم نہیں کہ یہ مقدمہ عدالت میں گیا یا نہیں۔ میری اس ہمشیرہ کا نکاح بعد میں حافظ شفیق سے ہوا تھا جس کا نکاح پڑھانے سے خلیفہ نے انکار کر دیا تھا۔ احمدی لڑکی کو کسی غیر احمدی لڑکے سے شادی کی اجازت نہیں ہوتی۔ حافظ شفیق احمد مرتے دم تک احمدی رہے اور انہیں جماعت سے نہیں نکالا گیا۔ احمدیوں کی یہ خواہش رہی ہے کہ قادیان فتح ہو جائے جہاں تک میرے علم میں ہے حضرت قائد اعظم کا جنازہ نہ پڑھنے کی وجہ سر ظفر اللہ نے یہ بتائی تھی اسے یا تو مسلم حکومت کا کافر ملازم سمجھا جائے یا کافر حکومت کا مسلمان ملازم سمجھا جائے۔

بیرسٹر ایم انور۔ جرح

سوال: کیا احمدیوں کا کیلنڈر الگ ہے؟

جواب: جی ہاں۔ بعض مہینوں کے نام یوں ہیں: نبوت، رضا، تبلیغ، احسان، ہجرت۔

سوال: کیا قادیانی مسلمانوں کی مساجد میں نماز ادا کرتے ہیں؟

جواب: مسلمانوں کی مساجد میں مسلمان امام کے پیچھے نماز پڑھنا قادیانیوں کو ممنوع ہے۔ میرے علم میں ہے کہ بیت اللہ میں بھی یہ لوگ امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے۔ قادیان اور ربوہ میں احمدیوں نے مسجد اقصیٰ کے نام پر مساجد بنائیں۔ یہ بات میرے علم میں ہے کہ جب ترکی میں عثمانیہ حکومت کا خاتمہ ہوا تو قادیان میں چراغاں کیا گیا۔ باقی تمام مسلم ممالک کے مسلمانوں نے اس کا سوگ منایا۔ بعض عرب ممالک میں پہلے احمدی مراکز تھے لیکن جب عربوں کو احمدیوں کے بارے میں یہ پتہ چلا کہ وہ ختم نبوت میں یقین نہیں رکھتے۔ عرب حکومتوں نے تمام احمدی مشن بند کر دیے۔ اسرائیل میں قائم کردہ احمدیوں کا مشن ایک ماہانہ رسالہ شائع کرتا ہے جس کا نام ''البشریٰ'' ہے، اس کے ایڈیٹروں کا تعلق ربوہ سے رہا ہے جن کے نام یہ ہیں: مولوی ابوالعطاء اللہ، اللہ دتہ، مولوی محمد شریف، بشیر الدین عبید اللہ۔

خاقان بابر۔جرح

خلیفہ بشیر الدین کی سالانہ تنخواہ یا نذرانہ پچیس ہزار سالانہ تھا جب کہ موجودہ خلیفہ کی تنخواہ تین ہزار روپے ماہانہ ہے۔ ربوہ میں جاسوسی کا ایک محکمہ کار خاص بھی ہے۔ اس محکمہ کے بجٹ کو آڈٹ نہیں کیا جا سکتا۔ اس وقت فضل الٰہی بشیر حیفہ (اسرائیل) کے مشن میں کام کر رہے ہیں۔ میرے اندازہ کے مطابق اس وقت ڈھائی تین لاکھ قادیانی پائے جاتے ہیں۔

مبشر لطیف۔جرح

ربوہ میں مجھے تنگ تو کیا گیا لیکن مجھ پر جسمانی تشدد نہیں ہوا، میں بدسلوکی پر سخت نالاں ہوا۔ میں نے لائل پور میں پریمیئر کلاتھ ملز کے مالک میاں فضل احمد کے ہاں ملازمت اختیار کی۔ میاں فضل احمد لاہوری احمدی کے گھر پیدا ہوئے تھے اور اب بھی ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ میں نے ربوہ چھوڑنے کے بعد اپنا تعلق لاہوری جماعت سے کر لیا۔ میں لاہوری جماعت احمدیہ کے ہفت روزہ **پیغام صلح** میں بھی لکھتا رہا۔ **پیغام صلح** میں میں مضامین ربوہ کے لوگوں کے عقیدہ ختم نبوت کے خلاف لکھتا رہا ہوں۔ میں نے ربوہ میں حکومت پاکستان کے اس اسلحہ کے بارے میں کسی کو اطلاع نہ دی جو ربوہ میں دفن تھا۔ میں ۱۹۵۶ء تک احمدیوں کا ذہنی وجسمانی وروحانی غلام رہا لیکن بعد میں اس خیال سے رپورٹ نہ کی کہ آیا اسلحہ وہاں ہے بھی یا کہیں منتقل کر دیا گیا ہے۔ ربوہ چھوڑنے کے بعد مجھے دوہرے پاسپورٹ کے چکر کا پتہ چلا اور مجھے حیفہ میں مقیم مبلغ

بشیر الدین عبداللہ کی بیوی نے یہ سب کچھ بتایا۔ حیفہ میں فائز لوگ پاکستانی ہیں لیکن اگر انہوں نے بھارتی شہریت بھی حاصل کر لی ہے تو مجھے اس کا علم نہیں۔

یہ صحیح ہے کہ بعض احمدی حج کرنے جاتے ہیں۔ مرزا بشیر الدین محمود اور مولوی نور الدین نے بھی حج کا فریضہ ادا کیا تھا۔ میرے والد کی وفات ربوہ میں ہوئی اور وہ وصیت کے مطابق بہشتی مقبرہ میں دفن ہیں۔ جب میں فضل عمر ہسپتال میں اپنی والدہ کو دیکھنے گیا تو آدھ گھنٹہ بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ ایسے وقت میں انہیں چنیوٹ کے کسی ہسپتال میں لے جانا ممکن نہ تھا۔ مجھے بیماری کی اطلاع بھی اسی روز ملی تھی۔

کرم الٰہی بھٹی۔ جرح

اگر غیر احمدی ربوہ میں احمدیت کے خلاف نعرے لگائیں تو اس کی اطلاع امور عامہ کو دی جاتی ہے۔ امور عامہ والے ایسے واقعہ کی اطلاع خلیفہ کو دیتے ہیں اور اگر کوئی کارروائی کرنا ہو تو خلیفہ کی اجازت لی جاتی ہے۔ طاقت اور تشدد کا استعمال ہر اس شخص پر ہوتا ہے جو خلیفہ کے خلاف بات کرے خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی ہو، یہ پالیسی خلیفہ وقت کی ہوتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ربوہ میں تشدد کے کئی واقعات ہوئے لیکن ان پر پردہ پڑا رہا۔ مولانا صدر الدین کی زندگی پر ربوہ والوں نے قاتلانہ حملے نہیں کیے۔

گواہ نے بتایا کہ مولوی عبدالمنان عمر جو نور الدین کے صاحب زادے ہیں۔ کو ربوہ سے نکالا گیا۔ وہ گزشتہ بیس سال میں دو یا تین مرتبہ ربوہ گئے ہیں تاہم جب وہ ربوہ جاتے ہیں تو ان کی نگرانی کی جاتی ہے۔ مرزا بشیر الدین نے اپنے خطبات میں کہا ہے کہ کوئی احمدی ان کی طرف یا ان کی بیوی کی طرف نہ دیکھے جب وہ اپنی ماں کی قبر پر فاتحہ کہنے جائیں تو راستہ میں اگر کوئی سامنے آجائے تو وہ اپنا چہرہ موڑ کر تھوک دے۔

گواہ نے کہا کہ یہ صحیح ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود کی جان لینے کی کوشش بھی کی گئی اور انہیں مسجد میں جاتے وقت پشت پر چاقو مارا گیا۔ گواہ نے کہا کہ جب کوئی غیر احمدی ربوہ میں آتا ہے تو اس کی نگرانی کی جاتی ہے۔ گواہ نے کہا کہ سالانہ جلسہ کی رونق بڑھانے کے لیے احمدیوں سے کہا جاتا ہے کہ وہ غیر احمدیوں کو بھی اس جلسہ میں لائیں۔ اس کا مقصد غیر احمدیوں کو پھانسنا ہوتا ہے۔ گواہ نے کہا کہ یہ صحیح ہے کہ عام مسلمانوں میں یہ پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ احمدیوں کا ربوہ

اور قادیان مکہ اور مدینہ سے زیادہ مقدس ہیں۔ مرزا بشیر الدین نے یہ اعلان کیا تھا کہ مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ ختم ہو گیا ہے اور قادیان اور ربوہ کے چشمے جاری ہو گئے ہیں۔ مرزا غلام احمد کے پیروکار مکہ اور مدینہ کو ربوہ اور قادیان پر ترجیح دیتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ احمدیوں کو اسرائیل کا ایجنٹ کہا جا رہا ہے۔ یہ تاثر ان کے اسرائیل میں احمدی مشن کی موجودگی کی وجہ سے ہے۔ گواہ نے کہا کہ یہ صحیح نہیں کہ مرزا غلام احمد نے برطانوی حکومت کے کہنے پر نبوت کا دعوی کیا تھا۔ گواہ نے کہا کہ حیفہ (اسرائیل) میں احمدیوں کا مشن دوسری جنگ عظیم سے بھی پہلے سے قائم ہے۔

۲۹ جون ۱۹۷۴ء

رفیق احمد باجوہ (طالب علم) کی شہادت

ربوہ میں خلیفہ کی اجازت کے بغیر کوئی معمولی واقعہ بھی رونما نہیں ہو سکتا

۲۹ مئی کو ربوہ سٹیشن کے واقعہ کی نگرانی مرزا منصور احمد کر رہے تھے،

ظفر اللہ اور لاہور کے دو ریٹائرڈ جج ربوہ انتظامیہ کے قانونی مشیر ہیں۔

ربوہ پولیس اُمور عامہ کے محکمہ کی اجازت کے بغیر کوئی رپورٹ درج نہیں کرتی

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے پرنسپل نے وزیر اعلیٰ پنجاب کی چٹھی پھاڑ کر پھینک دی تھی

ربوہ شہر کے انتظام میں مخل ہونے والوں کو برہنہ کر کے پیٹا جاتا ہے

بوقتِ ضرورت تعلیمی ادارے بند کر کے طالب علم رضا کار مہیا کیے جاتے ہیں

واقعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل میں طالب علم گواہ رفیق احمد باجوہ کا بیان

لاہور ۲۸ جون (سٹاف رپورٹر) واقعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل نے آج سیال کوٹ کے طالب علم رفیق احمد باجوہ کا بیان قلم بند کیا۔ کل اس گواہ کا بیان نامکمل رہ گیا تھا۔ اس سے قبل ۳۱ گواہوں کے بیانات قلم بند کیے جا چکے ہیں۔ گواہ نے آج ربوہ میں احمدیوں کے تنظیمی ڈھانچہ کی تفصیلات بیان کیں اور کہا کہ خلیفہ کی اجازت اور علم کے بغیر ربوہ میں کوئی بھی اہم بات وقوع پذیر نہیں ہو سکتی حتی کہ کوئی معمولی واقعہ بھی رونما نہیں ہو سکتا۔ فاضل ٹربیونل کی معاونت اسسٹنٹ

ایڈووکیٹ جنرل مسٹر کمال مصطفی بخاری اور سید نیاز علی شاہ کر رہے ہیں۔ گواہ نے کہا کہ امور عامہ کا شعبہ احمدی تنظیم کے لیے پولیس کے فرائض انجام دیتا ہے اور ایسا انتظام کرتا ہے کہ کوئی شخص جو ربوہ کے نظام میں مخل ہو یا خلیفہ کے احکام کی نافرمانی کرے اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جا سکے۔ ایسے لوگوں کے خلاف لڑکیوں کو چھیڑنے کا الزام لگا کر کارروائی کی جاتی ہے اور ان پر تشدد کیا جاتا ہے حتی کہ ایسے شخص کو ننگا کر کے پیٹا جاتا ہے۔ ربوہ والوں نے اس ضمن میں بعض لڑکیاں پال رکھی ہیں جو پولیس میں رپورٹ کراتی ہیں۔ امور عامہ کے شعبہ میں ہر ناپسندیدہ شخص کی مکمل فائل بنتی ہے جس میں گھریلو زندگی اور سیاسی سرگرمیوں کے بارے میں اندراج کیا جاتا ہے۔ امور عامہ ہی ناپسندیدہ لوگوں کو ربوہ بدر کرنے کا حکم دیتی ہے ایسے احکام مرزا ناصر کی ہدایت پر جاری کیے جاتے ہیں۔ (گواہ نے انہیں اور ان کے والد کو نکالنے سے متعلق خطوط کی نقول ٹربیونل میں پیش کیں) گواہ نے کہا کہ امور عامہ کے محکمہ کے ذمہ سی آئی ڈی کا کام بھی ہے اور ۲۹ مئی کو رونما ہونے والے واقعات کا انتظام کرنا بھی امور عامہ کا کام ہے۔

حکومت کی واٹر سپلائی سکیم ۱۹۷۲ء میں امور عامہ نے ربوہ میں ٹاؤن کمیٹی سے لے لی تھی، ۱۹۷۲ء میں اسسٹنٹ کمشنر چنیوٹ ٹاؤن کمیٹی ربوہ کے چیئرمین تھے، ربوہ میں مرکز کمیٹی آبادی سے الگ ہے جہاں تمام جائیدادوں کی خرید و فروخت کا اندراج ہوتا ہے، پورے شہر کا صدر عمومی ہوتا ہے ان دنوں بشیر احمد صدر عمومی ہے۔ ہر محلّہ کے خدام کو کنٹرول کرنے کے لیے ایک ''زعیم'' مقرر کیا جاتا ہے پھر سیکرٹری عمومی ہوتا ہے جو ضرورت پڑنے پر خدام مہیا کرتا ہے، ایک تنظیم خدام الاحمدیہ ربوہ ہے جس کی مرضی کے بغیر ربوہ سٹیٹ میں کوئی انتظامی کام نہیں ہو سکتا اور تمام زعیم اس کے ماتحت ہوتے ہیں جب خلیفہ ربوہ سے باہر جائے تو قائم مقام خلیفہ مقرر کر دیا جاتا ہے۔

ربوہ میں تعینات پولیس بھی اُمور عامہ کے محکمہ کی اجازت کے بغیر کوئی مقدمہ درج نہیں کرتی، آج تک جماعت احمدیہ کبھی مذہبی سرگرمیوں میں ملوث نہیں ہوئی بل کہ سیاسی سرگرمیوں میں ملوث رہی ہے جب فوری طور پر زیادہ رضا کاروں کی ضرورت پڑے تو ربوہ کی ''نظارت تعلیم'' کے حکم سے تعلیمی ادارے بند کر دیے جاتے ہیں اور طلبہ کو بہ طور رضا کار استعمال کیا جاتا ہے۔ دفتر رشتہ ناطہ بھی ربوہ میں قائم ہے جو احمدیوں کے رشتے کراتا ہے اور اس بات کا اہتمام کرتا ہے کہ احمدی لڑکی کسی غیر احمدی کے پاس نہ جانے پائے۔ گواہ نے کہا کہ کتاب مجلس

مشاورت جماعت احمدیہ کی اشاعت ۱۹۶۳ء میں وہ رپورٹ شامل ہے جس میں امور عامہ کے شعبہ کے بارے میں تفصیلات درج ہیں۔ (گواہ نے رپورٹ کی ایک نقل پیش کی)

ٹاؤن کمیٹی ربوہ میں جماعت احمدیہ کے موجودہ خلیفہ کے بھائی مرزا انور چیئرمین تھے اس کے امور مجلس مشاورت میں طے ہوئے ہیں۔

مرزا منور احمد انتہائی بااعتماد شخص ہیں اور خلیفہ ربوہ اسے باہر جاتے وقت قائم مقام مقرر کر جاتے ہیں، وہ مرزا ناصر احمد کے رشتہ دار بھی ہیں۔ مرزا طاہر احمد، منور احمد کے بھائی ہیں۔ انہوں نے سیاسی مشیر کی حیثیت سے پیپلز پارٹی اور جماعت احمدیہ کے درمیان رابطہ کا کام کیا ہے۔ دو مشیر خاص طور پر قانونی مشورے دیتے ہیں جن میں سر ظفر اللہ خاں اور لاہور کے ریٹائرڈ سیشن جج چوہدری نذیر احمد باجوہ اور مرزا عبدالحق شامل ہیں۔ ۲۹ مئی کے وقوعہ کے بعد مرزا ناصر احمد نے چودھری نذیر احمد باجوہ کو بھی ربوہ طلب کیا تھا اور مسٹر عزیز احمد باجوہ کو بھی صلاح مشورے کے لیے ربوہ طلب کیا تھا۔

ربوہ میں خلیفہ کی اجازت کے بغیر کوئی اہم بات وقوع پذیر نہیں ہو سکتی، ربوہ سے لوگوں کو پہلے نکالنے کے لیے خلیفہ کا حکم زبانی ہوتا ہے، اگر ضروری ہو تو احکام تحریری بھی ہوتے ہیں۔ ۹ اگست ۱۹۷۳ء کو امور عامہ کے محکمہ نے باہر کے لوگوں کو چٹھی لکھی کہ حالات کچھ بھی ہوں آپ نے اپنے گھروں کو نہیں چھوڑنا بلکہ مقابلہ کرنا ہے۔ ربوہ میں ایک خفیہ تنظیم ''رابعہ انقلابیہ'' کی تنظیم چلی تھی، یہ تنظیم خلیفہ اور اس کے حواریوں کی حرکتوں کے بارے میں تحریری طور پر دوسروں کو مطلع کرتی تھیں اور یہ کام عموماً خطوط لکھ کر کیا جاتا ہے۔

(گواہ نے ایسے دو گشتی مراسلوں کی فوٹو سٹیٹ کاپیاں بھی عدالت میں پیش کیں) تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں غیر احمدی طلبا بھی ہیں، انہیں صرف اس لیے وہاں لے جایا گیا ہے تاکہ احمدیت کی جانب سہولتیں وغیرہ دے کر انہیں راغب کیا جا سکے۔ سکولوں میں بھی غیر احمدی ہیں۔ (گواہ نے تعلیم الاسلام کالج ربوہ کا پراسپکٹس بھی پیش کیا، کالج انتظامیہ چونکہ پراسپکٹس میں درج شرائط کا احترام نہیں کرتی تھی اس لیے میرے اختلافات پیدا ہو گئے) ۱۹۷۲ء کے کالج سٹوڈنٹس یونین کے انتخابات میں پروفیسروں نے مرزا ناصر احمد کے رشتہ دار جلیل کو کالج یونین کا صدر بنا دیا، اس کے خلاف جب احتجاج کیا گیا اور سٹوڈنٹس ایکشن کمیٹی بنائی گئی تو جلسہ میں

تقریر کے دوران مجھے زدوکوب کرایا گیا، اس وقت مجھے تمام احمدی وغیر احمدی طلبا کی حمایت حاصل تھی مجھے اس جلسہ میں مرزا مظفر احمد کے بھتیجے ظفر نے مارا۔ یہ جلسہ ۵ نومبر ۱۹۷۲ء کو ہوا تھا۔

کالج میں ناچاقیوں کے بعد میرے والد نے ایک روز مجھے بتایا کہ انہیں نوکری چھوڑ نے یا بیٹے کو ربوہ سے نکل جانے کے لیے کہا گیا ہے۔ میں نے اس پر ربوہ سے مائیگریشن کرانے کی درخواست دے دی، اس ضمن میں وزیر تعلیم اور گورنر پنجاب سے بھی ملے۔ ہم کو اس وقت کے وزیر اعلیٰ ملک معراج خالد نے ربوہ کالج کے پرنسپل کے نام ایک چٹھی بھی دی جو میرا ساتھی ظہیر احمد چٹھہ پرنسپل کے پاس لے گیا، اس نے واپس آکر مجھے بتایا کہ پرنسپل نے وہ چٹھی پھاڑ دی ہے اور کہا ہے کہ وہ کسی ایسی چٹھی کی پروا نہیں کرتا کیوں کہ ربوہ ہمارا شہر ہے اور ہم یہاں خود مختار ہیں۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۷۲ء کو میں چنیوٹ سے ربوہ آیا تو میرے گھر کے باہر بہت سے رضا کار ڈنڈوں سے مسلح تھے۔ اس سے قبل مرزا ناصر احمد اور نصیر احمد کی میٹنگ ہوئی تھی جس میں طے پایا تھا کہ مجھے قتل کر دیا جائے، اس روز میرے گھر میں آنے کے فوراً بعد گھر پر دستک دی گئی، میں باہر نہ گیا بل کہ کنڈی لگا دی۔ باہر سے سمیع اللہ منتظم خدام الاحمدیہ نے آواز دی کہ حضرت صاحب کا حکم ہے ہم آج لڑکے کو لے کر جائیں گے میرے گھر والے رونے لگ گئے اور چیخ و پکار شروع ہو گئی۔

مرزا عثمان جو کہ مرزا ناصر احمد کا لڑکا ہے وہ اور بشیر قریشی اور دیگر خدام دیواروں پر چڑھ آئے اس پر میری بہنوں نے انہیں پتھر مارنے شروع کر دیے اور وہ دیواروں سے اُتر گئے اس کے فوراً بعد میرے والد آ گئے، باہر سے ہی صورت حال کا جب انہیں پتہ چلا تو انہوں نے شکوہ کیا اور کہا کہ آیا ان کی تیس سالہ خدمات کا یہی صلہ ہے کہ ان کے گھر کی بے پردگی کی گئی وہ وہیں سے واپس گئے اور عزیز باجوہ اور وسیم باجوہ کو جو ہمارے عزیز ہیں انہیں لاہور فون کیا جنہوں نے ربوہ میں ہمیں لینے بھیجا، میرے گھر کا گھیراؤ جاری تھا۔ ربوہ کا اے ایس آئی میرے گھر ۹ بجے رات کو آیا اور کہا کہ بلوہ ہو گیا ہے اس لیے لڑکے کو میرے حوالے کرو۔ میرے والد نے انکار کر دیا اس کے بعد ربوہ کے ناظم جائیداد وہاں آئے ان کا نام صلاح الدین ہے۔ انہوں نے آکر والد صاحب کو کہا کہ انہیں یہ سب کچھ دیکھ اور سن کر دُکھ ہوا ہے، انہوں نے اپنے تعاون کا یقین دلایا اور اس سلسلہ میں مرزا منصور سے ملا جنہوں نے بتایا کہ ان کی لڑکیوں نے ہمیں گالیاں دی ہیں۔

میرے والد نے بتایا کہ انہیں آج ہی دفتر میں ان کی افسر نسیم سیفی نے یہ کہا کہ یا تو تم اپنے لڑکے سے کہو کہ پرنسپل سے معافی مانگ لے اور یا پھر ۲۴ گھنٹے کے اندر تم ربوہ چھوڑ جاؤ لہذا ہم ربوہ چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ اسی رات ۲ بجے چودھری صلاح الدین مجھے بس سٹینڈ پر چھوڑنے آئے، جہاں سے میں نزدیکی گاؤں قاضی والا میں اپنے عزیزوں کے پاس گیا اس وقت میں عزیز باجوہ اور وسیم باجوہ کی کار میں تھا۔ اگلی صبح ۱۳ دسمبر ۱۹۷۲ء کو میرے والد اور گھر کے دیگر تمام افراد ربوہ سے چونڈہ چلے گئے۔ میرے والد جب اپنی پنشن کی رقم لینے دفتر گئے تو انہیں کچھ نہ دیا گیا، چار ماہ تک میرے والد کو کچھ نہ ملا۔ متذکرہ تمام واقعات اخباروں میں شائع ہوئے لیکن حکومت نے کوئی کارروائی نہ کی۔

ربوہ سے نکلنے سے پہلے جب میں ظلم وستم کی رپورٹ درج کرانے کے لیے پولیس چوکی آیا تو انہوں نے رپورٹ لکھنے کی بجائے امور عامہ کا کلرک بلوا بھیجا جسے آتا دیکھ کر میں خوف کی وجہ سے پولیس چوکی سے چلا گیا۔ میں نے ڈی ایس پی چنیوٹ کو بھی مطلع کیا تھا لیکن انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ اس کے بعد میں اس مذہب سے بددل ہو گیا اور عقیدہ بدل لیا۔ امیر جماعت سیالکوٹ نے ہماری فیملی کے بارے میں ناظم امور عامہ کو لکھا کہ ان کے خلاف مزید کارروائی کی جائے اور مقاطع کیا جائے (اس چٹھی کی نقل بھی عدالت میں پیش کی گئی) گواہ نے کہا کہ راجہ عبدالملک سکواڈرن لیڈر کی شادی میری بہن سے ہونی ہے۔ نکاح ہو چکا ہے اور رخصتی باقی ہے لیکن دو سال گزرنے کے باوجود انہیں شادی کی اجازت نہیں ملی کیوں کہ ان کا کہنا ہے کہ احمدیوں کے سردار نے انہیں شادی کرنے سے منع کر دیا ہے اور کہا ہے کہ جب تک وہ اجازت نہ دیں شادی نہ کی جائے۔ سکواڈرن لیڈر عبدالمالک احمدی ہیں اور مبلغ جاپان ریٹائرڈ میجر عبدالحمید کے بیٹے ہیں۔ ہمارے والد کے تمام عزیزوں نے ہمارا مکمل بائیکاٹ کر رکھا ہے اور کئی مرتبہ ہمیں چونڈہ سے نکالنے کی کوشش بھی کی گئی۔ چونڈہ کے احمدیوں نے بھی دو مرتبہ مجھے قتل کرنے کی کوشش کی، اس میں سے ایک واقعہ کی انکوائری ڈپٹی کمشنر کے حکم سے جاری ہے۔ ہمیں مختلف ذرائع سے صرف اس لیے ہراساں کیا جا رہا ہے کہ ہم احمدیوں کے آگے گھٹنے ٹیک دیں، اس طرح کا سلوک اور بھی ۳۰، ۳۵ افراد کے خلاف کیا گیا اور انہیں ربوہ بدر کرنے کی سزا بھی دی گئی۔

گواہ نے کہا کہ ۲۹ مئی کے واقعہ کے بارے میں ربوہ کے دو تین آدمیوں نے بتایا ہے کہ زعیموں کو حکم ملا تھا کہ وہ رضا کار لے کر سٹیشن پر جائیں اور طلبا کو ماریں چناں چہ رضا کاروں میں چودہ پندرہ سال کے لڑکے بھی شامل تھے۔ اس کی نگرانی سٹیشن سے دو سو گز دُور نصرت گرلز کالج میں جیپ پر مرزا منصور احمد کر رہے تھے۔ حملہ کرنے والوں کی تعداد سات آٹھ سو تھی اور ان کا تحفظ دو ہزار آدمی کر رہے تھے جو حملہ آوروں کو بہ وقت ضرورت مدد کے لیے وہاں موجود رہے۔ میں نے یہ بھی سنا کہ حملہ آوروں کی قیادت عزیز بھانبڑی، چوہدری بشیر احمد، مرزا لقمان احمد، عطاالمجیب اور بعض محلوں کے صدر کر رہے تھے۔ عزیز بھانبڑی نے کہا تھا کہ جو کچھ تم چاہتے ہو تم کرلو، پولیس کے ذریعہ میں سارا معاملہ ٹھیک کرا دوں گا۔ میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ ۲۹ مئی کو ربوہ میں پیش آنے والا واقعہ ربوہ کی انتظامیہ کے حکم خصوصاً سردار کے حکم سے ہوا تھا۔

۲ جولائی ۱۹۷۴ء

مرزا ناصر احمد کے بارے میں باتیں بتانے پر ان کے باورچی کو دو ماہ قبل قتل کر دیا گیا

۱۹۶۷ء میں عربوں کی شکست پر ربوہ میں شیرینی تقسیم کی گئی

اور قصر خلافت میں اسرائیل کی کامیابی کا جشن منایا گیا

ربوہ کے قبرستان میں بھی اسلحہ دفن ہے۔

گواہ صالح نور اور مجھے قادیانیوں کی طرف سے خطرناک دھمکیاں دی جارہی ہیں

مسلمان طلبا کی جاسوسی کے لیے قادیانی طلبا کو بھیجا جاتا ہے: گواہ رفیق احمد باجوہ

لاہور یکم جولائی (سٹاف رپورٹر) وقوعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹریبونل جج مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی نے آج ایک اور گواہ ٹھیکیدار ثناء اللہ کا بیان قلم بند کیا۔ ثناء اللہ سمیت اب تک ۳۳ گواہوں کے بیانات قلم بند کیے جا چکے ہیں۔ ثناء اللہ سے قبل گواہ رفیق احمد باجوہ پر جرح مکمل ہوئی۔ ثناء اللہ نے آج عدالت میں احمدیہ فرقہ کے سربراہ اور خلیفہ اور ان کے عزیز واقارب اور ان کے زیر اثر ربوہ کے لوگوں پر جو الزام لگایا کہ وہ قریبی آبادیوں اور دیہات سے خوب صورت لڑکیوں کو اغوا کراتے ہیں اور پھر انہیں خلیفہ کے محل میں رکھنے کے بعد خلیفہ کے منظور نظر لوگوں

کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ گواہ نے اس سلسلہ میں چار خواتین کے نام بھی فاضل جج کو لکھوائے اور بتایا کہ یہ اغوا شدہ خواتین اب بھی ربوہ میں بااثر لوگوں کے پاس موجود ہیں لیکن ان کے ورثا کی شکایات پر پولیس نے کبھی کوئی قانونی کارروائی نہیں کی کیوں کہ پولیس کا بڑے سے بڑا افسر بھی ربوہ میں قادیانی فرقہ کی تنظیم کی اجازت کے بغیر کوئی کارروائی نہیں کر سکتا۔ گواہ نے اس طرح قتل کے بھی تین واقعات کا ذکر کیا اور کہا کہ دو افراد کو بااثر لوگوں نے سنگسار کرا دیا اور ایک کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھنکوا دیا۔ فاضل ٹریبونل جج نے اس پر اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کمال مصطفی بخاری کو ہدایت کی ہے کہ وہ سپرنٹنڈنٹ پولیس جھنگ سے اس ضمن میں فوری طور پر خصوصی رپورٹ طلب کریں۔

[رفیق احمد باجوہ (سابق احمدی) کی شہادت]

مختلف وکلاء کی جرح کے دوران گواہ نے بتایا کہ ربوہ میں ناکہ بندی کا رواج عام ہے جب رابعہ انقلابیہ کی خفیہ تنظیم نے ۱۹۷۲ء میں ربوہ میں جلسہ منعقد کرنے کی کوشش کی تو ان کی ناکہ بندی کی کوشش کی گئی۔ گواہ نے کہا کہ رابعہ انقلابیہ ایسی تحریک ہے جو موجودہ خلیفہ کی برادری کش پالیسی کے خلاف چلائی گئی ہے۔ گواہ نے بتایا کہ مرزا ناصر احمد کا ایک باورچی محمد علی بھی تھا۔ باورچی گیری کے زمانہ میں وہ مرزا ناصر احمد کی نجی گھریلو زندگی کے بارے میں لوگوں کو باتیں بتاتا تھا، لہٰذا اسے چند ماہ پیشتر قتل کر دیا گیا۔ امور عامہ میں مقدمہ درج کرایا گیا لیکن پھر اسے ختم کر دیا گیا اور آج تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں لائی گئی۔ گواہ نے کہا کہ وہ ذاتی طور پر اس باورچی کے بارے میں جانتا ہے ویسے بھی ربوہ میں سب کو معلوم تھا کہ وہ خلیفہ کے گھریلو اُمور کے بارے میں بازار میں باتیں بتایا کرتا تھا۔ اسے فوری طور پر خلیفہ کے گھر سے نکال دیا گیا تھا لیکن اس نے باتیں بتانے کا سلسلہ ترک نہ کیا۔ دو افراد لطیف احمد اور بدرالدین نے ایک حادثہ میں جان دے دی، یہ واقعہ ربوہ میں اس سال گھوڑ دوڑ کے دوران رونما ہوا کوئی رپورٹ پولیس میں نہیں دی گئی۔ اگر کوئی پیدائشی احمدی اپنے عقیدہ کو تبدیل کرے اور جماعت سے نکل جائے تو اس کا نہ صرف یہ کہ سوشل بائیکاٹ کیا جاتا ہے بل کہ اس پر تشدد کیا جاتا ہے۔ گواہ نے بتایا کہ سرکاری افسروں کو جن کا ربوہ سے تعلق ہے ربوہ کی انتظامیہ کے تابع ہونا پڑتا ہے۔ گواہ نے کہا کہ احمدی طلبا سے جاسوسی کا کام لینے کے لیے ربوہ سے بعض طلبا کو غیر احمدی طلبا کے جلوسوں

میں شرکت کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ گواہ نے کہا کہ یہ بات صحیح ہے کہ قادیانی مختلف سیاسی تنظیموں بہ شمول کمیونسٹ تنظیموں میں بھی شامل ہیں۔ گواہ نے آج عدالت سے یہ شکایت بھی کی کہ اسے اور گواہ صالح نور کو احمدیوں کی طرف سے عبرت ناک انجام کی دھمکیاں مل رہی ہیں۔ گواہ نے اعجاز بٹالوی کی جرح پر بتایا کہ لاہور میں میں میجر ابوالخیر کے گھر رہا جو احمدی ہیں اور جن کے بیٹے سے میری ہمشیرہ کی شادی ہوئی ہے۔ میں نے ۱۹۷۲ء میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ چھوڑا۔ وہاں فزکس کے ڈیپارٹمنٹ میں مسٹر حبیب الرحمٰن پروفیسر پڑھاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ احمدی ہیں۔ ۱۹۷۳ء میں میں نے چنیوٹ کی ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی اور تقریر بھی کی۔ میرے علاوہ مفتی محمود، عبداللہ درخواستی، مولانا ہزاروی اور مولانا تاج محمود، آغا شورش اور سردار عبدالقیوم نے بھی تقریر کی تھی۔ ان میں سے میں مولانا تاج محمود کو لیہ میں ملا ہوں جو میرے ہاں میری عیادت کرنے چونڈہ آئے تھے۔ آغا شورش کو میں ان کے دفتر میں لاہور ہی میں ملا ہوں، آغا شورش کے ساتھ میری اور بھی چند ملاقاتیں ہوئی ہیں۔

گواہ نے مسٹر خاقان بابر کے سوالوں کے جواب میں بتایا کہ مرزا وسیم احمد جماعت احمدیہ قادیان کے سربراہ ہیں اور موجودہ خلیفہ ناصر احمد کے بھائی ہیں۔ جماعت احمدیہ خود کو بین الاقوامی جماعت سمجھتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ لبدر نامی ایک پرچہ قادیان سے نکلتا ہے۔ ربوہ میں قیام کے دوران ہم یہ پرچہ خلافت لائبریری میں پڑھتے رہے ہیں۔ اس پرچہ کی پالیسی یہ تھی کہ بھارت سے وفاداری برقرار رکھی جائے۔ مرزا وسیم احمد سالانہ جلسوں میں ربوہ آتے رہے ہیں۔ میں نے انہیں دو تین مرتبہ دیکھا ہے۔ قادیان والوں کے ساتھ ربوہ کا راستہ انگلستان کی معرفت قائم ہے۔ میں نے ۱۹۶۵ء میں سنا تھا کہ مرزا صاحب کی تقریریں بھارت کے حق میں آ رہی ہیں جب کہ ۱۹۷۱ء میں میں نے خود مرزا وسیم کی تقریر ریڈیو پر خود بھی سنی جو کہ بھارت کے حق میں تھی۔ یہ بھی صحیح ہے کہ مرزا وسیم انتظامی امور کی رو سے ربوہ کے تحت ہیں اور کوئی تقریر ربوہ والوں کی مرضی و منشا کے بغیر نہیں کر سکتے۔ اسرائیل کا مشن بھی اسی طرح اسرائیلی حکومت کا ساتھ دیتا ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ۱۹۶۷ء میں ربوہ کی مساجد میں شیرینی تقسیم کی گئی تھی، اس کی وجہ اسرائیل کا ۱۹۶۷ء کی جنگ میں عربوں کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کرنا تھا، یہ بھی صحیح ہے کہ قصر خلافت ربوہ میں اسرائیل کی کامیابی کا جشن منایا گیا تھا۔ میں ربوہ کے سٹیشن ماسٹر مرزا عبدالسمیع

کو جانتا ہوں۔ ہر احمدی کی طرح مرزا سمیع بھی نظارت کا ایک حصہ تھے۔ تمام احمدیوں کا تعلق امور عامہ سے ہوتا ہے۔ سرکاری ملازمت کرنے والے احمدی اپنے اپنے محکمہ کی سرگرمیوں کے بارے میں امور عامہ کو اطلاع دیتے ہیں۔ جماعت احمدیہ لاہور کا اخبار لاہور ہے، ثاقب زیروی اس کے ایڈیٹر ہیں۔ اس پرچہ میں شاہ فیصل اور کرنل قذافی کے خلاف مضامین چھپتے رہے۔ میں احمدیہ تبلیغی مشن یوگنڈا کے انچارج حکیم ابراہیم کو جانتا ہوں، وہ پاکستان بھی آئے تھے۔ ایسے لوگوں کو پریس میں کوئی بات دینا منع ہے کیوں کہ خلیفہ کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔ حکیم ابراہیم کا گھر ربوہ میں ہے۔

گواہ کو اس مرحلہ پر ایک انگوٹھی دکھائی گئی جس کے بارے میں اس نے کہا کہ ایسی انگوٹھیاں عموماً ہر احمدی پہنتا ہے۔ یہ خاص شناخت کے اعتبار سے پہنی جاتی ہے۔ قادیانیوں کا سب سے بڑا تبلیغی مرکز برطانیہ میں ہے۔ وقوعہ ربوہ کے بعد قصر خلافت میں ایک اجلاس بلوایا گیا جس میں ۷۰۰/۶۰۰ افراد موجود تھے، یہ اجلاس اپنی مرضی کے آدمیوں کو گرفتار کرانے کے لیے بلایا گیا۔

گواہ نے مسٹر شیر عالم کے گواہوں کے بیانات کے بعد کہا کہ میرا والد اب بھی بہ دستور احمدی ہے۔ احمدی سرکاری ملازم حکومت کے حکم پر اپنے خلیفہ کے حکم کو ترجیح دیتے ہیں۔ خلیفہ صاحب نے یہ ہدایت کی تھی کہ گو کالج سرکاری تحویل میں چلا گیا ہے لیکن یہاں ہوگا وہی جس کا حکم خلیفہ دیں گے۔

گواہ نے شباب مفتی کے سوالوں کے جواب میں کہا کہ جو سرکاری ملازم یا پولیس کا ملازم احمدیوں کی تنظیم کی ہدایت کے مطابق کام کرنے پر آمادہ نہ ہو، اس کا تبادلہ کرا دیا جاتا ہے اور اسے طرح طرح سے تنگ کرایا جاتا ہے۔ چونڈہ میں فساد اس لیے ہوا کہ غیر احمدی ڈر گئے کیوں کہ احمدیوں کے پاس بے پناہ اسلحہ تھا۔

گواہ نے عالم جعفری کے سوالوں کے جواب میں کہا کہ پیپلز فنانس کارپوریشن کے سیکرٹری محمد اسلم میرے بہنوئی ہیں جب کہ جنرل عبدالعلی اور سکیورٹی فورس کے ایس پی عبداللہ بھی عزیز ہیں۔ ربوہ کے لوگوں نے ۱۹۷۰ء سے قبل کسی بھی الیکشن میں حصہ نہیں لیا۔ بی ڈی ممبر بھی پہلے نامزد کیے جاتے تھے۔

گواہ نے ایم ڈی طاہر کے سوالوں کے جواب میں کہا۔ موجودہ خلیفہ سے ملنے کے لیے پرائیویٹ سیکرٹری کو درخواست دینا پڑتی ہے۔ جہاں تک میرے علم میں ہے۔ احمدی تنظیم نے ۱۹۶۵ء کی جنگ میں دفاعی فنڈز میں کوئی پیسہ جمع نہیں کرایا تھا۔ یہ کہنا صحیح ہے کہ احمدی بنانے کے لیے یہ لوگ غیر احمدیوں کو اچھی ملازمتوں اور رشتوں کا لالچ دیتے ہیں۔ احمدی بننے کے لیے جماعت کو ایک تحریری معاہدہ لکھ کر دینا پڑتا ہے۔ مجھے میرے والد نے بتایا ہے کہ ان کے علم کے مطابق ربوہ کے قبرستان میں بھی اسلحہ دفن ہے۔

احسان وائیں کے سوالوں کے جواب میں گواہ نے کہا کہ وہ پیپلز پارٹی کی رکنیت سے مستعفی نہیں ہوئے لیکن میں اب اس پارٹی کی پالیسی سے اتفاق نہیں کرتا۔ میں نے پیپلز پارٹی میں شمولیت اس اُمید پر کی تھی کہ یہ پارٹی مجھے جماعت کی غلامی سے نجات دلوائے گی لیکن مجھے اس میں مایوسی ہوئی۔ ۱۹۷۲ء تک پیپلز پارٹی اور جماعت احمدیہ نے ایک دوسرے کے مفاد کے لیے کام کیا۔ مجھے اس امر سے اتفاق نہیں ہے کہ مرزا ناصر احمد نے پیپلز پارٹی کے اشارے پر ۲۹ مئی کا ڈرامہ رچایا۔ مجھے یہ علم نہیں ہے کہ کتنے اراکین قومی وصوبائی اسمبلی احمدی ہیں لیکن تمام احمدی اراکین پیپلز پارٹی میں ہیں۔ پولیس افسر اس لیے میری مدد نہیں کرتے تھے کہ ان کے مطابق تمام پیپلز پارٹی احمدیوں کی بات مانتی تھی۔

گواہ نے رفیق احمد باجوہ کے سوالوں کے جواب میں کہا کہ ربوہ میں جاسوسی کا انچارج نذر محمد پٹھان ہے جو کہ امور عامہ کے شعبہ کے تحت کام کر رہا ہے۔ جاسوسی کا محکمہ غیر احمدی تنظیموں اور حکومت کے ارباب اقتدار کی سرگرمیوں کا پتہ چلاتا ہے۔ پیپلز پارٹی اور احمدیہ جماعت کے مابین اتحاد اس وقت ختم ہوا جب مستقل آئین میں ختم نبوت کے بارے میں وضاحت سے ذکر آ گیا۔ اس کے خلاف اخباروں میں لکھا گیا اور احمدیوں نے پوسٹر وغیرہ بھی لکھوائے۔ احمدی جماعت ملک میں لادینی نظام پسند کرتی ہے۔ احمدی جماعت نے پیپلز پارٹی کا ساتھ اس کے منشور کی وجہ سے دیا تھا۔ آج بھی پیپلز پارٹی کے سوشلسٹ طبقہ کا احمدیوں سے گٹھ جوڑ موجود ہے۔

ثناء اللہ (ٹھیکیدار سرگودھا) کی شہادت

میں احمدی نہیں ہوں۔ ربوہ میں میں نے ایک پہاڑی کان کا ٹھیکہ ۱۹۶۶ء میں حاصل کیا

تھا۔ وقوعہ کے روز میں سرگودھا سے ربوہ کے لیے چناب ایکسپریس میں آ رہا تھا۔ منصور احمد میرے ڈبہ میں بیٹھا تھا۔ ظہور، مسعود اور گلزار ہر سٹیشن پر اُترتے تھے اور ڈبوں کے آگے پھر کر سوار ہو جاتے تھے، انہیں عموماً مرزائی کہا جاتا ہے۔ میرے ڈبہ میں صرف منصور بیٹھا رہا۔ باقی تین کو صرف میں سٹیشنوں پر دیکھ لیتا تھا۔ منصور لالیاں ریلوے اسٹیشن پر اُتر گیا جب ربوہ سٹیشن آنے لگا اور گاڑی بیرونی سگنل کے قریب پہنچی تو میں بھی ڈبہ کے دروازہ پر آ گیا اور گاڑی ذرا آگے گئی تو میں نے پلیٹ فارم کے آخری حصہ کے قریب بہت سا مجمع دیکھا۔ جب گاڑی پلیٹ فارم پر پہنچی تو گاڑی میں سوار متعدد لوگوں نے پلیٹ فارم پر آئے ہوئے مجمع کو ہاتھوں کے اشارہ سے بلوایا۔ جب گاڑی آہستہ ہوئی تو مجمع بہت قریب آ گیا اور انہوں نے ''غلام احمد کی جے'' کا نعرہ لگایا۔ میں اپنے ڈبہ سے اُترا وہاں سے سٹیشن ماسٹر کا دفتر بھی نظر آتا ہے۔ گاڑی سے اُتر کر میں سٹیشن ماسٹر کے دفتر کی جانب گیا۔ مرزا سمیع سٹیشن ماسٹر کو میں بہ خوبی جانتا تھا لہذا میں نے سوچا کہ کچھ دیر وہاں گزار دوں۔ میں نے باہر سے دفتر میں دیکھا تو بشیر احمد عمومی فون پر بات کر رہا تھا اور وہاں دو تین اور آدمی بھی موجود تھے۔ سٹیشن ماسٹر وہاں موجود نہ تھا، میں وہیں کھڑا ہو گیا اور پلیٹ فارم پر ہونے والی گڑبڑ کو دیکھتا رہا۔ اسی اثنا میرے سامنے کے سیکنڈ کلاس کے ایک ڈبے سے دو طلبہ کو گھسیٹ کر اُتارا گیا اور انہیں پلیٹ فارم پر زدوکوب کیا گیا۔ گاڑی کے پچھلے حصہ کی جانب ہنگامہ زیادہ تھا لہذا میں وہاں جا کھڑا ہوا۔ وہاں ''احمدیت زندہ باد، غلام احمد کی جے'' اور ''پکڑو مارو جانے نہ پائیں'' کے نعرے سنائی دیے ہجوم کی تعداد تین چار ہزار تھی۔ البتہ مارنے والے کم تھے۔ گاڑی کے پچھلے حصہ میں لوگ طلبا کو مار رہے تھے اور وہاں کچھ لوگ اکسانے والے بھی تھے جو دوسروں کو کہتے تھے کہ ''جاؤ احمدیت کا حق ادا کرو''۔ اُکسانے والوں میں سے میں عبدالمجید چیمہ، ملک خدا بخش ریٹائرڈ تھانیدار اور مولوی برکات احمد کو جانتا ہوں۔ یہ سب ربوہ شہر کے رہنے والے ہیں۔ جب میں نے دو تین آدمیوں سے واقعہ پوچھا تو انہوں نے مجھے کہا کہ ''جاؤ، احمدیت کا حق ادا کرو''

کچھ دیر بعد اُکسانے والوں نے مارنے والوں سے کہا کہ بس اب کافی ہو چکا اس لیے واپس آ جاؤ۔ جب گاڑی چل پڑی تو یارڈ کی طرف میں نے کافی سامان بکھرا ہوا پایا۔ اس طرف کو سر ظفر اللہ کی کوٹھی ہے جہاں سے پانچ چھ آدمی کھڑے ہو کر دیکھ رہے تھے، ہنگامہ دیکھ کر میری

طبیعت خراب ہوگئی اور میں سرگودھا واپس جانے کے لیے چل پڑا تا کہ بس اڈہ پر جاؤں، میرے آگے چند قدم کے فاصلہ پر کالج کے ایک طلبا کی ٹولی جارہی تھی، ان میں سے ایک طالب علم شیر باز نے جسے میں جانتا ہوں، میرے پوچھنے پر بتایا کہ آج ہم نے بتایا ہے کہ ہمارے خلاف بولنے والوں کا کیا حشر ہوتا ہے۔ جب میں سر ظفر اللہ خاں کی کوٹھی کے قریب سے گزرا تو میں نے میاں محمد رفیق، ظہور باجوہ اور راشد کو دیکھا جن کے ساتھ دو اور آدمی بھی تھے، یہ لوگ کوٹھی کے برآمدہ میں کھڑے تھے۔ میاں محمد رفیق موجودہ خلیفہ ناصر احمد کے بھائی ہیں، وہاں دو باڈی گارڈ بھی کھڑے تھے جن کے پاس غالباً جی تھری کی رائفلیں تھیں پھر میں لاری اڈہ پر آ گیا اور بس میں سوار ہو کر سرگودھا چلا گیا۔ سرگودھا سے دوسرے دن بس میں اڈہ پر آیا اور تانگہ میں بیٹھا، وہاں میں نے دیکھا کہ میاں رفیق اپنے ساتھیوں ملک خدا بخش ریٹائرڈ تھانیدار محمد منور وغیرہ کے ساتھ 'ایوان محمود' کے سامنے کھڑے تھے۔ میاں رفیق نے مجھے کہا کہ پٹھان تم نے ہمارے خلاف بکنے والوں کا کل حشر دیکھ لیا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ اچھی طرح دیکھا ہے۔ میں کام پر گیا تو ایک ٹرک آیا۔ ٹرک والوں نے بتایا کہ چنیوٹ میں جلوس نکلنے والا ہے، میں اسی ٹرک میں واپس چنیوٹ گیا اور اپنے ٹرک والوں سے اس روز کام بند کرنے کا حکم دیا۔ چنیوٹ میں بہت بڑا ہجوم تھا۔ میں نے ڈاکٹر شریف (Dentist) کی دکان کے باہر بڑا شور دیکھا، وہاں مجھے پتہ چلا کہ ڈاکٹر شریف نے گولی چلا دی ہے جس کی وجہ سے کوئی زخمی ہو گیا ہے۔ ابھی میں وہیں تھا کہ ڈاکٹر شریف نے دوبارہ گولی چلائی، یہ گولی ڈاکٹر کے گھر سے چل رہی تھی۔ اسی اثنا میں سپرنٹنڈنٹ پولیس یارن خاں ایک لڑکے کو سٹینڈ پر لائے اور ٹرک والوں سے اسے ہسپتال لے جانے کے لیے کہا۔ مجمع اس قدر زیادہ تھا کہ میں پیچھے ہٹ گیا، پھر میں چنیوٹ سے سرگودھا چلا گیا۔

ربوہ میں جب میں نے کام شروع کیا تو وہاں یہ اُصول تھا کہ یا تو ۲۵ فیصد منافع ہر ماہ جماعت کے خزانہ میں جمع کراؤ یا ربوہ کے کسی آدمی کو حصہ دار بناؤ، چناں چہ مجھے بھی یہ کہا گیا۔ میں نے انکار کر دیا۔ مجھے انجمن کی طرف سے کہا گیا کہ ہم آپ کے ٹرکوں کے لیے ربوہ کی سڑکیں بند کر دیں گے مجھے یہ بات حمید بٹ نے کہی، ان سڑکوں کے بغیر میں اپنے کام پر نہیں جا سکتا تھا۔ میں نے پھر بھی انکار کر دیا اور کہا کہ تم بڑے شوق سے سڑکیں بند کرو میں عدالت عالیہ

میں بندش کے حکم کو چیلنج کروں گا۔ دوسرے دن میاں منور نے یہ پیغام بھیجا کہ آپ کام کرتے رہیں اور پہلے کے پیغام کو خارج سمجھیں۔ پیغام لانے والا آدمی شیر زمان ٹھیکیدار ہے۔ شیر زمان ربوہ کے آس پاس کی پہاڑیوں پر کام کر رہا ہے۔ مسجد اقصیٰ تک پختہ سڑک ہے، وہاں سے کچی سڑک سے ہو کر آتے تھے۔ اس سڑک کے ارد گرد ایک شخص مبارک احمد کی زمین تھی جس نے انجمن کے کہنے پر میرے ٹرک اپنی زمینوں کے بیچ سے گزارنے کو منع کر دیا اور کہا کہ یا تو چار سو روپے ماہ وار ادا کرو یا ٹرک بند کر دو۔ میں نے سول جج چنیوٹ کی عدالت میں دعوی دائر کر دیا ہے جو زیر سماعت ہے۔

مسٹر عزیز باجوہ کے سوالوں کے جواب میں گواہ نے کہا کہ میرے ساتھ کان کے ٹھیکہ میں ماہی خاں (شاہ کوٹ)، صالح محمد (شاہ کوٹ)، محمد عاشق چودھری (لاہور) اور یوسف بٹ (لاہور) بھی شامل ہیں۔ میری فرم رجسٹرڈ ہے اور اس کا ہیڈ آفس چک ۸۸ شاہ کوٹ میں ہے، ہمارا ٹھیکہ دار پتھر پہاڑی پر ہے جو کہ مسجد اقصیٰ سے مغرب کی طرف ہے۔

ایک سوال کے جواب میں گواہ نے کہا کہ میں گاڑی سے اُترنے کے بعد یارڈ کی طرف چلا گیا، میرے پاس سیکنڈ کلاس کا ٹکٹ تھا، میرے ڈبہ میں ۱۲/۱۳ مسافر تھے اور کوئی طالب علم نہیں تھا۔ ربوہ کا مستقل بس سٹینڈ سرگودھا کی جانب پولیس چوکی سے ۱۵۰ گز کے فاصلہ پر ہے۔ ربوہ ریلوے سٹیشن سے سر ظفر اللہ خان کی کوٹھی کو صاف طور سے دیکھا جا سکتا ہے۔ میں نے ۱۰ مارچ ۱۹۷۳ء کو راستہ بند کر دینے کے خلاف دعوی دائر کیا تھا۔ اس سلسلہ میں عارضی حکم امتناعی کی درخواست مسترد ہو جانے کے بعد میں نے اپیلوں کے چکر میں پڑنے کی بجائے پہاڑی کی جانب اپنا راستہ تبدیل کر لیا۔ میں نے پولیس میں ۲۹ مئی کے واقعہ کی رپورٹ اس لیے درج نہیں کرائی کیوں کہ مجھے علم تھا کہ اس کا نتیجہ اچھا نہیں نکلے گا۔ میں نے ۳۰ مئی کو ربوہ میں پولیس بھی دیکھی تھی اور یہ بھی سنا تھا کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو گرفتار کر لیا ہے لیکن میں نے ان سے کوئی بات نہیں کی کیوں کہ ان سے کسی انصاف کی توقع نہ تھی۔ یہ صحیح ہے کہ ربوہ کے لوگ ہم سے کوئی پتھر نہیں خریدتے دراصل ہم انہیں پتھر فروخت بھی نہیں کرتے۔ مرزا مبارک احمد کے ساتھ میری کاروباری رقابت نہیں ہے۔ مرزا مبارک اور رفیق بھی پہاڑوں سے پتھر نکلوا کر فروخت کرتے تھے۔ مسٹر شیر عالم نے جواب میں بتایا کہ ان کا تجربہ ہے کہ پولیس احمدیوں کے خلاف کوئی

کارروائی نہیں کرسکتی۔

کرم الٰہی بھٹی کے سوالوں کے جواب میں بتایا کہ لوٹ مار اور ظلم وتشدد اور امن عامہ تباہ کرنا ربوہ والوں کا معمول بن چکا ہے اور ۲۹ مئی کا واقعہ اس کی معمولی مثال ہے۔

۴ جولائی ۱۹۷۴ء

قادیانیوں کا شعبہ تحریک جدید بیرون ملک اور شعبہ امور عامہ اندرون ملک جاسوسی کا کام کرتے ہیں ☆ مرزائی اسرائیل کے لیے عربوں کی جاسوسی کرتے ہیں۔

☆ قادیانی وکلا زبان کے مسئلے پر تعصبات پھیلانا چاہتے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفا اور صحابہ کے لیے استعمال ہونے والی اصطلاحات مرزا غلام احمد اور ان کے رفقا کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔

احمدی سرکاری ملازمین اپنے خلیفہ کی ہدایت پر عمل کرتے ہیں:

ربوہ ٹربیونل میں دو گواہوں کے بیانات

لاہور ۳ جولائی (سٹاف رپورٹر) ایک سرکاری ترجمان کے مطابق فرقہ وارانہ مواد کی اشاعت پر پابندی کے سلسلہ میں واقعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل کی کارروائی کی اشاعت پر پابندی لگادی گئی ہے۔

آج صمدانی ٹربیونل میں اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل مسٹر کمال مصطفیٰ بخاری نے فاضل جج سے یہ استدعا کی تھی کہ فرقہ وارانہ مواد کی اشاعت پر پابندی کے بعد ٹربیونل کی کارروائی جوں کی توں شائع نہیں ہونا چاہیے بل کہ اس سلسلے میں ٹربیونل کو صرف محتاط مواد ہی شائع کرنے کی اجازت دینی چاہیے۔ فاضل جج نے اس پر کہا کہ یہ کھلی عدالت ہے لہذا وہ کسی قسم کی پابندی نہیں لگائیں گے البتہ اگر حکومت نے کوئی پابندی لگائی تو اس کے بعد وہ صورت حال پر غور کرکے مزید کوئی اقدام اٹھانے یا عدالتی پریس ریلیز جاری کرنے کے بارے میں فیصلہ کریں گے۔

☆

لاہور ۲ جولائی (سٹاف رپورٹر) وقوعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل جج مسٹر جسٹس کے ایم اے

صمدانی نے آج دو مزید گواہوں رشید مرتضیٰ قریشی اور طیب بخاری کے بیانات قلم بند کیے، اب تک کل ۳۵ گواہوں کے بیانات قلم بند کیے جا چکے ہیں۔ گواہوں نے بتایا کہ احمدی فرقہ کا شعبہ تحریک جدید بیرونی ممالک میں اور شعبہ امور عامہ اندرون ملک جاسوسی کا کام سرانجام دیتا ہے۔ گواہوں نے کہا کہ احمدی فرقہ کے لوگ مرزا غلام احمد کی ذات کو پیغمبر اسلام رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور شخصیت سے متوازی شخصیت قرار دیتے ہیں اور مرزا غلام احمد کو بھی انہی القاب سے یاد کرتے ہیں جن سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کیا جاتا ہے۔

رشید مرتضیٰ قریشی کی شہادت

میں احمدی نہیں ہوں، ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کا رکن ہوں۔ ۱۹۷۲ء میں جب سندھ میں لسانی فسادات ہوئے تو اس وقت ہائی کورٹ بار کا اجلاس بلایا گیا اور متفقہ طور پر اُردو کو قومی زبان قرار دینے کا فیصلہ کیا گیا، قرارداد پاس ہوگئی۔ اگلے روز ایک اور قرارداد منظور کی گئی۔ یہ قرارداد عزیز باجوہ اور سوشلسٹ گروپ کے مشتاق راج نے پیش کی، عزیز باجوہ نے اردو کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ سندھ میں سندھی زبان پرانی ہے اس لیے وہاں پر سندھی زبان ہونی چاہیے۔ اس موقع پر ایک وکیل نے کہا کہ اردو بولنے والوں کا استحصال نہیں ہونے دیا جائے گا۔ گواہ نے کہا کہ اس پر انہوں نے کہا کہ یہاں پر اسرائیل اور روس کے ایجنٹ موجود ہیں۔ مرزائی اسرائیل کے سوشلسٹ روس کے ایجنٹ ہیں اس پر تھوڑا سا ہنگامہ ہوا اور اجلاس ختم ہوگیا۔ ہائی کورٹ کے سابق جج شیخ بشیر احمد نے مجھے دھمکیاں دیں اور کہا کہ اُردو بولنے والوں کے حق میں جو الفاظ استعمال کیے وہ زیادتی پر مبنی ہیں۔ گواہ نے کہا کہ ۱۹۷۳ء میں ایک تبلیغی جماعت کے ساتھ مصر گیا، مصر میں اسکندریہ سے لیبیا جاتے ہوئے مصرح مطروح میں ہم سات آدمیوں کو گرفتار کرلیا گیا، تفتیش شروع ہوگئی۔ پولیس نے پوچھا کہ مرزا غلام احمد کے بارے میں کیا خیال ہے، ہم نے کہا کہ مرزا غلام احمد تیس جھوٹے نبیوں میں سے ایک ہیں۔ تفتیش کے دوران پوچھا گیا کہ یہ سوال کیوں کیا گیا ہے تو انہوں نے بتایا کہ مرزائی اسرائیل کی جاسوسی کرنے کے لیے اسکندریہ سے لیبیا آتے ہیں۔ عرب اسرائیل جنگ کے دوران ہائی کورٹ بار کا اجلاس ہوا، جس میں احمدی وکلاء نے کوئی حصہ نہیں لیا، احمدی وکلاء نے احتجاجی جلوس میں بھی شرکت نہیں کی،

انہوں نے کہا کہ واقعہ ربوہ سے قبل احمدیوں نے سیرت کانفرنس منعقد کی، وہاں مقررین نے کہا کہ وہ ختم نبوت پر یقین رکھتے ہیں۔ اس کانفرنس سے ڈیڑھ ماہ بعد ہائی کورٹ بار نے سیرت کانفرنس منعقد کی تو احمدیوں نے اس کانفرنس کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کی، مسٹر مجتبیٰ ایڈووکیٹ نے مجھے کہا کہ مولویو باز آجاؤ، ہماری تعداد ایک کروڑ ہوگئی ہے، تم پیشاب کی جھاگ کی طرح بیٹھ جاؤ گے۔ گواہ نے مرزائیوں کا ایک کتابچہ پیش کیا جس میں تشدد کی تلقین کی گئی تھی۔ قریشی محمود احمد ایڈووکیٹ نے قرارداد پر لکھا کہ ججوں کو بلایا ہے وکلاء کو نہیں۔ گواہ نے کہا کہ مسٹر ظفر اللہ نے ۸ جون کے مانچسٹر گارڈین کی خبر کے مطابق شیخ مجیب الرحمٰن سے ملاقات کی۔

طیب بخاری کی شہادت

گواہ (طیب بخاری) نے بتایا کہ میں وحدت روڈ لاہور کا رہائشی ہوں۔

اس موقع پر ٹربیونل نے بتایا کہ طیب بخاری نے تحریری بیان دیا تھا جس میں بعض ایسی باتیں لکھی ہیں جنہیں منظر عام پر نہیں لایا جاسکتا۔ یہ پیدائشی احمدی ہیں بعد میں اختلافات کی وجہ سے احمدی فرقہ کو چھوڑ دیا۔ گواہ نے مسٹر ایم اے رحمان کی جرح کے دوران بتایا جو اصطلاحات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھیوں اور خلفائے راشدین کے لیے استعمال کی جاتی ہیں بالکل وہی مرزا غلام احمد، ان کے رفقاء کار اور بیگم و جانشینوں کے لیے استعمال کی جاتی ہیں مثلاً مرزا صاحب کو ''امیر المومنین'' اوران کے رفقاء کو ''صحابہ کرام'' اور جانشینوں کو ''خلفاء'' کا خطاب دیا جاتا ہے۔

گواہ نے کہا کہ مکہ مدینہ کے مقامات کے نام پر ربوہ میں بھی بعض اشیاء کو وہی نام دیے گئے ہیں مثلاً مسجد اقصیٰ، جنت البقیع۔

سوال: جماعت احمدیہ کا نظام خاندانی نوعیت کا ہے؟

جواب: نظام وراثتی ہے، کوشش یہی رہی ہے کہ نظام ان کے ہاتھوں میں ہی رہے البتہ خلیفہ نورالدین اس خاندان سے نہیں تھے۔ بشیر الدین محمود کے زمانہ میں ناصر احمد کو خیال پیدا ہوا کہ کہیں پہلے خلیفہ نورالدین کے بیٹے عبدالمنان کو جو کہ احمدیوں میں آج بھی ہمیشہ کی طرح

مقبول ہیں۔خلافت نہ مل جائے چناں چہ انہوں نے نگران بورڈ کے ذریعے اپنا اثر ورُسوخ بنا لیا۔ چناں چہ بشیر الدین محمود کے انتقال کے بعد اس بورڈ کے ذریعہ جو مرزا ناصر ہی کے آدمیوں پر مشتمل تھا۔خود کو منتخب کرالیا۔ آج بھی اس تنظیم کی کلیدی آسامیوں پر ناصر احمد کے قریبی رشتہ دار، بھائی، بہنوئی، سالے وغیرہ فائز ہیں، خلیفہ کو ''امیر المومنین'' بھی کہا جاتا ہے بل کہ ''خلیفہ ثالث'' بھی کہتے ہیں۔

سوال: کیا ربوہ کے محکمہ جات حکومت پاکستان کے محکموں کی طرح ہیں؟

جواب: جی ہاں، حکومت کے خطوط پر ہی ربوہ کے دفاتر قائم ہیں۔ میرا تو ایمان یہ ہے کہ ربوہ کی انتظامیہ پورے ملک کی سرکاری انتظامیہ سے اہلیت اور کارکردگی کے لحاظ سے بہتر ہے۔

اسماعیل قریشی کے سوالوں کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ میں تحریک جدید کے ساتھ منسلک رہا ہوں، مجھے کینیڈا کی جماعت کے فنڈز کی تحقیقات کے لیے ۶۲-۱۹۶۳ء میں مقرر کیا گیا تھا۔ میرا بھائی کینیڈا کی شاخ کا امیر جماعت تھا لیکن اسے ۱۹۶۹ء میں ہٹا دیا گیا۔

گواہ نے کہا کہ یہ صحیح ہے کہ تحریک جدید جماعت احمدیہ کے لیے انٹیلی جنس بیورو کا کام دیتی ہے جہاں تک احمدیہ فرقہ کا تعلق ہے، خلیفہ صاحب تمام مذہبی و سیاسی و انتظامی اُمور میں حتمی فیصلے کا اختیار رکھتے ہیں۔ گواہ نے بتایا کہ وہ سائنٹفک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں ریسرچ آفیسر ہیں، احمدی سرکاری ملازمین کو خلیفہ صاحب کی زبانی ہدایات پہنچا دی جاتی ہیں جن پر عمل کرنا ملازم کا فرض ہوتا ہے۔ گواہ نے مثال دی کہ جب ان کے ادارہ کو مختلف انسٹی ٹیوٹس میں تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور احمدیوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ فارماسیوٹیکل انسٹی ٹیوٹ کے لیے نام دیں تا کہ وہاں بھی احمدی اکٹھے ہو جائیں، اس مجوزہ انسٹی ٹیوٹ کا مجوزہ سربراہ بھی احمدی ہے جس کا نام ڈاکٹر یوسف احمد مرزائی ہے۔ گواہ نے کہا کہ اس سلسلہ میں اس سے بھی کہا گیا لیکن اس نے انکار کر دیا۔ گواہ نے مثال دی کہ عدالت میں آئل فیٹس ایک سینئر ریسرچ آفیسر ڈاکٹر منصور احمد موجود ہے جنہیں فارماسیوٹیکل کیمیکل کی اے بی سی بھی نہیں آتی لیکن انہوں نے بھی اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ ادارہ کے مختلف شعبوں میں تقسیم ہونے پر وہ فارماسیوٹیکل کیمیکل انسٹی ٹیوٹ میں جائیں گے۔ گواہ نے بتایا کہ جب کبھی تنازعات کا فیصلہ دارالقضاء میں

ہوتا ہو، فریقین کو عام مروجہ عدالتوں کی طرح وکیل لے جانے کی بھی اجازت ہوتی ہے۔ فوجداری معاملات کا تصفیہ نظارت اُمور عامہ کراتی ہے اور سزا پر عمل درآمد بھی شعبہ کراتا ہے۔ گواہ نے بتایا کہ ۱۹۵۵ء میں باہر سے تین چور ربوہ میں چوری کرنے آئے جن میں سے دو کو ربوہ کے محافظین نے مار ڈالا اور ایک بھاگ گیا، دو کو پکڑ کر نظارت اُمور عامہ کے حوالے کیا گیا تھا جنہوں نے انہیں مروا ڈالا، ویسے بھی وہاں کا یہ رواج ہے کہ اگر چور غیر احمدی ہو تو اس پر اپنی عدالت میں مقدمہ وغیرہ چلاتے ہیں۔ بیرسٹر ایم انور کے سوالوں کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ احمدی فرقہ کے لوگ جب کبھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے ساتھ مرزا غلام احمد کو بھی نسبت دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے متوازی شخصیت کے حامل ہیں، اس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے واقعات کو بھی نسبت دینے کی کوششیں کی جاتی ہیں مثلاً قادیان سے ربوہ میں ہجرت کرنے کے واقعہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرنے کے واقعہ سے تشبیہ دی جاتی ہے اس طرح قادیان میں ۳۱۳ آدمی چھوڑنے کے واقعہ سے وہ جنگ بدر کی مثال دیتے ہیں۔ گواہ نے مسٹر شیر عالم کے سوالوں کے جواب میں کہا کہ احمدی "مرزائی" کہلوانا پسند نہیں کرتے وہ خود کو "احمدی" کہلوانا پسند کرتے ہیں اور اس سے وہ خود کو مرزا غلام احمد کے ساتھ نسبت دیتے ہیں۔ مرزا غلام احمد کے بارے میں مرزائی یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا ذکر قرآن کی سورۃ صف پارہ ۲۸ آیت ۵ میں آیا ہے حالاں کہ وہاں جس احمد کا ذکر ہے وہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔

گواہ نے کہا کہ مرتد قرار دینے والے آدمی اور اس کے اہل زمانہ سبھی کو ربوہ چھوڑنا پڑتا ہے کیوں کہ اگر وہاں رہیں تو انہیں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ گواہ نے کہا کہ چوری کی سزا کے طور پر کسی احمدی کو ربوہ سے نہیں نکالا جاتا۔ مسٹر خلیل الرحمٰن کے سوالوں کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ احمدی یہ پیش گوئی کرتے ہیں کہ احمدیوں کی حکومت آئے گی لہٰذا ہر احمدی ایسی سلطنت کے قیام کے لیے کوشاں رہتا ہے، پاکستان کی موجودہ حکومت کو وہ غیر مرزائی حکومت تصور کرتے ہیں۔ گواہ نے بتایا کہ کینیڈا میں جب وہ حسابات آڈٹ کرنے گئے تو انہیں معلوم ہوا کہ گیارہ ہزار ڈالر کی رقم بغیر کسی حساب کے مرزا مبارک انچارج تحریک جدید کو دی گئی تھی۔

گواہ نے کہا کہ اس کا اعتراض یہ تھا کہ رقم ربوہ کی انتظامیہ کی اجازت کے بغیر دی گئی تھی، وہاں بتایا گیا تھا کہ یہ رقم مرزا مبارک کے دورہ کے اخراجات کے لیے ہے، اس اعتراض کی بنا پر گواہ نے بتایا کہ اسے ملازمت سے ہٹایا گیا۔ گواہ نے کہا کہ کینیڈا میں اونٹاریو صوبہ کا احمدی جماعت کا بجٹ ۵۷ ہزار ڈالر تھا، یہ رقم کینیڈا میں مقیم احمدی چندہ دے کر جمع کرتے ہیں۔

کرم الٰہی بھٹی کے سوالوں کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ جماعت کی ہمیشہ یہ پالیسی رہی ہے کہ حکومت وقت سے تعاون کر کے من مرضی کے کام لیے جائیں اور اپنے احمدی لوگوں کے لیے اعلیٰ ملازمتیں حاصل کی جائیں۔ گواہ نے کہا کہ امور عامہ والے اس لیے اختیارات من مانی سے استعمال کرتے ہیں کہ پولیس اس میں دخل نہیں دیتی، مسٹر ایم ڈی طاہر ایڈووکیٹ کے سوالوں کے جواب میں گواہ نے کہا کہ تحریک جدید کا شعبہ بیرونی ممالک کے لیے انٹیلی جنس بیورو کا کام دیتا ہے۔ گواہ نے کہا کہ گو وہ تھوڑا عرصہ ہی ربوہ میں رہا ہے لیکن اسے علم ہے کہ ایسے غیر ملکی جو احمدی ہیں یا احمدیت کے خیر خواہ ہیں ربوہ آتے رہتے ہیں اور مختلف ایام کے لیے وہاں قیام کرتے ہیں۔

احمدی جماعت اشاعت اسلام لاہور کے وکیل کے سوال کے جواب میں گواہ نے کہا کہ وہ جب احمدیوں یا مرزائیوں کی بات کرتے ہیں تو ان کا مطلب ان لوگوں سے ہوتا ہے جو غلام احمد کو نبی یا مجدد مانتے ہیں یا کسی بھی حیثیت سے مرزا غلام احمد پر ایمان رکھتے ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ (لاہوری) اب بھی مرزا ناصر احمد کی بہت سی ہدایات کو تسلیم کرتے ہیں۔

عالم جعفری کے سوالوں کے جواب میں گواہ نے کہا کہ احمدیت چھوڑنے کے بعد انہیں اپنی معاشرتی زندگی میں ایک خلا سا محسوس ہوا ہے۔

گواہ نے مسٹر مبشر لطیف کے جواب میں کہا کہ میرے بھائی کا نام طاہر احمد ہے اور جائیداد کے جھگڑے احمدیت چھوڑنے کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔

۴ جولائی ۱۹۷۴ء

لاہور، ۳ جولائی (سٹاف رپورٹر) واقعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل کے روبرو آج دو گواہوں ملتان نشتر میڈیکل کالج کے طالب علم حافظ محمد اشرف اور گواہ امیر الدین کے بیانات قلم بند کیے گئے۔ گواہ امیر الدین پر جرح جاری تھی کہ عدالت کا وقت ختم ہو گیا، سماعت کل دوبارہ شروع ہو گی۔

حافظ محمد اشرف (طالب علم) کی شہادت

میں نشتر میڈیکل کالج میں سیکنڈ ائیر کا طالب علم ہوں۔ میں احمدی نہیں ہوں۔ میں طلبا کے تفریحی دورہ میں شریک نہیں تھا، میں کالج یونین میں عہدے دار نہیں ہوں۔ ۲۲ مئی سے ۲۹ مئی تک میں ملتان میں اپنے ہوسٹل میں رہا۔ کالج میں ۱۷ مئی کو ایک نوٹس لگایا گیا تھا کہ ۱۸ مئی سے تفریحی دورہ شروع ہو رہا ہے، اس لیے دورہ سے واپسی تک کلاسیں بند رہیں گی۔ یہ نوٹس یونین اور پرنسپل کی طرف سے مشترکہ طور پر لگایا گیا تھا۔ اس نوٹس کے بعد ایسے لڑکے جو تفریحی دورہ پر نہیں گئے تھے اور گھر جانا چاہتے تھے گھر چلے گئے۔ ۱۸ مئی کو میں تفریحی دورہ پر جانے والوں کو الوداع کہنے سٹیشن پر گیا، اس روز میں نے احمدی طالب علم اشرف کو دیکھا جس نے میرے پوچھنے پر بتایا کہ وہ دورہ میں نہیں بلکہ لائل پور جا رہا ہے۔ اس روز چوں کہ طلبا کا پروگرام منسوخ ہو گیا لہذا تمام طلبا ہوسٹل میں واپس آ گئے۔ میں طارق ہال کے کمرہ نمبر ۱۵ میں رہتا ہوں جب کہ کمرہ نمبر ۱۷ میں احمدی طلبا ابرار احمد، آغا شاہد اور خالد رہتے ہیں، تینوں سال دوم کے طالب علم ہیں۔ ان میں سے ابرار احمد چنیوٹ کا ہے اور میرا دوست ہے۔ ۲۲ مئی کی صبح کو وہ میرے کمرے میں آیا اور اس نے کہا کہ وہ چنیوٹ جا رہا ہے اگر کوئی پیغام گھر بھجوانا ہو تو بھجوا دو۔ اس کے بعد ۲۲ مئی کو وہ اسی گاڑی میں روانہ ہو گیا جس میں طلبا تفریحی دورہ پر گئے تھے۔ ابرار احمد ۲۲ مئی کی شام کو چنیوٹ پہنچ گیا اور وہاں ایک مشترکہ دوست تنویر احمد سے اس نے ملاقات کی۔ تنویر نے مجھے بتایا کہ ۲۲ مئی کی صبح کو ربوہ گیا اور ۲۴ مئی کو شمس ٹیکسٹائل ملز کا ایک

ملازم اور اس کا دوست فیاض اور ابرار چنیوٹ آئے جہاں وہ تنویر سے ملے۔
ابرار نے تنویر سے کہا کہ وہ ٹیکسٹائل ملز کے ملازم کے لیے ۱۵ دن کی بیماری کا ایک طبی سٹرفکیٹ لے دے تاکہ یہ ملازم چھٹی کر سکے۔ تنویر نے کہا کہ اس نے ایسا سٹرفکیٹ بنوا کر دینے سے انکار کر دیا، اس بات پر ابرار ناراض ہو کر چلا گیا پھر وہ ڈاکٹر رؤف کے پاس گیا لیکن انہوں نے بھی سٹرفکیٹ بنا کر دینے سے انکار کر دیا، اس کے بعد ۲۴ مئی کو ہی ابرار ربوہ واپس چلا گیا۔ اس کے بعد ۲۶ یا ۲۷ مئی کو وہ ملتان واپس آ گیا۔ ابرار احمد کا والد گلزار زرگر چنیوٹ کی جماعت احمدیہ کا سرگرم رکن ہے۔ ۲۹ مئی کو جب وقوعہ ہوا تو اس دن ۱۲ بجے ہمارے ہوسٹلوں میں رہنے والے تمام احمدی طلبا اپنا ضروری سامان لے کر ہوسٹلوں سے چلے گئے۔ ابرار احمد نے بھی اسی روز ہوسٹل چھوڑ دیا، ہمیں اس وقوعہ کا علم اس روز ساڑھے چار بجے اور پانچ بجے سہ پہر کے درمیان ہوا۔ کسی نے لائل پور سے ملتان فون کیا تھا چناں چہ ہم زخمیوں کو لینے کے لیے سٹیشن پر گئے۔ مجھے ایک زخمی طالب علم غلام رسول نے بتایا کہ جب اسے مارا گیا تو مارنے والوں نے مجھ سے پوچھا تھا کہ سلیم عبدالرحمٰن اور طلعت کہاں ہیں، ان کی نشان دہی کرو لیکن غلام رسول نے بتایا کہ اس نے نشان دہی نہ کی اور یہ جھوٹ بولا کہ اس کا تعلق نشتر میڈیکل کالج سے نہیں ہے۔ ۳۰ مئی کو چوں کہ ہوسٹل خالی کرا لیے گئے تھے اس لیے میں چنیوٹ آ گیا۔ چنیوٹ کے ایک مرزائی خاندان لطیف کے ایک دوست اشفاق نے آ کر بتایا کہ ربوہ والے ابرار کو اس وقوعہ کا ہیرو قرار دیتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں۔ گواہ نے کہا کہ ان دنوں وقوعہ کے بارے میں معلومات بہم پہنچانے والوں کو ڈرایا جا رہا ہے۔ نشتر میڈیکل کالج میں طلبا کے چار گروپ ہیں۔ این ایس ایف سب کے خلاف ہے، پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن حکومت کی حامی ہے، لبرل گروپ آزاد ہے اور اسلامی جمعیت طلباء اسلامی نظام تعلیم کے لیے کوشاں ہیں۔
مسٹر ایم ڈی طاہر کے سوالوں کے جواب میں بتایا دسمبر ۱۹۷۳ء میں چنیوٹ کے ریلوے سٹیشن پر مرزائیوں کے سالانہ اجتماع کے موقع پر چناب ایکسپریس میں سوار مرزائیوں نے گاڑی سے اُتر کر ''احمدیت زندہ باد'' کے نعرے لگائے تھے یہ مرزائی سپیشل بوگیوں میں جلسہ میں شرکت کرنے کے لیے جا رہے تھے، یہ صحیح ہے کہ ۶۹-۱۹۷۰ء میں گڑھا محلّہ کے خطیب مولانا چنیوٹی پر ایک رات بعض غنڈوں نے حملہ کر دیا تھا۔ میں ۱۹۶۵ء میں چھٹی جماعت کا طالب علم تھا، مجھے

یاد ہے کہ ربوہ کی بجلی کی سپلائی لائن جنگ کے دنوں میں اس لیے کاٹ دی گئی تھی کہ ربوہ کے لوگ دشمن کے جہازوں کو رات کو لائٹ کے سگنل دیتے تھے۔

کرم الٰہی بھٹی کے سوالوں کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ جب کبھی بیرونی غیر احمدی طلبا ربوہ میں داخل ہوں یا احمدیوں کا قبرستان دیکھنے جائیں تو احمدی انہیں اس بہانے سے زدوکوب کرتے ہیں کہ باہر سے آنے والوں نے عورتوں کو چھیڑا تھا، چنیوٹ میں یہ تاثر نہیں ہے کہ حکومت کا بھی اس وقوعہ میں ہاتھ ہے۔

اعجاز بٹالوی کی جرح کے دوران گواہ نے بتایا کہ تعلیم الاسلام کالج میں غیر احمدی طلبا بھی پڑھتے ہیں وہاں ایم اے اسلامیات، فزکس کی کلاسیں بھی لگتی ہیں اور میں نے پولیس کو کوئی بیان نہیں (دیا) میں دو مرتبہ ربوہ گیا ہوں لیکن میرے ساتھ کوئی ناخوش گوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ مجھے یہ علم نہیں ہے کہ اس وقوعہ کے بارے میں ربوہ میں بھی تحقیقات ہو رہی ہے چنیوٹ میں احمدیوں کی دو مساجد ہیں ایک میں غیر احمدی جمعہ پڑھتے ہیں جب کہ دوسری خالی پڑی ہے۔

مسٹر عزیز احمد باجوہ کے سوالوں کے جواب میں گواہ نے کہا ۲۹ مئی کی شام کو جب زخمی ملتان آئے تو رات ۱۲ بجے میں نے ان کی عیادت کی، اسی رات کو ۲ بجے ہمیں جگایا گیا کہ ہوسٹل فوراً خالی کر دو۔ احمدی طلبا ۲۹ مئی کی دوپہر کو دو بجے ہی غائب ہو گئے تھے رات کو احمدی طلبا کے کمرہ نمبر ۱۷ میں سے سامان جلا دیا گیا مجھے یہ پتہ نہیں ہے کہ ۲۹ مئی اور ۳۰ مئی کی درمیان شب ہوسٹلوں میں مقیم تمام احمدی طلبا کے کمروں میں سے سامان نکال کر جلا دیا گیا ندیم اور محمود علیم نے وقوعہ کے بعد والی رات مجھے بتایا کہ سامان جلایا گیا ہے۔ انہوں نے اوپر سے سامان پھینکا اور پھر لڑکوں نے اسے نیچے آگ لگائی۔

میرے محلہ میں دو مرزائیوں کے مکان ہیں چنیوٹ میں کسی مرزائی کے مکان کو نقصان نہیں پہنچایا گیا البتہ بعض دکانوں کو میں نے دیکھا کہ وہ خالی پڑی ہیں۔ اس سے قبل کیا ہوا یہ مجھے علم نہیں البتہ مجھے وہاں بتایا گیا کہ ان دکانوں کا سامان باہر نکال کر جلا دیا گیا ہے۔ لوگوں نے پولیس کو اس موقع پر بتا دیا تھا کہ مرزائیوں کو نکال دیا جائے تب چنیوٹ میں امن پیدا ہو گا۔ ۳۰ مئی کو جلوس بھی نکالا تھا اور اس پر ایک مرزائی ڈاکٹر شریف دندان ساز نے فائرنگ بھی کی۔ اس واقعہ کے بعد چنیوٹ کے لوگوں نے یہ مطالبہ شروع کر دیا کہ مرزائیوں کو چنیوٹ سے نکال دیا

جائے۔ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ میں شرکت کرتا ہوں۔ گواہ نے بتایا کہ جو ٹیلی فون ایکسچینج چنیوٹ کے لیے منظور ہوئی وہ ربوہ میں لگادی گئی۔ اس طرح سوئی گیس بھی چنیوٹ کو نہ ملی لیکن ربوہ میں دے دی گئی حالاں کہ چنیوٹ کی آبادی ربوہ سے بہت زیادہ ہے۔ یہی صورت حال پانی کی سپلائی کی ہے۔ ربوہ کو سرگودھا سے براہ راست کنکشن دے دیا گیا۔

امیر الدین کی شہادت

میں نے وزیراعظم کو تار دیا تھا، میں وقوعہ ربوہ کے بارے میں یہ جانتا ہوں کہ اس کے لیے باہر سے بھی لوگ بھیجے گئے تھے۔ میں احمدی ہوں اور غلام احمد کو نبی مانتا ہوں۔

اسماعیل قریشی کے سوالوں کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ میرا گھر پاکستان آنے سے قبل قادیان میں تھا جہاں تک میں جانتا ہوں کہ احمدیوں نے لاہور کو ۲۰ حلقوں میں تقسیم کر رکھا ہے اور ہر حلقہ کا الگ امیر ہے۔ چھوٹے حلقوں کے باہمی جھگڑوں کا فیصلہ پہلے حلقہ کی سطح پر ہوتا ہے اور پھر مرکز کی طرف جاتا ہے۔ ہر حلقہ میں امور عامہ اور دارالقضا کا محکمہ ہے۔ شباب مفتی کے ایک سوال کے جواب میں گواہ نے کہا کہ اگر کوئی احمدی کسی واقعہ کی رپورٹ پولیس میں درج کرائے تو اس سے تنظیم والے زبردست باز پُرس کرتے ہیں۔ مجھے ذاتی طور پر بھی اس کا تجربہ ہے۔ (سنسر شدہ)

۶ جولائی ۱۹۷۴ء

شریف احمد صدیقی کی شہادت

۲۹ مئی کو ربوہ کے صدر عمومی بشیر احمد نے اوباش لڑکوں کے ذریعہ طلبا کی پٹائی کرائی تھی

خلیفہ صاحب نے صدر عمومی بشیر احمد پر لعن طعن کی تھی:

ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل میں قادیانی گواہ کا بیان

لاہور: ۵ جولائی (سٹاف رپورٹر) وقوعہ ربوہ کے ٹربیونل جج مسٹر کے ایم اے صمدانی کی عدالت میں آج کئی گھنٹوں کی تاخیر کے بعد ربوہ کا ایک گواہ شریف احمد صدیقی اچانک حاضر ہو گیا۔ اس سے قبل فاضل جج نے گواہ کو ربوہ میں تلاش کرنے کے لیے اسسٹنٹ کمشنر چنیوٹ کو

پولیس فورس لے کر جانے کی ہدایت جاری کی تھی اور ایسی ہدایات اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل مسٹر کمال مصطفیٰ بخاری نے جاری بھی کر دیں تاہم بعد از دوپہر گواہ اچانک وہاں آ گیا اور اس نے بتایا کہ اس کی بیٹی رات کو بیمار تھی صبح کو وہ بس اڈہ پر آیا تو بسوں کے بائیکاٹ کی وجہ سے وہ سوار ہو کر جلدی لاہور نہ آ سکا بلکہ بہ ذریعہ ریل گاڑی سرگودھا سے لاہور پہنچا۔ گواہ نے کہا کہ وہ احمدی ہے اور اسے ۲۲ مئی کے اس واقعہ کا علم ہے جس میں تفریحی دورہ پر جانے والے نشتر میڈیکل کالج کے لڑکوں نے چناب ایکسپریس کے ربوہ میں ٹھہرنے پر پلیٹ فارم پر اُتر کر نعرے لگائے تھے۔ گواہ نے کہا کہ پلیٹ فارم پر جو طلبا اُترے، انہوں نے گرمی کی وجہ سے صرف بنیان اور انڈر وئیر پہن رکھے تھے اور وہ پوچھ رہے تھے کہ تمہاری جنت کہاں ہے؟ یہ بات وہاں سٹیشن پر موجود احمدی مسافروں کو بُری لگی اور انہوں نے لڑکوں کو منع کیا۔

گواہ نے کہا کہ اس بات کا بدلہ لینے کے لیے صدر عمومی بشیر احمد نے خلیفہ کی اطلاع کے بغیر اور اجازت کے بغیر ساٹھ ستر اوباش لڑکوں کو ۲۹ مئی کو ساتھ لیا اور سٹیشن پر چناب ایکسپریس کے ذریعہ دورہ سے واپس آنے والے طلباء کی پٹائی کرائی۔ گواہ نے کہا کہ جب خلیفہ صاحب کو اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے صدر عمومی بشیر احمد کو سخت لعن طعن کیا اور اس واقعہ پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا، گواہ پر سوموار کو جرح ہو گی۔

۹ جولائی ۱۹۷۴ء

شریف احمد صدیقی پر وکلاء کی جرح

ذوالفقار علی بھٹو واقعہ ربوہ سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں

محمد صدیق لائبریرین کو ربوہ کا صدر عمومی بنا دیا گیا ہے: گواہ بشیر احمد صدیقی کا بیان

لاہور، ۸ جولائی (سٹاف رپورٹر) وقوعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل جج مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی کے روبرو گواہ شریف احمد صدیقی پر جرح جاری رہی۔ سماعت شروع ہونے پر فاضل جج نے پوچھا کہ انہیں بتایا جائے کہ ریٹائرڈ ائیر مارشل اصغر خان، وزیراعظم بھٹو اور وزیراعلیٰ حنیف رامے کو اگر گواہ کی حیثیت سے طلب کیا جائے تو وہ کیا مدد کر سکتے ہیں اور ٹربیونل کو کیا مواد

حاصل کر سکتے ہیں۔ اس پر رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ نے کہا کہ انہیں طلب کرنے کے لیے ان کے بیانات پر مبنی اخبارات پیش کرنا تھے لیکن وہ ابھی مہیا نہیں ہو سکے۔

مسٹر کرم الٰہی بھٹی نے کہا کہ ان کا کیس یہ ہے کہ سب کچھ مسٹر زیڈ اے بھٹو نے کرایا ہے اس لیے ان کا بہ حیثیت گواہ ٹربیونل کے روبرو طلب کیا جانا ضروری ہے۔

مسٹر اسمعیل قریشی کی جرح کے دوران گواہ نے بتایا ہے کہ خلیفہ کا خطبہ جمعہ **الفضل** میں اپنی باری پر شائع ہوتا ہے اور ہر خطبہ کو ٹیپ ریکارڈ بھی کیا جاتا ہے۔ گواہ نے کہا کہ وہ سیاسی طور پر نیپ (NAP) کو پسند کرتا ہے اور اس کا رکن ہے اور اس نے سابقہ انتخابات میں NAP کے امیدوار کی حمایت کی تھی۔ مسٹر رفیق باجوہ کی جرح کے دوران گواہ نے کہا کہ اس کی ڈیوٹی جماعت یا امام جماعت نے نہیں لگائی تھی کہ وقوعہ ربوہ کے حالات کی تحقیقات کروں۔

گواہ نے کہا کہ اس نے یہ حالات خود معلوم کیے۔ گواہ نے کہا کہ اسے بازار کے لوگوں سے پتہ چلا تھا کہ ۳ مئی کو اخبار **مغربی پاکستان** مصطفیٰ کھر کے حامیوں نے ربوہ میں مفت تقسیم کیا تھا۔ گواہ نے کہا کہ ربوہ کی آبادی ۲۰ ہزار ہے اور وہ صرف اپنے محلّہ کے ۱۰/۱۵ افراد کو جانتا ہے۔ گواہ نے کہا کہ اسے وقوعہ کی شام کو اس کے محلّہ دار داؤد نے وقوعہ کے بارے میں بتایا تھا لہٰذا وہ مزید معلوم کرنے کے لیے گھر سے باہر نکل آیا تھا۔ گواہ نے کہا کہ اسے ان افراد کے ناموں کا علم نہیں ہے جنہیں بشیر احمد صدر عمومی نے وقوعہ میں استعمال کیا۔ گواہ نے کہا کہ ربوہ میں اس بات کا عام چرچا تھا کہ ربوہ سٹیشن پر گڑبڑ کرنے والوں کے ناموں پر مبنی فائل بنائی گئی لیکن پھر اسے پولیس سے چھپالیا گیا۔ گواہ نے کہا کہ وہ پولیس کے پاس اس لیے نہیں گیا تھا کہ اس کے خیال میں پولیس کا بھی گڑبڑ کرنے والوں کو تعاون حاصل تھا۔ اسی طرح دوسرا یہ بھی خیال تھا کہ پولیس اور وزیراعظم بھٹو ۲۹ مئی کو ربوہ سٹیشن پر پیش آمدہ واقعات کا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ گواہ نے کہا کہ اس کے اندازہ کے مطابق بشیر احمد صدر عمومی اور رشید احمد مرکزی اور صوبائی حکومت کے ہاتھوں میں کھلونا بنے اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کل مسٹر بھٹو کی سیاسی پوزیشن خطرہ میں ہے اور وہ ختم نبوت کا چکر چلا کر اور اس کا چمپئین بن کر اقتدار پر فائز رہنا چاہتے ہیں۔

گواہ نے کہا کہ یہ نتیجہ انہوں نے مسٹر بھٹو کی تقریر سے نکالا ہے جو انہوں نے وقوعہ کے بعد کی۔ گواہ نے کہا کہ وہ حنیف رامے کو اس لیے شریک کار سمجھتے ہیں کہ جس مشینری کے وہ سربراہ

ہیں اس نے انتہائی بے حسی کا مظاہرہ کیا اور وزیر قانون پنجاب صغیر احمد کی چنیوٹ میں موجودگی کے باوجود لاقانونیت کا مظاہرہ ہوتا رہا۔ جب بھی احمدی عورتیں اور بچے چنیوٹ میں پولیس یا اسسٹنٹ کمشنر کی مدد حاصل کرنے کے لیے جاتے ہیں ان کو یہی جواب دیا جاتا کہ وزیر قانون سے ملیں۔

گواہ نے کہا کہ وہ اسے درست سمجھتا ہے کہ موجودہ حکومت کے خلاف تحریک چلائی جائے کیوں کہ یہ حکومت صحیح راستے پر نہیں چل رہی۔ گواہ نے کہا کہ اس مقصد کو قانونی اور آئینی طور طریقوں سے پورا کیا جائے۔

ربوہ میں نظم وضبط کا یہ عالم ہے کہ کوئی شخص وہاں کے نظام کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔
گواہ نے کہا کہ وقوعہ کے روز مرزا ناصر احمد ربوہ میں موجود تھے۔ مرزا ناصر احمد کی رہائش گاہ ودفتر سٹیشن سے تقریباً ۲/۱ فرلانگ کے فاصلہ پر ہے اگر کوئی آدمی اطلاع دینا چاہتا تو ٹیلی فون پر فوراً اطلاع دے سکتا تھا۔ گواہ نے کہا کہ اس کی اطلاع کے مطابق مرزا ناصر احمد کو وقوعہ کی اطلاع اسی روز ہوگئی تھی اور انہوں نے اس واقعہ کو لعن طعن کیا۔

گواہ نے کہا کہ مرزا ناصر احمد نے ۔۔ مئی کو اپنے خطبہ میں کسی کا نام نہیں لیا لیکن جمعہ کے خطبہ میں وقوعہ کی مذمت کی۔ گواہ نے کہا کہ اس کے خیال میں یہ مسئلہ سیاسی تھا، اس لیے اس نے خلیفہ ناصر احمد سے بات کرنا مناسب نہ سمجھا اسی طرح اس نے یہ بھی کسی کو نہیں بتایا کہ اس نے ٹریبونل کے روبرو پیش ہونے کی درخواست دی ہے۔

سوال: کیا ۲۹ مئی کے بعد سے اب تک ربوہ انتظامیہ میں کوئی تبدیلی ہوئی؟

جواب: مجھے علم نہیں۔

سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ بشیر احمد ابھی تک صدر عمومی ہیں؟

جواب: جی نہیں، گرفتاری کے بعد بشیر احمد صدر عمومی نہیں رہے بل کہ محمد صدیق لائبریرین کو صدر عمومی ربوہ بنایا گیا ہے۔

سوال: کون کون آدمی اس واقعہ میں گرفتار ہوا؟

جواب: بشیر احمد، رشید احمد اور عبدالعزیز بھانبڑی کے علاوہ دیگر گرفتار بزرگان کے نام معلوم نہیں ہیں۔

مسٹر ایم ڈی طاہر کے سوالوں کے جواب میں گواہ نے کہا کہ اگر ایک ہزار آدمی بھی ہوتے تو جہاں میں رہتا تھا وہاں آواز ضرور پہنچتی لیکن مجھے آواز نہیں پہنچی لہذا ۷۰/۶۰ ہی حملہ آور تھے۔
گواہ نے کہا کہ یہ کہنا غلط ہے کہ تعلیم الاسلام کالج کے اساتذہ نے سٹیشن پر طلبا کی ڈیوٹی لگائی تھی۔
اس نے کہا کہ اسے یہ علم نہیں ہے کہ دوست محمد لال MPA نے وقوعہ سے دو تین روز بعد مرزا ناصر احمد سے ملاقات کی تھی۔ گواہ نے کہا کہ بہشتی مقبرہ نامی قبرستان میں ہر آدمی جا سکتا ہے۔ گواہ نے کہا کہ اگر کوئی شخص مرزا ناصر احمد سے ملاقات کا خواہاں ہو تو وہ ان کے پرائیویٹ سیکرٹری کو درخواست دیتا ہے اور اپنی باری کا انتظار کرتا ہے۔ میاں شیر عالم کے سوالوں کے جواب میں گواہ نے کہا کہ اگر کوئی شخص ربوہ کے اخلاقی ضابطہ کی خلاف ورزی کرے تو اس کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔
گواہ نے کہا کہ جو کچھ ۲۹ مئی کو ربوہ سٹیشن پر ہوا وہ ربوہ کے اخلاقی ضابطہ کے منافی ہے۔
گواہ نے کہا کہ احمدیہ تنظیم نے ابھی تک بشیر احمد، رشید احمد، عزیز بھانبڑی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی کیوں کہ معاملہ عدالت میں ہے تاہم گواہ نے کہا کہ صرف اظہار ناراضگی (خلیفہ کی طرف سے) کوئی سزا نہیں ہے بل کہ قصور والوں کو سزا ملنی چاہیے۔
کل ربوہ کے صدر عمومی بشیر احمد کا بیان قلم بند کیا جائے گا، آج فاضل جج نے وقوعہ کے روز طلبا کے لیے مخصوص بوگی ریلوے سٹیشن لاہور جا کر دیکھی، اس بوگی کو خاص طور پر ملتان سے لاہور لایا گیا تھا۔

بعد از دوپہر کا اجلاس

گواہ نے کہا کہ وقوعہ میں ایسے لوگوں نے شرکت کی جنہیں غلط کاموں سے روکنے کے لیے پہلے بھی سرزنش ہوتی رہتی تھی۔ گواہ نے کہا اسے یہ علم نہیں ہے کہ ربوہ میں مسٹر کھر کے حمایتی زیادہ ہیں یا حنیف رامے کے زیادہ ہیں۔ ربوہ میں کھر کے حمایتی زیادہ سے زیادہ۔۔صد ہیں۔
گواہ نے کہا کہ جو احمدی ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور قابل اصلاح نہیں سمجھے جاتے انہیں ربوہ سے نکل جانے کی سزا دی جاتی ہے۔ اس طرح جب کوئی شخص عقیدہ سے پھر

جائے اسے بھی ربوہ سے نکال دیا جاتا ہے۔ اس طرح سزاؤں میں سوشل بائیکاٹ کی سزا بھی شامل ہے تاہم کسی کو نہ تو سزا کے طور پر قید کیا جاتا ہے نہ ہی کسی کی پٹائی کی جاتی ہے۔ گواہ نے بتایا کہ ربوہ کا اخلاقی ضابطہ خلیفہ دوم بشیر الدین محمود نے مرتب کیا تھا۔ اس ضابطہ کا اطلاق عامہ لوگوں کی طرح خلیفہ کے خاندان پر بھی ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں گواہ نے مثال دی کہ جب خلیفہ کی فیملی کی بعض خواتین نے پردہ کی پابندی نہ کی تو ان کا اور ان کے گھر والوں کا سوشل بائیکاٹ کر دیا گیا۔ خلیفہ بھی اخلاقی ضابطہ کا پابند ہوتا ہے۔ گواہ نے کہا کہ اسے ایسا کوئی واقعہ یاد نہیں کہ کسی شخص کو قرآن حکیم یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے پر سزا دی گئی ہو۔

خاقان بابر کے سوالوں کے جواب میں گواہ نے کہا کہ عبداللہ ٹھیکیدار اس کا محلے دار ہے لیکن اس کے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ اس ٹھیکیدار کے لڑکے کو ربوہ بدر کر دیا گیا ہو۔ گواہ نے کہا کہ ۱۹۵۴ء میں پاکستان آنے کے بعد سب سے پہلے اس نے ڈیڑھ سال ریلوے میں مزدور کی حیثیت سے کام کیا۔ پھر پشاور اور وارسک کے ہسپتال میں کام کیا اور پھر دو سال تک فضل عمر ہسپتال ربوہ میں کام کیا۔ اس کے بعد NAP میں شامل ہو کر سیاسی زندگی اختیار کی۔ گواہ نے کہا کہ فضل عمر ہسپتال میں اس نے نرسنگ بوائے کی حیثیت سے کام کیا تاہم اس نے نرسنگ کا کوئی کورس پاس نہیں کیا۔ گواہ نے کہا کہ پاکستان آنے سے قبل وہ کلرک کی حیثیت سے ضلع بجنور میں اپنے ایک دوست گوبند کے زراعتی فارم پر کام کرتا رہا ہے اور پاکستان میں آنے تک وہ وہیں کام کرتا رہا ہے۔ اس نے بتایا کہ ۱۹۲۸ء میں اس نے نوجوان بھارت سبھا نامی سوشلسٹ سیاسی پارٹی میں شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۳۰ء میں ٹریڈ یونین سرگرمیوں میں حصہ لیا اور کسان کمیٹی (سبھا) میں شامل ہو گیا۔ گواہ نے کہا کہ وہ پاکستان میں آنے تک کسان سبھا سے ہی وابستہ رہا لیکن اسے اب اس کے صدر اور سیکرٹری کا نام یاد نہیں۔ گواہ نے کہا کہ وہ جس وقت آیا اس وقت کسان سبھا کے صدر گجرات کے ایک ہندو تھے جب کہ سیکرٹری راج دیشر راؤ تھے۔

گواہ نے کہا کہ دوست کے فارم پر کام کرنے کے عرصہ میں میرے بال بچوں کے اخراجات میرا دوست ادا کرتا تھا۔ گواہ نے کہا کہ جس وقت میں آیا اس وقت میرے پانچ بچے تھے۔ گواہ نے کہا کہ اس کا ایک بچہ انوار انڈسٹریز گوجرانوالہ میں ملازم ہے، ایک لڑکا شاہ نواز لمیٹڈ میں ٹریکٹر مکینک ہے، ایک لڑکا ملٹری میں سگنل آپریٹر ہے۔ گواہ نے کہا کہ شاہ نواز

لمیٹڈ احمدیوں کی فرم ہے لیکن جہاں تک اسے علم ہے انوار انڈسٹریز والے احمدی نہیں ہیں۔ گواہ نے کہا کہ ربوہ میں میرا اپنا مکان نہیں ہے بل کہ میں حکیم اجمل یا جمیل کا کرایہ دار ہوں۔ گواہ نے کہا کہ وہ ۲۰ روپے ماہوار کرایہ ادا کرتا ہے۔ گواہ نے کہا کہ نیشنل عوامی پارٹی میں ایک کلرک کی حیثیت سے گزارہ کے لیے وہ ایک سو پچاس روپیہ ماہانہ تنخواہ لیتا رہا ہے۔ گواہ نے کہا کہ اسے دوسرے کسی احمدی کا علم نہیں جو NAP کے لیے کام کرتا تھا۔ اس نے کہا کہ یہ صحیح ہے کہ NAP سیکولرازم پر یقین رکھتی ہے اور سیکولر نظام حکومت قائم کرنے کی خواہاں ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اسلامی حکومت کے قیام کے خلاف ہیں۔ اس نے کہا وہ پیپلز پارٹی میں اس لیے شامل نہیں ہوا کہ یہ پارٹی سوشلزم لانے میں مخلص نہیں ہے۔ گواہ نے کہا کہ وہ سرمایہ داری کے خلاف ہے اور ہر اس شخص کے خلاف ہے جو سرمایہ دارانہ نظام پر یقین رکھتا ہو۔

گواہ نے کہا کہ فضل عمر ہسپتال سے اس نے نوکری چھوڑ کر NAP کی نوکری اس لیے اختیار کی کہ اس کی ساری زندگی سیاسی کارکن کی رہی ہے اس لیے اس نے سیاسی جماعت کا کام کرنا زیادہ بہتر سمجھا۔

ایم اے رحمان کی جرح کے جواب میں گواہ نے کہا کہ وہ پرائمری پاس ہے اور اس کے تینوں بیٹے میٹرک پاس ہیں۔ انوار انڈسٹریز میں کام کرنے والے بیٹے کی تنخواہ ۱۵۰ روپے ماہانہ ہے، شاہ نواز میں کام کرنے والے کی تنخواہ تقریباً تین سو روپے ماہوار بن جاتی ہے جب کہ ملٹری والے کی تنخواہ ۱۵۰ روپے ماہانہ ہے۔ گواہ نے کہا کہ اس کے علاوہ میرا آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ گواہ نے کہا کہ NAP کے دفتر میں کام کرنے کے زمانہ میں بھی اپنے بال بچوں کو ربوہ میں رکھا۔

گواہ نے کہا کہ اس نے ۲۹ مئی سے ۳ جون تک واقعہ ربوہ کی معلومات حاصل کیں، اس کے بعد بھی یہ جاننے کے لیے تحقیق جاری رکھی کہ آیا اسے بتائی جانے والی باتیں صحیح ہیں یا نہیں۔ گواہ نے کہا کہ جن لوگوں نے انہیں وقوعہ کے بارے میں معلومات فراہم کیں ان سے اس نے نام نہیں پوچھے تھے اور نہ ہی انہیں یہ بتایا تھا کہ یہ معلومات وہ ٹربیونل کو بتانے کے لیے حاصل کر رہا ہے۔ گواہ نے کہا کہ میری حیثیت یہ نہیں تھی کہ میں بشیر احمد صدر عمومی کے پاس جا کر یہ پوچھتا کہ وقوعہ میں ان کا نام لیا جا رہا ہے کہ یہ سارا کیا دھرا انہیں کا ہے، اس وجہ سے دوسروں کے پاس بھی نہیں گیا۔ گواہ نے کہا کہ جمعہ کے خطبہ میں جب خلیفہ نے کہا کہ یہ واقعہ ان کے خلاف سازش

ہے اور یہاں کے لوگوں نے ناسمجھی میں دشمنوں کا ساتھ دیا ہے تو میں نے خلیفہ سے اس سازش کی تفصیل پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔

فاضل جج نے آج وقوعہ کے روز طلبا کے لیے مخصوص کی گئی وہ بوگی بھی ریلوے سٹیشن پر جا کر دیکھی جس میں طلبا سوار تھے اور جسے خاص ٹربیونل کے لیے ملتان سے خصوصی طور پر لاہور لایا گیا تھا۔

کل صدر عمومی ربوہ مسٹر بشیر احمد کا بیان قلم بند کیا جائے گا۔

۱۰ جولائی ۱۹۷۴ء

۱۹۴۷ء میں احمدیہ جماعت برطانوی حکومت کی حامی تھی
صدر عمومی ربوہ بشیر احمد کا بیان بند کمرے میں قلم بند کیا گیا

لاہور، ۹ جولائی (سٹاف رپورٹر) وقوعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل جج مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی کے روبرو آج کی سماعت کے دوران گواہ شریف احمد صدیقی پر جرح مکمل کی گئی۔ ایم اے رحمان کی جرح کے دوران گواہ نے بتایا کہ اس کی اطلاع کے مطابق ہنگامہ میں شرکت کرنے والے بدکردار لوگ ربوہ ہی کے رہنے والے تھے اور چودھری بشیر احمد اور رشید احمد نے باہر سے کسی کو نہیں بلایا تھا۔ ایم انور کے سوالات کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ اس نے تحریک پاکستان میں حصہ نہیں لیا تھا البتہ قوموں کے حق خود ارادیت کے نعرہ کو بلند کیا۔ گواہ نے کہا کہ یہ درست ہے کہ کانگریس اور مسلم لیگ ۱۹۴۶ء، ۱۹۴۷ء میں برطانوی سامراج کو نکالنے کو تیار تھیں۔ اس زمانہ میں احمدیہ جماعت برطانوی حکومت کی حامی تھی۔ گواہ نے کہا کہ وہ ربوہ میں عقیدتاً نہیں رہتا بلکہ وہاں رہنا نظر بندی کے مترادف سمجھتا ہے۔ اس نے کہا کہ احمدیہ جماعت خود کو سیکولر جماعت نہیں سمجھتی جب وہ غلبۂ اسلام کی بات کرتے ہیں تو میرے خیال میں وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد کی بات کرتے ہیں۔ گواہ نے کہا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کے لیے اسلامی ریاست چاہتی تھی مگر اس نے اسلامی نظام کا کبھی ذکر نہیں کیا تاہم اس کا یہ

مطلب نہیں کہ اگر پاکستان میں اسلامی ریاست قائم ہو تو اس کا احمدیہ جماعت سے تصادم ہو گا۔
گواہ نے کہا کہ اس کے مطابق عام مسلمانوں اور مرزائیوں میں صرف قرآن کی تفسیر کا فرق ہے۔ گواہ نے کہا کہ قیام پاکستان کے بعد اس کے والدین قادیان سے پاکستان آ گئے تھے۔ جب اسے پاکستان نہ آنے دیا گیا تو کھوکھراپار کے علاقہ سے وہ پاکستان کی سرحد میں داخل ہو گیا۔ گواہ نے کہا کہ جب وہ ملازمت کے سلسلہ میں ربوہ آیا تو اس کے والدین بھی اس کے پاس آ گئے۔

گواہ نے کہا کہ اسے یہ معلوم نہیں کہ قادیان کے احمدیوں نے ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگ میں پاکستان کی مخالفت کی تاہم اگر ایسا ہوتا تو کوئی تعجب کی بات نہیں کیوں کہ قادیان والوں کی قومیت بھارتی ہے۔ گواہ نے کہا کہ جب تک وہ بھارت رہا وہ بھارت کا وفادار رہا۔ گواہ نے کہا کہ وہ سیکولر سٹیٹ کا حامی بھی ہے اور معاشی انصاف کا بھی خواہاں ہے۔ گواہ نے کہا کہ وہ بھارت میں صرف سیکولرازم کے لیے نہیں بل کہ سوشل ازم کے لیے بھی رہا۔ ایسا سوشل ازم جیسا چین، روس اور کیوبا میں ہے۔

مسٹر شباب مفتی کے سوالوں کے جواب میں گواہ نے کہا موجودہ وزیراعلیٰ محمد حنیف رامے نصرت اخبار کے ایڈیٹر رہے ہیں اور وہ اس زمانہ میں ایڈیٹر رہے ہیں جب پیپلز پارٹی بھی ابھی نہیں بنی تھی۔

عاصم جعفری اور کرم الٰہی بھٹی کے سوالوں کے جواب میں گواہ نے کہا کہ NAP کا سیاسی نقطۂ نظر یہ ہے کہ صوبوں کو مکمل خود مختاری حاصل ہونی چاہیے اور مرکز کو صوبوں کے ان اختیارات میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے جو انہیں آئینی طور پر حاصل ہوں۔

گواہ نے ایک سوال کے جواب میں یہ بھی بتایا کہ وہ اپنی آمدنی کا ۱/۱۶ حصہ بہ طور چندہ جماعت احمدیہ کو دیتا رہا ہے تاہم آج کل وہ بیکار ہے، اس لیے وہ چندہ نہیں دیتا۔

چودھری بشیر احمد (صدر عمومی) کی شہادت

فاضل جج نے آج چودھری بشیر احمد صدر عمومی ربوہ کا بیان بھی اپنے چیمبر میں قلم بند کیا اور اس بیان کی کارروائی کو مخفی رکھا گیا کیوں کہ تمام تر کارروائی بند کمرہ عدالت میں ہوئی۔ چودھری بشیر احمد کو پولیس کی حراست میں ہائی کورٹ لایا گیا تھا۔

۱۱جولائی ۱۹۷۴ء

نشتر کالج کے کسی طالب علم کا کوئی عضو یا زبان نہیں کاٹی گئی: جسٹس صمدانی

ملک میں گڑبڑ پھیلا کر غیر ملکی مداخلت کو دعوت دینے کے لیے مرزائیوں نے ربوہ سٹیشن پر ہنگامہ خود کرایا ہے: غلام غوث ہزاروی کا بیان

لاہور ۱۰ جولائی (سٹاف رپورٹر) لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی نے جو واقعہ ربوہ کے ٹربیونل جج ہیں، آج یہاں اس امر کا فیصلہ سنایا ہے کہ اب تک قلم بند کردہ شہادتوں کی رُو سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وقوعہ ربوہ میں نشتر میڈیکل کالج کے کسی طالب علم کی نہ تو زبان کاٹی گئی ہے اور نہ ہی جسم کا کوئی دوسرا عضو کاٹا گیا ہے۔ فاضل جج نے کہا کہ انہیں اس امر کے خطوط مل رہے ہیں جن میں یہ خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ زبانیں کاٹنے کے متعلق رپورٹیں اخبارات میں شائع نہیں ہونے دی جاتیں حالاں کہ حقیقت حال یہ ہے کہ ایسی کوئی شہادت سرے سے ریکارڈ پر آئی ہی نہیں، جس میں یہ کہا گیا ہو کہ کسی طالب علم کی زبان کاٹی گئی یا کسی کے جسم کا کوئی عضو الگ کیا گیا یا مستقل طور پر ناکارہ کیا گیا۔ فاضل جج نے کہا کہ میڈیکل رپورٹوں کی رُو سے بھی یہ افواہیں سراسر غلط ثابت ہوتی ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس مسئلہ پر حتمی فیصلہ سنا دیا جائے۔

آج عدالت میں ربوہ کے اُمور عامہ کے صدر عمومی بشیر احمد پر جرح جاری رہی اور رکن قومی اسمبلی مولانا غلام غوث ہزاروی کا بیان قلم بند کیا گیا۔ مولانا ہزاروی نے ٹربیونل کے روبرو پیش ہونے کی درخواست پیش کی تھی۔ آج آغا شورش کاشمیری کی طرف سے رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ نے بھی اس امر کی درخواست پیش کی کہ وہ ٹربیونل کے روبرو پیش ہونا چاہتے ہیں۔ آج رفیق احمد باجوہ نے ایک اور درخواست بھی دی جس میں کہا گیا تھا کہ پریس ٹرسٹ کے ان اخبارات کے ایڈیٹروں اور پبلشروں کو عدالت میں طلب کیا جائے جنہوں نے مولانا یوسف بنوری کے بارے میں انجمن فدایان رسول کے اشتہار شائع کیے ہیں کیوں کہ ان کا اندازہ ہے کہ یہ اشتہار حکومت نے شائع کرائے ہیں۔ لہٰذا اس سلسلہ میں اخبارات کے ایڈیٹروں کو طلب

کر کے ان سے پوچھا جائے۔

ایم انور بار ایٹ لاء نے اس مرحلہ پر کہا کہ **نوائے وقت** لاہور کے ایڈیٹر مسٹر مجید نظامی کے پاس بھی یوسف بنوری کے اشتہارات شائع کرانے کے لیے کوئی شخص گیا لیکن انہوں نے یہ اشتہار شائع کرنے سے انکار کر دیا۔

گواہ بشیر احمد صدر عمومی ربوہ نے کہا کہ عبدالعزیز بھانبڑی اور رشید احمد کو پولیس کی امداد کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ ۳۰ مئی کو پولیس ربوہ پہنچ گئی تھی اور دھڑ ادھڑ گرفتاریاں شروع کر دی گئی تھیں۔ گواہ نے کہا کہ وقوعہ کے بعد ۳۱ مئی کو مرزا ناصر احمد نے جمعہ کا جو خطبہ دیا اس پر وہ موجود تھا۔ مرزا ناصر احمد نے ان افراد کی سخت مذمت کی تھی جنہوں نے ہنگامہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ لوگ دس ہزار بار توبہ استغفار کریں۔

گواہ نے کہا کہ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ریلوے سٹیشن پر جو کچھ ہوا وہ اخلاقی لحاظ سے بھی جرم ہے اور ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ ہنگامہ کرنے والوں میں نزدیکی بازار کے کچھ لوگ بھی شامل تھے سٹیشن پر چناب ایکسپریس ایک دو منٹ ہی رُکتی ہے لیکن وقوعہ کے روز جب گاڑی زیادہ دیر رکی تو اردگرد سے لوگ شور سن کر وہاں آ گئے۔ میرا خیال ہے کہ یہ ہنگامہ پہلے سے طے شدہ منصوبہ کے مطابق نہیں ہوا بلکہ جب گاڑی زیادہ دیر ٹھہری تو اردگرد سے لوگ آ گئے ویسے بھی سٹیشن پر پہلے مسافروں میں باہمی چپقلش شروع ہوئی جب میں وہاں گیا تو تقریباً ڈیڑھ سو افراد ہنگامہ میں مصروف تھے جنہیں میں نے ہنگامہ سے روکا۔ اس وقوعہ کے بعد مجھے مرزا ناصر احمد نے اس سلسلہ میں کوئی بات بلا کر نہیں پوچھی نہ ہی میں خود مرزا ناصر احمد سے ملا ہوں البتہ اس واقعہ کی رپورٹ میں نے امور عامہ کو دے دی تھی جن لوگوں کو میں نے ہنگامہ سے روکا ان میں سے بعض کے ہاتھوں میں چھوٹی چھڑیاں یا لاٹھیاں تھیں جب کہ بعض طلبا کے ہاتھوں میں بیلٹ وغیرہ تھیں وہاں کوئی بھنگڑہ نہیں ڈالا گیا البتہ احمدیت زندہ باد، اسلام زندہ باد اور انسانیت زندہ باد کے نعرے ضرور لگائے گئے۔

ملک محمد قاسم کی جرح کے دوران چودھری بشیر احمد نے بتایا کہ فوجداری نوعیت کے معاملات میں ربوہ کے کیس نظارت امور عامہ کی معرفت پولیس کو بھیجے جاتے ہیں البتہ ایسے واقعات کی اطلاع پہلے نظارت اُمور عامہ کو دی جاتی ہے۔ اس نے کہا کہ ربوہ میں اس کے قیام

کے دوران ایسا واقعہ کبھی نہیں ہوا۔ مرزا سمیع سٹیشن ماسٹر نے اسے بتایا کہ جب گاڑی ربوہ سٹیشن پر پہنچی تو وہاں تھوڑے سے آدمی تھے لیکن تھوڑی دیر میں ہی وہاں بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ گواہ نے کہا کہ اسے یہ علم نہیں ہے کہ فیڈرل سکیورٹی فورس یا پولیس والے ۲۲ مئی سے ۲۹ مئی کے درمیان ربوہ گئے۔ ربوہ میں کسی کو یہ خیال نہیں تھا کہ ۲۹ مئی کو جب طلبا واپس آئیں گے تو نقص امن کا خطرہ پیدا ہوگا۔

ایم انور کے سوالوں کے جواب میں گواہ نے کہا کہ خلیفہ صاحب سے اس کی ملاقات کبھی کبھی، ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں پرائیویٹ سیکرٹری کو درخواست دی جاتی ہے اور تب کہیں جا کر ملاقات ہوتی ہے اگر کوئی اہم واقعہ رونما ہو تو ہم متعلقہ نظارت کے صدر شعبہ کو اس کی اطلاع دیتے ہیں تاہم یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر بات ضبط تحریر میں لائی جائے، زیادہ تر باتیں زبانی یا ٹیلی فون پر کر لی جاتی ہیں تاہم اگر کوئی بہت ہی ضروری بات ہو تو جز وقتی کلرک کے ذریعہ ایسی باتیں ضبط تحریر میں لائی جاتی ہیں مثلاً اگر سنگین قسم کی بداخلاقی کی شکایت بھیجنی ہو تو پھر ضبط تحریر میں لا کر ایسی شکایت بھیجی جاتی ہے۔ گواہ نے کہا کہ عورتوں کے سامنے کسی مرد کا ننگا ہو جانا بداخلاقی کے مترادف ہے، ایسا جب ۲۲ مئی کو کیا گیا تو اس نے متعلقہ نظارت کو اس کی اطلاع دی لیکن نظارت والوں نے کہا کہ انہیں اس کی اطلاع مل چکی ہے۔ گواہ نے کہا کہ ۲۲ مئی کے وقوعہ کی اطلاع انہوں نے پولیس کو نہیں دی البتہ سٹیشن ماسٹر سے کہا کہ وہ اپنے افسروں کو اس کی اطلاع دیں۔ ۲۲ مئی سے ۲۹ مئی تک میری ملاقات عبدالحمید اختر سے نہیں ہوئی۔

سوال: کیا آپ کے علم میں ہے کہ **الفضل** اخبار میں ۲۲ مئی کے وقوعہ کی کوئی خبر شائع ہوئی؟

جواب: میرے علم میں ایسی کوئی خبر نہیں ویسے میں عموماً **الفضل** پڑھتا ہوں۔

سوال: کیا ربوہ سٹیشن پر وقوعہ دیکھنے کے بعد آپ نے پولیس کو اس کی اطلاع دی؟

جواب: جی نہیں، میں نے رپورٹ نہیں کی البتہ سٹیشن ماسٹر مرزا سمیع پولیس کے اعلیٰ حکام کو اس کی اطلاع دے چکے تھے ویسے مجھے یہ علم نہیں ہے کہ ہر شہری کا یہ فرض ہے کہ وہ ایسے قابل دست اندازی پولیس واقعات کی اطلاع پولیس کو دے جو اس کے علم میں ہوں۔

سوال: کیا نظارت امور عامہ نے پولیس میں کوئی کیس درج کرایا؟

جواب: میرے علم میں نہیں ہے کہ نظارت والوں نے ۲۲ مئی یا ۲۹ مئی کے وقوعہ کی کوئی رپورٹ پولیس میں درج کرائی۔

سوال: یہ نظام کب سے رائج ہے کہ ہر اہم وقوعہ حتی کہ فوجداری واقعات کی اطلاع پہلے نظارت کو دی جائے اور پھر پولیس کو؟

جواب: یہ نظام ہماری روایت بن چکا ہے اور عرصہ دراز سے ایسا ہی چلا آرہا ہے۔

سوال: ربوہ کے وقوعہ کے بارے میں آپ نے ربوہ کے کن کن لوگوں سے باتیں کیں؟

جواب: کوئی خاص یاد نہیں البتہ باتیں ہوتی رہی ہیں۔

گواہ نے کہا کہ مرزا ناصر احمد کے پریس کانفرنس سے خطاب کرنے کی بابت انہوں نے سنا تھا لیکن مجھے یہ یاد نہیں کہ کس نے مجھے یہ بتایا تھا۔ گواہ نے کہا کہ اس کے علم میں ایسا کوئی شعبہ ربوہ میں نہیں ہے جو معلومات جمع کرے یا انٹیلی جنس کا کام کرے۔

سوال: کیا نظارت امور عامہ نے اپنا کوئی وضاحتی بیان اخبار میں دیا؟

جواب: جی نہیں۔

سوال: آپ اپنے ہمراہ سٹیشن پر کچھ لوگوں کو لے گئے؟

جواب: جی نہیں، میں جلدی میں وہاں گیا، میں گاڑی چلے جانے تک پلیٹ فارم پر رہا تاہم میں نے زخمیوں کی طبی امداد کے لیے کچھ نہیں کیا کیوں کہ میں نے اس وقت زخمیوں کو نہیں دیکھا، بعد میں مجھے زخمیوں کے بارے میں بتایا گیا۔ بڑی مشکل سے میں نے سو ڈیڑھ سو کے مجمع کو ہٹایا اور انہیں ہنگامہ سے باز کیا۔

سوال: آپ کو ربوہ میں رہتے ہوئے کتنا عرصہ ہوا؟

جواب: چھ سال

سوال: حملہ آوروں میں سے آپ نے کسی کو پہچانا یا نہیں؟

جواب: دس منٹ میں حملہ آوروں کو کیسے پہچان سکتا ہوں البتہ جو مجمع وہاں موجود تھا ان میں سے چند دکان داروں کو پہچانتا ہوں۔

گواہ نے کہا کہ اس نے جن لوگوں کو لڑائی میں حصہ لیتے دیکھا ان میں ایک نوجوان لطف اللہ بھی تھا اس طرح ایک دکان دار ضیاء اللہ بھی ان میں شامل تھا۔ گواہ نے کہا کہ نظارت اُمور

عامہ کے ورکر رشید احمد نے تقریباً تیس (۳۰) ایسے آدمیوں کے نام دیے جن کے بارے میں کہا گیا تھا کہ وہ ہنگامہ میں شریک تھے۔ یہ فہرست رشید احمد نے مرتب کی تھی اور ٹیں نے بھی دو تین نام بتائے تھے۔ گواہ نے کہا کہ اسے یہ علم نہیں کہ کسی اور نے بھی ملزموں کی فہرست، پولیس کو مہیا کی۔

سوال: جب آپ سٹیشن پر پہنچے تو وہاں نظارت اُمور عامہ کا کوئی آدمی تھا؟

جواب: رشید احمد موجود تھا۔

سوال: گاڑی کے چلے جانے کے بعد کیا رشید احمد سے آپ نے کوئی تبادلہ خیال کیا؟

جواب: وہاں سٹیشن پر کوئی بات نہ کی وہ دفتر میں چلے گئے اور پھر میں رشید احمد کے دفتر نظارت امور عامہ میں ساڑھے گیارہ بجے گیا وہاں جا کر وقوعہ کے بارے میں گفتگو ہوئی اور میں نے اپنی رپورٹ نظارت امور عامہ میں پیش کی۔

وہاں وقوعہ کے بارے میں گفت وشنید تقریباً بیس منٹ تک ہوتی رہی، اس جگہ رشید احمد نے پچیس تیس افراد کی فہرست مرتب کی اور نظارت والوں کو دی یہی فہرست بعد میں پولیس والوں کے حوالے کر دی گئی۔

سوال: انہوں نے جو نام لکھے کیا آپ کے علم میں آئے؟

جواب: جی ہاں، زیادہ تر میرے علم میں نام آئے ان میں سے کچھ کو میں جانتا تھا کیوں کہ رشید احمد مجھ سے پہلے، وہاں موجود تھا اس لیے وہ زیادہ صحیح طور پر پہچان کر نام لکھ رہے تھے اس وقت میں نے بھی ایسے لوگوں کے ناموں کی تصدیق کی جن میں محمد خان احمد خاں دکان داروں وغیرہ کے نام بھی شامل ہیں، دونوں کی عمر تیس بتیس سال ہوگی اور وہ احمدی ہیں۔

سوال: جو پچیس تیس کی فہرست تھی اس میں سے آپ نے کتنے نام لکھوائے؟

جواب: میں نے صرف آٹھ دس افراد کے ناموں کی تصدیق کی، میں انہیں ذاتی طور پر جانتا ہوں تاہم اس وقت مجھے نام یاد نہیں وہ سارے کے سارے تقریباً رحمت بازار کے تھے۔

سوال: یہاں ٹربیونل کے روبرو آنے سے قبل کیا آپ سے وکلاء نے ملاقات کی؟

جواب: مجھ سے چند روز قبل دو وکلاء نے ملاقات کی لیکن انہوں نے انسپکٹر کی موجودگی میں میرے کپڑے مجھے دیے، ان میں سے ایک وکیل کا نام چودھری نور محمد ہے دوسرے کا نام

میں نہیں جانتا۔

علاوہ ازیں مجھ سے کسی نے ملاقات نہیں کی، شہادت کے بارے میں مجھ سے ان وکلاء کی کوئی بات چیت نہیں ہوئی۔ میری چودھری نور محمد سے خاص واقفیت نہیں ہے چوں کہ ان کے بچے ربوہ میں رہتے ہیں اس لیے میں انہیں جانتا ہوں۔

سوال: کیا آپ کوٹر بیونل کے بارے میں علم تھا؟

جواب: جی ہاں، مجھے علم تھا۔

سوال: ۲۹ مئی سے ۱۱ جون تک نظارت امور عامہ کے افسران سے کوئی بات چیت کی؟

جواب: جی نہیں، رپورٹ کے بعد کوئی بات چیت نہیں کی۔

سوال: ربوہ میں احمدیت کے خلاف بھی وہ لوگ نعرے لگاتے ہیں جو وہاں سے گزرتے ہیں؟

جواب: جی ہاں، سال میں دو تین مرتبہ بسوں میں گزرنے والے ایسے نعرے لگاتے ہیں جو احمدیت کے خلاف ہوں۔ میرے علم میں یہ بات بھی نہیں ہے کہ ریلوے سٹیشن پر موجودہ وقوعہ سے قبل بھی کسی نے احمدیت کے خلاف نعرے لگائے ہوں۔

سوال: کیا آپ اس آدمی کا نام بتا سکتے ہیں جنہوں نے یہ بتایا کہ ۲۲ مئی کو نشتر میڈیکل کالج کے طلبا میں سے کوئی پلیٹ فارم پر برہنہ بھی ہوا؟

جواب: مجھے نام کا علم نہیں البتہ وہ آدمی ربوہ کا ہے اور اس لیے اطلاع دی البتہ خالد نامی سائیکل والے کا نام ذہن میں آتا ہے لیکن میں پورے وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتا مجھے اس واقعہ کے بارے میں سن کر بے حد افسوس ہوا تھا۔

مولانا غلام غوث ہزاروی کی شہادت

میرا خیال ہے کہ مرزائی اس وقت تک کوئی اہم قدم کبھی نہیں اٹھاتے جب تک مرزا ناصر احمد کوئی ہدایت نہ دیں۔ حکومت کے حکم کو بھی وہ خلیفہ کی ہدایت پر ترجیح نہیں دیتے۔ انہوں نے کہا کہ احمدی اپنے خلیفہ کے حکم کو حکومت پاکستان کے حکم پر مقدم سمجھتے ہیں۔ میں نے یہ درخواست بھی کی کہ ربوہ کے بارے میں تمام شکایات کی تحقیقات کرائی جائے۔ ان الزامات کی تردید آج تک نہیں کی گئی۔

ناصر احمد نے اس سلسلہ میں غیر ملکی پریس کو بھی یہ تاثر دیا کہ یہ سارا کچھ حکومت نے کرایا ہے۔ یہ حادثہ غیر ملکی اثر سے مرزائیوں نے خود کرایا تاکہ ملک میں گڑ بڑ پھیلائیں اور پھر بیرونی مداخلت کو آواز دیں۔ میرے اس خیال کو مرزا ناصر احمد اور سر ظفر اللہ کے بیانات سے تقویت ملی ہے۔

مرزائیوں کا یہ خیال پہلے دن سے ہے کہ یہ حکومت پر قبضہ کریں گے۔ اس ضمن میں وہ ملک بھر میں مختلف اسامیوں پر اپنے آدمیوں کی تقرریاں کراتے ہیں۔ اب تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ تمام اسامیوں پر سے انہیں ہٹانا عملی طور پر مشکل بن گیا ہے۔ وقوعہ ربوہ کے بعد بعض مرزائیوں نے پُرامن جلوسوں پر گولیاں چلائیں جس سے ان کے تخریب پرور ارادے کا پتہ چلتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ میں اور بہت سے دوسرے علماء مختلف وجوہ کی بنا پر قیام پاکستان کے خلاف تھے لیکن جب پاکستان بن گیا تو ہم سب نے فیصلہ کیا کہ اب پاکستان کے مفاد کے خلاف بات کرنا یا کام کرنا غلط ہوگا۔ اس سلسلہ میں مولانا مدنی نے یہ بیان جاری کیا کہ مسجد بنانے کے بارے میں تو اختلاف رائے ہوسکتا ہے لیکن جب مسجد بن جائے تو اسے شہید کرنا گناہ ہے چناں چہ قیام پاکستان کے بعد ہم پاکستان کے حامی بن گئے۔

سوال: کیا آپ کے علم میں ہے کہ بعض جگہوں پر مرزائیوں کے مکانوں سے سامان نکال کر جلا دیا گیا یا انہیں تنگ کیا گیا؟

جواب: میں نے بعض واقعات سنے ہیں۔

سوال: کیا یہ امر جائز ہے کہ ربوہ میں لڑکوں پر ظلم کے بدلہ میں سرحد کی یونیورسٹی کے پروفیسر کے گھر کا سامان نکال کر جلایا جائے؟

جواب: مجھے یہ معلوم نہیں کہ اشتعال کس نے پیدا کیا تاہم اپنا دفاع نہ کر سکنے والے مرزائیوں سے ربوہ کے واقعہ کا بدلہ لینا غلط ہے۔ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ قانون کو اپنے ہاتھوں میں لے۔ یہ بھی صحیح ہے کہ مرتد واجب القتل ہوتا ہے لیکن سزا کا حق حکومت کو ہوتا ہے کسی فرد واحد یا گروپ کو یہ حق حاصل نہیں ہوتا۔ میری نظر میں سے ایسے کسی عالم یا بزرگ دین کا بیان نہیں گزرا جو ربوہ کے واقعہ کے بعد مرزائیوں کا سامان وغیرہ جلانے کی مذمت میں ہو۔ میں نے بھی ایسا کوئی بیان جاری نہیں کیا کیوں کہ اس سے پہلے کسی نے میری توجہ اس جانب نہیں دلائی۔

۱۲ جولائی ۱۹۷۴ء

میں خلیفہ کو ایسا آدمی نہیں سمجھتا جس سے غلطی سرزد ہی نہ ہو، وہ انسان ہیں: احمدی گواہ

لاہور ۱۱ جولائی (سٹاف رپورٹر) واقعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی نے آغا شورش کاشمیری کو بہ طور گواہ طلب کرنے کے سلسلہ میں حکومت کے نام نوٹس جاری کر دیا ہے۔ انہوں نے اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل مسٹر کمال مصطفیٰ بخاری کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس ضمن میں کل رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ کی طرف سے دی گئی درخواست پر حکومت کا موقف پیش کریں۔ آج ٹربیونل کے روبرو جمعیت المشائخ پاکستان کی طرف سے شیخ غیاث محمد اور مسٹر شباب مفتی نے ایک بیان داخل کیا اور اس بیان میں درج موقف کی روشنی میں ٹربیونل کی معاونت کرنے کی درخواست کی۔ یہ استدعا بھی کی گئی کہ جمعیت المشائخ کے صدر پیر صاحب دیول شریف خواجہ محمد عبدالمجید احمد کو بھی ٹربیونل کے روبرو پیش ہو کر بیان دینے کی اجازت دی جائے۔

گواہ پر جرح

آج کی سماعت کے دوران ربوہ کے صدر عمومی بشیر احمد پر جرح جاری رہی اور سماعت کل پر ملتوی ہو گئی۔

رفیق احمد باجوہ کی درخواست

مسٹر رفیق احمد باجوہ نے آج کے اخبارات میں وزیراعظم بھٹو کے شائع شدہ بیان کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ وزیراعظم نے اس واقعہ کو کڑی دار سازش قرار دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سازش کے پس منظر اور تفصیل سے باخبر ہیں لہذا انہیں اس ٹربیونل کے روبرو طلب کرنا ضروری ہے۔ مسٹر باجوہ نے کہا کہ وزیراعظم بھٹو کو بلا تاخیر عدالت میں طلب کیا جائے۔ اس طرح مرزا ناصر احمد کو فوراً یہاں طلب کیا جائے کیوں کہ انہوں نے بھی غیر ملکی پریس کو اس

واقعہ کے بارے میں انٹرویو دیا ہے۔

جرح

گواہ بشیر احمد نے شیر عالم کی جرح کے جواب میں بتایا کہ وہ اپنے فرائض کے علاوہ تمام شعبوں میں باہمی رابطہ کا کام بھی کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ بات اس کے علم میں نہیں ہے کہ کون مختلف ناظروں کی برطرفی کرتا ہے یا تقرری کرتا ہے تاہم ناظر اعلیٰ اور صدر انجمن احمدیہ کی تقرری خلیفہ کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ میرے فرائض میں کوتاہی ہو تو مقامی انجمن احمدیہ یہ مسئلہ میرے نوٹس میں لاتی ہے اور کمزوری دُور کی جاتی ہے اس نے کہا کہ مجھ سے ۲۹ مئی کے واقعہ کے بارے میں کسی نے استفسار نہیں کیا۔ اسی طرح میں نے کسی صدر محلّہ یا سیکرٹری کو یہ نہیں بتایا کہ نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ اور مقامی لوگوں کے درمیان تصادم ہوگا۔ اس طرح میں نے ضلعی یا سب ڈویژنل انتظامیہ کو یہ بھی نہیں بتایا کہ نشتر میڈیکل کالج کے پشاور جانے والے طلبہ نے ۲۲ مئی کو دھمکی دی تھی کہ وہ ۲۹ مئی کو واپسی پر ربوہ کے مقامی لوگوں سے نپٹیں گے۔ صدر عمومی اور محلوں کے ۱۵ سیکرٹری ربوہ کے شہری مسائل حل کرتے ہیں۔ عماداللہ کے فرائض میں عورتوں کی تربیت سینا پرونا کشیدہ کاری اور دیگر گھریلو کام شامل ہیں۔ ۳۰ مئی کو بھانبڑی نے مجھے بتایا کہ فہرست میں شامل بعض لوگوں کو اس وجہ سے گرفتار نہیں کیا جا سکا کہ وہ ربوہ میں موجود نہ تھے، بھانبڑی نے مجھے ۲۹ مئی کو رات گئے بتایا کہ وہ کسی کام سے اس دن ربوہ سے باہر گیا تھا۔

خاقان بابر کی جرح کے دوران گواہ نے بتایا کہ میرے والد سکول ٹیچر تھے انہیں لندن میں مبلغ بنا کر بھیجا گیا تھا وہ ۱۹۶۰ء میں لندن گئے اور وہاں امام مسجد بنا دیے گئے، میرے چار بھائی ہیں، ایک بھائی نذیر احمد اسسٹنٹ ڈائریکٹر زراعت ہیں۔

ایک بھائی نصیر احمد ڈاکٹر لاہور سلاٹر ہاؤس میں سپرنٹنڈنٹ ہیں، ایک بھائی اے ڈی آئی سکولز ہیں۔ میں نے ۲۵ برس فضائیہ کی ملازمت کی اور اب پنشن لیتا ہوں۔ وکالت اور نظامت کے شعبہ جات الگ الگ ہیں، مجھے یہ علم نہیں کہ نور محمد ایڈووکیٹ کہاں پریکٹس کرتے ہیں البتہ ان کے بچے ربوہ میں رہتے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے خیریت ہی پوچھی، اس نے مجھے یہ ہدایت نہیں کی کہ حضرت صاحب کا نام کہیں نہ آنے دے۔ میری سندھ میں چار مربع اراضی ہے، میرے بھائیوں کے پاس۔ ۔ جگہ اراضی نہیں ہے۔ ربوہ کے بھٹہ میں میرا نصف حصہ ہے جب

کہ نصف حصہ چودھری مجید احمد کا ہے۔ مجید احمد سے میرا ملنا جلنا ویسے ہو گیا کسی نے مجھے متعارف نہیں کرایا۔ میرا حصہ دار بننے سے پہلے وہ صدر انجمن احمدیہ میں کارکن تھے تاہم مجھے یہ علم نہیں کہ صدر انجمن احمدیہ نے اسے میرا شریک کاروبار بنایا ہے، یہ درست نہیں ہے کہ بھٹہ چلانے کے لیے احمدیہ جماعت نے میری مالی معاونت کی ہے۔

یہ سچ ہے کہ میں ربوہ کی معروف شخصیت ہوں۔ میں نے جن حملہ آوروں کی ربوہ ریلوے سٹیشن پر نشان دہی کی تھی انہیں اس لیے پولیس کے حوالے نہیں کیا کہ پولیس کے ایس پی کو اطلاع دی جا چکی تھی اور وہ ربوہ کے لیے چل پڑے تھے یہ غلط ہے کہ میں نے اصل مجرموں کو چھپانے کے لیے غلط آدمیوں کے نام لیے۔

شباب مفتی کے سوالوں کے جواب میں گواہ نے کہا کہ ۲۲ مئی کو سب سے پہلے جس آدمی نے مجھے یہ بتایا کہ گاڑی پر پتھراؤ ہوا ہے۔ اس کا نام میں نہیں جانتا کیوں کہ میں سیر کو جا رہا تھا، اس وقت تقریباً سات بجے شام کا وقت تھا۔ ضرورت پڑنے پر میں محلوں کے پندرہ سربراہوں کی میٹنگ بھی بلا لیتا ہوں تاہم ایسے اجلاس کسی خاص تاریخ پر نہیں ہوتے۔ ۲۲ مئی کے واقعہ پر غور کرنے کے لیے میں نے محلوں کے سربراہوں کی کوئی میٹنگ طلب نہیں کی۔ خلیفہ نے ۲۴ مئی کو خطبہ میں ضروری ہدایات جاری کر دی تھیں۔ اس لیے یہ امر یقینی تھا کہ سبھی اس پر عمل کریں گے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ عدم تشدد ہمارا ایمان ہے۔ ۲۲ مئی کا واقعہ ہمارے لیے بالکل نیا تھا اور خلیفہ نے اس سلسلہ میں واضح ہدایات جاری کی تھیں۔ یہ صحیح نہیں ہے کہ رشید احمد اور بھانبڑی نے وقوعہ کے سلسلہ میں صرف نچلے طبقہ کے لوگوں کو گرفتار کیا ہے تاکہ ربوہ کے متمول لوگوں کو بچایا جا سکے۔

ایم اے رحمان کے سوالوں کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ جب سے میں نے کمانا شروع کیا اس وقت سے جماعت احمدیہ کو چندہ دیتا ہوں۔ ایک محتاط اندازہ کے مطابق اب تک تقریباً دس ہزار روپیہ بہ طور چندہ دے چکا ہوں۔ آمدنی کے ۱/۱۶ حصہ سے علاوہ بھی مختلف مراحل پر میں نے چندہ دیا۔ یہ صحیح ہے کہ جب سے مجھے جماعت کی خدمت کرنے کے لیے (منتخب) کیا، میں نے خدمت کی۔ اپنی زندگی میں میرے والد بھی بے حد۔۔ دار احمدی تھے۔ یہ صحیح ہے کہ میں اور میرے اہل خانہ خلیفہ کے احکامات کی پیروی کو مقدم سمجھتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ

میں اپنی روحانی بہتری کے لیے یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ خلیفہ صاحب کی خوشنودی حاصل کروں۔ اور ان کے احکامات کی تعمیل کروں۔ اگر ہمیں خلیفہ سے ایسا حکم ہو جو شریعت کے منافی ہو یا حکومت کے منافی ہو تو میں خود یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ کیا کرنا چاہیے۔ میں خلیفہ کو ایسا آدمی نہیں سمجھتا کہ جس سے کوئی غلطی ہو ہی نہ سکے کیوں کہ وہ ایک انسان ہیں۔ میرا مشاہدہ یہ ہے کہ خلیفہ صاحب کبھی شریعت یا حکومت کے خلاف کوئی ہدایت جاری نہیں کرتے۔ مجھے یہاں ٹریبونل کے روبرو بیان دینے کے سلسلہ میں خلیفہ صاحب یا جماعت احمدیہ کی طرف سے کوئی ہدایت نہیں دی گئی۔

سوال: کیا آپ اس صورت میں سچائی کا ساتھ دیں گے جب کہ بعض ایسے امور کا آپ کو علم ہو جن سے خلیفہ صاحب یا جماعت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو؟

جواب: سچائی کا ساتھ دوں گا۔

سوال: وقوعہ کے روز جب مرزا سمیع سٹیشن ماسٹر نے آپ کو فون کیا تو کیا الفاظ استعمال کیے؟

جواب: انہوں نے مجھے کہا کہ جلد آؤ سٹیشن پر فساد ہو گیا ہے۔ اس کے بعد ٹیلی فون میں نے بند کر دیا، اس وقت میں نے وقوعہ کی تفصیل نہیں پوچھی نہ ہی میں نے سٹیشن ماسٹر سے یہ کہا کہ وہ پولیس کے پاس یا محتسب مسٹر بھانبڑی کے پاس جائے۔ میں نے اپنے فرائض منصبی کی بجا آوری کے لیے فوری پولیس کی امداد طلب نہیں کی۔

یہ صحیح ہے کہ مجھے طلبا کی طرف سے یہ دھڑ کا تھا کہ ۲۹ مئی کو وہ کچھ کر نہ بیٹھیں لہذا میں نے اسٹیشن ماسٹر کو ضروری ہدایات دے دی تھیں تاہم مجھے پولیس والوں کو کسی۔۔ کی اطلاع دینے کا خیال نہیں آیا۔ جب میں ۲۹ مئی کو وقوعہ کے وقت سٹیشن پر پہنچا تو سٹیشن ماسٹر اپنے دفتر میں موجود تھے، گارڈ گاڑی ان کے دفتر میں تھا، باہر ہنگامہ تھا۔ میں نے سٹیشن ماسٹر سے کہا کہ تم گاڑی چلاؤ میں پلیٹ فارم صاف کراتا ہوں میں چوں کہ انجن کی طرف سے پلیٹ فارم کے راستے سٹیشن ماسٹر کے کمرہ میں گیا اس لیے میں نے ہنگامہ خود دیکھا اور مجھے اس کی نوعیت معلوم ہو گئی۔ میں نے دیکھا کہ ربوہ سٹیشن پر موجود لوگوں کی اکثریت کا تعلق ربوہ سے تھا اس لیے پولیس کو اطلاع دینے کی بجائے میں نے خود حملہ آوروں کو ہٹانا شروع کر دیا کیوں کہ اگر پولیس کا انتظار کرتا تو

بہت دیر لگ جاتی۔ گو مجھے یہ علم ہے کہ لوگ ربوہ کے تھے لیکن میں سب کے نام نہیں جانتا۔

۱۳ جولائی ۱۹۷۴ء

لاہور ۱۲ جولائی (سٹاف رپورٹر) لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی کی عدالت میں واقعہ ربوہ کے سلسلے میں آج گواہ بشیر احمد پر جرح جاری رہی۔ آج کی سماعت کے دوران مسٹر رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ نے اس امر کی درخواست پیش کی کہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب ملک غلام مصطفیٰ کھر، سابق گورنر مشرقی پاکستان جنرل اعظم خان، مولانا عبدالستار نیازی اور امیر جماعت اسلامی میاں طفیل محمد کو بھی گواہی کے لیے طلب کیا جائے کیوں کہ ان سے بہت سی مفید باتوں کا پتہ چل سکتا ہے۔

مسٹر شباب مفتی نے نوائے وقت کا ۲۹ جون کا شمارہ عدالت میں پیش کیا جس میں میاں طفیل محمد امیر جماعت اسلامی کا احمدیوں کی سازش کے بارے میں بیان شائع ہوا تھا۔ انہوں نے درخواست دی کہ ایڈیٹر نوائے وقت مسٹر مجید نظامی اور امیر جماعت اسلامی میاں طفیل محمد کو بھی ٹربیونل کے روبرو طلب کیا جائے۔

آج ٹربیونل کو حکومت کی طرف سے بتایا گیا کہ آغا شورش کاشمیری کو ڈیفنس آف پاکستان رولز کی دفعہ ۳۲ کے تحت نظر بند کیا گیا ہے لہٰذا انہیں اب اس مرحلہ پر عدالت میں گواہی کے لیے طلب کرنا مفاد عامہ کے منافی ہوگا۔

ایم اے رحمان ایڈووکیٹ کی جرح کے دوران گواہ نے بتایا کہ اسے پلیٹ فارم کو حملہ آوروں سے صاف کرانے میں پندرہ منٹ لگے مجھے اس وقت زخمیوں کے لیے کسی ڈاکٹر یا نرس کو بلانے کا خیال نہ آیا۔ تاہم جوں ہی میں نے لڑکوں کو ہٹایا، میں نے انہیں یہ ہدایت کی کہ پانی لاؤ تا کہ پیاسوں کو پانی پلایا جا سکے۔ مجھے اس بات کا علم بھی نہیں ہوا کہ کوئی شخص زخمی ہوا ہے کیوں کہ جلد ہی ٹرین کے روانہ ہونے کے بعد مجھے ہجوم کے ساتھ باہر آنا پڑا۔ میں ٹرین کے روانہ ہونے کے بعد سٹیشن ماسٹر کے دفتر میں گیا کیوں کہ واقعہ کے بارے میں مجھے تشویش تھی۔ سٹیشن ماسٹر کے ساتھ دو تین افراد بیٹھے تھے جن میں عبدالغفار، مولوی اللہ بخش، ASM بھی بیٹھے تھے۔ سب کے چہروں پر پریشانی کے آثار تھے اور خاموشی تھی۔ میں نے سٹیشن ماسٹر سے یہ

دریافت نہ کیا کہ ربوہ کے لوگ کس طرح پلیٹ فارم پر آئے۔

گواہ نے ایم ڈی طاہر کے جواب میں بتایا کہ میرے سٹیشن پر پہنچنے سے پندرہ منٹ پہلے سٹیشن پر گاڑی پہنچ چکی تھی۔ گواہ نے کہا کہ اسے یہ علم نہیں کہ ۲۸ مئی کی شام کو ربوہ کی مسجد سے یہ اعلان کیا گیا کہ اگلی صبح لوگ ریلوے سٹیشن پر پہنچیں۔ گواہ نے کہا کہ اس نے کسی کو طلبا کی بوگی کو گاڑی سے الگ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ میں نے دوست محمد لالی MPA کو ربوہ میں ۲۹ مئی سے ۱۱ جون تک کے عرصہ کے درمیان نہیں دیکھا۔ ربوہ کا سٹیشن ماسٹر عبدالسمیع امور عامہ کارکن نہیں ہے۔ ربوہ میں جو غیر ملکی دورہ پر آتا ہے وہ ہمارے مہمان خانے میں ٹھہرتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ صدر عمومی ربوہ کوئی ریٹائرڈ سرکاری ملازم ہو۔ میں رواں سال سرگودھا نہیں گیا۔ خلیفہ کی طرف سے اگر کوئی ہدایت جاری ہونا ہو تو وہ بالواسطہ طور پر آجاتی ہے۔ ربوہ میں خدام الاحمدیہ کی تعداد بارہ سو ہے۔ تحریک جدید کے باہر بھیجے جانے والے مبلغین کو قرآن حکیم اور احادیث کے ساتھ ساتھ احمدی لٹریچر بھی پڑھایا جاتا ہے۔ خلیفہ کے پرائیویٹ سیکرٹری ہی خلیفہ کے باڈی گارڈ کے انچارج ہیں۔ مسٹر عاصم جعفری کے سوالوں کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ اس کی اراضی بدین میں واقع ہے۔ میں اُمور عامہ کے دفتر میں کام کرنے والے کارکنوں سے واقف ہوں، کل چھ کارکن ہیں جب کہ چار مددگار رکن کام کرتے ہیں، ان کے نام یہ ہیں:

رشید احمد، رشید احمد دوم، ابراہیم، چودھری عبدالعزیز بھانبڑی، اخلاق دہلوی، مسٹر بھٹی مددگار کارکنوں میں مرزا لطیف اور شریف شامل ہیں، دو کے نام ابھی یاد نہیں۔

جب میں گرفتار ہوا تو محبوب عالم خالد خلیفہ کے پرائیویٹ سیکرٹری تھے، وہ دارالرحمت میں رہتے ہیں۔ ربوہ میں کوئی فیکٹری یا صنعتی ادارہ نہیں ہے، برف کے کارخانہ لگوانے کی کوشش کی گئی لیکن وہاں زیر زمین پانی نہیں تھا اس لیے کارخانہ نہیں لگایا جاسکا۔

کرم الٰہی بھٹی کے سوالوں کے جواب میں گواہ نے کہا کہ میرے گھر اور دفتر میں ٹیلی فون ہے۔ دفتر میں جلسہ سالانہ کا ٹیلی فون ہے جسے میں بھی استعمال کرتا ہوں۔ ۲۲ مئی سے ۲۹ مئی تک میں نے کوئی ٹرنک کال اپنے فون سے نہیں کی۔ اسٹیشن پر جانے سے قبل وقوعہ کے روز مرزا سمیع کو اپنے گھر سے صرف ایک مرتبہ فون کیا تھا۔ اس وقت میری فون پر کیا بات چیت ہوئی مجھے یاد

نہیں۔ میں نے ذکاء اللہ قریشی کو ٹیلی فون پر ''اچھا ہو گیا ہے'' نہیں کہا تھا۔
یہ صحیح نہیں ہے کہ وقوعہ کے روز سے قبل میں نے عبدالغفار کے ساتھ سٹیشن کا معائنہ کیا تھا، میں ۲۸ مئی کو ربوہ سٹیشن پر نہیں گیا۔ یہ صحیح ہے کہ نومبر ۱۹۷۳ء میں محمد علی سبزی فروش کو قتل کر دیا گیا تھا، پولیس کو اس کی اطلاع دے دی گئی تھی۔ ابھی تک کوئی گرفتاری نہیں ہوئی اور تفتیش جاری ہے۔ تفتیش میں جتنی مدد ہم کر سکتے تھے ہم نے کی تاہم مجھے اس قتل کے کیس میں شامل تفتیش نہیں کیا گیا۔ ربوہ کی کسی نظارت کے پاس ہاکیاں، ڈنڈے یا فولادی مکوں جیسا سامان نہیں ہوتا۔ میں وقوعہ کے روز جب سٹیشن پر گیا تو ہنگامی حالات کی وجہ سے پلیٹ فارم ٹکٹ نہیں خریدا۔ میں نے وقوعہ کے ذمہ دار اشخاص کے خلاف کارروائی کے لیے ریلوے کو کوئی چٹھی نہیں لکھی۔ یہ تاثر غلط ہے کہ میں تانگہ بانوں اور دیگر لوگوں کو جمع کر کے حملہ کرانے کی خاطر سٹیشن پر لے گیا۔ مہتمم خدام الاحمدیہ کا نام لئیق احمد طاہر ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ۱۹۷۲ء میں سپورٹس فنڈ ٹاؤن کمیٹی شعبہ صحت جسمانی کو منتقل کر دیا گیا تھا۔ اس وقت میں شعبہ صحت جسمانی کا انچارج تھا۔ یہ بات خلیفہ صاحب کے علم میں نہیں لائی گئی۔ سپورٹس فنڈ کی مالیت ایک ہزار روپے تھی۔ یہ صحیح نہیں ہے کہ مجھ سے کسی خاتون کی شکایت کی بنا پر باز پُرس کی گئی، آج تک مجھ پر کبھی کوئی فوجداری مقدمہ نہیں چلا۔ گو ۱۹۶۵ء میں میری بیعت کی تجدید ہوئی لیکن مجھے بیعت کی شرائط یاد نہیں۔ میں یقیناً اپنے امام جماعت کا حکم مانوں گا تاکہ میں ان کی خوشنودی اور دعائیں حاصل کروں۔ یہ صحیح نہیں ہے کہ مرزا صاحب ہر ذمہ داری کے کام پر میری تقرری کرتے ہیں۔

رفیق باجوہ کے سوالوں کے جواب میں گواہ نے کہا کہ میرے خیال میں ۲۲ مئی اور ۲۹ مئی کے واقعہ میں تعلق تھا۔ میں خود کو اس کیس میں قطعی بے گناہ سمجھتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ مجھے اس کیس میں کسی دشمن نے ملوث کرایا ہے کیوں کہ میں اپنی صدر عمومی کی حیثیت سے سخت گیر رہا ہوں اس لیے ناراضگیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں تاہم میں نے چوں کہ کبھی سیاست میں حصہ نہیں لیا اس لیے میں نہیں سمجھتا کہ سیاسی وجوہ کی بنا پر مجھے پکڑا گیا ہے۔ عربی زبان میں ربوہ کو ''ٹیلوں والی جگہ'' کہتے ہیں، اس لیے جب ربوہ میں زمین لی گئی تو اس کا نام ''ربوہ'' رکھا گیا۔ مجھے ۱۱ جون کو گرفتار کیا گیا تھا، اس سے قبل احمدی جماعت کی طرف سے میرے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی اور نہ ہی کوئی بات مجھ سے پوچھی گئی۔

گواہ نے مسٹر ایم اے رحمان کے سوالوں کے جواب میں کہا کہ وقوعہ کے روز میں سٹیشن ماسٹر کے کمرہ میں آٹھ دس منٹ ہی ٹھہرا تھا۔ گواہ نے کہا کہ بعد میں لوگوں نے مجھے بتایا کہ جب گاڑی اندرونی سگنل میں داخل ہوئی تھی تو ٹرین میں سوار طلبہ نے نعرے بازی کی تھی۔ اس کے بعد سیکنڈ کلاس کے ڈبہ میں لڑائی شروع ہوگئی جس کے نتیجہ میں رحمت بازار کے لوگ وہاں آ گئے کیوں کہ انہوں نے سمجھا کہ سفر کرنے والے طلبہ نے ربوہ کی عوام سے لڑائی شروع کردی ہے۔

لوگوں نے بتایا کہ وہ پلیٹ فارم پر اس لیے گئے تھے کہ سٹیشن پر نعرہ بازی ہوئی تھی۔ ان لوگوں نے بتایا کہ ربوہ کے لوگوں کی طلبا بے عزتی کر رہے تھے، اس لیے وہ انہیں بچانے کے لیے گئے۔ گواہ نے کہا کہ اس سے **الفضل** اخبار کے ایڈیٹر یا دوسرے عملہ کے کسی فرد نے واقعہ کے بارے کچھ نہیں پوچھا۔

۱۶ جولائی ۱۹۷۴ء

اب صبر کے بند ٹوٹ رہے ہیں، آئندہ صبر نہیں ہوگا: ناظر اُمور عامہ ربوہ کا بیان
ملکی سطح پر ہیجان کے سبب طلبا ہمارے کنٹرول میں نہیں رہے ہیں
ملک میں احمدیوں کی ایک ہزار انجمنیں ہیں

لاہور ۱۵ جولائی (اپنے سٹاف رپورٹر سے) صمدانی کمیشن کے روبرو گواہوں کے بیانات قلم بند کرنے کا سلسلہ آج بھی جاری رہا۔ مندرجہ ذیل بیانات قلم بند کیے گئے:

چودھری ظہور احمد باجوہ (ناظر اُمور عامہ ربوہ) کی شہادت

مجھے ۱۹۷۱ء میں خلیفہ نے ناظر اُمور عامہ مقرر کیا تھا۔ اگر مجھے ہٹانا ہو تو خلیفہ اپنی مرضی سے ہٹا سکتا ہے۔

میں ۱۹۵۵ء سے ربوہ میں کسی نہ کسی عہدہ پر رہا ہوں۔ میں نے پنجاب یونیورسٹی سے ۱۹۳۹ء میں گریجوایشن پھر GHQ میں ملازم ہوا۔ ۱۹۴۵ء میں مستعفی ہو کر لندن بہ طور مبلغ چلا گیا۔ ۱۹۵۵ء میں وہاں سے واپس آ کر ربوہ میں مختلف اُمور کی نگرانی کرتا رہا۔ ۱۹۷۱ء میں ناظم اُمور عامہ مقرر کیا گیا۔ میرے فرض میں شامل ہے کہ میں خلیفہ کے وضع کردہ ضابطۂ اخلاق پر عمل

درآمد کراؤں۔ میں جماعت کے داخلی معاملات کی نگرانی بھی کرتا ہوں جہاں تک میرا علم ہے خلیفہ کی ہدایات وغیرہ کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا جاتا البتہ یہ ہدایات **الفضل** میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

گواہ نے بتایا کہ میرے فرائض میں شامل ہے کہ لوگوں کو عام جگہوں پر سگریٹ پینے سے منع کروں، بداخلاقی سے روکوں، سینما جانے سے منع کروں۔ ان کے فرائض میں شامل ہے کہ آپس میں نہ لڑیں اور دوسروں سے نہ لڑیں۔ گواہ نے بتایا کہ ایسے جھگڑے جو قابل دست اندازی پولیس نہ ہوں۔ ان کا فیصلہ کروانا، بے روزگاروں کے لیے روزگار مہیا کرنا ان کے فرائض میں شامل ہے اور جو لوگ ربوہ میں کاروبار کرنا چاہیں اس کی اجازت دینا بھی ان کے فرائض میں شامل ہے۔ گواہ نے بتایا کہ پاکستان کی تمام احمدیہ جماعتوں پر ان کا اختیار ہے اور تمام احمدیہ جماعتیں ملک میں ان کے احکامات کی پابند ہیں۔ گواہ نے بتایا کہ لاہوری جماعت کے لوگ احمدی کہلاتے ہیں۔

گواہ نے کہا کہ اُمور عامہ کا مرکزی دفتر ربوہ میں ہے اور دفتر اُمور عامہ کے لیے ۷ یا ۸ کارکن ہیں اور اس کے علاوہ کوئی عملہ نہیں ہے اور یہی کلرک فیلڈ میں بھی کام کرتے ہیں۔ گواہ نے کہا کہ میں براہ راست خلیفہ کے سامنے جواب دہ ہوں اور ان کے ماتحت ہوں۔ گواہ نے بتایا کہ ناظر اُمور عامہ کے ان فرائض کے علاوہ سالانہ انسپکشن بھی اس کے فرائض میں شامل ہے۔ گواہ نے بتایا کہ صدر احمدیہ کو ایک سالانہ رپورٹ دیتے ہیں، اس کے علاوہ میں کوئی رپورٹ پیش نہیں کرتا جب تک کہ طلب نہ کی جائے۔ سالانہ رپورٹ مشاورت میں پیش ہوتی ہے اور اس کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ گواہ نے بتایا کہ جہاں چھوٹی جماعتیں ہیں وہاں جماعت کا صدر ہوتا ہے مگر جس مقام یا شہر میں ایک مقررہ تعداد سے زیادہ قادیانی ہیں وہاں ان کا سربراہ ''امیر'' کہلاتا ہے۔ گواہ نے بتایا کہ جس مقام پر چالیس سے زیادہ قادیانی ہوں وہاں کا صدر امیر کہلاتا ہے۔

گواہ نے بتایا کہ ربوہ کی جماعت مختلف محلوں پر تقسیم ہوتی ہے اور ان کا ایک صدر ہوتا ہے اس لیے ربوہ جماعت احمدیہ کا سربراہ ''صدر عمومی'' کہلاتا ہے۔ گواہ نے عدالت کو بتایا کہ ۲۲ مئی کا واقعہ میں نے مسجد میں سنا جب نماز عشا سے گھر واپس آیا تو چودھری بشیر احمد کا فون آیا، انہوں نے بتایا کہ یہ واقعہ ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ ہماری روایت کے خلاف ہے۔

دوسرے دن آکر انہوں نے بتایا کہ گاڑی سے نشتر میڈیکل کالج کے لڑکے اُترے اور انہوں نے نعرے لگائے۔ ان کے نعرے سن کر بچے اور بڑے سٹیشن پر دوڑے آئے، اتنے عرصہ میں گاڑی چلی گئی۔ گواہ نے کہا کہ میں نے کارکنوں کو ہدایت کی کہ وہ دکان داروں اور جماعت کے آدمیوں کو اکٹھا کریں اور انہیں کہیں کہ اشتعال میں نہیں آنا چاہیے۔ ہمارے کارکنوں نے جا کر دکان داروں کو سمجھایا۔ کارکنوں نے مجھے واپس آکر بتایا کہ نشتر کالج کے طالب علم کہتے تھے کہ ہم ۲۹ مئی کو واپس آئیں گے۔ گواہ نے کہا کہ میں نے کارکنوں سے کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں آپ ریلوے سٹیشن پر نہ جائیں۔

گواہ نے کہا کہ میں نے ۲۲ مئی کے واقعہ کا ذکر ناظر اعلیٰ یا صدر عمومی سے نہیں کیا لیکن میں نے اخبار میں پڑھا کہ مرزا ناصر احمد نے جمعہ کے خطبہ میں اس واقعہ کا ذکر کیا تھا۔ گواہ نے بتایا کہ ۲۹ مئی کے واقعہ کا علم مجھے فون پر دیا گیا جس پر صرف یہ کہا گیا تھا کہ ریلوے سٹیشن پر جھگڑا ہو گیا ہے۔ میں نے اسٹیشن پر فون کرنے کی کوشش کی لیکن کسی نے فون نہ اٹھایا۔ میں نے اپنے ایک کارکن کو بھیجا کہ وہ واقعہ کا پتہ کرے لیکن وہ راستہ سے واپس آگیا اور بتایا کہ گاڑی جا چکی ہے لیکن چند منٹ کے بعد صدر عمومی بشیر احمد دفتر میں آئے اور انہوں نے واقعہ کی اطلاع دی۔ سب سے پہلے رشید نے واقعہ کی رپورٹ دی۔ رشید نے بتایا کہ وہ سبزی خریدنے گیا تھا جہاں اسٹیشن پر شور سن کر گیا جہاں II کلاس کے ڈبے کے سامنے جھگڑا ہو رہا تھا کچھ لوگ دروازوں پر کھڑے تھے اور کچھ نیچے اُترے ہوئے تھے وہ بوگی کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو گیا۔

گواہ نے کہا کہ بشیر احمد نے بتایا کہ جھگڑے میں ہاکیاں استعمال کی گئی ہیں اور بشیر احمد کے چہرے پر معمولی خراشیں بھی آئی تھیں۔ گواہ نے بتایا کہ انہیں علم نہیں کہ ربوہ کا بھی کوئی آدمی زخمی ہوا۔ گواہ نے بتایا کہ اس واقعہ کی پولیس رپورٹ کے بعد میں نے اس واقعہ کی کوئی تفتیش نہیں کی۔ اگر اس طرح کوئی واقعہ ملک کے کسی اور حصہ میں ہوتا تو ایسا نہ ہوتا۔ پولیس افسر جو ربوہ میں طلبا کی گرفتاری کے لیے آیا تھا اس نے کہا کہ تعلیم الاسلام کالج کے ۱۰۰ طلبہ گرفتاری کے لیے دے دیے جائیں تا کہ دو چار دن میں یہ معاملہ رفع دفع ہو جائے یہ جھگڑا نشتر کالج اور تعلیم الاسلام کالج کے طلبہ کے درمیان بتایا جا سکے۔

گواہ نے بتایا کہ طلبا میں ملکی سطح پر جو ہیجان پیدا ہو گیا ہے اس کے پیش نظر طلبہ ہمارے

کنٹرول میں نہیں ہیں۔

اب صبر کے بند ٹوٹ رہے ہیں آیندہ صبر نہیں ہوگا، ہم کیوں نہ گھر جلا کر جیل جائیں کیوں کہ بغیر گھر جلائے بھی وہی سزا ملے گی۔

گواہ نے کہا کہ ان خیالات کے علاوہ میرے پاس کوئی ٹھوس ثبوت موجود نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ملکی حالات کے پس منظر میں دیکھا جائے -احمدیوں کے خلاف گم راہ کن پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے لیکن میں اس ضمن میں کوئی مواد پیش نہیں کرسکتا۔ گواہ نے بتایا کہ واقعہ میں ملوث افراد کی کوئی فہرست نہ ہی میں نے یا دفتر اُمور عامہ نے بنائی تھی۔ مجھے تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل کے دفتر میں ساڑھے نو بجے رات طلب کیا جہاں ایس پی جھنگ اور دیگر افسر موجود تھے۔ ایس پی نے مجھے کہا کہ ہم ۱۰۰ افراد گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے بتایا کہ رشید احمد نے ۲۶ افراد کی فہرست تیار کی ہے۔ میں نے ایس پی کو کہا کہ وہ ان ۲۶ افراد کو گرفتار کرلیں اور ان سے مزید افراد کے نام معلوم کرلیں۔ گواہ نے ۲۶ ملزمان کی فہرست دیکھ کر کہا کہ میں نے یہ فہرست دیکھی ہے۔

چودھری رفیق احمد باجوہ کی جرح کے دوران گواہ نے کہا کہ ربوہ میں باہر سے جو لوگ دیگر علاقہ میں Disturbance کی وجہ سے آرہے ہیں انہوں نے بتایا کہ معاشرہ کی جانب سے ان کا جو رویہ ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اب ان کے رویہ میں تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں ان کا نام نہیں جانتا وہ میرے پاس کھانے کے لیے پرچی لینے آتے ہیں۔

سوال: کیا ایسا کوئی واقعہ جہلم میں ہوا ہے؟

جواب: جہلم کے واقعہ کا جماعت احمدیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ گواہ نے کہا کہ جماعت احمدیہ جہلم کی رپورٹ کے مطابق معلوم ہوا کہ جہلم میں فائرنگ کا واقعہ ہوا۔ میں امیر جماعت احمدیہ جہلم کا نام نہیں بتانا چاہتا۔ اس موقع پر عدالت نے حکم دیا کہ اس واقعہ کی رپورٹ کل عدالت میں پیش کی جائے۔

جرح کے دوران گواہ نے بتایا کہ رپورٹ وصول کرنے کے لیے ربوہ میں چوہدری حمید اللہ کی نگرانی میں ایک ہنگامی دفتر قائم کیا گیا ہے اور اس ضمن میں دوسرے دن کے بعد ربوہ سے آدمی جاتا ہے تاکہ ان علاقوں سے رپورٹ حاصل کی جاسکے جہاں ہنگامہ ہوا ہے اور ہنگامہ

کی اطلاع اس مقام سے آتی ہے۔

انہوں نے بتایا کہ رضا کار دوسرے شہروں میں رپورٹ لینے کے لیے جاتے ہیں اور میں ان کے نام نہیں جانتا، ان تمام رپورٹوں کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے اور جو ہدایات مختلف علاقوں میں بھیجی جاتی ہیں وہ بھی مسٹر حمید اللہ رکھتے ہیں۔ گواہ نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ہنگامی حالات یا خصوصی موقع پر ہمیں انجمن احمدیہ کے صدر کی جانب سے ہدایت ملتی ہے اور تحریری ہدایت ریکارڈ میں موجود ہوتی ہے۔ گواہ نے ایک سوال میں بتایا کہ میں نے ۲۹ مئی کے واقعہ کی رپورٹ صدر انجمن احمدیہ کو نہیں دی اور میری نگاہ میں یہ کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں تھا، ایسے واقعے ہوتے رہتے ہیں۔ گواہ نے بتایا کہ صدر انجمن احمدیہ نے کوئی رپورٹ طلب نہیں کی، میں ریٹائرڈ ایس پی حمید اللہ کو نہیں جانتا۔ چوہدری حمید اللہ تعلیم الاسلام کالج کے استاد ہیں انہوں نے جماعت کے لیے زندگی وقف کی ہوئی ہے اور اس لیے اپنی ملازمت کے علاوہ انجمن کے کاموں کے لیے رضا کارانہ طور پر کام کرتے ہیں۔ گواہ نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ چوہدری حمید اللہ کے علاوہ اور کسی سرکاری ملازم کو نہیں جانتا جو صدر جماعت احمدیہ کے لیے کام کرتا ہو۔ ایک اور سوال کے جواب میں گواہ نے کہا کہ سرکاری ملازم اپنی خدمات انجمن کے لیے وقف کر سکتا ہے اگر انجمن اس کی خدمات قبول کر لے تو اسے سرکاری ملازمت سے الگ ہونا پڑتا ہے تاہم حمید اللہ نے ابھی تک ملازمت سے استعفیٰ نہیں دیا ہے۔

گواہ نے مسٹر رفیق احمد باجوہ کی جرح کے دوران کہا کہ مجھے دستور میں درج وزیر اعظم اور صدر کے حلف کے بارے میں کوئی ہدایت نہیں ملی اور مجھے یاد نہیں خلیفہ نے اس پر کوئی خطبہ دیا ہو۔ ایک اور سوال کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ ملک میں ایک ہزار کے قریب احمدیوں کی انجمنیں ہیں، میں احمدیوں کی کل تعداد نہیں بتا سکتا۔ گواہ نے بتایا کہ ملک میں چھ احمدیہ رسالے پاکستان میں شائع ہوتے ہیں جن میں **الفضل، فرقان، خالد، تحریک جدید، ریویو آف ریلیجنز** جب کہ غیر ممالک میں پندرہ رسالے شائع ہوتے ہیں۔ گواہ نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا کہ یہ درست ہے کہ ربوہ میں کسی کو کاروبار یا آباد ہونے کی اجازت نہیں ہے، نہ ہی کوئی صنعتی ادارہ ہے۔ گواہ نے کہا کہ ربوہ کی زمین خریدی گئی تھی۔ گواہ نے کہا کہ میں نے زمین کی خرید کا معاہدہ نہیں دیکھا۔ گواہ نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ اس واقعہ سے قبل ہماری اجازت

سے چنیوٹ کا ایک غیر احمدی سبزی فروش ربوہ میں کاروبار کرتا تھا اور صدر عمومی نے اس کو جو اجازت نامہ دیا ہوگا جو اس کے پاس ہوگا، میں اس سبزی فروش کو نام نہیں جانتا۔ گواہ نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ اگر کوئی فرد جماعت سے اجازت حاصل کیے بغیر ربوہ میں کاروبار کرتا ہے تو ہم اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتے گو ایسا واقعہ ربوہ میں نہیں ہوا ہے۔

گواہ نے کہا کہ GT روڈ پر ہائی وے زمین پر اگر کوئی غیر احمدی دکان تعمیر کر لے اور کاروبار کرے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ گواہ نے کہا کہ میں نے اس علاقہ میں کسی غیر احمدی کی دکان نہیں دیکھی۔ گواہ نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ اگر ربوہ کا کوئی فرد مرزا غلام احمد کو نبی ماننے سے انکار کر دے تو ہم اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتے تاہم ربوہ میں مرزا غلام احمد کو نبی ماننے سے کسی نے انکار نہیں کیا۔

ایک سوال کے جواب میں گواہ نے کہا کہ طیب بخاری کی والدہ ربوہ میں رہتی تھی ان کا کوئی گھریلو جھگڑا تھا جس کی وجہ سے وہ واپس چلی گئی، میں اس کی تفصیل نہیں جانتا اور ناظر امور عامہ کی حیثیت سے مجھے اس قسم کا کوئی اختیار نہیں ہے کہ ربوہ میں اگر کوئی آباد ہو جائے تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے تاہم یہ درست ہے کہ ہم کسی کو ربوہ میں اشتہار لگانے یا لٹریچر تقسیم کرنے کی اجازت نہیں دیتے، ہم ربوہ کو اپنی نجی ملکیت تسلیم کرتے ہیں۔ گواہ نے کہا کہ میں کسی ایسے قانون کے بارے میں نہیں جانتا جس کے ذریعہ ہم لٹریچر کی تقسیم یا ربوہ میں آبادکاری کے کاموں کو روک سکیں تاہم ایسے لٹریچر کی تقسیم روک سکتے ہیں جس سے ہمارے عقائد میں اختلاف پڑنے کا خدشہ ہے۔

چوہدری رفیق احمد باجوہ کے ایک سوال کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ صدر انجمن احمدیہ اور پیپلز پارٹی کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کیوں کہ صدر انجمن احمدیہ ایک مذہبی پارٹی ہے اور پیپلز پارٹی ایک سیاسی جماعت ہے۔ گواہ نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ مرزا ناصر احمد کے اس انٹرویو کے بارے میں میری کوئی رائے نہیں ہے جس میں مرزا ناصر نے کہا ہے کہ ربوہ کا واقعہ پیپلز پارٹی نے کرایا ہے۔ گواہ نے کہا کہ کسی بھی سیاسی جماعت کے بارے میں میری ایسی کوئی رائے نہیں ہے کہ ربوہ کا واقعہ اس نے کرایا ہو۔

گواہ نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا کہ میری جماعت کا سوشلزم سے کوئی واسطہ

نہیں ہے اور احمدی کی حیثیت سے میں اسلامی ریاست کا حامی ہوں نہ کہ سیکولر ریاست کا۔ گواہ نے کہا کہ میں نے مرزا ناصر احمد کا ایسا کوئی بیان نہیں دیکھا جس میں کہا گیا ہو کہ آنے والے پچیس سال میں مختلف ممالک میں احمدیوں کی حکومت ہوگی۔ گواہ نے کہا کہ ہم سالانہ اجلاس کی رپورٹیں صدر انجمن احمدیہ میں رکھتے ہیں۔ گواہ نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ہم ربوہ میں بھی سوشل بائیکاٹ کرتے ہیں لیکن اس صورت میں انہیں ضروریات زندگی سے محروم نہیں کیا جاتا صرف اخلاقی دباؤ کے طور پر ایسا کیا جاتا ہے صرف اس شخص سے راہ ورسم کم کر دیتے ہیں۔ گواہ نے کہا کہ میں کسی ایسے آدمی کو نہیں جانتا جو اس ضابطہ اخلاق کو تسلیم نہ کرتا ہو اور ربوہ میں رہتا ہو۔ گواہ نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ میرے علم میں نہیں ہے کہ مرزا ناصر احمد۔ نے وزیر اعظم بھٹو سے ۱۹۷۰ء کے بعد کتنی بار ملاقات کی۔ گواہ نے کہا کہ قادیانیوں نے مرزا ناصر احمد کی ہدایت پر پیپلز پارٹی کی حمایت کی کہ پیپلز پارٹی کے منشور میں یہ بات درج نہیں تھی کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے اور ہم چاہتے تھے کہ کسی ایسی پارٹی کی حمایت کی جائے جو ملکی سالمیت کے لیے کام کر سکے۔ گواہ نے کہا کہ پیپلز پارٹی نے ابھی تک اپنے منشور سے انحراف نہیں کیا ہے۔

گواہ نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ ربوہ کے اس واقعہ کے بعد تین ساڑھے تین ہزار احمدی ربوہ میں دیگر مقامات سے پہنچے ہیں اور ربوہ میں کوئی سراغ رسانی کا شعبہ نہیں ہے۔

۱۷ جولائی ۱۹۷۴ء

محمد صدیق (کلرک بیت المال ربوہ) کی شہادت
مرزا بشیر الدین محمود نے ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا
ربوہ میں گھڑ دوڑ کے موقع پر دو افراد ہلاک ہو گئے تھے
موجودہ خلیفہ کے نیزہ بازی اور کبوتر بازی کے شوق متعلق مجھے علم نہیں: ظہور باجوہ

لاہور، ۱۶ جولائی (اپنے سٹاف رپورٹر سے) لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس مسٹر کے ایم صمدانی کی عدالت میں آج واقعہ ربوہ کی سماعت کے دوران گواہ چودھری ظہور احمد باجوہ ناظر اُمور

عامہ ربوہ پر جرح کی گئی اور بیت المال ربوہ کے ایک کلرک محمد صدیق کا بیان قلم بند کیا گیا۔ سید عاصم جعفری ایڈووکیٹ کی جرح کے دوران چودھری نذیر احمد باجوہ نے کہا کہ ہفتہ وار رسالہ لاہور احمدیوں کا رسالہ نہیں ہے جب کہ لاہور کے مدیر مسٹر ثاقب زیروی احمدی ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں گواہ نے کہا کہ جماعت نے ابھی تک آئندہ کسی قسم کی احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کے بارے میں کوئی غور وفکر نہیں کیا ہے۔ گواہ نے مسٹر کرم الٰہی بھٹی ایڈووکیٹ کے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ میرے علم کے مطابق ربوہ میں آٹھ دس چور پکڑے گئے ہیں جو تمام باہر سے آئے تھے صرف چار مقامی تھے۔ گواہ نے کہا کہ یہ درست نہیں ہے کہ جب چور پکڑا جاتا ہے تو اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ ایک اور سوال کے جواب میں گواہ نے کہا کہ ربوہ میں اغوا کا کوئی واقعہ میرے علم میں نہیں لایا گیا۔ گواہ نے کہا کہ ہم نے عبدالمنان کو ربوہ بدر نہیں کیا تھا، پولیس نے اُمور عامہ کے دفتر کی تلاشی نہیں لی۔ یہ بات میرے علم میں نہیں ہے کہ ہنگامہ میں حصہ لینے والوں کی فہرست رشید احمد نے بنا رکھی تھی جو لوگ اس وقت زیر حراست ہیں ان میں بے گناہ بھی ہیں۔ گواہ نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ گذشتہ سال دسمبر میں جو سالانہ اجلاس ہوا اس موقع پر مرزا ناصر احمد نے کہا تھا کہ غلبۂ اسلام کے دن قریب آ گئے ہیں لہذا اس کے لیے چندہ کی ضرورت ہے۔

گواہ نے محمد لطیف راں ایڈووکیٹ کی جرح کے دوران کہا کہ میں نے گذشتہ تین سال میں اسٹیٹ لائف انشورنس کے مسٹر شریف جنجوعہ سے ایک غیر احمدی کی سفارش کی تھی لیکن مجھے علم نہیں کہ اسے ملازم رکھا گیا یا نہیں۔ گواہ نے کہا کہ میں نے کسی احمدی افسر سے احمدی کی ملازمت کے لیے رابطہ قائم نہیں کیا۔ گواہ نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ احمدی حج کرتے ہیں اور اس سال بھی کچھ احمدی فریضۂ حج ادا کر کے آئے ہیں۔ حکیم نورالدین اور مرزا بشیر نے حج کیا تھا۔ ایک سوال کے جواب میں گواہ نے کہا کہ سعودی عرب میں کوئی احمدی مبلغ نہیں ہے۔

گواہ نے مسٹر خاقان بابر ایڈووکیٹ کے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ مرزا بشیر الدین محمود کے تیرہ لڑکے تھے جن میں مرزا ناصر احمد خلیفہ ہیں، مرزا مبارک احمد، ڈاکٹر مرزا منور احمد (چیف میڈیکل آفیسر)، مرزا نصیر احمد (تعلیم الاصلاح، قادیان)، مرزا انوار احمد (دارالضیافت)، مرزا اظہر احمد (افسر خزانہ ربوہ)، مرزا رفیع احمد (پروفیسر جامعہ احمدیہ، ربوہ) اور مرزا نعیم احمد (نائب

افسر امانت تحریک جدید) شامل ہیں۔ گواہ نے کہا مرزا بشیر الدین محمود کے ۹ داماد ہیں، ان میں مرزا منصور احمد ناظر اعلیٰ ہے، مرزا حمید احمد انچارج بہشتی مقبرہ ہیں۔ مسٹر ایم ایم احمد، میر داؤد احمد، میر محمود احمد ناصر، عبدالرحیم، ناصر احمد سیال اور معین الدین شامل ہیں۔ گواہ نے کہا کہ یہ درست ہے کہ ربوہ کی اہم کلیدی اسامیوں پر خلیفہ کے عزیز و اقارب متعین ہیں۔

گواہ نے سوال کے جواب میں کہا کہ دفتر اُمور عامہ میں غلام رسول کلرک تھا اور یہ بھی درست ہے کہ اسے ۱۹۶۸ء میں ربوہ بدر کر دیا گیا تاہم مجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ لال دین درویش غیر قانونی طور پر بھارت سے پاکستان میں آیا اور ان دنوں ربوہ میں مقیم ہے۔ گواہ نے کہا کہ مجھے علم نہیں کہ کلرک غلام رسول کو جھنگ کے اعلیٰ حکام کو لال دین درویش کی اطلاع دینے پر نکالا گیا تھا۔ گواہ نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ یہ درست ہے کہ کلرک غلام رسول چوری چھپے ربوہ میں آتا رہتا ہے مگر مجھے معلوم نہیں کہ اس پاداش میں اس کی ہمشیرگان اور عزیزوں کو ربوہ سے نکال دیا گیا۔ یہ بات قابل فہم ہے کہ جو شخص ربوہ بدر ہونے کے بعد ربوہ میں آئے، اہل ربوہ اسے پسند نہیں کرتے۔ گواہ نے کہا کہ غلام رسول کو اب معافی دے دی گئی ہے مگر مجھے اس کی شرائط کا علم نہیں ہے، مجھے یہ بھی علم نہیں کہ لال دین درویش کو ربوہ میں رہنے کی اجازت دی گئی تھی یا نہیں، لیکن یہ درست ہے کہ دفتر آبادی ربوہ کسی شخص کو اراضی الاٹ نہیں کرتا تاوقت یہ کہ شعبہ امور عامہ اجازت نہ دے۔ ہم اس بات کی تسلی کرتے ہیں کہ وہ غیر احمدی نہ ہو۔ ربوہ میں ایک سو کے قریب ٹیلی ویژن ہیں اور قصر خلافت میں بھی ٹی وی موجود ہے۔ گواہ نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا کہ مرزا اظہر احمد اور مرزا رفیق احمد سگریٹ نوشی کرتے ہیں مگر دوسرے بھائیوں کے بارے میں مجھے علم نہیں ہے۔ گواہ نے کہا کہ میں چودھری عبداللہ خان ASI احمدی کو نہیں جانتا اور نہ ہی مجھے علم ہے کہ وہ دو سال ربوہ چوکی کے انچارج رہے اور نہ ہی مجھے علم ہے کہ وہ امور عامہ کے دفتر میں بیٹھا کرتے تھے۔ اس موقع پر مسٹر خاقان بابر ایڈووکیٹ نے عدالت سے درخواست کی کہ چودھری عبداللہ کو بہ طور گواہ طلب کیا جائے چوں کہ ان سے ربوہ کے امور کے متعلق بہت سی معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔

گواہ نے کہا کہ ربوہ میں کچھ غیر ملکی طلبا زیر تعلیم ہیں، ربوہ میں میری اجازت کے بغیر کوئی شخص رہائش اختیار نہیں رکھ سکتا البتہ اجازت حاصل کرنے کے لیے مرزا ناصر احمد سے اپیل کی

جاسکتی ہے۔ مسٹر خاقان بابر کے سوال کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ یہ بات میرے علم میں ہے کہ فروری ۱۹۷۴ء میں ربوہ میں گھڑ دوڑ کے موقع پر دو افراد ہلاک ہو گئے ۔ مجھے علم نہیں کہ ان کے نام لطیف اور بدرالدین تھے۔

سوال: کیا اس واقعہ کی رپورٹ پولیس میں درج کرائی گئی؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا ان افراد کی لاشوں کا پوسٹ مارٹم کرایا گیا؟

جواب: مجھے نہیں معلوم۔

سوال: کیا خلیفہ کا ریس کے گھوڑوں کا اصطبل ہے؟

جواب: خلیفہ کا اصطبل نہیں ہے، جماعت کا اصطبل ہے۔

گواہ نے کہا کہ مجھے خبر نہیں کہ موجودہ خلیفہ کبوتر بازی اور نیزہ بازی سے شوق کرتے ہیں۔

ایک اور سوال کے جواب میں گواہ نے کہا کہ گھوڑے سواری کے لیے ہیں ایسی ریس کے لیے نہیں جیسی لاہور وغیرہ میں ہوتی ہے۔ گواہ نے کہا کہ میں ۱۶ فروری کو ربوہ میں موجود نہیں تھا، مجھے معلوم نہیں کہ خلیفہ کے گھوڑوں نے بھی اسی دن گھڑ دوڑ میں حصہ لیا تھا۔

گواہ نے کہا کہ آزاد کشمیر اسمبلی کی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پر ہمارا ردعمل یہ تھا کہ اسمبلی کوئی فیصلہ کرنے کی مجاز ہے مگر اس سے ہم پر کوئی اثر نہیں پڑا اور قرارداد نے احمدیوں کو مشتعل نہیں کیا۔ قرارداد کے ضمن میں ربوہ میں کوئی مظاہرہ نہیں ہوا اور نہ ہی کسی وفد نے مرزا ناصر احمد سے اس مسئلے کے بارے میں ملاقات کی۔

گواہ نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ یہ بات درست نہیں ہے کہ ربوہ میں جلسہ کرنے کی کسی اجازت کی ضرورت ہے، چنیوٹ کے لوگ محرم کا جلوس وہاں سے گزارتے ہیں۔ گواہ نے کہا کہ مجھے علم نہیں کہ چمن آباد کے لوگوں کے پاس محرم کے جلوس کا لائسنس ہے۔ یہ درست ہے کہ آج تک ربوہ میں کوئی غیر احمدی اجتماع نہیں ہوا۔ یہ صحیح نہیں ہے کہ مجلس ختم نبوت نے ربوہ میں جلسہ کرنے کی درخواست کی۔ مجھے اس ضمن میں ڈپٹی کمشنر سے کی گئی درخواستوں کا علم نہیں، ہم نے اس سلسلہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی۔ گواہ نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ

حالیہ ہنگاموں میں احمدیہ جماعت کے کسی صدر یا امیر پر حملہ نہیں ہوا اور نہ ہی کوئی ہلاک ہوا ہے، تقریباً ۲۵ احمدی ہنگامہ میں ہلاک ہوئے ہیں تاہم یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس میں کوئی عہدے دار شامل ہے۔ گواہ نے کہا کہ یہ درست ہے کہ ان ہنگاموں میں کچھ غیر احمدی ہلاک ہوئے ہیں مگر ان کی صحیح تعداد کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ کوئی سرکاری افسر جو احمدی ہو ہلاک ہوا ہو۔ گواہ نے کہا کہ سابق امیر جماعت احمدیہ محمد بخش ایڈووکیٹ کو جانتا ہوں اور یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ میں وہ اور ان کی جائیداد محفوظ ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے کہ ہر جگہ ہر شریف احمدی محفوظ رہا۔

ایک سوال کے جواب میں گواہ نے کہا کہ یہ صحیح نہیں ہے کہ ہنگاموں کے دوران مختلف مقامات پر احمدیوں نے فائرنگ میں پہل کی۔ یہ میرے علم نہیں کہ کھاریاں میں ایک احمدی کی فائرنگ سے کچھ لوگ زخمی ہوئے ہیں۔

گواہ نے کہا کہ یہ درست ہے کہ جماعت احمدیہ قادیان کی جو زمین سندھ میں ہے وہ اب صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے پاس ہے اور وہی اس کی آمدنی وصول کرتے ہیں اور اراضی حکومت برطانیہ کے مروجہ قوانین کے مطابق خریدی تھی۔ یہ درست ہے کہ یہ جائیداد کبھی دشمن پراپرٹی قرار نہیں دی گئی اور قادیان (بھارت) میں جو جائیداد ہے وہ انجمن احمدیہ قادیان کی ملکیت ہے۔ گواہ نے کہا یہ درست ہے کہ ۱۹۴۴ء میں مرزا بشیر الدین محمود نے ۱۳۔حمید نظامی روڈ پر ایک کوٹھی میں ''مصلح موعود'' ہونے کا اعلان کیا تھا۔

مسٹر خاقان بابر کے ایک سوال کے جواب میں گواہ نے کہا کہ مشرقی پاکستان میں احمدیوں نے عوامی لیگ کو ووٹ دیے تھے۔ میرے ذاتی علم میں نہیں ہے کہ ۱۹۷۱ء کے سانحہ مشرقی پاکستان میں کوئی احمدی قتل ہوا اور اس کی جائیداد لوٹی گئی ہو یا نقصان کیا گیا ہو۔

گواہ پر جرح جاری ہے، آج کے دوسرے گواہ محمد صادق کلرک بیت المال ربوہ نے ٹربیونل کے روبرو بیان دیتے ہوئے کہا کہ میں احمدی ہوں اور مجھے ۲۸ جون کو دفتر اُمور عامہ ربوہ سے گرفتار کیا گیا تھا جہاں پولیس پہلے ہی سے موجود تھی۔ میں نے خود کو گرفتاری کے لیے پیش کیا تھا۔ گواہ نے کہا کہ میں ۲۰ جون کو ربوہ سے فرار ہو گیا تھا جب کہ ۲۹ مئی سے ۲۰ جون تک میں ربوہ میں اپنے گھر پر رہا۔ میں ۲۹ مئی کو ربوہ سٹیشن پر نہیں گیا تھا، میرا ربوہ کے واقعہ سے کوئی تعلق نہیں

ہے۔ گواہ نے کہا کہ ساڑھے گیارہ بجے دفتر میں ہمیں ربوہ اسٹیشن کے واقعہ کی اطلاع ملی تھی۔ شہر میں یہ افواہ تھی کہ واقعہ کے ضمن میں لوگوں کو گرفتار کیا جائے گا لیکن مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ کن افراد کو گرفتار کرنا مقصود ہے۔ گواہ نے کہا کہ میں دفتر باقاعدگی سے جاتا رہا لیکن جب بھی معلوم ہوتا کہ پولیس آگئی ہے تو چھپ جاتا اور پھر ۲۰ جون کو ربوہ سے چلا گیا کیوں کہ مجھے معلوم تھا کہ آج گرفتاریاں ہوں گی۔ گواہ نے کہا کہ میں مسٹر رشید احمد کارکن اُمور عامہ کو جانتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ جو فہرست رشید احمد نے واقعہ میں ملوث افراد کی بنائی تھی اس میں میرا نام بھی شامل تھا اور بہت سے لوگوں کو اس ضمن میں منڈی میں بلایا گیا تھا جب میں منڈی پہنچا تو اُمور عامہ کے تین رکن عبدالعزیز بھانبڑی اور رشید احمد جونیئر وہاں موجود تھے جب کہ وہاں کوئی افسر موجود نہ تھا۔ انہوں نے میرا نام بھی لکھ لیا اور رشید احمد نے کہا کہ وہ سب اُمور عامہ کے دفتر میں پہنچیں۔ میں نے یہ معلوم نہیں کیا کہ یہ نام کیوں درج کیے جا رہے ہیں۔ میرا خیال تھا کہ قصر خلافت کے محافظوں کی فہرست تیار کی جا رہی ہے جب دفتر اُمور عامہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ مجھے پولیس کے حوالے کیا جائے گا لہذا میں فرار ہو گیا۔ گواہ نے کہا کہ اس نے اپنے آپ کو اپنی والدہ کے مشورہ پر گرفتاری کے لیے پیش کر دیا کیوں کہ غیر حاضری میں اُمور عامہ اور کرائمز پولیس والے میری تلاش میں کئی بار میرے گھر آئے تھے۔ گواہ نے کہا کہ ۲۹ مئی کو دفتر جاتے ہوئے جب میں ریلوے اسٹیشن سے گزرا تو اس وقت چناب ایکسپریس نہیں آئی تھی۔ اس وقت تیس چالیس مرد اور چھ خواتین اسٹیشن پر موجود تھے۔ میں نے خیال کیا کہ یہ کسی مبلغ کو لینے آئے تھے میں اسٹیشن پر نہیں رکا اور دفتر چلا گیا۔ گواہ نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ اسٹیشن پر موجود افراد ربوہ کے ہوں لیکن میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہنگامہ میں حصہ لینے والوں کے جو نام میں نے سنے، ان میں ملک نصیر احمد طالب علم کا نام بھی تھا لیکن اس کے علاوہ اور کسی فرد کا نام نہیں معلوم کر سکا جو اس حادثہ میں ملوث ہیں۔ یہ کہا جاتا تھا کہ طلبہ ہی ہنگامہ میں شریک تھے۔ گواہ نے کہا کہ میں ان افراد میں شامل تھا جو ۲۲ مئی کو اسٹیشن کے قریب گراؤنڈ میں والی بال کھیل رہے تھے۔ شام کو چناب ایکسپریس کی ایک بوگی گراؤنڈ کے مقابل آ کر رکی اور اس میں موجود طلبا نعرے لگا رہے تھے۔ ریل رکنے پر طلبا بوگی سے اُترے اور وہ ''اسلام زندہ باد، احمدیت ٹھاہ، مرزائی ٹھاہ، حوریں چاہییں'' کے نعرے بلند کر رہے تھے۔ میں پلیٹ فارم پر چلا گیا اور ان طلبا میں شامل ہو گیا۔ مجھے

یہ نہیں معلوم کہ کوئی فرد وہاں گیا تھا یا نہیں۔ پلیٹ فارم پر طلبا کے علاوہ پندرہ کے قریب بازار کے لوگ بھی تھے، اس موقع پر کوئی جھگڑا نہیں ہوا۔ طلبا نعرے لگاتے رہے اور ان میں سے کوئی آدمی زخمی نہیں ہوا۔ گواہ نے کہا کہ مجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ اس واقعہ کے خلاف ربوہ میں کوئی فیصلہ کیا یا منصوبہ بنایا گیا ہو۔ میں اس ضمن میں ٹربیونل کو کسی قسم کی کوئی اطلاع بہم نہیں پہنچا سکتا۔ میری گرفتاری کے بعد پولیس نے بھی پوچھ گچھ کی تو میں نے یہی بیان دیا۔ مجھے جیل میں کوئی ملنے نہیں آیا البتہ کل میرے چچا پہلی مرتبہ ملنے آئے۔ مجھے پوچھا کہ کھانے پینے کی تکلیف تو نہیں ہے؟ میں نے ان سے پوچھا کہ باہر کے حالات کیا ہیں؟ انہوں نے کہا کہ حالات پُرامن ہیں۔ ہم نے ربوہ کے واقعہ کے بارے میں کوئی بات نہیں کی۔

۱۸ جولائی ۱۹۷۴ء

تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں بی اے فائنل کا طالب علم ہی انتخاب لڑ سکتا ہے

لاہور، ۱۷ جولائی (اپنے سٹاف رپورٹر سے)- لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس مسٹر کے ایم اے صمدانی کی عدالت میں آج واقعہ ربوہ کی سماعت کے دوران گواہ نصیر احمد طالب علم بی اے سال اول تعلیم الاسلام کالج ربوہ اور گواہ ادریس احمد طالب علم کے بیانات قلم بند کیے گئے۔

گواہ نصیر احمد طالب علم (بی اے سال اول تعلیم الاسلام کالج ربوہ) کی شہادت

گواہ نصیر احمد نے فاضل ٹربیونل کے روبرو بیان دیتے ہوئے کہا کہ ۱۹۵۲ء میں پیدا ہوا، اور بارہ سال سے ربوہ میں رہائش پذیر ہوں، میں خدام الاحمدیہ کارکن ہوں کیوں کہ ہر احمدی جس کی عمر اٹھارہ سے چالیس سال تک ہو تو اس کا لازمی رکن ہوتا ہے۔ میں اپنے ضیغم کی نگرانی میں معاشرتی بہبود کے کام کرتا ہوں، ضیغم ایسا کوئی حکم دینے کا اختیار نہیں رکھتا جو سماجی یا عوامی کاموں کے علاوہ ہو، تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں یونین ہے، کالج میں طلبا کی کوئی پارٹی نہیں ہے۔ میں ایک سابق گواہ رفیق احمد باجوہ کو جانتا ہوں، وہ بھی طالب علم ہے اور میرا کلاس فیلو تھا جہاں تک مجھے یاد ہے اس نے کبھی یونین کی صدارت کا انتخاب نہیں لڑا۔ ہمارے کالج میں صرف فائنل ایئر (بی اے) کا طالب علم ہی الیکشن لڑ سکتا ہے۔ گواہ نے فاضل ٹربیونل کے ایک سوال

کے جواب میں بتایا کہ میں ۲۲ مئی کو ربوہ میں نہیں تھا، لائل پور گیا ہوا تھا مگر میں نے ربوہ میں ہونے والے اس دن کے واقعہ کے بارے میں سنا ہے۔ گواہ نے کہا کہ میں نے اس واقعہ کے ضمن میں کسی سے بات چیت نہیں کی لیکن میرا ذاتی خیال یہ تھا کہ نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ نے جو کچھ کیا ہے وہ طلبہ کو زیب نہیں دیتا۔ گواہ نے بتایا کہ میں نے ۲۴ مئی کو نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں ادا کی تھی لیکن مجھے یاد نہیں کہ خلیفہ ناصر احمد نے خطبہ میں اس واقعہ کا کوئی ذکر کیا ہو۔ گواہ نے کہا کہ ۲۹ مئی کے واقعہ کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں، اس دن کالج میں تھرڈ ائیر، فرسٹ ائیر کا نتیجہ اعلان کے مطابق ۹:۳۰ بجے صبح نکلے گا، تمام دل چسپی رکھنے والے طلبہ کیمسٹری تھیٹر میں جمع ہو گئے۔ میں ان میں موجود تھا، ساڑھے نو بجے تلاوت کلام پاک کے بعد پرنسپل کالج نے طلبا سے خطاب کیا۔ پروفیسر عتیق احمد، چودھری حمید اللہ نے بھی تقریریں کیں اور پروفیسر مبارک انصاری جو امتحانات کے کنٹرولر ہیں۔ نے بھی امتحانات کے نتائج کا اعلان کیا۔ اس کے بعد ہم گیارہ بجے منتشر ہو گئے۔ گواہ نے بتایا کہ میری والدہ عارضۂ دل کی مریض ہیں اور اس دن خاصی علیل تھیں، اس لیے مجھے ادویات کے لیے بازار جانا پڑا۔ گول باغ میں میرے دو دوست ملے جنہوں نے مجھے چائے پر دعوت دی جہاں ایک ریستوران میں ٹھہرا جہاں میں نے لوگوں کی بات چیت سے سنا کہ اسٹیشن ربوہ پر کوئی ہنگامہ ہو گیا ہے۔ گواہ نے فاضل ٹربیونل کو بتایا کہ میں ۳۰ مئی کو صبح گرفتار کیا گیا، جب میں نماز فجر ادا کر کے باہر آ رہا تھا، مجھے پولیس نے روک لیا اور ASP جھنگ نے مجھے اپنے ساتھ چلنے کو کہا وہ مجھے چوکی لے گئے۔ میں نے ان سے یہ دریافت کرنے کی کوشش کی کہ مجھے گرفتار کرنے کی وجہ کیا ہے اور میں نے اپنے والدین کو اطلاع دینے کی کوشش کی لیکن SP جھنگ نے مجھے ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی اور نہ ہی گرفتاری کی وجہ بتائی، کچھ عرصہ کے بعد خواجہ عبدالمجید ہمارے لیے ناشتہ لائے، پولیس نے ان کو بھی گرفتار کر لیا اور دس بجے کے قریب ہمیں سرگودھا لے جایا گیا، قید کے دوران اب تک دو بار میرے والد ملاقات کے لیے جیل آئے، آخری بار کل آئے تھے۔ میں نے امور عامہ کے کلرک رشید احمد کا نام سنا ہے لیکن میں انہیں ذاتی طور پر نہیں جانتا۔ گواہ نے بیان دیتے ہوئے کہا کہ میرے خیال میں میری ان کے ساتھ کوئی عداوت نہیں ہے۔ تقریباً تین چار روز قبل چوری کے ایک مقدمہ میں انہوں نے مجھے شہادت دینے کے لیے کہا تھا مگر میں نے انکار کر دیا اور اسی وجہ سے انہوں نے میرے خلاف

شکایت کی تھی۔ مقدمہ امور عامہ کے پاس تھا مجھے نہیں معلوم کہ امور عامہ میں مقدمات کی سماعت کون کرتا ہے۔ رشید احمد کے دل میں شاید میرے خلاف کچھ اور ہو۔ فاضل ٹربیونل کے ایک سوال کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ رشید احمد نے ۲۶ افراد کی فہرست میں میرا نام کیوں لیا جو واقعہ کے روز اسٹیشن پر موجود تھے۔ پولیس نے مجھ سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کی اور نہ ہی ربوہ کے واقعہ کے بارے میں کوئی سوال کیا۔ پولیس کو دیا گیا بیان گواہ نصیر احمد کو دکھایا گیا تو اس نے اس سے لاتعلقی کا اظہار کیا۔ میں ۲۲ مئی سے ۳۰ مئی تک ربوہ ہی میں تھا، ۲۹ مئی تک مجھے کسی حلقہ سے بھی یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ ۲۹ مئی کو کوئی واقعہ ہونے والا ہے۔ کالج ۲۲/۲۹ مئی تک کھلا ہوا تھا اور میں روزانہ تین پیریڈ میں پابندی سے حاضر ہوتا رہا اور گھر واپس چلا جاتا۔ میں نے ۲۲ مئی کے واقعہ کے بارے میں کسی سے بات نہیں کی، میں نے ۱۹۶۸ء میں میٹرک پاس کیا اور ۱۹۷۲ء میں پرائیویٹ طالب علم کی حیثیت سے ایف اے پاس کیا۔

گواہ ادریس احمد (طالب علم) کی شہادت

گواہ ادریس احمد نے فاضل ٹربیونل کے روبرو بیان دیتے ہوئے کہا کہ میں احمدی ہوں اور ایف اے کا پرائیویٹ طالب علم ہوں۔ میں ربوہ میں گزشتہ آٹھ سال سے رہائش پذیر ہوں، میری کوئی سرگرمیاں نہیں رہیں، گھر پر امتحانات کی تیاری کرتا ہوں، فٹ بال کھیلتا ہوں اور کھیل کا میدان میرے محلّہ میں ہے جو ریلوے اسٹیشن سے ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلہ پر ہے۔ ۲۲ مئی کی شام میں رحمت بازار میں والدہ کی دوا لینے گیا، اسٹیشن پر اس وقت شور اُٹھا۔ میں سمجھا کہ کوئی مبلغ واپس آیا ہے اور لوگ اس کا استقبال کر رہے ہیں۔ میں بھی اسٹیشن کی طرف چلا، ابھی میں پلیٹ فارم سے دس گز کے فاصلہ پر تھا کہ ایک پتھر میرے سر میں لگا جس سے میں زخمی ہو گیا، میرا سر چکرا گیا اور میں واپس چلا گیا۔ میں اسٹیشن کی دیوار کے باہر تھا اس لیے میں اسٹیشن پر ہونے والے واقعہ کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ میرا خیال ہے کہ پتھر ٹرین پر مارا گیا تھا، میں نے طبی امداد حاصل نہیں کی۔ زخم خود ہی ٹھیک ہو گیا۔ گواہ نے بتایا کہ میں نے ۲۲ مئی کے واقعہ کے بارے میں کوئی معلومات حاصل نہیں کیں جب کہ مجھے معلوم ہوا کہ اس دن ایک کالج کے طلبہ ربوہ سے گزرے تھے۔ میری والدہ کی بیماری اور اپنے زخم کی وجہ سے میں اکثر اپنے گھر پر رہتا تھا، اس لیے میں اس واقعہ کے بارے میں زیادہ معلوم نہ کر سکا۔ میں مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کرتا ہوں

لیکن ۲۴ مئی کو میں اپنی بیوی سے ملنے اس کے گھر شیخوپورہ گیا تھا جہاں سے میں ۲۹ مئی کی شام کو اپنی بیوی کے ہمراہ واپس ربوہ پہنچا۔ میری شادی ۲۱ اپریل کو ہوئی تھی۔ ۲۹ مئی کی رات کو میں ایک محلّہ میں پہرہ پر تھا وہاں پولیس کی ایک جیپ آئی جس میں ایک پولیس آفیسر اور کانسٹیبل تھے انہوں نے دریافت کیا کہ تم مرزائی ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں میں احمدی ہوں، وہ مجھے پولیس چوکی لے گئے جہاں ۲۰ کے قریب آدمی پہلے ہی بیٹھے تھے، میں ان کے ساتھ نو بجے دن تک بیٹھا رہا۔ میرے چوکی میں لے جانے کے بعد پولیس کچھ آدمی وہاں لائی تھی۔ صبح ۹ بجے تمام افراد کو سرگودھا جیل میں منتقل کر دیا گیا، میں نے ضابطۂ اخلاق پر کبھی بھی خلاف ورزی نہیں کی، میں امور عامہ کے کلرک رشید احمد کو جانتا ہوں وہ آج صبح عدالت کے باہر مجھے رسمی طور پر ملے تھے۔ میری ان سے کسی قسم کی کوئی مخالفت نہیں ہے۔ میں اس بات کی وضاحت نہیں کر سکتا کہ رشید احمد نے پولیس کو جو نام بتائے تھے، وہ افراد ۲۹ مئی کو ربوہ سٹیشن پر موجود تھے، ان میں میرا نام بھی شامل ہے جب کہ اس دن میں ربوہ میں نہیں تھا۔ گواہ نے فاضل ٹربیونل کے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ سرگودھا میں واقعہ ربوہ کے سلسلہ میں گرفتار ہونے والے ۸۰ افراد قید ہیں۔ گواہ نصیر احمد کو میں پہلی بار جیل میں ملا تھا۔ میں ۲۹ مئی کو آٹھ بجے رات ربوہ پہنچا، اس لیے میں نے ربوہ کے حالات میں کوئی تبدیلی محسوس نہیں کی، ۲۹ مئی کی رات کو میری ڈیوٹی ایک بجے شب سے چار بجے تک تھی اور میرے ربوہ پہنچنے کے کچھ دیر بعد ضیغم نے مجھے بتایا کہ اس رات میری ڈیوٹی تھی مجھے نہیں معلوم کہ میری ڈیوٹی پہلے ہی لگائی گئی تھی یا اسی وقت فیصلہ کیا گیا تھا۔ میں نے پہرہ کی ڈیوٹی پہلے بھی ادا کی ہے لیکن مدت کا وقفہ یاد نہیں۔ ڈیوٹی کے لیے کوئی مخصوص وقفہ یا مدت درکار نہیں۔

رشید احمد، کلرک دفتر اُمور عامہ کی شہادت

پولیس نے وقوعہ ربوہ کی رات کو 25 افراد گرفتار کر لیے تھے

لاہور ۱۷ جولائی (اپنے سٹاف رپورٹر سے) آج واقعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل مسٹر جسٹس کے ایم صمدانی کے روبرو گواہ رشید احمد نے بیان دیتے ہوئے کہا کہ میں احمدی ہوں اور ربوہ میں دفتر اُمور عامہ میں کلرک ہوں۔ میں ناظر اُمور عامہ کے معاون کے طور پر کام کرتا ہوں گواہ نے کہا کہ ۲۲ مئی کے واقعہ میں عینی شاہد نہیں ہوں مگر ۲۳ مئی کو مجھے معلوم ہوا کہ نشتر میڈیکل

کالج کے طلبا چناب ایکسپریس سے ربوہ اسٹیشن سے گزرے تھے۔ انہوں نے اسٹیشن پر نعرے لگائے اور عورتوں کی بے حرمتی کی مگر صورت حال خراب نہ ہو سکی۔ گواہ نے کہا ایسے واقعات معمولی بات ہے اس لیے ہم نے اس واقعہ کو کوئی خاص نوٹس نہ لیا کیوں کہ ربوہ ریلوے اسٹیشن سے گزرتے ہوئے قادیانیوں کے خلاف عام طور پر نعرے لگائے جاتے ہیں۔ ۲۴ مئی کو میں لاہور میں تھا اس لیے میں نے نماز جمعہ ربوہ میں ادا نہیں کی اور اسی دن شام کو ربوہ واپس چلا گیا۔ ۲۳ مئی اور ۲۹ مئی کے درمیان ربوہ میں کوئی نمایاں واقعہ نہیں ہوا۔ گواہ نے فاضل ٹربیونل کے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ ۲۹ مئی کو ۹:۳۰ بجے صبح میں رحمت بازار میں سودا سلف خرید رہا تھا کہ اسٹیشن پر چناب ایکسپریس پہنچی تو میں نے شور سنا۔ گواہ نے کہا کہ ربوہ اسٹیشن پر ''احمدیت مردہ باد، مرزائی مردہ باد'' کے نعرے بلند ہو رہے تھے اور دوسری جانب سے ''احمدیت زندہ باد اور انسانیت زندہ باد'' کے نعروں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ نعروں کی آواز سن کر لوگ اور میں اسٹیشن کی طرف گئے۔ میں اسٹیشن کی مغربی سمت ٹرین کی پچھلی طرف گیا۔ میں نے دیکھا کہ بازار سے لوگ اسٹیشن کی طرف بڑھ رہے تھے۔ میں نے انہیں روکا اور وہ میرے کہنے پر رک گئے۔ اس وقت ربوہ اسٹیشن پر ۱۵۰ افراد تھے جن میں ٹرین کے مسافر بھی شامل تھے جب تک ٹرین نہ چلی میں وہاں کھڑا رہا اور ہجوم کو روکے رکھا۔ گواہ نے بتایا کہ پلیٹ فارم کے باہر دو بوگیاں تھیں جن میں سے آخری سے دوسری بوگی کے دروازے اور کھڑکیاں بند تھیں اس لیے مجھے نہیں معلوم کہ میرے آنے سے قبل کیا ہوا ہے۔ میری موجودگی میں اس بوگی پر حملہ نہیں ہوا۔ میری بوگی کی طرف پشت تھی، اس لیے مجھے نہیں معلوم کہ بوگی کو کوئی نقصان پہنچا لیکن پلیٹ فارم پر جو کچھ ہو رہا تھا اس سے معلوم ہوتا تھا کہ اسٹیشن پر کوئی لڑائی جھگڑا ہوا ہے مگر مجھے واقعات معلوم نہیں ہیں۔ میرے اسٹیشن پر پہنچنے کے ۱۵ منٹ بعد ٹرین چلی گئی۔ ٹرین جانے کے بعد میں دفتر میں آ گیا۔ ٹرین کی روانگی کے بعد پلیٹ فارم پر تیس چالیس افراد رہ گئے تھے، ان میں وہ افراد شامل نہیں تھے جو بازار کی سمت سے آئے۔ تھے اور جنہیں میں نے روکا تھا۔ جب میں اپنے دفتر کی طرف لوٹ رہا تھا تو میں نے دو طالب علموں کو دیکھا جو اسی سمت جا رہے تھے ان میں سے ایک مجروح تھا اور دوسرے کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے۔ میں عجلت میں تھا اس لیے ان سے کچھ دریافت نہیں کیا۔ فاضل ٹربیونل کے ایک سوال کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ اسٹیشن سے تقریباً دو فرلانگ

کے فاصلہ پر میرا دفتر واقع ہے۔ میں ہجوم میں سے چند افراد کو پہچانتا ہوں لیکن اس وقت مجھے یاد نہیں ہے۔ میں نے پولیس کو چند نام بتائے تھے جو اس وقت مجھے یاد تھے لیکن کوئی فہرست نہیں دی، میں نے پولیس کو دیے گئے ناموں کی تصدیق گرفتاری کے بعد دیے گئے بیان میں بھی کی تھی۔ گواہ نے بتایا کہ ربوہ اسٹیشن سے دفتر واپس آ کر میں نے واقعہ کی اطلاع ناظر اُمور عامہ کو دی۔ اسٹیشن سے روانگی سے قبل میں اسٹیشن ماسٹر کے دفتر میں گیا۔ وہ تاریں دیکھنے میں مصروف تھے اور وہاں اور بھی لوگ موجود تھے۔ میں نے وہاں کسی اور سے کوئی بات نہیں کی۔ صدر عمومی ربوہ چودھری بشیر احمد کو میں نے پلیٹ فارم پر دیکھا وہ بھی لوگوں کو پلیٹ فارم پر ہنگامہ آرائی سے روک رہے تھے۔ صدر عمومی ربوہ پلیٹ فارم کے بیچ میں تھے اور لوگوں کو منع کر رہے تھے۔ ٹرین کی روانگی کے بعد جب ہجوم منتشر ہو گیا تو میں نے چودھری بشیر احمد کو سٹیشن پر نہیں دیکھا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ اسٹیشن ماسٹر کے کمرہ میں تھے۔ جب میں ناظر اُمور عامہ کو رپورٹ دے رہا تھا اس وقت صدر عمومی ربوہ چودھری بشیر احمد بھی دفتر میں پہنچ گئے۔ ہم نے اس واقعہ کی تحقیق اس لیے نہیں کی کہ اس وقت میں نے یہ معلوم نہیں کیا تھا کہ واقعہ کس طرح رونما ہوا۔ تاہم ہم سب کی رائے یہ تھی کہ ہنگامہ نہیں ہونا چاہیے تھا کیوں کہ یہ ہماری روایت کے خلاف ہے۔ فاضل ٹربیونل کے ایک سوال کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ ہم نے اس واقعہ کے ضمن میں اس بات پر غور نہیں کیا کہ اس سلسلے میں تحقیقات کی جائے اور ملوث افراد کے خلاف کارروائی کی جائے۔ میں ناظر کو رپورٹ دینے کے بعد دفتر میں آ گیا۔ گواہ نے بتایا کہ جب میں دفتر پہنچا تو اے ایس آئی ربوہ چوکی کا فون آیا، وہ ہنگامہ کے بارے میں معلومات چاہتا تھا۔ میں نے اسے کہا کہ ہنگامہ کے وقت میں اسٹیشن پر موجود تھا اس لیے سٹیشن ماسٹر کے پاس جا کر معلومات حاصل کرے۔ میں نے پولیس کو کوئی اطلاع نہیں دی کیوں کہ پولیس کو پہلے ہی واقعہ کی اطلاع مل چکی تھی۔ رات ساڑھے آٹھ بجے مجھے دفتر اُمور عامہ میں بلایا گیا، جہاں اے ایس آئی پولیس موجود تھا۔ بعد میں مولوی عبدالعزیز بھانبڑی اور ایک شخص رشید کو بلایا گیا، وہاں سے ایس پی جھنگ، ڈی ایس پی جھنگ، اسسٹنٹ کمشنر چنیوٹ اور ایس ایچ او لالیاں ہمیں تعلیم الاسلام کالج ربوہ لے گئے۔ ہم سے کہا گیا کہ سو افراد گرفتاری کے لیے پیش کریں۔ پرنسپل کالج کو بلایا گیا اور مجھے معلوم نہیں کہ پرنسپل سے ان افسران کی کیا بات چیت ہوئی مگر پرنسپل نے ۱۰۰ طالب علم گرفتاری کے لیے پیش کرنے

سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد انھوں نے مجھ سے دریافت کیا اور میں نے ان ۲۰، ۲۵ افراد کے نام پولیس افسروں کو بتائے جو سٹیشن پر موجود تھے۔ ہم نے رات بھر ان افراد کو تلاش کیا اور جو افراد ہمیں مل گئے پولیس نے انھیں گرفتار کر لیا کیوں کہ گرفتاریاں توقع سے بہت کم تھیں، اس لیے اگلے دن پولیس نے ربوہ سے ساٹھ ستّر افراد گرفتار کر لیے۔ ۳۰ مئی کو صبح آٹھ بجے پولیس نے مجھے بھی گرفتار کر لیا اور مجھے چنیوٹ بھیج دیا گیا۔ میں نے درخواست کی کہ مجھے دوسرے گرفتار شدگان کے ساتھ سرگودھا بھیج دیا جائے کیوں کہ مجھے معلوم تھا کہ چنیوٹ میں گڑبڑ پھیلی ہوئی ہے اور مجھے خطرہ محسوس ہو رہا تھا۔ مجھے ایک اے ایس آئی اور ایک ہیڈ کانسٹیبل چنیوٹ لے گئے جب پرانے اڈہ پر بس پہنچی تو ایک ہجوم نے بس کو روک لیا اور ہجوم میں سے ایک فرد نے کہا کہ بس میں کوئی مرزائی ہے اس پر ۲۵ سے ۳۰ افراد نے بس پر شدید پتھراؤ کیا اور کچھ افراد نے بس کے اندر داخل ہو کر مجھ پر چاقوؤں سے حملہ کر دیا۔ اس وقت پولیس نے میری ہتھکڑیاں کھول دیں اور کہا کہ تم فرار ہو جاؤ۔ اس حملہ کے دوران میرے جسم پر ۲۰ زخم آئے جن میں کچھ میرے سر پر، چہرے، پیر اور بازوؤں پر تھے لیکن ڈاکٹر کی رپورٹ کے مطابق زخموں کی تعداد تیرہ چودہ تھی۔

گواہ نے کہا کہ میں زخموں کی وجہ سے بھاگ نہ سکا اور بے ہوش ہو گیا، اس دوران پولیس کی ایک اور پارٹی آئی جس نے ہجوم کو منتشر کیا اور پولیس مجھے اسی بس میں طبی امداد کے لیے سول ہسپتال لائل پور منتقل کر دیا گیا جہاں مجھے طبی امداد اور خون دیا گیا میں پندرہ دن ہسپتال میں زیر علاج رہا، اس کے بعد مجھے ڈسٹرکٹ جیل لائل پور بھیج دیا گیا جہاں میرا بھائی ہفتہ میں ایک بار مجھ سے ملاقات کے لیے آتا رہا جب کہ ہسپتال میں کسی سے ملنے کی اجازت نہیں تھی۔ فاضل ٹربیونل کے ایک سوال کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ ربوہ سٹیشن پر ہر ٹرین کی آمد کے موقع پر تیس چالیس افراد مسافروں کو لینے یا انہیں چھوڑنے کے لیے موجود ہوتے تھے میں نے ایک یا دو نوجوانوں کے علاوہ ہجوم میں کسی شخص کے ہاتھ میں چھڑی نہیں دیکھی میں نے سٹیشن پر کسی مسافر یا طالب علم کو زخمی نہیں دیا۔

میں نے لوگوں کو پلیٹ فارم پر جانے سے اس لیے روکنے کی کوشش کی تا کہ پلیٹ فارم پر پہنچنے سے پیچیدگیاں پیدا نہ ہوں اور صورت حال بگڑ نہ جائے۔ گواہ نے کہا کہ ہمیں اس بات کو کوئی علم نہیں تھا کہ ۲۹ جولائی کو کوئی ہنگامہ ہو گا اگر اس سے قبل ہمارے علم میں اس ضمن میں کوئی

بات ہوتی تو ہم ضرور ان کے خلاف کارروائی کرتے ان کو روکنے اور احتیاطی تدابیر اختیار کرتے مجھے علم نہیں کہ ربوہ کے کون سے عناصر اس واقعہ کے ذمہ دار ہیں۔ فاضل ٹربیونل نے ان افراد کی فہرست گواہ کو پڑھ کر سنائی۔ گواہ نے کہا کہ میں نے یہ نام پولیس کو بتائے تھے کہ یہ افراد ہنگامہ کے دن ربوہ سٹیشن پر موجود تھے۔ میں نے پولیس سے کہا کہ ان افراد کو بُلا کر تصدیق کی جائے کہ کون افراد واقعہ میں ملوث ہیں جہاں تک مجھے یاد ہے گواہ محمد صادق ہجوم میں شامل تھا۔ گواہ کی توجہ محمد صادق کے بیان کی طرف دلائی گئی جس میں محمد صادق نے فاضل ٹربیونل کے روبرو بیان دیا تھا کہ جب وہ سٹیشن سے گزرا تو اس وقت ٹرین آئی ہی نہیں تھی۔ گواہ نے کہا کہ ۲۹ مئی کو رات کے دس بجے کے بعد جب پولیس نے ۱۲۵ افراد کی فہرست کے مطابق گرفتاری کے لیے کہا تو میں نے رحمت بازار میں پندرہ افراد جمع کیے اور انہیں امور عامہ کے دفتر لایا جہاں سے پولیس نے انہیں گرفتار کر لیا ان پندرہ افراد میں محمد صادق شامل نہیں تھا یہ درست نہیں ہے کہ میں نے منڈی میں دس بجے سے پہلے لوگ اکٹھے کیے تھے۔ رشید جونیئر اور عبدالعزیز بھانبڑی آدمی جمع کرنے والوں میں شامل تھے اور انہوں نے بھی آدمی جمع کیے جب میں منڈی پہنچا تو وہاں عبدالعزیز موجود تھے اور جو لوگ جمع ہو گئے تھے انہیں رشید جونیئر کے ہمراہ امور عامہ کے دفتر بھیجا گیا تھا۔ فاضل ٹربیونل نے گواہ کی توجہ گواہ شریف احمد صدیقی کے بیان کی طرف دلائی جس میں گواہ شریف احمد صدیقی نے گواہ پر الزام لگایا کہ واقعہ ربوہ میں اس کا ہاتھ ہے تو گواہ نے کہا کہ یہ بات بالکل غلط ہے شریف صدیقی کو سی آئی ڈی کے افراد ربوہ میں تلاش کر رہے تھے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ نیشنل عوامی پارٹی کا رکن ہے۔ میں نے شریف صدیقی سے کہا کہ تم اکیلے نیشنل عوامی پارٹی کے رکن ہو، اس کا لٹریچر یہاں آتا ہے اس کو شریف صدیقی نے برا محسوس کیا۔

چودھری رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ کی تجویز پر فاضل ٹربیونل نے گواہ رشید سے سوال کیا کہ کیا یہ درست ہے کہ ۳ مئی کا روزنامہ مغربی پاکستان ربوہ میں مفت تقسیم کیا گیا۔۔ گواہ نے جواب دیا کہ یہ درست نہیں ہے اور مجھے آج اس اخبار کی تقسیم کا علم ہوا۔ گواہ نے کہا کہ مجھے علم نہیں ہے کہ صدر عمومی بشیر احمد کے دوست محمد ایڈووکیٹ کے ساتھ تعلقات ہیں یہ درست ہے کہ الیکشن کے دوران احمدیہ جماعت نے پیپلز پارٹی کو ووٹ دیے مگر مجھے اس کا علم نہیں کہ ربوہ میں کوئی گروہ مسٹر غلام مصطفیٰ کھر اور حنیف رامے کی حمایت کرتا ہو۔ مجھے علم نہیں کہ ربوہ کے کچھ

لوگ مسٹر غلام مصطفیٰ کھر کو وزارت اعلیٰ سے علاحدہ کرنے پر زور دیا ہو۔ گواہ نے کہا کہ ہم دین دار لوگ ہیں ہم سیاست میں دل چسپی نہیں رکھتے، صرف انتخابات کے موقع پر ووٹ کے استعمال پر غور کیا گیا۔ فاضل ٹربیونل کے ایک سوال کے جواب میں گواہ نے کہا کہ ۲۲ مئی کے واقعہ سے ۲۹ مئی کے واقعہ کی کوئی وابستگی ہے کیوں کہ ربوہ کے لوگوں نے کبھی بھی سٹیشن پر اپنے خلاف بلند کیے گئے نعروں پر ردعمل کا اظہار نہیں کیا تھا اور نہ سٹیشن پر گئے تھے۔ مسٹر رفیق احمد باجوہ کے پیش کردہ سوال کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ میں نے مسٹر شریف صدیقی کی سیاسی مصروفیات کے بارے میں کوئی رپورٹ نہیں کی صرف عبدالعزیز بھانبڑی کو بتایا تھا۔ ۲۲ مئی کو واقعہ کے بعد دفتر امور عامہ یا ناظر اعلیٰ اور کسی بھی فرد کی جانب سے کوئی ہدایات ہمیں نہیں دی گئیں۔ گواہ نے کہا کہ فاضل ٹربیونل میں حاضر ہونے سے قبل مجھے عزیز اور نصیر باہر ملے تھے جنہیں سرگودھا جیل سے لایا گیا مگر میری ان سے رسمی بات چیت کے علاوہ کوئی بات نہیں ہوئی۔

۱۹ جولائی ۱۹۷۴ء

مرزا ناصر احمد کی گواہی کے وقت ہائی کورٹ کے باہر پولیس اور فیڈرل سکیورٹی فورس کی بھاری جمعیت متعین تھی

لاہور، ۱۸ جولائی (سٹاف رپورٹر) قادیانی فرقہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے آج جسٹس صمدانی ٹربیونل کے سامنے بند کمرے میں اپنا بیان قلم بند کرایا۔ مرزا ناصر احمد کی گواہی کے پروگرام کو خفیہ رکھا گیا تھا اور رپورٹروں تک کو علم نہ تھا کہ آج مرزا ناصر عدالت میں شہادت دیں گے۔ آج صبح ہی سے ہائی کورٹ کے باہر پولیس اور فیڈرل سکیورٹی فورس کی بھاری جمعیت متعین تھی۔ ہائی کورٹ کے فین روڈ گیٹ اور عمارت کے اس حصہ میں جہاں ٹربیونل کا اجلاس ہو رہا ہے وہاں بھی عام لوگوں کا داخلہ بند تھا اور قدم قدم پر پولیس کے سپاہی کھڑے تھے۔ علاقہ کے ڈی ایس پی مجسٹریٹ اور دیگر پولیس افسر ہائی کورٹ میں موجود تھے۔

ٹربیونل کی کارروائی آج دوسرے کمرے میں کی گئی۔

ہوم سیکرٹری پنجاب، ڈپٹی کمشنر اور ایس پی جھنگ اور روزنامہ نوائے وقت اور مشرق لاہور

کے مدیران کے بیانات بعد میں قلم بند کیے جائیں گے۔ مرزا ناصر احمد کا بیان سات گھنٹے جاری رہا۔

۲۰ جولائی ۱۹۷۴ء

تحقیقاتی ٹربیونل آج ربوہ ریلوے سٹیشن کا معائنہ کرے گا

لاہور، ۱۹ جولائی (سٹاف رپورٹر) واقعہ ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل کے مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی کل ۲۰ جولائی کو ربوہ ریلوے اسٹیشن کا معائنہ کریں گے۔ لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی آج شام لائل پور جانے والے تھے جہاں انہوں نے رات قیام کرنا تھا وہ کل صبح ربوہ جائیں گے جہاں وہ جائے وقوعہ کا معائنہ کریں گے اور اسی دن واپس لاہور آ جائیں گے۔ مختلف تنظیموں کے وکلا اور صحافی بھی ٹربیونل کے ہمراہ ہوں گے۔

آج مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی کی عدالت میں واقعہ ربوہ کی سماعت بند کمرے میں ہوئی۔ ٹربیونل نے آج روزنامہ نوائے وقت کے ایڈیٹر جناب مجید نظامی، روزنامہ مشرق کے ایڈیٹر جناب مکین احسن کلیم اور روزنامہ مشرق کے شعبہ اشتہارات کے انچارج کے بیانات قلم بند کیے۔

مسٹر رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ نے ٹربیونل سے درخواست کی تھی کہ ان گواہوں کو ٹربیونل کے روبرو طلب کیا جائے تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ متحدہ مجلس عمل کے صدر مولانا محمد یوسف بنوری کے خلاف جو اشتہار مختلف اخبارات میں شائع ہوا ہے اسے کس فرد یا جماعت نے شائع کرایا ہے۔

☆

۲۱ جولائی ۱۹۷۴ء

ربوہ ریلوے اسٹیشن کا معائنہ

جسٹس صمدانی نے ریلوے سٹیشن اور ربوہ کے دیگر مقامات کا معائنہ کیا
تحقیقاتی جج نے مختلف اُمور کی وضاحت بھی طلب کی

لائل پور، ۲۰ جولائی (نمائندہ خصوصی) لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی نے آج ربوہ ریلوے سٹیشن اور ربوہ کے ان تمام مقامات کا معائنہ کیا جن کا حوالہ تحقیقاتی ٹربیونل کے روبرو سماعت کے دوران مختلف گواہوں کے بیانات میں دیا گیا تھا۔ تحقیقاتی جج کے ہمراہ اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل مسٹر کمال مصطفیٰ بخاری اور دوسرے وکلا مسٹر اعجاز بٹالوی، مسٹر اے رحمٰن، مسٹر عاصم جعفری، مسٹر خاقان بابر، مسٹر فرخ امین، مسٹر ایم ڈی طاہر اور میاں شیر عالم کے علاوہ خصوصی اختیارات کے نمائندے بھی تھے۔ مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی صبح ۷:۵۵ پر ربوہ ریلوے اسٹیشن پہنچنے کے فوراً بعد انہوں نے سٹیشن کی جنوب مشرقی سمت میں پلیٹ فارم کے اس مقام کا معائنہ کیا جہاں دارالرحمت کی جانب سے حملہ آوروں نے نشتر میڈیکل کالج کے طلبا کی بوگی پر حملہ کیا تھا جو پلیٹ فارم سے کم وبیش ۵۰ گز پیچھے روک لی گئی تھی بعدازاں تحقیقاتی جج نے ریلوے سٹیشن سے قریباً ڈیڑھ فرلانگ دُور چودھری ظفراللہ اور مرزا شریف احمد کے صاحب زادے کرنل داؤد کی کوٹھیوں کا معائنہ کیا۔ چودھری ظفراللہ کی کوٹھی کے بارے میں عدالت عالیہ میں بعض گواہوں نے بیان کیا تھا کہ اس کوٹھی میں موجود بعض افراد نے حملہ کی ترغیب دی تھی۔ بعدازاں ٹربیونل نے جامع نصرت ڈگری کالج کے ریلوے سٹیشن کی جانب کھلنے والے گیٹ کا معائنہ کیا جس کے بارے میں سماعت کے دوران عدالت عالیہ کو بتایا گیا تھا کہ اس گیٹ کے قریب مرزا منصور احمد اپنی جیپ میں کھڑے حملہ آوروں کو نشتر میڈیکل کالج کے طلبا پر حملہ کے

لیے اشتعال دلا رہے تھے۔ فاضل تحقیقاتی جج نے غیر ملکی بے خانماں احمدیوں کے لیے مخصوص دارالضیافت، انجمن احمدیہ کے صدر دفاتر، نظامت بیت المال، نظامت امور عامہ، دارالقضاء کا معائنہ کیا۔ دارالقضاء میں دیوانی اور لین دین کے معاملات نمٹائے جاتے ہیں اور نظامت امور عامہ فوجداری مقدمات فیصل کرتی ہے فاضل جج نے یہاں چند مثلوں کا معائنہ بھی کیا بعدازاں عدالت نے تعلیم بالغاں کے مرکز میں اس فرقے کے خاص جھنڈے کا ملاحظہ کیا۔ جسٹس صمدانی نے تحریک جدید کے ناظم الامور مرزا مبارک احمد سے بھی ملاقات کی۔ عدالت نے مختلف امور کی وضاحت طلب کی۔ یہ شعبہ بیرونی مشنوں کے معاملات سے عہدہ برآ ہوتا ہے۔ فاضل ٹربیونل کو بتایا گیا کہ اس سال ربوہ سے کوئی مبلغ بیرونی ممالک نہیں بھیجا گیا تاہم اس سے پیشتر ۷۰ مشنری مختلف ممالک کو روانہ کیے جا چکے ہیں۔ مبلغوں کو مختلف اوقات میں تبدیل بھی کیا جاتا ہے۔ مسٹر کے ایم اے صمدانی نے سٹیشن ماسٹر کے کمرے اور ملحقہ بکنگ آفس کا بھی معائنہ کیا اور انٹر لاکنگ سسٹم اور فون کے ذریعہ اگلے سٹیشنوں کو گاڑیوں کی روانگی کی اطلاع دینے اور سگنل کے نظام کے بارے میں معلومات حاصل کیں بعدازاں مسجد اقصیٰ اور تعلیم الاسلام کالج کا معائنہ کیا اور کالج کی شکستہ اونچی دیوار کو بھی دیکھا جو ریلوے لائن کی جانب ہے اور اس دیوار سے بیرونی سگنل بھی دکھائی دیتا ہے۔ فاضل عدالت نے مبارک مسجد اور قصر خلافت کا بھی معائنہ کیا۔ قصر خلافت میں خلیفہ سے ملنے والوں کے طریق کار سے آگاہی حاصل کی۔ بعدازاں تحقیقاتی عدالت نے بہشتی مقبرے کا معائنہ کیا۔ فاضل عدالت نے آخر میں پولیس چوکی ربوہ کا معائنہ کیا جہاں واقعہ ربوہ کی رپورٹ درج کرائی گئی تھی۔

۲۳ جولائی ۱۹۷۴ء

ربوہ ٹربیونل نے مزید چار گواہوں کے بیانات بند کمرے میں قلم بند کیے

لاہور، ۲۳ جولائی (سٹاف رپورٹر) لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی کی عدالت میں واقعہ ربوہ کے سلسلہ میں ہونے والی تحقیقات کی سماعت آج بھی بند کمرے میں ہوئی۔ فاضل ٹربیونل نے آج واقعہ ربوہ کے ضمن میں گرفتار ہونے والے چار گواہوں کے

بیانات قلم بند کیے۔

۲۵ جولائی ۱۹۷۴ء

ربوہ کے تحقیقاتی ٹربیونل کا اجلاس بند کمرے میں جاری رہا

لاہور، ۲۴ جولائی (سٹاف رپورٹر) لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی کی عدالت میں آج بھی واقعہ ربوہ کے سلسلہ میں سماعت بند کمرے میں ہوئی۔ فاضل ٹربیونل نے آج نیشنل سکیورٹرانشورنس کمپنی لائل پور کے برانچ مینیجر مسٹر انور دھامی اور ریلوے پولیس سرگودھا کے ایس آئی مسٹر عبدالرحیم کے بیانات قلم بند کیے۔

۲۷ جولائی ۱۹۷۴ء

صمدانی ٹربیونل نے مزید پانچ گواہوں کے بیانات قلم بند کر لیے

لاہور، ۲۶ جولائی (سٹاف رپورٹر) لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی کی عدالت میں واقعہ ربوہ کی تحقیقات کے سلسلہ میں آج سماعت بند کمرے میں ہوئی۔ فاضل ٹربیونل نے آج میاں عطاء الحق ایڈووکیٹ، ایس ایچ او لالیاں، مسٹر عنایت اللہ اور رینٹ ایڈورٹائزنگ ایجنسی لاہور کے مینیجر مسٹر شکیل اختر ہاشمی اور اسلام آباد کے مینیجر مسٹر سعادت علوی کے بیانات قلم بند کیے۔ معلوم ہوا ہے کہ ۳۱ جولائی تک واقعہ ربوہ کے ضمن میں فاضل ٹربیونل شہادتیں مکمل کرے گا۔ فاضل ٹربیونل نے وکلاء کو ہدایت کی ہے کہ وہ اگلے ہفتہ کے روز تک اپنے تحریری دلائل عدالت میں داخل کر دیں۔

۳۱ جولائی ۱۹۷۴ء

تحقیقاتی ٹربیونل کے روبرو مرزا ناصر احمد کی شہادت

واقعہ ربوہ میں ربوہ کے بعض افراد بھی شامل ہیں: مرزا ناصر احمد

وقوعہ کے روز میں اپنی زمینوں پر گیا ہوا تھا

لاہور، ۳۰ جولائی (سٹاف رپورٹر) لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی کی عدالت میں واقعہ ربوہ کے سلسلہ میں ۳۰ جولائی کو جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے اپنا بیان قلم بند کرایا تھا جس کی فاضل ٹربیونل نے اشاعت کی اجازت دے دی ہے۔

مرزا ناصر احمد نے ربوہ واقعہ کے بارے میں ٹربیونل کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ۲۲ مئی کو ربوہ ریلوے سٹیشن کے واقعہ کے تقریباً ۲ گھنٹے بعد مجھے اطلاع ملی کہ ریلوے سٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج کے طلبا نے نعرے بلند کیے جن کے نتیجہ میں نوجوانوں اور طلباء سے ان کا جھگڑا ہوا، جو اس وقت ریلوے سٹیشن پر موجود تھے۔ میں نے اس واقعہ میں ملوث احمدیوں کے اقدام کی تائید نہیں کی، تاہم میں نے اس واقعہ کو معمولی تصور کیا مرزا ناصر احمد نے کہا کہ یہ درست ہے کہ ۲۴ مئی کو جمعہ کے خطبہ میں میں نے جذبات کو قابو رکھنے اور اپنی تعلیمات اور عقائد کے مطابق رویہ اختیار کرنے کی تلقین کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ ۲۹ مئی کی صبح میں ربوہ سے بارہ تیرہ میل دُور اپنے بچوں اور دوستوں کے ہمراہ زمینوں پر چلا گیا تھا۔ ہم وہاں سے ساڑھے دس بجے کے قریب واپس لوٹے اور گیارہ بارہ بجے کے درمیان مجھے کسی نے بتایا کہ ربوہ سٹیشن پر کوئی گڑبڑ ہوگئی ہے۔ اس بات چیت سے مجھے یہ تاثر ہوا کہ وہ معاملہ ۲۲ مئی کی نسبت زیادہ سنجیدہ نوعیت کا ہے کیوں کہ اطلاع دینے والا عینی شاہد نہیں تھا اور وہ مجھے تفصیلات سے باخبر نہ کرسکا، نہ ہی جماعت کے کسی شعبہ نے مجھے اس واقعہ کی اطلاع دی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے حالات کی سنجیدگی کا اس وقت احساس ہوا جب شام کو پولیس میرے پاس آئی۔

انہوں نے کہا کہ میں نے اس احساس کے بعد بھی کہ یہ معاملہ زیادہ سنجیدہ نوعیت کا حامل

ہے کوئی زیادہ اہمیت نہ دی کیوں کہ گزشتہ تین سال کے دوران ایسے واقعات معمول بن گئے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے طور پر کسی قسم کی معلومات حاصل نہیں کیں تاہم جو اطلاعات مجھے ملیں۔ ان کے مطابق اس واقعہ میں جماعت احمدیہ کا ہاتھ نہیں تھا۔ انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ کا اس میں ملوث ہونا ممکن ہی نہیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے خیال میں یہ واقعہ حزب اختلاف یا پیپلز پارٹی کے زیر انتظام صوبائی انتظامیہ کے کسی حصہ کی منصوبہ بندی کا نتیجہ ہے۔ میری رائے میں اس واقعہ کی زیادہ ذمہ داری صوبائی انتظامیہ پر عاید ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے علم میں نہیں ہے کہ وفاقی حکومت بھی اس کی پشت پر ہے یا نہیں۔ نشتر میڈیکل کالج کے ایک طالب علم کے بیان کے مطابق انہیں یہ ہدایت تھی کہ اگر وہ ربوہ کے لوگوں میں اشتعال پیدا کرنے میں ناکام رہیں تو پھر آپس میں لڑ جھگڑ کر ایک دوسرے کو زخمی کر دیں۔ یہ بتانے والا طالب علم جمعیت طلبا سے تعلق رکھتا ہے اور کیمبل پور کا رہنے والا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس کا باپ جماعت اسلامی کا رکن ہے۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ مجھے یقین ہے کہ اس واقعہ میں ربوہ کے بعض افراد بھی شامل ہیں لیکن وہ کسی فرد یا جماعت کی انگیخت پر اس واقعہ میں شامل نہیں ہوئے صرف وقتی طور پر اشتعال میں آ گئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میری اطلاع کے مطابق بعض مسافر بھی اس ہنگامہ میں شریک تھے جو تعداد میں کم از کم سات اور زیادہ سے زیادہ بارہ تھے۔ میری اطلاع کے مطابق ربوہ میں تفتیش کی غرض سے جانے والی انٹیلی جنس کے ایک افسر نے بھی یہ کہا تھا کہ یہ واقعہ ربوہ کے لوگوں کی منصوبہ بندی کا نتیجہ نہیں تھا۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ درحقیقت اس افسر نے یہ بات مجھ سے کہی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ وہ اپنی رپورٹ میں بھی یہی بات بیان کرے گا۔ اس افسر نے یہ کہا تھا کہ اس کا افسر اس کی رپورٹ پر ضرور یقین کرے گا کیوں کہ صحیح رپورٹ دینے میں وہ شہرت رکھتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مذکورہ افسر یکم جون کو ربوہ گیا تھا اور وہ احمدی نہیں ہے ایک اور سوال کے جواب میں مرزا ناصر احمد نے کہا کہ ۳۱ مئی کو جمعہ کے خطبہ میں میں نے کہا تھا کہ یہ واقعہ کسی باقاعدہ سکیم کا نتیجہ ہے اور میں یہ بات حالات کا مطالعہ کی بنا پر کہہ رہا ہوں کیوں کہ جب متاثرہ گاڑی لائل پور پہنچی تو وہاں ایک بہت بڑا ہجوم پہلے سے موجود تھا، علماء بھی موجود تھے جو لاؤڈ سپیکروں پر تقاریر کر رہے تھے اس دن لائل پور میں ہنگامے شروع ہو گئے۔ ۸۰ کے قریب دکانیں اور مکانات جلا دیے گئے یا لوٹ لیے

گئے اس سے میں نے یہ تاثر قبول کیا کہ یہ واقعات ربوہ کی طرح ہی کسی منصوبہ بندی کا نتیجہ ہیں۔

انہوں نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا کہ میری اطلاع کے مطابق چند احمدیوں نے ربوہ کے اس فساد میں حصہ لیا وہ کسی منصوبہ کے تحت اس میں شامل نہیں ہوئے انہوں نے محض اشتعال میں آ کر ایسا کیا لیکن دوسرے افراد جنہوں نے اس فساد میں سرگرمی سے حصہ لیا میرے خیال میں وہ احمدی نہیں ہیں بل کہ منصوبہ ساز انہیں کرایہ پر لائے تھے جیسے کہ دوسرے شہروں میں حکومت کے جاسوسی آلہ کار ہوا کرتے ہیں اور ربوہ میں اگر ایسے ایجنٹوں کی نشان دہی کی جا سکے تو پھر معلوم ہو سکتا ہے کہ ان میں کوئی براہ راست یا بالواسطہ اس واقعہ میں ملوث تھا یا نہیں۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہم نے ربوہ کے واقعہ میں شامل ان بیرونی ایجنٹوں کی نشان دہی کے لیے کوشش نہیں کی کیوں کہ ایسا کرنا پولیس کی تفتیش میں مداخلت کے مترادف ہوتا۔ تاہم ہم ربوہ کیس ختم ہونے کے بعد ایک فوجداری مقدمہ درج کرائیں گے اور اس کی تحقیقات کریں گے کہ اس واقعہ میں ملوث بیرونی افراد کون تھے۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ میں نے واقعہ کے بعد صدر عمومی یا ناظر امور عامہ کو معلومات حاصل کرنے کے لیے طلب نہیں کیا تاہم ربوہ میں مقیم بعض ایسے افراد کو بھی اس واقعہ میں ملوث ہونے کی بنا پر گرفتار کر لیا گیا ہے جو غیر احمدی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد گرفتاریاں اندھا دھند کی گئیں۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا یہ میرے علم میں نہیں ہے کہ اس واقعہ میں کوئی غیر ملکی قوت بھی ملوث ہے۔

اس موقع پر مرزا ناصر احمد کو اس انٹرویو کا مسودہ دکھایا گیا جو انہوں نے APA کے نامہ نگار ڈرین جیفریز کو دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اس انٹرویو کی رپورٹنگ عمومی طور پر غلط ہے۔ خاص طور پر یہ بات بالکل غلط ہے کہ میں نے رپورٹر سے کہا تھا کہ ربوہ اور اس کے بعد ہونے والے واقعات میں ۱۳۵ احمدی ہلاک ہوئے ہیں۔ نیز یہ بات بھی غلط طور پر رپورٹ کی گئی ہے کہ میں نے کہا کہ حکومت کو ایسے احمقانہ اعلانات کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے اور اس کے بعد متذکرہ رپورٹ مجھے نہیں ملا۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ یہ بات درست نہیں ہے کہ PAF (پاکستان ایئر فورس) کے ہوائی جہازوں نے سالانہ جلسہ کے موقع پر انہیں سلامی دی بل

کہ مجھے تو یہ علم بھی نہیں ہے کہ پاک فضائیہ کے ہوائی جہاز کس کو سلامی دیتے ہیں۔ ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ یہ درست نہیں ہے کہ ہم ۲۹۰۰ سے ۳۰۰۰ میل دائرہ کے اندر کام کرنے والے ٹرانسمیٹر کینیڈا سے خریدنا چاہتے ہیں تاہم نائیجریا میں اپنا براڈکاسٹنگ سٹیشن قائم کرنا چاہتے ہیں جس کے لیے پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک کے احمدیوں سے رقم حاصل کی جائے گی۔ اگرچہ کینیڈا کے ایک احمدی نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر میں خواہش کروں تو وہ ٹرانسمیٹر کے لیے کینیڈا میں گفت وشنید کرے لیکن میں نے اس سے کہا کہ جاپان میں متعلقہ اداروں سے اس سلسلے میں گفت وشنید کی جا رہی ہے۔

ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا محمد علی نام کا کوئی ملازم میرے یہاں نہیں رہا تاہم تعلیم الاسلام کالج میں ایک ملازم محمد علی اس وقت ہوتا تھا جب میں وہاں پرنسپل تھا۔ یہ صحیح ہے کہ اسے قتل کر دیا گیا ہے تاہم قاتلوں کا مجھے علم نہیں ہے۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ گرفتار شدگان سے ملنے والے وکلاء نے مجھے بتایا ہے کہ ان میں چند افراد بے گناہ ہیں اور اس وکیل کا ذریعہ اطلاع خود گرفتار شدگان ہیں۔ انہوں نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا کہ مجھے اس بات کا علم تھا کہ ۲۲ مئی کو ربوہ سے گزرنے والے طالب علم ۲۹ مئی کو ربوہ سے واپس گزریں گے اور جس آدمی نے مجھے ۲۲ مئی کے واقعہ کی اطلاع دی تھی اسی نے بتایا تھا کہ یہ لڑکے کہہ رہے تھے کہ ۲۹ مئی کو واپس آئیں گے لیکن اس کے باوجود میں نے اس کو کوئی اہمیت نہ دی۔

مرزا ناصر احمد نے فاضل ٹربیونل کے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ مرزا غلام احمد کے ماننے والوں سے میرا دو طرح کا تعلق ہے ایک خالصتاً انتظامی نوعیت کا ہے کیوں کہ جماعت کے سربراہ کی حیثیت سے میں جماعت کا انتظامی سربراہ بھی ہوں اور میرا دوسرا تعلق جماعت کے ارکان کی زندگی کے روحانی، اخلاقی پہلو سے ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ لاہوری گروپ کے ساتھ میرے انتظامی، اخلاقی، روحانی کسی نوعیت کے تعلقات نہیں ہیں۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ''ذکر'' کا تصور ہمارے سلسلہ میں نہیں ہے جیسا کہ صوفیاء کے یہاں ہوتا ہے جہاں تک ہمارا تعلق ہے قرآن پاک ہمارے لیے کافی ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہمارے بیعت کا تصور یہ ہے کہ بیعت کر لینے سے بیعت

کرانے والا اپنے آپ کو اخلاقی وروحانی تربیت کے لیے مکمل طور پر امام کے سپرد کر دیتا ہے۔
ایک سوال کے جواب میں گواہ نے کہا کہ ہمارے یہاں جب کوئی خلیفہ انتقال کر جاتا ہے تو ایک انتخابی ادارہ نئے خلیفہ کا انتخاب کرتا ہے۔ اس سوال کے بارے میں جلد ہی ٹربیونل کو کچھ لٹریچر فراہم کر دوں گا۔

انہوں نے کہا کہ کسی خلیفہ کا ذہنی یا جسمانی طور پر معذور ہونا اس کو خلافت سے ہٹا دینے کا سبب نہیں بن سکتا۔ کسی خلیفہ کی ملامت ومذمت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور ہمارا ایمان ہے کہ خلیفہ کا انتخاب من جانب اللہ ہوتا ہے اس لیے منتخب خلیفہ کے لیے یہ ممکن نہیں ہوتا کہ وہ عمر کے کسی بھی حصہ میں اپنے ایمان کو چھوڑ دے۔

ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ جماعت کے انتظامی سربراہ کی حیثیت سے میرے فرائض میں ایک یہ بات شامل ہے۔ میں نہ صرف اپنی جماعت کے افراد کے باہمی تنازعات کے ضمن میں بل کہ مختلف شعبوں اور تنظیموں اور افراد و تنظیموں کے مابین تنازعات کے بارے میں حتمی اور آخری فیصلہ دینے کا اختیار رکھتا ہوں۔ میرا دوسرا فرض یہ ہے کہ میں مجلس شوریٰ کی صدارت کرتا ہوں جو دوسرے امور کے علاوہ جماعت کا سالانہ بجٹ منظور کرتی ہے لیکن بجٹ کی منظوری کے بعد اگر کوئی ہنگامی اخراجات کی صورت پیدا ہوتی ہے تو ایک انتظامی ادارہ جسے صدر انجمن احمدیہ کہا جاتا ہے کی جانب سے میرے پاس تجویز بھیجی جاتی ہے اور میری منظوری سے یہ ضمنی اخراجات ہوتے ہیں۔ میرا تیسرا فرض یہ ہے کہ میں پوری جماعت کی انتظامیہ کی نگرانی کرتا ہوں اور یہ بھی میرے فرض میں شامل ہے کہ اس بات کا خیال رکھوں کہ وہ جماعت کے قواعد وضوابط کے عین مطابق کام کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں بعض ایسے اُمور بھی ہیں جو میرے علم میں محض اطلاع کے لیے لائے جاتے ہیں لیکن اگر میں ضروری سمجھوں تو میں اس میں مداخلت کر سکتا ہوں۔ تاہم کچھ امور ایسے بھی ہیں جو مجھے برائے اطلاعات یا برائے منظوری پیش نہیں کیے جاتے۔ میں یہاں یہ وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ سول نوعیت کے معاملات صرف اس وقت ہمارے پاس پیش ہوتے ہیں جب فریقین اس پر اتفاق کر لیں جب کہ فوجداری مقدمات پولیس کے حوالے کیے جاتے ہیں اور اگر سول معاملات اور قانون کا یہ تقاضا ہو کہ وہ کسی عدالت میں جائیں تو ہم اس میں مداخلت نہیں کرتے۔ میں جماعت کے تمام شعبوں کی موثر

نگرانی کرتا ہوں کیوں کہ جماعت کی ہر بات میرے علم میں ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا فرقہ بہت باخبر ہے۔

ایک سوال کے جواب میں مرزا ناصر احمد نے کہا کہ جماعت کے روحانی سربراہ کی حیثیت سے میرے فرائض میں سب سے اہم فرض یہ ہے کہ میں خدا سے نہ صرف افراد بل کہ پوری جماعت کی اور جماعت کی ملحقہ دوسری تمام دنیا کی تنظیموں کے لیے دعا کروں۔ اس کے بعد اگر کوئی اپنی پریشانیاں لے کر میرے پاس آتا ہے تو میں اسے مناسب مشورہ دیتا ہوں اور اس کی رہنمائی کرتا ہوں اور ایسے راستے سے ہٹاتا ہوں جس پر چل کر اسے یہ پریشانیاں ملی ہیں اور میرا یہ فرض ہے کہ میں اپنے فرقہ کو اسلام کی پیروی کرنے کی رہنمائی کروں اور میں مختلف اوقات میں قرآنی آیات کی تشریح وتفسیر سے جدید دنیا کے مسائل کے حوالے سے ان کی رہنمائی کروں۔ ان میں ایک مسئلہ یہ تھا کہ ۱۹۷۰ء میں مجھے سوشل ازم کے مسئلے پر جماعت کی رہنمائی کرنی پڑی اور میں نے لوگوں کو بتایا کہ معاشیات کے میدان میں اسلامی نظام سوشل ازم اور کمیونزم سے بہت بہتر ہے اور اس طرح مجھے عیسائیت اور اسلام یا اسلام اور کسی دوسرے مذہب کے مابین تنازعہ کے ضمن میں رہنمائی کرنی ہوتی ہے۔ ہر بیعت کرنے والا صرف اس حد تک میرے احکامات کا پابند ہے کہ جب تک وہ بیعت اور بیعت کی شرائط کے دائرہ کے اندر ہوں۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ مجھ سے وفاداری کسی صورت میں بھی مملکت سے وفاداری کے مقابل نہیں ہوسکتی۔ یہ ہمارا ایمان ہے کہ ہم قانون کی پابندی کریں اور اگر کسی خاص ملک کا کوئی قانون شریعت کے مطابق نہ ہو تو اس ملک میں رہنے والے احمدیوں کو ہجرت کرنی پڑتی ہے۔

ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ پاکستان میں احمدیوں کی تعداد ۳۵ سے چالیس لاکھ تک ہے اور تمام دنیا میں ایک کروڑ کے قریب احمدی ہیں۔ ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ضروری نہیں ہے [illegible] بھر میں عام طور پر اور پاکستان میں خاص طور پر میری جماعت سے متعلق اہم واقعات کو [illegible] میں لایا جائے۔ جہاں تک پوری دنیا یا پاکستان کا تعلق ہے ایسا ہونا ممکن نہیں ہے اور ایسا ربوہ کی حکومت میں بھی ممکن نہیں ہے۔ ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ میری جماعت کے [illegible] اور عہدے دار اپنے اختیارات جماعت کے قواعد وضوابط کے ذریعہ حاصل کرتے ہیں اور جماعت کے دستور کی دفعہ ۲۰ کے تحت

یہ اختیار ہے کہ اپنے قواعد وضوابط مرتب کرے اور ہم قواعد وضوابط کے نفاذ کے سلسلہ میں نہ طاقت استعمال کرتے ہیں اور نہ ہی خلاف ورزی پر کوئی سزا دیتے ہیں اور اس طرح ہماری جماعت کے قواعد وضوابط اور ملکی قوانین میں کوئی تصادم پیدا نہیں ہوتا۔ عام خیال کے برعکس ہم تو یہ بھی نہیں کرتے کہ سزا کے طور پر کسی کا سماجی بائیکاٹ کر دیا جائے اور ہم کسی کے خلاف معاشرتی پابندیاں عاید نہیں کرتے۔

صمدانی کمیشن نے واقعہ ربوہ کی تحقیقات مکمل کر لی

بعض تنظیموں کی علاحدگی سے ٹربیونل کی تحقیقات پر کوئی اثر نہیں پڑے گا

لاہور، ۳۰ جولائی (سٹاف رپورٹر) لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی نے آج واقعہ ربوہ کی تحقیقات کے سلسلے میں اپنی کارروائی مکمل کر لی ہے۔ آج بھی ٹربیونل کی سماعت بند کمرے میں ہوئی اور فاضل ٹربیونل نے انجینئرنگ یونیورسٹی کے طالب علم مسٹر عزیز طارق ملک کی آخری شہادت قلم بند کی۔ آج متحدہ مجلس عمل کے وکلاء نے ٹربیونل کی کارروائی میں حصہ نہیں لیا۔ ٹربیونل نے ہدایت کی ہے کہ جو وکلاء دلائل پیش کرنا چاہیں وہ ہفتہ تک اپنے تحریری دلائل عدالت عالیہ میں پیش کر دیں۔ اب ٹربیونل کی کوئی نشست نہیں ہوگی۔ ۲۹ مئی کو ربوہ سٹیشن پر ہونے والے ہنگامہ کے ضمن میں حکومت نے لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی پر مشتمل ایک تحقیقاتی ٹربیونل مقرر کیا تھا تاکہ ٹربیونل واقعہ کے اسباب کے ضمن میں تحقیقات کر سکے۔

فاضل ٹربیونل نے ایک ماہ ۲۵ دن میں شہادتیں مکمل کیں۔ ٹربیونل نے جماعت احمدیہ کے امیر مرزا ناصر احمد، قومی اسمبلی کے رکن مولانا غوث ہزاروی، مدیر چٹان آغا شورش کاشمیری، نشتر میڈیکل کالج کے زخمی ہونے والے طالب علم اور تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے طلباء، ڈی سی لائل پور، ایس پی لائل پور، ربوہ سٹیشن کے عملہ اور ربوہ شہر میں جماعت احمدیہ کی طرف سے مقررہ کردہ افراد کے بیانات قلم بند کیے۔ فاضل ٹربیونل نے ربوہ سٹیشن اور ربوہ کے دیگر دفاتر کا معائنہ بھی کیا۔ مختلف سیاسی جماعتوں اور تنظیموں کے وکلاء نے ٹربیونل میں نمائندگی کی۔ ان میں

مسٹر ایم انور بار ایٹ لاء، ملک محمد قاسم، مسٹر رفیق احمد باجوہ، مسٹر ایس رحمٰن، مسٹر شیر عالم، مسٹر کرم الٰہی بھٹی، مسٹر ایم ڈی طاہر، چوہدری عبداللطیف راں وغیرہ شامل ہیں۔ جب کہ جماعت احمدیہ کی جانب سے مسٹر اعجاز بٹالوی، مسٹر مبشر لطیف، چوہدری عبدالعزیز پیش ہوئے۔

۱۸ جولائی کے بعد ۱۲ دن ٹربیونل کی کارروائی بند کمرے میں ہوئی اور آج فاضل ٹربیونل نے شہادتیں مکمل کر کے ٹربیونل کی کارروائی ہفتہ تک ملتوی کر دی جس دن فاضل ٹربیونل میں تحریری دلائل پیش کیے جائیں گے۔

تحقیقاتی ٹربیونل کی پریس ریلیز

واقعہ ربوہ کی تحقیقات کرنے والے تحقیقاتی ٹربیونل کے رجسٹرار نے حسب ذیل پریس ریلیز جاری کیا ہے:

''آج ٹربیونل کے علم میں یہ بات لائی گئی ہے کہ تحقیقاتی کارروائی سے وابستہ بعض تنظیموں نے اپنے وکلاء کو کارروائی سے علاحدگی اختیار کرنے کی ہدایت کی ہے۔ عوام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جن تنظیموں نے اب تک کارروائی میں شرکت کی ہے اور جو ابھی تک شریک ہیں انہیں خود ان کی درخواست پر شرکت کی اجازت دی گئی تھی اور وہ کسی بھی وقت کارروائی سے علاحدگی اختیار کر سکتی ہیں۔ بعض تنظیموں کی علاحدگی سے تحقیقات پر جو تقریباً مکمل ہو چکی ہے کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ مجھے ٹربیونل نے ہدایت کی ہے کہ ان تمام اراکین وکلاء جنہوں نے شہادتیں حاصل کرنے اور ریکارڈ کرنے کے مشکل کام میں مدد دی۔ ان کا شکریہ ادا کر دوں۔''

☆

یکم اگست ۱۹۷۴ء

ربوہ ٹریبونل کے روبرو شورش کاشمیری کا بیان

لاہور، ۳۱ جولائی (سٹاف رپورٹر) لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی کی عدالت میں واقعہ ربوہ کی تحقیقات کے سلسلے میں مدیر چٹان جناب آغا شورش کاشمیری نے ۲۵ جولائی کو بند کمرے میں جو بیان قلم بند کرایا تھا۔ فاضل ٹریبونل نے اس کی اشاعت کی اجازت دے دی ہے۔ فاضل ٹریبونل کے روبرو بیان دیتے ہوئے مدیر چٹان آغا شورش کاشمیری نے کہا کہ میں احمدی نہیں ہوں اور جب مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو انتخابات میں کامیابی حاصل ہوئی تو قادیانیوں نے ان سے بہت سی امیدیں وابستہ کر لی تھیں لیکن جب مسٹر بھٹو برسر اقتدار آئے تو قادیانیوں نے دیکھا کہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو ان کے اشاروں پر چلنے کے لیے تیار نہیں ہیں تو انہوں نے ۱۹۷۳ء کے دوران ربوہ میں ایک اجلاس منعقد کیا جس کی صدارت جماعت احمدیہ کے سربراہ نے کی۔ اس اجلاس میں جماعت احمدیہ کے 11 ممتاز ارکان نے شرکت کی اور فیصلہ کیا گیا کہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو قتل کر دیا جائے۔ ایک سوال کے جواب میں آغا صاحب نے کہا کہ میں نے اجلاس کی تحریری رپورٹ اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی جو انٹیلی جنس کے ایک افسر نے تیار کی تھی تاہم جب ائیر مارشل ظفر چودھری کو پاکستان کے کمانڈر انچیف کے عہدے سے سبک دوش کر دیا گیا تو انہوں نے مسٹر بھٹو کی حکومت کا تختہ اُلٹنے کا فیصلہ کر لیا چناں چہ انہوں نے واقعہ ربوہ ایک آزمائشی واقعہ کے طور پر رونما کیا تا کہ وہ اپنے بارے میں حکومت کا اور عام مسلمانوں کا ردعمل معلوم کر سکیں۔ ان کا یہ خیال بھی تھا کہ واقعہ ربوہ سے جو افراتفری پیدا ہو گی وہ اس کے نتیجے میں حکومت وقت کا تختہ اُلٹ دینے کے قابل ہو جائیں گے۔ آغا شورش کاشمیری نے اس سلسلہ میں فاضل ٹریبونل کو اپنی طرف سے شائع شدہ تین پمفلٹ بھی پیش کیے اور حکیم الامت علامہ اقبال کے اس پمفلٹ کی جانب بھی ٹریبونل کی توجہ مبذول کرائی جو حکیم الامت نے ''غدارانِ اسلام'' کے عنوان سے شائع کیا تھا۔ آغا صاحب نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ افسر نے

ان سے ملاقات کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے اے جی عابد نام کے کسی شخص نے کبھی ملاقات کی جو لوگ مجھ سے ملاقات کے لیے آئے ہیں مجھے ان میں ہر ایک کا نام یاد نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ غلط ہے کہ ۱۹۷۴ء میں میں نشتر کالج ملتان گیا تھا۔ ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ۲۹ مئی کو وزیراعظم بھٹو کے سیکرٹری مسٹر افضل سعید نے ٹیلی فون پر مجھ سے بات چیت کی تھی اور وزیراعظم کا پیغام دیا تھا اور پیغام یہ تھا کہ بعض بیرونی طاقتیں پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی کوشش کر رہی ہیں اور ہم سب کو چاہیے کہ ہم داخلی طور پر امن برقرار رکھیں۔ انہوں نے کہا کہ وزیراعظم کے سیکرٹری نے یہ بھی کہا تھا کہ وزیراعظم کی خواہش ہے کہ ہم ملک کے اندر نظم و ضبط برقرار رکھنے میں اسے تعاون کریں۔ اس لیے جب وزیراعظم لاہور تشریف لائے تو میں نے ۲۱ جون کو ان سے ملاقات کی تھی اور اس موقع پر وزیراعظم نے کہا تھا کہ اپنے حقوق کے لیے آئین کی حدود میں رہتے ہوئے جدوجہد کریں اور ملک میں نظم و ضبط کی صورت حال کو خراب نہ کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ وزیراعظم نے کہا تھا کہ میں نظم و ضبط کو برقرار رکھنے کے لیے اپنا اثر ورُسوخ استعمال کروں۔ انہوں نے کہا کہ یہ درست ہے کہ ۱۹۷۱ء کے دوران مسٹر ایم ایم احمد کے ایک رشتہ دار کے گھر سے گلبرگ میں وائرلیس ٹرانسمیٹر برآمد ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ بھی درست ہے کہ سعودی عرب میں احمدیوں کے داخلہ پر پابندی عاید ہے۔

۱۴ اگست ۱۹۷۴ء

ربوہ ٹربیونل ۲۰ اگست تک رپورٹ پیش کرے گا

مرزا غلام احمد کی ذہنی کیفیت کے بارے میں ارشاد المسترشدین سے اقتباس

لاہور، ۱۳ اگست (اپ پ) ربوہ کے سانحہ کی تحقیقات کرنے والا ٹربیونل اپنی رپورٹ ۱۵ سے ۲۰ اگست تک حکومت پیش کردے گا۔ یہ اعلان مسٹر جسٹس خواجہ محمد احمد صمدانی نے ایک ملاقات کے دوران کیا۔ انہوں نے یہ اعلان اس وقت کیا جب آج انہوں نے حادثہ ربوہ کے بارے میں سماعت مکمل کرلی۔ خیال ہے کہ مسٹر صمدانی آج کسی وقت مری روانہ ہوجائیں گے جہاں وہ اپنی تحقیقاتی رپورٹ مکمل کریں گے۔ آج مسٹر جسٹس صمدانی نے اپ پ کو ایک خصوصی

ملاقات کے دوران بتایا کہ انہیں تحقیقات کے نازک اور مشکل کام میں نہ صرف فریقین نے مفید مدد دی بل کہ عوام اور تمام وکلاء نے بھی ان کا ہاتھ بٹایا۔ ان لوگوں نے بڑی محنت سے کام کیا۔ انہوں نے کہا کہ انہیں اس کام میں ان وکلاء نے بھی پوری پوری مدد دی جو سماعت کی تکمیل کے آخری مرحلے میں اپنے موکلوں کی ہدایت پر الگ ہو گئے تھے، ان سے سوال کیا گیا کہ انہوں نے بعض گواہوں کے بیانات بند کمرے میں کن وجوہ کی بنا پر قلم بند کرنا بہتر جانا۔ حالاں کہ اس سے پہلے کی تمام کارروائی کھلے اجلاس میں قلم بند کی گئی۔ مسٹر جسٹس صمدانی نے جواب دیا کہ انہوں نے یہ فیصلہ اس لیے کیا تھا کیوں کہ ممکن تھا کہ شہادت کے دوران ایسے واقعات سامنے آتے جن کا تعلق ملک کی سلامتی سے ہوتا بعد ازاں انہوں نے جب یہ محسوس کیا کہ ایسی کوئی بات نہیں تو انہوں نے ان بیانات کی اشاعت کی اجازت دے دی جو بند کمرے میں قلم بند کیے گئے تھے۔

جناب جسٹس صمدانی کے مطابق ٹریبونل نے ۷۰ احمدیوں اور غیر احمدیوں کی شہادتیں قلم بند کیں۔ مزید برآں بعض اصحاب نے بہ ذریعہ ڈاک اپنے تحریری بیان ارسال کیے، کثرت کار کے باعث وہ ان اصحاب کو الگ الگ خط نہ لکھ سکے تاہم جب بھی ممکن ہوا انہوں نے ان اصحاب کو خط لکھا۔ مسٹر جسٹس صمدانی نے ان حضرات کا بھی شکریہ ادا کیا ہے جنہیں وہ مصروفیت کی بنا پر جواب نہیں دے سکے اور جنہوں نے اپنی مخلصانہ کوشش کے ذریعہ اس مسئلہ پر رہنمائی کی جس کی تحقیقات کے لیے ٹریبونل قائم کیا گیا تھا۔

ٹریبونل کے آخری اجلاس میں آج بعض وکیلوں نے تحریری دلائل پیش کیے۔ ان میں عزیز احمد باجوہ، مسٹر کرم الٰہی بھٹی ایڈووکیٹ اور مسٹر ایم ڈی طاہر ایڈووکیٹ کا نام شامل ہے۔ وکلاء نے اپنے تحریری دلائل کے بعد بعض حصوں کی زبانی وضاحت بھی کی۔ آج اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل جناب مصطفیٰ بخاری نے بھی مختصراً ٹریبونل کے سامنے بحث کی۔

مسٹر اے آر شباب مفتی ایڈووکیٹ نے ٹریبونل کے سامنے ایک تحریری بیان پیش کیا جس میں انہوں نے بٹالہ شریف کے سید ظہور الحسن قادری فاضلی کی فارسی کتاب ارشاد المسترشدین مطبوعہ ۳۰ اکتوبر ۱۸۹۵ء سے کچھ اقتباسات بھی پیش کیے ہیں جو مرزا غلام احمد کی ذہنی کیفیت کے بارے میں ہیں۔ غیر احمدی وکلاء کے ایک بہت بڑے حصے نے جس نے

ٹریبونل کی کارروائی میں حصہ نہیں لیا تھا کوئی تحریری بیان داخل نہیں کیا ان میں تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس عمل، آل پاکستان شیعہ بورڈ کے وکلاء شامل ہیں۔ ان وکلاء نے قادیانی خلیفہ مرزا ناصر احمد کو جرح کے لیے دوبارہ طلب کرنے کا موقف تسلیم نہ ہونے پر ٹریبونل کی کارروائی سے علاحدگی اختیار کرلی تھی۔

صمدانی ٹریبونل کی تحقیقاتی کارروائی مکمل

لاہور، ۱۳ اگست (سٹاف رپورٹر) وقوعہ ربوہ کے ٹریبونل جج مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی نے آج کارروائی مکمل کر کے اس کے اختتام کا اعلان کر دیا۔ اختتامی نوٹ ٹریبونل کی معاونت کرنے والے اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل مسٹر کمال مصطفیٰ بخاری نے پیش کیا اس سے قبل مجلس عمل کے وکلاء نے اپنے تحریری اور زبانی دلائل پیش کیے جن وکلاء نے اپنے دلائل پیش کیے ان میں مسٹر عزیز باجوہ، کرم الٰہی بھٹی، شباب مفتی اور ایم ڈی طاہر شامل ہیں۔ باقی وکلاء نے ٹریبونل کا بائیکاٹ کیا۔ خیال ہے کہ ٹریبونل جج شہادتوں اور دلائل کی روشنی میں تقریباً تین ہفتوں کے اندر اندر اپنی رپورٹ مکمل کریں گے اور اسے حکومت پنجاب کو پیش کر دیا جائے گا۔ مسٹر کمال مصطفیٰ بخاری کی معاونت سید نیاز علی شاہ ایڈووکیٹ نے کی۔

آج کی کارروائی کے دوران مسٹر کرم الٰہی بھٹی نے اپنے دلائل میں کہا کہ اس ٹریبونل کے دائرہ کار کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے جس میں پہلا حصہ وقوعہ، دوسرا حصہ دوسرے معاملات جن کا تعلق وقوعہ سے ہو اور تیسرا حصہ سفارشات کا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ۲۲ مئی کو نشتر میڈیکل کالج کے طلبا ملتان سے چلے تو سٹیشن پر کالج کی جماعت احمدیہ کا طالب علم لیڈر ابرار احمد بھی موجود تھا جب گاڑی ربوہ سٹیشن پر پہنچی تو وہاں جوان لڑکیاں لڑکوں کی بوگی کے پاس کھڑی کی گئیں اور الفضل اخبار بھی جان بوجھ کر لڑکوں میں ہی تقسیم کیا گیا حالاں کہ گاڑی میں دیگر بھی بے پناہ مسافر تھے۔ الفضل اخبار تقسیم کرنے والے اور ان کے ساتھی لڑنے کے موڈ میں تھے تاہم لڑکوں کی احتیاط کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا چناں چہ جب گاڑی ربوہ سے پنڈی کی جانب روانہ ہوئی تو کچھ نعرے لگائے گئے اور اس کے ساتھ ہی طلبا پر پتھراؤ کیا۔ اس طرح ۲۲ مئی کو ہنگامہ کرنے کی

سازش وہاں کامیاب نہ ہوئی چناں چہ ۲۹ مئی کو جب طلبا کی بوگی واپس آنے والی تھی تو ربوہ پر انہیں مارنے کا منصوبہ زیادہ توجہ سے تیار کیا گیا جب گاڑی سرگودھا پہنچی تو وہاں سے کچھ مشکوک طلبا گاڑی میں سوار ہوئے۔ لڑکوں نے ان پر شک کیا اور انہیں طلبا کی بوگی سے اُتار دیا جس پر وہ دوسرے ڈبہ میں سوار ہو گئے۔ جب ربوہ سٹیشن آیا تو ان مشکوک لڑکوں نے ربوہ سٹیشن پر جمع مجمع کو اشارے کیے اور انہیں طلبا کی بوگی کے بارے میں بتایا اور اس سے قبل گاڑی کو کھڑا کرنے کے لیے زنجیریں بھی کھینچیں۔

مسٹر کرم الٰہی بھٹی نے کہا کہ ریلوے پھاٹک والے شکر دین کے بیان کے مطابق صبح سے ہی سکول اور کالج کے لڑکے یہ کہتے ہوئے سٹیشن کی جانب جا رہے تھے کہ انہوں نے نشتر میڈیکل کالج کے لڑکوں سے بدلہ لینا ہے جو کہ چناب ایکسپریس سے ربوہ سے گزریں گے۔ مسٹر کرم الٰہی بھٹی نے کہا کہ شکر دین نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ان لڑکوں کے ہاتھوں میں چھڑیاں، ہاکیاں اور ڈنڈے تھے جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ کو مارنے کا منصوبہ پہلے سے ہی تیار تھا۔ اسی طرح فوڈ انسپکٹر مقبول اختر شیخ نے بھی اپنی شہادت میں کہا تھا کہ اسے ایک اقبال نامی ڈپو ہولڈر نے بتایا تھا کہ ہمارے آدمی پہلے ہی جا چکے ہیں اور اب ان کی لاشیں ہی جائیں گی۔

دلائل دیتے ہوئے مسٹر بھٹی نے کہا کہ سٹیشن ماسٹر ربوہ مرزا سمیع کو صدر عمومی کا ٹیلی فون آیا کہ لڑکے آ رہے ہیں پلیٹ فارم پر پیچھے والے حصہ میں کسی کو نہ جانے دو اور وہاں سے عورتوں کو ہٹا دو۔ یہ حیرانگی کی بات ہے کہ صدر عمومی کو گاڑی کے آنے کے اصل وقت کا علم ہے اور طلبا کی بوگی کے بارے میں بھی اسے صحیح علم ہے جب کہ جرح کے دوران سٹیشن ماسٹر نے بتایا کہ اسے علم نہیں تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ صدر عمومی اور ان کی پوری جماعت اس سازش میں شریک ہے اور انہیں طلبہ کی گاڑی کے پشاور سے روانہ ہونے کے بعد اس کے ایک ایک منٹ کے بارے میں علم تھا۔ کرم الٰہی بھٹی نے کہا کہ طلبا پر دو جگہ حملہ ہوا۔ ایک سیکنڈ کلاس میں بیٹھے ہوئے طلبا پر حملہ ہوا، دوسرا بوگی پر۔ اس وقت صدر عمومی اور جماعت کے مقامی مقتدر لیڈر بھی پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ ایک زخمی لڑکے نے پانی مانگا تو شقی القلب حملہ آوروں میں سے ایک

بزرگ نے کہا کہ اس کے منہ میں پیشاب کرو۔

مسٹر بھٹی نے کہا کہ صدر عمومی کا یہ کہنا غلط ہے کہ وہ مارنے والوں کو سمجھانے اور لڑکوں کو ان کے چنگل سے چھڑانے کے لیے آئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کہنا بھی غلط ہے، کہ حملہ آوروں کی تعداد پندرہ بیس تھی کیوں کہ یہ بات عملی طور پر ممکن ہی نہیں کہ پندرہ بیس آدمی ڈیڑھ صد طلبا کی پٹائی کر دیں۔ انہوں نے کہا کہ دراصل وہاں تین چار ہزار آدمی موجود تھے اور پروگرام یہ بنایا گیا تھا کہ اگر حملہ آوروں کی راہ میں گاڑی کے دوسرے مسافر رکاوٹ بنیں یا طلبا کی مدد کریں تو پھر ان مخصوص کردہ لوگوں سے بھی حملہ آوروں کا کام لیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ یہ حالات ظاہر کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ سوچی سمجھی سکیم اور سازش کے تحت ہوا اور یہ فعل کسی ایک آدمی یا گروہ یا چند آدمیوں کی انفرادی سازش نہیں۔

انہوں نے کہا کہ مرزا ناصر احمد نے ۲۴ مئی کے خطبہ میں ۲۲ مئی کے وقوعہ کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم غالب آنے والے ہیں تم صبر کرو۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ سازش کا منبع خود مرزا ناصر احمد ہیں جنہوں نے پہلے ہی اس امر کی علامت اپنے خطبہ میں ظاہر کر دی تھی۔

کرم الٰہی بھٹی نے کہا کہ گواہ امیر الدین نے بھی بتایا کہ خدام کے گروہ لاہور، سیال کوٹ، گوجرانوالہ اور دیگر شہروں سے ربوہ بھیجے گئے تھے۔ یہ بات بھی پہلے سے طے شدہ سازش کے موقف کو تقویت پہنچاتی ہے۔

انہوں نے کہا سیاسی طور پر مسٹر بھٹو کا ساتھ احمدیوں نے ۱۹۷۰ء میں پہلی مرتبہ دیا اور اس کا ثمر یہ لیا کہ تمام اسمبلیوں میں ۲۰ فیصد نشستیں ان کے آدمیوں کی ہیں، اسی طرح ان کے عقیدہ کے لوگ اعلیٰ اور کلیدی اسامیوں پر فائز ہیں۔ انہوں نے کہا کہ گو قادیانیوں کی آبادی ملک کی کل آبادی کا ایک فیصد بھی نہیں لیکن کلیدی اسامیوں کی اکثریت پر قادیانیوں ہی کا قبضہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ مرزائیوں کی مدد سے پیپلز پارٹی کامیاب ہوئی اور مسٹر بھٹو نے اس فرقہ کو پہلی مرتبہ سیاسی طور پر بھی روشناس کرایا اور سیاسی زندگی دی لیکن جب دستور میں حلف کی شق میں ختم نبوت پر ایمان لازم قرار دیا اور آزاد کشمیر اسمبلی نے مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کی قرارداد منظور کی اور

ظفر چودھری کو جب نکالا گیا تو مرزائی پیپلز پارٹی کے خلاف ہو گئے۔ دلائل میں انہوں نے کہا کہ ربوہ سٹیشن پر مرزائیوں نے طلبا پر اس قدر تشدد کیا لیکن اس کے باوجود جماعت کے سربراہ نے قصور وار لوگوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ انہوں نے کہا کہ وقوعہ کی سازش کو کامیاب بنانے کے لیے مرزا عبدالسمیع سٹیشن ماسٹر کا تبادلہ بھی رکوا دیا گیا کیوں کہ جماعت احمدیہ کو مرزا سمیع پر پورا اعتماد تھا کہ یہ جماعت کا خاص آدمی ہے لہذا یہ حکم بجالائے گا۔ انہوں نے کہا کہ اس ٹربیونل نے حکومت کو جو سفارشات پیش کرنا ہیں ان میں کہا جائے کہ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے اور اس پر ملکی قوانین ہی کا اطلاق ہو۔ وہاں عوام کے شہری حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ مرزائیوں کی تمام تر ایسی جائیداد کو وقف قرار دیا جائے جو ان کی جماعت کی اجتماعی ملکیت ہے۔ اسی طرح مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کی بھی سفارش کی جائے۔ مزید برآں جہاں کہیں ان کی فیکٹریاں یا کارخانے ہیں انہیں قومی تحویل میں لے لیا جائے اور کلیدی اسامیوں پر فائز قادیانیوں کو الگ کر دیا جائے کیوں کہ ان کا وجود ملکی سالمیت اور استحکام کے لیے ہر لمحہ خطرہ ہے۔ اسی طرح یہ بھی لکھا جائے کہ اس وقوعہ کی پہلی اور آخری ذمہ داری مرزا ناصر احمد پر عائد ہوتی ہے۔

مسٹر ایم ڈی طاہر نے ۴۴ صفحات پر مبنی اپنے تحریری دلائل پیش کیے۔ مسٹر شباب مفتی نے ایک کتاب پیش کی جو ۱۸۹۵ء میں شائع ہوئی تھی۔

احمدیوں کے وکیل مسٹر عزیز باجوہ ایڈووکیٹ نے اپنے دلائل میں کہا کہ حضرت مرزا صاحب کیا تھے یا کیا نہیں تھے؟ یہ پتہ کرنا اس ٹربیونل کے دائرہ اختیار میں نہیں۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کے تمام جج بھی کسی کو نبی قرار دینے یا نہ دینے کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں دے سکتے کیوں کہ مذہب کے متعلق کثرت رائے سے فیصلہ نہیں ہو سکتا، اگر اس طرح ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جانے والا اکیلا آدمی زندہ نہ رہ سکتا۔ انہوں نے کہا کہ تمام گواہیاں بیکار ہیں۔ ہمیں ملک کا دستور یہ اجازت دیتا ہے کہ ہم مذہب کے اعتبار سے آزاد ہیں اس لیے، ہم پر کسی قسم کی کوئی مذہبی پابندی نہیں لگائی جا سکتی۔

انہوں نے کہا کہ ہم قائد اعظم کی خلاف ورزی نہیں کر رہے ہے بل کہ دوسرے لوگ کر رہے ہیں کیوں کہ حضرت قائد اعظم نے ہمیں پاکستان آنے پر کہا تھا کہ ہمیں مذہبی آزادی ہو گی۔

انہوں نے کہا کہ سر ظفر اللہ میں کوئی خصوصیت دیکھ کر ہی حضرت قائداعظم نے انہیں وزیر خارجہ لگایا تھا۔ لیکن اب لوگ اس کے خلاف خواہ مخواہ بات کرتے ہیں۔ انہوں نے ہیر رانجھا اور سرمد منصور کی مثالیں دیتے ہوئے کہا کہ ہمیں اپنے عقیدہ سے والہانہ عشق ہے۔

انہوں نے کہا کہ دو تین سال سے احمدیوں کے خلاف زہر اُگلا جا رہا ہے حالاں کہ قانون مذہبی فرقوں کے خلاف نفرت پھیلانے کی اجازت نہیں دیتا۔ حکومت نے اس ضمن میں کبھی کوئی انسدادی کارروائی نہیں کی۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ ربوہ کے وقوعہ میں جو ملوث تھے انہیں سزا ملنی چاہیے۔ انہوں نے تمام شہادتوں کو بے بنیاد قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ کسی تیسرے ہاتھ نے یہ سارا ڈرامہ کھیلا ہے جس کا مقصد ہمیں بدنام کرنے اور امن وامان کی صورت حال خراب کرنے کے سوا کچھ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ طلبا کی تمام چوٹیں معمولی نوعیت کی تھیں اور ایک بھی کاری ضرب نہ لگی جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ معمولی جھگڑا ہوا ہے ورنہ اگر کوئی سازش ہوتی یا مارنے کا منصوبہ ہوتا تو کوئی طالب علم بچ کر نہ جاتا یا کم از کم انہیں شدید ضربات آتیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ فساد اپوزیشن نے کرایا ہے تاکہ حکومت بدل جائے اور ملک میں بدامنی پیدا ہو۔

انہوں نے کہا مرزائیوں پر جہاد میں حصہ نہ لینے یا اس کے خلاف پرچار کرنے کا الزام غلط ہے بل کہ اس کے برعکس پاک بھارت جنگ میں امرتسر کے ریڈار کو اُڑانے والا آدمی مرزا ناصر احمد کا سالہ تھا، اس طرح رَن آف کچھ کو فتح کرنے والا جرنیل بھی احمدی تھا۔

۱۵ اگست ۱۹۷۴ء

شباب مفتی نے دلائل پیش نہیں کیے

لاہور، ۱۴ اگست، لاہور کے ممتاز ایڈووکیٹ جناب شباب مفتی نے ایک بیان میں بتایا ہے کہ کل انہوں نے ربوہ ٹربیونل کے سامنے ہو کر ایک تحریری بیان داخل کیا تھا۔ انہوں نے اس امر کی تردید کی ہے کہ ٹربیونل کے سامنے جن وکلاء نے دلائل پیش کیے ہیں ان میں وہ بھی شامل تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ اپنے موکلوں کی ہدایت پر ربوہ ٹربیونل میں وکالت سے دست بردار ہو

گئے تھے۔

۲۱ اگست ۱۹۷۴ء

جسٹس صمدانی نے سانحہ ربوہ کی تحقیقاتی رپورٹ

وزیراعلیٰ کو پیش کردی

لاہور، ۲۰ اگست (اپ پ) لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی نے ربوہ ریلوے سٹیشن کے سانحہ کے سلسلے میں تحقیقات کی رپورٹ مکمل کرنے کے بعد آج پنجاب کے وزیراعلیٰ مسٹر محمد حنیف رامے کو پیش کردی۔ یہ تحقیقاتی رپورٹ 112 ٹائپ شدہ فل سکیپ صفحات اور 6 جلدوں پر مشتمل ہے جس پر اب حکومت پنجاب غوروخوض کرے گی۔ یاد رہے کہ صوبائی حکومت نے سانحہ ربوہ کی تحقیقات کے لیے گزشتہ مئی کے آخر میں ٹربیونل مقرر کیا تھا جس نے پانچ جون سے اپنی کارروائی شروع کردی اور قادیانیوں اور غیر قادیانیوں پر مشتمل 70 افراد کی شہادتیں قلم بند کیں۔ گواہوں کی شہادتیں اور ان پر جرح 3 اگست کو ختم ہوگئی تھی۔ وزیراعلیٰ نے مسٹر جسٹس صمدانی کی محنت اور رپورٹ کی تکمیل کے لیے دلی شکریہ ادا کیا۔ صوبائی حکومت کے غوروخوض کے بعد یہ رپورٹ وفاقی حکومت کو بھیج دی جائے گی تاکہ وہ قومی اسمبلی کے سپرد کردی جائے جو ایک کمیٹی کی حیثیت سے قادیانیوں کے مسئلے پر غور کررہی ہے۔

☆

اداریے/شذرات

احترام مساجد

۳ جولائی ۱۹۵۲ء

ہم کل ان کالموں میں حکومت کو یہ مشورہ دے چکے ہیں کہ وہ احترام مساجد کو ملحوظ رکھے۔ ہم نے اپنے نامہ نگاروں کے ذریعے اس سلسلہ میں جو معلومات حاصل کی ہیں، ان کے پیش نظر ہم حکومت کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ عام مسلمان اس امر کو پسند نہیں کرتے کہ دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت مساجد میں مداخلت کی جائے۔ ہمیں یقین ہے کہ حکومت کے اپنے ذرائع سے بھی ہماری اس اطلاع کی تصدیق ہی ہو گی۔ حکومت قیام امن کے لیے تمام تدابیر اختیار کرے مگر مساجد کی حرمت میں کوئی فرق نہ آنا چاہیے۔

صوبہ لیگ کونسل مسلم لیگ کی قرارداد

۳۰ جولائی ۱۹۵۲ء

پنجاب مسلم لیگ کونسل نے اپنے ایک معرکۃ الآرا اجلاس میں (جو نو دس ماہ کے وقفہ بعد منعقد ہوا تھا) ایک قرارداد مسئلہ کشمیر کے متعلق بھی منظور کی ہے۔ اس قرارداد میں مسئلہ کشمیر کے حل میں ناروا تعویق پر تشویش و اضطراب کا اظہار کیا گیا ہے۔ بعض لوگ اس بدگمانی میں مبتلا ہو گئے تھے کہ شاید پنجاب مسلم لیگ مسئلہ کشمیر کو بھول ہی گئی ہے۔ الحمدللہ کونسل نے اس بدگمانی کا ازالہ اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ صوبہ لیگ کشمیر کو نہیں بھولی۔ اس نے یہ رسمی قرارداد منظور کر کے کشمیر کی یاد کا حق بھی ادا کر دیا ہے۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند!

سنا ہے کہ کونسل کے اجلاس میں بعض مقررین نے ملک کی خارجہ پالیسی پر اعتراضات

کیے اور بعض صاحبوں نے تو اپنے واجب الاحترام مسلم لیگی قائدین کے بارے میں اس سوء ظن سے بھی احتراز نہ کیا کہ اربابِ اقتدار اپنی غلطیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے مسئلہ کشمیر کی آڑ لے رہے ہیں۔ بھلا ہو صدر صوبہ کا کہ انھوں نے برسر اجلاس اس بہتان کی تردید کر دی۔

صدر صوبہ دولتانہ صاحب نے خارجہ پالیسی کے دفاع میں دلائل کے انبار لگاتے ہوئے یہ کہا کہ خارجہ پالیسی کے لیے کوئی خاص فرد ذمہ دار نہیں، یہ پالیسی پوری حکومت کی پالیسی ہے اور اس کے لیے ساری کابینہ ذمہ دار ہے۔ ہم دولتانہ صاحب کو مبارک باد دیتے ہیں کہ انھوں نے ایک حقیقت کا اعتراف تو فرمایا۔ گو یہ الزام اس کے بعد بھی باقی رہتا۔ ہے کہ ہماری خارجہ پالیسی یکسر ناکام رہی ہے۔ البتہ یہ درست ہے کہ خارجہ پالیسی کی ذمہ داری کسی ایک فرد پر عاید نہیں کی جاسکتی۔ جب تک مسٹر لیاقت علی خاں زندہ تھے۔ خارجہ پالیسی کی ذمہ داری سراسر ان کی وزارت پر عاید ہوتی تھی اور اب جب کہ خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم ہیں اس پالیسی کے لیے ان کی حکومت ذمہ دار ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ چوں کہ اس پالیسی کے لیے کسی خاص فرد کی بجائے پوری وزارت ذمہ دار ہے اس لیے یہ پالیسی صحیح ہوگئی۔ ہماری رائے میں یہ خارجہ پالیسی قطعاً بے جان اور بے اثر ہے اور اس نے پاکستان کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ قارئین گواہ ہیں کہ ہماری یہ رائے آج سے نہیں۔ ہم شروع سے ہی اس خیال کا اظہار کرتے چلے آرہے ہیں کہ پاکستان نے اپنی خارجہ پالیسی کو صحیح خطوط پر اُستوار نہیں کیا۔

چند ماہ ہوئے اوکاڑہ کے غازی سراج الدین منیر صاحب ہمارے پاس تشریف لائے تھے اور یہ فرمایا کہ ایک کام میں ہماری مدد کیجیے۔ ہم نے ان سے یہ عرض کیا کہ فرمایئے اگر کوئی اچھا کام ہوگا تو ہم ضرور حسب توفیق آپ کی مدد کریں گے۔ انھوں نے فرمایا کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی کے باعث ملک کو بڑا نقصان پہنچ رہا ہے۔ ہم سر ظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے علاحدہ کرنا چاہتے ہیں، اس میں ہماری مدد کیجیے۔ ہم نے یہ کہا کہ کام واقعی نیک ہے۔ ہماری اپنی رائے خارجہ پالیسی کے بارے میں یہی ہے اور ہم آپ سے بہت پہلے نوائے وقت میں اس رائے کا اظہار اور اس بنا پر سر ظفر اللہ کی علاحدگی کا مطالبہ کر چکے ہیں۔ ہم اس کام میں ضرور آپ کی مدد کریں گے مگر شرط یہ ہے کہ ایک کام میں آپ بھی ہماری مدد کریں۔ منیر صاحب نے فرمایا

کہ ہم ضرور مدد کریں گے کہیے۔ ہم نے یہ عرض کیا کہ صرف خارجہ پالیسی ہی نہیں پاکستان کی مسلم لیگی وزارت کی پوری حکمت عملی بہ حیثیت مجموعی ملک کے لیے نقصان دہ ہے ہم اس ساری وزارت کو ہی علاحدہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اس کام میں ہماری مدد فرمائیں۔ جب ساری وزارت علاحدہ ہوگئی تو وزیر خارجہ بھی علاحدہ ہوجائیں گے۔ غازی منیر صاحب نے ہماری یہ شرط نہ مانی اور اسی پر زور دیتے رہے کہ پہلے سر ظفر اللہ کو نکالیں، باقی کو بعد میں نکالیں گے۔

خیر یہ تو ایک لطیفہ تھا مگر حقیقت یہی ہے اور میاں دولتانہ نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے کہ سب وزارتوں کی ذمہ داری مشترکہ ہوتی ہے اور کسی پالیسی کے لیے کسی خاص وزیر کو ذمہ دار نہیں قرار دیا جاسکتا۔ سوال خوراک کا ہو یا خارجہ پالیسی کا اگر حکمت عملی خراب ہے تو اس کے لیے پوری وزارت ذمہ دار ہے۔ خرابی کی اصلاح مقصود ہے تو خرابی کی جڑ کاٹیے، محض ٹہنیوں کے کاٹنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ چہرے کے دھبوں کو نہ دھونا اور محض آئینہ پر دھبوں کو صاف کرتے رہنا تدبر کی نشانی نہیں۔

☆

چودھری ظفر اللہ کا استعفیٰ

۱۰ اگست ۱۹۵۲ء

آج کراچی کی یہ رپورٹ بہت سے اخبارات میں شائع ہوئی ہے کہ چودھری ظفر اللہ وزیر خارجہ نے اپنے عہدہ سے استعفاء دے دیا ہے، تادم تحریر یہ رپورٹ تصدیق طلب ہے لیکن اگر واقعی چودھری صاحب نے استعفاء دے دیا ہے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے اچھا کیا ہے۔

قارئین کو یاد ہوگا کہ ہم نے ۱۷ جولائی کے پرچہ میں ''سر ظفر اللہ علاحدہ ہوجائیں'' کے عنوان سے ایک نوٹ میں یہ لکھا تھا کہ:

ہم چودھری ظفر اللہ کو یہ مشورہ دیں گے کہ وہ از خود وزارتِ خارجہ سے الگ ہو جائیں۔ سر ظفر اللہ ایک مسلم لیگی وزیر ہیں اور مسلم لیگ وزارت کے ایک رکن کی

حیثیت سے مسلم لیگ کے فیصلوں کے پابند؛ اس وقت ان کی وزارت ملک کے لیے ایک بڑا متنازعہ فیہ مسئلہ بن گئی ہے۔ اگر وہ ازخود وزارت سے مستعفی ہو جائیں تو اپنی پارٹی مسلم لیگ اور اپنے ملک پر بڑا اکرم کریں گے۔ جمہوری ملکوں میں جب کسی وزیر کے خلاف اس زور شور سے احتجاج کیا جائے تو اس کی پارٹی اس کی پشت پناہ بنتی ہے یا وہ وزیر ازخود استعفاء دے دیتا ہے یا پھر پارٹی اسے وزارت سے نکال دیتی ہے۔ اس معاملہ میں سر ظفر اللہ اور مسلم لیگ دونوں کی پوزیشن ناقابل فہم اور مضحکہ خیز ہے۔ ان کی پارٹی مسلم لیگ منقارِ زیر پر ہے، نہ انھیں وزارت سے خارج کرتی ہے نہ ان کی پشت پناہ بنتی ہے۔ اندریں حالات خودداری کا تقاضا یہی ہے کہ ظفر اللہ خاں صاحب ازخود عہدۂ وزارت سے مستعفی ہو جائیں۔''

تین روز قبل ۱۶ اگست کے اداریہ میں بھی ہم نے یہی بات دہرائی تھی، اب چودھری ظفر اللہ صاحب کے استعفیٰ کے بعد پوزیشن صاف ہو جائے گی، اگر مسلم لیگ پارٹی ان سے غیر مطمئن ہے تو ان کا استعفیٰ منظور کر لے گی، اگر اس کے برعکس ان پر اعتماد ہے تو وہ ان کا استعفیٰ مسترد کر دے گی۔

[نوٹ: نوائے وقت مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۵۲ء کے مطابق سر ظفر اللہ کا استعفیٰ قبول نہ کیا گیا اور وہ بدستور اپنے منصب پر براجمان رہے۔ قادری]

☆

تحقیقاتی کمیشن

مورخہ ۱۶ جون ۱۹۵۳ء

حکومت پنجاب نے (ہماری معلومات کے مطابق حکومت پاکستان کے ایما پر) ایک تحقیقاتی کمیشن کے تقرر کا اعلان کیا ہے جو ہائی کورٹ کے دو ججوں پر مشتمل ہو گا اور مارچ 1953ء کے الم ناک ہنگاموں کے سلسلہ میں تحقیقات کرے گا کہ ان کی ذمہ داری کس پر

عاید ہوتی ہے اور مقامی حکومت کس حد تک اس سلسلہ میں اپنے فرائض کی انجام دہی میں کامیاب ثابت ہوئی ہے؟ ہم تحقیقاتی کمیشن کے تقرر کے فیصلہ کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ ہماری رائے میں ایک ایسے بلند تحقیقاتی کمیشن کا تقرر نہایت ضروری تھا۔ گزشتہ الم ناک حادثوں میں بہت سی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں، ایک انسانی زندگی کا اتلاف بھی ایک بڑا حادثہ ہے چہ جائیکہ اتلاف جان بہت زیادہ ہو۔ اس امر کی ضرورت تھی کہ حکومت ایک ایسا کمیشن مقرر کرے جس پر قوم کو پورا اعتماد ہو اور یہ کمیشن پوری چھان بین کے بعد اپنا فیصلہ صادر کرے کہ آگ اور خون کے اس کھیل کی اصل ذمہ داری کس پر عاید ہوتی ہے۔ جہاں تک عام لوگوں کا تعلق ہے۔ ان کی غالب اکثریت نہ تشدد کی حامی تھی نہ تشدد کو پسند کرتی تھی نہ اس کی نیت ملک وملت کے امن کو نقصان پہنچانے کی تھی۔ عام لوگوں کے مذہبی جذبات کو اُبھارا گیا اور مذہب کے نام پر اپیل کے جواب میں ''لبیک'' اس برِ اعظم پاکستان و ہند کے مسلمانوں کا قدیم شیوہ ہے۔ گزشتہ پچاس سال کی تاریخ گواہ ہے کہ مذہب کے نام پر مسلمانوں کو جب بھی بلایا گیا وہ دیوانہ وار اس دعوت کے جواب میں آئے۔ اگر دعوت دینے والے رہنما مخلص اور ایمان دار تھے اور دعوت، فی الواقعہ ملت اور مذہب کی سربلندی کے لیے تھی تو عوام کی قربانی رائیگاں نہیں گئی لیکن اگر مذہب کے نام پر عوام کو بلانے والے خود ہی مخلص نہ تھے، مذہب کا محض پردہ تھا اُن کی اغراض کچھ اور تھیں تو نتیجہ ہمیشہ یہی ہوا کہ سادہ لوح مخلص مسلمانوں نے گولیاں بھی کھائیں اور جیل بھی گئے مگر نام نہاد لیڈر یا میدان چھوڑ کر بھاگ گئے یا انھوں نے اپنی قیمت وصول کر کے جذبۂ ایثار سے سرشار مسلمان عوام کو بیچ ڈالا۔ بہر حال عوام (یا کم از کم ان کی غالب اکثریت) کے خلوص سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ وہ جب بھی آگ میں کُودے ان کا مقصد نہ اپنی دُکانِ قیادت کو چمکانا تھا نہ جلب منفعت ہی مقصود تھی۔ انھوں نے تو ہمیشہ یہ سمجھ کر قربانی دی کہ اس سے خدا خوش ہوگا اور ہماری ملت کو فائدہ پہنچے گا۔

ہماری رائے (جو حالات کے مطالعہ ومشاہدہ پر مبنی ہے) یہ ہے کہ حالیہ اَلم ناک ہنگاموں کا اندازہ بھی ہماری پچاس سالہ تاریخ سے کچھ مختلف نہ تھا اور عام لوگوں کا خلوص اس مرتبہ بھی مشتبہ نہ تھا۔ کاش عوام کا یہ جذبہ ایثار فی الواقعہ تعمیر ملت کے کام آتا اور ان کی قربانیاں حقیقت میں قوم کو فائدہ پہنچاتیں۔

مجوزہ کمیشن کو معلوم کرنا چاہیے کہ لیڈروں میں سے کون مخلص تھا اور کس کی نیت خالص تاجرانہ تھی اور اس کا مقصد اپنی دُکانِ قیادت کا فروغ؟ عوام کو گم راہ کرنے کے لیے کون ذمہ دار تھے؟ ہنگامہ ہائے تشدد کی ذمہ داری کس پر عاید ہوتی ہے؟ اور ان کا اصل مقصد کیا تھا؟

پھر سابق صوبائی وزارت اور مقامی حکومت کے طرزِ عمل کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے اور ہم خوش ہیں کہ کمیشن کے فرائض تعین کرتے وقت اس اہم شق کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔ مقصد انتقام ہر گز نہیں ہونا چاہیے۔

☆

مرزا صاحب کا اعلان

مورخہ ۲۰ جون ۱۹۵۳ء

مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا ایک بیان قارئین کی نظروں سے گزر چکا ہوگا ہم نے مذہبی مباحث میں حصہ لینے سے ہمیشہ احتراز کیا ہے کیوں کہ ہم اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتے کہ مذہبی مسائل میں رائے دیں مگر مرزا صاحب کے بیان کی اخبارات میں اشاعت نے موجودہ مخصوص حالات میں اسے ایک سیاسی اہمیت دے دی ہے۔ ہم مسئلہ کے محض سیاسی پہلو کے متعلق کچھ عرض کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔

مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اپنے بیان میں اپنی جماعت کا مسلک یہ بیان کیا ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ کسی نئی شریعت یا شریعت محمدی میں ترمیم کے قائل نہیں۔ ہر کلمہ گو کو امت محمدی کا رکن سمجھتے ہیں، خود بھی عام مسلمانوں کا کلمہ پڑھتے ہیں اور مسلمانوں کی سی نماز ادا کرتے ہیں۔

مرزا صاحب کا بیان نظر بہ ظاہر ان کی سابقہ پوزیشن میں ایک ترمیم کے مترادف ہے اور یہ ترمیم ہم عامیوں کی نظر میں خوش گوار اور خیر مقدم کی مستحق ہے۔ اسی سپرٹ (Spirit) کے ماتحت ہم انھیں یہ مشورہ دینے کی جسارت کرتے ہیں کہ ذرا اور کھل کر بات کریں تا کہ وہ ابہام جو

گول مول گفتگو سے پیدا ہو جاتے ہیں، دُور ہو جائیں۔ ہماری ناچیز رائے میں مرزا صاحب کو غیر مبہم الفاظ میں یہ اعلان کرنا چاہیے کہ

''ان کی جماعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتی ہے اور اس عقیدہ سے ہم آہنگ ہے کہ محمد رسول اللہ کے بعد تشریعی یا غیر تشریعی ظلّی یا بروزی نبی نہیں آئے گا''۔

ہمارے خیال میں یہ اعلان ابہام کو دُور کرنے میں کامیاب ثابت ہوگا۔

مرزا صاحب کو مسئلہ کے ایک اور پہلو پر بھی غور کرنا چاہیے جس کا تعلق ان کی جماعت کے عقیدہ سے زیادہ اس کے طرز عمل پر ہے۔ ہم کوئی ناگوار بات کہہ کر کسی کا دل نہیں دُکھانا چاہتے مگر مرزا صاحب کو اپنی جماعت کے اس طرز عمل میں ترمیم کے مسئلہ پر جو وہ عامۃ المسلمین سے رَوا رکھتی ہے۔ سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہیے اگر ان کا عقیدہ فی الواقعہ یہی ہے کہ سب کلمہ گو مسلمان ہیں اور ہر عقیدہ کا کلمہ گو امت محمدی کا رکن ہے تو پھر ان کلمہ گوؤں سے عام زندگی میں علاحدگی کیوں؟ ان کے ساتھ نماز پڑھنے سے کیوں احتراز؟ نماز جنازہ سے کیوں گریز؟ شادی بیاہ رشتہ ناطے پر کیوں قدغن؟

ہمیں اعتراف ہے کہ کوئی شخص یا گروہ کسی دوسرے شخص یا گروہ کو مجبور نہیں کرسکتا کہ وہ ضرور اس سے رشتہ ناطہ کرے۔ سُنّی اور شیعہ بل کہ بعض اوقات خود دو سُنّی گھرانے بھی باہمی رشتہ ناطہ پسند نہیں کرتے مگر ان میں باہمی رشتہ ناطہ کی ممانعت تو کوئی نہیں!

ان کا عقیدہ ان پر کوئی پابندی نہیں کرتا، کسی کی مرضی جو باہمی شادی کرے نہ مرضی ہو نہ کرے۔ اگر مرزا صاحب کی جماعت ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتی ہے تو وہ اس معاملہ میں مختلف طرز عمل کیوں اختیار کرتی ہے؟ ہماری رائے میں نفاق کی جڑ ایسی پابندیاں ہیں۔

ماننا نہ ماننا مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پر ہے مگر ہم انہیں یہ مشورہ دیں گے کہ جہاں انھوں نے مذکورہ بالا اعلان کیا ہے وہاں اپنی جماعت کو یہ ہدایات بھی جاری کریں کہ

''ا۔ جماعۃ المسلمین کے ساتھ اور عامۃ المسلمین کے پیچھے نماز پڑھنے کی کوئی ممانعت نہیں۔

ب۔ عام مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنے پر کوئی پابندی نہیں۔

ج۔عام مسلمانوں سے رشتہ ناطہ کی کوئی ممانعت نہیں۔‘‘

مرزا بشیر الدین محمود احمد کو سیاسی شعور سے بہرہ وافر ملا ہے ہم یہ نہیں مان سکتے کہ وہ زمانے کے تقاضوں کو نہیں سمجھتے۔اگر جھوٹا وقار انھیں صحیح قدم اٹھانے سے روک رہا ہے تو یہ بڑے افسوس کی بات ہے اگر وہ قائل ہو چکے ہیں کہ صحیح قدم کیا ہے تو کوئی خیال اب اس قدم کی راہ میں حائل نہیں ہونا چاہیے۔

☆

قرآن میں تحریف

مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۷۳ء

گذشتہ تین چار ماہ سے قرآن مجید کے تحریف شدہ نسخوں کے بارے میں دینی حلقوں کی جانب سے زبردست احتجاج کیا جارہا ہے، اس کی صدائے بازگشت صوبائی اسمبلی میں بھی سنی گئی تھی، جس پر اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے ایوان کو یقین دلایا تھا کہ حکومت اس معاملہ کی چھان بین کرنے کے بعد ایسے نسخوں کو ضبط کر کے اس کے مرتکبین کے خلاف کارروائی کرے گی۔ انہوں نے یہ بھی بتایا تھا کہ ایسے نسخوں کے بارے میں محکمہ اوقاف کو ہدایت کردی گئی ہے کہ وہ ان کی نشان دہی کرے۔

دینی حلقوں کے اس اضطراب کے بارے میں ہم نے بھی ان کالموں میں دو مرتبہ ارباب حکومت کی توجہ مبذول کرائی ہے جس کے جواب میں ایک صاحب ہمیں قرآن مجید کا نسخہ دے گئے کہ اس میں کہاں تحریف کی گئی ہے؟ اس پر ہم نے علماء کرام کو دعوت دی تھی کہ اگر ان کی نظر سے کوئی تحریف شدہ نسخہ گزرا ہے تو وہ اسے منظر عام پر لائیں۔اس کے جواب میں ہمیں متعدد مضامین موصول ہوئے ہیں جن میں ایک مخصوص فرقہ کے بانی کی تصانیف میں بہ طور حوالہ درج بعض آیات قرآنی میں لفظی تحریف کی نشان دہی کی گئی ہے۔اسی طرح اس فرقہ کے طبع شدہ قرآن مجید کے ترجمہ میں معنوی تحریف کی مثالیں پیش کی گئی ہیں چوں کہ حکومت اس معاملہ میں

خود دل چسپی کا اظہار کر چکی ہے، اس لیے ہم کسی قسم کے تبصرہ کے بغیر توقع کرتے ہیں کہ صوبائی حکومت نے محکمہ اوقاف کو جو فرض سپرد کیا تھا اس کی ادائیگی میں مزید تاخیر نہیں ہوگی تاکہ سواد اعظم میں پھیلی ہوئی غلط فہمی کا مداوا ہو سکے۔

☆

فضائیہ سازش کیس یا سکینڈل!

۱۹ اپریل ۱۹۷۴ء

قومی حلقوں بالخصوص قومی اخبارات نے مسلح افواج کے بارے میں رائے زنی کرتے وقت ہمیشہ حزم و احتیاط کو ملحوظ رکھا ہے اور ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ پاک سرزمین کے جانباز محافظوں اور ان کے افعال و کردار کو نقد و جرح کا نشانہ بنانے سے اجتناب کیا جائے کہ قومی اور دفاعی مصلحتوں کا تقاضا یہی ہے۔ ہماری قومی زندگی کی اس روایت اور تنقید و تنقیص سے مسلح افواج کے اس استثنا ہی کا شاید یہ نتیجہ ہے کہ قومی رنجشیں اور کدورتیں بعض اوقات سکینڈلوں کو جنم دینے کا موجب بنتی ہیں۔ اسی قسم کی ایک افسوس ناک صورت حال فضائیہ کے ''سازش کیس'' کی تحقیقات کے دوران منظر عام پر آئی ہے۔

چند ماہ پیشتر پاک فضائیہ کے بعض افسروں جن میں بعض انتہائی سینئر افسر بھی شامل تھے۔ کے حکومت کا تختہ اُلٹنے کی سازش میں ملوث ہونے کی اطلاع منظر عام پر آئی تھی تو قومی اخبارات نے اگرچہ اس ضمن میں کھل کر کچھ کہنے میں تامل سے کام لیا۔ لیکن قومی حلقوں اور نجی محفلوں میں ایسی سرگوشیاں سنائی دیتی رہیں کہ یہ سازش کیس نہیں۔ فضائیہ میں ایک بااثر اور مخصوص و مختصر طبقہ کا سکینڈل ہے اور انھوں نے بعض مخصوص عزائم و مقاصد کی خاطر اپنے ساتھی افسروں کو سازش کے الزام میں ملوث کیا ہے۔ بہرکیف بارہ (۱۲) افسروں کا کورٹ مارشل ہوا۔ ان میں سے چار افسروں کو سزا دی گئی، ایک افسر کے خلاف الزامات ثابت نہ ہو سکے تو دوسرے افسروں کو بھی بری کر دیا گیا ان میں چار ایسے افسر بھی تھے جن کے خلاف کافی شواہد دستیاب نہیں ہو سکے

تھے اور انھیں ابتدائی کارروائی کے بعد کورٹ مارشل کے روبرو پیش ہی نہیں کیا گیا تھا۔ کورٹ مارشل نے قواعد کے مطابق اپنا فیصلہ فضائیہ کے چیف آف سٹاف کو بھیج دیا تھا۔ انھوں نے ان سات افسروں کو بھی جنہیں کورٹ مارشل نے بری کر دیا تھا۔ ریٹائر کر دیا۔ نیز ان چار افسروں کو بھی اپنے خصوصی اختیارات بروئے کار لاتے ہوئے ریٹائر کر دیا جن کا کورٹ مارشل نہیں ہوا تھا۔ یہ سکینڈل وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی توجہ کا مرکز بنا اور انھوں نے قانونی مشورے کے بعد انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے سات افسروں کو بحال کر دیا اور باقی سات افسروں کی ریٹائرمنٹ کی توثیق کر دی تاہم ان پر نجی سرکاری یا نیم سرکاری ملازمت کرنے کی پابندی ختم کر دی اور یہی سکینڈل فضائیہ کے سربراہ ائیر مارشل ظفر چودھری کی قبل از وقت ریٹائرمنٹ کا موجب بنا۔

ائیر مارشل ظفر چودھری نے جس وقت پاک فضائیہ کی کمان سنبھالی تھی تو اس وقت ہی بعض حلقوں میں ان کے بارے میں طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہونے لگی تھیں اور شکوک و شبہات کا اظہار ہونے لگا تھا کہ وہ خاص پس منظر اور خاص دل چسپیوں کے حامل ہیں۔ اس قسم کی باتوں کا سلسلہ سال ڈیڑھ سال چلتا رہا اور اب وزیر اعظم بھٹو بھی ان کو خاص دل چسپی تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں اور انھیں قبل از وقت ریٹائر کر دینے کو ہی قرین مصلحت تصور کیا ہے۔ ائیر مارشل ریٹائر ظفر چودھری نے جو کیا تھا وہ ان کے آگے آیا لیکن اس سے ہمارے ارباب اقتدار کو یہ سبق حاصل کرنا چاہیے کہ جو لوگ انتہائی ذمہ دار پوزیشنوں پر فائز ہیں۔ انھیں آیندہ زیادہ سے زیادہ سُوجھ بوجھ اور فہم و فراست سے کام لینا چاہیے۔ ائیر مارشل (ریٹائرڈ) ظفر چودھری کے زمانہ میں ائیر فورس میں بھرتی کے ضمن میں ایک خاص مکتب فکر اور ایک خاص کالج کے نوجوانوں کو ترجیح دینے کی باتیں بھی سننے میں آتی رہی ہیں۔ ارباب اقتدار و اختیار کو اس بارے میں بھی پوری چھان بین کرنی چاہیے۔

آخر میں ہم یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ فضائیہ کے ایک سینئر افسر کی تربیت و پرداخت پر اگر لاکھوں نہیں تو ہزاروں روپے ضرور صرف ہوتے ہیں۔ عوامی خزانہ سے ان مصارف کے علاوہ ایک افسر پر کئی سال کی محنت صرف ہوتی ہے یعنی فضائیہ کا ہر افسر قوم کا قیمتی اثاثہ اور متاع عزیز ہوتا ہے اور اس کو علاحدہ کرتے وقت متعلقہ ارباب بست و کشاد کو انتہائی سوچ بچار

اور سُوجھ بوجھ سے کام لینا چاہیے۔ اب جن سات افسروں کی ریٹائرمنٹ کی توثیق کی گئی ہے لیکن انہیں دوسری سرکاری ونیم سرکاری ملازمتوں کے اہل سمجھا گیا ہے ان کا اگر دماغ خراب نہیں ہوا وہ دفاع وطن کے تقاضوں کے ضمن میں اپنی ذمہ داریاں پوری کر سکتے ہیں اور اس قابل ہیں کہ قومی رازوں کے ضمن میں ان پر اعتماد کیا جا سکے تو پھر ان کے معاملات پر فراخ دلانہ نظر ثانی کرنی چاہیے۔ یہ اَمر باعث اطمینان ہے کہ سازش کیس کی تحقیقات کے دوران متعلقہ افراد کے ساتھ ہونے والی بعض زیادتیوں یا بے جا سختیوں کی تحقیقات کی جائے گی اور اگر یہ ثابت ہو گیا کہ بعض افراد کے خلاف واقعی زیادتی ہوئی ہے تو اس کے ذمہ دار افراد کو سزا دی جائے گی۔ وزیراعظم بھٹو نے اس معاملہ میں دل چسپی لے کر واقعی انصاف کے تقاضے پورے کیے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ زیادتیوں کی تحقیقات اور ریٹائر ہونے والوں کے معاملات پر فراخ دلانہ نظر ثانی کے تقاضے بھی پورے کیے جائیں گے۔

☆

ربوہ کا خطرناک حادثہ

مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۷۴ء

ربوہ ریلوے سٹیشن پر گزشتہ روز بارہ ڈاؤن چناب ایکسپریس کی ایک بوگی پر لاٹھیوں، تلواروں، خنجروں اور ہاکیوں سے مسلح تقریباً پانچ ہزار افراد کا حملہ کوئی ایسا حادثہ نہیں کہ اسے معمولی سمجھ کر نظرانداز کر دیا جائے۔ یہ انتہائی خطرناک مضمرات کا حامل ہے اور اگر ارباب اقتدار واختیار نے اس کی تفتیش وتحقیقات یا ملزموں کو قرار واقعی سزا دینے میں کسی نرمی یا تساہل سے کام لیا تو یہ حادثہ داخلی انتشار واضطراب اور خارجی خطرات سے دوچار ملت کے لیے انتہائی نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ حکومت پنجاب کے ترجمان کا یہ اعلان باعث اطمینان ہے کہ حکومت کو اس واقعہ سے پیدا شدہ صورت حال کی نزاکت کا پورا احساس ہے اور وہ امن عامہ خراب کرنے اور اشتعال انگیز کارروائیوں کے مرتکب ہونے والے عناصر کے خلاف سخت کارروائی کرے گی۔ قانون کی خلاف ورزی کسی صورت میں نہیں برداشت کی جائے گی اور ملزموں کو چاہے وہ کسی

طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں- اپنے جرم کی سزا بھگتنا پڑے گی۔ حکومت کی اس یقین دہانی کے پیش نظر، ہم عوام سے یہ اپیل کرنا چاہتے ہیں کہ وہ سرکاری تفتیش و تحقیقات کے نتائج کا انتظار کریں۔ ضبط و تحمل کا ثبوت دیں اور اپنے جذبات پر اشتعال کے سائے نہ پڑنے دیں۔

اس حادثہ کی جو تفاصیل منظر عام پر آئی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ نشتر میڈیکل کالج ملتان کے ایک سو ساٹھ طلباء پشاور ڈویژن کا تفریحی دورہ ختم کرنے کے بعد واپس جا رہے تھے، جب ان کی گاڑی ربوہ ریلوے سٹیشن پر رُکی تو ایک فرقہ کے پانچ ہزار مسلح افراد نے ان پر حملہ کر دیا اور انھیں بُری طرح زدوکوب کیا۔ اس حملہ میں تیس (۳۰) طالب علم زخمی ہو گئے اور کئی مسافر طلباء کا سامان بھی لٹ گیا۔ حملہ کا سبب یہ بتایا جاتا ہے کہ نشتر میڈیکل کالج کے طلباء نے ۲۲ مئی کو پشاور جاتے ہوئے ربوہ ریلوے سٹیشن پر ختم نبوت کے حق میں نعرے لگائے تھے جس پر ربوہ کے متذکرہ فرقہ کے طلبا اور دوسرے افراد نے انتقام لینے کا پروگرام بنایا تھا۔ اس پروگرام میں مبینہ طور پر ریلوے سٹیشن ربوہ کا سٹیشن ماسٹر بھی شریک تھا جو اسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہے اور جس نے سگنل کرنے کے باوجود ٹرین کو کافی دیر تک ریلوے سٹیشن پر روکے رکھا۔

نشتر میڈیکل کالج کے طلبا کا ''قصور'' اگر واقعی یہ تھا کہ انھوں نے ختم نبوت کے حق میں نعرے لگائے تھے تو اس میں برائی یا اشتعال کی کیا بات ہے۔ یہ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین ہیں اور ربوہ ریلوے والے بھی گزشتہ دسمبر میں اپنے سالانہ اجتماع میں یہ اعلان کر چکے ہیں کہ وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کرتے ہیں بل کہ اب تو چنیوٹ سے سرگودھا جاتے وقت ربوہ کی حدود میں داخل ہوتے ہی بڑے بڑے پتھروں پر جلی حروف میں ''خاتم المرسلین زندہ باد'' لکھا نظر آتا ہے، اس سے ان کی مراد یقیناً یہ نہیں کہ وہ خدانخواستہ مرزا صاحب کو خاتم المرسلین سمجھتے ہیں- پھر اشتعال اور حملہ کا کیا جواز تھا؟ انھوں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں کیوں لیا؟

پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے، آئین کی رُو سے سرکاری مذہب اسلام قرار پایا ہے اور پاکستان کے ارباب اقتدار اپنے عہدے کا حلف اٹھاتے وقت اپنے مسلمان ہونے اور ختم نبوت کے عقیدہ پر یقین رکھنے کا اعلان کرتے ہیں۔ ربوہ کے اس فرقہ والے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں (اور جیسا کہ ہم نے کہا ہے کہ اب وہ دوسرے مسلمانوں کی طرح ختم نبوت کو تسلیم کرنے کا

اظہار کر چکے ہیں) پھر مسلمانوں کے ایک فرقہ کے لیے ختم نبوت کا نعرہ کیوں وجہ اشتعال بنا۔ ہمیں یقین ہے کہ صوبائی حکومت متذکرہ حادثہ کی تحقیقات کے دوران اس پہلو کو بھی ملحوظ رکھے گی اور اس امر کا ہمیشہ کے لیے فیصلہ کر دیا جائے گا کہ یہ فرقہ اپنے آپ کو دوسرے مسلمانوں سے کس عقیدہ کی بنا پر الگ رکھنا چاہتا ہے، وہ ختم نبوت کو تسلیم کرتا ہے یا نہیں اور سڑک پر خاتم المرسلین زندہ باد کے کتبے لگوانے کا کیا مطلب ہے؟

اس ضمن میں ہم اربابِ حکومت کی توجہ اس امر کی جانب بھی مبذول کرائیں گے کہ اس فرقہ کا ترجمان اخبار مرزا صاحب اور ان کے عزیز و اقارب کے لیے وہی القاب استعمال کرتا ہے جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، امہات المومنین یا اہل بیت کے لیے مختص ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایک فرقہ اپنے مسلمان ہونے کا دعویدار بھی ہو، ختم نبوت کے اقرار کا اظہار بھی کرے لیکن اس فرقہ کے سربراہ یا ان کے خاندان کے دوسرے سربراہ یا ان کے خاندان کے دوسرے افراد کے لیے ایسے القاب استعمال کیے جائیں جو محض رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور خانوادہ رسول کے لیے مختص ہوں اور پھر ختم نبوت کے حق میں نعرہ اس فرقہ کے افراد کے لیے وجہ اشتعال بھی بنے۔

عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ ربوہ کے علاقہ میں سرکاری افسر اہل کار وغیرہ تعینات کرتے وقت بالعموم ایسے لوگ یہاں بھیجے جاتے ہیں جو اس فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ ربوہ کے سٹیشن ماسٹر اور عملہ کے بعض دوسرے افراد کا اس فرقہ سے تعلق اس کا ثبوت ہے۔ ہمارے لیے یہ امر ناقابل فہم ہے کہ ربوہ کے قصبہ یا شہر کو انتظامی عملہ کے اعتبار سے ایک خاص فرقہ کے لوگوں کے لیے کیوں محدود و مختص کیا جا رہا ہے۔ آخر ربوہ کو ایک ''بند شہر'' کیوں بنایا جا رہا ہے۔

آخر میں ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو ایک بار پھر اپیل کریں گے کہ وہ صبر و تحمل سے کام لیں۔ وہ بڑی بڑی زیادتیاں برداشت کرتے آئے ہیں۔ اس نازک مرحلہ پر ضبط و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ قانون کو ہاتھ میں نہ لیں اور انتظار کریں کہ ارباب حکومت اس ''تازہ شگوفہ'' کا کیا علاج کرتے ہیں۔ مسلم پاکستان کو ہوش کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے اور اشتعال یا جوش میں آ کر کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیے جو ملت کے لیے باعثِ زیاں ہو۔ ''نوائے وقت'' کے یہ کالم گواہ ہیں کہ ہم نے ربوہ کے اس فرقہ کے تو کیا ہر فرقہ کے بارے میں ہمیشہ حزم و احتیاط سے

کام لیا ہے اور اپنے جذبات پر قابو رکھتے ہوئے ہمیشہ کسی فرقہ وارانہ بحث سے دامن بچانے کی کوشش کی ہے کیوں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ملک ایسی نازک بحث کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ اب ربوہ ریلوے سٹیشن پر جو کچھ ہوا ہے اس کے بعد ہمارے لیے اس مسئلہ پر اظہار خیال سے اجتناب کرنا ممکن نہیں رہا۔ لیکن ہم یہ کہنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ اس مسئلہ کو تشدد و طاقت کے ذریعے یا قانون ہاتھ میں لے کر حل نہیں کیا جاسکتا۔ حکومت نے اس حادثہ کا سنجیدگی سے نوٹس لیا ہے اور اس کی ساری مشینری حرکت میں آئی ہوئی ہے۔ ہمیں قانون کی حکمرانی کے عمل اور اس کے منطقی نتیجہ کا انتظار کرنا چاہیے۔

نظر ثانی کی ضرورت

مورخہ ۲ جون ۱۹۷۴ء

حکومت پنجاب نے ربوہ ریلوے سٹیشن کے حالیہ حادثہ سے پیدا شدہ صورت حال کے بارے میں کسی قسم کی خبر یا تبصرہ شائع کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔ یہ پابندی ایک ماہ کے لیے عائد کی گئی ہے۔

ہم یہ عرض کرنے کی پوزیشن میں نہیں کہ اربابِ حکومت نے اس قسم کا انتہائی قدم اُٹھانے میں کیا مصلحت سمجھی ہے کیوں کہ اس پابندی سے عامۃ الناس میں ایک خلا پیدا ہو جائے گا اور اس خلا میں طرح طرح کی افواہیں پھیلیں گی۔ سرگوشیاں ہوں گی، فضا مسموم ہوگی اور اس مسموم فضا سے پاکستان دشمن عناصر کو انتشار و افراتفری پھیلانے کا موقع ملے گا۔ پاکستان اس وقت انتہائی نازک حالات سے دوچار ہے اور جیسا کہ وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے کہا ہے، ہم اس وقت انتشار و تفریق کی کسی کارروائی کے متحمل نہیں ہوسکتے۔ ربوہ ریلوے سٹیشن کے حادثہ کے خلاف جو کچھ ہو رہا تھا وہ سواد اعظم کا فطری ردعمل تھا لیکن یہ بات بڑی اطمینان بخش تھی کہ کسی بھی جگہ صورت حال بے قابو نہیں ہوئی تھی بل کہ اکثر مقامات پر شہریوں نے ہوش کا دامن ہاتھ سے نہیں

چھوڑا تھا۔ اخبارات اس بارے میں انتہائی حزم واحتیاط سے کام لے رہے تھے اور وزیر اعلیٰ پنجاب مسٹر حنیف رامے نے گزشتہ روز لاہور کے مدیران جرائد سے بات چیت کرتے ہوئے بعض اخبارات کے رویہ کو قابل تعریف قرار دیتے ہوئے خیال ظاہر کیا تھا کہ اس حادثہ کے بارے میں سنسر شپ یا مکمل پابندی عائد کرنے کا کوئی جواز نہیں، اس لیے اس حادثہ سے متعلقہ خبروں یا تبصروں کی اشاعت پر پابندی مناسب معلوم نہیں ہوتی بل کہ خدشہ ہے کہ افواہوں اور سرگوشیوں کی لہریں کہیں زیادہ نقصان دہ ثابت نہ ہوں۔

انسان کی یہ فطرت ہے کہ وہ اپنے اردگرد کے ماحول سے واقف ہونا چاہتا ہے اور ایسی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے جو اس کی زندگی پر کسی بھی انداز سے اثر انداز ہوسکتی ہوں۔ اگر اس کے ذوق تجسس کی تسکین کے ذرائع مسدود کردیے جائیں تو وہ ایسے وسائل تلاش کرنے لگتا ہے جو اسے کسی ممنوعہ چیز کے بارے میں کوئی معلومات مہیا کرسکتے ہوں۔ اس لیے صوبائی حکومت کے متذکرہ اقدام کا ردعمل نہ صرف افواہوں اور سرگوشیوں کی افزائش میں ہوگا بل کہ لوگ آل انڈیا ریڈیو اور بی بی سی پر انحصار کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بی بی سی، بھارتی ریڈیو اور ٹیلی ویژن کو پاکستان کے خلاف پروپیگنڈے کرنے اور طرح طرح کے منفی رجحانات پھیلانے کا موقع ملے گا۔

متذکرہ پابندی عائد کرنے کا فیصلہ کرتے وقت شاید اس پہلو کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ اربابِ حکومت کو چاہیے کہ وہ اپنے اس فیصلہ پر نظر ثانی کریں اور خواہ مخواہ دشمنوں کو انتشار پھیلانے کا موقع نہ دیں۔ اس کی بجائے اخبارات سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ مزید احتیاط سے کام لیں۔

☆

مسٹر بھٹو کے تدبر کی آزمائش!

مورخہ ۶ جون ۱۹۷۴ء

وزیراعظم بھٹو نے قومی اسمبلی میں واقعہ ربوہ پر بحث کے دوران تقریر کرتے ہوئے بجا طور پر کہا ہے کہ قادیانی مسئلہ اس حکومت کا پیدا کردہ نہیں۔ یہ قیام پاکستان سے بھی پہلے موجود تھا جہاں تک اس حکومت کا تعلق ہے، اس نے آئین کے ذریعے صدر اور وزیراعظم کے حلف ناموں سے ختم نبوت پر قوم کا اعتقاد واضح کر دیا ہے لیکن درپیش مسائل کا تقاضا یہ ہے کہ ملک میں امن وامان برقرار رکھا جائے۔ جذبات مشتعل ہونے سے پاکستان کمزور ہو جائے گا۔ موجودہ حالات میں اس مسئلہ کا حل سنجیدگی کے ساتھ سوچا جانا چاہیے۔

۲۹ مئی کو ربوہ ریلوے سٹیشن پر جو کچھ ہوا، اس کا حکومت نے سخت سنجیدگی کے ساتھ نوٹس لیا ہے۔ اس سے پہلے بھی وزیراعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو اور وزیراعلیٰ پنجاب مسٹر حنیف رامے قومی اتحاد و یک جہتی کی خاطر ضبط و تحمل کا مشورہ دیتے ہوئے ملزموں کو اپنے کیفر کردار تک پہنچانے کا یقین دلا چکے ہیں۔ لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس صمدانی نے اس اَلم ناک حادثہ کی تحقیقات شروع کر دی ہے۔ سرکاری ذرائع کے مطابق حکومت نے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد کو بھی حادثہ ربوہ کے ضمن میں شامل تفتیش کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ حکومت محسوس کرتی ہے کہ کوئی شخص بھی قانون سے بالا نہیں۔ وہ مقام آ گیا ہے جب حکام نے یہ محسوس کر لیا ہے کہ مرزا صاحب کو بھی تحقیقات میں شامل کر لیا جانا چاہیے۔ حکومت ابھی تک زیادہ تر اس واقعہ کے ردعمل سے ہی نبٹ رہی تھی۔ امید ہے اب وہ اس واقعہ اور اس کے محرکات سے بھی سختی کے ساتھ عہدہ برآ ہو گی۔ اس واقعہ کا جو بھی ردعمل ہوا، وہ قدرتی تھا لیکن ملک وملت کو درپیش اندرونی انتشار وخلفشار اور بیرونی خطرات کا یہ تقاضا ہے کہ ہم اپنے جذبات پر قابو رکھیں، قادیانی اقلیت ہیں یا الگ فرقہ ہیں ان کی جو بھی حیثیت ہے وہ ایک الگ معاملہ ہے۔ ان کے جان ومال

کی حفاظت بہر حال سوادِ اعظم کی ذمہ داری اور حکومت کا فرض ہے۔ پھر جو جرم ربوہ والوں سے سرزد ہوا ہے اس کا بدلا دوسرے شہروں اور قصبوں میں رہنے والے لوگوں سے لینا کس شریعت میں جائز ہے۔ ہم بڑے نازک دور سے گزر رہے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تشدد اور لاقانونیت کی طرف بڑھتے ہوئے ہاتھ نہ رکیں اور عیار دشمن اپنی ناپاک سازشوں میں کامیاب ہو جائیں۔

پاکستان اس وقت جس قسم کے حالات سے دوچار ہے ان کے پیش نظر یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ اگر صورت حال قابو میں نہ رہی تو اس کا لازمی نتیجہ جزوی فوجی کنٹرول یا مکمل مارشل لاء کی صورت میں برآمد ہو سکتا ہے۔ ملک و ملت اس وقت ان میں سے کسی کا بھی متحمل نہیں ہو سکتا۔ جمہوریت خواہ کتنی ہی بُری ہی کیوں نہ ہو، آمریت اور فوجی کنٹرول سے بہر حال بہتر ہوتی ہے کیوں کہ اس میں اصلاح احوال اور جمہوری نشو و ارتقاء کا امکان بہر حال باقی رہتا ہے۔ پاکستان میں جیسی بھی بُری بھلی جمہوریت ہے اگر خدانخواستہ وہ بھی نہ رہی تو پھر پاکستان کے خلاف بین الاقوامی سازشیں زیادہ شدت کے ساتھ بروئے عمل آ سکتی اور بہت جلد کامیاب ہو سکتی ہیں۔ جس کے نتائج بہر حال ملک و ملت کے حق میں اچھے نہیں ہوں گے۔ پاکستان اب کسی بھی نوعیت کے فوجی راج کو برداشت نہیں کر سکتا یہ عمل نقصان دہ ثابت ہوگا۔ پھر ہمیں اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ ایک سوپر طاقت کے ایجنٹ کچھ عرصہ سے پاکستان میں کچھ زیادہ ہی مصروف ہیں۔

سندھ بلوچستان سرحد وغیرہ میں انھی ایجنٹوں نے علاقائی قومیتوں کی تحریکیں چلانے اور صوبائی تعصبات اُبھارنے کی کوشش کی ہے۔

پاکستان میں قادیانیوں کا مسئلہ کوئی نیا نہیں اور یہ اچانک پیدا نہیں ہوا۔ ملک و ملت اس مسئلہ کی تباہ کاریوں سے ایک مرتبہ پہلے بھی دوچار ہو چکی ہے، حکومت کو اب اس مسئلہ کا کوئی دیرپا اور مستقل حل سوچنا چاہیے اور قوم کے سامنے پیش کرنا چاہیے۔ حکمران پیپلز پارٹی نے ختم نبوت کو آئین کے ذریعے حلف میں شامل کر کے بعض ایجی ٹیٹر (Agitator) علماء کرام سے یقیناً بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسٹر بھٹو کو اس کا اجر دے گا اب انھیں قادیانی مسئلہ کا کوئی مستقل اور دیرپا مذہبی و سیاسی حل بھی پیش کرنا چاہیے۔

قادیانی حضرات اگر خود ہی اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ سمجھتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کو

اپنے میں سے نہیں سمجھتے۔ ان کے ساتھ شادی بیاہ نہیں کرتے، ان کی نماز جنازہ اور جنازے میں شرکت نہیں کرتے۔ ان کی دعاؤں میں ان کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر شامل ہونا پسند نہیں کرتے تو پھر ایسے طرز عمل کے بعد انھیں بہ طور مسلمان وہ تمام مراعات حاصل کرنے کا حق نہیں ہونا چاہیے جو انھیں دفاعی اور سول ملازمتوں میں میسر ہیں یا بنکنگ، صنعت و تجارت اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں حاصل ہیں۔ ایسی صورت میں انھیں اقلیت قرار دینے کا مطالبہ غیر منطقی یا غیر ضروری یا جذباتی نہیں۔ پھر انھیں اسمبلیوں اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں ان کی آبادی کے مطابق نمائندگی دینے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

قادیانی جماعت نے ''دورِ حاضرہ میں سب سے پڑھا لکھا، قابل، روشن مثال، خیالی علوم جدیدہ کا ماہر، قابل فخر فرزند'' چودھری سر محمد ظفر اللہ پیدا کیا ہے لیکن چودھری صاحب نے ۱۹۵۳ء کی اینٹی قادیانی تحریک سے پانچ برس پیشتر اس مرحوم و مغفور کی نماز جنازہ میں شرکت کی بجائے غیر مسلم سفیروں کے ساتھ زمین پر بیٹھنا پسند کیا تھا جس نے چودھری صاحب کو سواد اعظم کے جذبات کی پروا نہ کرتے ہوئے پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ نامزد کر دیا تھا اور قوم جسے بابائے قوم حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کے نام سے جانتی ہے۔ عقیدہ کے لحاظ سے اس سے بڑھ کر کسی کی پختہ زُنّاری کیا ہو سکتی ہے؟

پاکستان کے ارباب اقتدار و اختیار کو سیاسی نقطۂ نگاہ سے بھی اس مسئلہ پر غور کرنا چاہیے۔ قادیانی حضرات اگر خود کو سواد اعظم سے الگ سمجھتے ہیں۔ ان کی اُمنگوں اور آرزوؤں کا مرکز قادیان ہے جو بھارت میں واقع ہے۔ یہ تصور ان کا جزوِ ایمان ہے کہ وہ ایک نہ ایک دن ضرور واپس قادیان جائیں گے۔ اب قادیان جانے کے دو ہی طریقے ہیں۔ ایک تو یہ کہ مشرقی پنجاب کو بزور بازو فتح کر کے قادیان پہنچا جائے۔ یہ ناممکن ہے۔ ویسے بھی قادیانی حضرات جہاد پر یقین نہیں رکھتے اور ان سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ لڑ کر مشرقی پنجاب فتح کریں گے۔ دوسرا طریقہ اکھنڈ بھارت کے ذریعے ہے یعنی مغربی پاکستان بھی خدانخواستہ بھارت کا حصہ بن جائے یا پنجاب اور تین ستانوں میں تقسیم ہو جائے جنھیں بھارت کی زیر سرپرستی بنگلہ دیش یا نیپال کا درجہ حاصل ہو جائے۔ ہمارے خیال میں یہ صورت کسی بھی باغیرت پاکستانی کو پسند نہیں ہو گی۔

گذشتہ انتخابات میں قادیانی فرقہ نے پیپلز پارٹی کی ''دامے۔ درمے۔ سخنے'' مدد کی تھی

اسے بدقسمتی کہہ لیجیے یا خوش قسمتی یا کچھ اور نام دے لیجیے۔ پیپلز پارٹی ان کے ساتھ اپنے وعدے پورے نہیں کر سکی اور یہ فرقہ اس سے شاکی ہو گیا۔ ظفر چودھری کی علاحدگی نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور کوئی عجب نہیں کہ یہ منظم فرقہ اب بھٹو صاحب اور ان کی پارٹی سے انتقام لینے پر تُل گیا ہو۔ حکمران جماعت اس مسئلہ سے کس طرح عہدہ برآ ہوتی ہے۔ یہ مسٹر بھٹو کے تدبر کی آزمائش ہے۔ جہاں تک قادیانی حضرات کا تعلق ہے، یہ بڑی عجیب بات ہے کہ تادم تحریر اس فرقہ کے کسی بزرگ کی طرف سے حادثہ ربوہ کے بارے میں کسی معذرت، وضاحت یا تردید کا اعلان نہیں ہوا، انھوں نے رسمی اظہار افسوس کرنے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی۔

ان مسائل سے بہر کیف ارباب اقتدار و حکومت کو عہدہ برآ ہونا ہے اور ہمیں دیکھنا اور انتظار کرنا چاہیے کہ وہ صوبے میں پیدا شدہ نازک صورت حال سے عہدہ برآ ہونے کے لیے کیا اقدامات کرتے ہیں۔ ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے پھر عرض کریں گے کہ وہ تحمل، برداشت اور نظم و ضبط سے کام لیں۔ قانون کو ہاتھ میں نہ لیں۔ قادیانی اگر اقلیت میں ہیں تو ان کے جان و مال کی حفاظت بھی عامۃ الناس کی ذمہ داری ہے۔ ہمیں مشتعل نہیں ہونا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارے پُرامن احتجاج پر تشدد و لاقانونیت کے منحوس سائے پڑنے لگیں اور ہمارے نشیمن کو برباد کرنے کی مکروہ سازشیں کامیاب ہو جائیں۔

☆

قادیانی مسئلہ کو بھی ہمیشہ کے لیے ختم کیجیے!

مورخہ ۹رجون ۱۹۷۴ء

پاکستان کے بعض شہروں اور قصبوں میں اب تک جو کچھ ہوا ہے یا بعض مقامات پر تھوڑی بہت جو کشیدگی پائی جاتی ہے وہ ایک واقعہ کا ردعمل ہے کوئی عام فساد یا کسی کی پیدا کردہ افراتفری ہرگز نہیں۔ یہ واقعہ جس قدر شدید تھا اس کا ردعمل بھی اسی قدر شدید ہوا ہے بل کہ اپوزیشن نے تو اس بارے میں تحمل و برداشت کا ثبوت دیا ہے، اپوزیشن اگر چاہتی تو وہ اسے ایک خوف ناک تحریک کی شکل وصورت دے سکتی تھی اور گزشتہ جمعہ کے بعد گرفتاریوں کا سلسلہ جاری رکھ سکتی تھی مگر اس نے ایسا نہیں کیا اور نہ ہی اسے پاکستان کو درپیش نازک حالات کے پیش نظر ایسا کرنا چاہیے، اس پر اپوزیشن کو لتاڑنا مناسب نہیں بل کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ قومی حلقوں میں مکمل اتحاد و یک جہتی کی فضا پیدا کی جائے۔ ملک کو داخلی مسائل اور انتشار آسا حالات سے نجات دلانے کے لیے مل کر کام کیا جائے۔

اس وقت سوادِاعظم کی طرف سے جو مطالبہ کیا جارہا ہے وہ کوئی نئی بات نہیں۔ ایک پرانا مسئلہ اور ایک پرانا مطالبہ ایک شدید واقعہ کے شدید ردعمل کی صورت میں دوبارہ سامنے آ گیا۔ جہاں تک اس مسئلہ کا تعلق ہے وہ تقسیم برصغیر کے وقت سے موجود ہے۔ قادیانی تقسیم کے خلاف تھے، وہ اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں اور ان کی تحریک کا مقصد یہ تھا (اور اب بھی ہے) کہ دنیا کے مسلمانوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کو احمدی بنایا جائے۔ وہ ہندوستان کو اس لیے اکھنڈ رکھنا چاہتے تھے کہ ''وسیع بیس (Base)'' سے اس مقصد کے لیے کام کیا جائے۔ وہ برصغیر کی تقسیم کو عارضی سمجھتے تھے۔ ان کے ان عزائم کی تصدیق قادیانیوں کے ترجمان روزنامہ الفضل کے ۵راپریل ۱۹۴۷ء کے اس شمارے سے بہ خوبی ہو جاتی ہے جس میں چودھری اعجاز نصر اللہ (ولد چودھری اسد اللہ خاں بیرسٹر برادر چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں) کے

نکاح کے موقع پر امیر جماعت کا خطبہ شائع ہوا تھا۔ اس خطبہ میں قادیانی جماعت کے امیر نے بڑے واضح الفاظ میں کہا تھا:

"ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہندو مسلم سوال اُٹھ جائے اور ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں تا کہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں...... ممکن ہے عارضی طور پر افتراق پیدا ہو اور دونوں قومیں جدا رہیں مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد دُور ہو جائے......"

قادیانی یا احمدی حضرات اگر اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ سمجھتے ہیں اور موجودہ حکومت نے حلف میں ختم نبوت کے عقیدے کو شامل بھی کر لیا ہے تو پھر اس مسئلہ کا منطقی انجام بھی ہونا چاہیے۔ ظاہر ہے یہ مسئلہ تشدد یا طاقت کے ذریعے حل نہیں ہو سکتا، اسے پُر امن طور پر آئینی طریقہ سے ہی حل ہونا چاہیے۔ اگر وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو اور وزیر اعلیٰ حنیف رامے بھی اپنے آپ کو سواد اعظم سے الگ نہیں سمجھتے تو پھر اسے حکومت کے وقار کا مسئلہ بنانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اسے بلا تاخیر حل کر دینا چاہیے۔ اس میں سب کا بھلا ہے اور حکمران پیپلز پارٹی بھی اس مسئلہ کو سواد اعظم کی منشا کے مطابق حل کر کے اس قدر ہر دل عزیز ہو سکتی ہے کہ وقت سے پہلے انتخابات میں شاید تمام نشستیں حاصل کر لے۔

آخر میں ہم اس ضمن میں عالمی عدالت انصاف کے سابق جج اور قادیانیوں کے ایک رہ نما سر محمد ظفر اللہ کے اس بیان کا تذکرہ بھی ضروری سمجھتے ہیں جو انھوں نے لندن میں دیا ہے اور جس میں انھوں نے پنجاب میں اپنے فرقہ پر مظالم ڈھانے کا الزام عائد کرتے ہوئے عالمی اداروں سے اپیل کی ہے کہ وہ حالات کا جائزہ لینے کے لیے اپنے مبصرین بھیجیں۔

عالمی اداروں کے وفد بڑے شوق سے یہاں آئیں وہ خود دیکھ لیں گے کہ سر ظفر اللہ کے واویلا کی حقیقت کیا ہے۔ ہم سر ظفر اللہ صاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ انھیں اپنے ہی فرقہ کے عمل کے جوابی رد عمل پر تو اپنے فرقہ پر مظالم کا گمان گزرنے لگا لیکن خود انھیں اس وقت احساس نہیں تھا کہ بانی پاکستان کے جنازے میں شریک نہ ہونے پر پاکستانی مسلمانوں کے جذبات کو کس قدر ٹھیس پہنچے گی اور ان کی اس حرکت کا خود ان کے اور ان کے فرقہ کے بارے میں کیا رد عمل ہوگا؟ اور پھر چودھری صاحب یا اس فرقہ کے کسی بزرگ نے تادم تحریر حادثہ ربوہ کی

مذمت میں بیان جاری کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ چودھری صاحب کی پریس کانفرنس کو بھارتی ریڈیو بہت اُچھال رہا ہے۔ چودھری صاحب نہیں جانتے کہ مسلمانوں کا گزشتہ چھبیس ستائیس سال میں کتنی بار قتل عام ہو چکا ہے، ایسے کئی مواقع پر تو چودھری صاحب نے عالمی ضمیر کو جھنجھوڑنے کی کوشش نہیں کی!

ایک بار پھر ہم پاکستانی عوام سے گزارش کریں گے کہ وہ اس مسئلہ کو پُرامن طور پر حل ہونے دیں اور کسی بھی صورت میں قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش نہ کریں۔ یہ مسئلہ سنجیدگی کے ساتھ حکومت کے زیرِ غور ہے، انھیں اس کے فیصلے کا انتظار کرنا چاہیے۔

☆

وزیراعظم بھٹو آخرت کمالیں

مورخہ ۱۰ر جون ۱۹۷۴ء

وزیراعلیٰ پنجاب جناب حنیف رامے نے یہ خوش خبری سنائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صوبہ بھر میں امن وامان قائم ہوگیا ہے چناں چہ حکومت نے اخبارات پر سے سنسر اور مساجد میں اجتماع پر سے عاید پابندیاں ختم کردی ہیں اور واقعہ ربوہ کے ردعمل کے بعد گرفتار شدگان کو رِہا کیا جارہا ہے۔ رامے صاحب نے علماء کرام، عوام اور اخبارات کا بھی شکریہ ادا کیا ہے کہ انھوں نے صورتِ حال کو مزید خراب ہونے سے بچالیا۔

وزیراعلیٰ نے یہ بھی بتایا ہے کہ انھوں نے ختم نبوت کے سلسلے میں پنجاب کے سوادِ اعظم کے جذبات سے مرکز کو آگاہ کردیا ہے اور اس مسئلہ کا کوئی دیرپا حل سوچا جارہا ہے چناں چہ لاہور کے اہل فکر حضرات سے ملنے اور اس ضمن میں مشورہ کرنے کے لیے وزیراعظم بھٹو پیر کو صوبائی دارالحکومت پہنچ رہے ہیں۔

اس وقت حادثہ ربوہ کی شرارت کے ذمہ دار لوگوں کے خلاف پولیس مصروفِ تفتیش ہے۔ ہائی کورٹ کے ایک معزز جج نے انکوائری بھی شروع کردی ہے۔ حادثہ ربوہ کے ردعمل پر

بھی صوبائی حکومت نے قابو پالیا ہے اور اس کی وجہ وزیر اعلیٰ نے یہ بتائی ہے کہ اخبارات، علماء کرام اور بالخصوص عوام نے تعاون کے جذبے اور شدید اور بھڑکے ہوئے جذبات کے باوجود صبر وتحمل سے کام لیا ہے۔

فریق ثانی کا رویہ یہ ہے کہ تادم تحریر حادثہ ربوہ کی اس کی طرف سے مذمت نہیں کی گئی۔ سر ظفر اللہ ایسی شخصیت نے لندن میں ایک یک طرفہ شر انگیز بیان دے کر پاکستان کے بارے میں اپنے خبثِ باطن کو ظاہر کر دیا ہے۔ اگر قادیانیوں نے یا ان کی طرف سے سر ظفر اللہ نے اپنی جماعت کے لیے پاکستان کی بجائے کوئی اور پناہ گاہ چن لی ہے تو اللہ تعالیٰ انھیں یہ انتخاب مبارک کرے۔ مسلمانانِ پاکستان نے ان کے سلسلے میں جس صبر وضبط کا گزشتہ ستائیس (۲۷) سال میں مظاہرہ کیا ہے، قادیانی حضرات ان سے اس سے زیادہ قربانی کی اُمید نہ رکھیں۔ ان کے رویے کی وجہ سے پاکستان کا امن دو بار سخت خطرے سے دوچار ہو چکا ہے۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ دَورِ غلامی کی یادگار ہیں۔ کسی آزاد اسلامی مملکت میں یہ مسئلہ پیدا نہیں ہوسکتا تھا۔ مسلمان تو خدا کی خدائی کا بھی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی کی وجہ سے قائل ہیں۔

گزشتہ ایام میں ہمیں قادیانیوں کے لاہوری فرقہ کے کئی بزرگوں کے خطوط اور فون موصول ہوئے ہیں۔ ان کا موقف یہ ہے کہ وہ اس فرقہ یعنی قادیانی حضرات سے الگ ہیں اور جناب مرزا غلام احمد کو نبی نہیں صرف مجدد مانتے ہیں۔ ہمارے کالم حاضر ہیں وہ جو کہنا چاہتے ہیں لکھ بھیجیں، اشتہار چھپوائیں، پوسٹر چھپوائیں اور اپنے مسلک کا اعلان کریں لیکن ہم ان سے اتنا ضرور پوچھنا چاہتے ہیں کہ جو شخص نبوت کا دعوے دار ہو (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننے کے بعد) اسے مجدد ماننا بھی کہاں تک مناسب ہے۔ توحید اور ختم نبوت اسلام کے دو بنیادی عقیدے اور ستون ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوی ملت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی مذموم کوشش ہے اور اس اتحاد کا تحفظ وطن عزیز کی جغرافیائی حدود کی حفاظت سے بھی زیادہ لازمی ہے۔ اسی لیے حضرت علامہ اقبال نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی نبوت کے ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے ہی خارج قرار دے دیا تھا۔ بہر حال یہ ان کا اپنا معاملہ ہے۔ ہم وزیر اعظم بھٹو سے یہی عرض کریں گے کہ وہ اپنی روایتی جرات رندانہ سے کام لے کر ایک فانی انسان کی تمام کمزوریوں کے باوجود سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایک ادنیٰ

غلام کی حیثیت میں ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آخرت کما لیں۔ دین کے ساتھ انھیں دنیا بھی مل جائے گی۔

☆

مرزا صاحب بھی بولے

مورخہ ۱۱ رجون ۱۹۷۴ء

واشنگٹن سے آمدہ اطلاع کے مطابق امریکی خبر رساں ایجنسی اے پی اے کو انٹرویو دیتے ہوئے ''پاکستان کے ویٹیکن (Vatican) ربوہ کے پاپائے اعظم'' (نوٹ یہ الفاظ ہمارے نہیں) مرزا ناصر احمد نے کہا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیانیوں کے خلاف موجود گڑ بڑ کا مقصد احمدی فرقہ کو تباہ کرنا ہے۔ انھوں نے کہا ہماری جائیدادوں کو لوٹا گیا، آگ لگائی گئی لیکن پولیس خاموش تماشائی بنی کھڑی رہی۔ انھوں نے واضح الفاظ میں مسٹر بھٹو کی پارٹی (بل کہ اپنی سابقہ پارٹی) پیپلز پارٹی پر الزام عائد کیا کہ یہ فسادات خود اس نے کروائے ہیں تا کہ وہ انتہا پسندوں کی حمایت حاصل کر کے اپنی بگڑی ہوئی ساکھ کو بحال کر سکے۔ مرزا صاحب نے کہا قادیانیوں کو خواہ قتل ہی کیوں نہ کر دیا جائے وہ اپنے مسلک اور عقیدے پر قائم رہیں گے۔

یہ فسادات پیپلز پارٹی نے اپنی گرتی ہوئی ساکھ بحال کرنے کے لیے کروائے ہیں یا قادیانیوں نے پیپلز پارٹی کے ساتھ پنجہ آزمائی کے لیے خود شروع کیے۔ اس کا جواب تو جلد صمدانی کمیشن رپورٹ میں مل جائے گا لیکن یہ حقیقت ہے کہ مرزا ناصر احمد اپنے مقلد سر ظفر اللہ کے نقش قدم پر چل پڑے ہیں۔ ہم بڑے ادب کے ساتھ انھیں یاد دلانا چاہتے ہیں کہ پولیس ۲۹ مئی کو بھی ربوہ ریلوے سٹیشن پر خاموش تماشائی بنی کھڑی رہی تھی جب ان کی ''امت'' نوجوان مسلمان طلبا کے خون سے ہولی کھیل رہی تھی۔ مرزا صاحب موجودہ مسندِ امارت سنبھالنے سے پہلے ساری عمر استاد اور پرنسپل رہے ہیں۔ ایک استاد کے نزدیک سب طالب علم اولاد کی طرح ہوتے ہیں۔ ان کا دل نہ اس وقت پسیجا جب ان کی دُرگت بن رہی تھی نہ تادم تحریر انھیں اس

واقعہ کی مذمت کی توفیق نصیب ہوئی ہے جو ان فسادات کا باعث بنا جن کی مذمت سر ظفر اللہ لندن میں پریس کانفرنس میں اور مرزا صاحب ربوہ میں غیر ملکی اخباری نمائندوں کو انٹرویو کے ذریعے کر رہے ہیں۔

☆

مرزا صاحب نے ہر قیمت پر اپنے مسلک اور عقیدے پر قائم رہنے کا بھی اعلان کیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ وہ مسلک اور عقیدہ ہے کیا!!!ابھی گذشتہ سال دسمبر میں اپنے سالانہ اجلاس میں خود مرزا صاحب نے فرمایا تھا کہ وہ بھی مسلمانوں کی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ کیا مرزا صاحب نے اپنے تازہ ترین موقف پر بھی نظر ثانی کر لی ہے؟

کوئی نہیں چاہتا کہ مرزا صاحب اپنے دادا کا باطل مسلک و عقیدہ چھوڑیں لیکن وہ کروڑوں کلمہ گو مسلمانوں اور غلامانِ محمد سے کس طرح توقع کرتے ہیں کہ وہ اپنے ایمان اور اسلام کے بنیادی نظریے سے دست بردار ہو جائیں!

☆

اخباری نمائندوں کے خلاف مقدمات کیوں!!!

مورخہ ۱۲ر جون ۱۹۷۴ء

ملک کے مختلف شہروں میں گذشتہ کچھ عرصہ سے واقعہ ربوہ کے خلاف ردعمل کے طور پر احتجاجی جلوس نکالے جا رہے ہیں۔ اس قسم کا ایک جلوس چند روز قبل بورے والہ میں بھی نکالا گیا تھا جیسا کہ ہر شہر میں اخباری نمائندے جلسوں جلوسوں اور مظاہروں وغیرہ کی رپورٹنگ کرتے ہیں۔ متذکرہ جلوس کی بھی رپورٹنگ ہوئی اور اخباری نمائندے جلوس کے ساتھ ساتھ رہے۔ نمائندہ نوائے وقت بھی پیشہ وارانہ فرائض ادا کر رہا تھا لیکن مقامی پولیس نے اس کے قتل چوری اور ڈاکہ زنی کے الزامات میں مقدمہ درج کر لیا ہے۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بھی ہمارے نمائندہ سمیت بعض اخباری نمائندوں کو پولیس نے کئی گھنٹے تک حراست میں رکھ کر پریشان کیا۔ شہر کی پولیس ان نمائندوں کو مجبور کرتی رہی کہ وہ شہر میں ہڑتال نہ کرنے کی اپیل کریں۔ چوں کہ وہ اپیل

کرنے کی حیثیت میں نہ تھے اس لیے پولیس نے انھیں حوالات میں بند کر کے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی اور ڈی پی آر رُولز ۴۹ کے تحت ان کے خلاف مقدمہ درج کر کے ۱۹ جون تک جوڈیشنل ریمانڈ حاصل کرلیا ہے- یہ سراسر زیادتی ہے۔

بڑی عجیب بات ہے کہ اخباری نمائندوں کو خواہ مخواہ پریشان کیا جارہا ہے اور ان کے خلاف فرضی مقدمے درج کیے جا رہے ہیں۔ کوئی بھی ذی ہوش اور ذی شعور شخص یہ اندازہ لگا سکتا۔ ہے کہ ہر قسم کے واقعات کا جائزہ لینا ہر اخباری نمائندہ کا فرض ہے اور اسے معلومات حاصل کرنے۔ کے لیے جگہ بہ جگہ جانا پڑتا ہے۔ اسے بالواسطہ یا بلاواسطہ تنگ کرنے کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ کسی واقعہ کے بارے میں اخباری رپورٹ وغیرہ تیار نہ ہو سکے۔ متعلقہ حکام کو اس بات کا سدّ باب کرنا چاہیے اور متذکرہ نمائندوں کو پولیس کی من مانی کارروائی سے محفوظ رکھنے کے لیے یقین افروز اقدام کرنا چاہیے۔

یہاں پر بورے والہ کے اسسٹنٹ کمشنر مسٹر سیف اللہ خاں اور ڈی ایس پی راجہ عجائب خاں کے بارے میں حکومت کی توجہ دلانا نامناسب نہ ہوگا۔ ان دونوں افسروں کو چند روز قبل فرائض سے غفلت برتنے کا موردِ الزام ٹھہرایا گیا تھا۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں افسروں نے مقامی سیاست دانوں کے کہنے کے مطابق لوگوں کے ایک جلوس پر مبینہ طور پر گولی چلانے سے انکار کر دیا تھا۔ چناں چہ انھیں اس کی یہ سزا دی گئی کہ ایک کو رخصت قبل از ریٹائرمنٹ پر چلے جانے کا حکم دے دیا گیا تو دوسرے کو ملازمت سے الگ کر کے تحقیقات شروع کر دی گئی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کو چاہیے کہ وہ دونوں افسروں کے معاملہ پر نظر ثانی کرتے ہوئے انھیں ان کی ملازمتوں پر بحال کریں۔ انھوں نے کوئی بغاوت نہیں کی تھی اور نہ ہی حکومت کی حکم عدولی کا مظاہرہ کیا تھا، انھیں ناکردہ گناہ کی سزا نہیں ملنی چاہیے۔

☆

بھٹو صاحب، ارباب سیاست، دینی رہنما

اصل مقصد آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیں

مورخہ ۱۴ رجون ۱۹۷۴ء

وزیراعظم پنجاب مسٹر حنیف رامے نے ایک نشری تقریر میں عوام کو پھر یقین دلایا ہے کہ ربوہ کے واقعہ کے فوری ردعمل سے نبٹنے کے بعد اب حکومت اس مسئلے کا مستقل حل تلاش کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ انھوں نے کہا ختم نبوت کا مسئلہ ہمارے عقیدہ اور ایمان کا مسئلہ ہے، اس لیے حکومت اس کا مستقل حل تلاش کرنے کی پوری کوشش کر رہی ہے۔ وزیراعظم بھٹو خود لاہور تشریف لا کر دینی اور سیاسی رہنماؤں کے ساتھ مسئلہ کے حل کے لیے مذاکرات کر رہے ہیں۔ انھوں نے کہا بعض عناصر کی طرف سے بات چیت اور مذاکرات کے دوران ہڑتال اور مظاہروں کی دھمکی ناقابل قبول ہے۔

ہم وزیراعلیٰ کی اس رائے کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں کہ بات چیت اور مذاکرات کے دوران ہڑتال وغیرہ کی دھمکی ناقابل فہم ہے۔ ہڑتال کا نوٹس دینے والے بزرگ اور دوست ہی وزیراعظم سے ملنے والے تھے۔ انھیں تسلیم کرنا چاہیے کہ ان سے چُوک ہوگئی ہے۔ ممکن ہے ان کے انتہا پسند ساتھی اس طرح حکومت یا وزیراعظم پر دباؤ ڈال کر خود عوام سے کریڈٹ لینا چاہتے ہیں لیکن یہ مسئلہ نہ سیاسی فائدے حاصل کرنے کا ہے نہ یہ موقع کریڈٹ حاصل کرنے کا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے ہیں کہ کون کیا کر رہا ہے اور کس کی کیا نیت ہے۔ ہماری تاریخ گواہ ہے جس نے بھی سیاسی لحاظ سے ختم نبوت کے مسئلہ سے مفاد حاصل کرنے کی کوشش کی اس کا انجام بخیر نہیں ہوا۔ یہ مسلمانوں کے ایمان اور عقیدے کا مسئلہ ہے کسی کو اسے سیاسی کھیل بنانے کی جرات نہیں کرنی چاہیے۔ اگر وزیراعظم بھٹو اسے اپنے اعلانات کے مطابق سواد اعظم کے عقیدے اور ان کے نظریات کے مطابق حل کرتے ہیں تو دنیا

ہی میں ان کی آخرت بھی سنور جائے گی۔

اگر خدانخواستہ خدانخواستہ وہ ڈاج (dauge) کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں پھر ان کا ہی نہیں پاکستان کا بھی خدا حافظ!

پاکستان اس وقت بڑے نازک دَور سے گزر رہا ہے۔ ختم نبوت کا مسئلہ بھی نازک تر ہے۔ حادثہ ربوہ نے مسٹر بھٹو کو ایسے موڑ پر لا کھڑا کیا ہے کہ وہ مجبور ہو گئے ہیں کہ اس کا مستقل حل عوام کے سامنے پیش کریں لیکن اس کے لیے وقت اور طریق کار کی ضرورت ہے۔ البتہ یہ سوچ بچار اور طریق کار دریافت کرنے کا وقفہ مختصر سے مختصر ہونا چاہیے۔ اگرچہ مسٹر بھٹو نے مجیب کو خود رِہا کر دیا تھا۔ بنگلہ دیش کو تسلیم کرنے کا بوجھ بھی قومی اسمبلی کی منظوری کے باوجود انھیں خود اٹھانا پڑا تھا۔ اب اگر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اعلان وہ خود نہیں کر سکتے اور یہ مسئلہ اسلامی مشاورتی کونسل کے سامنے اور پھر اس کی سفارش قومی اسمبلی میں پیش کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے بھی تین چار ہفتوں سے زیادہ وقت کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر وہ ٹائم ٹیبل کا واضح اعلان کر دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ عوام اپنے وزیر اعظم پر اعتماد کرتے ہوئے امن و امان کے ساتھ گھروں میں نہ بیٹھ جائیں۔ قادیانیوں کے جان و مال کی حفاظت بہر حال حکومت کی ذمہ داری اور عوام کا اخلاقی فرض ہے۔ ہمیں یقین ہے اس ضمن میں وزیر اعظم کے دوٹوک اعلان کے بعد یہ مسئلہ امن و امان کا مسئلہ نہیں رہے گا۔ لوگ مطمئن ہو جائیں گے کہ ان کے عقیدے ایمان اور جذبات کے مطابق پاکستان میں ختم نبوت کا ہمیشہ کے لیے تحفظ ہو گیا ہے۔ اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا رویہ قابل تعریف ہے۔ پاکستان کے وزیر اطلاعات و نشریات و اوقاف و حج مولانا کوثر نیازی بھی ایک عالم دین ہیں۔ ابھی کل ہم نے اپنے کالموں میں ان کی حال ہی میں شائع شدہ ایک کتاب سے ختم نبوت کے موضوع پر عالمانہ مضمون شائع کیا ہے۔ وہ اس حکومت کے ''شیخ الاسلام'' بھی ہیں۔ ہمیں یقین ہے ایک فانی انسان کی تمام کمزوریوں کے باوجود انھیں ختم المرسلین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی غلامی پر فخر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ غلام کے کیا فرائض ہیں؟ ان سے وہ کب عہدہ برآ ہوں گے!

آخر میں ہم علماء کرام سیاسی اکابر اور ارباب حکومت کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ہڑتال کو وقار یا انا کا مسئلہ نہ بنائیں ممکن ہے ان سطور کی اشاعت تک ہڑتال کا نوٹس دینے

والے بزرگ یہ نوٹس واپس لے لیں۔اس سے ان کے وقار میں اضافہ ہوگا۔اگر نہ بھی لیں تو وزیراعظم بھٹوکو اسے ان عناصر کی اجتہادی سیاسی غلطی سمجھ کر درگذر سے کام لینا چاہیے۔اس سے اصل مقصد اُن کی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونا چاہیے۔اگر اس نازک موقع پر فریقین میں کش مکش شروع ہوگئی تو اس سے فائدہ ختم نبوت کے دشمنوں کو ہی پہنچے گا۔اور نہ صرف مسٹر بھٹو ایک تاریخ ساز کارنامے کے اعزاز سے محروم ہو جائیں گے بل کہ اس بدقسمت ملک کی تاریخ کا دھارا بھی غلط سمت میں مڑ سکتا ہے۔تمام متعلقہ حضرات کو سیاست لڑانے کی بجائے اپنی عاقبت اور اس ملک کے مستقبل کا خیال کرنا چاہیے۔

☆

قادیانیوں کا مسئلہ-وزیراعظم کی یقین دہانی

مورخہ ۱۵ر جون ۱۹۷۴ء

وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کا یہ اعلان باعث اطمینان ہونا چاہیے کہ ربوہ کے واقعہ سے تعلق رکھنے والے سارے مسئلہ کو جولائی کے پہلے ہفتہ میں قومی اسمبلی میں پیش کر دیا جائے گا۔ حکمران جماعت کے ارکان پر پارٹی کی طرف سے کسی قسم کا دباؤ نہیں ڈالا جائے گا اور انھیں آزادی ہوگی کہ وہ کم وبیش نوّے (۹۰) سال پرانے اس اہم دردناک مسئلہ کو عوام کی اکثریت کی خواہشات، ایمان اور عقیدے کے مطابق مستقل طور پر حل کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔اس ضمن میں سوادِ اعظم کا مطالبہ یہ ہے کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے، ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے اور قادیانیوں کو کلیدی آسامیوں سے الگ کر دیا جائے۔وزیراعظم نے واشگاف الفاظ میں اعلان کر دیا ہے کہ جو شخص ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں ہے۔وزیراعظم نے اس ضمن میں اپنے موقف کی بھی وضاحت کر دی ہے اور بتایا ہے کہ بجٹ منظور ہونے کے فوراً بعد وہ یہ مسئلہ اسمبلی میں لے جائیں گے اور قومی اسمبلی سے کہیں گے کہ وہ اس بارے میں ایک قرارداد منظور کرے۔اس کے بعد قومی اسمبلی کو اختیار ہوگا کہ وہ یہ مسئلہ اسلامی مشاورتی کونسل کو

پیش کرے یا سپریم کورٹ کے کسی جج کے سپرد کر دے۔انھوں نے یقین دلایا ہے کہ قادیانیوں کے مسئلہ پر جمہوری منصفانہ اور صحیح فیصلہ ہوگا۔ایسا فیصلہ جو وزیراعظم کے لیے قابل فخر ہوگا۔

وزیراعظم کے اس واضح اور دوٹوک اعلان کے بعد اس بارے میں کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ قادیانیوں کا مسئلہ سوادِ اعظم کی خواہشات، ایمان اور عقیدے کے مطابق حل نہیں کیا جائے گا لیکن کوئی مسئلہ طے کرنے کے لیے بہر حال وقت درکار ہوتا ہے اور ہر کام کرنے کا کوئی طریقہ ہوتا ہے۔وزیراعظم نے جو طریق کار اختیار کرنے کا یقین دلایا ہے، موجودہ حالات میں اس پر اعتراض کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔وزیراعظم بھٹو اس بارے میں ذاتی فتویٰ بھی دے چکے ہیں کہ جو شخص ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں ہے اس لیے کوئی وجہ نہیں کہ قومی اسمبلی عوامی اُمنگوں کے مطابق کوئی قرارداد منظور نہ کرے۔بہر کیف عامۃ الناس کو اب چاہیے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ کے ارکان قومی اسمبلی سے رجوع کریں اور انھیں کسی طرف سے کسی ہدایت کا انتظار کیے بغیر بیان دینے پر مجبور کریں یا ان کے تحریری حلف نامے حاصل کریں اور انھیں منظر عام پر لائیں تاکہ ارکان اسمبلی کہیں اسلام و پاکستان کے دشمن عناصر کے ہاتھوں ایکسپلائٹ (Exploit) ہو کر سوادِ اعظم کی مایوسی کا موجب نہ بنیں۔اس لیے ارکان اسمبلی پر دباؤ جاری رہنا چاہیے۔اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ لوگ گھروں سے باہر نکل آئیں اور ان ارکان اسمبلی کا گھیراؤ کریں۔ہم تشدد و لاقانونیت کے کبھی حامی نہیں رہے اور ہمارا یہ پختہ نظریہ ہے کہ تشدد و لاقانونیت سے مسئلے حل نہیں ہوتے بل کہ مزید اُلجھ جاتے ہیں۔مطلب صرف یہ ہے کہ جو کام کیا جائے اور ارکان اسمبلی پر یہ دباؤ ڈالا جائے کہ وہ نہ صرف اسمبلی میں سوادِ اعظم کی رائے کا احترام کریں بل کہ وزیراعظم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انھیں یقین دلائیں کہ وہ مسلمان ہیں۔ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے والوں کو غیر مسلم سمجھتے ہیں اور انھیں اقلیت قرار دینے کے عوامی مطالبہ کے حامی و موید ہیں۔

اس ضمن میں یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ اسلامی ممالک بالخصوص ہمارے عرب بھائی یہ فکر کرتے رہتے ہیں کہ پاکستان میں نبوت کا دعویٰ کرنے والے ایک شخص کے مقلدین کا فرقہ پنپ رہا ہے، رابطہ عالم اسلامی نے اپنے ایک اجلاس میں یہ مطالبہ بھی کیا تھا کہ اس فرقہ کو اقلیت قرار دے دیا جائے، اگر ممکن ہو تو حکومت پاکستان اور دینی جماعتوں کے زعما، فضلا، قضاۃ اور

دینی رہنماؤں کا فوراً ایک اجلاس بلائیں اور قادیانیوں کے مسئلہ پر ان کا فتویٰ حاصل کر کے شائع کریں تاکہ اسلامی دنیا میں کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہو۔ یہ کام مولانا کوثر نیازی کو کرنا چاہیے۔ اسلامی ملکوں میں ہمارا ''امیج'' سو فیصد درست رہنا چاہیے اور اس بارے میں افریقی ممالک کو خاص طور پر اعتماد میں لینا چاہیے۔ ہمارے لیے یہ ضروری ہے کہ افریقہ کے مسلم ممالک کے قضاۃ و علماء کرام کو مختصر نوٹس پر دعوت دے کر پاکستان بلایا جائے اور قادیانیوں کے بارے میں ان سے بھی فتویٰ حاصل کیا جائے، یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ افریقہ وہ براعظم ہے جس میں قادیانیوں کی سرگرمیاں سب سے زیادہ ہیں اور جہاں قادیانی اسلام کے نام پر مرزائیت پھیلا رہے ہیں۔ قادیانیوں کی دینی اعتبار سے ملک کے اندر اور باہر ہر جگہ بیخ کنی ہونی چاہیے۔

قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے سیاسی عواقب و نتائج بھی ہمارے پیش نظر رہنے چاہییں۔ ایم ایم احمد، سر ظفر اللہ اور ڈاکٹر عبدالسلام ایسے حضرات کی لابی خاص سرگرم ہے۔ انگریز اپنے خود کاشت پودے ''قادیانی فتنہ'' کی ابھی تک سرپرستی کر رہا ہے۔ ظفر اللہ خاں نے تحریک پاکستان کے دوران ''سر'' کا خطاب واپس کرنے کی زحمت تک گوارا نہیں کی تھی اور ایسے لوگوں کو تاہنوز انگریز کی سرپرستی حاصل ہے۔ بھارتی اور کمیونسٹ لابی، یہودی پریس اور صیہونیت پاکستان کے خلاف جس مکروہ پروپیگنڈے اور سازشوں میں مصروف ہے وہ چنداں محتاج وضاحت نہیں۔ یہ عناصر یقیناً قادیانیوں کی سرپرستی کریں گے اس لیے ہمیں ان کا جواب دینے کے لیے تیار رہنا چاہیے اور باہر کی دنیا کو ابھی سے یہ بتانے کی کوشش کرنی چاہیے کہ پاکستان کی اکثریت اس فرقہ کے بارے میں کیوں اور کیا رائے رکھتی ہے اور حکومت اکثریت کی رائے کا احترام کرتے ہوئے جمہوری طریقہ سے منصفانہ طور پر مسئلہ حل کر رہی ہے۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ سر ظفر اللہ صاحب کو پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے اور عالمی اداروں کے اپنے مبصر پاکستان بھیجنے کا مطالبہ کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔

آخر میں ہم وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو سے یہ کہنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے گردوپیش پر بھی کڑی نظر رکھیں اور ایسے لوگوں سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کریں جن کے پاکستان سے باہر رہنے والے بااثر ہم عقیدہ لوگوں کے ساتھ روابط ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ جرمنی کے مستعفی سابق چانسلر ولی برانت کے جاسوس کی طرح مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کا کوئی ''مصاحب''

پاکستان کے راز باہر بھیج رہا ہو۔ ایسے عناصر کو ''پرائم منسٹر ہاؤس'' یا کسی اور کلیدی مقام پر برداشت کرنا نہ صرف مسٹر بھٹو بل کہ پاکستان کے لیے بھی نقصان دہ ثابت ہوگا۔

☆

علماء کرام کی گرفتاریاں

مورخہ ۱۷ر جون ۱۹۷۴ء

راول پنڈی، اسلام آباد اور گجرات میں ۲۷ ممتاز علماء کرام اور بعض طالب علم لیڈروں کی جو گرفتاریاں عمل میں لائی گئی ہیں انھیں قومی حلقوں میں تشویش واضطراب کی نگاہ سے ہی دیکھا جائے گا۔ اس وقت جب کہ حالات بڑی نازک صورت اختیار کر چکے ہیں اور ہر فریق کی جانب سے انتہائی حزم واحتیاط کے مظاہرہ بل کہ ہر قدم پھونک کر رکھنے کی ضرورت ہے۔ علماء کرام کی گرفتاریاں فضا کو مکدر و پراگندگی کے بھگولوں میں دھکیلنے کا موجب بن سکتی ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو ان کی گرفتاریوں کے خلاف عوام کے ردعمل کا مظاہرہ شروع ہو چکا ہے۔ راول پنڈی میں ان گرفتاریوں کی اطلاع منظر عام پر آتے ہی کاروباری مراکز اور منڈیاں بہ طور احتجاج بند کر دی گئیں۔ قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کے ارکان نے بھی واک آوٹ کر کے ان گرفتاریوں پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور جس قسم کی فضا پیدا ہو چکی ہے اس کے پیش نظر یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ گرفتار شدہ علماء کرام نے حوالات سے اپنی بے جواز گرفتاریوں کے خلاف راول پنڈی شہر، صدر اور اسلام آباد میں ہڑتال کرنے کی جو اپیل کی ہے وہ رائیگاں نہیں جائے گی۔

ممتاز علماء کرام کی گرفتاریوں کی وجہ بیان نہیں کی گئی البتہ یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ انھیں گزشتہ جمعہ کے روز مساجد میں قادیانیوں کے بارے میں تقاریر کی بنا پر گرفتار کیا گیا ہے۔ حکومت کی جانب سے تادم تحریر ان گرفتاریوں کے متعلق کوئی وضاحت نہیں کی گئی۔ اس لیے ہم یہ عرض کرنے کی پوزیشن میں نہیں کہ متذکرہ عام قیاس میں کس حد تک صداقت ہے البتہ ہم یہ

عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اگر علماء کرام کو واقعی قادیانیوں کے بارے میں تقاریر کی بنا پر گرفتار کیا گیا ہے تو پھر اس اقدام کی اجازت دینے والے حکام نے انتہائی بے تدبیری کا مظاہرہ کیا ہے۔

گذشتہ جمعہ کے روز پاکستان کے تمام شہروں اور قصبوں میں مکمل ہڑتال تھی یہ ہڑتال قادیانیوں کے بارے میں سواد اعظم کے جذبات واحساسات کا مظاہرہ تھا اور یہ بڑے اطمینان کی بات ہے کہ عامۃ الناس نے ہوش کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا۔ اس ہڑتال کے دوران لوگوں نے مساجد میں علماء کرام کی تقاریر اور خطابات بھی سنے اور نماز جمعہ کے بعد اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ اس روز ملک بھر میں کسی جگہ ہنگامہ نہیں ہوا، کہیں کوئی جھگڑا نہیں ہوا، کسی جگہ کوئی شر وفساد رونما نہیں ہوا اور عوامی جذبات کا مظاہرہ انتہائی پُرامن رہا۔ اب اگر اس روز کی تقاریر کو اندیشہ نقص امن پر محمول کرتے ہوئے علماء کرام کو گرفتار کیا جائے تو اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ فضا خواہ مخواہ خراب ہوگی اگر ان تقاریر کا کوئی منفی نتیجہ برآمد ہونا ہوتا تو یہ نماز جمعہ کے بعد ہی ہو جاتا جب کہ صورت حال (ہڑتال کی وجہ سے) انتہائی نازک تھی اور ذرا سی بے احتیاطی خرابی کا باعث بن سکتی تھی۔ اگر اس نازک صورت میں بھی علماء کرام کی تقاریر امن وامان کو خراب کرنے کا موجب نہیں بن سکیں تو پھر انھیں اندیشہ نقص امن پر محمول کرنا درست نہیں، اس لیے مناسب یہی ہے کہ گرفتار شدہ علماء کو رہا کر دیا جائے اور فضا کو مزید خراب ہونے سے بچایا جائے۔

قادیانیوں کا مسئلہ حادثہ ربوہ کی وجہ سے پیدا ہوا ہے، جہاں تک اس حادثہ کا تعلق ہے ربوہ والوں نے ابھی تک اس کی مذمت تو کیا اس پر اظہار افسوس تک کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ بہر کیف یہ مسئلہ اب تحقیقاتی ٹربیونل کے روبرو پیش ہے اور ہم اس پر کوئی رائے زنی کرنا مناسب نہیں سمجھتے البتہ جہاں تک قادیانیوں کا تعلق ہے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو بھی یہ کہہ چکے ہیں کہ ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے والا مسلمان نہیں ہے۔ وہ اس ضمن میں یہ وضاحت بھی کر چکے ہیں کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا معاملہ قومی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔ قومی اسمبلی اس ضمن میں کوئی قرارداد اسلامی مشاورتی کونسل میں بھیجے گی۔ اب جب تک یہ مسئلہ اپنے منطقی انجام کو نہیں پہنچتا یعنی اسمبلی یا مشاورتی کونسل قرارداد منظور نہیں کرتی اس وقت تک حکومت سمیت تمام فریقین کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ وہ امن وامان کی فضا قائم رکھیں اور ایسی کوئی بات نہ ہونے دیں جو ملک میں انتشار ولاقانونیت پھیلا کر پاکستان اور اسلام کے دشمنوں کو تقویت

پہنچانے کا موجب بن سکتی ہو۔ ہم اس وقت انتہائی نازک حالات سے دوچار ہیں، ہماری سرحدوں پر خطرات منڈلا رہے ہیں، ہمارے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں، انڈر سوویت لابی بالخصوص سرگرم کار ہے اور ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ اس لابی کے بعض بدبخت غیر ملکی و پاکستانی ایجنٹ اور گماشتے یہاں انتشار و افراتفری پیدا کرنے کے مواقع تلاش کرتے رہتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ انڈو سوویٹ لابی کے یہ ملکی و غیر ملکی ایجنٹ ارباب حکومت کی نظروں سے پوشیدہ نہ ہونے کے باوجود کھلم کھلا اپنے ناپاک مشن کے لیے کام کر رہے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ ارباب حکومت پاکستان دشمن عناصر کو کھلم کھلا کام کرنے کے مواقع کیوں مہیا کر رہے ہیں اور ان کا احتساب و مواخذہ کیوں نہیں کیا جاتا۔

بہرکیف ہم عامۃ الناس سے اپیل کریں گے کہ وہ پُرامن رہیں اور ان بدباطن ایجنٹوں کو انتشار پھیلانے کا کوئی موقع مہیا نہ ہونے دیں۔ ہم ارباب حکومت سے بھی کہیں گے کہ وہ ملک و ملت کو درپیش نازک حالات کا سنجیدگی سے احساس کریں۔ حزم و احتیاط کا مظاہرہ کریں اور کوئی ایسا اقدام نہ کریں جو فضا کو خراب کرنے کا موجب بن سکتا ہو۔ وزیراعظم بھٹو کو ان ایام میں بالخصوص زیادہ چوکس رہنا چاہیے اور سرکاری افسروں کی کارروائیوں پر کڑی نظر رکھنی چاہیے، ہو سکتا ہے انڈو سویٹ لابی سے تعلق رکھنے والا کوئی افسر اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لیے یہاں انتشار پیدا کرنے کی کوشش کرے اور حالات کو اس قدر خراب کر دے کہ پھر انھیں سنبھالا نہ جا سکے۔

☆

دَورِ غلامی کی یادگار۔ قادیانی مسئلہ،

اسے اب ختم ہونا چاہیے

مورخہ ۱۹؍ جون ۱۹۷۴ء

تحریک ختم نبوت کی متحدہ مجلس عمل نے وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کی یہ تجویز کلیۃً مسترد کر دی ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے ضمن میں ۳۰ جون کے بعد قومی اسمبلی میں قرارداد پیش کی جائے۔ مجلس عمل نے ایک قرارداد کے ذریعے وزیر اعظم سے کہا ہے کہ اگر وہ مسلمانوں کے جذبات و احساسات اور اس مسئلہ کی اہمیت کو سنجیدگی سے محسوس کرتے ہیں تو یہ ان کا فرض ہے کہ وہ قومی اسمبلی میں سرکاری بل پیش کریں اور اکثریتی پارٹی کے سربراہ نیز وزیر اعظم کی حیثیت سے اپنی پارٹی کے ارکان سے یہ سرکاری بل منظور کرانے کی ضمانت دیں۔ مجلس عمل نے ایک اور قرارداد میں ربوہ کو فی الفور کھلا شہر قرار دینے، مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے ہٹانے، ان کی نیم فوجی تنظیموں کو خلاف قانون قرار دینے، ربوہ کے واقعہ کے ذمہ دار افسروں بہ شمول مرزا ناصر احمد کو گرفتار کرنے، سر ظفر اللہ پر ملک کے خلاف عالمی سطح پر پروپیگنڈا کرنے کے جرم میں مقدمہ چلانے اور ان کا پاسپورٹ ضبط کرنے کا مطالبہ بھی کیا ہے۔ ادھر وفاقی وزیر اطلاعات مولانا کوثر نیازی نے علماء کے ایک وفد سے بات چیت کے دوران میں کہا ہے کہ قادیانیوں کا اہم اور دیرینہ مسئلہ سیاسی یا انتظامی فیصلوں یا کسی فوری حکم کے ذریعے حل نہیں ہو سکتا۔ یہ مسئلہ ایک صدی کے بڑے حصہ میں حل نہیں ہوا۔ اب ایک دن میں کیسے حل ہو سکتا ہے؟ انھوں نے اس سلسلہ میں وزیر اعظم بھٹو کی طرف سے پیش کردہ حل کی حمایت کی اور لوگوں سے اپیل کی کہ وہ اس حل کے مختلف مراحل کی تکمیل تک صبر و تحمل سے کام لیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب مسٹر حنیف رامے نے بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا البتہ عوامی نمائندوں کو چوکس رہنے کا مشورہ

دیا ہے اور یہ کہا کہ بعض عناصر عوام کے جذبات سے کھیلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیانیوں کا مسئلہ بہت پرانا۔ کم و بیش ۸۴ سال پرانا۔ ہے۔ ماضی میں اس کے حل نہ ہونے کی وجوہ میں سرفہرست اہمیت اس امر کو حاصل ہے کہ ان ۸۴ برسوں میں سے نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک امت مسلمہ کے لیے قادیانی مسئلہ پیدا کرنے والے انگریز اقتدار و اختیار پر فائز تھے۔ مشرق وسطیٰ میں مہدی سوڈانی جب انگریز کے خلاف جہاد میں مصروف تھے مرزائیوں نے جہاد کی مخالفت کی، انگریز کی اطاعت و فرماں برداری میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا اور جہاد کرنے والے مہدی سوڈانی کو ''خونی'' کا نام دے کر دولت برطانیہ کی سرپرستی حاصل کی اور اس طرح برطانوی سامراج کے زیر سایہ ملت مسلمہ کو کمزور کرتے رہے۔ ظاہر ہے قادیانی مسئلہ پھوٹ ڈال کر حکومت کرنے والے انگریز کے مفاد میں تھا، اس لیے اس نے اسے نہ صرف زندہ و باقی رکھنے کی کوشش کی بل کہ قادیانیوں کی سرپرستی کی تاکہ مسلمان اختلاف و انتشار کا شکار رہیں۔ قیام پاکستان کے بعد یہ مسئلہ سیاسی مصالح اور گروہی مفادات کی وجہ سے حل نہ ہو سکا اور ۱۹۵۳ء میں یہ مسئلہ سواد اعظم کی جدوجہد سے زیادہ ایک ''سیاسی سازش'' کا نتیجہ نکلا۔

بہرحال اس کوشش کو مارشل لاء کے آہنی پنجے سے کچل دیا گیا۔ اب بھی اگر ربوہ کا حادثہ نہ ہوتا تو لوگ اسے وقتی طور پر نظرانداز کیے ہوئے تھے اور قادیانی اقلیت کے بارے میں انتہائی رواداری کا ثبوت دے رہے تھے۔ یہ مسئلہ خود قادیانیوں نے زندہ کیا ہے۔ وزیراعظم بھٹو نے حادثہ ربوہ کو کسی بین الاقوامی سازش کی کڑی قرار دیا ہے شاید سر ظفر اللہ نے ملک کو کمزور دیکھ کر مستقبل میں اپنا حق جتانے کے لیے بھارت کے ہاتھ مضبوط کرنے کی کوشش کی ہے۔ بہرحال سواد اعظم نے ردعمل کے طور پر اسے ہمیشہ کے لیے حل کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے۔ بہر کیف یہ مسئلہ اگر بہت پرانا ہے یا آج پیدا نہیں ہوا تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اسے کبھی حل ہی نہیں ہونا چاہیے۔ اسے بہرحال ختم ہونا چاہیے!

یہ مسئلہ کوئی ایسا پیچیدہ نہیں کہ اسے حل ہی نہ کیا جا سکے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بارے میں ۱۹۵۳ء میں تمام مکاتب فکر کے ۳۵ علماء نے متفقہ فتویٰ دیا تھا۔ اب بھی اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔ موتمر عالم اسلامی کے حالیہ اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ میں ۱۴۴

مسلم تنظیموں کے نمائندوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد منظور کی تھی اور ہمارے اکثر دوست مسلم ممالک بالخصوص ہمارے مسلمان عرب بھائی اس بارے میں ہم سے گلے شکوے کرتے رہتے ہیں۔ یہ مسئلہ بڑا صاف اور سیدھا ہے اگر قادیانیوں کے ساتھ رواداری برتی جائے اور انھیں مسلمانوں کی حیثیت سے برداشت کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم منکرین ختم نبوت کا اسلامی صفوں میں وجود برداشت کر کے اسلام کی تضحیک بل کہ نفی کا سامان پیدا کر رہے ہیں اور اسلام کے پورے ڈھانچہ کو تہ و بالا کر دینے کا موجب بن رہے ہیں۔ اسلام کے پیروکاروں کا یہ ایمان ہے کہ ختمی مرتبت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی قسم کا کوئی نبی نہیں آئے گا، اب اگر اس عقیدہ سے اختلاف رکھنے والوں بل کہ نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کو بھی مسلمان سمجھا جائے تو دنیا بھی یہی سوچے گی کہ یا تو اسلام کا دعویٰ ختم نبوت غلط ہے یا کوئی بات ضرور ہے کہ منکرین ختم نبوت کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کیا جاتا۔ ظاہر ہے کہ اس طرح اسلام کو گزند پہنچتا ہے۔ بدقسمتی سے یہ مسئلہ ہم پاکستانیوں ہی کو درپیش ہے اور غلامی کی یادگار ہے اور یہ ہم نے بہرحال حل کرنا ہے۔

ارباب حکومت نے اب یہ مسئلہ حل کرنے کے لیے قومی اسمبلی، اسلامی مشاورتی کونسل یا سپریم کورٹ کی سفارشات کی راہ نکالی ہے۔ تحریک ختم نبوت کی مجلس عمل نے اس سے اختلاف کیا ہے اور فوری طور پر قومی اسمبلی میں مسودہ قانون پیش کر کے اسے قانونی و آئینی طور پر حل کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے اور ساتھ ہی ارباب حکومت کو مذاکرات کی راہ سجھائی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ملک کے سیاسی راہنما نمائندے (حکومت اپوزیشن اور علماء کرام) اس امر پر تو متفق ہیں کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے البتہ طریق کار پر انھیں اختلاف ہے۔ اُمید کرنی چاہیے کہ یہ اختلاف بھی باہمی مذاکرات کے ذریعے ختم کر لیا جائے گا اور اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے متفقہ طور پر کوئی لائحہ عمل طے کر لیا جائے گا۔ البتہ مجلس عمل کی قرارداد میں انتظامی اقدام کے متقاضی جو مطالبات کیے گئے ہیں مثلاً ربوہ کو کھلا شہر قرار دینا اور مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے ہٹانا وغیرہ۔ وہ ارباب حکومت کی سنجیدہ توجہ کے مستحق ہیں۔ دریں اثنا قادیانیوں کا اقتصادی اور معاشی بائیکاٹ اپنے منطقی نتائج پیدا کرنے کا موجب بنے گا اور قادیانی حضرات بھی یہ محسوس کر لیں گے کہ ان کا مستقبل اسی میں ہے کہ انھیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا

جائے کیوں کہ اس طرح وہ مرتد کہلانے کی بجائے دوسری غیر مسلم اقلیتوں کو حاصل آئینی تحفظات سے بہرہ مند ہو سکتے ہیں اور اپنے جان و مال کے تحفظ کی ضمانت حاصل کر سکتے ہیں۔

☆

پنجاب اسمبلی - خاموش کیوں؟

مورخہ ۲۳ / جون ۱۹۷۴ء

حادثہ ربوہ کے بعد جب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا دیرینہ عوامی مطالبہ زور پکڑنے لگا تھا اور وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے بھی یہ کہہ دیا تھا کہ ختم نبوت کے عقیدے پر ایمان نہ رکھنے والا مسلمان نہیں ہو سکتا تو ایک مرحلہ ایسا بھی آیا تھا جب بعض حلقوں میں یہ توقع ظاہر کی جانے لگی تھی کہ پنجاب اسمبلی ایک قرارداد کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی سفارش کرے گی۔ یہ توقع ہنوز پوری نہیں ہو سکی البتہ سرحد اسمبلی نے اس مفہوم کی ایک قرارداد منظور کر دی ہے۔

ربوہ پنجاب میں واقع ہے اور قادیانیوں کی اکثریت پنجاب سے تعلق رکھتی ہے مگر یہ عجیب بات ہے کہ پنجاب اسمبلی نے اس بارے میں معنی خیز خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ پنجاب اسمبلی کے ایک قادیانی رکن چودھری محمد اعظم کا ایوان اسمبلی میں یہ بیان بھی قومی حلقوں میں حیرت و استعجاب کا موجب بنا ہے کہ عوام نے ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں اس مسئلہ پر اپنا فیصلہ دے دیا تھا۔ ان کی یہ منطق بڑی گم راہ کن ہے کہ انتخابات کے وقت جماعت اسلامی کے منشور میں یہ بات رکھی گئی تھی کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دے دیا جائے گا لیکن عوام نے جماعت اسلامی کے منشور کو ٹھکرا دیا اور پیپلز پارٹی کو ووٹ دیے۔ ہمیں حیرت ہے کہ چودھری صاحب کس دیدہ دلیری سے یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ پیپلز پارٹی قادیانیوں کی جماعت ہے یا قادیانیوں کے زیر اثر ہے کیوں کہ انتخابات قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے مسئلہ پر نہیں ہوئے تھے اور ان میں پیپلز پارٹی کی کامیابی کی وجہ اس کے دل فریب معاشی اور اقتصادی وعدے تھے۔ چودھری صاحب کی اس منطق کا جواب تو خیر پیپلز پارٹی والے دے دیں گے اور یہ

بتائیں گے کہ ان کی جماعت قادیانیوں کے زیر اثر ہے یا نہیں۔
پنجاب اسمبلی سے ہم یہ ضرور توقع کریں گے کہ وہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے عوامی مطالبہ کی حمایت میں قرارداد منظور کر کے اپنی حمیت دینی اور غیرت ملی کا ثبوت دے گی!

☆

بے بنیاد پروپیگنڈا۔ قابل توجہ پہلو

مورخہ ۲۴ رجون ۱۹۷۴ء

ماہ مئی کے آخر میں ربوہ ریلوے سٹیشن کے انتہائی افسوس ناک حادثہ کے بعد حکومت پنجاب نے جب اس حادثہ سے پیدا شدہ صورت حال کے بارے میں کسی قسم کی خبر یا تبصرہ شائع کرنے کی ممانعت کر دی تھی تو ہم نے اس پابندی کی مخالفت کرتے ہوئے یہ گذارش کی تھی کہ اس پابندی سے نہ صرف عامۃ الناس میں ایک خلا پیدا ہو جائے گا، طرح طرح کی افواہیں پھیلیں گی، سرگوشیاں ہوں گی اور فضا مسموم ہو گی بل کہ پاکستان دشمن عناصر کو انتشار و افراتفری پھیلانے کا موقع ملے گا نیز بھارتی ریڈیو، ٹیلی ویژن، بی بی سی اور دیگر پاکستان دشمن ذرائع ابلاغ پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا کریں گے اور طرح طرح کے منفی رجحانات پھیلائیں گے۔ یہ پابندی ایک ماہ کے لیے عائد کی گئی تھی لیکن ارباب حکومت کو جلد ہی اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور پانچ روز کے بعد اس پابندی کو ختم کر دیا گیا مگر اس عرصہ میں پاکستان دشمن ذرائع ابلاغ اپنا کام کر چکے تھے اور پاکستان کی ساکھ کو کافی نقصان پہنچا چکے تھے۔
اب حکومت پاکستان کے ایک ترجمان نے بعض غیر ملکی اخبارات کی طرف سے پاکستان کے اندرونی واقعات کے بارے میں بے بنیاد من گھڑت اور غلط پروپیگنڈا پر مبنی خبروں کی اشاعت کے سلسلہ میں رجحان کی شدید مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ گزشتہ مئی میں پاکستان میں فرقہ وارانہ تنازعہ سے پیدا ہونے والی صورت کے بارے میں ان غیر ملکی اخبارات نے جو خبریں شائع کی ہیں وہ حقائق کے منافی اور بیرون ملک پاکستان کی ساکھ اور وقار کو مجروح کرنے کے

مترادف ہیں۔ ترجمان نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ دوسرے ملکوں میں ہنگاموں اور تشدد کے واقعات کے پیش نظر سنگین صورت حال کے بارے میں یہ اخبارات محتاط رویہ سے کام لیتے ہیں لیکن پاکستان میں اگر کوئی معمولی سی گڑبڑ بھی ہو تو اسے پوری شدومد کے ساتھ اُچھالا جاتا ہے اور اس کے بارے میں منفی تاثر پیش کیا جاتا ہے۔ سرکاری ترجمان نے کہا قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد اور سر ظفر اللہ خاں کی طرف سے عائد کردہ الزامات قطعی بے بنیاد ہیں۔

بعض غیر ملکی اخبارات و ذرائع ابلاغ - بالخصوص بھارت و برطانیہ کے اخبارات و ذرائع ابلاغ کا پاکستان کے بارے میں بالعموم جو مخاصمانہ اور معاندانہ رویہ رہتا ہے اور وہ پاکستان میں رائی جتنی کسی خرابی کو جس طرح پہاڑ بنا کر پیش کرتے رہتے ہیں اس کی ایک وجہ ہے اور وہ صرف یہ ہے کہ یہ اخبارات و ذرائع ابلاغ اسلام دشمن یہود و ہنود تنگ نظر مغربیوں اور کمیونسٹوں کی اس تحریک کے نفس ناطقہ ہیں جو اسلام کے خلاف ایک عرصہ سے جاری ہے۔ اس لیے ان سے یہ توقع نہیں کرنی چاہیے کہ وہ عالم اسلام کے حصار پاکستان کے خلاف گند اُچھالنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے دیں گے۔ انھوں نے مشرقی پاکستان میں سوویت یونین و برطانیہ کی زیر سرپرستی تخریب و سازش اور عریاں بھارتی جارحیت کے زمانے میں بھی اسی قسم کا کردار سرانجام دیا تھا اور اب وہ رہے سہے پاکستان کو بخشنے کے لیے تیار نہیں۔ ان سے یہ توقع رکھنا عبث ہے کہ وہ پاکستان کے بارے میں ہمدردی تو کجا حق و انصاف سے ہی کام لیں گے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ سر ظفر اللہ اور دوسرے قادیانی ملک سے باہر جو کچھ کر رہے ہیں ان کا ہم نے کیا نوٹس لیا ہے؟

سر ظفر اللہ نے لندن میں اپنی پریس کانفرنس میں پاکستان کے خلاف جو زہر اُگلا تھا اور اس کے بعد لندن، برمنگھم، بریڈفورڈ، واشنگٹن، نیویارک اور بعض دوسرے ممالک میں قادیانیوں نے پاکستان کے خلاف جو پوسٹر بازی شروع کر رکھی ہے اس کا ہم کیا علاج کر رہے ہیں؟

کیا یہ لوگ پاکستان کے پاسپورٹ پر پاکستانی شہریوں کی حیثیت سے باہر نہیں گئے اور کیا حکومت کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ انھیں واپس بلا کر ان کے خلاف ملک کو بدنام کرنے کی پاداش میں مقدمے چلائے اور اگر وہ حکومت کی ہدایت کے باوجود واپس نہ آئیں تو بین الاقوامی قانون کے تحت انھیں غیر ملکی حکومتوں کے توسط سے واپس بلایا جائے اور اگر بعض غیر ملکی حکومتیں

بھی اس ضمن میں تعاون نہ کریں تو ان کے پاسپورٹ منسوخ کر کے انھیں پاکستانی شہریت سے محروم کر دیا جائے اور ہمیشہ کے لیے ملک دشمن قرار دے دیا جائے تاکہ وہ دوبارہ کبھی پاکستانی شہریت حاصل کر کے پاکستان نہ آسکیں۔

☆

قادیانی مسئلہ۔ اشتعال کے باوجود پُرامن رہیے!

مورخہ ۲۹ رجون ۱۹۷۴ء

ایک اخباری اطلاع کے مطابق ۸۱ سالہ قادیانی لیڈر سر ظفر اللہ خاں نے دھمکی دی ہے کہ اگر پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تو پاکستان میں رہنے والے اس فرقہ کے لوگ حکومت کے اس فیصلے کی بھرپور مزاحمت کریں گے اور کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے اس لیے کہ یہ ہمارے ایمان اور عقیدے کی آزمائش ہے۔

سر ظفر اللہ جس کھونٹے پر ناچ رہے ہیں اس کا سب کو علم ہے۔ انھیں اپنے آقا و مولا انگریز کی سر پرستی پر بڑا ناز ہے۔ انگریز کی وساطت سے انھیں امریکہ کی سر پرستی پر بھی بھروسہ ہے، اپنے اسی بیان میں انھوں نے اعتراف فرمایا ہے کہ انھوں نے یکم سے تین مئی تک اسی سال قادیان کا بھی دورہ کیا تھا اگرچہ انھوں نے یہ تسلیم کرنے کی جرات نہیں کی کہ وہ اپنی تازہ ترین سازش کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے اپنی بھارت یاترا کے دوران قادیان سے نئی دہلی بھی گئے تھے۔ اور بھارت کی راج دھانی میں بھارتی حکمرانوں سے ملے تھے؟

پاکستان اور عربوں کے مشترکہ دشمن اسرائیل کے شہر حیفہ (Haifa) میں بھی ان کا ایک مشن موجود ہے اگرچہ وہ گذشتہ ستائیس (۲۷) سال میں ایک بھی یہودی کو قادیانی نہیں بنا سکے لیکن یہ مشن وہاں ''کام'' کر رہا ہے۔ سر ظفر اللہ کو پاکستان کے خلاف مستقبل قریب میں متوقع لفظی جنگ میں دنیا بھر کے یہودی اور صیہونی ذرائع ابلاغ کی تائید و حمایت پر بھی ناز ہے۔ اس جنگ کا آغاز خود سر ظفر اللہ نے لندن میں پاکستان کے خلاف اپنی پریس کانفرنس سے کیا تھا اور

دوسری توپ خلیفہ قادیان مرزا ناصر احمد نے امریکی خبر رساں ایجنسی کو یہ بیان دے کر چلائی تھی کہ قادیانی فرقہ کے خلاف یہ تحریک وزیراعظم بھٹو کی پیپلز پارٹی نے چلائی ہے جو اپنی ہر دل عزیزی کو خطرے میں دیکھ کر انتہا پسندوں کی حمایت حاصل کرنا چاہتی ہے۔

پاکستان پیپلز پارٹی اور وزیراعظم بھٹو کے امریکی لابی سے تعلق رکھنے والے اصلاح کار یہ مشورے دے رہے ہیں کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے سے ہم دقیانوسی اور تنگ دل کہلائیں گے پاکستان کے لیے اور نئے مسئلے کھڑے ہو جائیں گے۔ تمام قادیانی ففتھ کالمسٹ اور غیر ملکی جاسوس اور پاکستان دشمن بن جائیں گے۔ ممکن ہے مسٹر بھٹو کو ڈرایا جا رہا ہو کہ اس کے بعد شیعہ حضرات کی باری آئے گی لیکن شیعہ حضرات تو خود اس تحریک کے ہراول دستہ میں ہیں وہ تو زیادہ سے زیادہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلافت اول کی حق تلفی کے سلسلہ میں شاکی ہیں۔ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بارے میں تو اسی طرح ایمان رکھتے ہیں جس طرح باقی تمام مسلمان۔ اسی طرح عامۃ المسلمین کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شیعان علی کی طرح عزیز ہیں۔ باقی رہا قادیانیوں کا مسئلہ تو خود وزیراعظم بھٹو مرزا ناصر احمد اور سر ظفر اللہ سے دریافت فرما لیں کہ ان کا ایمان اور عقیدہ کیا ہے؟ وہ رسول اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تو مانتے ہیں لیکن عام مسلمانوں۔ شیعہ اور سنیوں کی طرح نہیں بل کہ ان کا ایمان اور عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انبیاء کرام کی آمد کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔ مرزا غلام احمد قادیانی خدا کے فرستادہ نبی تھے اور صرف یہی نہیں ان کے بعد بھی نبی آتے رہیں گے یعنی اگر اللہ وزیراعظم بھٹو کو توفیق دے تو وہ بھی نبوت کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ گزشتہ روز قادیانیوں کا ایک وفد ہمارے دفتر میں تشریف لایا۔ اس کے ترجمان جناب مرزا ناصر احمد کے زیر اہتمام شائع ہونے والے تفسیر القرآن انگریزی کے ایڈیٹر ملک غلام فرید صاحب تھے جب انھوں نے یہ گلہ فرمایا کہ نوائے وقت قادیانیوں کے خلاف یک طرفہ مواد شائع کر رہا ہے تو ان سے عرض کیا گیا کہ وہ اپنے عقیدہ کے بارے میں لکھ کر دے دیں ہم اسے بھی شائع کر دیں گے لیکن وہ نوائے وقت سے برابر کے سلوک کی اُمید نہ رکھیں۔ نوائے وقت ان کا ترجمان نہیں سواد اعظم کا اخبار ہے۔ اس کا عقیدہ بھی وہی ہے جو سواد اعظم کا ہے اس عقیدہ کی حفاظت ہم سب کی ذمہ داری ہے لیکن وہ بھی سواد اعظم کے مذہبی جذبات کا کچھ خیال کریں۔ ان کی خاطر اکثریت تو اپنا عقیدہ

ترک نہیں کرسکتی نہ ہی اپنے مذہب سے دست بردار ہوسکتی ہے اگر سر ظفر اللہ اپنے عقیدے میں اس قدر پختگی کا برملا اظہار کر سکتے ہیں کہ وہ اپنے محسن حضرت قائداعظم کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیں تو وہ عام مسلمانوں سے کس طرح توقع رکھتے ہیں کہ وہ ان کی ختم نبوت کی تاویل قبول کرلیں؟ بہر حال ہم ذیل میں جناب ملک غلام فرید صاحب کی تحریر کا عکس شائع کر رہے ہیں اور فیصلہ مسٹر بھٹو پر چھوڑتے ہیں:

''جہاں تک میں سمجھا ہوں جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے انبیاء کا سلسلہ بند نہیں کیا لیکن بعد میں اگر کوئی ایسا نبی آئے تو وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی، (اُن) کا غلام، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا خادم۔۔۔۔

اور اگر کوئی ایسا شخص شریعت احمدیہ میں ایک شوشہ بھی زیادہ یا کم کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم محمد عربی مکی مدنی مطلبی ہاشمی کو حضور کی اس پوری شان کے ساتھ جو قرآن کریم میں وارد ہوئی ہے۔ حضور۔۔۔مسیح نے اپنی زبان مبارک سے اپنے متعلق بیان فرمائی ہے، خاتم النبیین تسلیم نہیں کرتا،۔۔۔۔۔۔۔۔جس میں وہ شامل ہے خدا اس کے فرشتوں کی اور تمام مومنوں کی لعنت ہو۔

غلام فرید ایڈیٹر تفسیر القرآن (انگریزی)''

وزیراعظم بھٹو پاکستانی عوام کے ساتھ ختم نبوت کے مسئلہ پر اس قدر آگے جاچکے ہیں کہ اب ان کے ''انگلش سپیکنگ یونین'' سے تعلق رکھنے والے سوشلسٹ سیکولر مشیر چاہیں بھی تو ''وقت خریدی'' نہیں کر سکتے اور اگر کر بھی لیں تو پھر بھی اب اس مسئلہ کا ایسا حل انھیں بہر حال تلاش کرنا پڑے گا جس سے عام مسلمان مطمئن ہوجائیں۔ ممکن ہے کہ ان کے سیکولر سوشلسٹ مشیر اس کا یہ حل بتائیں کہ ملک کو ''سیکولر'' بنا دیا جائے۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری تو ایسے مشیر احمقوں کی جنت میں بس رہے ہیں۔ وہ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہماری جیب میں تو واپسی کا ٹکٹ ہے لیکن مسٹر بھٹو نے تو اس ملک میں رہنا ہے۔ اگر انھیں مسلمان ہونے پر فخر ہے تو پھر انھیں ''مسلمانی'' کے غلبہ سے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ مسئلہ کے تمام نتائج وعواقب پر غور کرنے کے بعد قومی اسمبلی کے ذریعے سے اپنے وعدے کے مطابق بجٹ سیشن کے بعد حل کر دینا چاہیے اور اس کے منطقی نتائج سے نبٹنے کے لیے پہلے سے تیاری کر لینی چاہیے۔ لیکن ایسی تیاری کے

لیے انھیں اپنے موجودہ مشیروں کے گھیرے سے نکلنا ہوگا۔

آخر میں ہم مجلس عمل اور عامۃ المسلمین سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ ہر حالت میں پُر امن رہیں، قادیانی چاہتے ہیں کہ ان کے اور مسٹر بھٹو کے درمیان محاذ آرائی ہو، جھگڑا ہو، فساد ہو۔ اس محاذ آرائی میں ان کا سراسر فائدہ اور جیت ہے اور حکومت کا اور عوام کا نقصان ہی نقصان۔ وہ بدامنی کی فضا پیدا کر کے اس آئین کو بھی ختم کرنا چاہتے ہیں جس میں صدر اور وزیراعظم کے حلف ناموں میں ختم نبوت کا ذکر کر کے مرزائیت کی جڑ پر پہلی ضرب لگا دی گئی تھی۔

☆

بھٹو اپنے وعدے پر قائم ہیں!

مورخہ ۲ر جولائی ۱۹۷۴ء

وزیراعظم بھٹو نے بنگلہ دیش کے دورہ سے واپسی پر سفر کی تھکان دُور کرنے کا بہانہ بنائے بغیر بجٹ پر بحث کے فوراً بعد قادیانیوں کا مسئلہ ایوان میں پیش کر دیا ہے چناں چہ ایوان نے متفقہ طور پر اس مسئلہ پر حکمران پارٹی کی ایک تحریک اور حزب اختلاف کی ایک قرارداد کو ایوان کی ایک خاص کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے۔ یہ خاص کمیٹی ساری قومی اسمبلی پر مشتمل ہو گی چناں چہ اسمبلی کا اجلاس دو ہفتے کے لیے ملتوی ہو گیا ہے اور ایوان کی اس خاص کمیٹی نے یکم جولائی سے سرکاری تحریک اور اپوزیشن کی قرارداد پر بیک وقت غور شروع کر دیا ہے۔ سرکاری تحریک اور اپوزیشن کی قرارداد میں فرق یہ ہے کہ سرکاری تحریک میں صرف ختم نبوت کے منکرین کے مسئلہ پر غور کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے، اس کے برعکس اپوزیشن کی قرارداد میں مرزا غلام احمد کے پیروکاروں کو ختم نبوت کا منکر قرار دیتے ہوئے انھیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اپوزیشن کی قرارداد زیادہ موزوں اور حقیقت پسندانہ ہے۔ انگریزی محاورے کے مطابق اپوزیشن نے سانڈھ کو سینگوں سے پکڑنے کی کوشش کی ہے۔ حکومت نے صرف اس کی دُم کو چھیڑا ہے۔ بہرحال وزیر قانون مسٹر پیرزادہ نے ''اُصولی طور پر'' نہ صرف

اپوزیشن کی قرارداد پر کوئی اعتراض نہیں کیا بل کہ اس کا ''خیر مقدم'' کیا ہے۔ ہمیں یقین ہے اگر حالات سازگار رہے اور مرزائی کوئی بہت بڑا فساد یا لڑائی جھگڑا کروانے میں کامیاب نہ ہوئے۔ تو قومی اسمبلی ان شاء اللہ تعالیٰ اپوزیشن کی قرارداد کو مفہوم میں تبدیلی کیے بغیر معمولی ردوبدل کے بعد متفقہ طور پر منظور کر لے گی۔ قومی اسمبلی میں یہ ایشو (issue) لے جانے سے پہلے مرکزی اسمبلی میں پیپلز پارٹی کا گروپ اسمبلی میں اپنے اتحادی ارکان سمیت وزیر اعظم بھٹو کی صدارت میں اس مسئلہ پر غور کے لیے اکٹھا ہوا تھا۔ حاضرین کی غالب اکثریت سواد اعظم کے موقف کی پُر جوش حامی تھی چناں چہ وزیر اعظم بھٹو نے بھی اپنے وعدے پر قائم رہتے ہوئے ان سے کہا کہ یہ تمہارے ایمان کا مسئلہ ہے۔ تم قومی اسمبلی میں جا کر اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق اس کا فیصلہ کرو۔

اب قومی اسمبلی کو بہ طور سب کمیٹی اس مسئلہ پر پندرہ جولائی سے پہلے پہلے غور کر کے اپنی سفارشات پیش کرنی ہیں۔ اپوزیشن اور حزب اقتدار سے تعلق رکھنے والے ارکان اسمبلی جو علمائے دین بھی ہیں، ان کا یہ فرض ہے کہ وہ کوئی وقت ضائع کیے بغیر اس سب کمیٹی میں عام ارکان کی صحیح رہ نمائی فرمائیں اور بہ قول وزیر اعظم بھٹو کوئی ''خوب صورت مسئلہ'' کرنے میں ان کی مدد کریں۔ عام خیال یہ ہے کہ یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے قومی اسمبلی کو آئین میں ترمیم کرنی پڑے گی۔ بہر حال یہ دردِ سر وزیر قانون اور آئین کے ماہر اسمبلی میں موجود دوسرے بزرجمہروں کا ہے۔ قوم تو صرف نتیجہ میں دل چسپی رکھتی ہے۔

مرزائیوں کی حامی لابی نے عامۃ المسلمین کو ڈرانے کے لیے یہ پروپیگنڈا اور کھسر پھسر شروع کی ہوئی ہے کہ اس طرح؛

(۱) مرزائی فتنہ کالسٹ اور وطن دشمن بن جائیں گے۔

(۲) تمام سروسز میں ان کی بھرمار ہے انھیں کہاں کہاں سے نکالا جائے گا۔

(۳) یہ منافقت سے کام لیتے ہوئے ''مسلمان'' کہلانا شروع کر دیں گے۔

(۴) باہر کی ''مہذب'' دنیا ہمیں ''انتہا پسند مذہبی جنونی'' سمجھنا شروع کر دے گی۔

(۵) اور خبر نہیں کیا قیامت آجائے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ قادیانی مسئلہ دَورِ غلامی کی یادگار ہے اگر ہم غلام نہ ہوتے تو یہ مسئلہ کبھی

پیدا نہ ہوتا۔ گذشتہ تیرہ سو سال میں کسی بھی آزاد اسلامی یا مسلمان ملک میں یہ مسئلہ پیدا نہیں ہوا۔ کسی بھی اسلامی یا مسلمان ملک میں کسی دیوانے یا پاگل نے بھی دعویٰ نبوت کی جرات نہیں کی۔ ایران میں بہائی مذہب کے بانی کا جو حشر ہوا، اس سے کون ناواقف ہے؟

بہاء اللہ نے خود ہی اپنے آپ کو اسلام سے خارج کر لیا۔ مسلمان کہلانے کی اسے بھی جرات نہ ہوئی لیکن ایران نے اس کے باوجود اسے یا اس کے مقلدین کو برداشت نہ کیا۔ ہمیں افسوس ہے کہ آزادی کے بعد ۲۶، ۲۷ سال تک ہم نے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش نہ کی۔ حالاں کہ ہم نے یہ ملک اللہ، رسول اور کسی دوسرے عیسائی فرقہ سے ہو؟

حقیقت یہ ہے کہ ہمیں مذہبی رواداری کا سبق دینے والے خود بڑے تنگ دل مذہبی ہیں، ہمارے حکمران باہر جاتے ہیں تو جمعہ کی نماز بھی ادا نہیں کرتے لیکن ملکہ برطانیہ یا ان کے شوہر نامدار کسی اسلامی ملک کے دورے پر بھی جائیں تو اتوار کے روز چرچ جانا نہیں بھولتے۔ انگریزوں سمیت کوئی مہذب یورپی قوم صلیبی جنگوں میں صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں شکست کو ابھی تک فراموش کر سکی ہے؟

مسلمان کا مذہبی رواداری میں کوئی جواب نہیں۔ اگر ان میں رواداری نہ ہوتی تو آج مشرق وسطیٰ میں یہودی مسئلہ پیدا نہ ہوتا اور نیم براعظم میں مسلمان کو ہندو غلبہ کے مسئلہ کا سامنا نہ کرنا پڑتا اور تو اور آج ہم قادیانی مسئلہ سے دوچار نہ ہوتے۔

ہم تو مسٹر بھٹو سے یہی عرض کریں گے کہ وہ اللہ کا نام لے کر اس نیک کام کو ببانگ دہل کر ڈالیں۔ اس کے منطقی نتائج سے نبٹنے کی بھرپور تیاری کریں۔ قادیانی مسئلہ کا ہر میدان میں ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ عرب افریقہ میں اس محاذ پر کرنل قذافی اور کالے افریقہ میں عدی امین مسلمان مجاہدوں سے اس فتنہ سے نبٹنے کی درخواست کریں اور پاکستان میں یہ کارنامہ سرانجام دینے کے بعد بابر کی طرح خود جام وسبو کو توڑ کر پاکستان کو اقبال کا پاکستان بنانے کے لیے میدان عمل میں کود پڑیں اور اس ملک کو اتنا مضبوط بنا دیں کہ روس اور اس کے طفیلیوں کو اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرات نہ ہو۔

☆

''......پھر پابندی''

مورخہ ۴؍جولائی ۱۹۷۴ء

اسلام آباد میں گورنروں کی دوروزہ پریس کانفرنس کے بعد حکومت پنجاب نے ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت کسی فرقہ وارانہ مسئلہ کے بارے میں حاکم مجاز کی پیشگی اجازت کے بغیر ہر قسم کی خبروں، تبصروں، آراء، بیانات، کارٹون، فوٹو، رپورٹوں الغرض کوئی بھی مواد شائع کرنے پر پابندی عائد کردی ہے۔ اسی نوعیت کے امتناعی احکامات صوبوں میں بھی جاری کیے جا رہے ہیں۔ تحفظ امن عامہ کے علاوہ اس اقدام کی یہ توجیہہ کی گئی ہے کہ قومی اسمبلی جو ایک سپیشل کمیٹی کی حیثیت سے احمدیوں کے مسئلہ پر رپورٹ مرتب کررہی ہے اسے کسی اعتبار سے متاثر نہ کیا جاسکے۔

ہماری یہ پختہ رائے ہے کہ اظہار رائے پر کسی قسم کی پابندی کبھی ملک وملت کے لیے سُود مند نہیں ہوا کرتی اور اگر سنجیدگی سے دیکھا جائے تو ہمارے بیشتر قومی مصائب وآلام کا ایک اہم سبب یہی اظہار رائے پر پابندی تھی جس نے اس ملک میں نخل جمہوریت کو پامال کردیا۔ اس قسم کی پابندیوں کا ایک نقصان یہ بھی پہنچتا ہے کہ ذرائع ابلاغ سے معلومات مہیا نہ ہونے کی وجہ سے طرح طرح کی افواہوں سرگوشیوں وغیرہ کے دروازے کھل جاتے ہیں، لوگ غیر ملکی ذرائع ابلاغ (اور موجودہ دَور میں زیادہ تر ریڈیو) کا سہارا لینے اور معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ غیر ملکی ذرائع (بالخصوص آکاش وانی اور بی بی سی) اپنے مخصوص مقاصد کی تکمیل کے مواقع سے ہمکنار ہوجاتے ہیں۔ چند ہفتے پیشتر حادثہ ربوہ کے بعد بھارت کے ذرائع ابلاغ اور بی بی سی نے پاکستان کے خلاف جو زہر پھیلایا تھا وہ ہمارے لیے درس عبرت ہونا چاہیے تھا۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اربابِ حکومت نے ایک انتہائی کمزور دلیل کا سہارا لیتے ہوئے ایسے وقت میں یہ پابندی عائد کی ہے کہ پورے ملک میں مکمل امن وامان تھا۔ امن عامہ کا

کوئی مسئلہ نہ تھا اور اخبارات بھی مجموعی طور پر حزم و احتیاط کا مظاہرہ بھی کر رہے تھے، ملک میں خدانخواستہ کوئی ہنگامہ و فساد نہیں ہو رہا تھا، اب اس بے جواز پابندی کا اس کے سوا اور کیا حاصل ہوگا کہ پاکستان دشمن عناصر کو ہمارے خلاف زہر پھیلانے اور ماضی کی طرح من گھڑت افسانے تراش کر ہمیں بدنام کرنے کا موقع مہیا ہو جائے گا۔

اربابِ حکومت نے سواد اعظم کو تو معلوماتی مواد مہیا کرنے کے ذرائع مسدود کر دیے ہیں لیکن جس فرقہ کے خلاف عامۃ المسلمین نے آواز اٹھائی تھی وہ بڑے زور شور کے ساتھ اپنی پروپیگنڈہ مہم جاری کیے ہوئے ہے، ڈاک کے ذریعے (اور دستی بھی) لٹریچر کی تقسیم کا سلسلہ جاری ہے، دیواروں پر پوسٹر لگائے جا رہے ہیں، اشتہارات تقسیم کیے جا رہے ہیں اور اس پروپیگنڈہ کا مقصد گمراہی پھیلانے یا لوگوں کے جذبات مجروح کرنے کے سوا کچھ نہیں۔ اخبارات پر سنسر کی پابندیوں کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس فرقہ کا یک طرفہ پروپیگنڈا تو جاری رہے گا لیکن لوگ قومی اخبارات کے معلوماتی مواد سے محروم ہو جائیں گے۔

اس پابندی کے جواز میں جو دلیل اور منطق پیش کی گئی ہے وہ بھی چنداں وزنی نہیں اور ہمیں افسوس ہے کہ ہم اس سے اتفاق نہیں کر سکتے۔ یہ درست ہے کہ قادیانیوں کے مسئلہ پر سواد اعظم کے جذبات سے قومی اسمبلی کے ارکان بے خبر نہیں لیکن ہم بڑے ادب کے ساتھ گزارش کریں گے کہ ارکان اسمبلی کی اکثریت اس مسئلہ کی دینی اور علمی پہلوؤں سے کماحقہ آگاہ نہیں۔ اس وقت جب کہ قومی اسمبلی کے ارکان سپیشل کمیٹی کی حیثیت سے قادیانیوں کے مسئلہ پر غور کر رہے ہیں۔ حق و انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اس مسئلہ پر زیادہ سے زیادہ بحث ہوتا کہ ارکان اسمبلی اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں سے آگاہ ہوسکیں۔ بحث و تمحیص ہمیشہ علم میں اضافہ کا موجب ہوا کرتی ہے اور علم کی کوئی اتھاہ نہیں ہوتی۔ ارکان اسمبلی خواہ کتنے ہی عالم فاضل کیوں نہ ہوں مزید بحث و تمحیص ان کی معلومات میں اضافہ کا موجب ہی بنتی۔ پھر اگر اس مسئلہ پر بحث و تمحیص کی اتنی ضرورت نہیں تھی اور ارکان اسمبلی مسئلہ کے تمام پہلوؤں سے بہ خوبی آگاہ تھے تو پھر سپیشل کمیٹی کا اجلاس پندرہ (۱۵) دن تک جاری رکھنے میں کیا تک تھی؟ کیا یہ مناسب نہیں تھا کہ دو تین روز میں اس مسئلہ پر بحث ختم کر کے رپورٹ مرتب کر لی جاتی؟ امت مسلمہ تو اس مسئلہ پر متفق ہے۔ وزیر اعظم بھٹو بھی اس ضمن میں سواد اعظم کی ترجمانی کا حق ادا کر چکے ہیں اور یہ کہہ

چکے ہیں کہ ’’جو شخص ختم نبوت کے عقیدہ پر ایمان نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں۔‘‘ تو پھر ارکان اسمبلی پندرہ دن تک آخر کیا کریں گے؟

اس کے علاوہ بھٹو صاحب نے یہ مسئلہ قومی اسمبلی (سپیشل کمیٹی کی حیثیت سے) میں پیش کر کے سوادِ اعظم کو مطمئن کرنے کے لیے نہایت موزوں قدم اٹھایا تھا، اس کی پریس میں تعریف ہو رہی تھی اور ہوتی رہنی چاہیے تھی۔ اربابِ اختیار نے یہ پابندی عائد کر کے بھٹو صاحب کو بھی ایک جائز تعریف سے محروم کر دیا ہے۔

☆

شورش اور چٹان

مورخہ ۸؍جولائی ۱۹۷۴ء

ہفت روزہ چٹان کے ایڈیٹر آغا عبدالکریم شورش کاشمیری کو گرفتار کر کے تین ماہ کے لیے نظر بند کر دیا گیا ہے۔ اور اس کا پریس بحق سرکار ضبط کر لیا گیا ہے۔ ہفت روزہ چٹان کے تازہ ترین شمارے کی تمام کاپیاں بھی ضبط کر لی گئی ہیں یہ تمام کارروائی حکومت پنجاب نے فرقہ وارانہ مواد شائع کرنے کی ممانعت سے متعلقہ حکم کی خلاف ورزی کی بنا پر ڈیفنس آف پاکستان رُولز مجریہ ۱۹۷۱ء کی دفعہ ۳۲ کے تحت کی ہے۔

ہمارے خیال میں حکومت پنجاب نے جس وقت یہ کارروائی کی اس وقت پورے حقائق اس کے سامنے موجود نہیں تھے اور اگر اربابِ حکومت کو تمام حقائق کا علم تھا تو پھر یہ سخت تعزیری اقدام بہت بڑی زیادتی ہے۔ حکومت پنجاب کے پریس نوٹ کے مطابق چٹان کے جس پرچہ میں قابل اعتراض مواد شائع کرنے کی بنا پر یہ کارروائی کی گئی ہے وہ اس کا نمبر ۲۷ اور اس پر یکم تا آٹھ جولائی کی تاریخ درج ہے یعنی یہ پرچہ یکم جولائی سے پہلے چھپ کر مختلف مراکز تک پہنچنا شروع ہو گیا تھا۔ حکومت پنجاب نے فرقہ وارانہ منافرت اور کشیدگی پیدا کرنے والا مواد شائع کرنے کی ممانعت سے متعلقہ حکم ۲ جولائی کو جاری کیا تھا۔ طباعت، اشاعت اور اخباری صنعت کے بارے میں تھوڑی بہت شُد بُد رکھنے والا کوئی شخص بھی یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ یکم جولائی کو شائع

ہو کر تقسیم و ترسیل کے مراکز تک پہنچنے والا پرچہ پر ۲ جولائی کے حکم کی پابندی اگر ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہے۔ اس حکم کے اجراء کے بعد آغا صاحب کے سامنے دو راستے تھے اولاً یہ کہ وہ یکم تا ۸ جولائی کے چٹان کی تمام کاپیاں ضائع کرتے۔ یہ ان۔کے لیے ناممکن تھا کیوں کہ اخباری زبان میں پرچہ Dispatch ہو چکا تھا ان کے سامنے دوسرا راستہ یہ تھا کہ وہ اپنی پوزیشن سے متعلقہ حکام کو آگاہ کرتے۔ ہماری معلومات کے مطابق آغا صاحب نے دوسرا راستہ اختیار کیا اور متعلقہ حکام کو یہ اطلاع دے دی کہ ان کا پرچہ جس میں ان کی دانست میں ایسا مواد شامل ہے جو سنسر ہونا چاہیے تھا۔ چھپ کر جا چکا ہے۔ انہوں نے یہ یقین بھی دلایا تھا کہ وہ آیندہ امتناعی حکم کی پابندی کریں گے پھر آغا شورش کاشمیری ویسے بھی بیمار تھے اور اس امر کا ثبوت اس حقیقت سے بھی ملتا ہے کہ حکومت کو انہیں گرفتاری کے بعد فوراً ہسپتال میں داخل کرانا پڑا۔

آغا شورش کاشمیری کی طرف سے اس وضاحت اور یقین دہانی کے پیش نظر ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ درگزر سے کام لیا جاتا اور آیندہ اگر آغا صاحب امتناعی حکم کی خلاف ورزی کرتے تو سخت ترین کارروائی سے گریز نہ کیا جاتا لیکن موجودہ صورت میں یہ سزا و تعزیر صرف نامناسب ہی نہیں زیادتی کے ذیل میں آتی ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ ارباب اقتدار حکومت اپنے اس حکم پر نظر ثانی کریں گے اور خواہ مخواہ بدمزگی پیدا نہیں ہونے دیں گے۔ ہم وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی ذاتی توجہ بھی اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ انہیں ذاتی طور پر مداخلت کرنی چاہیے اور حکومت پنجاب کے ارباب بست و کشاد کو یہ سمجھائیں کہ حقائق کو نظر انداز کر کے جو فیصلے کیے جاتے ہیں وہ چنداں سُودمند نہیں ہوا کرتے بل کہ حکومت کی بدنامی اور نقصان کا باعث ہوا کرتے ہیں۔ اس طرح مسائل بڑھیں گے اور جو لوگ مسائل میں اضافہ کرنے کا موجب بنتے ہیں (خواہ یہ مسائل ناسمجھی یا کم علمی کا نتیجہ ہی کیوں نہ ہوں) وہ بھٹو صاحب کے خیر خواہ ہرگز نہیں۔

☆

قادیانی مقاطعہ

مورخہ ۱۳ر جولائی ۱۹۷۴ء

وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے دورۂ سرحد کے دوران متعدد مقامات پر عوامی اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ قادیانی مسئلہ پر عدالتی تحقیقات ہو رہی ہیں، ایک ٹربیونل گواہوں کے بیانات قلم بند کر رہا ہے۔ قومی اسمبلی بھی ایک خاص کمیٹی کی حیثیت سے اس مسئلہ پر غور کر رہی ہے۔ وہ جب سرحد کا دورہ ختم کر کے اسلام آباد پہنچیں گے تو قومی اسمبلی کے ارکان سے کہیں گے کہ وہ اس کام کو فی الفور مکمل کریں۔

وزیراعظم نے اپنی تقاریر میں قادیانیوں کے بائیکاٹ کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ وہ ذاتی طور پر اس بات کے حق میں نہیں کہ قادیانیوں کا مقاطعہ کیا جائے کیوں کہ کسی بھی گروہ کو ضروریات زندگی سے محروم کرنا کسی بھی اعتبار سے مناسب نہیں اور نہ ہی یہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے۔

وزیراعظم بھٹو قادیانیوں کے مسئلہ پر متعدد مرتبہ اپنی ذاتی رائے کا اظہار کر چکے ہیں۔ وہ یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں لے گئے ہیں اور بار بار اعلان کر چکے ہیں، وہ یہ مسئلہ سواد اعظم کی خواہشات کے مطابق حل کر دیں گے۔ ان یقین دہانیوں کے پیش نظر یہی توقع کرنی چاہیے کہ یہ مسئلہ حل کرنے میں تاخیر نہیں ہوگی۔ اگرچہ اس بارے میں اگر اسلامی ممالک بالخصوص سعودی عرب، مراکش، نائیجیریا، انڈونیشیا، مصر وغیرہ کے علماء کرام کا کنونشن بلا کر ان کی رائے حاصل کر لی جاتی تو زیادہ مناسب تھا کیوں کہ اس طرح ہم قادیانیوں کے بین الاقوامی پروپیگنڈہ اور دباؤ کا احسن اور موثر طریق پر جواب دے سکتے تھے۔ ہماری رائے میں اب بھی کوئی زیادہ دیر نہیں ہوئی اور دنیائے اسلام کے علماء کرام سے اس مسئلہ پر رائے لی جا سکتی ہے۔ بہرکیف یہ بات یقینی نظر آتی ہے کہ مسٹر بھٹو اس مسئلہ کا بہت جلد فیصلہ کر لیں گے۔

اس مسئلہ کا جب تک کوئی فیصلہ نہیں ہوتا، اس وقت تک سواد اعظم کا یہ اولین فرض ہونا چاہیے کہ وہ ملک کو درپیش بھیانک خطرات اور نازک حالات کا احساس کریں، پُرامن رہیں اور کوئی ایسی بات نہ ہونے دیں کہ پاکستان کے دشمن یہاں امن عامہ کا مسئلہ پیدا کرنے یا انتشار و افراتفری پیدا کرنے میں کامیاب ہوسکیں۔ اس اثنا میں اگر انھیں کسی جانب سے اشتعال دلانے کی بھی کوشش کی جاتی ہے تو انھیں ضبط وتحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے پُرامن رہنا چاہیے۔ ایسے اِکّا دُکّا واقعات سننے میں آئے ہیں کہ سواد اعظم کے جذبات کا احترام نہیں کیا گیا اور انھیں مشتعل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہم عوام سے یہ اپیل کریں گے کہ وہ مشتعل نہ ہوں، اکثریت میں ہونے کی وجہ سے سواد اعظم کی ذمہ داری بہت زیادہ ہے۔

جہاں تک قادیانیوں کے مقاطعہ کا تعلق ہے اس بارے میں ہم کچھ عرض کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔ سنسر کی پابندیوں کے باعث ایسی خبریں منظر عام پر نہیں آرہی ہیں جن کے پیش نظر کوئی رائے قائم کی جائے البتہ طرح طرح کی افواہیں پھیل رہی ہیں۔ اگر کسی جگہ قادیانیوں کے مقاطعہ یا سماجی بائیکاٹ کی قسم کی کوئی چیز ہے تو اسے نرم یا کسی حد تک ختم کرنا چاہیے کیوں کہ جیسا کہ وزیراعظم بھٹو نے کہا کسی کو اشیائے خوردنی سے محروم کرنا مناسب نہیں۔ آخر غلام احمدی بھی پاکستان کے شہری ہیں اور اس مسئلہ کا فیصلہ ہونے کے بعد بھی وہ پاکستان کے شہری رہیں گے، شہریوں کے کسی طبقہ کو ضروریاتِ زندگی سے محروم کرنا اچھا نہیں بل کہ نامناسب ہے۔

☆

تو پھر پکڑ دھکڑ کیوں !!!

مورخہ ۴ راگست ۱۹۷۴ء

قادیانی مسئلے کے بارے میں ایک طرف تو اطلاع بڑی اطمینان بخش ہے کہ صمدانی ٹربیونل نے اپنا کام قریب قریب مکمل کرلیا ہے۔ دوسری طرف وزیراعظم پاکستان اپنے دورۂ بلوچستان میں ہی نہ صرف یہ اعلان کیا کہ اس مسئلے کے حل میں عجلت روا رکھی جائے گی بل کہ انھوں نے اس سلسلہ میں یکم اگست کو کوئٹہ میں ایک اعلیٰ سطح کی کانفرنس بھی بلائی توقع ہے کہ قومی اسمبلی اس سلسلہ میں فیصلے کے لیے کوئی قریبی تاریخ مقرر کرے گی یہ باتیں ان لوگوں کے لیے بھی تسلی کا باعث ہونی چاہیے جو اس بارے میں کسی تساہل کے روادار نہیں اور پنجاب کی انتظامیہ کے لیے بھی ان میں صبر وتحمل اور نرم روی کا اشارہ موجود ہے کہ مسئلہ چوں کہ حل ہونے کے قریب ہے اس لیے اس سلسلہ میں پکڑ دھکڑ اور سخت گیری سے احتراز کیا جائے۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ نہ تو فیصلہ طلب کرنے والوں نے اب تک انتظار کی زحمت گوارا کی اور نہ انتظامیہ کے ذمہ دار افسروں نے صبر وتحمل کا کوئی ثبوت دیا۔ سرگودھا، چنیوٹ، لاہور، اوکاڑہ وغیرہ کئی شہروں اور قصبوں سے ایسی خبریں آرہی ہیں کہ پکڑ دھکڑ اور سخت گیری کا سلسلہ پہلے سے کچھ کم نہیں زیادہ ہی ہے۔ کئی مقامات پر پولیس کے مبینہ تشدد کے خلاف احتجاج بھی ہوئے۔ حد یہ ہے کہ اسیر طالب علموں سے ملاقات کرنے والوں پر بھی پولیس نے لاہور میں لاٹھی چارج کیا اور ملاقات بھی نہ ہونے دی۔ ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی کہ جب اس مسئلے کو جلد از جلد طے کرنے کے اقدامات ہو رہے ہیں تو فریقین میں یہ کش مکش کیوں جاری ہے؟ مطالبہ کرنے والوں اور انتظامیہ دونوں کو اب صبر وضبط سے انتظار کرنا چاہیے لیکن انتظامیہ شاید اس بارے میں کچھ زیادہ ذکاوتِ حس کا ثبوت دے رہی ہے۔ ایک اعلان کے ذریعے اخباروں پر سنسر شپ کی پابندی میں مزید ایک ماہ کی توسیع کر دی گئی ہے۔ اگر فیصلہ چند دن میں ممکن ہے تو پھر ہفتہ بھر کی توسیع کیا

معنی؟ سوائے اس کے اس سے شکوک پیدا ہوں۔ اخبارات نے اس معاملے میں جس ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے اس کے پیش نظر اس توسیع کا کوئی جواز ہے نہ ان اقدامات کے پیش نظر جو جلد فیصلہ کرنے کے سلسلے میں کیے جا رہے ہیں۔

☆

۷ ستمبر دُور نہیں!

مورخہ ۷ اگست ۱۹۷۴ء

وزیر اعظم بھٹو نے کوئٹہ میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ قومی اسمبلی ۷ ستمبر تک قادیانیوں کے مسئلہ کا فیصلہ کر دے گی، حکومت اس مسئلہ کو طول نہیں دینا چاہتی کیوں کہ یہ نہ ملک کے مفاد میں ہے اور نہ حکومت ہی کے مفاد میں۔ یہ ایک پیچیدہ مسئلہ ہے اس پر ٹھنڈے دل کے ساتھ غور ہونا چاہیے۔ انھوں نے مزید کہا کہ اس مسئلہ کو طے کرنے کے لیے وہ بذات خود حزب اختلاف کے رہنماؤں سے صلاح مشورہ کریں گے۔

بڑی اچھی بات ہے کہ وزیر اعظم نے ایک انتہائی پیچیدہ مسئلے کے (جس نے قومی زندگی کو بے چینی و اضطراب سے دوچار کر رکھا ہے) حل کے لیے ایک قطعی تاریخ کا تعین کر دیا ہے۔ ایک ماہ کی مدت کچھ زیادہ نہیں۔ صمدانی کمیشن کی رپورٹ بیس (۲۰) اگست تک پیش ہوگی، وزیر اعظم چاہتے ہیں کہ قومی اسمبلی اس رپورٹ سے بھی استفادہ کر سکے، وہ خود اس مسئلہ کے ضمن میں اپوزیشن لیڈروں سے بھی ملنا چاہتے ہیں۔ یہ جذبہ بھی نیک ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وزیر اعظم اپنے اس وعدہ پر قائم ہیں کہ وہ قادیانی مسئلہ کو سواد اعظم کی خواہشات کے مطابق حل کریں گے بلاشبہ اس مسئلہ کی راہ میں بین الاقوامی نوعیت کی پیچیدگیاں بھی حائل ہوں گی لیکن ساتھ ہی ساتھ ہمیں یہ بھی نہ بھولنا چاہیے کہ اس مسئلہ کے بارے میں پورے عالم اسلام کے بھی کچھ احساسات ہیں اور وہ بھی پاکستان سے کچھ توقعات وابستہ کیے ہوئے ہے۔ بہر کیف ۷ ستمبر دُور نہیں جو بھی فیصلہ ہوگا سامنے آ جائے گا تاہم اس مرحلہ پر وزیر اعظم بھٹو کی توجہ پولیس تشدد کی

جانب مبذول کرانا نہایت ضروری ہے۔ فیڈرل سکیورٹی فورس نے ظلم وتشدد کی جو کارروائیاں کی ہیں ان کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ گزشتہ روز اوکاڑہ میں سینکڑوں خواتین نے احتجاجی جلوس نکالا، مبینہ طور پر پولیس نے ایک مسجد کی بے حرمتی کی، اس شہر میں شہری حکام اور پولیس کے رویہ کے خلاف گزشتہ بارہ روز سے ہڑتال جاری ہے، ادھر لائل پور میں بھی اندھا دھند پکڑ دھکڑ کے خلاف بہ طور احتجاج ہڑتالیں کی جارہی ہیں، بے چینی واضطراب کی بڑی وجہ یہ ہے کہ قادیانی مسئلہ کے ضمن میں سواد اعظم کے جن افراد کو مختلف شہروں اور قصبوں سے گرفتار کیا گیا تھا انھیں رہا نہیں کیا جارہا۔ ایک واضح تاریخ کے تعین کے بعد اب ان تمام گرفتار شدگان کو رِہا کردینا چاہیے تاکہ حالات معمول پر آجائیں اور عام لوگوں کا غصہ ٹھنڈا ہو، جس کی بنیاد ہی اس بات پر تھی کہ مسئلے کو جلد حل کیا جانا چاہیے!

ہم احتجاج کرنے والوں سے بھی گزارش کریں گے کہ وہ پُرامن رہیں، سات ستمبر کو برآمد ہونے والے نتیجہ کا انتظار کریں۔ وزیراعظم بھٹو ایک سے زیادہ مرتبہ کہہ چکے ہیں کہ مسئلہ سواد اعظم کی خواہشات کے مطابق حل ہوگا، وہ دیکھیں وزیراعظم کس حد تک اپنا وعدہ ایفا کرتے ہیں۔

مختلف شہروں میں دستی بم وغیرہ پھینکنے کی جو واردات ہورہی ہیں۔ حکومت کو اس کا نوٹس لیتے ہوئے وارداتوں کے مرتکبین کو سخت سزا دینی چاہیے۔ یہ لوگ فساد، افراتفری اور حکومت کے لیے لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ حالات پُرامن نہ رہیں اور حکومت کسی اچھے فیصلہ تک نہ پہنچ سکے۔

آخر میں ہم ایک بار پھر ارباب حکومت کو مشورہ دیں گے کہ وہ اس سلسلے میں تمام گرفتار شدگان کو فوری طور پر رِہا کردیں تاکہ ہڑتالوں اور احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ بند ہوکر حالات بہتر ہوسکیں۔

☆

اشتعال انگیزی کیوں!

مورخہ ۱۰ راگست ۱۹۷۴ء

قومی اسمبلی کے اپوزیشن ممبروں نے ایک مشترکہ بیان میں ملک کے مختلف حصوں بالخصوص پنجاب کے شہروں میں رونما ہونے والے اشتعال انگیز واقعات علما اور طلبا کی گرفتاریوں اور ان پر مبینہ تشدد پر سخت تشویش کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ ملک میں پھیلی ہوئی بے چینی کے پیش نظر قومی اسمبلی کے اجلاس میں ۱۰ اگست سے وقفہ نہ کیا جائے اور قادیانی مسئلہ کا جلد از جلد فیصلہ کرنے کے لیے اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کا بلاتوقف کام کرنے کی اجازت دی جائے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اسمبلی کے اجلاس کے دوران کوئی سازشی ہاتھ پورے ملک میں اور بالخصوص پنجاب میں حالات کو اس حد تک بگاڑ دینا چاہتا ہے کہ اسمبلی کا کام کرنا قریباً ناممکن ہو جائے۔ بیان میں الزام عائد کیا گیا ہے کہ حکومت پنجاب اپوزیشن ارکان کی بار بار اپیلوں کے باوجود حالات کو بہتر بنانے کی بجائے اپنی غیر دانش مندانہ حرکات سے انھیں خراب تر کر رہی ہے، بیان میں مطالبہ بھی کیا گیا ہے کہ پولیس اور سکیورٹی فورس کا تشدد بند کرایا جائے۔ مساجد کی حرمت وتقدس کو پامال نہ کیا جائے، مساجد میں دفعہ ۱۴۴ نافذ نہ کی جائے، ان کے لاؤڈ سپیکر واپس کیے جائیں اور ڈیفنس آف پاکستان رُولز کے تحت گرفتار شدگان کو رِہا کیا جائے۔

جہاں تک اپوزیشن ارکان کے پہلے مطالبہ یعنی قومی اسمبلی کے مسلسل یا بلا وقفہ اجلاس کا تعلق ہے، ہم نہیں سمجھتے کہ اسے پذیرائی سے کیوں محروم رکھا جائے کیوں کہ وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو خود یہ فرما چکے ہیں کہ عوام اسمبلی کے فیصلہ کا بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں اور اس بارے میں تاخیر مناسب نہیں۔ اس حقیقت کے پیش نظر یہ واقعی مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ اسمبلی کا اجلاس ملتوی کرنے کا خیال بھی ذہن میں لایا جائے۔ ہمیں توقع ہے کہ ارباب اقتدار

اس جائز و معقول مطالبہ کو تسلیم کرنے اور اسمبلی کا اجلاس بلا وقفہ جاری رکھنے میں تامل سے کام نہیں لیں گے۔

ہم ان کالموں میں بارہا گزارش کر چکے ہیں کہ تشدد کی کوکھ سے ہمیشہ تشدد ہی پیدا ہوتا ہے، ہر عمل کا ایک ردعمل ہوتا ہے اور بعض اوقات یہ ردعمل انتہائی شدید ہوتا ہے۔ پنجاب کے مختلف شہروں سے پولیس اور سکیورٹی فورس کے بے جا تشدد اور اشتعال انگیزی کی خبریں منظر عام پر آتی رہتی ہیں اور اس کے ردعمل کے طور پر بعض شہروں میں مسلسل ہڑتالیں بھی ہوئی ہیں، اس صورت حال نے فضا کو کافی حد تک مکدر کیا ہے اور یہ تسلیم کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے کہ اشتعال انگیزی اور تشدد عوامی تشویش و اضطراب میں اضافہ کا موجب ہی بنے ہیں۔ لوگ پہلے ہی ملک و ملت کو درپیش خطرات و مسائل کی سنگینی سے پریشان ہیں۔ قادیانی مسئلہ کے بارے میں انتظامیہ کے رویہ نے ان کی پریشانی میں مزید اضافہ کیا ہے اور وہ منفی رجحانات کے شکار ہوتے نظر آ رہے ہیں حالاں کہ خود وزیراعظم اس بارے میں اس دوٹوک موقف کا اعلان کر چکے ہیں کہ یہ مسئلہ سواد اعظم کی مرضی کے مطابق حل کیا جائے گا۔

ہمارے لیے یہ اَمر ناقابل فہم ہے کہ جب اس مسئلہ پر حزب اقتدار اور حزب مخالف کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، حکومت یہ معاملہ عوام کی اکثریت کی رائے کے مطابق طے کرنا چاہتی ہے، وہ عوام کی اُمنگوں اور آرزوؤں کا احترام کرتی ہے، پھر یہ اشتعال انگیزی اور بلاجواز تشدد کیوں؟ علماء و طلبا کی گرفتاریوں کا کیا مقصد؟ اوکاڑہ، گوجرانوالہ، لائل پور، کھاریاں، جہلم وغیرہ سے اشتعال انگیزی اور تشدد کی جو خبریں منظر عام پر آئی تھیں ان کا کیا جواز تھا؟ جہاں تک کھاریاں کا تعلق ہے گورنر پنجاب نے وہاں پولیس فائرنگ کی تحقیقات کے لیے ایک ٹربیونل قائم کر دیا ہے۔ ٹربیونل کے قیام کے اس اقدام سے مقامی آبادی کو واقعی اطمینان نصیب ہو گا لیکن جس سپرنٹنڈنٹ پولیس پر سنگین الزامات عائد کیے گئے تھے اسے ہنوز معطل یا لائن حاضر نہیں کیا گیا۔ حالاں کہ یہ تحقیقات کا بنیادی تقاضا تھا۔ اسی طرح اوکاڑہ میں وسیع پیمانہ پر گرفتاریوں کا آخر کیا مقصد تھا، جہاں تک گرفتاریوں کا تعلق ہے یہ عمل دوسرے شہروں میں بھی جاری ہے اور اپوزیشن کے دعووں کے مطابق پنجاب میں قریباً پانچ ہزار افراد گرفتار کیے جا چکے ہیں۔ اس قسم کے اقدامات سے نہ صرف لوگوں میں بے چینی اور اضطراب پھیلتے ہیں بل کہ حکومت کے خلاف

بدظنی اور بدگمانی بھی پیدا ہوتی ہے، اربابِ اقتدار کو سوچنا چاہیے کہ جب وہ سوادِ اعظم کی رائے کا احترام کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں تو پھر یہ سب کچھ آخر کیوں رَوا رکھا جا رہا ہے۔

☆

انتہائی معقول اور مناسب

مورخہ ۴ر ستمبر ۱۹۷۴ء

علماء کرام کا یہ متفقہ مطالبہ بڑا معقول مناسب اور جائز ہے کہ جن افراد کو تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں کی گئی تقاریر کی پاداش میں گرفتار کیا گیا ہے انھیں بلا تاخیر رِہا کیا جائے۔ یہ مطالبہ اس تاریخی کنونشن میں ایک قرارداد کے ذریعے کیا گیا جو گزشتہ روز جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ میں ہوئی اور جس میں ملک کے مختلف حصوں کے علماء نے شرکت کی۔

ہمارے لیے یہ اَمر ناقابل فہم ہے کہ جب ختم نبوت کے مسئلہ پر اربابِ سیاست میں کوئی اختلاف نہیں۔ خود وزیراعظم بھٹو اور کئی دوسرے زعماء حکومت اس معاملہ میں سوادِ اعظم کی ترجمانی کر چکے ہیں اور عامۃ الناس کو بارہا یقین دلا چکے ہیں کہ یہ مسئلہ عوامی اُمنگوں کے مطابق حل کیا جائے گا۔ قومی اسمبلی نے ایک خاص کمیٹی کی حیثیت سے قادیانی مسئلہ پر غور و خوض شروع کیا تھا وہ اب آخری مراحل میں ہے اور حکومت 7 ستمبر تک اس بارے میں اپنا فیصلہ منظر عام پر لانے کا وعدہ کر چکی ہے تو پھر آخر ان لوگوں کو رِہا کرنے میں کیا قباحت ہے جو اس تحریک کے سلسلہ میں اسیری و گرفتاری سے دوچار ہوئے ہیں۔ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ممکن ہے گرفتار ہونے والے بعض لوگ جوش میں آ کر ہوش کا دامن ہاتھ میں نہ تھام سکے ہوں اور جذبات کی رو میں بہہ گئے ہوں لیکن جب کہ حالات پُرسکون ہیں اور سوادِ اعظم بھی یہ محسوس کر رہے ہیں کہ بہ ظاہر ایسی کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ اربابِ حکومت عامۃ الناس کی اُمنگوں کا احترام نہ کریں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ اسیرانِ تحریک کو رِہا کیوں نہ کر دیا جائے بل کہ ان اسیران کی رِہائی فضا کو مزید خوش گوار بنانے اور حکومت کی نیک نامی کا موجب ہی بنے گی۔ ہمیں توقع ہے کہ علماء کی کنونشن کے اس

مطالبہ کو جلد پذیرائی نصیب ہوگی۔

☆

قادیانی مسئلہ-باعث اطمینان وامتنان!

مورخہ ۸ر ستمبر ۱۹۷۴ء

یہ امر انتہائی اطمینان و امتنان کا باعث ہے کہ دَور غلامی کی یادگار نوے (90) سالہ پرانے قادیانی مسئلہ کا بالآخر حل تلاش کرلیا گیا ہے۔ یہ مسئلہ طے کرنے کی غرض سے قومی اسمبلی میں حکومتی پارٹی اور حزب مخالف کے ارکان پر مشتمل جو خصوصی کمیٹی قائم کی گئی تھی اس نے مکمل اتفاق رائے سے افہام وتفہیم اور بھائی چارے کے ماحول میں جو حل تلاش کیا ہے وہ سوادِ اعظم کی توقعات سے بڑھ کر ہے۔ اس وقت جب کہ یہ سطور معرض تحریر میں لائی جارہی ہیں قومی اسمبلی خصوصی کمیٹی کی متفقہ قرارداد پر غور کررہی ہے اس کے بعد اس قرارداد کو قانونی شکل دینے کے تمام مراحل طے کرلیے جائیں گے اور سینٹ میں متعلقہ قانونی مسودات کی توثیق کے بعد آج ہی ایک قانون نافذ کردیا جائے گا۔ ہمیں توقع ہے کہ ان قانونی اقدامات کے ذریعے آئین میں ''مسلمان'' کی جامع تشریح کردی جائے گی اور یہ صراحت کردی جائے گی کہ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوی کرنے والا یا کسی اور بشر کو نبی ماننے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ علاوہ ازیں اقلیتوں سے متعلقہ آئینی شق میں ترمیم کرکے اس امر کی صراحت بھی کردی جائے گی کہ مرزائی قادیانی یا لاہوری غیر مسلم اقلیت ہیں۔

اگر یہ تمام مراحل بہ خیر وخوبی طے ہوگئے اور ان سطور کی اشاعت تک حسب توقع متعلقہ قانونی وآئینی اقدامات کی تفاصیل منظر عام پر آگئیں تو سوادِ اعظم کے لیے اس سے بڑھ کر امتنان وتشکر کی کوئی اور بات نہیں ہوگی اور ہمیں یقین ہے کہ پوری قوم یہ مسئلہ خوش اُسلوبی سے طے ہونے پر یوم تشکر منائے گی اور اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوکر شکرانہ کے نفل ادا کرے گی کہ یہ باری تعالیٰ کی نظر کرم ہی تھی جس کی بدولت وزیر اعظم بھٹو اور ان کی پارٹی کے ارکان سے لے کر

حزب مخالف تک کو یہ توفیق عطا ہوئی کہ وہ متحد و متفق ہو کر ایک ایسا مسئلہ سواد اعظم کی توقعات کے مطابق حل کر سکیں جو قریباً ایک صدی سے ملت اسلامیہ کے لیے ناسور بنا ہوا تھا۔

فطرت کا یہ اُصول ہے کہ ہر عمل کا ردعمل ہوتا ہے۔ ہر عمل کے مضمرات ہوتے ہیں اور ہر عمل کے عواقب و نتائج برآمد ہوا کرتے ہیں۔ قادیانی مسئلہ کا جو حل تلاش کیا گیا ہے اس کا ردعمل مضمرات اور عواقب و نتائج کا برآمد ہونا بھی ایک فطری بات ہے اور ارباب اقتدار و سیاست، علماء کرام، سرکاری مشینری بل کہ پوری قوم کو ان سے خوش اُسلوبی کے ساتھ عہدہ برآ ہونے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ یہ سب کے تدبر و بصیرت کی آزمائش ہے اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس آزمائش میں سرخرو فرمائے۔ اس ضمن میں اولین ضرورت تو اس بات کی ہے کہ کامیابی کا جوش (یا دوسری جانب سے ناکامی کا تاسف) کوئی ایسی صورت اختیار نہ کرنے پائے جو امن و امان کے لیے مضرت رَساں ہو۔ یہ حل قوم کے اعلیٰ ترین قانونی، آئینی اداروں نے کیا ہے اور پوری قوم کو اس کا احترام کرنا چاہیے۔ اس لیے ہم ہر فرقہ، ہر گروہ اور ہر گروپ سے اپیل کریں گے کہ وہ قومی نظم و ضبط اور امن و امان قائم رکھیں۔ مرزائیوں وغیرہ کو بھی اس فیصلہ کا احترام کرنا چاہیے اور اپنی نئی حیثیت (غیر مسلم اقلیت کی حیثیت) سے اپنے شہری فرائض سرانجام دینے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھنی چاہیے۔ ہم انھیں یقین دلاتے ہیں کہ پاکستان کی دوسری اقلیتوں کی طرح وہ بھی ہمارے نزدیک لائق احترام ہیں اور ہمیں توقع ہے کہ حکومت بھی بہ حیثیت غیر مسلم اقلیت ان کے حقوق کے تحفظ کا پورا اہتمام کرے گی۔

اس مرحلہ پر ہم ایک اور اہم معاملہ کی جانب توجہ دلانا بھی ضروری خیال کرتے ہیں، یہ معاملہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ فرقہ پاکستان اور دوسرے ممالک میں اسلام کی جس انداز میں تبلیغ کرتا رہا ہے یا اسلام کو جس رنگ میں پیش کرتا رہا ہے۔ اس کا توڑ کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ یہ معاملہ ہمارے علماء کرام اور ارباب اقتدار و حکومت کے لیے لمحۂ فکریہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ تبلیغ بے پایاں وسائل و ذرائع کی متقاضی ہوتی ہے اور ارباب اقتدار و حکومت کو سوچنا چاہیے کہ وہ اپنے مختصر وسائل و ذرائع کے علاوہ سعودی عرب، لیبیا، خلیج کی عرب اَمارتوں اور دوسرے امیر مسلم ممالک کی امداد و اعانت سے کوئی جامع تبلیغی و اشاعتی پروگرام شروع کر کے اسلام کی کوئی خدمت کر سکتے ہیں!!!

قادیانی مسئلہ بہت پرانا تھا اور اس کے خلاف سوادِ اعظم تحریک بھی اُتنی ہی پرانی تھی لیکن ماضی میں سیاسی و غیر سیاسی مصلحتیں عوامی جذبات و احساسات کو دبانے بل کہ سوادِ اعظم کی دل آزاری کا باعث بنتی رہیں۔ تحریک ختم نبوت کے علم بردار علمائے کرام، اربابِ سیاست، تاجر، طلبا الغرض ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ خاک وخوں میں غلطاں بھی ہوئے، تشدد بھی سہتے رہے، اسیری و نظر بندی کا نشانہ بھی بنتے رہے اور طرح طرح کی دوسری مصیبتیں بھی جھیلتے رہے۔ ہم تحریک ختم نبوت کے علم برداروں کو خراجِ عقیدت پیش کرتے وقت ان شہدا کو سلام کرتے ہیں جن کی قربانیاں بالآخر رنگ لائی ہیں۔

جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا کہ تحریک ختم نبوت کی داستان بہت پرانی ہے اور یہ کبھی ختم نہیں ہوئی تھی لیکن اس کی موجودہ کروٹ خود اس آئینی فرقہ کی پیدا کردہ تھی جس نے حادثہ ربوہ کا چرکہ لگا کر اس تحریک کو پھر فعال بنا دیا تھا اور اس تحریک نے اتنی شدت اختیار کر لی تھی کہ وزیر اعظم بھٹو نے بھی۔۔ جن کی انگلیاں ہمیشہ عوام کی نبض پر رہتی ہیں۔ یہ محسوس کر لیا تھا کہ اس مسئلہ کا علاج یہی ہے کہ سوادِ اعظم کی خواہشات کے مطابق اسے حل کر دیا جائے چناں چہ انھوں نے ۱۳ جون کو ہی یہ بیان دے کر یہ مسئلہ حل کر دیا تھا کہ جو مسلمان ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے لیکن ہر مسئلہ حل کرنے کا کوئی قرینہ اور سلیقہ ہوتا ہے۔ کچھ تقاضے ہوتے ہیں اور یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ یہ مسئلہ طے ہو گیا ہے اور وزیر اعظم بھٹو بالخصوص مبارک باد کے مستحق ہیں جنھوں نے داخلی و خارجی دباؤ اور سیاسی مصلحتوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے یہ نوّے (۹۰) سالہ مسئلہ حل کرنے کے لیے جرات و ہمت کا مظاہرہ کیا۔ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ مجلس عمل والے اپنے جلسے میں مسٹر بھٹو کو مدعو کر کے ان کا شکریہ ادا کریں۔ انھوں نے جو کچھ کیا ہے بے شک ان کا دینی فریضہ تھا لیکن پھر بھی وہ قوم کے شکریے کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

آخر میں ہم یہ اپیل کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ اب جب کہ یہ مسئلہ حل ہو گیا ہے تو ان اسیروں اور نظر بندوں کی رِہائی کا بھی اہتمام ہونا چاہیے جو تحریک کے دوران پکڑے گئے تھے۔ ہمیں یقین ہے کہ اربابِ حکومت پہلی فرصت میں ان کی رِہائی کے احکامات صادر کر دیں گے۔

☆

کی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے وفا تو نے

مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۷۴ء

وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے قومی اسمبلی میں منکرین ختم نبوت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے متعلقہ تاریخی مسودہ قانون پر تقریر کرتے ہوئے بجا طور پر کہا ہے کہ احمدیوں کے بارے میں جو فیصلہ کیا گیا ہے وہ متفقہ اور پوری قوم کا فیصلہ ہے۔ بلاشبہ یہ مسئلہ اسّی نوّے سال سے مسلمانوں کے لیے تکلیف و اذیت کا موجب بنا ہوا تھا۔ اگست ۱۹۴۷ء تک غلامی کا دور تھا اور انگریز امت مسلمہ کے جذبات و احساسات کا احترام کرنے کی بجائے اپنے خود کاشتہ پودے کی حفاظت کر کے اسلامیانِ برصغیر کی دل آزاری کا موجب بنتے رہے۔ آزادی کے بعد یہ مسئلہ سیاسی مصلحتوں کا شکار رہا اور 1953ء میں طاقت کے ظالمانہ استعمال سے اس مسئلہ کو دبانے کی کوشش کی گئی۔ ہم اس وقت اس مسئلہ کے اَلم ناک اور کرب انگیز پہلوؤں کی تفاصیل کی وضاحت کرنا نہیں چاہتے اور صرف یہ کہنے پر اکتفا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بالآخر یہ محسوس کر لیا گیا ہے کہ

به مصطفیٰ برسان خویش را که دیں همه اوست
اگر به او نه رسیدی تمام بولهبی است

پاکستان اسلام اور شریعت محمدی کی سربلندی کے لیے معرض وجود میں آیا تھا اور قائداعظم کی زیر قیادت قیام پاکستان کی عہد آفریں تحریک کے دوران اسلامیانِ برصغیر کے بچے بچے نے "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ!!!" کا نعرہ لگا کر یہ واضح کر دیا تھا کہ ایک علاحدہ وطن کے حصول کی جدوجہد کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ ایک خدا، ایک کتاب، ایک رسول، ایک ملت کی لازوال اَساس پر ایک قابل تقلید اسلامی مثالی معاشرہ معرض وجود میں لایا جائے۔ قیام پاکستان کے بعد بدقسمتی سے ہمارے وابستگان اقتدار و سیاست اور ارباب بست و کشاد خود غرضی

مفاد پرستی نفسانفسی علاقائی وگروہی عصبیتوں ذاتی فلسفوں اور سیاسی مصلحتوں کا شکار ہو گئے اور پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی معاشرہ کی شکل دینے کا فریضہ فراموش کر بیٹھے۔ وہ یہ بھول گئے کہ کائنات ارضی کا یہ ٹکڑا ہم نے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا سبز ہلالی پرچم سربلند کرنے کی غرض سے حاصل کیا تھا، اس نصب العین کو فراموش کرنے کی ہم نے کافی سزا بھگتی۔

بہر کیف یہ امر باعث اطمینان ہے کہ ہماری منزل اب کچھ واضح ہوتی نظر آ رہی ہے۔ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے گزشتہ روز اپنی تقریر میں اس امر کی ایک بار پھر وضاحت کر دی ہے کہ پاکستان کے نظریہ اور وجود کی بنا اسلام پر ہے۔ اب مسٹر بھٹو نے جس جرات مندی اور دلیری کے ساتھ قومی اُمنگوں کی تکمیل کا جس طرح اہتمام کیا ہے کوئی عجب نہیں کہ وہ عقبیٰ میں ان کی نجات کا موجب بننے کے ساتھ قوم کی بھی نشاۃ ثانیہ کا باعث بن جائے۔

اس وقت جب کہ پاکستان کے مسلمان اور ہمارے وابستگان اقتدار و سیاست یہ مسئلہ خوش اُسلوبی کے ساتھ متفقہ طور پر حل کرنے کی کامیابی پر فخر و مباہات کا اظہار کر رہے ہیں ہم انھیں یہ یاد دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے والے ''پاکستان'' کی بقاو سلامتی اسی میں ہے کہ یہاں شریعت محمدی کے اقدار و شعائر کی سربلندی کا اہتمام کیا جائے۔ اس مملکت کے ہر شہری کو خواہ وہ رائے دہندہ کی حیثیت رکھتا ہو، خواہ عوام کا نمائندہ ہو، خواہ ہیئت مقتدرہ کا رکن ہو، خواہ اِس سیاسی جماعت یا اُس سیاسی جماعت سے تعلق رکھتا ہو۔ ہم صاف صاف بتا دینا چاہتے ہیں کہ وہ اچھی طرح سن لے کہ

کی محمد سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کے تقاضے محض ختم نبوت پر یقین نہ رکھنے والے یا کسی مدعی نبوت کو نبی یا مصلح ماننے والے کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے سے ہی پورے نہیں ہو جاتے۔ پاکستان میں شریعت محمدی کا پرچم سربلند کرنے کے لیے ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا ہے، اسے ہم آغاز کا نام تو دے سکتے ہیں یہ ہماری منزل نہیں۔ ابھی تو ہمیں یہاں غیر اسلامی گروہی علاقائی قومیتی عصبیتوں کے فتنے ختم کرنے ہیں، ابھی ان کمیونسٹوں، ترقی پسندوں، سائنٹفک سوشلسٹوں وغیرہ کا احتساب و مواخذہ کرنا ہے جنہیں بانی پاکستان نے بھی وطن کے لیے خطرہ

قرار دیا تھا اور جو اسلامی اقدار و شعائر کو پامال کرنے بل کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سبّ و شتم کرنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے۔ منکرین ختم نبوت کو ہم نے غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا ہے لیکن ان لوگوں کا کیا ہوگا جو سرکاری دربار کی سرپرستی میں ہمارے اَساسی نظریات کو پامال کرنے کی ناپاک کوششوں میں مصروف رہتے ہیں۔

مسئلہ حل ہونے کے بعد!

قادیانیوں اور لاہوری احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے متفقہ فیصلہ پر قومی حلقوں میں جس مسرت و اطمینان اور جوش و خروش کا اظہار کیا گیا ہے نیز وزیر اعظم بھٹو اور ارکان قومی اسمبلی کو اس نہایت جرات مندانہ اور تاریخی فیصلہ پر تحسین و تہنیت کے جو ڈونگرے برسائے گئے ہیں وہ ناقابل فہم نہیں۔ اسلامیانِ پاکستان کو اپنی خواہشات کے مطابق اس فیصلہ کے حل پر واقعی خوشی ہوئی ہے اور یہ کوئی خوشامد نہیں، وزیر اعظم واقعی مبارک باد کے مستحق ہیں لیکن جوش و مسرت کے اس اظہار کے ساتھ لوگ اب اس اَمر کے بھی منتظر ہیں کہ اس قانونی و آئینی حل کے تقاضوں کی تکمیل کا آغاز بھی جلد ہونا چاہیے۔ کلیدی آسامیوں پر فائز یا مختلف حکومتی شعبوں بالخصوص اسمبلیوں، سینٹ، سرکاری ملازمتوں وغیرہ میں اپنی آبادی کے تناسب سے کس قدر زیادہ حصہ وصول کر رہے ہیں اور اسے معقول سطح پر لانے کے لیے کیا کچھ ہونا چاہیے۔ کسی شہر، قصبہ وغیرہ میں وہ عام شہریوں سے زیادہ مراعات سے بہرہ وَر تو نہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس کا سدّ باب کس طرح ہونا چاہیے۔ آئین کی ایک شق میں ترمیم کے ذریعے اسمبلیوں میں ان کی نشستوں کا تعین تو کر دیا گیا ہے مختلف ملازمتوں میں بھی ان کا کوٹہ مقرر ہونا چاہیے۔ اس طرح ان کے حقوق کا بھی تحفظ ہو جائے گا اور سوادِ اعظم کو بھی شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔ علاوہ ازیں اس امر کا بھی جائزہ لینا چاہیے کہ انتخابی فہرستوں کی از سرِ نو تیاری کی تو ضرورت نہیں۔ مناسب تو یہی ہے کہ جداگانہ طریق انتخاب کا اُصول اپنایا جائے تاکہ اسمبلیوں کے لیے اپنے نمائندے بھی یہ خود ہی منتخب کریں۔ ہمیں توقع ہے کہ اربابِ حکومت ان مسائل پر بھی بلا تاخیر توجہ کریں گے، آخر میں ہم یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ ہمیں اس بارے بھی ہشیار و چوکس رہنا چاہیے کہ وطن دشمن اور منحرف عناصر اس قومی فیصلہ کو سبوتاژ کرنے کی کوشش نہ کریں۔

☆

افہام و تفہیم، ایک خوش آیند جذبہ

مورخہ ۱۰ر ستمبر ۱۹۷۴ء

قادیانیوں اور لاہوری احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور اس دیرینہ مسئلہ سے متعلقہ بعض دوسرے اُمور کے بارے میں حکمران جماعت اور اپوزیشن کے مابین افہام و تفہیم کا جو جذبہ کارفرما رہا ہے بلاشبہ وہ ایک خوش آیند بات اور نیک شگون ہے۔ خود وزیراعظم بھٹو اور اپوزیشن کے رہنماؤں نے سات ستمبر کے تاریخی اعلان کے موقع پر توقع ظاہر کی ہے کہ افہام و تفہیم کا یہ جذبہ کارفرما رہا تو دوسرے قومی مسائل حل ہونے کی راہ بھی نکل آئے گی۔ بلاشبہ اس جذبہ کو برقرار رکھنے کی اشد ضرورت ہے اور قومی مسائل کے حل کا واحد اور یقینی راستہ یہی جذبہ ہو سکتا ہے۔ حکمران پارٹی اور اپوزیشن نے اندازہ کر لیا ہوگا کہ جب انھوں نے اس جذبہ کو اور افہام و تفہیم کے اُصول کو راہ نما بنایا تو اُلجھنیں ختم ہو گئیں اور پوری قوم نے ان کی اس روش کو سراہا۔ قوم ہرگز ہرگز یہ نہیں چاہتی کہ حکمران جماعت اور اپوزیشن باہمی عداوت کا مظاہرہ کریں۔ پارلیمانی جمہوریت میں اپوزیشن کا کردار بھی اُتنا ہی اہم ہوتا ہے جتنا کہ حکمران جماعت کا۔ کیوں کہ اس نظام میں آج کی حکمران جماعت کل اپوزیشن بنچوں پر بھی بیٹھ سکتی ہے اور آج کی اپوزیشن کل کو اقتدار و اختیار کی مالک بھی بن سکتی ہے۔

☆

ختم نبوت ۔ اسیرانِ تحریک رہا کیے جائیں!

مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۷۴ء

قادیانی مسئلہ کے سواد اعظم کی منشا کے مطابق اور خوش اُسلوبی کے ساتھ طے ہو جانے کے بعد قومی حلقوں میں اس توقع کا اظہار ہونے لگا تھا کہ حزب اقتدار اور اپوزیشن نے اس مسئلہ کے حل کی تلاش میں مفاہمت اور افہام و تفہیم کے جس جذبہ کا مظاہرہ کیا وہ برقرار رکھا جائے گا اور خوش گوار سیاسی فضا میں ملک و ملت کو درپیش دیگر مسائل طے کرنے کی سعی و جہد کی جائے گی چناں چہ قومی اسمبلی میں حزب مخالف کے ممتاز رہنما پروفیسر غفور احمد نے اس خواہش کا اظہار بھی کر دیا تھا کہ اپوزیشن اور حکومتی پارٹی کے مابین مذاکرات کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے، قومی حلقوں نے یہ توقع بھی ظاہر کی تھی کہ سیاسی فضا کو مزید خوش گوار بنانے کی غرض سے ان تمام علماء کرام، طلبا اور دیگر افراد کو رہا کر دیا جائے گا جنھیں قادیانیوں کے خلاف تحریک کے سلسلہ میں گرفتار کیا گیا تھا۔ وزیر اعظم بھٹو نے قومی اسمبلی میں اپنی تقریر کے دوران یہ اعلان کیا تھا کہ اسیرانِ تحریک کے بارے میں نرم رویہ اختیار کیا جائے گا اور انھیں رہا کر دیا جائے گا۔ لیکن یہ بڑی عجیب بات ہے کہ قادیانی مسئلہ کے فیصلہ کے ٹھیک ایک ہفتہ گزر رہا ہے مگر نہ صرف اسیرانِ تحریک کو رہا نہیں کیا گیا بل کہ تازہ گرفتاریاں عمل میں لائی جا رہی ہیں اور ابھی گزشتہ روز طالب علم لیڈر جاوید ہاشمی کو گرفتار کیا گیا ہے۔

اس پس منظر میں قومی اسمبلی کے رکن جناب ظفر احمد انصاری اور جماعت اسلامی کے قائم مقام امیر مولانا جان محمد عباسی کی جانب سے یہ مطالبہ (جس کی یوم تشکر کے موقع پر پوری قوم نے تائید کی ہے) بڑا معقول و مناسب ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تحریک میں گرفتار کیے جانے والے تمام علماء، طلبا اور کارکنوں کو رہا کیا جائے۔ تازہ گرفتاریوں کا سلسلہ بند کیا جائے اور ۷ ستمبر کے تاریخ ساز فیصلہ نے اعتماد کی جو فضا پیدا کی ہے۔ اسے برقرار رکھا

جائے۔ اس وقت یونیورسٹیاں، کالج اور تمام دوسرے تعلیمی ادارے کھل چکے ہیں اور تعلیمی زندگی کی فضا قابل رشک طور پر خوش گوار ہے، امتحانات سر پر ہیں اور طلبا اپنی تعلیمی تیاریوں میں مصروف ہیں، ان حالات میں طلبا کو جیل میں بند رکھنے سے نہ صرف ان کا تعلیمی زیاں ہوگا بل کہ طالب علم خواہ مخواہ سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ آخر ان کے ساتھی طلبا کو جیلوں میں کیوں رکھا ہوا ہے اور تازہ گرفتاریاں کیوں عمل میں لائی جا رہی ہیں۔ ظاہر ہے اس طرح موجودہ خوش گوار سیاسی فضا نیز حکومت اور اپوزیشن کے موجودہ اچھے تعلقات کو نقصان ہی پہنچے گا۔ قومی زندگی پر ایک بار پھر خلفشار وانتشار کے منحوس بادل چھا جائیں گے اور اس کا فائدہ پاکستان کے دشمنوں کو ہی پہنچے گا۔

ہمارے خیال میں اربابِ اقتدار واختیار کو جو لوگ اسیرانِ تحریک کی رِہائی کے خلاف یا مزید گرفتاریاں عمل میں لانے کے مشورے دے رہے ہیں۔ وہ ملک وملت کی کوئی خدمت نہیں کر رہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب جناب حنیف رامے نے ابھی گزشتہ روز یہ کہا تھا کہ انھیں قادیانیوں کے خلاف مظاہرے کرنے والوں پر گولی چلانے کا مشورہ دیا گیا تھا۔ ہمارے خیال میں اسیرانِ تحریک کو رِہا نہ کرنے یا مزید گرفتاریاں عمل میں لانے کے مشورے بھی اسی نوعیت کے ہیں اور ان کے نتیجہ میں اس کے سوا اور کچھ برآمد نہیں ہوگا کہ قومی زندگی میں اتحاد و یک جہتی کی جو فضا پیدا ہونے لگی ہے وہ پھر انتشار وافتراق کی نذر ہو کر رہ جائے گی۔

☆

سر ظفر اللہ- نیا شوشہ

مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۷۴ء

قومی اسمبلی نے دو ہفتے پیشتر احمدیوں مرزائیوں وغیرہ کا مسئلہ جس خوش اُسلوبی سے سواد اعظم کی خواہشات کے مطابق حل کیا ہے اس پر نہ صرف پاکستان بھر میں اطمینان و سکون کا اظہار کیا گیا ہے بل کہ سارے عالم اسلام میں بھی اسے بہ نظر استحسان دیکھا گیا ہے۔ احمدیوں مرزائیوں کی آئینی حیثیت متعین ہونے کی بدولت ملک اس بھیانک تباہی سے بچ گیا ہے جو خانہ جنگی کے خطرہ کی صورت میں ہمارے سروں پر منڈلا رہی تھی۔ قومی اسمبلی کے فیصلہ پر اگرچہ مرزائیوں احمدیوں وغیرہ کا جماعتی سطح پر کوئی ردعمل منظر عام پر نہیں آیا لیکن یہ حقیقت ہے کہ انھوں نے بھی اس فیصلہ کو اس اعتبار سے غنیمت جانا ہے کہ اقلیتی تحفظ میں آنے کے بعد وہ سکھ چین کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں گے۔ ربوہ میں زندگی معمول پر آچکی ہے وہاں بسیں وغیرہ بھی ٹھہرنے لگی ہیں، ان کا سوشل بائیکاٹ بھی ختم ہو گیا ہے اور گزشتہ دو ہفتوں کے دوران میں ملک کے کسی بھی شہر قصبہ گاؤں قریہ میں کسی ''احمدی'' یا ''مرزائی'' کی نکسیر تک نہیں پُھوٹی لیکن یہ بڑی عجیب بات ہے کہ سر ظفر اللہ ایسے ''برگزیدہ مرزائی'' ملک سے باہر بیٹھ کر پاکستان سے وفاداری کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور قومی اسمبلی کے فیصلے کو ہدف تنقید بنا کر ملک کی بدنامی کا باعث بھی بن رہے ہیں۔

چودھری سر ظفر اللہ پاکستان کے بزرگ اور ممتاز قانون دان کی حیثیت سے ہمارے لیے واجب الاحترام ہیں۔ ہم ان کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اکابر پاکستان نے سر ظفر اللہ کو اپنی صف میں شامل کرنے کی جو کوشش کی تھی اور انھیں ملک کا پہلا وزیر خارجہ ہونے کا جو اعزاز بخشا تھا اور پاکستان کے طفیل انھیں عالمی عدالت انصاف میں ایک طویل عرصہ تک جج کے منصب پر فائز رہنے کا جو موقع ملا تھا چودھری صاحب اپنی عمر کے آخری حصہ میں پہنچ کر وہ سب احسانات فراموش کر چکے ہیں اور جماعتی تعصب نے انھیں اس قدر بوکھلا

دیا کہ انھیں پاکستان میں امن و آشتی اور سکون و اطمینان بھی تشدد کی صورت میں نظر آتا ہے۔ چودھری صاحب اب قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں، انھیں اب تو خدا خوفی سے کام لینا چاہیے تھا اور یہ کہنے سے پہلے کہ ''ان کے فرقہ کے لوگوں کو ابھی تک تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے'' اس کی تصدیق تو کر لینی چاہیے تھی۔

سر ظفر اللہ نے اپنے اس انٹرویو میں مذہب یا ایمان کے بارے میں بندے اور خدا کے تعلق کا جس انداز سے ذکر کیا ہے وہ کسی سیکولر معاشرہ میں ہی قابل پذیرائی ہو سکتا ہے اور پاکستان کوئی سیکولر ملک نہیں، ایک اسلامی مملکت ہے اور اس کے آئین میں تمام قوانین وضوابط کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی ضمانت دی گئی ہے۔ قومی اسمبلی نے صرف یہ فیصلہ کیا ہے کہ آئین میں لفظ ''مسلمان'' کی تشریح و توضیح کر دی ہے۔ یہ اس کا آئینی اور دستوری فریضہ تھا۔ یہ درست ہے کہ نیتوں کا حال صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے وہ علیم و بصیر ہے لیکن جہاں تک مسلمان ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کا تعلق ہے اس نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے مسلمان ہونے کی شرائط کے بارے میں انسانوں کو آگاہ کر دیا ہے۔

یہی تعریف ساری دنیا میں مسلم ہے اور قومی اسمبلی نے دستور میں ''مسلمان'' کی بھی یہی تعریف کی ہے اور اس پر ساری امت مسلمہ متفقہ ہے۔ چودھری صاحب بڑے متقی، پرہیز گار اور مومن ہوں گے لیکن اگر وہ مسلمان کی اس تعریف کو تسلیم نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے فرمائی ہے تو پھر معاف کیجیے انھیں مسلمانوں میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ قومی اسمبلی کے ارکان پورے گیارہ دن جماعت احمدیہ کے سربراہ کے دلائل و براہین کی سماعت کرتے رہے ہیں وہ اپنے موقف کے بارے میں جو کچھ کہنا چاہتے تھے انھوں نے کہا اور ان کے دلائل سننے کے بعد قومی اسمبلی کا انتہائی آزاد خیال مسلمان رکن بھی ان کی حمایت نہیں کر سکا اور مرزائیوں احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کی تجویز پر صاد کرنے پر مجبور ہو گیا بل کہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس کے بعد کسی مرزائی رکن پارلیمنٹ کو بھی اس قرارداد کے خلاف ووٹ ڈال کر اپنی ''جرات ایمانی'' کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ چودھری صاحب اپنے مسلک کے بارے میں اپنے ''دینی پیشوا'' سے زیادہ ''عالم دین'' تو نہیں کہ وہ مسلمان کی تعریف پر حرف زنی کرنے لگے ہیں۔

مرزائی اور احمدی پورے نوے (۹۰) سال تک انگریز اور ہندو کی پیدا کردہ فضا میں پروان چڑھتے رہے ہیں، اب اگر مسلمان ان کے عقائد کی وجہ سے انھیں اپنی صفوں میں شامل نہیں دیکھنا چاہتے اور قومی اسمبلی کے فیصلہ کے بعد انھیں اپنے حقوق و مفادات جان و مال وغیرہ کا تحفظ بھی حاصل ہوگیا ہے تو پھر ان کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ پاکستان کے اقلیتی شہریوں کی حیثیت سے ملک وملت کے لیے کام کریں اور اگر وہ یہ نہیں کر سکتے تو انھیں کم از کم سر ظفر اللہ کے بیان اور **الفضل** کی تحریروں کی طرح پرانی باتوں کا اعادہ کر کے حسب سابق فتنہ پھیلانے سے تو گریز کرنا چاہیے۔ ارباب اقتدار و حکومت کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ آئین میں ترمیم کر کے قانونی و انتظامی تقاضے پورے کریں۔

مرزائیوں احمدیوں وغیرہ کے بہ حیثیت اقلیت جان و مال، حقوق و مراعات کے تحفظ کا انتظام تو ہوگیا ہے بل کہ لوگ خود ان کے شہری حقوق کا حد سے زیادہ پاس کرنے لگے ہیں۔ اب حکومت کو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اس فرقہ پر بے جا سرکاری نوازشات، کلیدی آسامیوں کی صورت میں انعامات اور اپنے حصہ سے زیادہ مراعات سواد اعظم میں کسی نئی تلخی کا موجب نہ بن جائیں۔ حادثہ ربوہ کے بعد مرزائیوں کے خلاف تحریک میں جو مطالبات کیے گئے تھے وہ قومی اسمبلی کے فیصلہ کے قانونی و انتظامی تقاضے ہیں اور انھیں جلد از جلد پورا ہونا چاہیے۔

☆

مجلس عمل توجہ کرے!

مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۷۴ء

ہمارے نوٹس میں یہ بات لائی گئی ہے کہ تحریک ختم نبوت کے حالیہ ولولہ انگیز مرحلہ کے دوران گوجراں والہ میں جن افراد کو گرفتار کیا گیا تھا وزیر اعظم بھٹو کی واضح ہدایات کے باوجود ان میں سے دو درجن سے زائد اسیروں کو رہا نہیں کیا گیا۔ ان اسیروں میں سے بیشتر مزدور پیشہ ہیں اور ان کے بیوی بچے فاقہ کشی کی نوبت کو پہنچے ہوئے ہیں۔ ہم یہ عرض کرنے کی پوزیشن میں نہیں کہ گوجراں والہ کے علاوہ اور کس قصبے میں کتنے اسیر ابھی تک جیلوں میں پڑے ہیں اور ان میں سے کتنوں کے بیوی بچے نانِ شبینہ کو ترس رہے ہیں لیکن یہ بڑی تکلیف دہ بات ہے کہ ہمارے وابستگانِ اقتدار و سیاست (بہ شمول حزب اختلاف) قادیانی مسئلہ کے تسلی بخش تصفیہ کو اپنی کامیابی پر محمول کر کے مسرتوں کے شادیانے بجا رہے ہیں، دیگیں پکا پکا کر بانٹ رہے ہیں لیکن جن لوگوں کی سعی و جہد اور قربانی کی بدولت انھیں یہ دن دیکھنا نصیب ہوا تھا ابھی تک جیلوں میں پڑے ہیں اور ان کے بیوی بچے ناگفتنی مسائل سے دوچار ہیں۔

یہ صورت حال ارباب اقتدار و سیاست (اور مجلس عمل کے لیے بھی) فوری توجہ کی متقاضی ہے۔ اربابِ اقتدار کو دیکھنا چاہیے کہ جب وزیر اعظم نے تمام اسیرانِ تحریک کو رہا کرنے کے احکام صادر کر دیے ہیں تو یہ لوگ ابھی تک جیلوں میں کیوں پڑے ہیں؟ کون لوگ انھیں مختلف حیلے بہانے کر کے جیلوں میں رکھ کر حکومت کی ساکھ خراب کر رہے ہیں۔ مجلس عمل کے ارباب بست و کشاد کو چاہیے کہ وہ ہر صوبہ میں ضلع تحصیل اور تھانہ وار فہرستیں مرتب کریں کہ تحریک کے دوران کون کون پکڑا گیا تھا اور ان میں سے ابھی کتنے افراد جیلوں میں ہیں پھر ان کے مقدمات لڑنے اور ان کے بیوی بچوں کی امداد کا بھی کوئی جامع پروگرام وضع کرنا چاہیے۔ یہ ہمارے سامنے کی بات ہے کہ ہندو جب کوئی تحریک شروع کرتا تھا تو تحریک کے لیے قربانیاں دینے

والوں کی قانونی و مالی امداد اور ان کے بیوی بچوں کی دیکھ بھال تک کا اہتمام کرتا تھا۔ مجلس عمل کو بھی قربانیاں دینے والوں کا کچھ خیال کرنا چاہیے اس کے پاس کافی فنڈز ہوں گے انھیں استعمال بھی کرنا چاہیے۔

☆

قادیانیت۔ آئینی ترمیم پر عمل درآمد

مورخہ ۷ رستمبر ۱۹۷۵ء

سات ستمبر ۱۹۷۴ء کو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جو متفقہ آئینی ترمیم منظور ہوئی تھی اور جس کے ذریعے مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا تھا وہ مسلمانوں کے قریباً پون صدی سے مسلسل اور بھرپور علمی تنظیمی اور عملی جدوجہد کا بہت خوش گوار بلکہ لازوال ثمر تھی۔ اس تاریخی کامیابی پر اسلامیانِ پاکستان نے جو اطمینان ظاہر کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کا دل و جان سے شکر ادا کیا تھا وہ بالکل صحیح اور پوری طرح واجب تھا۔ کیوں کہ اس آئینی ترمیم نے فی الواقع

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست

آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید

کی واشگاف صورت پیدا کر دی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عامۃ المسلمین کے اس دیرینہ مطالبہ اور تقاضائے ایمانی کے آئینی اہتمام کو بیشتر قادیانیوں نے خوش دلی سے قبول نہیں کیا کیوں کہ ان کے لیڈر اور ترجمان اپنی بھرپور ناکامی کو چھپانے کے لیے مسلمانوں کے مطلوب اس ٹھوس اور دُوررس اثرات کی حامل آئینی ترمیم کا استخفاف کرنے میں بڑی دیدہ دلیری سے کام لے رہے ہیں اور ان کے اس رویہ اور طرز عمل سے بہت سے مسلمان بھی پریشان و مضطرب ہو کر یہ سوال پوچھنے لگتے ہیں کہ جس آئینی ترمیم کو مسلمانوں کی تاریخی کامیابی اور قادیانیت کے مسئلہ کے مکمل حل کی ضامن ٹھوس بنیاد قرار دیا گیا تھا اس کے منطقی، قانونی اور

انتظامی تقاضے پورے ہونے میں اتنی تاخیر اور سست روی کا باعث کیا ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ قادیانیوں کے لیڈروں اور ترجمانوں کی نادانستہ خود فریبی یا دانستہ خوش فہمی اور اس کے کھلے اظہار سے کچھ فرق نہیں پڑسکتا کیوں کہ ایک سال پہلے منظور ہونے والی آئینی ترمیم اتنی ٹھوس اور جامع ہے کہ قادیانیت نے مسلمانوں کے ایک نہایت بنیادی عقیدہ ختم نبوت پر ایمان کے انحراف کا جو خطرہ پیدا کر دیا تھا اس کے مکمل اور مستقل ازالے کی بنیاد رکھ دی گئی ہے اور خدا کے فضل سے اُمید کی جاسکتی ہے کہ جس مسئلے کو حل کرانے کے لیے مسلمانوں کو تقریباً پون صدی تک مسلسل جدوجہد کرنی پڑی، اس کے تمام منطقی تقاضے پورے ہونے میں اب بہت عرصہ تک انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ ختم نبوت کے بنیادی عقیدے کے تحفظ کے لیے مسلمانوں کی جدوجہد رواں صدی کے اوائل میں اس وقت شروع ہوگئی تھی جب ایک مبلغ اور مناظر کی حیثیت سے کچھ ساکھ حاصل کرنے کے بعد مرزا غلام احمد نے نبی اور مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا تھا اگرچہ تمام راسخ العقیدہ مسلمانوں نے کسی تامل کے بغیر مسترد کر دیا تھا لیکن برطانوی اقتدار کی سامراجی اور اسلام دشمنی مصلحتوں کے تحت نبوت کاذبہ کے اس سلسلے کو انگریزوں نے اپنی سرپرستی میں لے لیا چناں چہ قادیانیت کے خلاف عملی جدوجہد اور تحریک کا موثر آغاز قیام پاکستان کے بعد ہی ہوا۔

ابتدائی دَور میں بعض مقتدر حلقوں اور روشن خیالی اور ترقی پسند ہونے کے مدعی حلقوں نے عامۃ المسلمین کے ایمان کے اس تقاضے اور دل کی اس پکار کو کماحقہ اہمیت نہ دی اور ۱۹۵۳ء میں تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں ملک گیر تحریک ان حلقوں کی اسی کم فہمی اور کج فکری کی وجہ سے کامیاب نہ ہوسکی۔ لیکن اس کے بعد جوں جوں قادیانیت کی اصلیت اور قادیانیوں کے درپردہ عزائم بے نقاب ہوتے گئے۔ انھیں دائرہ اسلام سے خارج کرنے کے مطالبہ کو بڑی تیزی سے وسعت حاصل ہوتی گئی چناں چہ مئی ۱۹۷۴ء میں جب قادیانیوں نے اپنے گڑھ ربوہ میں مسلمان طلبا پر دیدہ دلیرانہ حملہ کیا تو اس پر ملک گیر ردعمل کو (جس میں ہر علاقہ، طبقہ اور سطح کے مسلمان شامل تھے) روکنا کسی بھی طاقت کے لیے ممکن نہ رہا، اور وزیراعظم مسٹر بھٹو نے بھی تدبر اور حقیقت پسندی سے کام لے کر یہ مسئلہ قومی اسمبلی پر مشتمل خصوصی کمیٹی کے سپرد کر دیا، جس نے دو ماہ سے زاید عرصہ تک تمام پہلوؤں کا مکمل جائزہ لینے کے بعد اس دیرینہ مسئلہ کو حل کرنے کے لیے وہ متفقہ سفارش کی تھی، جسے بعد میں پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں نے باضابطہ آئینی ترمیم

کے طور پر اتفاق رائے سے منظور کرنے کی سعادت حاصل کر لی۔

ساری قومی اسمبلی پر مشتمل خصوصی کمیٹی نے آئینی ترمیم کے ساتھ بعض قانونی اور آئینی اقدامات کی بھی سفارش کی تھی اور ارباب حکومت نے پارلیمنٹ میں ان کے سلسلہ میں بھی ضروری کارروائی کا یقین دلایا تھا، ان میں سب سے زیادہ اہمیت آئینی ترمیم کے مطابق ضابطہ تعزیرات میں تبدیلی کو حاصل تھی۔ جس کے لیے مسودہ قانون کو قومی اسمبلی میں پیش ہوئے کئی ماہ ہو چکے ہیں، اور یہ اُمید کی جاتی ہے کہ اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں اسے منظور کر لیا جائے گا۔

ضابطہ تعزیرات میں یہ ترمیم ہو جانے کے بعد مسلمانوں کے دیرینہ اضطراب کے خاتمہ کی مثبت اور موثر صورت پیدا ہو جائے گی، اور قادیانیوں کی موجودہ خوش فہمی اور ان کے ترجمانوں کی دیدہ دلیری کا سلسلہ بھی ختم ہو جائے گا۔

دریں اثنا شناختی کارڈوں، رجسٹریشن فارموں، اسمبلی کی رکنیت کے لیے کاغذات نامزدگی وغیرہ اور اب عازمین حج کے لیے جو حلف نامے ضروری قرار دیے گئے ہیں ان کے اثرات بھی اس قدر محدود نہیں ہیں، جس قدر عام طور پر سمجھے جاتے ہیں۔ جب یہ سلسلہ اعلیٰ فنی اور پیشہ وارانہ تربیت کی درس گاہوں، ملازمتوں وغیرہ تک وسیع کیا جائے گا تو آئینی ترمیم سے متوقع نتائج زیادہ ٹھوس انداز میں اور نسبتاً تیز رفتار سے منظر عام پر آنے لگیں گے۔

بہر حال آئینی ترمیم کے بعد صحیح سمت میں قدم اٹھانے کا آغاز تو ہو گیا ہے اور مسلمانوں کی تمام توقعات بتدریج پوری ہو جائیں گی۔ ہمیں اُمید ہے کہ حکومت نے آئینی ترمیم کے موقع پر تحفظ ختم نبوت کی تحریک کے زمانہ میں تمام مقدمات واپس لینے کا جو برملا وعدہ کیا تھا اور جس پر عمل درآمد کے لیے وزیراعظم نے کئی بار اعلانات بھی کیے ہیں ان کے سلسلہ میں بھی مطلوبہ قانون اور انتظامی کارروائی میں اب مزید تاخیر نہیں کی جائے گی تاکہ کسی بھی نوعیت کی بدگمانی کی کوئی گنجائش ہی باقی نہ رہے۔

☆

دیر آید درست آید

مورخہ ۲۸؍اپریل ۱۹۸۴ء

قادیانیوں کے بارے میں صدارتی آرڈی ننس اپنی جگہ بھی ایک جامع عملی اقدام کی حیثیت رکھتا ہے کیوں کہ اس کے تحت قادیانیوں کے لیے جو باتیں ممنوع قرار دی گئی ہیں ان پر عمل درآمد کرانا خود حکومت کی انتظامیہ مشینری کے بنیادی فرائض منصبی کا حصہ بن گیا ہے۔اب عامۃ المسلمین اوران کے رہ نماؤں کے لیے یہی مناسب ہوگا کہ آرڈی ننس کی خلاف ورزی کے معاملات مجاز حکام کے علم میں لائے جائیں لیکن قادیانیوں نے دفاعی سروسز سمیت انتظامیہ میں جواثر ونفوذ پیدا کررکھا ہے اس کے مضمرات کا جائزہ لینا اور مملکت کے اسلامی مفادات کے تحفظ کے لیے بعض اقدامات فوری ضرورت کے ضمن میں آتے ہیں۔ایک اقلیت کے طور پر قادیانیوں کے جو بھی شہری اور قانونی حقوق ہیں ان کا تو پورا کرنا اور فراخ دلانہ احترام واہتمام ہونا چاہیے۔ لیکن دفاعی سروسز کا اس وقت ماٹو (motto) ایمان، تقویٰ اور جہاد فی سبیل اللہ ہے جب کہ قادیانی اسلام کے معروف و مسلمہ تصور جہاد کو تسلیم ہی نہیں کرتے، اس لیے دفاعی سروسز سے قادیانیوں کو فوری طور پر ریٹائر کر دینا چاہیے کہ وہ مسلمانوں کی حیثیت سے نہیں صرف ایک اقلیت سے تعلق کی بنیاد پر اپنا حق اور حصہ طلب کریں اور اس پر ہی قناعت کریں۔

☆

قادیانیت۔ دوسرے ملکوں میں

مورخہ ۲۹ر اپریل ۱۹۸۴ء

قادیانیوں کو اپنے "بناسپتی برانڈ کے اسلام" کی تبلیغ کرنے اور اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے روکنے کے لیے جو آرڈی ننس نافذ کیا گیا ہے۔ پاکستان کی حد تک اب اہم مسئلہ یہ ہے کہ اس پر مکمل عمل در آمد کے لیے کیا اہتمام کیا جاتا ہے، لیکن قادیانیوں کی سرگرمیوں کا سلسلہ چوں کہ کئی دوسرے ملکوں میں بھی جاری ہے، اس لیے یہ بات بھی ضروری ہے کہ حکومت پاکستان اپنی اس کارروائی سے اسلامی کانفرنس اور اس کی وساطت سے تمام اسلامی ملکوں کو بھی رسمی طور پر آگاہ کرے، تاکہ ان میں اسلام کے حوالے سے قادیانیت کی تبلیغ اور برآمد کا سلسلہ بھی بند ہو جائے۔ مغربی ملکوں کو اسلام اور مسلمانوں سے جو روایتی عناد ہے، اس کی وجہ سے یہ بات بعید از امکان نہیں کہ وہ اب قادیانیوں کی نسبتاً زیادہ حوصلہ افزائی کرنے لگیں گے، لیکن اسلامی کانفرنس کی طرف سے ان پر واضح کر دیا جائے کہ ان کی یہ بات تمام اسلامی ملکوں کے نزدیک ایک ناپسندیدہ حرکت ہوگی تو اسلامی دنیا سے ان کے جو بڑے وسیع تجارتی و معاشی مفادات وابستہ ہیں، ان کی خاطر وہ اس معاملے میں احتیاط سے کام لینے کی ضرورت محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بات بھی ضروری ہے کہ اسلامی ممالک خاص طور پر بعض افریقی ملکوں میں اسلام کی تبلیغ کے نام پر یہ لوگ قادیانیت پھیلانے کا جو کام کرتے رہے ہیں، اب اس کا بھی انسداد ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں ایک کام حکومت پاکستان کے بھی کرنے کا ہے کہ اب کسی بھی قادیانی کو پاسپورٹ پاکستانی مسلمان کے طور پر جاری نہ کیا جائے، بل کہ اس دستاویز پر اس کے غیر مسلم اقلیت سے تعلق رکھنے کا واضح اور رسمی اظہار بھی ہونا چاہیے۔

☆

ایوان وقت میں مذاکروں کی رُوداد

(I)

عنوان مذاکرہ ''اسلام میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت''

میزبان ومحرر: ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی

مہمان: مفتی محمد خان قادری، ملک محبوب الرسول قادری، مولانا منور حسین صدیقی، مولانا صلاح الدین یوسف، پیر سید ولایت علی شاہ، مولانا محمد حسین اکبر، مولانا عبدالعزیز

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا۔ نبوت کا سلسلہ اب ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا۔ اب قیامت تک راہِ حیات کے ہر مسافر پر لازم ہوگیا کہ وہ خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنائے اور ان کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی گزارے۔ اس حقیقت کا اعلان خود خالق کائنات نے آخری کتاب (قرآن مجید) میں فرمادیا کہ:

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں، مگر وہ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں (کے سلسلے) کو ختم کرنے والے ہیں۔''

قرآن حکیم کی یہ روشن آیت ہر انسان کی رہنمائی کے لیے کافی ہے کہ اب دنیا میں کوئی نبی نہیں آئے گا۔ خود اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دار فرمادیا کہ:

''(یاد رکھنا) میری امت میں تیس جھوٹے (کذاب) نمودار ہوں گے ان میں ہر ایک دعوی کرے گا کہ وہ نبی ہے حالاں کہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد اب کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔''

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعوی کیا تو خلیفۃ الرسول نے اس کے ساتھ جو سلوک کیا اس سے ہر مسلمان واقف ہے۔ حضرت

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی مدعی نبوت سے اس کی صداقت پر دلیل بھی طلب کرے گا تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بعد اب ختم نبوت کے عقیدہ کے بارے میں دل میں ذرّہ بھر شک بھی نہیں گزرنا چاہیے۔

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، اس اہم ترین مسئلہ پر اہل علم کے خیالات سے استفادہ کی غرض سے، ہم نے چند اہل علم حضرات کو ''ایوان وقت'' میں دعوت دی، ان کی گفتگو آپ کی خدمت میں پیش ہے:

ادارہ منہاج الحسین کے سرپرست علامہ محمد حسین اکبر (فاضل قم) نے کہا:

اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت و رسالت کے خاتمے کا اعلان فرما کر ہمیشہ کے لیے جھوٹے داعیان نبوت کے نہ صرف دعووں کو قیامت تک کے لیے باطل قرار دے دیا بل کہ ان کذابوں کے کذب و افتراء کو بھی ختم نبوت کے اعلان کے ساتھ ہمیشہ کے لیے باطل قرار دے دیا۔ مقام نبوت اسلام کی عمارت کا وہ مرکزی ستون ہے جس سے مقام توحید و نبوت، رسالت، قرآن و احکام اسلام غرض یہ کہ پورے کا پورا اسلام قائم ہے۔

شرق و غرب کی استعماری طاقتوں نے اسلام کی بنیادوں کو اُکھیڑنے کے لیے زمانۂ رسالت میں اور بعد کے اَدوار میں بھی اسلام اور مسلمانوں سے کئی جنگیں لڑیں۔ صلیبی جنگیں اسی مشن کا حصہ تھیں لیکن تمام تر جدید ہتھکنڈوں کو مسلمانوں پر آزماتے ہوئے اس سلسلہ میں ایک انتہائی خطرناک چال یہ چلی کہ مسلمانوں کو ان کے روحانی سرپرستوں اور آسمانی تعلیمات سے بدظن کر کے دُور کر دیا جائے۔ اس کام کو عملی جامہ پہنانے کے لیے روحانی لبادے میں شیطانی نظریات کے حامل افراد کو تلاش کیا۔ اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے استعمار نے کرائے کے آدمی تلاش کیے ان کی سرپرستی اور رہ نمائی کی اور ان کے ذریعے اسلام کے اندر نئے مذاہب کی بنیاد رکھنے کی مذموم کوشش کی۔

ان لوگوں نے نہ صرف نبوت کے جھوٹے دعوے کیے بل کہ اسلامی الٰہی تعلیمات کو مسخ کر کے استعمار کی پشت پناہی سے مسلمانوں کے لیے کفریہ عقائد کی بنیاد رکھی اور اس طرح عقیدۂ ختم نبوت کو مضمحل کرنے کی ناکام کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے نبوت کے سلسلہ کو ختم کر کے نہ صرف قرآن کی زبان میں بل کہ زبان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اعلان کرا دیا کہ ''میرے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا''۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے علی (رضی اللہ عنہ)! تیری میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

آج جس قدر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور مقام رسالت کے تحفظ کی ضرورت ہے شاید پہلے کبھی نہ تھی۔ آج کل دنیا بھر سے این جی اوز کا حکومت پاکستان سے تعزیرات پاکستان کے باب پندرہ کی دفعہ 295C کے خاتمہ کے لیے بھرپور مطالبات اور اس کے لیے اصرار اور سرمایہ کاری بھی اسی عالمی سازش کا ایک حصہ ہے جس کے لیے مسلمانوں کو ہمہ وقت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ تاہم خداوند قدوس اپنے دین اور اپنی کتاب اور مقام رسالت کا خود ہی محافظ ہے۔ تاہم ہمارے عقیدے اور ایمان کا یہ امتحان ہے کہ ہم مقام رسالت اور ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کیا کچھ کر سکتے ہیں۔

مولانا مفتی محمد خان قادری (سربراہ جامعہ اسلامیہ، لاہور) نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا:

یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ جب تکمیل شریعت و کتاب ہو چکی تو اس کے بعد کسی نئے نبی کی ضرورت کیسے پیش آ سکتی ہے؟ نئے نبی کے ماننے کا معنی یہی ہوگا کہ شریعت کی تکمیل نہیں ہوئی حالاں کہ قرآن مجید نے واضح طور پر فرما دیا ہے کہ ہم نے دین کو مکمل کر دیا ہے اور اسلام کو بہ طور دین اپنے لیے پسند فرما لیا۔ یہ بھی نہایت عجیب بات ہے کہ شریعت کی تو تکمیل مان لی جائے لیکن نبوت کی تکمیل ماننے

سے انکار کر دیا جائے۔

نبوت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور سراسر نعمت ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کے ذریعے سے بعد میں آنے والے نبی کی اطلاع دی اور تمام انبیاء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا اعلان کیا کیوں کہ ان سے اس اعلان کا عہد لیا گیا تھا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی آنا ہوتا تو اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو اس کی نشان دہی فرماتے، لیکن یہاں تو معاملہ اس کے برعکس ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر جگہ یہی فرمایا کہ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور اب جو بھی ایسا اعلان کرے گا وہ جھوٹا کاذب اور دجّال ہی ہوگا۔ اور آخری بات یہ ہے کہ وحدت امت کے لیے نبی کا واحد ہونا ضروری ہے ورنہ امت انتشار کا شکار ہو جائے گی۔ ہر علاقے اور نسل کے لوگ اپنا نبی اور شریعت گھڑ لیں گے اور اسلام کا چہرہ مسخ ہو جائے گا۔ اسلام کا ہم سب پر احسان ہے کہ اس نے وحدت امت کے لیے ایک ہی نبی اور شریعت کے اتباع کا حکم دیا۔

مولانا منور حسین صدیقی (سرپرست عالمی مجلس ختم نبوت) نے کہا:

اسلام میں جو نصوص قرآن مجید سے ثابت ہیں، ان پر ایمان لانا فرض ہے ان کو ایمانیات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت بھی انھی میں شامل ہے۔ قرآن فرماتا ہے:

''حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں وہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔''

بات یہ ہے کہ رسول اور باپ ہونے میں تضاد نہیں، ہاں خاتم النبیین اور باپ ہونے میں اندیشہ تھا کہ جیسے سید کے بیٹے کو سید کہتے ہیں، پٹھان کے بیٹے کو پٹھان کہتے ہیں، ممکن تھا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی ان کے بیٹے کو رسول یا نبی کہہ دیتا۔ اب مسئلہ صاف ہو گیا کہ جس طرح خدا کا مسئلہ توحید میں کوئی شریک نہیں اسی طرح مسئلہ ختم نبوت میں حضور محمد رسول اللہ کا کوئی شریک نہیں۔

آپ کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی نبوت زمان ومکان سے بالا ہے یعنی آپ کے زمانے سے لے کر قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے ہے۔ اس اعتبار سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت عالم گیر اور پوری انسانیت کے لیے ہے۔ اس حقیقت کو قرآن کریم میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

''اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔''
(الاعراف:۱۵۸)

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ آپ پر دین کی تکمیل کر کے اعلان کر دیا گیا:

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔'' (المائدہ)

تکمیل دین اور اتمام نعمت کا یہ اعلان بھی کسی نبی کے لیے نہیں کیا گیا۔

تیسری بات یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو آسمانی کتاب نازل کی گئی اس کی بابت اللہ نے فرمایا:

''ہم ہی نے یہ ذکر (قرآن مجید) نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔'' (الحجرات:۹)

چناں چہ یہ تاریخی حقیقت شک وشبہ سے بالا ہے کہ یہ قرآن مجید جس طرح نازل ہوا تھا، آج بھی اسی طرح محفوظ ہے۔ شرف اور محفوظیت کا یہ مقام پچھلی کسی کتاب اور رسول کو حاصل نہیں ہوا۔

یہ سارا اہتمام اسی لیے کیا گیا ہے کہ آپ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا تھا، اگر کسی اور نبی نے آنا ہوتا تو آپ کی نبوت بھی عالم گیر ہوتی نہ آپ پر دین کی تکمیل ہی کا اعلان ہوتا اور نہ آپ پر نازل کردہ کتاب اور آپ کی تعلیمات وہدایات کی حفاظت ہی کا خصوصی اہتمام ہوتا۔ اسی لیے مذکورہ اہتمام کے ساتھ آپ پر نبوت کے خاتمے کا بھی اعلان کر دیا گیا۔

مولانا محمد امجد خان (ناظم اعلیٰ جامعہ رحمانیہ، لاہور) نے اپنی گفتگو میں کہا:

۲۲ ویں پارے میں سورۂ احزاب میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں یعنی آپ کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر میرے بعد نبوت ہوتی تو عمر (رضی اللہ عنہ) کے سر پر نبوت کا تاج رکھ دیا جاتا لیکن میرے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا بنیادی عقیدہ ہے کہ کوئی اگر نماز پڑھے، روزہ رکھے، ہر سال حج کرے، زکوٰۃ دے لیکن اگر عقیدۂ ختم نبوت پر ایمان نہیں تو پھر کوئی عبادت اس کی قابل قبول نہیں ہے۔

ملک محبوب الرسول قادری (ناظم اطلاعات کاروان اسلام، پاکستان) نے کہا:

اس وقت قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ جنرل ضیاء الحق نے ۲۷ اپریل ۱۹۸۴ء کو ان کے خلاف جو آرڈی ننس نافذ کیا تھا اس کے مطابق ان کو سر عام اس پاک وطن میں اپنا لٹریچر تقسیم کرنے کی اجازت نہیں، وہ اپنے تبلیغی جلسے نہیں کر سکتے۔ اپنی عبادت گاہوں کو مساجد کی شکل نہیں دے سکتے، اپنے آپ کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتے نہ ہی مسلمان کہلوا سکتے ہیں اگر وہ خلاف ورزی کریں تو ان کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298C کے تحت کارروائی عمل میں آ سکتی ہے۔

بہر حال عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے، گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے اور ضروری ہے کہ زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان اس مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر اس سے واقف رہیں اور اپنا کردار ادا کریں۔

پیر سید ولایت علی شاہ (دربار حضرت شاہ ابو المعالی قادری، لاہور) نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا، اس کی شہادت وقتاً فوقتاً سب انبیاء نے دی ہے خود نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

قرآن مجید کی آیات کریمہ سے بھی یہ اہم مسئلہ پوری طرح واضح ہے۔ بخاری شریف میں ایک حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور بڑی ہی حسین وجمیل بنائی لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبی پر حیرت کا اظہار کرتے اور کہتے تھے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی (سنو!) وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں یعنی میرے آنے پر نبوت کی عمارت مکمل ہوگئی، اب کوئی جگہ باقی نہیں ہے جسے پُر کرنے کے لیے کوئی اور نبی آئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جھوٹی نبوت کے دعوے کیے گئے لیکن دنیا جانتی ہے کہ سب کا انجام نہایت ہی عبرت ناک ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت سنبھالتے ہی پہلا کام یہ کیا تھا کہ مسیلمہ کذاب کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ طرز عمل قیامت تک سب مسلمانوں اور بالخصوص مسلمان حکمرانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔

(نوائے وقت مورخہ ۷ ستمبر ۲۰۰۱ء)

☆

(II)

مذاکرہ بہ عنوان ''کی محمد سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں''

تحریر: محمد ریاض اختر

شرکاءِ گفتگو: علامہ نزاکت گولڑوی، پروفیسر ڈاکٹر جی اے چشتی، بیگم نزاکت، پیرزادہ مفتی ریاض چشتی، سید طیب، حاجی افتخار خان

عشق رسول اور اطاعت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارا سرمایہ دین و دنیا ہے، اسی سے زندگی کی رعنائیاں عبارت ہیں، یہی توشۂ آخرت ہے۔ یہ درست ہے کہ سامراج اور اسلام دشمن قومیں مسلمانوں کے دلوں پر حملہ آور ہیں وہ ان کے قلوب سے حبّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی اور اس کے اثرات کم کرنے کی ناکام کوششوں میں مصروف ہیں۔ ایسے حالات میں علماء کرام، مشائخ عظام، اہل فکر و اہل دانش کی بھاری ذمہ داری ہے کہ وہ ''نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری'' کے مصداق نوجوانوں کی بھرپور سرپرستی اور رہنمائی کریں اس کے ساتھ ساتھ عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فروغ کے لیے ایسے اقدامات کریں جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، عقیدت اور عشق کے چراغ مزید روشن ہوتے رہیں۔ ایک نشست میں ممتاز علماء کرام اور اہل دانش چیئرمین علماء سنی کونسل پاکستان علامہ نزاکت علی گولڑوی، پروفیسر ڈاکٹر جی اے حق چشتی، سینئر معلّمہ بیگم مسرت نزاکت حسین، پیرزادہ مفتی ریاض الدین چشتی، صدر اسلام آباد بار ایسوسی ایشن سید محمد طیب اور الحاج افتخار محمد خان نے حکومت سے مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ سات ستمبر کو یوم حب رسول کے طور پر سرکاری سطح پر منایا جائے۔ ان کا کہنا تھا کہ مرکزی و صوبائی حکومتیں اس دن کی نسبت سے کانفرنسوں کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں تحفظ ختم نبوت اور عشق رسول کا جذبہ اُجاگر کریں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد جی اے حق چشتی کا کہنا تھا کہ آج اطراف سے قادیانیت نواز طبقہ

مسلمانوں کے عقیدے پر نقب لگانے میں شبانہ روز مصروف ہے۔ مقام دُکھ ہے کہ انھیں حکومتی زعما کی آشیر باد بھی حاصل ہے۔ ان کی پوشیدہ یلغار کو روکنے کے لیے ۱۹۷۴ء کی طرح علماء کرام، مشائخ عظام، دینی رہنماؤں اور سیاست دانوں کو متحد ہونا پڑے گا۔ یہ بھی تاریخ کا روشن باب ہے کہ اسلامیان عالم کی پہلی فتح ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء کو ہوئی اس سے قبل مقدمہ بہاول پور میں ۱۹۳۵ء کو انگریز کی عدالت نے مرزائیت کو غیر مسلم قرار دیا۔ ۱۹۳۵ء کے بعد جتنی تحریکیں تھیں یہ سب اس یقین و فتح پر تھیں جو پیر مہر علی شاہ کو حاصل ہوئی تھیں۔

پیرزادہ مفتی ریاض الدین چشتی کا کہنا تھا کہ پیر مہر علی شاہ نے تصانیف کے ذریعہ قادیانیت کا خاتمہ کیا۔ آپ کی کتاب شمس الھدایہ اور سیف چشتیائی بیشتر علماء کی تحریر و تقریر سے بہتر ہے۔

بیگم مسرت نزاکت کا کہنا تھا ذوالفقار علی بھٹو نے عالم کفر کی پروا کیے بغیر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر عالم اسلام کا سر بلند کیا۔ ۱۸۸۰ء سے لے کر ۱۹۷۴ء تک قادیانیت پوری دنیا میں مسلمانوں کو دھوکے میں رکھ کر اپنے دام فریب میں پھنسا رہے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ حکومت اگر مخلص ہے تو ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو بھٹو کی کوشش کو ضائع نہ کریں اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ کی تصانیف شمس الھدایہ اور سیف چشتیائی کو سرکاری نصاب میں شامل کرنے کا اعلان کرے۔

سید محمد طیب نے کہا کہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، اس عقیدے کا منکر دائرۂ اسلام سے خارج ہے اور قانون کے مطابق ان کو اپنے باطل عقائد کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کی اجازت نہیں۔

انھوں نے کہا کہ قادیانی گروہ سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان کے ساتھ کھیل رہے ہیں، اہل عشق کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر میدان میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے سرگرم عمل رہیں۔ الحاج افتخار خان کا کہنا تھا کہ عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کا مرکز و محور اور روح و جان ہے اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنا اہل ایمان کا فریضہ ہے۔

(نوائے وقت مورخہ ۷ ستمبر ۲۰۱۶ء اشاعت خاص)

☆

منتخب مقالات

قادیانی مسئلہ کا آئینی حل- افادیت و مضمرات

ملک امجد حسین، ایڈووکیٹ

قادیانی مسئلہ کا مذہبی حل تو تقسیم ہند سے بہت پہلے ہو چکا تھا جب برصغیر ہند و پاک کے مستند و ممتاز علمائے کرام و اکابرین دین نے متفقہ طور پر یہ فتوی دیا تھا کہ جو شخص حضرت نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کا دعوی دار ہو گا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اگر برصغیر کی سیاسی تاریخ پر بھی نظر ڈالی جائے تو اس فرقہ کی سیاسی تعمیر کی بنیاد ضلع گورداس پور کے ذہین و صاحب علم ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج مسٹر جی ڈی کھوسلہ نے اپنے معروف فیصلہ بہ مقدمہ سرکار بنام سید عطا اللہ شاہ بخاری میں اس فرقہ کو انگریز کا خود کاشتہ پودا قرار دے کر ہلا دی تھی۔ اس تاریخ ساز فیصلہ کے بعد مسلمانان ہند و پاک کے لیے یہ نظریہ قائم کرنا کہ مرزا غلام احمد کے دعوئ نبوت کا مقصد صرف انگریزی استعمار حکومت کو تقویت و فروغ دینا تھا۔ ایک فطری بات تھی حالات کی سنگینی کہہ لیجیے یا عقل و شعور کا فقدان کہ جس جماعت نے اس فتنہ کو ختم کرنے کا فرض سنبھالا تھا وہ پہلے شہید گنج کے ملبے تلے دب گئی۔ پھر تحریک پاکستان میں حصہ نہ لینے کے باعث مسلمانوں کے قلب و نظر سے اُتر گئی مگر یہ بات تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ اس کے رہ نماؤں نے اپنی مہم اور مشن کو جاری رکھا اور ۱۹۵۳ء میں اُبھرنے والی تحریک ختم نبوت انھی کے زورِ فکر اور گرمیٔ عمل و حرکت کا نتیجہ تھی۔

قیام پاکستان سے قبل راقم کا تعلق بٹالہ سے تھا وہاں مسلمانوں کی متفقہ سعی سے اس فرقہ کا مکمل سوشل بائیکاٹ کیا جاتا تھا۔ ہر مسجد و قبرستان میں ایک تختی آویزاں کی گئی تھی کہ یہ مساجد و قبرستان مسلمانوں کے لیے ہیں اس لیے مرزائیوں کا داخل ہونا اور دفن کرنا منع ہے۔

اگر تخلیق و تشکیل پاکستان کے بعد اس فرقہ کے فکری، اعتقادی اور سیاسی رجحانات پر کڑی نظر رکھی جاتی تو اس امر کی کوئی گنجائش نہیں تھی کہ پاکستان کے ایک مخصوص و محدود حصہ میں ان کو اپنی طاقت و قوت کا مرکز بنانے کی اجازت دی جاتی لیکن ہوا کیا؟ اس فرقہ کے اثر و رسوخ

اختیار و اقتدار میں اور دنیائے اسلام کے بعض ملکوں میں تبلیغ و اشاعت کے مواقع فراہم کرنے میں ہماری پیش رو حکومتوں اور سیاسی اکابرین کو بہت دخل رہا ہے۔ قدرت کے اصول غیر متبدل ہیں چوں کہ اس فرقہ کے عقائد و خیالات اسلام کی بنیادی تعلیم کے برعکس تھے اس لیے رب العالمین نے خود ان کے اپنے عمل و فکر کی وساطت سے ایسے حالات پیدا کر دیے کہ پاکستان کا ہر ذی حس و صاحب فکر مسلمان یہ مطالبہ لیے میدان عمل میں آ گیا کہ قادیانی اور لاہوری جماعت سے تعلق رکھنے والے افراد کو علاحدہ غیر مسلم اقلیت قرار دیا جانا اسلام کے منشا کے عین مطابق ہے چناں چہ عوام کے مطالبہ کی شدت اور جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی دانش و فراست کے امتزاج کے باعث پارلیمینٹ نے ۷ستمبر۱۹۷۴ء کو آئین میں ترمیم کر کے اس فرقہ کے لوگوں کو علاحدہ اقلیت قرار دے دیا۔

یہ ترامیم آئین کے آرٹیکل ۱۵۶ اور ۲۶۰ میں کی گئی ہیں۔ آرٹیکل ۱۵۶ میں کی گئی ترمیم کے مطابق لاہوری اور قادیانی فرقہ سے تعلق رکھنے والے اصحاب کو ہندوؤں، پارسیوں، سکھوں، بدھ مت وغیرہ کی طرح ایک اقلیتی فرقہ قرار دیتے ہوئے صوبائی اسمبلیوں میں ان کے لیے خاص نشستوں کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اگرچہ اقلیتی فرقہ سے تعلق رکھنے والے حضرات پر یہ پابندی نہیں کہ وہ عام مسلمان کے مقابلہ میں انتخاب نہیں لڑ سکتے اور ایسی آزادی یقیناً بنیادی حقوق کے مطابق ہے جو ترمیم آرٹیکل ۲۶۰ میں کی گئی ہے۔ وہ اپنے مضمرات و افادیت کے لحاظ سے بہت اہم اور بنیادی ہے، اس کے الفاظ ہیں:

۲۶۰ (۳) ''جو ''شخص'' حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی آخرالزمان نہیں مانتا اور اپنے آپ کو کسی صورت و نوع کسی رنگ و حالت یا کسی الفاظ کی کسی شرح سے اپنے آپ کو نبی کہتا ہے یا ایسے دعوے دار کو مذہبی رہ نما و مصلح تصور کرتا ہے وہ اس آئین کے محکمات و مضمرات کی رُو سے مسلمان نہیں ہے۔''

آپ غور کریں اس ترمیم میں لفظ ''شخص'' استعمال کیا گیا ہے اور یہی اس کی فطرتی و خصلتی صورت ہونی چاہیے تھی۔ آئین میں درج بالا ترامیم کے ساتھ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۵۹ الف میں بھی مجوزہ ترامیم کر کے ایک قانون بنایا جائے گا جس کے تحت ختم نبوت کے مستند و تسلیم شدہ محاکمہ و اعتقاد کے خلاف کسی قسم کی تبلیغ و اشاعت اقرار و اعلان کرنے والا مسلمان جس کی

مفصل و مکمل تشریح آئین کے آرٹیکل ۲۶۰ میں کردی گئی ہے جرم و سزا کا مستوجب ہوگا جس کی سزا دو سال یا زیادہ رکھی جائے گی۔ مطالعہ کے لیے تعزیرات پاکستان میں مجوزہ ترمیم کے الفاظ یہاں درج کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہیں کوئی مسلمان جو عقیدہ ختم نبوت کے خلاف اقرار و یقین کا اظہار تبلیغ و اشاعت (جس کی تفصیل و تشریح آرٹیکل ۲۶۰ میں کردی گئی ہے) کرے گا وہ جرم و سزا کا مستوجب ہوگا۔

اس مجوزہ ترمیم میں ''مسلمان'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور ''شخص'' کا نہیں۔

آیئے ان مجوزہ ترمیمات کے مضمرات پر غور کریں کیوں کہ راقم کی رائے میں اس کے کچھ غیر موزوں نتائج پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ آئین میں کی گئی ترمیم میں تو ''شخص'' کا لفظ استعمال کر کے مسلم اور غیر مسلم کی تمیز کو ختم کر دیا گیا اور صحیح طور پر جو ختم نبوت کے عقیدہ کے خلاف تبلیغ و اشاعت کرے گا وہ مسلمان نہیں رہتا کیوں کہ اس ترمیم کی رُو سے مسلمان کی تعریف کرنا مقصود تھا۔

مگر تعزیرات پاکستان میں ''مسلم'' کا لفظ رکھ کر قادیانی لاہوری اصحاب کو یہ اجازت دے دی ہے کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کے خلاف تبلیغ و اشاعت کریں اور اپنے ایمان و اعتقاد کا کھلم کھلا پرچار کریں۔ مجھے یہ تسلیم ہے کہ کوئی آئین یا قانون شاید ان کو اس حق سے باز نہیں رکھ سکتا مگر اس تمام مسئلہ کے کچھ چند بنیادی عملی پہلو بھی ہیں جن کا مسلمانوں پر گہرا اثر ہوسکتا ہے۔

راقم کی رائے میں یہ بات عملی طور پر کچھ اس طرح معرض وجود میں آئے گی، گرچہ کوئی مسلمان تعزیرات پاکستان کی مجوزہ ترمیم کی رُو سے عقیدہ ختم نبوت کے خلاف کوئی اقرار یا تبلیغ تو نہیں کر سکے گا مگر لاہوری اور قادیانی فرقہ سے تعلق رکھنے والے حضرات پر کوئی قانونی یا آئینی پابندی نہیں ہوگی کہ وہ اس بنیادی حکم و اعلان کے خلاف تبلیغ و اشاعت کا سلسلہ جاری نہ رکھیں۔

اب عام مسلمان اور لاہوری اور قادیانی مرزائی کے مابین فرق اور اختلاف کا مسئلہ صرف یہی ہے اور جہاں تک دوسرے اطوار و رسوم، طریقہ عبادت، نماز، روزہ اور دیگر احکامات کا تعلق ہے ان کا وہی صورت و طریقہ ہے جو ایک مسلمان گھرانے کا ہے تو کیا یہ ممکن نہیں کہ قادیانی اور لاہوری حضرات اپنے عقیدہ و ایمان کی تبلیغ اب زیادہ ہوشیاری اور ڈپلومیسی اور زیادہ بصیرت و اتحاد کے ساتھ کریں گے اور عام مسلمان جو تنظیم و معاشی حالات کے لحاظ سے نسبتاً کمزور ہیں وہ

اس فتنۂ ارتداد کے جال میں پھنس سکتے ہیں۔ آخر ان کے خلاف علماء کے فتوے تو دیر سے سامنے آچکے ہیں مگر انھوں نے مسلمانوں کو ہمیشہ گمراہ کیا اور تبلیغ و اشاعت کے تمام تانا بانا کو اسلام کے مقدس نام پر تیار کیا۔ یہ بات تو صحیح ہے کہ کوئی مسلمان ختم نبوت کے خلاف اقرار و ایمان یا تبلیغ و اشاعت کرے گا تو سزا کا مستوجب ہوگا مگر ان ہر دو فرقہ سے تعلق رکھنے والے اصحاب پر اپنے دائرہ اثر و رسوخ کا بڑھانے کے خلاف کیا قانونی جواز ہے اور کیا وہ سابقہ روایات کی طرح اپنے جال کو وسیع سے وسیع تر نہ کرسکیں گے۔ یہ بات اس لیے بھی پریشان کن ہے کہ ان کے اور ہمارے طریقہ نماز، اذان مساجد کی شکل و صورت، قبلہ کے تعین میں کوئی فرق نہیں اور اس صورت میں نہ صرف پاکستان بل کہ بیرونی ممالک جو خالصتاً مسلمان ممالک ہیں وہاں نتائج کے لحاظ سے کوئی بہتر صورت نہ پیدا ہونے کے خدشات ہیں۔

اندریں حالات راقم کی رائے ہے کہ تعزیرات پاکستان کی مجوزہ ترمیم میں ''مسلم'' کی بجائے ''شخص'' کا لفظ رکھا جائے اور اس کے لیے میری دلیل یہ ہے کہ ختم نبوت کا مسئلہ صرف مرزائیوں اور مسلمانوں کے مابین ہے۔ دنیا کے دوسرے مذاہب کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ چونکہ ترامیم و قانون کا منشا ایک فتنہ و بدی کا انسداد ہے۔ اس لیے یہ صورت زیادہ قابل عمل، زیادہ موثر اور زیادہ فیصلہ کن نظر آتی ہے کہ لفظ ''شخص'' کا اضافہ کیا جائے۔ لاریب اس پر آئینی اعتراض ہوسکے گا مگر اس اعتراض کو ختم کرنے کے لیے ماہرین قانون و آئین یا علمائے دین کو کوئی نہ کوئی صورت پیدا کرنی پڑے گی۔ بہ صورت دیگر یہ فرقہ اپنے وسائل، اپنے اتحاد و تنظیم اور اپنے بین الاقوامی اثر و رسوخ کے باعث اپنے عزائم کی تکمیل کے لیے سادہ اور شریف الطبع مسلمانوں کو دام تبلیغ میں گرفتار کرتا رہے گا۔

چند غور طلب اُمور

ا۔ تو یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ قادیانی اور لاہوری فرقہ کے اصحاب پچھلے ۹۰ سال سے اپنی عبادت گاہوں کی ہیئت و ترکیب، شکل و صورت وہی رکھتے ہیں جو مسلمانوں کی ہے اذان کے الفاظ، قبلہ کا رخ، عبادت کا طریقہ و انداز بھی وہی ہے جو عام مسلمان کا ہے۔ مسلمانوں کی عبادت گاہوں کا نام مسجد ہے اور اس کے لغوی معنی سجدہ کرنے کی جگہ ہے۔ کیا علمائے دین یہ بتا

سکتے ہیں کہ کوئی غیر مسلم (لاہوری یا قادیانی) اپنی عبادت گاہوں کے نام ''مسجد'' نہیں رکھ سکتے اور اگر وہ رکھتے ہیں تو قرآن وحدیث قانون وآئین کے کون سے ضابطے کے تحت ان کو منع کیا جا سکتا ہے۔ یہ بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ عیسائیوں، بدھ مت، یہودی اور ہندوؤں اور سکھوں کے عقیدہ سے متعلق اصحاب کی عبادت گاہوں کے نام مساجد نہیں ہیں۔

۲۔ قادیانی اور لاہوری فرقہ سے تعلق رکھنے والے اصحاب کو غیر مسلم قرار دیے جانے کے بعد بہت سے ازدواجی مسائل پیدا ہو گئے ہیں، ان کا لازمی اثر وراثت، تعلیم، باہمی زندگی اور دیگر اُمور پر ہوگا۔ اگر ان مسائل کا موزوں قابل عمل اور تسلی بخش حل تلاش نہ کیا گیا تو نہ صرف اندرون ملک بل کہ بیرون ملک اس کے نتائج واثرات خوش گوار نہیں ہوں گے۔

۳۔ حج مسلمانوں کے نزدیک ایک بین الاقوامی مسلم کانفرنس کا درجہ رکھتا ہے اس لیے یہ بات عمل ونتیجہ کے لحاظ سے موزوں ہوگی کہ پاکستان اس زریں موقع سے فائدہ اٹھا کر مرزائیوں کے بارے میں اسمبلی کے فیصلہ کی تشہیر کرے اور دوسرے اسلامی ممالک کو بھی اسی فکر وخطوط پر فیصلے کرنے کے لیے مجبور کرے کیوں کہ جہاں تک مذہبی فیصلوں کا تعلق ہے وہ شاید آج سے کافی عرصہ پہلے دیے جا سکتے ہیں۔ موجودہ دَور میں موثر نتائج پیدا کرنے کے لیے قانونی وآئینی فیصلوں کا نفاذ واثر ضروری ہے۔

۴۔ بیرون ملک میں قائم سفارت خانوں پر پاکستان کے اس تاریخ ساز فیصلہ کی اشاعت وتبلیغ نہایت ضروری ہیں اور پاکستانی سفارت خانہ کے عملہ پر یہ فرض عاید کرنا چاہیے کہ ان فرقوں کے گم راہ کن پروپیگنڈہ سے نہ صرف مسلمانوں کو بل کہ دوسری اقوام کو بھی آگاہ رکھیں تا کہ کسی سازش کو جنم نہ دیا جا سکے۔

۵۔ رابطہ عالم اسلامی ایک نہایت مفید وموثر ادارہ ہے۔ اس کی وساطت سے بھی مسلم ممالک پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ آئینی وقانونی طور پر ان کو علاحدہ اقلیت قرار دیں کیوں کہ جب تک تمام عالم اسلام قانونی وآئینی طور پر یہ قدم نہیں اٹھاتا۔ اس وقت تک ان نتائج کا پیدا ہو جانا مشکل ہوگا جن کی تکمیل کے لیے مسلمانان پاکستان نے عظیم جدوجہد کی ہے۔

۶۔ ان مسائل اور دیگر پیدا شدہ اُلجھنوں پر غور کرنے کے لیے علماء اور ماہرین قانون و

آئین کا بورڈ جلد از جلد قائم کرنا چاہیے۔
(روزنامہ نوائے وقت مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۷۴ء)

☆

مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد

(ان کی اپنی اور ان کے صاحبزادے کی تحریروں اور ارشادات کی روشنی میں)

کل کے نوائے وقت میں ہم نے سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور (لاہوری پارٹی) کی طرف سے مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد کے بارے میں ایک اشتہار شائع کیا تھا چوں کہ لاہوری پارٹی کے حضرات سے اپنے عقائد کی تشریح کے لیے ہم نے اپنے ۱۰ جون کے اداریے میں خود دعوت دی تھی، اس لیے دیانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان کی طرف سے آمدہ مواد کو من وعن شائع کر دیتے۔ اس کی اشاعت سے ہمارے قارئین کرام کو کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے تاہم ہمیں عرض کرنا ہے کہ موجودہ تنازعے میں ہمیں ہر کسی کا موقف خواہ وہ غلط ہو یا صحیح۔ سننے کے لیے آمادہ اور تیار رہنا چاہیے۔ اشتہار میں لاہوری پارٹی کے عقائد کی وضاحت ہے۔ ضروری نہیں کہ ہم اس سے متفق بھی ہوں۔

درج ذیل سطور میں ہم مرزا صاحب کے نبوت کے ارتقائی مدارج درج کر رہے ہیں اگرچہ یہ ارتقائی مدارج خود منہاج نبوت کی شان کے خلاف ہیں لیکن مرزا صاحب ایک مبلغ سے مناظر، مناظر سے مصنف اور مصنف سے واعظ کی حیثیت میں متعارف ہوئے۔ اس کے بعد انہوں نے محدث کا روپ دھارا۔ پھر مجدد کے مرتبہ پر فائز ہوئے اور بالآخر نبوت کا دعوی کر ڈالا۔ آپ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمسری کا دعوی بھی کیا اور ان کی امت ایمان لے آئی کہ:

"ظل نبوت نے مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بل کہ آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔" (حوالہ بشیر احمد قادیانی ریویو نمبر ۳،

جلد۱۴)

''مسیح موعود در حقیقت محمد اور عین محمد ہیں اور آپ میں اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں باعتبار نام، کام اور مقام کوئی دوئی یا مغائرت نہیں۔'' (الفضل، یکم جولائی ۱۹۱۶ء)

''مسیح موعود بھی جامع جمیع کمالات محمدیہ ہیں پھر صحابہ مسیح موعود کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبت یافتہ اور آں حضرت کے صحابہ قرار دیا۔ ان دونوں گروہوں میں تفریق یا ایک دوسرے سے مجموعی رنگ میں افضل قرار دینا ٹھیک نہیں ہے۔'' (الفضل، ۲۵ مئی ۱۹۱۸ء)

''گو وہی فخر الاولین والآخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ اللعلمین بن کر آیا۔'' (الفضل، ۲۶ دسمبر ۱۹۱۵ء)

''میرے پاس آئیل آیا اور اس جگہ آئیل خدا تعالیٰ نے جبریل کا نام رکھا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی، ۱۰۳)

''میں بار بار بتا چکا ہوں کہ میں...... بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ)

''مسیح موعود کو احمد نبی اللہ تسلیم نہ کرنا اور آپ کو امتی قرار دینا امتی گروہ سمجھنا گویا آں حضرت کو جو سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں۔ امتی قرار دینا امتیوں میں داخل کرنا ہے جو کفر عظیم اور کفر در کفر ہے۔'' (الفضل، ۲۹ جنوری ۱۹۱۵ء)

مرزا صاحب کی نبوت کے ارتقائی مدارج

''جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا احترام کرے، نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوئی ہے، وہ ایک امت بنائے جو اس کو نبی سمجھتی ہو اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہو۔'' (آئینہ کمالات اسلام، ص ۳۴۴)

''آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا

خاتمہ فرمادیا۔''

''مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعوی کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جاملوں۔ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔''

''اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعوی نہیں کیا۔''

مرزا صاحب بہ طور محدث

''یہ عاجز اللہ تعالیٰ کی طرف سے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔ اگر خدا سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتاؤ اس کو کس نام سے پکارا جائے۔''

ترک عقیدہ کی تعریف

غلام احمد قادیانی صاحب کے اس ترک عقیدہ کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے کہ:

''جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور وفات کے بارے میں آپ کے عقیدہ میں تبدیلی ہوئی تھی، پہلے ایک زمانہ تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو زندہ سمجھتے رہے اور پھر ان کے فوت شدہ ہونے کا اعلان کیا۔ اسی طرح نبوت کے بارے میں بھی حضور کے خیالات میں تغیر ہوا یعنی ایک زمانہ تک آپ اپنے کو نبی نہیں خیال کرتے تھے لیکن پھر اپنے آپ کو نبی تعین کرنے لگے...... مسئلہ نبوت میں آپ نے عقیدہ ۱۹۰۱ء کے قریب تبدیل کیا۔'' (الفضل، ۱۳ جون ۱۹۴۰ء)

اور یہ عقیدہ کب تک قائم رہا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مرتے دم تک وہ اس عقیدہ پر قائم رہے اور توبہ کی توفیق نہیں ہوئی، انہوں نے ایک خط میں لکھا کہ:

''میں خدا کے حکم سے نبی ہوں اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا......''

یہ خط حضرت مسیح موعود نے اپنی وفات سے صرف تین دن پہلے یعنی ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا اور آپ کے یوم وصال ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام میں شائع ہوا۔ (کلمۃ الفصل، ریویو آف ریلیجنز، نمبر

(۱۱۰،۳،ج۱۴)

تکمیل نبوت

یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا زمانہ کم وبیش آٹھ سال رہا۔

مرزا صاحب کا ارشاد ہے کہ:

''میں جس طرح قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے، خدا کا کلام تعین کرتا ہوں۔''

(حقیقۃ الوحی،۲۱۱)

چوں کہ مرزا صاحب کی نبوت میں تناقضات کی بھر مار تھی، اس لیے انہوں نے بڑی حوصلہ مندی سے اس کا اعتراف بھی فرمالیا ہے:

(۱)''پہلے میں یہ سمجھتا تھا کہ میں نبی نہیں ہوں لیکن خدا تعالیٰ کی وحی نے مجھے اس خیال پر نہ رہنے دیا۔''

(۲) اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا مگر بعد میں لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا......''

''اس جگہ حضرت مسیح موعود نے جس وضاحت سے نبوت کے بارے میں اپنے عقیدہ کی تبدیلی بیان فرمائی ہے اس کے متعلق کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔'' (الفضل،۳ جنوری ۱۹۴۰ء)

ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا غلام احمد نے اپنے سابقہ اعلانات کو اپنے نئے دعووں سے خود جھٹلا دیا۔ اس کے بعد لاہوری پارٹی کا فرض تھا کہ وہ مرزا صاحب کے نئے دعاوی کے بعد ان سے قطع تعلق کر لیتے لیکن وہ بہ دستور ان کے حلقۂ اثر میں رہے۔ اس لیے ان کی یہ وضاحت کسی مسلمان کو مطمئن نہیں کر سکتی کہ وہ پہلے دعووں کی وجہ سے ان کو صرف مجدد مانتے ہیں۔

ادارہ نوائے وقت

(نوائے وقت، ۱۲رجون ۱۹۷۴ء)

☆

ختم نبوت

(وزیر اعظم بھٹو کے وزیر اطلاعات مولانا کوثر نیازی کے قلم سے)

حضور سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا موضوع اس وقت تک تشنہ ہے جب تک یہ واضح نہ ہو جائے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا، یہ وہ اساس ہے جس نے نسل، رنگ اور وطن کے امتیازات کو ختم کر کے خدا اور رسول پر ایمان لانے والوں کو بھائی بھائی بنا دیا ہے۔ یہ عقیدہ اس اَمر کا اعلان ہے کہ خدا کی طرف سے انسانیت کو جو ہدایت ملتی تھی وہ مل چکی۔ جن عقائد و اعمال سے کفر لازم آتا ہے وہ بتائے جا چکے اور جن خصوصیات سے اہل ایمان کی پہچان ہوتی ہے ان کی صراحت اور وضاحت کر دی گئی۔ آپ کی تعلیمات کے علاوہ اب کسی نئی تعلیم پر ایمان لانا ضروری نہیں اور نہ کسی فرد کے ماننے یا نہ ماننے پر کفر اور اسلام کا دارومدار ہے جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی نبی کے آنے کی گنجائش ہے وہ دراصل ہمارے ملی استحکام پر ضرب کاری لگاتا ہے ہماری صفوں میں پراگندگی اور انتشار پیدا کرنا چاہتا ہے اور اس اَساس کو ختم کرنے کے درپے ہیں جس پر اسلام کا عالم گیر نظریۂ اخوت پر اُستوار ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت کی یہی وہ اہمیت ہے جس کے پیش نظر ہمارے دین میں اسے اتنا اونچا مقام دیا گیا ہے کہ اگر کوئی آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے لیکن آپ کے آخری نبی ہونے کا قائل نہ ہو تو اسلامی معاشرہ میں اور خدا کے حضور، دونوں جگہ اس کے ایمان اور اسلام کو لائق اعتنا نہیں سمجھا جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو چودہ صدیاں ہو چلی ہیں لیکن ہر دَور اور دَور کے ہر حصہ میں مسلمانوں نے ختم نبوت کو اپنے اعتقاد کی جان سمجھا ہے ہمارے سلف تو اس معاملے میں اتنے سخت تھے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں جب ایک آدمی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت امام نے فتویٰ دیا کہ یہی نہیں کہ مدعی نبوت پر ایمان لانے والا کافر

ہے بل کہ جو شخص اس کاذب سے اس کے نبی ہونے کی دلیل طلب کرے گا وہ بھی کافر ہے۔

خدانخواستہ اگر اسلام دین کامل نہ ہوتا اور دنیا کے ہر حصے میں ترقی پذیر معاشرہ کا ساتھ نہ دے سکتا تو کسی نئے نبی کی ضرورت سمجھ میں آسکتی تھی لیکن جب حضور پر دین کی تکمیل کر دی گئی جب پروردگار نے الیوم اکملت لکم دینکم کہہ کر دین کی تکمیل کا فیصلہ صادر کر دیا تو پھر بات ہی ختم ہو جاتی ہے خود آں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے خاتم النبیین ہونے کی حقیقت بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمائی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری اور انبیاء سابقین کی مثال ایک محل کی سی ہے جس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہو لوگ اسے دیکھیں اور تعجب کریں کہ اس محل میں ایک اینٹ کی جگہ کیوں خالی چھوڑ دی ہے؟ حضور نے فرمایا کہ وہ اینٹ میں ہوں۔''

متعصب سے متعصب آدمی بھی اس بات کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر بے حد شفیق تھے اتنے شفیق کہ ماں باپ کی شفقت بھی اس مقابلے میں ہیچ ہے یہ اسی شفقت کا نتیجہ ہے کہ آپ نے فریضۂ رسالت سے متعلق کسی بات میں ابہام نہیں رہنے دیا۔ ایک ایک چیز کھول کھول کر بیان کی۔ راہ کے سارے پیچ و خم بتائے، آنے والے فتنوں کی نشان دہی کی، قرب قیامت کی نشانیوں کا ذکر کیا، غرض یہ کہ ہر ایسے معاملے پر روشنی ڈالی کہ جس سے آپ کی اُمت کو آگے چل کر واسطہ پڑنا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو منصب عظیم عطا فرمایا تھا اس کے تقاضوں کی ادائیگی کے لیے آپ اتنے فکر مند رہتے تھے کہ جب تک حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے ساتھیوں اور پیروکاروں سے یہ اعتراف نہیں کرالیا کہ

''ہاں! آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے اور یہ فریضہ انجام دے دیا ہے۔''

اس وقت تک آپ کا اطمینان نہیں ہوا۔ غور کرنے کی بات ہے کہ جس پاک ہستی نے ماضی، حال اور مستقبل کے سبھی ضروری گوشے امت پر اُجاگر کر دیے، اگر آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا ہوتا تو اس کی اطلاع دینے میں العیاذ باللہ وہ کوئی کوتاہی برت سکتی تھی؟

آپ سوچیں گے تو آپ کا ایمان گواہی دے گا کہ وہ لوگ جو آپ کے بعد بھی سلسلہ نبوت کے اجرا کا امکان تسلیم کرتے ہیں دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ آپ نے فرائض رسالت ادا نہیں کیے اور یہ وہ صورت ہے جسے کوئی مسلمان بہ قائمی ہوش و

حواس قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوسکتا۔

قرآن اٹھا کر دیکھیے کم سے کم سو آیات ایسی مل جائیں گی جن میں کہیں صراحتاً اور کہیں اشارۃً حضور کی خاتمیت کو بیان کیا گیا ہے حدیث کو پڑھیے تو ایک سو سے زیادہ اسناد سے ختم نبوت کی حدیثیں ہم تک پہنچی ہیں اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص بعید از قیاس تاویلوں، لغو اور مہمل دلیلوں سے عقیدہ ختم نبوت سے انکار کرتا ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ امت میں انتشار پیدا کر کے دشمنانِ اسلام کے ہاتھ مضبوط کرنا چاہتا ہے۔ انجیل نے خوب کہا:

''جھوٹے نبیوں سے خبردار ہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں مگر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیے ہیں ان کے پھلوں سے تم انہیں پہچان لو گے کیا جھاڑیوں سے انگور یا اونٹ کٹاروں سے انجیر توڑتے ہیں۔ (متی، باب ۷، آیت ۱۵۔۱۶)

عقیدۂ ختم نبوت کے مضمرات یوں تو بے شمار ہیں لیکن ایک دو باتیں ایسی ہیں جو ہر مسلمان کو اس کے فلسفہ اور پیغام کے طور پر دل و دماغ میں جذب کر لینی چاہییں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ آخری رسول آجانے کے بعد یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ جس رسول کا عہد رسالت دنیا کے اختتام تک کے لیے مقدر ہو چکا ہے، اس کی امت کا منصب قیادت و امامت بھی قیامت تک کے لیے مسلم ہے۔ رسول آخری رسول ہے تو امت آخری امت، اب اس کے بعد کسی اور امت کو برپا کرنے کی ضرورت باقی نہیں ہے۔ یہی اب دنیا کی تمام قوموں کو سیدھا راستہ دکھانے پر مامور ہے اور اسی کو زیب دیتا ہے کہ یہ ''خاتم اقوام'' ہونے کا تاج شرف و فضیلت سر پر رکھے۔ علامہ اقبال مرحوم نے مثنوی اسرار خودی میں اسی نظریہ خاتمیت کو یوں بیان کیا ہے:

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد
بر رسول ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفل ایام را
او رُسل را ختم و ما اقوام را

خدمت ساقی گری با ما گزاشت
داد مارا آخرین جامی که داشت
لا نبی بعدی ز احسان خدا است
پردۂ ناموس دین مصطفی است
قوم را سرمایہ قوت ازو
حفظ سر وحدت ملت ازو
حق تعالیٰ نقش ہر دعوی شکست
تا ابد اسلام را شیرازہ بست

خدا نے ہمارے رسول پر رسالت اور ہم پر شریعت ختم کر دی، اب بزم کائنات کی رونق ہم سے ہے۔ ہمارے رسول انبیا و مرسلین کے خاتم ہیں تو ہم اقوام کے، مساقی گری کی خدمت ہمیں تفویض کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں شراب معرفت کا آخری جام عطا کر دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں- خدا کے احسانات میں سے ایک عظیم احسان ہے اور دیکھا جائے تو یہ دین مصطفیٰ کے ناموس کا محافظ ہے۔ اسی ارشاد میں وحدت ملت کی حفاظت کا راز مضمر ہے اور مسلمان قوم کی طاقت کا اصل سرمایہ یہی عقیدۂ ختم نبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اب تک اسلام کی شیرازہ بندی کر دی ہے، ہر دعوے کا نقش باطل کر دیا ہے، اسی عقیدہ کے تحت مسلمان ماسوا اللہ سے اپنا تعلق توڑ لیتا ہے اور ''اُمت مسلمہ کے بعد کوئی امت نہیں'' کا نعرہ بلند کرتا ہے۔

(نوائے وقت ۱۲؍جون ۱۹۷۴ء)

ختم نبوت

غلام احمد پرویز

مسئلہ ختم نبوت نے آج کل پھر غیر معمولی اہمیت اختیار کر رکھی ہے، چاروں طرف اس کا شور ہے لیکن میں نے محسوس کیا ہے (۱۹۵۳ء کے ہنگاموں کی طرح اب بھی) اس کا صحیح اور متعین مفہوم بہت کم لوگوں کے ذہن میں ہے۔ یہ مقدس موضوع جو دین کی اصل واساس ہے، اوائل عمر ہی سے میرا مرکز فکر اور محور نظر رہا ہے اور میں گذشتہ چالیس (۴۰) سال سے اس پر لکھتا اور بولتا چلا آ رہا ہوں۔ میں نے ضروری سمجھا ہے کہ اس مسئلہ کی اہمیت اور صحیح مفہوم نہایت مختصر الفاظ میں قوم کے سامنے پیش کر دیا جائے۔

انسانی علم کا ذریعہ مطالعہ، مشاہدہ، تجربہ، تعلیم و تعلم اور درس وتدریس ہے۔ یہ ذرائع علم ہر شخص کے لیے کھلے ہیں اور جس کا جی چاہے اپنی محنت اور استعداد کے مطابق مطلوبہ علم حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن علم کا ایک اور ذریعہ ہے (یا تھا) جو ان ذرائع سے بالکل منفرد اور یکسر الگ تھا اس علم کو خدائے تعالیٰ کسی منتخب ہستی کو براہِ راست عطا کرتا تھا، اس میں نہ اس ہستی کی اپنی فکر کو کوئی دخل ہوتا تھا اور نہ ہی وہ اسے اپنی محنت اور کاوش سے حاصل کر سکتا تھا، اس علم کو ''وحی'' کہا جاتا ہے اور جس ہستی کو یہ علم عطا ہوتا تھا قرآن نے اسے ''نبی'' اور ''رسول'' کہہ کر پکارا ہے۔ نبی کو جو علم خدا کی طرف سے ملتا تھا اسے وحی کہہ کر پکارا گیا ہے۔ یہی وحی اس نبی کی کتاب کہلاتی تھی۔ واضح رہے کہ اس کتاب کے لیے یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ ایک ضخیم جلد ہو۔ وحی کا ایک حکم بھی اس نبی کی کتاب کہلاتا تھا، کتاب کے معنی حکم یا قانون کے ہیں لہذا کوئی نبی بلا کتاب نہیں آتا تھا۔

قرآن کی رُو سے نبوت کا یہ سلسلہ شروع ہوا اور رفتہ رفتہ آگے بڑھتا گیا۔ ہوتا یہ کہ ایک نبی آتا، وہ خدا کی وحی یا کتاب اپنی امت کو دے جاتا۔ اس کے بعد یا تو اس کے نام لیوا اس میں تحریف کر دیتے اور یا وہ دست بُرد زمانہ سے ضائع ہو جاتا تو اس کے بعد ایک اور نبی مبعوث ہو

جاتا۔ علم خداوندی کی رُو سے سابقہ نبی کی وحی سے جو کچھ باقی رکھنا مقصود ہوتا۔ اس نبی کو وہ وحی بھی عطا کردی جاتی اور اس کے علاوہ ضرورت کے مطابق مزید احکام بھی دے دیے جاتے۔

یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تا آنکہ مشیت خداوندی نے یہ طے کیا کہ اب ایک ایسا ضابطۂ حیات بذریعہ وحی نازل کردیا جائے جو تمام انسانوں کے لیے قیامت تک کے لیے زندگی کے ہر شعبہ میں راہ نمائی کے لیے کافی اور وافی ہو یہ ضابطہ حیات قرآن کریم ہے جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا ہے۔ اس ضابطہ کے متعلق خود خدائے تعالیٰ نے یہ فرمادیا ہے کہ ''تیرے رب کی باتیں صدق اور عدل کے ساتھ تکمیل تک پہنچ گئیں اب انہیں تبدیل کرنے والا کوئی نہیں۔''

اس کے ساتھ ہی یہ فرمایا کہ:

''ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور اس کی حفاظت بھی ہمارے ذمہ ہے۔''

تصریحات بالا سے واضح ہے کہ

ا۔ قرآن کریم قیامت تک تمام نوع انسانی کے لیے ضابطۂ حیات ہے۔

۲۔ یہ ہر طرح سے مکمل بھی ہے اور غیر متبدل بھی اور

۳۔ اس کی حفاظت کا ذمہ خود خدا نے لے رکھا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس قسم کے ضابطۂ ہدایت کی موجودگی میں قیامت تک وحی خداوندی کی ضرورت نہیں پڑ سکتی بالفاظ دیگر اس ضابطۂ ہدایت کی تکمیل کے ساتھ سلسلہ نبوت کا خاتمہ ہوگیا۔ یہ خدا کی آخری کتاب ہے اور جس ذات گرامی پر یہ کتاب نازل ہوئی تھی وہ خدا کا آخری نبی ہے، نہ اس وحی کے بعد کسی اور وحی کی ضرورت ہے اور نہ ہی اس نبی کے بعد کسی اور نبی کے آنے کی گنجائش، قرآن خاتم الکتب ہے اور حضور نبی اکرم خاتم النبیین۔ جو شخص حضور کے بعد اس امر کا دعویٰ کرتا ہے کہ اسے خدا کی طرف سے وحی ملتی ہے وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹا ہے، خدا پر افترا کرتا ہے اور حضور رسالت مآب کی شان اقدس میں انتہائی گستاخی۔ کیوں کہ وحی کے دعوے سے وہ (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسر ہونے کا مدعی ہو جاتا ہے۔ یہ کہنا کہ کسی کو حضور کی اطاعت سے نبوت مل سکتی ہے، مقام نبوت سے بے خبری کی دلیل ہے جیسا کہ پہلے کہا جاچکا ہے

نبوت صرف خدا کی طرف سے وہبی طور پر ملتی تھی اور حضور کی ذات گرامی پر اس کا خاتمہ ہو گیا۔

یہ بھی واضح رہے کہ نبوت کی مختلف قسمیں نہیں ہوتیں، ظلی، بروزی، حلومی وغیرہ اصطلاحات مجوسیوں کی وضع کردہ ہیں، اسلام کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔

ایک رسول خدا کی وحی کو انسانوں تک پہنچاتا ہی نہیں تھا بلکہ وہ ایک امت کی تشکیل کرتا تھا جو اس وحی کے مطابق ایک نیا نظام وجود میں لاتی تھی یہ امت اس نبی کی طرف نسبت سے متشکل ہوتی تھی۔ مثال کے طور پر یوں سمجھیے کہ ایک شخص جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاتا ہے وہ امت عیسوی کا فرد قرار پاتا ہے جب تک وہ حضرت عیسیٰ کو آخری نبی مانتا ہے وہ اس امت کا فرد رہتا ہے لیکن جونہی وہ حضرت عیسیٰ کے بعد ایک نبی (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت پر ایمان لے آتا ہے وہ امت عیسوی سے کٹ کر امت محمدیہ میں داخل ہو جاتا ہے حالاں کہ وہ اس وقت حضرت عیسیٰ کو بھی خدا کا نبی مانتا ہے۔ اس مثال سے یہ واضح ہے کہ اگر کوئی شخص رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے بعد کسی شخص کو نبی تسلیم کر لیتا ہے تو وہ امت محمدیہ سے کٹ کر اس نئے نبی کی امت میں شامل ہو جاتا ہے خواہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر بھی ایمان کیوں نہ رکھتا ہو۔ اس اعتبار سے خدا کے آخری نبی کی طرف نسبت سے بننے والی امت دین کے نقطۂ نگاہ سے آخری امت ہوتی ہے۔ اس امت کو مسلمان کہا جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی تسلیم کرتا ہے تو اسے مسلمان نہیں تسلیم کیا جا سکتا نہ ہی اسے مسلمان قرار دیا جا سکتا ہے جو اس مدعی نبوت کو مسلمان کہے۔

یہ ہے قرآن کریم کی روشنی میں ختم نبوت کا مفہوم، منطوق اور اس کا عملی نتیجہ آپ دیکھیں کہ اس میں نہ کسی شک وشبہ کی گنجائش ہے نہ بحث و تمحیص کی ضرورت۔ بات بالکل واضح ہے۔

میں اس مقالہ کو ان الفاظ پر ختم کرنا چاہتا ہوں جو میری تصنیف "معراج انسانیت" کے افتتاحیہ کا مقطع کا بند ہے اور میرے لیے باعث فخر وسعادت۔

خدائے جلیل نے اپنے بندوں سے جو کچھ کہنا تھا آخری مرتبہ کہہ دیا۔ شرف انسانیت کی تکمیل کے لیے جو قوانین دیے جاتے تھے وہ اپنی انتہائی شکل میں دیے گئے، اس کے بعد انسان کو اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے نہ کسی دوسری مشعل راہ کی ضرورت رہی اور نہ کسی اور ہادی طریقت کی احتیاج۔ اب انسانیت کے مقام بلند تک پہنچنے کے لیے وہی ایک صراط مستقیم ہے

جس پر اس ذات اقدس و اعظم کے نقوش قدم جگمگ جگمگ کر رہے ہیں اور جنہیں دیکھ کر ہر دیدہ ور پکار اٹھتا ہے کہ

مقام خویش اگر خواہی دریں دیر
بحق دل بند و راہ مصطفیٰ رو

☆

مسئلہ ختم نبوت

("خاتم النبیین" کا قادیانی مفہوم اور اس کی تفسیر)

سید ابوالاعلیٰ مودودی

ایک مقامی معاصر کی جمعہ ۱۴ جون کی اشاعت میں خبروں کے صفحہ اول پر "جماعت احمدیہ، ربوہ" کی جانب سے ایک اشتہار شائع ہوا ہے جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک کتاب "کرامات الصادقین" کے اقتباس سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ قادیانی جماعت اور اس کا بانی کافر نہیں بل کہ و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ان کا ایمان ہے۔

ذیل کا مقالہ اسی آیت کی تفسیر ہے جس میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے قادیانیوں کے فریب کا پردہ چاک کیا ہے کہ یہ خاتم النبیین کے کیا معنی کرتے ہیں اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت کے نزدیک اس کا کیا مفہوم ہے۔

(ادارہ نوائے وقت)

☆

ترجمہ: لوگو، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔"
(الاحزاب: ۴۰)

ایک گروہ جس نے اس دور میں نئی نبوت کا فتنۂ عظیم کھڑا کیا ہے لفظ "خاتم النبیین"

کے معنی ''نبیوں کی مُہر'' کرتا ہے اور اس کا مطلب یہ لیتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو انبیاء بھی آئیں گے وہ آپ کی مُہر لگنے سے نبی بنیں گے یا بالفاظ دیگر جب تک کسی کی نبوت پر آپ کی مُہر نہ لگے وہ نبی نہ ہو سکے گا۔

لیکن جس سلسلۂ بیان میں یہ آیت وارد ہوئی ہے اس کے اندر رہ کر اسے دیکھا جائے تو اس لفظ کا یہ مفہوم لینے کی قطعاً کوئی گنجائش نظر نہیں آتی بل کہ اگر یہی اس کے معنی ہوں تو یہاں یہ لفظ بے محل ہی نہیں، مقصود کلام کے بھی خلاف ہو جاتا ہے۔

ایک دوسری تاویل اس گروہ نے یہ بھی کی ہے کہ خاتم النبیین کے معنی افضل النبیین کے ہیں یعنی نبوت کا دروازہ تو کھلا ہوا ہے البتہ کمالات نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئے ہیں لیکن یہ مفہوم لینے میں بھی وہی قباحت ہے جو اوپر ہم نے بیان کی ہے۔ سیاق وسباق سے یہ مفہوم بھی کوئی مناسبت نہیں رکھتا بل کہ اُلٹا اس کے خلاف پڑتا ہے۔

لغت کی رُو سے خاتم النبیین کے معنی

پس جہاں تک سیاق وسباق کا تعلق ہے وہ قطعی طور پر اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ یہاں خاتم النبیین کے معنی سلسلہ نبوت کو ختم کر دینے والے ہی کے لیے جائیں اور یہ سمجھا جائے کہ حضور کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے لیکن یہ صرف سیاق وسباق ہی کا تقاضا نہیں ہے، لغت بھی اسی معنی کی مقتضی ہے۔ عربی لغت اور محاورے کی رُو سے ''ختم'' کے معنی مُہر لگانے، بند کرنے، آخر تک پہنچ جانے اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے کے ہیں۔

ختم العمل کے معنی ہیں ''کام سے فارغ ہو گیا، ختم الاناء کے معنی ہیں ''برتن کا منہ بند کر دیا اور اس پر مُہر لگا دی تا کہ کوئی چیز اس میں سے نہ نکلے اور نہ کچھ اس کے اندر داخل ہو''، ختم الکتاب کے معنی ہیں ''خط بند کر کے اس پر مُہر لگا دی تا کہ خط محفوظ ہو جائے''، ختم علی القلب ''دل پر مہر لگا دی کہ نہ کوئی بات اس کی سمجھ میں آئے نہ پہلے سے جمی ہوئی کوئی بات اس میں سے نکل سکے۔ ختام کل مشروب' وہ مزا جو کسی چیز کو پینے کے بعد آخر میں محسوس ہوتا ہے، خاتمة کل شئی عاقبة و آخرة ''ہر چیز کے خاتمہ سے مراد ہے اس کی عاقبت اور آخرت۔ ختم الشئی بلغ آخرة ''کسی چیز کو ختم کرنے کا مطلب ہے اس کے آخر تک پہنچ جانا، اسی معنی میں ''ختم قرآن'' بولتے ہیں اور اسی معنی میں سورتوں کی آخری آیات کو ''خواتیم'' کہا جاتا

ہے۔ خاتم القوم اخرھم ،خاتم القوم سے مراد ہے قبیلے کا آخری آدمی۔ (ملاحظہ ہولسان العرب، قاموس اوراقرب الموارد)

یہاں ہم نے لغت کی عرف تین کتابوں کا حوالہ دیا ہے لیکن بات انہی تین کتابوں پر منحصر نہیں ہے، عربی زبان کی کوئی لغت اُٹھا کر دیکھ لی جائے اس میں لفظ ف کی یہی تشریح ملے گی لیکن منکرین ختم نبوت خدا کے دین میں نقب لگانے کے لیے لغت چھوڑ کر اس بات کا سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں کہ کسی شخص کو ''خاتم الشعراء'' یا ''خاتم الفقھاء'' یا ''خاتم المفسرین'' کہنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ جس شخص کو یہ لقب دیا گیا ہے اس کے بعد کوئی شاعر یا فقیہ یا مفسر پیدا نہیں ہوا بل کہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس فن کے کمالات اس شخص پر ختم ہو گئے حالاں کہ مبالغے کے طور پر اس طرح کے القاب کا استعمال یہ معنی ہر گز نہیں رکھتا کہ لغت کے اعتبار سے خاتم کے اصل معنی ہی کامل یا افضل کے ہو جائیں اور آخری کے معنی میں یہ لفظ استعمال کرنا سرے سے غلط قرار پائے، یہ بات صرف وہی شخص کہہ سکتا ہے جو زبان کے قواعد سے ناواقف ہو، کسی زبان میں بھی یہ قاعدہ نہیں ہے کہ اگر کسی لفظ کو اس کے حقیقی معنی کی بجائے کبھی کبھی مجازاً دوسرے معنی میں بولا جاتا ہو تو وہی معنی اس کے اصل معنی بن جائیں اور لغت کی رُو سے جو اس کے حقیقی معنی ہیں ان میں اس کا استعمال ممنوع ہو جائے۔ آپ کسی عرب کے سامنے جب یہ کہیں گے کہ جاء خاتم القوم تو وہ اس کا یہ مطلب ہر گز نہ لے گا کہ قبیلے کا فاضل وکامل آدمی آ گیا بل کہ اس کا مطلب وہ یہی لے گا کہ پورا پورا قبیلہ آ گیا ہے حتی کہ آخری آدمی جو رہ گیا تھا وہ بھی آ گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی نگاہ میں رہنی چاہیے کہ خاتم الشعرا، خاتم الفقھاء اور خاتم المحدثین وغیرہ القاب جو بعض لوگوں کو دیے گئے ہیں ان کے دینے والے انسان تھے اور انسان کبھی یہ نہیں جان سکتا کہ جس شخص کو وہ کسی صفت کے اعتبار سے خاتم کہہ رہا ہے۔ اس کے بعد پھر کوئی اس صفت کا حامل پیدا نہیں ہوگا۔ اسی وجہ سے انسانی کلام میں ان القاب کی حیثیت مبالغے اور اعتراف کمال سے زیادہ کچھ ہو ہی نہیں سکتی لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کے متعلق یہ کہہ دے کہ فلاں صفت اس پر ختم ہو گئی تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اسے بھی انسانی کلام کی طرح مجازی کلام سمجھ لیں۔ اللہ نے اگر کسی کو خاتم الشعراء کہہ دیا ہوتا تو یقیناً اس کے بعد کوئی شاعر نہیں ہو سکتا تھا اور اس نے جسے خاتم النبیین کہہ دیا غیر ممکن ہے۔ کہ اس کے بعد

کوئی نبی ہو سکے اس لیے کہ اللہ عالم الغیب ہے اور انسان عالم الغیب نہیں ہیں۔ اللہ کا کسی کو خاتم النبیین کہنا اور انسانوں کا کسی کو خاتم الشعراء اور خاتم الفقہاء وغیرہ کہہ دینا، آخر ایک درجہ میں کیسے ہو سکتا ہے۔ اس بنا پر تمام اہل تفسیر نے بالاتفاق خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے لیے ہیں۔ عربی لغت و محاورے کی رُو سے خاتم کے معنی ''ڈاک خانے کی مہر'' کے نہیں ہیں جسے لگا لگا کر خطوط جاری کیے جاتے ہیں بل کہ اس سے مراد وہ مُہر ہے جو لفافے پر لگائی جاتی ہے کہ نہ اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نکلے نہ باہر کی کوئی چیز اندر جائے۔

قرآن کے سیاق و سباق اور لغت کے لحاظ سے اس لفظ کا جو مفہوم ہے اسی کی تائید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریحات کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر چند صحیح ترین احادیث ہم یہاں نقل کرتے ہیں:

۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کیا کرتے تھے، جب کوئی نبی مر جاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا بل کہ خلفاء ہوں گے۔ (بخاری، کتاب المناقب باب ماجاء عن ذکر بنی اسرائیل)

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین و جمیل بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبی پر اظہارِ حیرت کرتے تھے مگر کہتے تھے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو وہ اینٹ مَیں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں (یعنی میرے آنے پر نبوت کی عمارت مکمل ہو چکی ہے اب کوئی جگہ باقی نہیں ہے جسے پُر کرنے کے لیے کوئی آئے) (بخاری، کتاب المناقب، باب خاتم النبیین)

اسی مضمون کی چار حدیثیں مسلم، کتاب الفضائل، باب خاتم النبیین میں ہیں اور آخری حدیث میں یہ الفاظ زائد ہیں ''پس میں آیا اور میں نے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا'' یہی حدیث انہی الفاظ میں ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب الآداب باب الامثال میں ہے۔ مسند ابو داؤد طیالسی میں یہ حدیث حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت کردہ احادیث کے سلسلہ میں آئی ہے اور اس کے آخری الفاظ یہ ہیں ''میرے ذریعہ سے انبیاء کا سلسلہ ختم کیا گیا'' مسند احمد میں تھوڑے لفظی فرق کے

ساتھ اس مضمون کی احادیث حضرت ابی بن کعب، حضرت ابی سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ سے نقل کی گئی ہیں۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے:۱۔ مجھے جامع اور مختصر بات کہنے کی صلاحیت دی گئی ۲۔ مجھے رعب کے ذریعے سے نصرت بخشی گئی، ۳۔ میرے لیے اموالِ غنیمت حلال کیے گئے، ۴۔ میرے لیے زمین کو مسجد بھی بنا دیا گیا اور پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی (یعنی میری شریعت میں نماز مخصوص عبادت گاہوں میں ہی نہیں بل کہ روئے زمین پر ہر جگہ پڑھی جا سکتی ہے اور پانی نہ ملے تو میری شریعت میں تیمّم کر کے وضو کی حاجت بھی پوری کی جا سکتی ہے اور غسل کی حاجت بھی) ۵۔ مجھے تمام دنیا کے لیے رسول بنایا گیا، ۶۔ اور میرے اوپر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا، میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔ (ترمذی، کتاب الرؤیا باب ذھاب النبوۃ، مسند احمد مرویات انس بن مالك)

۵۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعہ سے کفر محو کیا جائے گا، میں حاشر ہوں کہ میرے بعد لوگ حشر میں جمع کیے جائیں گے (یعنی میرے بعد اب بس قیامت ہی آنی ہے) اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ (بخاری، مسلم، کتاب الفضائل، باب اسماء النبی)

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو (مگر ان کے زمانے میں وہ نہ آیا) اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو لامحالہ اب اس کو تمہارے اندر ہی نکلنا ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب الفتن باب الدجال)

۷۔ عبدالرحمٰن بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص کو یہ کہتے سنا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان سے نکل کر ہمارے درمیان تشریف لائے، اس انداز سے کہ گویا آپ ہم سے رخصت ہو رہے ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا، میں محمد نبی اُمّی ہوں۔ پھر فرمایا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (مسند احمد، مرویات عبداللہ بن عمر بن العاص)

۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے، صرف بشارت دینے والی باتیں ہیں تو عرض کیا گیا وہ بشارت دینے والی باتیں کیا ہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)؟ فرمایا: اچھا خواب یا فرمایا صالح خواب (یعنی وحی کا اب کوئی امکان نہیں ہے، زیادہ سے زیادہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اشارہ ملے گا بھی تو بس اچھے خواب کے ذریعہ سے مل جائے گا۔) (مسند احمد مرویات ابوالطفیل، النسائی، ابوداؤد)

☆

دوسری قسط

مسئلہ ختم نبوت-احادیث واجماع صحابہ کی روشنی میں

۹۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔'' (ترمذی، کتاب المناقب)

۱۰۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''میرے ساتھ تمہاری نسبت وہی ہے جو موسیٰ کے ساتھ ہارون کی تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔'' (بخاری ومسلم، کتاب فضائل الصحابہ)

بخاری ومسلم نے یہ حدیث غزوۂ تبوک کے ذکر میں بھی نقل کی ہے۔ مسند احمد میں اس مضمون کی دو حدیثیں حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کی گئی ہیں جن میں سے ایک کا آخری فقرہ یوں ہے: ''مگر میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے''

ابوداؤد طیالسی، امام احمد اور محمد بن اسحٰق نے اس سلسلہ میں جو تفصیلی روایات نقل کی ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوۂ تبوک کے لیے تشریف لے جاتے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ کی حفاظت ونگرانی کے لیے اپنے پیچھے چھوڑنے کا فیصلہ فرمایا تھا۔ منافقین نے اس پر طرح طرح کی باتیں ان کے بارے میں کہنی شروع کر دیں، انھوں نے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں، اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ تم

میرے ساتھ وہی نسبت رکھتے ہو جو موسیٰ کے ساتھ ہارون رکھتے تھے یعنی جس طرح حضرت موسیٰ نے کوہِ طور پر جاتے ہوئے حضرت ہارون کو بنی اسرائیل کی نگرانی کے لیے پیچھے چھوڑا تھا۔ اسی طرح میں تم کو مدینے کی حفاظت کے لیے پیچھے چھوڑے جارہا ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اندیشہ ہوا کہ حضرت ہارون کے ساتھ یہ تشبیہ کہیں بعد میں کسی فتنے کی موجب نہ بن جائے اس لیے فوراً آپ نے یہ تصریح فرمادی کہ میرے بعد کوئی شخص نبی ہونے والا نہیں ہے۔

۱۱۔ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور یہ کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں ہر ایک نبی ہونے کا دعوی کرے گا حالاں کہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الفتن)

اس مضمون کی ایک اور حدیث ابوداؤد نے کتاب الملاحم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، ترمذی نے بھی حضرت ثوبان اور حضرت ابوہریرہ سے یہ دونوں روایتیں نقل کی ہیں اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں ''یہاں تک کہ اٹھیں گے تیں (۳۰) کے قریب جھوٹے فریبی جن میں سے ہر ایک دعوی کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔''

۱۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے جو بنی اسرائیل گزرے ہیں ان میں ایسے لوگ ہوئے ہیں جن سے کلام کیا جاتا تھا بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں۔ میری امت میں اگر کوئی ہوا تو وہ عمر ہوگا۔ (بخاری، کتاب المناقب)

مسلم میں اس مضمون کی جو حدیث ہے اس میں ''یکلمون'' کی بجائے ''محدثون'' کا لفظ ہے لیکن متکلم اور محدث دونوں کے معنی ایک ہی ہیں، یعنی ایسا شخص جو مکالمہ الٰہی سے سرفراز ہو یا جس کے ساتھ پردۂ غیب سے بات کی جائے، اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کے بغیر مخاطبۂ الٰہی سے سرفراز ہونے والے بھی اس امت میں اگر کوئی ہوتے تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔

۱۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت (یعنی کسی نئے آنے والے نبی کی امت) نہیں۔ (بیہقی، کتاب الرؤیا، طبرانی)

۱۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد

(یعنی مسجد نبوی) ہے۔ (مسلم، کتاب الحج)

منکرین ختم نبوت اس حدیث سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد کو ''آخر المساجد'' فرمایا حالاں کہ وہ آخری مسجد نہیں ہے بل کہ اس کے بعد بھی بے شمار مسجدیں دنیا میں بنی ہیں، اسی طرح جب آپ نے فرمایا کہ میں آخر الانبیاء ہوں تو اس کے معنی بھی یہی ہیں کہ آپ کے بعد نبی آتے رہیں گے البتہ فضیلت کے اعتبار سے آپ آخری نبی ہیں اور آپ کی مسجد آخری مسجد ہے لیکن درحقیقت اس طرح کی تاویلیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ یہ لوگ خدا اور رسول کے کلام کو سمجھنے کی اہلیت سے محروم ہو چکے ہیں۔

صحیح مسلم کے جس مقام پر یہ حدیث وارد ہوئی ہے اس کے سلسلہ کی تمام احادیث کو ایک ہی نظر آدمی دیکھ لے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد کو آخری مسجد کس معنی میں فرمایا ہے۔ اس مقام پر حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمر اور ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہم کے حوالے سے جو روایات امام مسلم نے نقل کی ہیں، ان میں بتایا گیا ہے کہ دنیا میں صرف تین مساجد ایسی ہیں جن کو عام مساجد پر فضیلت حاصل ہے، جن میں نماز پڑھنا دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے اور اسی بنا پر صرف انہی تین مسجدوں میں نماز پڑھنے کے لیے سفر کر کے جانا جائز ہے، باقی کسی مسجد کا یہ حق نہیں ہے کہ آدمی دوسری مسجدوں کو چھوڑ کر خاص طور پر اس میں نماز پڑھنے کے لیے سفر کرے۔ ان میں پہلی مسجد، مسجد الحرام ہے جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا، دوسری مسجد مسجد اقصیٰ ہے جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا اور تیسری مسجد مدینہ طیبہ کی مسجد نبوی ہے جس کی بنا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا منشا یہ ہے کہ اب چوں کہ میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے اس لیے میری اس مسجد کے بعد دنیا میں کوئی چوتھی مسجد ایسی بننے والی نہیں ہے جس میں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں سے زیادہ ہو اور جس کی طرف نماز کی غرض سے سفر کر کے جانا درست ہو۔

یہ احادیث بہ کثرت صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں، اور بہ کثرت محدثین نے ان کو بہت سی قوی سندوں سے نقل کیا ہے، ان کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر، مختلف طریقوں سے، مختلف الفاظ میں اس اُمر کی تصریح فرمائی ہے کہ آپ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے، نبوت کا سلسلہ آپ پر ختم ہو چکا ہے اور آپ کے بعد جو لوگ بھی رسول یا نبی ہونے کا دعوی کریں۔ وہ دجّال اور کذّاب ہیں۔ قرآن کے الفاظ خاتم النبیین کی اس سے زیادہ مستند و معتبر اور قطعی الثبوت تشریح اور کیا ہو سکتی ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تو بجائے خود ایک سند و حجت ہے مگر جب وہ قرآن کی ایک نص کی شرح کر رہا ہو تب تو وہ اور بھی زیادہ قوی حجت بن جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر قرآن کو سمجھنے والا اور اس کی تفسیر کا حق دار اور کون ہو سکتا ہے کہ وہ ختم نبوت کا کوئی دوسرا مفہوم بیان کرے اور ہم اسے قبول کرنا کیا معنی قابل التفات بھی سمجھیں۔

صحابہ کرام کا اجماع

قرآن وسنت کے بعد تیسرے درجے میں اہم ترین حیثیت صحابہ کرام کے اجماع کی ہے۔ یہ بات تمام معتبر تاریخی روایات سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد جن لوگوں نے نبوت کا دعوی کیا اور جن لوگوں نے ان کی نبوت تسلیم کی ان سب کے خلاف صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بالاتفاق جنگ کی تھی۔ اس سلسلہ میں خصوصیت کے ساتھ مسیلمہ کذّاب کا معاملہ قابل ذکر ہے۔ یہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا منکر نہ تھا بل کہ اس کا دعوی یہ تھا کہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نبوت بنایا گیا ہے۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے جو عریضہ آپ کو لکھا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں:

"مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف۔ آپ پر سلام ہو۔ آپ کو معلوم ہو کہ میں آپ کے ساتھ نبوت کے کام میں شریک کیا گیا ہوں۔"

☆

تیسری قسط

مسئلہ ختم نبوت۔ اجماع صحابہ اور علمائے امت کے اجماع کی روشنی میں

مورخ طبری نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ مسیلمہ کے ہاں جو اذان دی جاتی تھی اس میں "اشھد ان محمد الرسول اللّٰہ" کے الفاظ بھی کہے جاتے تھے۔ اس صریح اقرار

رسالت محمدی کے باوجود اسے کافر اور خارج از ملت قرار دیا گیا اور اس سے جنگ کی گئی۔ تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ بنوحنیفہ نیک نیتی کے ساتھ اس پر ایمان لائے تھے اور انہیں واقعی اس غلط فہمی میں ڈالا گیا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خود شریک رسالت کیا ہے نیز قرآن کی آیات کو ان کے سامنے مسیلمہ پر نازل شدہ آیات کی حیثیت سے ایک ایسے شخص نے پیش کیا تھا جو مدینہ طیبہ سے قرآن کی تعلیم حاصل کر کے گیا تھا۔ (البدایہ والنہایہ لابن کثیر، جلد ۵، ص ۵۱)

مگر اس کے باوجود صحابہ کرام نے ان کو مسلمان تسلیم نہیں کیا اور ان پر فوج کشی کی۔ پھر یہ کہنے کی بھی گنجائش نہیں کہ صحابہ نے ان کے خلاف ارتداد کی بنا پر نہیں بل کہ بغاوت کے جرم میں جنگ کی تھی۔ اسلامی قانون کی رُو سے باغی مسلمانوں کے خلاف اگر جنگ کی نوبت آئے تو ان کے اسیران جنگ غلام نہیں بنائے جا سکتے بل کہ مسلمان تو درکنار ذمی بھی اگر باغی ہوں تو گرفتار ہونے کے بعد ان کو غلام بنانا جائز نہیں ہے لیکن مسیلمہ اور اس کے پیروؤں پر جب چڑھائی کی گئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا کہ ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا جائے گا اور جب وہ لوگ اسیر ہوئے تو فی الواقع ان کو غلام بنایا گیا چناں چہ انہی میں سے ایک لونڈی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی جس کے بطن سے تاریخ اسلام کی مشہور شخصیت محمد بن حنیفہ نے جنم لیا۔ (البدایہ والنہایہ، جلد ۶، صفحہ ۳۱۶، ۳۲۵)

اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہ نے جس جرم کی بنا پر ان سے جنگ کی تھی وہ بغاوت کا جرم نہ تھا بل کہ یہ جرم تھا کہ ایک شخص نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے لوگ اس کی نبوت پر ایمان لائے۔ یہ کارروائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد ہوئی ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ہوئی ہے اور صحابہ کی پوری جماعت کے اتفاق سے ہوئی ہے۔ اجماع صحابہ کی اس سے زیادہ صریح مثال شاید ہی کوئی اور ہو۔

تمام علمائے امت کا اجماع

اجماع صحابہ کے بعد چوتھے نمبر پر مسائل دین میں جس چیز کو حجت کی حیثیت حاصل ہے وہ دورِ صحابہ کے بعد کے علمائے امت کا اجماع ہے۔ اس لحاظ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ پہلی صدی سے لے کر آج تک ہر زمانے کے اور پوری دنیائے اسلام میں ہر

ملک کے علما اس عقیدے پر متفق ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا اور یہ کہ جو بھی آپ کے بعد اس منصب کا دعوی کرے یا اس کو مانے وہ کافر خارج از ملت اسلام ہے۔ اس سلسلہ کے بھی چند شواہد ملاحظہ ہوں:

۱۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (۸۰ھ-۱۵۰ھ) کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعوی کیا اور کہا ''مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی علامات پیش کروں''، اس پر امام اعظم نے فرمایا کہ ''جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں کہ ''لا نبی بعدی''۔ (مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ لابن احمد المکی، ج ۱، ص ۱۶۱ مطبوعہ حیدر آباد ۱۳۲۱ھ)

۲۔ امام طحاوی (۲۲۹ھ-۳۲۱ھ) اپنی کتاب عقیدہ سلفیہ میں سلف صالحین اور خصوصاً امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے عقائد بیان کرتے ہوئے نبوت کے بارے میں یہ عقیدہ تحریر فرماتے ہیں:

''اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے برگزیدہ بندے، چیدہ نبی اور پسندیدہ رسول ہیں اور وہ خاتم الانبیاء امام الاتقیاء سید المرسلین اور حبیب رب العالمین ہیں اور ان کے بعد نبوت کا ہر دعوی گمراہی اور خواہش نفس کی بندگی ہے۔'' (شرح الطحاویہ فی العقیدۃ السلفیہ مطبوعہ دار المعارف مصر، صفحات ۱۵، ۸۷، ۹۶، ۹۷، ۱۰۰، ۱۰۲)

۳۔ امام غزالی (۴۵۰ھ-۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:

اگر یہ دروازہ (یعنی اجماع کو حجت ماننے سے انکار کا دروازہ) کھول دیا جائے تو بڑی قبیح باتوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے مثلاً اگر کہنے والا کہے کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی رسول کی بعثت ممکن ہے تو اس کی تکفیر میں تامل نہیں کیا جا سکتا لیکن بحث کے موقع پر جو شخص اس کی تکفیر میں تامل کو ناجائز ثابت کرنا چاہتا ہو اسے لامحالہ اجماع سے مدد لینی پڑے گی کیوں کہ عقل اس کے عدم جواز کا فیصلہ نہیں کرتی اور جہاں تک نقل کا تعلق ہے اس عقیدے کا قائل لا نبی بعدی اور خاتم النبیین کی تاویل کرنے سے عاجز نہ ہوگا۔ وہ کہے گا کہ خاتم النبیین سے مراد

اُولوالعزم رسولوں کا خاتم ہونا ہے اور اگر کہا جائے کہ نبیین کا لفظ عام ہے تو عام کو خاص قرار دے دینا اس کے لیے کچھ مشکل نہ ہوگا اور لا نبی بعدی کے متعلق وہ کہہ دے گا کہ لا رسول بعدی تو نہیں کہا گیا، رسول اور نبی میں فرق ہے اور نبی کا مرتبہ رسول سے بلند تر ہے،

غرض اس طرح کی بکواس بہت کچھ کی جاسکتی ہے اور محض لفظ کے اعتبار سے ایسی تاویلات کو ہم محال نہیں سمجھتے بل کہ ظواہر تشبیہ کی تاویل میں، ہم اس سے بھی زیادہ بعید احتمالات کی گنجائش مانتے ہیں اور اس طرح تاویلیں کرنے والے کے متعلق ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ نصوص کا انکار کر رہا ہے لیکن اس قول کے قائل کی تردید میں ہم یہ کہیں گے کہ امت نے بالاتفاق اس لفظ (یعنی لانبی بعدی) سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرائن احوال سے یہ سمجھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ آپ کے بعد کبھی نہ کوئی نبی آئے گا نہ رسول۔ نیز امت کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ اس میں تاویل اور تخصیص کی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کو منکر اجماع کے سوا اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

☆

قسط چہارم

۴۔ علامہ ابن جریر طبری (۳۱۰ھ) اپنی مشہور تفسیر قرآن میں آیت ”ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ کا مطلب بیان کرتے ہیں:

”جس نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی، اب قیامت تک یہ دروازہ کسی کے لیے نہیں کھلے گا۔“ (تفسیر ابن جریر، جلد ۲۲، صفحہ ۱۲)

۵۔ علامہ ابن حزم اندلسی (۳۸۴ھ-۴۵۶ھ) لکھتے ہیں:

”یقیناً وحی کا سلسلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد منقطع ہو چکا ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ وحی نہیں ہوتی مگر ایک نبی کی طرف، اور اللہ عزوجل فرما چکا ہے کہ محمد نہیں ہیں تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ، مگر وہ اللہ کے رسول اور نبیوں

کے خاتم ہیں۔'' (المحلی ،جلد۱،صفحہ۲۶)

۶۔محی السنہ بغوی (متوفی ۵۱۰ھ) اپنی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں:

اللہ نے آپ کے ذریعہ سے نبوت کو ختم کیا، پس آپ انبیاء کے خاتم ہیں......

اور ابن عباس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (جلد۳،ص ۱۵۸)

۷۔علامہ زمخشری (۴۶۷ھ-۵۳۸ھ) تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں:

''اگر تم کہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی کیسے ہوئے جب کہ حضرت عیسیٰ آخر زمانے میں نازل ہوں گے؟ تو میں کہوں گا کہ آپ کا آخری نبی ہونا اس معنی میں ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں جو آپ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدیہ کے پیرو اور آپ کے قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ گویا کہ وہ آپ ہی کی امت کے ایک فرد ہیں۔ (جلد۱۲،ص ۲۱۵)

۸۔قاضی عیاض (متوفی ۵۴۴ھ) لکھتے ہیں:

''جو شخص خود اپنے حق میں نبوت کا دعوی کرے یا اس بات کو جائز رکھے کہ آدمی نبوت کا اکتساب کر سکتا ہے اور صفائی قلب کے ذریعہ سے مرتبۂ نبوت کو پہنچ سکتا ہے، جیسا کہ بعض فلسفی اور غالی صوفی کہتے ہیں اور اسی طرح جو شخص نبوت کا دعوی تو نہ کرے مگر یہ دعوی کرے کہ اس پر وحی آتی ہے...... ایسے سب لوگ کافر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جھٹلانے والے ہیں کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر پہنچائی ہے کہ آپ نبوت کے ختم کرنے والے ہیں اور تمام انسانوں کی طرف آپ کو بھیجا گیا ہے اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر مفہوم پر محمول ہے، اس کے معنی و مفہوم میں کسی

تاویل و تخصیص کی گنجائش نہیں ہے۔ لہذا ان تمام گروہوں کے کافر ہونے میں قطعاً کوئی شک نہیں، بر بنائے اجماع بھی اور بر بنائے نقل بھی۔ (شفاء ،جلد۲،ص ۲۷۰-۲۷۱)

۹۔علامہ شہرستانی (متوفی ۵۴۸ھ) اپنی مشہور کتاب الملل و النحل میں لکھتے ہیں:

''اور اسی طرح جو کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا ہے (بجز عیسیٰ علیہ السلام کے) تو اس کے کافر ہونے میں دو آدمیوں کے درمیان بھی اختلاف نہیں ہے۔(جلد۳،ص ۲۴۹)

۱۰۔امام رازی (۵۴۳ھ-۶۰۶ھ) اپنی تفسیر کبیر میں آیت خاتم النبیین کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس سلسلۂ بیان میں ''و خاتم النبیین'' اس لیے فرمایا کہ جس نبی کے بعد کوئی دوسرا نبی ہو وہ اگر نصیحت اور توضیح احکام میں کوئی کسر چھوڑ جائے تو اس کے بعد آنے والا نبی اسے پورا کر سکتا ہے مگر جس کے بعد کوئی آنے والا نبی نہ ہو وہ اپنی امت پر زیادہ شفیق ہوتا ہے اور اس کو زیادہ واضح رہنمائی دیتا ہے کیوں کہ اس کی مثال اس باپ کی ہوتی ہے جو جانتا ہے کہ اس کے بیٹے کا کوئی ولی و سرپرست اس کے بعد نہیں ہے۔(جلد۶،ص ۵۸۱)

۱۱۔علامہ بیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) اپنی تفسیر انوار التنزیل میں لکھتے ہیں:

''یعنی آپ انبیاء میں سب سے آخری نبی ہیں جس نے ان کا سلسلہ ختم کر دیا یا جس سے انبیاء کے سلسلے پر مہر کر دی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام کا آپ کے بعد نازل ہونا اس ختم نبوت میں قادح نہیں ہے کیوں کہ جب وہ نازل ہوں گے تو آپ ہی کے دین پر ہوں گے۔'' (جلد۴،ص ۱۶۴)

۱۲۔علامہ حافظ الدین النسفی (متوفی ۷۱۰ھ) اپنی تفسیر مدارک التنزیل میں لکھتے ہیں:

اور آپ خاتم النبیین ہیں یعنی نبیوں میں سب سے آخری، آپ کے بعد

کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا۔ رہے عیسیٰ تو وہ ان انبیاء میں سے ہیں جو آپ سے پہلے نبی بنائے جاچکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے گویا کہ وہ آپ کی امت کے افراد میں سے ہیں۔‘‘ (ص ۴۷۱)

۱۳۔ علامہ علاء الدین بغدادی (متوفی ۷۲۵ھ) اپنی تفسیر خازن میں لکھتے ہیں:

و خاتم النبیین، یعنی اللہ نے آپ پر نبوت ختم کردی، اب نہ آپ کے بعد کوئی نبوت ہے نہ آپ کے ساتھ کوئی اس میں شریک ...... و کان اللہ بکل شئی علیما یعنی یہ بات اللہ کے علم میں ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (صفحہ ۴۷۱-۴۷۲)

۱۴۔ علامہ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) اپنی مشہور و معروف تفسیر میں لکھتے ہیں:

پس یہ آیت اس باب میں نص صریح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور جب آپ کے بعد نبی کوئی نہیں تو رسول بدرجۂ اولیٰ نہیں ہے کیوں کہ رسالت کا منصب خاص ہے اور نبوت کا منصب عام ہر رسول نبی ہوتا ہے مگر ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص بھی اس مقام کا دعوی کرے وہ جھوٹا، مفتری، دجال، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے خواہ وہ کیسے ہی خرق عادت اور شعبدے اور جادو اور طلسم اور کرشمے بنا کر لے آئے، یہی ۔۔ ہر اس شخص کی ہے جو قیامت تک اس منصب کا مدعی ہو۔ (جلد ۳، ص ۴۹۳-۴۹۴)

۱۵۔ علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) تفسیر جلالین میں لکھتے ہیں:

و کان اللہ بکل شئی علیما یعنی اللہ اس بات کو جانتا ہے کہ آں حضرت کے بعد کوئی نبی نہیں اور عیسیٰ جب نازل ہوں گے تو آپ کی شریعت ہی کے مطابق عمل کریں گے۔ (ص ۷۶۸)

۱۶۔ علامہ ابن نجیم (متوفی ۹۷۰ھ) اُصول فقہ کی مشہور کتاب الاشباہ والنظائر کتاب السیر، باب الردۃ میں لکھتے ہیں:

''اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے کیوں کہ یہ ان باتوں میں سے ہے جن کا جاننا اور ماننا ضروریات دین میں سے ہے۔ (ص:۱۷۹)

۱۷۔ ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۶ھ) شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوی کرنا بالاجماع کفر ہے۔'' (ص:۲۰۲)

۱۸۔ شیخ اسماعیل حقی (متوفی ۱۱۳۷ھ) تفسیر روح البیان میں اس آیت کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''عاصم نے لفظ ''خاتم'' ت کے زبر کے ساتھ پڑھا ہے جس کے معنی ہیں آڑ، ختم کے جس سے مہر کی جاتی ہے جیسے طابع اس چیز کو کہتے ہیں جس سے ٹھپا لگایا جائے۔ مراد یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء میں سب سے آخر تھے جن کے ذریعے سے نبیوں کے سلسلے پر مہر لگادی گئی۔ فارسی میں اسے ''مہر پیغمبراں'' کہیں گے یعنی آپ سے نبوت کا دروازہ سربہ مہر کردیا گیا اور پیغمبروں کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔ باقی قاریوں نے اسے ت کے زیر کے ساتھ خاتِم پڑھا ہے یعنی آپ مہر کرنے والے تھے۔ فارسی میں اس کو ''مہر کنندۂ پیغمبراں'' کہیں گے، اس طرح یہ لفظ بھی خاتم کا ہم معنی ہی ہے۔''

اب آپ کی اُمت کے علما آپ سے صرف ولایت ہی کی میراث پائیں گے، نبوت کی میراث آپ کی ختمیت کے باعث ختم ہوچکی اور عیسیٰ علیہ السلام کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نازل ہونا آپ کے خاتم النبیین ہونے میں قادح نہیں ہے کیوں کہ خاتم النبیین ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائے گا...... اور عیسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے نبی بنائے جاچکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدی کے پیرو کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ آپ ہی کے قبلہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھیں گے، آپ کی امت کے ایک فرد کی طرح ہوں گے نہ ان کی طرف وحی آئے گی اور نہ وہ نئے احکام دیں گے بل

کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوں گے......

اور اہل سنت و جماعت اس بات کے قائل ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا: ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا: لا نبی بعدی۔

اب جو کوئی کہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہے تو اس کو کافر قرار دیا جائے گا کیوں کہ اس نے نص کا انکار کیا اور اسی طرح اس شخص کی بھی تکفیر کی جائے گی جو اس میں شک کرے کیوں کہ حجت نے حق کو باطل سے ممیّز کر دیا اور جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوی کرے، اس کا دعوی باطل کے سوا کچھ اور ہو ہی نہیں سکتا۔ (جلد ۲۲، ص ۱۸۸)

☆

قسط پنجم

۱۸۔ فتاوی عالمگیری، جسے بارہویں صدی ہجری میں اورنگ زیب عالمگیر کے حکم سے ہندوستان کے بہت سے اکابر علما نے مرتب کیا تھا۔ اس میں لکھا ہے:

اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلم نہیں ہے اور اگر وہ کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا میں پیغمبر ہوں تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔ (جلد ۲، ص ۲۶۳)

۱۹۔ علامہ شوکانی (متوفی ۱۲۵۵ھ) اپنی تفسیر فتح القدیر میں لکھتے ہیں:

جمہور نے لفظ خاتم کو ت کے زیر کے ساتھ پڑھا ہے اور عاصم نے زبر کے ساتھ، پہلی قرأت کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے انبیا کو ختم کیا یعنی سب کے آخر میں آئے اور دوسری قرأت کے معنی یہ ہیں کہ آپ ان کے لیے مہر کی طرح ہو گئے جس کے ذریعہ سے ان کا سلسلہ سربہ مہر ہو گیا اور جس کے شمول سے ان کا گروہ مزین ہوا۔ (جلد ۴، ص ۲۷۵)

۲۰۔ علامہ آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں:

نبی کا لفظ رسول کی بہ نسبت عام ہے لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم

النبیین ہونے سے خود بہ خود لازم آتا ہے کہ آپ خاتم المرسلین بھی ہوں اور آپ کے خاتم انبیاء و رسل ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس دنیا میں وصف نبوت سے آپ کے متصف ہونے کے بعد اب جن وانس میں سے ہر ایک کے لیے نبوت کا وصف منقطع ہو گیا۔ (جلد ۲۲، ص ۳۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص وحی نبوت کا مدعی ہوا سے کافر قرار دیا جائے گا۔ اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (جلد ۲۲، ص ۳۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایک ایسی بات ہے جسے کتاب اللہ نے صاف صاف بیان کیا، سنت نے واضح طور پر اس کی تصریح کی اور امت نے اس پر اجماع کیا لہٰذا جو اس کے خلاف کوئی دعویٰ کرے۔ اُسے کافر قرار دیا جائے گا۔ (جلد ۲۲، ص ۳۹)

یہ ہندوستان سے لے کر مراکش اور اُندلس تک اور ترکی سے لے کر یمن تک ہر مسلمان ملک کے اکابر علما و فقہا اور محدثین و مفسرین کی تصریحات ہیں۔ ہم نے ان کے ناموں کے ساتھ ان کے سنین ولادت و وفات بھی دے دیے ہیں جن سے ہر شخص بیک نظر معلوم کر سکتا ہے کہ پہلی صدی سے تیرہویں صدی تک تاریخ اسلام کی ہر صدی کے اکابر ان میں شامل ہیں۔ اگرچہ ہم چودہویں صدی کے علمائے اسلام کی تصریحات بھی نقل کر سکتے تھے مگر ہم نے قصداً انہیں اس لیے چھوڑ دیا کہ ان کی تفسیر کے جواب میں ایک شخص یہ حیلہ کر سکتا ہے کہ ان لوگوں نے اس دَور کے مدعی نبوت کی ضد میں ختم نبوت کے یہ معنی بیان کیے ہیں۔ اس لیے ہم نے پہلے کے علما کی تحریریں نقل کی ہیں جو ظاہر ہے کہ آج کے کسی شخص سے کوئی ضد نہ رکھ سکتے تھے۔ ان تحریروں سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ پہلی صدی سے آج تک پوری دنیائے اسلام متفقہ طور پر ''خاتم النبیین'' کے معنی ''آخری نبی'' ہی سمجھتی رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے دروازے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند تسلیم کرنا ہر زمانے میں تمام مسلمانوں کا متفقہ علیہ عقیدہ رہا ہے اور اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا کہ جو شخص محمد رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کرے اور جو اس کے دعوے کو مانے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اب یہ دیکھنا ہر صاحب عقل آدمی کا اپنا کام ہے کہ لفظ ''خاتم النبیین'' کا جو مفہوم لغت سے ثابت ہے جو قرآن کی عبارت کے سیاق وسباق سے ظاہر ہے جس کی تصریح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمادی ہے جس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے اور جسے صحابہ کرام کے زمانے سے لے کر آج تک تمام دنیا کے مسلمان بلا اختلاف مانتے رہے ہیں، اس کے خلاف کوئی دوسرا مفہوم لینے اور کسی نئے مدعی کے لیے نبوت کا دروازہ کھولنے کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے اور ایسے لوگوں کو کیسے مسلمان تسلیم کیا جاسکتا ہے جنہوں نے باب نبوت کے مفتوح ہونے کا محض خیال ہی ظاہر نہیں کیا ہے بل کہ اس دروازے سے ایک صاحب حریم نبوت میں داخل بھی ہو گئے ہیں اور یہ لوگ ان کی نبوت پر ایمان بھی لے آئے ہیں اس سلسلے میں تین باتیں اور قابل غور ہیں۔

کیا اللہ کو ہمارے ایمان سے کوئی دشمنی ہے؟

پہلی بات یہ ہے کہ ختم نبوت کا معاملہ ایک بڑا ہی نازک معاملہ ہے۔ قرآن مجید کی رُو سے یہ اسلام کے ان بنیادی عقائد میں سے ہے جن کے ماننے یا نہ ماننے پر آدمی کے کفر وایمان کا انحصار ہے۔ ایک شخص نبی ہو اور آدمی اس کو نہ مانے تو کافر، اور وہ نبی نہ ہو اور آدمی اس کو مان لے تو کافر۔ ایسے ایک نازک معاملے میں تو اللہ تعالیٰ سے کسی بے احتیاطی کی بہ درجۂ اولیٰ توقع نہیں کی جاسکتی۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا ہوتا تو اللہ تعالیٰ خود قرآن میں صاف صاف اس کی تصریح فرماتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اس کا کھلم کھلا اعلان کراتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے بھی تشریف نہ لے جاتے جب تک اپنی امت کو اچھی طرح خبردار نہ کر دیتے کہ میرے بعد بھی انبیاء آئیں گے اور تمہیں ان کو ماننا ہوگا۔

آخر اللہ اور اس کے رسول کو ہمارے دین وایمان سے کیا دشمنی تھی کہ حضور کے بعد نبوت کا دروازہ تو کھلا ہوتا اور کوئی نبی آنے والا بھی ہوتا جس پر ایمان لائے بغیر ہم مسلمان نہ ہو سکتے، مگر ہم کو نہ صرف یہ کہ اس سے بے خبر رکھا جاتا بل کہ اس کے برعکس اللہ اور اس کا رسول دونوں ایسی باتیں فرما دیتے جن سے تیرہ سو برس تک ساری امت یہی سمجھتی رہی اور آج بھی سمجھ رہی ہے کہ

حضور کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔

اب اگر بفرض محال نبوت کا دروازہ واقعی کھلا بھی ہو اور کوئی نبی آ بھی جائے تو ہم بے خوف وخطر اس کا انکار کر دیں گے۔ خطرہ ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی باز پُرس ہی کا تو ہو سکتا ہے وہ قیامت کے روز ہم سے پوچھے گا تو ہم یہ سارا ریکارڈ بر سر عدالت لا کر رکھ دیں گے جس سے ثابت ہو جائے گا کہ معاذ اللہ اس کفر کے خطرے میں تو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہی نے ہمیں ڈالا تھا، ہمیں قطعاً کوئی اندیشہ نہیں ہے کہ اس ریکارڈ کو دیکھ کر بھی اللہ تعالیٰ ہمیں کسی نئے نبی پر ایمان نہ لانے کی سزا دے ڈالے گا لیکن اگر نبوت کا دروازہ فی الواقع بند ہے اور کوئی نبی آنے والا نہیں ہے اور اس کے باوجود کوئی شخص کسی مدعی کی نبوت پر ایمان لاتا ہے تو اسے سوچ لینا چاہیے کہ اس کفر کی پاداش سے بچنے کے لیے وہ کون سا ریکارڈ خدا کی عدالت میں پیش کر سکتا ہے جس سے وہ رِہائی کی توقع رکھتا ہو۔ عدالت میں پیشی ہونے سے پہلے اسے اپنی صفائی کے مواد کا یہیں جائزہ لے لینا چاہیے اور ہمارے پیش کردہ مواد سے مقابلہ کر کے خود ہی دیکھ لینا چاہیے کہ جس صفائی کے بھروسے پر وہ یہ کام کر رہا ہے کیا ایک عقل مند آدمی اس پر اعتماد کر کے کفر کی سزا کا خطرہ مول لے سکتا ہے؟

☆

قسط ششم

اب نبی کی آخر ضرورت کیا ہے؟

دوسری قابل غور بات یہ کہ نبوت کوئی ایسی صفت نہیں ہے جو ہر اس شخص میں پیدا ہو جایا کرے جس نے عبادت اور عمل صالح میں ترقی کر کے اپنے آپ کو اس کا اہل بنا لیا ہو، نہ یہ کوئی ایسا انعام ہے جو کچھ خدمات کے صلے میں عطا کیا جاتا ہو بل کہ یہ ایک منصب ہے جس پر ایک خاص ضرورت کی خاطر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مقرر کرتا ہے، وہ ضرورت جب داعی ہوتی ہے تو ایک نبی اس کے لیے مامور کیا جاتا ہے اور جب ضرورت نہیں ہوتی یا باقی نہیں رہتی تو خواہ مخواہ انبیاء پر انبیاء نہیں بھیجے جاتے۔

قرآن مجید سے جب ہم یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نبی کے تقرر کی ضرورت

کن کن حالات میں پیش آئی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ صرف چار حالتیں ایسی ہیں جن میں انبیاء مبعوث ہوئے ہیں:

اول یہ کہ کسی خاص قوم میں نبی بھیجنے کی ضرورت اس لیے ہو کہ اس میں پہلے کبھی کوئی نبی نہ آیا تھا اور کسی دوسری قوم میں آئے ہوئے نبی کا پیغام بھی اس تک نہ پہنچ سکتا تھا۔

دوم یہ کہ نبی بھیجنے کی ضرورت اس وجہ سے جو کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کی تعلیم بُھلا دی گئی ہو یا اس میں تحریف ہوگئی ہو اور اس کے نقش قدم کی پیروی کرنا ممکن نہ رہا ہو۔

سوم یہ کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کے ذریعہ سے مکمل تعلیم و ہدایت لوگوں کو نہ ملی ہو اور تکمیل دین کے لیے مزید انبیاء کی ضرورت ہو۔

چہارم یہ کہ ایک نبی کے ساتھ اس کی مدد کے لیے ایک اور نبی کی حاجت ہو۔ اب یہ ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی ضرورت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی نہیں رہی ہے۔

قرآن خود کہہ رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا گیا ہے اور دنیا کی تمدنی تاریخ بتا رہی ہے کہ آپ کی بعثت کے وقت سے مسلسل ایسے حالات موجود رہے ہیں کہ آپ کی دعوت سب قوموں کو پہنچ سکتی تھی اور ہر وقت پہنچ سکتی ہے۔ اس کے بعد الگ الگ قوموں میں انبیاء آنے کی کوئی حاجت باقی نہیں رہتی۔

قرآن اس پر بھی گواہ ہے اور اس کے ساتھ حدیث و سیرت کا پورا ذخیرہ اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم بالکل اپنی صحیح صورت میں محفوظ ہے۔ اس میں مسخ و تحریف کا کوئی عمل نہیں ہوا ہے جو کتاب آپ لائے تھے اس میں ایک لفظ کی بھی کمی و بیشی آج تک نہیں ہوئی، نہ قیامت تک ہو سکتی ہے۔ جو ہدایت آپ نے اپنے قول و عمل سے دی اس کے تمام آثار آج بھی اس طرح ہمیں مل جاتے ہیں کہ گویا ہم آپ کے زمانے میں موجود ہیں، اس لیے دوسری ضرورت بھی ختم ہوگئی۔

پھر قرآن مجید یہ بات بھی صاف صاف کہتا ہے کہ حضور کے ذریعہ سے دین کی تکمیل کر دی گئی لہٰذا تکمیل دین کے لیے بھی اب کوئی نبی درکار نہیں رہا۔

اب رہ جاتی ہے چوتھی ضرورت، تو اگر اس کے لیے کوئی نبی درکار ہوتا تو وہ حضور کے زمانے میں آپ کے ساتھ مقرر کیا جاتا۔ ظاہر ہے کہ جب وہ مقرر نہیں کیا گیا تو یہ وجہ بھی ساقط ہو

گئی۔

اب ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ پانچویں وجہ کون سی ہے۔ جس کے لیے آپ کے بعد ایک نبی کی ضرورت ہو؟ اگر کوئی کہے کہ قوم بگڑ گئی ہے، اس لیے اصلاح کی خاطر ایک نبی کی ضرورت ہے تو ہم اس سے پوچھیں گے کہ محض اصلاح کے لیے نبی دنیا میں کب آیا ہے کہ آج صرف اس کام کے لیے وہ آئے؟ نبی تو اس لیے مقرر ہوتا ہے کہ اس پر وحی کی جائے اور وحی کی ضرورت یا تو کوئی نیا پیغام دینے کے لیے ہوتی ہے یا پچھلے پیغام کی تکمیل کرنے کے لیے یا اس کو تحریفات سے پاک کرنے کے لیے، قرآن اور سنت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محفوظ ہو جانے اور دین کے مکمل ہو جانے کے بعد جب وحی کی سب ضرورتیں ختم ہو چکی ہیں تو اب اصلاح کے لیے صرف مصلحین کی حاجت باقی ہے نہ کہ انبیاء کی۔

نئی نبوت اب امت کے لیے رحمت نہیں بل کہ لعنت ہے

تیسری قابل توجہ بات یہ ہے کہ نبی جب بھی کسی قوم میں آئے گا فوراً اس میں کفر و ایمان کا سوال اُٹھ کھڑا ہو گا جو اس کو مانیں وہ ایک امت قرار پائیں گے اور جو اس کو نہ مانیں گے وہ لامحالہ دوسری امت ہوں گے۔ ان دونوں امتوں کا اختلاف محض فروعی اختلاف نہ ہو گا بل کہ ایک نبی پر ایمان لانے اور نہ لانے کا ایسا بنیادی اختلاف ہو گا جو انہیں اس وقت تک جمع نہ ہونے دے گا جب تک ان میں سے کوئی ایک اپنا عقیدہ نہ چھوڑ دے، پھر ان کے لیے عملاً بھی ہدایت اور قانون کے ماخذ الگ الگ ہوں گے کیوں کہ ایک گروہ اپنے تسلیم کردہ نبی کی پیش کی ہوئی وحی اور اس کی سنت سے قانون لے گا اور دوسرا گروہ اس کے ماخذ قانون ہونے کا سرے سے منکر ہو گا۔ اس بنا پر ان کا ایک مشترک معاشرہ بن جانا کسی طرح بھی ممکن نہ ہو گا۔

ان حقائق کو اگر کوئی شخص نگاہ میں رکھے تو اس پر یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ ختم نبوت امت مسلمہ کے لیے اللہ کی ایک بہت بڑی رحمت ہے جس کی بدولت ہی اس امت کا ایک دائمی اور عالم گیر برادری بننا ممکن ہوا ہے۔ اس چیز نے مسلمانوں کو ایسے ہر بنیادی اختلاف سے محفوظ کر دیا ہے جو ان کے اندر مستقل تفریق کا موجب ہو سکتا ہو۔ اب جو شخص بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہادی اور رہبر مانے اور ان کی دی ہوئی تعلیم کے سوا کسی اور ماخذ ہدایت کی طرف رجوع کرنے کا قائل نہ ہو، وہ اس برادری کا فرد ہے اور ہر وقت ہو سکتا ہے۔ یہ وحدت اس

امت کو کبھی نصیب نہ ہو سکتی تھی اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہو جاتا کیوں کہ ہر نبی کے آنے پر یہ پارہ پارہ ہوتی رہتی۔

آدمی سوچے تو اس کی عقل خود یہ کہہ دے گی کہ جب تمام دنیا کے لیے ایک نبی بھیج دیا جائے اور جب اس نبی کے ذریعہ سے دین کی تبلیغ بھی کر دی جائے اور جب اس نبی کی تعلیم کو پوری طرح محفوظ بھی کر دیا جائے تو نبوت کا دروازہ بند ہو جانا چاہیے تا کہ اس آخری نبی کی پیروی پر جمع ہو کر تمام دنیا میں ہمیشہ کے لیے اہل ایمان کی ایک ہی امت بن سکے اور بلا ضرورت نئے نئے نبیوں کی آمد سے اس امت میں بار بار تفرقہ نہ برپا ہوتا رہے۔ نبی خواہ ظلی ہو یا بروزی امتی ہو یا صاحب شریعت اور صاحب کتاب، بہر حال جو شخص نبی ہو گا اور خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہو گا اس کے آنے کا لازمی نتیجہ یہی ہو گا کہ اس کے ماننے والے ایک امت بنیں اور نہ ماننے والے کافر قرار پائیں۔ یہ تفریق اس حالت میں تو ناگزیر ہے جب کہ نبی کے بھیجے جانے کی فی الواقع ضرورت ہو، مگر جب اس کے آنے کی کوئی ضرورت باقی نہ رہے تو خدا کی حکمت اور اس کی رحمت سے یہ بات قطعی بعید ہے کہ وہ خواہ مخواہ اپنے بندوں کو کفر و ایمان کی کش مکش میں مبتلا کرے اور انہیں کبھی ایک امت نہ بننے دے لہذا جو کچھ قرآن سے ثابت ہے اور جو کچھ سنت اور اجماع سے ثابت ہے عقل بھی اس کو صحیح تسلیم کرتی ہے اور اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اب نبوت کا دروازہ بند ہی رہنا چاہیے۔

☆

قسط ہفتم

نئی نبوت کی طرف بلانے والے حضرات عام طور پر ناواقف مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ احادیث میں ''مسیح موعود'' کے آنے کی خبر دی گئی اور مسیح نبی تھے، اس لیے ان کے آنے سے ختم نبوت میں کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی بل کہ ختم نبوت بھی برحق اور اس کے باوجود مسیح موعود کا آنا بھی برحق۔ اسی سلسلے میں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مسیح موعود سے مراد حضرت ابن مریم نہیں ہیں۔ ان کا تو انتقال ہو چکا۔ اب جس کے آنے کی خبر احادیث میں دی گئی ہے وہ مثیل مسیح یعنی حضرت عیسیٰ کے مانند ایک مسیح ہے اور وہ فلاں شخص ہے جو آ چکا ہے، اس کا ماننا عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔

اس فریب کا پردہ چاک کرنے کے لیے ہم یہاں پورے حوالوں کے ساتھ وہ مستند روایات نقل کیے دیتے ہیں جو اس مسئلہ کے متعلق حدیث کی معتبر ترین کتابوں میں پائی جاتی ہیں، ان احادیث کو دیکھ کر ہر شخص خود معلوم کر سکتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا اور آج اس کو کیا بنایا جا رہا ہے۔

احادیث در باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ضرور اُتریں گے تمہارے درمیان ابن مریم حاکم عادل بن کر، پھر وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو ہلاک کر دیں گے اور جنگ کا خاتمہ کر دیں گے۔ (دوسری روایت میں حرب کے بجائے جزیہ کا لفظ ہے یعنی جزیہ ختم کر دیں گے) اور مال کی وہ کثرت ہوگی کہ اس کا قبول کرنے والا کوئی نہ رہے گا اور (حالت یہ ہو جائے گی کہ لوگوں کے نزدیک خدا کے حضور ایک سجدہ کر لینا دنیا و مافیہا سے زیادہ بہتر ہوگا)

(بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسیٰ بن مریم۔ مسلم، باب بیان نزول عیسیٰ، ترمذی، ابواب الفتن، باب فی نزول عیسیٰ۔ مسند احمد، مرویات ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۲۔ ایک اور روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں ہے کہ:

"قیامت قائم نہ ہوگی جب تک نازل نہ ہولیں عیسیٰ بن مریم۔"

اور اس کے بعد وہی مضمون ہے جو اوپر کی حدیث میں بیان ہوا ہے۔ (بخاری، کتاب المظالم، باب کسر الصلیب۔ ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب فتنۃ الدجال)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کیسے ہو گے تم جب کہ تمہارے درمیان ابن مریم اُتریں گے اور تمہارا امام اس وقت خود تم میں سے ہوگا۔" (بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسیٰ بن مریم۔ مسلم، بیان نزول عیسیٰ۔ مسند احمد، مرویات ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے پھر وہ خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو مٹا دیں گے اور ان کے لیے نماز جمع کی جائے گی اور وہ اتنا مال تقسیم کریں گے کہ اسے قبول کرنے والا کوئی نہ ہوگا اور وہ خراج ساقط کر دیں گے اور روحاء (مدینہ سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر ایک مقام) کے مقام پر منزل کر کے وہاں سے حج یا عمرہ کریں گے یا دونوں کو جمع کریں گے (راوی کو شک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کون سی بات فرمائی تھی)۔ (مسند احمد بسلسلہ مرویات ابی ہریرہ۔ مسلم، کتاب الحج، باب جواز التمتع فی الحج و القران)

۵۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے (دجال کے خروج کا ذکر کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا)

اس اثنا میں کہ مسلمان اس سے لڑنے کی تیاری کر رہے ہوں گے، صفیں باندھ رہے ہوں گے اور نماز کے لیے تکبیر اقامت کہی جا چکی ہوگی کہ عیسیٰ بن مریم نازل ہو جائیں گے اور نماز میں مسلمانوں کی امامت کریں گے اور اللہ کا دشمن (یعنی دجال) ان کو دیکھتے ہی اس طرح گھلنے لگے گا جیسے نمک میں پانی گھلتا ہے، اگر عیسیٰ علیہ السلام اس کو اس کے حال ہی پر چھوڑ دیں تو وہ آپ ہی گھل کر مر جائے مگر اللہ اس کو ان کے ہاتھ سے قتل کرائے گا اور وہ اپنے نیزے میں اس کا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔

(مشکوٰۃ، کتاب الفتن باب الملاحم بحوالہ مسلم)

۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے اور ان کے (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور یہ کہ وہ اُترنے والے ہیں، پس جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا، وہ ایک میانہ قد آدمی ہیں رنگ مائل بہ سرخی و سپیدی ہے، وہ زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے ان کے سر کے بال ایسے ہوں گے گویا اب ان سے پانی ٹپکنے والا ہے حالاں کہ وہ بھیگے ہوئے نہ ہوں گے وہ اسلام پر لوگوں سے جنگ کریں گے، صلیب کو پاش پاش کر دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے اور اللہ ان کے زمانے میں

اسلام کے سوا تمام ملتوں کو مٹا دے گا اور وہ مسیح دجال کو ہلاک کر دیں گے اور زمین میں وہ چالیس سال ٹھہریں گے پھر ان کا انتقال ہو جائے گا اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔" (ابوداؤد، کتاب الملاحم باب خروج الدجال۔ مسند احمد، مرویات ابوہریرہ)

۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے، مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا کہ آیئے آپ نماز پڑھایئے مگر وہ کہیں گے کہ نہیں، تم لوگ خود ہی ایک دوسرے کے امیر ہو۔ یہ وہ اس عزت کا لحاظ کرتے ہوئے کہیں گے جو اللہ نے اس امت کو دی ہے۔ (مسلم، بیان نزول عیسیٰ ابن مریم۔ مسند احمد بسلسلہ مرویات جابر بن عبداللہ)

۸۔ جابر بن عبداللہ (قصہ ابن صیاد کے سلسلہ میں) روایت کرتے ہیں کہ پھر عمر بن خطاب نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجیے کہ میں اسے قتل کر دوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ وہی شخص (یعنی دجال) ہے تو اس کے قتل کرنے والے تم نہیں ہو بلکہ اسے تو عیسیٰ بن مریم ہی قتل کریں گے اور اگر یہ وہ شخص نہیں ہے تو تمہیں اہل عہد (یعنی ذمیوں) میں سے ایک آدمی کو قتل کر دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔"

۹۔ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ (دجال کا قصہ بیان کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا)

اس وقت یکا یک عیسیٰ بن مریم علیہ السلام مسلمانوں کے درمیان آجائیں گے، پھر نماز کھڑی ہوگی اور ان سے کہا جائے گا کہ اے روح اللہ! آگے بڑھیے مگر وہ کہیں گے کہ نہیں تمہارے امام ہی کو آگے بڑھنا چاہیے، وہی نماز پڑھائے۔ پھر صبح کی نماز سے فارغ ہو کر مسلمان دجال کے مقابلے پر نکلیں گے۔ فرمایا: جب وہ کذاب حضرت عیسیٰ کو دیکھے گا تو گھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے پھر وہ اس کی

طرف بڑھیں گے اور اسے قتل کر دیں گے اور حالت یہ ہوگی کہ درخت اور پتھر پکار اُٹھیں گے کہ اے روح اللہ! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے، دجال کے پیروؤں میں سے کوئی نہ بچے گا جو قتل نہ کر دیا جائے۔"

۱۰۔ حضرت نواس بن سمعان کلابی (قصہ دجال بیان کرتے ہوئے) روایت کرتے ہیں:

اس اثناء میں کہ دجال یہ کچھ کر رہا ہوگا، اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیج دے گا اور وہ دمشق کے مشرقی حصے میں سفید مینار کے پاس زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے اُتریں گے جب وہ سر جھکائیں گے تو ایسا محسوس ہوگا کہ قطرے ٹپک رہے ہیں اور جب سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح قطرے ڈھلکتے نظر آئیں گے، ان کے سانس کی ہوا جس کافر تک پہنچے گی اور وہ ان کی حد نظر تک جائے گی وہ زندہ نہ بچے گا پھر ابن مریم دجال کا پیچھا کریں گے اور لُد کے دروازے پر اسے جا پکڑیں گے اور قتل کر دیں گے۔" (مسلم، ذکر الدجال۔ ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال۔ ترمذی، ابواب الفتن، باب فی فتنة الدجال۔ ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب فتنة الدجال)

نوٹ: واضح رہے کہ لد (LYDDA) فلسطین میں ریاست اسرائیل کے دارالسلطنت تل ابیب سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہے اور یہودیوں نے وہاں بہت بڑا ہوائی اڈہ (airport) بنا رکھا ہے۔

۱۱۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دجال میری امت میں نکلے گا اور چالیس (میں نہیں جانتا چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال) رہے گا پھر اللہ عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا ان کا حلیہ عروہ بن مسعود (ایک صحابی) سے مشابہ ہوگا وہ اس کا پیچھا کریں گے اور اسے ہلاک کر دیں گے، پھر سات سال تک اس حال میں رہیں گے کہ دو آدمیوں کے درمیان بھی عداوت نہ ہوگی۔ (مسلم، ذکر الدجال) [مستدرک حاکم، مسلم میں بھی یہ روایت اختصار کے ساتھ آئی ہے اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری جلد ۶ ص ۴۵۰ میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔]

۱۲۔ حذیفہ بن اُسید الغفاری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مجلس میں تشریف لائے اور ہم آپس میں بات چیت کر رہے تھے۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہو رہی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہم قیامت کا ذکر کر رہے تھے۔ فرمایا:

وہ ہرگز قائم نہ ہوگی جب تک اس سے پہلے دس نشانیاں ظاہر نہ ہو جائیں پھر آپ نے دس نشانیاں یہ بتائیں: ۱۔ دھواں، ۲۔ دجال، ۳۔ دابۃ الارض، ۴۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، ۵۔ عیسیٰ ابن مریم کا نزول، ۶۔ یاجوج و ماجوج، ۷۔ تین بڑے خسف (زمین میں دھنس جانا) ایک مشرق میں ۸۔ ایک مغرب میں، ۹۔ تیسرا جزیرۃ العرب میں، ۱۰۔ سب سے آخر میں ایک زبردست آگ جو یمن سے اُٹھے گی اور لوگوں کو ہانکتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی۔ (مسلم، کتاب الفتن، اشراط الساعۃ۔ ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب امارت اشراط الساعۃ)

۱۳۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ثوبان روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری امت کے دو لشکر ایسے ہیں جن کو اللہ نے دوزخ کی آگ سے بچالیا۔ ایک وہ لشکر جو ہندوستان پر حملہ کرے گا، دوسرا وہ جو عیسیٰ بن مریم کے ساتھ ہوگا۔

(نسائی، کتاب الجہاد۔ مسند احمد بسلسلۂ روایات ثوبان)

۱۴۔ مجمع بن جاریہ انصاری کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ابن مریم دجال کو لُدّ کے دروازے پر قتل کریں گے۔ (مسند احمد، ترمذی، ابواب الفتن)

۱۵۔ ابواُمامہ باہلی (ایک طویل حدیث میں دجال کا ذکر کرتے ہوئے) روایت کرتے ہیں کہ:

عین اس وقت جب مسلمانوں کا امام صبح کی نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھ چکا ہوگا، عیسیٰ ابن مریم ان پر اُتر آئیں گے۔ امام پیچھے پلٹے گا تا کہ عیسیٰ آگے بڑھیں مگر عیسیٰ اس کے شانوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہیں گے کہ نہیں، تم ہی نماز پڑھاؤ کیوں کہ یہ تمہارے لیے ہی کھڑی ہوئی ہے چناں چہ وہی نماز پڑھائے گا۔ سلام

پھیرنے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ دروازہ کھولو۔ چناں چہ وہ کھولا جائے گا، باہر دجال ۷۰ ہزار مسلح یہودیوں کے ساتھ موجود ہو گا جوں ہی کہ عیسیٰ علیہ السلام پر اس کی نظر پڑے گی وہ اس طرح گھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے اور وہ بھاگ نکلے گا۔ عیسیٰ کہیں گے میرے پاس تیرے لیے ایک ایسی ضرب ہے جس سے تُو بچ کر نہ جاسکے گا پھر وہ اسے لُدّ کے مشرقی دروازے پر جالیں گے اور اللہ یہودیوں کو ہرا دے گا...... اور زمین مسلمانوں سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جائے، سب دنیا کا کلمہ ایک ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ ہو گی۔" (ابن ماجہ، کتاب الفتن باب فتنة الدجال)

۱۶۔ عثمان بن ابی العاص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے......

اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام فجر کی نماز کے وقت اُتر آئیں گے، مسلمانوں کا امیر اُن سے کہے گا کہ اے روح اللہ! آپ نماز پڑھائیے۔ وہ جواب دیں گے کہ اس امت کے لوگ خود ہی ایک دوسرے پر امیر ہیں۔ تب مسلمانوں کا امیر آگے بڑھ کر نماز پڑھائے گا پھر نماز سے فارغ ہو کر عیسیٰ اپنا حربہ لے کر دجال کی طرف چلیں گے، وہ جب ان کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلے گا جیسے سیسہ پگھلتا ہے عیسیٰ علیہ السلام اپنے حربے سے اس کو ہلاک کر دیں گے اور اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگیں گے مگر کہیں انہیں چھپنے کی جگہ نہ ملے گی حتی کہ درخت پکاریں گے، اے مومن! یہ کافر یہاں موجود ہے اور پتھر پکاریں گے کہ اے مومن! یہ کافر یہاں موجود ہے۔ (مسند احمد، طبرانی، حاکم)

۱۷۔ سُمرہ بن جندب (ایک طویل حدیث میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

پھر صبح کے وقت مسلمانوں کے درمیان عیسیٰ بن مریم آجائیں گے اور اللہ دجال اور اس کے لشکر کو شکست دے گا یہاں تک کہ دیواریں اور درختوں کی

جڑیں پکار اُٹھیں گی کہ اے مومن! یہ کافر میرے پیچھے چھپا ہے، آ اور اسے قتل کر۔ (مسند احمد، حاکم)

۱۸۔ عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا موجود رہے گا جو حق پر قائم اور مخالفین پر بھاری ہوگا یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فیصلہ آ جائے اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہو جائیں۔ (مسند احمد)

۱۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (دجال کے قصہ میں) روایت کرتی ہیں:

پھر عیسیٰ علیہ السلام اُتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے، اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام چالیس (40) سال تک زمین میں ایک امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے رہیں گے۔ (مسند احمد)

۲۰۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام سفینہ (دجال کے قصہ میں) روایت کرتے ہیں:

پھر عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ دجال کو اَفیق کی گھاٹی کے قریب ہلاک کر دے گا۔ (مسند احمد)

۲۱۔ حضرت حذیفہ بن یمان (دجال کا ذکر کرتے ہوئے) بیان کرتے ہیں:

پھر جب مسلمان نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوں گے تو ان کی آنکھوں کے سامنے عیسیٰ بن مریم اُتر آئیں گے، پھر سلام پھیرنے کے بعد لوگوں سے کہیں گے کہ میرے اور اس دشمن خدا کے درمیان سے ہٹ جاؤ...... اور اللہ دجال کے ساتھیوں پر مسلمانوں کو مسلط کر دے گا اور مسلمان انہیں خوب ماریں گے یہاں تک کہ درخت اور پتھر پکار اٹھیں گے کہ اے عبداللہ! اے عبدالرحمٰن! اے مسلمان! یہ رہا ایک یہودی، مار اسے۔ اس طرح اللہ ان کو فنا کر دے گا اور مسلمان غالب ہوں گے اور صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ ساقط کر دیں گے۔''

یہ جملہ ۲۱ روایات ہیں جو چودہ صحابیوں سے صحیح سندوں کے ساتھ حدیث کی معتبر ترین

کتابوں میں وارد ہوئی ہیں، اگرچہ ان کے علاوہ دوسری بہت سی احادیث میں بھی یہ ذکر آیا ہے لیکن طول کلام سے بچنے کے لیے ہم نے ان سب کو نقل نہیں کیا ہے بل کہ صرف وہ روایتیں لی ہیں جو سند کے لحاظ سے قوی تر ہیں۔

☆

قسط نہم
مسیح موعود کی حقیقت
گزشتہ قسط میں دی گئی احادیث سے کیا ثابت ہوتا ہے؟

جو شخص بھی ان احادیث کو پڑھے گا وہ خود دیکھ لے گا کہ ان میں کسی ''مسیح موعود'' یا ''مثیل مسیح'' یا ''بروز مسیح'' کا سرے سے کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔ نہ اس میں اس امر کی کوئی گنجائش ہے کہ کوئی شخص اس زمانے میں کسی ماں کے پیٹ اور کسی باپ کے نطفے سے پیدا ہو کر یہ دعویٰ کر دے کہ میں ہی وہ مسیح ہوں جس کے آنے کی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔ یہ تمام حدیثیں صاف اور صریح الفاظ میں ان عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر دے رہی ہیں جو اب سے دو ہزار سال پہلے باپ کے بغیر حضرت مریم علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ اس مقام پر یہ بحث چھیڑنا بالکل لاحاصل ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں یا زندہ کہیں موجود ہیں۔ بالفرض وہ وفات ہی پا چکے ہوں تو اللہ انہیں زندہ کر کے اٹھا لانے پر قادر ہے وگرنہ یہ بات اللہ کی قدرت سے ہرگز بعید نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کو اپنی کائنات میں کہیں ہزارہا سال تک زندہ رکھے اور جب چاہے دنیا میں واپس لے آئے۔ بہر حال اگر کوئی شخص حدیث کو مانتا ہو تو اسے یہ ماننا پڑے گا کہ آنے والے وہی عیسیٰ ابن مریم ہوں گے اور اگر کوئی شخص حدیث کو نہ مانتا ہو تو وہ سرے سے کسی آنے والے کا قائل ہی نہیں ہو سکتا کیوں کہ آنے والے کی آمد کا عقیدہ احادیث کے سوا کسی اور چیز پر مبنی نہیں ہے لیکن یہ ایک عجیب مذاق ہے کہ آنے والے کی آمد کا عقیدہ تو لے لیا جائے احادیث سے اور پھر انہی احادیث کی اس تصریح کو نظر انداز کر دیا جائے کہ وہ آنے والے عیسیٰ ابن مریم ہوں گے نہ کہ کوئی مثیل مسیح۔

دوسری بات جو اتنی ہی وضاحت کے ساتھ ان احادیث سے ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا یہ دوبارہ نزول نبی مقرر ہو کر آنے والے شخص کی حیثیت سے نہیں ہوگا۔ نہ ان پر وحی نازل ہوگی نہ وہ خدا کی طرف سے کوئی نیا پیغام یا نئے احکام لائیں گے، نہ وہ شریعت محمدی میں کوئی اضافہ یا کوئی کمی کریں گے، نہ ان کو تجدید دین کے لیے دنیا میں لایا جائے گا، نہ وہ آکر لوگوں کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دیں گے اور نہ وہ اپنے ماننے والوں کی ایک الگ امت بنائیں گے (علماء اسلام نے اس مسئلے کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

علامہ تفتازانی (۷۲۲ء-۷۹۲) شرح عقائد نسفی میں لکھتے ہیں) وہ صرف ایک کار خاص کے لیے بھیجے جائیں گے اور وہ یہ ہوگا کہ دجال کے فتنے کا استیصال کر دیں۔ اس غرض کے لیے وہ ایسے طریقے سے نازل ہوں گے کہ جن مسلمانوں کے درمیان ان کا نزول ہوگا انہیں اس امر میں کوئی شک نہ رہے گا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم ہی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیوں کے مطابق ٹھیک وقت پر تشریف لائے ہیں وہ آکر مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو جائیں گے جو بھی مسلمانوں کا امام اس وقت ہوگا اسی کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور جو بھی اس وقت مسلمانوں کا امیر ہوگا، اسی کو آگے رکھیں گے تا کہ اس شبہ کی کوئی ادنیٰ سی گنجائش بھی نہ رہے کہ وہ اپنی سابق پیغمبرانہ حیثیت کی طرح اب بھی پیغمبری کے فرائض انجام دینے کے لیے واپس آئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کسی جماعت میں اگر خدا کا پیغمبر موجود ہو تو نہ اس کا کوئی امام دوسرا شخص ہو سکتا ہے اور نہ امیر۔ پس جب وہ مسلمانوں کی جماعت میں آکر محض ایک فرد کی حیثیت سے شامل ہوں گے تو یہ گویا خود بہ خود اس امر کا اعلان ہوگا کہ وہ پیغمبر کی حیثیت سے تشریف نہیں لائے ہیں اور اس بنا پر ان کی آمد سے مہر نبوت کے ٹوٹنے کا قطعاً کوئی سوال پیدا نہ ہوگا۔

ان کا آنا بلا تشبیہ اسی نوعیت کا ہوگا جیسے ایک صدر ریاست کے دَور میں کوئی سابق صدر آئے اور وقت کے صدر کی ماتحتی میں مملکت کی کوئی خدمت انجام دے۔ ایک معمولی سمجھ بوجھ کا آدمی بھی یہ بات بہ خوبی سمجھ سکتا ہے کہ ایک صدر کے دَور میں کسی سابق صدر کے محض آجانے سے آئین نہیں ٹوٹتا۔ البتہ دو صورتوں میں آئین کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔ ایک یہ سابق صدر آکر پھر سے فرائض صدارت سنبھالنے کی کوشش کرے۔ دوسرے یہ کہ کوئی شخص اس کی

سابق صدارت کا بھی انکار کر دے، کیوں کہ یہ ان تمام کاموں کے جواز کو چیلنج کرنے کا ہم معنی ہو گا جو اس کے دورِ صدارت میں انجام پائے تھے۔ ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت بھی نہ ہو تو بجائے خود سابق صدر کی آمد آئینی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتی۔ یہی معاملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا بھی ہے کہ ان کے محض آ جانے سے ختم نبوت نہیں ٹوٹتی۔ البتہ اگر وہ آ کر پھر نبوت کا منصب سنبھال لیں اور فرائض نبوت انجام دینے شروع کر دیں یا کوئی شخص ان کی سابق نبوت کا بھی انکار کر دے تو اس سے اللہ تعالیٰ کے آئین نبوت کی خلاف ورزی لازم آئے گی۔ احادیث نے پوری وضاحت کے ساتھ ان دونوں صورتوں کا سد باب کر دیا ہے۔ ایک طرف وہ تصریح کرتی ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبوت نہیں ہے اور دوسری طرف وہ خبر دیتی ہیں کہ عیسیٰ بن مریم دوبارہ نازل ہوں گے۔ اس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ ان کی یہ آمد ثانی منصب نبوت کے فرائض انجام دینے کے لیے نہ ہوگی۔

اسی طرح ان کی آمد سے مسلمانوں کے اندر کفر و ایمان کا بھی کوئی نیا سوال پیدا نہ ہوگا ان کی سابقہ نبوت پر تو آج بھی اگر کوئی ایمان نہ لائے تو کافر ہو جائے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی اس نبوت پر ایمان رکھتے تھے اور آپ کی ساری امت ابتدا سے ان کی مومن ہے۔ یہی حیثیت اس وقت بھی ہوگی۔ مسلمان کسی تازہ نبوت پر ایمان نہ لائیں گے بل کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی سابقہ نبوت ہی پر ایمان رکھیں گے جس طرح آج رکھتے ہیں یہ چیز نہ آج ختم نبوت کے خلاف ہے نہ اس وقت ہوگی۔

آخری بات جو ان احادیث سے، اور بہ کثرت دوسری احادیث سے بھی معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ دجال جس کے فتنۂ عظیم کا استیصال کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہم السلام کو بھیجا جائے گا، یہودیوں میں سے ہوگا اور اپنے آپ کو ''مسیح'' کی حیثیت سے پیش کرے گا۔ اس معاملے کی حقیقت کو کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا جب تک وہ یہودیوں کی تاریخ اور ان کے مذہبی تصورات سے واقف نہ ہو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد جب بنی اسرائیل پے در پے تنزل کی حالت میں مبتلا ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ آخر کار بابل اور اسیریا کی سلطنتوں نے ان کو غلام بنا کر زمین میں تتر بتر کر دیا تو انبیائے بنی اسرائیل نے ان کو خوش خبری دینی شروع کی کہ خدا کی طرف سے ایک ''مسیح'' آنے والا ہے جو ان کو اس ذلت سے نجات دلائے گا، ان

پیشین گوئیوں کی بنا پر یہودی ایک ایسے مسیح کی آمد کے متوقع تھے جو بادشاہ ہو۔ لڑ کر ملک فتح کرے، بنی اسرائیل کو ملک ملک سے لا کر فلسطین میں جمع کر دے اور ان کی ایک زبردست سلطنت قائم کر دے لیکن ان توقعات کے خلاف جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام خدا کی طرف سے مسیح ہو کر آئے اور کوئی لشکر ساتھ نہ لائے تو یہودیوں نے ان کی مسیحیت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور انہیں ہلاک کرنے کے درپے ہو گئے۔ اس وقت سے آج تک دنیا بھر کے یہودی اس مسیح موعود کے منتظر ہیں جس کے آنے کی خوش خبریاں ان کو دی گئی تھیں۔ ان کا لٹریچر اس آنے والے دَور کے سہانے خوابوں سے بھرا پڑا ہے۔ تلمود اور ربیوں کے ادبیات میں اس کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے، اس کی خیالی لذت کے سہارے صدیوں سے یہودی جی رہے ہیں اور یہ اُمید لیے بیٹھے ہیں کہ یہ مسیح موعود ایک زبردست جنگی و سیاسی لیڈر ہو گا جو دریائے نیل سے دریائے فرات تک کا علاقہ (جسے یہودی اپنی میراث کا ملک سمجھتے ہیں) انہیں واپس دلائے گا اور دنیا کے گوشے گوشے سے یہودیوں کو لا کر اس ملک میں پھر سے جمع کر دے گا۔

اب اگر کوئی شخص مشرق وسطیٰ کے حالات پر ایک نگاہ ڈالے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیوں کے پس منظر میں ان کو دیکھے تو وہ فوراً یہ محسوس کرے گا کہ اس دجال اکبر کے ظہور کے لیے سٹیج بالکل تیار ہو چکا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی خبروں کے مطابق یہودیوں کا مسیح موعود بن کر اٹھے گا۔ فلسطین کے بڑے حصے سے مسلمان بے دخل کیے جا چکے ہیں اور وہاں اسرائیل کے نام سے ایک یہودی ریاست قائم کر دی گئی ہے۔ اس ریاست میں دنیا بھر کے یہودی کھچ کھچ کر چلے آ رہے ہیں۔ امریکہ، برطانیہ اور فرانس نے اس کو ایک زبردست جنگی طاقت بنا دیا ہے۔ یہودی سرمائے کی بے پایاں امداد سے یہودی سائنس دان اور ماہرین فنون اس کو روز افزوں ترقی دیتے چلے جا رہے ہیں اور اس کی یہ طاقت گرد و پیش کی مسلمان قوموں کے لیے ایک خطرۂ عظیم بن گئی ہے۔ اس ریاست کے لیڈروں نے اپنی اس تمنا کو کچھ چھپا کر نہیں رکھا ہے کہ وہ اپنی ''میراث کا ملک'' حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

☆

قسط دہم

مستقبل کی یہودی سلطنت کا جو نقشہ یہودی مدت سے کھلم کھلا شائع کر رہے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پورا شام، پورا لبنان، پورا اُردن اور تقریباً سارا عراق لینے کے علاوہ ترکی سے اسکندرون، مصر سے سینا اور ڈیلٹا کا علاقہ اور سعودی عرب سے بالائی حجاز و نجد کا علاقہ لینا چاہتے ہیں، جس میں مدینہ منورہ بھی شامل ہے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے صاف محسوس ہوتا ہے کہ آیندہ کسی عالم گیر جنگ کی ہڑبونگ سے فائدہ اٹھا کر وہ ان علاقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے اور ٹھیک اس موقع پر وہ دجال اکبر ان کا مسیح موعود بن کر اٹھے گا۔ جس کے ظہور کی خبر دینے ہی پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اکتفا نہیں فرمایا ہے بل کہ یہ بھی بتا دیا ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں پر مصائب کے ایسے پہاڑ ٹوٹیں گے کہ ایک دن ایک سال کے برابر محسوس ہوگا۔ اسی بنا پر فتنۂ مسیح دجال سے خود بھی خدا کی پناہ مانگتے تھے اور اپنی امت کو بھی پناہ مانگنے کی تلقین فرماتے تھے۔

اس مسیح دجال کا مقابلہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کسی مثیل مسیح کو نہیں بل کہ اس اصلی مسیح کو نازل فرمائے گا جسے دو ہزار برس پہلے یہودیوں نے ماننے سے انکار کر دیا تھا اور جسے وہ اپنی دانست میں صلیب پر چڑھا کر ٹھکانے لگا چکے ہیں۔ اس حقیقی مسیح کے نزول کی جگہ ہندوستان یا افریقہ یا امریکہ میں نہیں بل کہ دمشق میں ہوگی کیوں کہ یہی مقام اس وقت عین محاذ جنگ پر ہوگا۔ پہلے جو احادیث ہم نقل کر آئے ہیں ان کا مضمون اگر آپ کو یاد ہے تو آپ کو یہ سمجھنے میں کوئی زحمت نہ ہوگی کہ مسیح دجال ۷۰ ہزار یہودیوں کا لشکر لے کر شام میں گھسے گا اور دمشق کے سامنے جا پہنچے گا۔ ٹھیک اس نازک موقع پر دمشق کے مشرقی حصہ میں ایک سفید مینار کے قریب حضرت عیسیٰ بن مریم صبح دم نزول ہوگا اور نماز فجر کے بعد مسلمانوں کو اس کے مقابلے پر لے کر چلیں گے۔ ان کے حملے سے دجال پسپا ہو کر افیق کی گھاٹی سے اسرائیل کی طرف پلٹے گا اور وہ اس کا تعاقب کریں گے۔ آخر کار لُدّ کے ہوائی اڈے پر پہنچ کر وہ ان کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔ (حدیث نمبر ۱۰، ۱۴، ۱۵) اس کے بعد یہودی چن چن کر قتل کیے جائیں گے اور ملت یہود کا خاتمہ ہو جائے

گا (حدیث نمبر ۹، ۱۵، ۲۱) عیسائیت بھی حضرت عیسیٰ کی طرف سے اظہار حقیقت ہو جانے کے بعد ختم ہو جائے گی (حدیث نمبر ۱، ۲، ۴، ۶) اور تمام ملتیں ایک ہی ملت اسلامیہ میں ضم ہو جائیں گی (حدیث نمبر ۶، ۱۵)

یہ ہے وہ حقیقت جو کسی اشتباہ کے بغیر احادیث میں صاف نظر آتی ہے، اس کے بعد اس امر میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے کہ "مسیح موعود" کے نام سے جو کاروبار ہمارے ملک میں پھیلایا گیا ہے وہ ایک جعل سازی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔

اس جعل سازی کا سب سے زیادہ مضحکہ انگیز پہلو یہ ہے کہ جو صاحب اپنے آپ کو ان پیشین گوئیوں کا مصداق قرار دیتے ہیں انہوں نے خود عیسیٰ بن مریم بننے کے لیے یہ دل چسپ تاویل فرمائی ہے:

"اس نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے) براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے، دو برس تک صفت مریمیت میں مَیں نے پرورش پائی...... پھر...... مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارے کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا، اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں۔ بہ ذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے۔ مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا، پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔" (کشتی نوح، صفحہ ۸۷، ۸۸، ۸۹)

یعنی پہلے مریم بنے پھر خود ہی حاملہ ہوئے پھر اپنے پیٹ سے آپ عیسیٰ ابن مریم بن کر تولد ہو گئے۔ اس کے بعد یہ مشکل پیش آئی کہ عیسیٰ بن مریم کا نزول تو احادیث کی رُو سے دمشق ہونا تھا جو کئی ہزار برس سے شام کا ایک مشہور و معروف مقام ہے اور آج بھی دنیا کے نقشے پر اسی نام سے موجود ہے۔ یہ مشکل ایک دوسری پُرلطف تاویل سے یوں رفع کی گئی:

"واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر من جانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبے کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں...... یہ قصبہ قادیان بہ

وجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں۔ دمشق سے ایک مشابہت اور مناسبت رکھتا ہے۔'' (حاشیہ ازالۂ اوہام، صفحہ ۶۳ تا ۷۳)

پھر ایک اور اُلجھن یہ باقی رہ گئی کہ احادیث کی رُو سے ابن مریم کو ایک سفید منارہ کے پاس اُترنا تھا چناں چہ اس کا حل یہ نکالا گیا کہ مسیح صاحب نے آکر اپنا منارہ بنوالیا۔ اب اسے کون دیکھتا ہے کہ احادیث کی رُو سے منارہ وہاں ابن مریم کے نزول سے پہلے موجود ہونا چاہیے تھا اور یہاں وہ مسیح موعود کی تشریف آوری کے بعد تعمیر کیا گیا۔

ان تاویلات کو جو شخص بھی کھلی آنکھوں سے دیکھے گا اسے معلوم ہو جائے گا کہ یہ جھوٹے بہروپ کا صریح ارتکاب ہے جو علی الاعلان کیا گیا ہے۔

☆

قادیانی اور اکھنڈ ہندوستان

(الفضل، قادیان کا ایک اقتباس)

قادیانی حضرات عام طور پر یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے مطالبہ پاکستان کی حمایت کی تھی اور اس سلسلہ میں قائداعظم اور مسلم لیگ سے تعاون کیا تھا، اپنے اس دعویٰ کے حق میں وہ اکثر و بیشتر یہ دلیل دیتے ہیں کہ اس حمایت کے باعث سر ظفراللہ خاں کو پاکستان کا وزیر خارجہ بنایا گیا۔ یہ بحث تو الگ ہے کہ سر ظفراللہ خاں کو وزیر خارجہ کا عہدہ کن حالات میں دیا گیا لیکن ذیل میں ہم قادیانیوں کے اپنے اخبار الفضل، قادیان کی ۵ اپریل ۱۹۴۷ء کی ایک اشاعت سے اہم اقتباس نقل کرتے ہیں، جس کا عنوان ہی ''اکھنڈ ہندوستان'' ہے۔ (قادیانیوں کا ترجمان روزنامہ الفضل اب ربوہ سے شائع ہوتا ہے) جس سے ان کے اس دعویٰ کی حقیقت خود بہ خود واضح ہو جاتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ قادیانیوں نے نہ صرف مسلم لیگ کی مخالفت کی تھی بل کہ وہ اکھنڈ ہندوستان کے حامی تھے اور قادیانیوں کے اس دَور کے خلیفہ خلیفۂ دوم ہندوستان کی تمام اقوام کو متحد رہنے کی تلقین کرتے تھے، ذیل کے اقتباس میں قادیان کی ایک ''مجلس عرفان'' کا تذکرہ ہے جس کی مسند پر خلیفۂ دوم مرزا البشیر الدین محمود تشریف فرما تھے اور ان کے ساتھ وہی سر ظفراللہ خاں بیٹھے تھے جو قیام پاکستان کے بعد پاکستان کے وزیر خارجہ بنے۔

قارئین کرام خلیفہ دوم اور سر ظفراللہ کے خیالات پڑھ کر اندازہ کر سکتے ہیں کہ قادیانیوں کا مطالبہ پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت کا دعویٰ کہاں تک درست ہے۔

ادارہ (نوائے وقت، لاہور)

''قادیان، ۳ ماہ شہادت۔ آج بعد نماز مغرب حضور نے چودھری اعجاز نصر اللہ صاحب (بن جناب چودھری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء) کا نکاح محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ بنت خلیفہ عبدالرحیم صاحب جموں کے ساتھ تین ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا اور دعا فرمائی اس کے بعد مجلس میں رونق افروز ہو کر حضور نے ارشادات فرمائے

ان کا ملخص اپنے الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے۔ ابتدا میں حضور نے اپنا ایک تازہ رؤیا بیان فرمایا جس میں ذکر تھا کہ گاندھی جی آئے ہیں اور حضور کے ساتھ ایک چارپائی پر لیٹنا چاہتے ہیں اور ذرا سی دیر لیٹنے پر فوراً اُٹھ بیٹھے اور گفتگو شروع کر دی، دورانِ گفتگو میں حضور نے گاندھی کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ سب سے اچھی زبان اردو ہے، گاندھی جی نے بھی اس کی تصدیق کی۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا دوسرے نمبر پر پنجابی ہے۔ گاندھی جی نے اس پر اظہار تعجب کیا مگر آخر مان گئے اس کے بعد رؤیا میں نظارہ بدل گیا اور حضور گاندھی جی کے کہنے پر عورتوں میں تقریر کرنے کے لیے تشریف لے گئے مگر وہ بہت تھوڑی آئی ہوئی تھیں، اس لیے حضور نے تقریر نہ فرمائی، اس رؤیا کی تعبیر میں حضور نے فرمایا کہ یہ موجودہ فسادات کے متعلق ہے اور اس سے پتہ لگتا ہے کہ ہندو مسلم تعلقات ابھی اس حد تک نہیں پہنچے کہ صلح نہ ہو سکتی ہو، ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد کوئی بہتر صورت پیدا ہو جائے۔

اس کے بعد ایک دوست نے اپنی دو خوابیں بیان کیں جو موجودہ فسادات کے متعلق تھیں سلسلہ کلام جاری کرتے ہوئے حضور نے فرمایا جہاں تک میں نے ان پیش گوئیوں پر نظر دوڑائی ہے جو مسیح موعود کے متعلق ہیں اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کے اس فعل پر جو مسیح موعود کی بعثت سے وابستہ ہے۔ غور کیا ہے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہندوستان میں ہمیں دوسری اقوام کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہیے اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے ساتھ مشارکت رکھنی چاہیے۔ حضرت مسیح موعود کی کئی پیش گوئیاں بھی جو ہندوؤں کے متعلق ہیں۔ اس طرف اشارہ کرتی ہیں مثلاً جے سنگھ بہادر مرزا غلام احمد نے کی جے اور اے دور گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہندو قوم میں بھی ہمیں کامیابی دے گا اور انہیں حلقہ بگوشی احمدیت ہونے کی توفیق ملے گی۔

ہندوستان میں تین بڑی مذہبی جماعتیں پائی جاتی ہیں اور ساری دنیا میں بھی ان کو اکثریت حاصل ہے باقی قومیں کل آبادی کا پانچواں چھٹا حصہ ہیں مسلمان اور عیسائی پچاس پچاس کروڑ کے قریب اور ہندو ۳۰ کروڑ، یہ کل ایک ارب ۳۰ کروڑ عظیم

ترین اکثریت ہے۔ دنیا کی کل آبادی دو ارب ہے اور باقی ساری قومیں و مذاہب صرف ۷۰ کروڑ بنتے ہیں۔

ان تین قوموں کی طرف مسیح موعود کو خاص طور پر مبعوث فرمایا گیا ہے اور ان تینوں قوموں کو راہ راست پر لانا حضور کا اصل کام ہے۔ مسلمانوں کے لیے حضور کو مہدی مقرر کیا گیا، ہندوؤں کے لیے کرشن اور عیسائیوں کے لیے مسیح بن کر آئے ہیں اور یہ صاف بات ہے کہ یہ تینوں قومیں اگر صرف ہندوستان میں ہی احمدیت کو مان لیں تو باقی دنیا کا ماننا کوئی مشکل نہیں۔ ہندوستان بہت وسیع ملک ہے اور اسے احمدی بنانا بہت مشکل کام ہے مگر جتنا یہ مشکل کام ہے اتنے ہی اس کے نتائج شاندار ہوں گے، یہ اتنی مضبوط اور وسیع بیس (Base) ہے کہ اس پر جتنی بڑی عمارت بھی بنائی جائے بن سکتی ہے، اگر سارا ہندوستان احمدی ہو جائے تو باقی دنیا کو احمدی بنانے کے لیے ایک احمدی کے حصہ میں صرف تین یا چار افراد آتے ہیں جنہیں وہ نہایت آسانی سے احمدی بنا سکتا ہے اور کوئی مشکل نہیں۔

حقیقت یہی ہے کہ ہندوستان جیسی مضبوط Base جس قوم کو مل جائے اس کی کامیابی میں کوئی شک نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کی اس حیثیت سے کہ اس نے احمدیت کے لیے اتنی وسیع base مہیا کی ہے۔ پتہ لگتا ہے کہ وہ سارے ہندوستان کو ایک الگ سٹیج پر جمع کرنا چاہتا ہے اور سب کے گلے میں احمدیت کا حلقہ ڈالنا چاہتا ہے اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہندو مسلم سوال اُٹھ جائے اور ساری قومیں شیر وشکر ہو کر رہیں تاکہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں۔ بے شک یہ کام بہت مشکل ہے مگر اس کے نتائج بھی بہت شاندار ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں تاکہ احمدیت اس وسیع base پر ترقی کرے چنانچہ اس رؤیا میں اسی طرف اشارہ ہے۔ ممکن ہے عارضی طور پر افتراق پیدا ہو اور کچھ وقت کے لیے دونوں قومیں جدا جدا رہیں مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد دُور ہو جائے۔ اگر خدانخواستہ ایسی صورت پیدا ہوگئی تو ہم مسلمانوں کے ساتھ ہوں گے جو حال ان کا

وہی ہمارا۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے ہم پر بہت مظالم ڈھائے ہیں، ہمیں ان سے نہیں ملنا چاہیے۔ میں ہمیشہ ان کو یہی جواب دیا کرتا ہوں کہ بتاؤ احمدیت میں کون زیادہ شامل ہوئے ہیں؟ حقیقت میں ہمیں جس قدر ترقی حاصل ہوئی ہے وہ مسلمانوں سے ہی ہوئی ہے۔ میں نے بسا اوقات دیکھا ہے کہ جب کبھی بھی مسلمان پر کوئی مصیبت آئی ہے تو وہ ہمارے ساتھ مل جاتے ہیں اور ان کی عداوت بالکل کالعدم ہو جاتی ہے۔ جس سے پتہ لگتا ہے کہ انہیں ضرور ہم سے کوئی حقیقی تعلق ہے اور عداوت عارضی طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو ہم مسلمانوں کا ساتھ دیں گے، اگر وہ ہلاکت کے گڑھے میں گریں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ ہوں گے اور ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو بھی بچا لے گا۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ ان کی ہلاکت کے ساتھ ہماری ہلاکت ہوگی کیوں کہ اللہ تعالیٰ احمدیت کو ہلاک نہیں کر سکتا البتہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ان کی ہلاکت ہمارے لیے بہت ضرر رساں ہوگی۔ مگر ہمارے ساتھ ہونے سے اللہ تعالیٰ انہیں پھر کوئی آنچ نہ آنے دے گا۔ ہم نے تو بہرحال بچنا ہی ہے ہمارے طفیل وہ بھی بچ جائیں گے۔

اذاں کے بعد حضور نے اس وفد کو جو ایشیائی ممالک کی کانفرنس میں شامل ہونے والے نمائندگان کو قادیان آنے کی دعوت دینے کے لیے دہلی بھیجا گیا تھا- کامیابی کے متعلق دریافت فرمایا۔ جناب مولوی محمد صادق صاحب سابق مبلغ کاٹرانے بیان کیا کہ اکثر نمائندگان نے غیر معمولی مصروفیات کے باعث معذوری کا اظہار کیا ہے جناب چودھری سر ظفر اللہ خاں صاحب جو حضور کے ساتھ مسند پر تشریف فرما تھے- نے فرمایا کہ میں نے بعض نمائندگان کو اپنے مکان پر دعوت دی تھی جس میں انہوں نے بطیب خاطر شمولیت کی مگر وہ یہاں زیادہ مصروف تھے۔ کانفرنس سے مسلم لیگ کے بائیکاٹ اور نمائندگان سے غفلت برتنے کے ذکر پر حضور نے فرمایا مسلم لیگ کے لیے نہایت عمدہ موقع تھا کہ ان ممالک کی ہمدردی حاصل کرتی

اور اپنی مصیبت میں انہیں شریک کرتی مگر اس نے اس موقع کو ضائع کر دیا ہے۔

منیر احمد دنیس (اخبار الفضل، قادیان ۵/اپریل ۱۹۴۷ء)

(نوائے وقت مورخہ ۱۹/جون ۱۹۷۴ء)

☆

جماعت احمدیہ، لاہور کا اپنے ''مجدد'' کے بارے میں عقیدہ

انجمن احمدیہ اشاعت اسلام (جماعت احمدیہ، لاہور) کی طرف سے نوائے وقت (۱۱/جون ۱۹۷۴ء) میں ایک اشتہار شائع ہوا تھا جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد ان کی اپنی تحریرات کی رُو سے دیے گئے تھے، اس کے دوسرے دن (۱۲/جون) کے نوائے وقت کے ادارے کی طرف سے مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد ان کی اپنی اور ان کے صاحب زادے کی تحریروں اور ارشادات کی روشنی میں دیے گئے تھے تا کہ صورت حال واضح ہو جائے اور قارئین نوائے وقت جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے دیے جانے والے اس گمراہ کن تاثر سے محفوظ رہیں جو انہوں نے اس اشتہار سے دینے کی کوشش کی تھی۔

اب ہم نے اسی انجمن کے اصرار پر ''جماعت احمدیہ، لاہور'' کے عقائد ان کے اپنے مطابق دے دینے میں اس لیے کوئی مضائقہ نہیں سمجھا کہ اس سے اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں کی وضاحت ہمارے پیش نظر ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ لاہور کے اراکین اس طرح اپنے اس اعتراف کو چھپانے میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے جو اپنے عقائد کے بارے میں وہ خود کر چکے ہیں۔ ذیل میں ہم ان کا اپنا ایک اقتباس دیتے ہیں:

''مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی (لاہوری مرزائی) حلفیہ اعلان کر چکے ہیں کہ ہمارا ایمان ہے حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے اور اس زمانے کی ہدایت کے لیے نازل ہوئے، آج آپ

کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہٖ تعالیٰ نہیں چھوڑ سکتے۔'' (پیغام صلح مورخہ ۷/ستمبر ۱۹۱۳ء، صفحہ ۳ از فضل خلافت جوبلی نمبر، ۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء، صفحہ ۱۷)

ہم جماعت احمدیہ لاہور سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اب کیا خیال ہے ان کا اپنے عقائد کے بارے میں اور کہاں ہے ان کی وہ جرات و جسارت جس کا اظہار انہوں نے مندرجہ بالا اقتباس میں کیا تھا؟

ادارہ نوائے وقت

(نوائے وقت مورخہ ۲۰/جون ۱۹۷۴ء)

☆

حادثہ ربوہ پر مکہ کے اخبار کا تبصرہ

سعودی عرب کے کثیر الاشاعت اخبار روزنامہ ''الندوۃ'' نے 6 جون 1974ء کے شمارے میں حادثہ ربوہ پر فکر انگیز اور عبرت انگیز تبصرہ کیا ہے، اس کا ترجمہ ہم اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور حکومت کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اس مضمون میں جن خطرات کی نشان دہی کی گئی ہے ان کو محسوس کرے۔

آج کل پاکستان میں قادیانیوں اور مسلمانوں کے مابین خون ریز تصادم ہو رہا ہے۔ ظاہر ہے اس تصادم کا آغاز قادیانیوں نے کیا ہے کیوں کہ گزشتہ کئی سالوں سے یہ فرقہ پاکستان کی کلیدی اسامیوں میں خفیہ طور پر اپنا قبضہ جمائے چلے آیا ہے۔ حتی کہ پاکستان کی وزارت خارجہ، مسلح افواج کی مختلف یونٹوں خاص کر پاک فضائیہ اور جی ایچ کیو کے اندر مختلف اہم عہدوں پر وہ فائز ہو چکے ہیں۔ اب انہوں نے اپنے دیرینہ خطرناک عزائم کو بروئے کار لانے کے لیے حکومت پاکستان اور اس کے مسلمان عوام کے خلاف وحشیانہ ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کر دیے ہیں تاکہ یہ گروہ اپنی طاقت آزمائی کے ذریعے اس ملک کے اقتدار پر زبردستی قابض ہو کر اپنی من مانی کرتا پھرے۔

حالیہ سانحہ ربوہ اسی سازش کا پیش خیمہ ہے، اس فرقے نے یہ خون ریزیاں اس لیے شروع کر رکھی ہیں کہ اپنے پورے اثر و رسوخ کے ذریعہ پاکستان کے عوام کو اسلامی عقائد اور ختم نبوت جیسے غیر متزلزل عقیدہ سے منحرف کیا جا سکے۔ اس مقصد کے لیے اپنے فاسد خیالات و عقائد کا پرچار کرنے کے لیے انہوں نے پاکستان کو اپنا مضبوط گہوارہ بنایا ہے حالاں کہ سب جانتے ہیں کہ اس فرقہ کا مذہب اسلام، اس کے اصول واحکام سے قطعاً کوئی سروکار نہیں ہے اور نہ ہی اسلام کے بارے میں وہ مخلص ہیں۔

دنیا بھر کی اسلامی تنظیموں اور اسلامی اداروں نے اس تخریب کار گروہ کے بارے میں بارہا

اپنے خدشات کا اظہار کیا ہے تا کہ مسلمان اس فتنہ کے پنجے میں نہ پھنسنے پائیں کیوں کہ یہ قادیانیت ایک ایسی تنظیم ہے جس کی بنیاد ہی انگریز سامراج کی تائید وحمایت پر رکھی گئی ہے اور اس وقت برصغیر سے انگریزوں کا تسلط ابھی ختم نہیں ہوا تھا بل کہ وہ برصغیر میں برطانوی سامراج کا آلۂ کار رہے۔ مسلمانوں کی جدوجہد آزادی کے لیے کی گئی بغاوتوں کے بعد اپنے اس خود کاشت پودہ کو باقی چھوڑ کر انگریز یہاں سے رخصت ہو کر چلے گئے اور پاک وہند سے اسلام کی بیخ کنی کرنے اور اپنے اثر ونفوذ کو باقی رکھنے کے لیے انہوں نے اس قادیانی امت کی خود مدد کی اور باقاعدہ وہ ان کی پشت پناہی کرتے رہے۔

نیز یہ بات بھی عیاں ہے کہ مشرق ومغرب کے تمام مکاتب فکر کے علماء اسلام نے ایسی بے شمار کتابیں لکھی ہیں جو قادیانیت کے عقائد اور عزائم کو بے نقاب کرتی ہیں اور یہ کہ وہ محض اسلام کا لبادہ اوڑھ کر پس پردہ اپنے ناپاک اور تخریب کن منصوبوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مسلم اتحاد کی صفوں میں فتنہ وفساد اور انتشار برپا کرنے کے درپے ہوئے ہیں۔ اس بنا پر یہ کوئی نرالی بات نہیں جب کہ ہم اس گمراہ فرقہ کے پیروکاروں کو دنیا کی ہر جگہ پھیلے ہوئے دیکھتے ہیں خاص کر افریقہ اور یورپ کے ممالک میں انہوں نے نام نہاد ''دعوت اسلام'' کے مختلف مراکز اور انجمنیں قائم کی ہوئی ہیں۔

اس نام نہاد مشن کے ذریعے وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوی نبوت کی تبلیغ کر رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی آخری زمانہ کا مسیح موعود ہے اور قرآن مجید کے اندر ''یاتی من بعد اسمہ احمد'' جو ارشاد کیا گیا ہے اس کا مصداق یہی شخص ہے۔ اسی طرح قرآن کی بے شمار آیتوں میں انہوں نے مدعی نبوت کے حق میں تحریفیں کی ہیں جو کہ لغویات پر مبنی ہیں۔ اسی طرح انگریز سامراج کی نمک حلالی کے لیے انہوں نے مسلمانوں کے لیے فریضۂ جہاد کو حرام قرار دیا ہے اور استدلال قرآن کی آیت ''و اولی الامر منکم'' سے یوں کرتے ہیں کہ یہاں اولی الامر سے مراد انگریز قوم ہے جن کی اطاعت وفرماں برداری اسی طرح لازم ہے جس طرح اللہ اور اس کے رسول کی لازم ہے۔ العیاذ باللہ

یہی وہ خطرناک قادیانی ٹولہ ہے جو آج کل پاکستانی مسلمانوں پر شرم ناک مظالم کا ارتکاب کر رہا ہے اور مسلمانوں کے خلاف نہ صرف اپنے بغض کا ثبوت دے رہا ہے بل کہ اس

طرح وہ درحقیقت ان سامراجی طاقتوں کے منصوبوں کی تکمیل کر رہا ہے جو پاکستان کو ایک مسلمان مملکت کی حیثیت سے دیکھنا پسند نہیں کرتیں۔

''رابطہ عالم اسلامی'' کی مجلس تاسیسی کے متعدد اجلاسوں میں اور مکہ معظّمہ میں ہونے والی عالم اسلام کی تنظیموں کے حالیہ اجلاس میں اس قادیانی فرقہ اور دیگر اسلام دشمن تنظیموں مثلاً بہائی فرقہ، فری میسری، سیکولرسٹ اور روٹری کلبوں کی خطرناک سازشوں کے بارے میں متنبہ کیا گیا ہے اور ان کے خلاف قراردادیں منظور کی گئیں کہ یہ تمام تحریکیں اور انجمنیں دراصل سامراجوں کی ایجنٹ ہیں اور دشمنان اسلام کی آلہ کار ہیں۔ لہذا تمام مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان کی خطرناک چالوں اور سازشوں سے چوکس رہیں اور اپنے دامن کو ان کی سازشوں سے بچائیں۔

اسی طرح شاہ فیصل کی موجودہ حکومت نے اپنے نہایت قابل قدر اقدامات میں ایک جرات مندانہ یہ قدم اٹھایا ہے کہ ایک فرمان جاری کیا گیا ہے جس کے تحت مملکت سعودیہ عربیہ کے اندر سے تمام مرزائیوں کو نکال باہر کیا جائے جو کہ چوری چھپے اس مقدس سرزمین میں آچھپے تھے اور جن کے بارے میں یہ معلوم ہوا کہ ان کا عقیدہ فساد پر مبنی ہے۔ (یہ تجویز بھی رابطہ عالم اسلامی کی جانب سے شاہ فیصل کی خدمت میں پیش کی گئی تھی جسے باقاعدہ قانونی درجہ دے کر نافذ کر دیا گیا ہے) دوسرے اسلامی ممالک کے سربراہوں سے بھی ہم پُرامید ہیں کہ وہ بھی اپنی حکومتوں میں شاہ فیصل کے اس اقدام کی اقتدا کریں گے۔

آخر میں ہم حکومت پاکستان کے ارباب اختیار سے اس سوال کا جواب چاہتے ہیں کہ کیا مرزائیوں نے پاکستان کے اندر امن وامان کو تہ وبالا کر کے پاکستان کی عوام کی غیرت ایمانی کو جو للکارا ہے اور مسلمانوں کی عزت سے کھیلنے کی جو شرمناک کوشش کی ہے، کیا ہم اس پر صرف خاموش تماشائی بنے رہیں؟؟؟

(نوائے وقت مورخہ ۱۸ر جون ۱۹۷۴ء)

☆

سات ستمبر-ایک یادگار دن

(۷رستمبر ۱۹۷۵ء کی خاص اشاعت)

سات ستمبر کا دن اسلامیانِ پاکستان کی اُمنگوں، آرزوؤں اور تمناؤں کی تکمیل کا دن ہے ایک سال پہلے پاکستان کی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں نے تاریخی ترمیم منظور کی تھی جس کی اتفاق رائے سے یہی سفارش ساری قومی اسمبلی پر مشتمل خصوصی کمیٹی نے کی تھی اور اس کے ذریعے مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں قادیانی و لاہوری (مرزائیوں) کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔

قادیانیوں کا مسئلہ کم و بیش نوے سال پہلے شروع ہوا۔۔کے شروع میں برطانوی حکمرانوں نے سیاسی و سامراجی کے تحت اسلام کو ضعف پہنچانے اور امت مسلمہ میں انتشار کا بیج بونے کے لیے قادیانی پودے کی کاشت کی تھی، برصغیر کے مسلمانوں نے مسلم حکومت کے زوال کے بعد جب برصغیر کو دارالحرب قرار دیا اور خاص طور پر سید احمد شہید اور شاہ اسمٰعیل دہلوی انگریزوں اور سکھوں کے خلاف جہاد میں کود پڑے تو اسی وقت انگریز کو مسلمانوں سے تشویش لاحق ہوگئی اور وہ اس کا حل تلاش کرنے میں مصروف ہو گئے۔ انھیں حالات کے نتیجہ میں مرزا غلام احمد قادیانی پہلے ایک مبلغ اور مناظر کی حیثیت سے اُبھرے اور بعد میں انھوں نے اپنی نبوت کاذبہ کا کھڑاک کر دیا۔ مرزا غلام احمد نے انھی دو معاملات کو اپنی نبوت کاذبہ کے بنیادی نکات قرار دیا جو انگریز کے لیے تشویش کا باعث بنے ہوئے تھے۔ چناں چہ انھوں نے سب سے پہلے یہ اعلان کیا کہ اب جہاد حرام ہے اور اس کے بعد اُولوالامر (انگریز) کی اطاعت لازمی قرار دی۔ حالاں کہ جہاد کے بارے میں اسلام کے جو تاکیدی احکام ہیں اور رہتی دنیا تک کے مجاہدین اسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے بے پایاں انعام و اکرام اور لامحدود نوازشات و عنایات کے جو وعدے کر رکھے ہیں، وہ کسی مسلمان سے مخفی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مسلمان کے دل میں مجاہد بننے کی خواہش ہمہ وقت انگڑائیاں لیتی رہتی ہے۔ مرزا غلام احمد کے اس سراسر باطل اجتہاد کی

طرف علامہ اقبال نے بھی نہایت جامع ولطیف اشارہ کیا ہے۔ انھوں نے مرزا صاحب اور ایران کے باب کے فکری انحراف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا؛

آن ز ایراں بود و ایں ہندی نہاد
آن ز حج بیگانہ و ایں از جہاد

جہاں تک اولوالامر کی اطاعت کا تعلق ہے اس کا حکم خود اللہ تعالیٰ نے دیا ہے لیکن چند شرائط کے ساتھ جن کو ساقط کر کے مرزا غلام احمد نے واضح اسلامی تعلیمات اور حکم قرآنی سے کھلا انحراف کیا۔ اس سلسلہ میں قرآن پاک نے جو حکم دیا ہے، اس کا ترجمہ یہ ہے:

''اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور اُولوالامر کی جو تم میں سے ہو۔''

اول تو اللہ تعالیٰ نے اس اُولوالامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے ''جو تم میں سے ہوگا'' اور پھر اس اطاعت کو بھی اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول کے ساتھ مشروط رکھا ہے یعنی اگر کوئی مسلمان حکمران بھی اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول کا قلادہ اپنے گلے سے اُتار دے تو مسلمان اس کی اطاعت کے بھی پابند نہیں چہ جائیکہ ایک غیر مسلم اُولوالامر کی اطاعت کی جائے۔

حصول آزادی وقیام پاکستان کے بعد اگر چہ قادیانیت کا مسئلہ از خود حل ہو جانا چاہیے تھا کیوں کہ اس ملک کی بنیاد ہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اور اسلامی تعلیمات کی ترویج و اشاعت اور اسلامی تہذیب وتمدن کے تحفظ و بقا کے لیے ہی اس کو حاصل کیا گیا تھا لیکن بد قسمتی سے آزادی کے بعد یہ مسئلہ سیاسی مصلحتوں کا شکار رہا جس کے پس منظر پر غور کرنے کے بعد ایسا لگتا ہے کہ انگریز اگر چہ اس خطہ سے سیاسی طور پر اگست ۱۹۴۷ء میں اپنا بستر بوریا لپیٹ کر چلا گیا تھا تاہم ابھی تک اس کے فکر وفن کا غلبہ جوں کا توں تھا اور انھی چیزوں کو اس پاک سرزمین میں قادیانیوں نے اپنے لیے سہارا بنا لیا۔ ارباب اقتدار کی طرف دیکھتے دیکھتے جب امت مسلمہ کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا تو ۱۹۵۳ء میں باقاعدہ طور پر تحریک ختم نبوت چلائی گئی جو بعض سیاست دانوں کی عیاری ومنافقت اور امن وقانون کے نام پر ارباب حکومت کی غیر معمولی سختی کی وجہ سے ناکام ہوگئی۔ تحریک کے علم بردار کئی علماء کرام، بعض ارباب سیاست، تاجر، طلبہ غرض زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے لوگ تشدد کا نشانہ بنے، اسیری ونظر بندی کا شکار ہوئے اور خاک و

خون میں لوٹے لیکن مسلمانوں نے طرح طرح کے مصائب کا نہایت خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا۔ بہر حال امت مسلمہ کے ایمان وعقیدے کے لیے چیلنج کا یہ مسئلہ جوں کا توں رہا۔

یہ تحریک بظاہر ۱۹۵۳ء کے مارشل لاء اور ظالمانہ رویہ سے دب گئی لیکن کسی نہ کسی رنگ میں جاری اور زندہ وقائم رہی کیوں کہ اس کا تعلق مسلمانوں کے کسی مادی مفاد سے نہیں تھا بلکہ یہ روح ودل کا مسئلہ تھا اور ظاہر ہے کہ ایک مسلمان اپنے روح ودل کے معاملات میں بڑا سخت جان واقع ہوا ہے اور خاص طور پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے اس کی محبت و شیفتگی کو دو جہان کی دولت سے بھی نہیں خریدا جا سکتا۔ یہ اسی مکمل ایمان اور پختہ عزم کا نتیجہ تھا کہ نئے آئین ۱۹۷۳ء میں صدر اور وزیر اعظم کے لیے جو حلف تجویز کیے گئے وہ عقیدۂ ختم نبوت کے مظہر تھے۔ قادیانیوں کے خلاف مسلمانوں کی یہ پہلی کامیابی تھی جو بہ ظاہر محدود تھی لیکن اب دیکھا جائے تو یہی ابتدائی کامیابی سات ستمبر کی فتح مبین کی بنیاد ثابت ہوئی۔

سات ستمبر کا تاریخ ساز دن اسلامیان پاکستان کی جس فوری سرگرمی اور جدوجہد کے نتیجہ میں طلوع ہوا، وہ مئی ۱۹۷۴ء کی تحریک تھی جو اس وقت شروع ہوئی جب ربوہ ریلوے اسٹیشن پر تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے طلبہ، اساتذہ اور ربوہ کے ہزاروں مکینوں نے چناب ایکسپریس کی ایک بوگی پر حملہ کر دیا جس میں نشتر میڈیکل کالج کے ایک سو ساٹھ طلبہ سوار تھے۔ حملہ آور خنجروں، لاٹھیوں اور تلواروں سے مسلح تھے، انھوں نے طلبہ کو سخت زدوکوب کیا جس سے تیس طالب علم شدید زخمی ہو گئے۔ اس کھلے اور دیدہ دلیرانہ حملے کا سبب یہ بتایا گیا تھا کہ ملتان کے یہ طالب علم جب تفریحی دورے پر پشاور جا رہے تھے تو راستہ میں ربوہ سے گزرتے ہوئے انھوں نے ''ختم نبوت زندہ باد'' کے نعرے لگائے تھے جس پر ربوہ والوں نے انتقام لینے کا پروگرام بنایا۔

ربوہ اسٹیشن کے اس سانحہ کا ملک بھر میں زبردست ردعمل ہوا اور امن وامان کی صورت حال بگڑنے لگی، پورے ملک میں اس کے خلاف مظاہرے اور ہڑتالیں شروع ہو گئیں جس پر پنجاب حکومت نے اس واقعہ کی عدالتی تحقیقات کا حکم دے دیا اور جسٹس کے ایم اے صمدانی کو تحقیقاتی افسر مقرر کر دیا گیا۔ پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے اور کلیدی اسامیوں سے ہٹانے کا مطالبہ کیا گیا۔ صورت حال مزید سنگین ہو گئی جس پر وزیر اعظم بھٹو نے ایک بیان جاری کیا جس میں عوام سے اپیل کی گئی کہ وہ امن وامان قائم کرنے میں حکومت کے

ساتھ تعاون کریں۔

۳رجون کو وزیراعظم نے قومی اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''حکومت ختم نبوت پر مکمل ایمان رکھتی ہے کیونکہ یہ مسئلہ آئینی طور پر طے شدہ ہے۔ میں نے جو حلف اٹھایا ہے اس میں واضح طور پر یہ موجود تھا کہ پاکستان ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہے۔''

انھوں نے کہا کہ آئین میں اس وضاحت کی موجودگی کے بعد اس مسئلہ پر تنازعہ یا اختلاف کی گنجائش باقی نہیں ہے۔

اس مسئلہ کو متحد ہو کر آئینی اور قانونی طور پر حل کرانے کے لیے مجلس تحفظ ختم نبوت کی زیر قیادت ملک کی تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں نے شمولیت کی اور ایک مشترکہ مرکزی مجلس عمل کا قیام عمل میں لایا گیا جس میں تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے دو دو نمائندے لیے گئے، اس میں کل اٹھارہ دینی اور سیاسی جماعتیں شامل تھیں۔ مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر مولانا محمد یوسف بنوری مشترکہ مجلس عمل کے سربراہ منتخب ہوئے اور مرکزی حزب الاحناف کے علامہ محمود احمد رضوی سیکرٹری چنے گئے۔ متحدہ جمہوری محاذ نے مرکزی مجلس عمل کے فیصلوں کی حمایت کا اعلان کیا اور ۱۴رجون کو ملک گیر ہڑتال کی گئی۔ وزیراعظم نے بھی ہڑتال کی مخالفت نہ کرنے کا اعلان کر دیا تھا اور اس بات پر زور دیا تھا کہ امن و امان بہ ہر صورت برقرار رکھا جائے۔

۱۲رجون کو وزیراعظم بھٹو اس مسئلہ پر ممتاز دینی اور سیاسی رہنماؤں سے مذاکرات کرنے کے لیے لاہور پہنچے، ۱۳رجون کو وزیراعظم نے قوم سے خطاب کیا جس میں انھوں نے واشگاف الفاظ میں حکومت کے اس عقیدے کا اعلان کیا:

''جو شخص ختم نبوت پر یقین نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں ہے۔''

انھوں نے یقین دلایا کہ ربوہ سے تعلق رکھنے والے سارے مسئلہ کو جولائی کے پہلے ہفتہ میں قومی اسمبلی میں پیش کر دیا جائے گا، انھوں نے کہا:

''میں مسلمان ہوں، مجھے مسلمان ہونے پر فخر ہے، کلمہ کے ساتھ پیدا ہوا ہوں اور کلمہ کے ساتھ مروں گا۔ ختم نبوت پر میرا ایمان کامل ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں نے ملک کو جو دستور دیا ہے اس میں ختم نبوت کی اتنی ٹھوس ضمانت نہ دی گئی

ہوتی۔''

انھوں نے کہا:

''۱۹۵۶ء اور ۱۹۶۲ء کے آئین میں ایسی کوئی ضمانت نہ دی گئی تھی حالاں کہ یہ مسئلہ نوّے (۹۰) سال پرانا ہے۔''

مسٹر بھٹو نے کہا کہ

''یہ شرف مجھے حاصل ہوا ہے اور ہم نے اپنے دستور میں صدر مملکت اور وزیراعظم کے لیے ختم نبوت پر ایمان کو لازمی شرط قرار دیا ہے، ہم نے یہ ضمانت اس لیے دی ہے کہ ہمارے ایمان کی رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری رسول ہیں۔''

انھوں نے کہا:

''ان شاء اللہ عوام کے تعاون سے قادیانیوں کا مسئلہ بھی مستقل طور پر حل کر دوں گا اور اس بارے میں جو بھی فیصلہ ہوگا وہ منصفانہ ہوگا، یہ اعزاز بھی مجھے ہی حاصل ہوگا اور یوم حساب خدا کے سامنے اس کام کے لیے میں سرخ رُو ہوں گا۔''

عوامی سطح پر تحریک روز بروز شدت اختیار کرتی گئی، مختلف مقامات پر مجلس عمل کے رہ نماؤں، سیاسی کارکنوں اور علماء کی وسیع پیمانے پر گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ ۱۹ جون کو سرحد اسمبلی نے متفقہ طور پر قرارداد منظور کی جس میں وفاقی حکومت پر زور دیا گیا کہ چوں کہ قادیانی ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے لہٰذا انھیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور اس مقصد کے لیے آئین میں ترمیم کی جائے۔

۳۰ رجون کو قومی اسمبلی نے قادیانیوں کے مسئلے سے متعلق پیپلز پارٹی کی ایک تحریک اور حزب اختلاف کی ایک قرارداد کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے سپرد کر دیا۔ یہ خصوصی کمیٹی قومی اسمبلی کے تمام اراکین پر مشتمل تھی۔

سرکاری تحریک میں کہا گیا تھا کہ ایک کمیٹی قائم کی جائے جو ان لوگوں کی حیثیت متعین کرے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے۔ کمیٹی اس سلسلہ میں پیش

کردہ تجاویز، مشوروں اور قراردادوں پر معینہ مدت کے اندر غور وخوض مکمل کرنے اور اس کے نتیجہ میں شہادت قلم بند کرنے اور دستاویزات کا مطالعہ کرنے کے بعد اپنی سفارشات ایوان میں پیش کرے گی۔

حزب اختلاف کی قرارداد میں کہا گیا تھا کہ:

''یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو اللہ کے آخری نبی ہیں-نبوت کا دعوی کیا اور چوں کہ ان کا جھوٹا دعوائے نبوت قرآن کریم کی بعض آیات میں تحریف اور جہاد کو ساقط قرار دینے کی کوشش، اسلام کے مسلمات سے بغاوت کے مترادف ہے اور چوں کہ وہ سامراج کی پیداوار ہیں، اس کا مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا ہے چوں کہ پوری امت مسلمہ کا اس بات پر کامل اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار خواہ وہ مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہوں یا کسی اور شکل میں اپنا مذہبی پیشوا یا مصلح مانتے ہوں-دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

پوری دنیا کے مسلمانوں کی تنظیموں کی ایک کانفرنس جو چھ تا دس اپریل ۱۹۷۴ء مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام منعقد ہوئی جس میں دنیا بھر کی ایک سو چالیس مسلم تنظیموں اور انجمنوں نے شرکت کی، کامل اتفاق رائے سے یہ فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ قادیانیت جس کے پیروکار دھوکہ دہی سے اپنے آپ کو اسلام کا ایک فرقہ کہتے ہیں، دراصل اس فرقے کا مقصد اسلام اور مسلم دنیا کے خلاف تخریبی کارروائیاں کرنا ہے اس لیے یہ اسمبلی اعلان کرتی ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار خواہ انھیں کسی نام سے پکارا جائے، مسلمان نہیں ہیں۔''

یکم جولائی کو قومی اسمبلی کے پورے ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی کا اجلاس شروع ہو گیا، کمیٹی نے مسئلہ ختم نبوت پر قرارداد پر تجاویز اور مشورے طلب کر لیے، اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ کمیٹی کے اجلاسوں کی کارروائی خفیہ ہو۔

وزیر اعظم بھٹو نے گیارہ جولائی کو صوبہ سرحد میں رابطہ عوام مہم کے دوران اعلان کیا کہ وہ

سرحد کے دورے کے خاتمے کے بعد اراکین قومی اسمبلی سے قادیانیوں کا مسئلہ جلد نپٹانے کے لیے کہیں گے۔

۱۳؍جولائی کو قومی اسمبلی کی خاص کمیٹی نے رہبر کمیٹی کی سفارشات اتفاق رائے سے منظور کرلیں۔ جن میں کہا گیا تھا کہ ۲۲؍جولائی تک انجمن احمدیہ ربوہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد اور انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سربراہ صدرالدین کے بیانات قلم بند کیے جائیں اور دونوں سربراہوں سے کیے جانے والے سوالات قومی اسمبلی کے سیکرٹری کو ۲۴ جولائی تک بھیج دیے جائیں۔ رہبر کمیٹی ان سوالات کو آخری شکل دے گی۔

۴ اگست کو کوئٹہ میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم بھٹو نے کہا؛

''سات ستمبر تک قومی اسمبلی قادیانی مسئلہ پر لازماً بحث مکمل کرلے گی۔''

انھوں نے کہا کہ قادیانی مسئلہ اگلے ماہ کی سات تاریخ کو حل کرلیا جائے گا۔

۲۰؍اگست کو صمدانی ٹربیونل نے ۱۱۲ صفحات پر مشتمل اپنی تحقیقاتی رپورٹ وزیر اعلیٰ پنجاب کو پیش کی۔ مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام یکم ستمبر کو بادشاہی مسجد لاہور میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا جس میں مقررین نے کہا کہ سات ستمبر کو فیصلہ اگر عوامی خواہش کے مطابق نہ ہوا تو ملک گیر تحریک چلائی جائے گی۔

۴؍ستمبر کو ریڈیو رپورٹ کے مطابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے بتایا کہ وہ قادیانی مسئلہ پر اپنے رفقائے کار سے سلاح مشورہ کررہے ہیں۔ ارکان قومی اسمبلی بھی اس سلسلے میں فیصلہ کن مشوروں میں مصروف ہیں اور سات ستمبر کو جس دن قومی اسمبلی قادیانیوں کے معاملہ پر اپنی کارروائی مکمل کرے گی وہ خود ایوان میں موجود ہوں گے۔

۵؍ستمبر کو نوائے وقت کے نامہ نگار خصوصی (عارف نظامی) نے اطلاع دی کہ حکومتی پارٹی اور حزب اختلاف نے سواد اعظم کی خواہشات کے مطابق قادیانی مسئلہ کا ایک ایسا متفقہ حل تلاش کرلیا ہے جو سب کے لیے قابل قبول ہوگا۔ انتہائی باخبر سیاسی حلقوں نے بتایا ہے کہ قادیانی مسئلہ کا متفقہ حل تلاش کرنے کے لیے حزب اختلاف اور حکومتی پارٹی سے تعلق رکھنے والے ارکان پر مشتمل جو خصوصی کمیٹی قائم کی گئی تھی اس کے ارکان قادیانی مسئلہ کے حل کے بارے میں پوری

طرح مطمئن ہیں۔ ان ارکان نے افہام وتفہیم اور بھائی چارے کے ماحول میں جو حل تلاش کیا ہے وہ سواد اعظم کی توقعات سے بڑھ کر ہوگا۔ حکومتی پارٹی اور حزب اختلاف کے ارکان پر مشتمل کمیٹی نے قادیانی مسئلے کے بارے میں متفقہ قرارداد مرتب کرلی ہے۔ کل کسی وقت کمیٹی کے ارکان وزیراعظم بھٹو سے ملاقات کریں گے اور قرارداد کے سلسلہ میں ان کی منظوری حاصل کریں گے۔ حکومتی پارٹی کی نمائندگی وفاقی وزیر قانون پارلیمانی اُمور اور تعلیم مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ کررہے ہیں جب کہ پاکستان مسلم لیگ کی طرف سے چودھری ظہور الٰہی، جماعت اسلامی کی طرف سے پروفیسر غفور احمد، جمعیت علمائے پاکستان کی طرف سے مولانا شاہ احمد نورانی، جمعیت علمائے اسلام کی طرف سے مولانا مفتی محمود اور آزاد ارکان کی طرف سے مولا بخش سومرو قومی اسمبلی کی نمائندگی کررہے تھے۔ باخبر سیاسی حلقوں نے بتایا کہ اس سلسلہ میں اسلامی سیکرٹریٹ کے سیکرٹری جنرل مسٹر حسن التہامی کی کوششوں کو بھی گہرا عمل دخل حاصل ہے۔

قومی اسمبلی کا تاریخ ساز اجلاس سات ستمبر کو ساڑھے چار بجے شام شروع ہوا، اس سے قبل اڑھائی بجے بعد دوپہر پوری قومی اسمبلی کے ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا جس میں قادیانی مسئلے کے بارے میں سفارشات کو آخری شکل دی گئی۔ قومی اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا تو اس وقت وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو جو اسمبلی کے اجلاس میں موجود تھے انھوں نے آئین میں دوسرے ترمیمی بل کی تیسری خواندگی کے موقع پر قومی اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس کی متفقہ منظوری کا مقصد سیاسی فائدہ حاصل کرنا نہیں۔ یہ بل پاکستان کے مسلمانوں کی خواہشات کے مطابق پیش کیا گیا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ حکومت کا کوئی فرد اس کا کریڈٹ لے۔ یہ بڑا مشکل مسئلہ تھا اور جمہوری اداروں کی موجودگی اور جمہوری اتھارٹی کے بغیر فیصلہ نہیں ہوسکتا تھا۔ یہ نوّے (۹۰) سال پرانا مسئلہ تھا اور وقت کے ساتھ ساتھ پیچیدہ ہوتا جارہا تھا۔ افسوس کا مقام ہے کہ اسے اب تک حل کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔

وزیراعظم بھٹو نے کہا:

"احمدیوں کے بارے میں آج جو فیصلہ کیا گیا وہ متفقہ اور پوری قوم کا فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ اسمبلی کے تمام حلقوں کے صلاح مشورہ سے کیا گیا ہے۔ اس طرح اس

فیصلے کو ''قومی فیصلہ'' کہا جا سکتا ہے۔ یہ پاکستان کے عوام کا فیصلہ ہے، یہ پاکستان کے مسلمانوں کی خواہشات کا آئینہ دار ہے۔''

وزیراعظم بھٹو نے کہا کہ:

''یہ مسئلہ کئی بار پیدا ہوا، ماضی میں حکومتوں نے یہی سمجھا کہ انھوں نے اس مسئلے کا حل کر دیا ہے لیکن اس مسئلہ کو کس طرح حل کیا گیا، اس کی میں صرف ایک مثال دینا چاہتا ہوں جو ۱۹۵۳ء کی ہے۔ ۱۹۵۳ء میں اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے ظالمانہ طاقت استعمال کی گئی لیکن دراصل یہ مسئلہ حل کرنے کے لیے نہیں بل کہ دبانے کے لیے استعمال کی گئی تھی۔ کیا مسئلہ دبانے سے مسئلہ حل ہو جاتا ہے؟ لیکن ماضی کے برعکس آج میری حکومت نے اس مسئلہ کو صحیح معنوں میں حل کر لیا ہے۔ ہم نے اس مسئلہ کو حل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ گزشتہ چند ماہ میں شدید جذباتی طور پر یہ مسئلہ پیدا ہوا جس سے امن وامان کا مسئلہ پیدا ہو گیا، بعض لمحات نازک تھے۔''

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں نے اپنے الگ الگ اجلاسوں میں آئین میں ترمیم کا تاریخی بل اتفاق رائے سے منظور کر لیا جس کے تحت پاکستان میں قادیانیوں اور احمدیوں کے دونوں گروپوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ بل کے تحت آئین کی دفعات ۱۰۶ اور ۲۶۰ میں ترمیم کی گئی اور قرار دیا گیا کہ ایسا کوئی شخص جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر ایمان نہ رکھتا ہو یا خود کسی بھی صورت میں نبی یا مصلح ہونے کا دعویٰ کرتا ہو یا ایسے کسی کاذب نبی کو مانتا ہو وہ مسلمان نہیں ہوگا۔ یہ بھی قرار دیا گیا کہ قادیانی اور لاہوری احمدی فرقے کے تمام ارکان کو آئینی اور قانونی طور پر پاکستان میں بسنے والے دیگر غیر مسلموں کے مانند سمجھا جائے گا اور عیسائیوں، ہندوؤں، سکھوں، بدھوں، پارسیوں اور شیڈول کاسٹ کی طرح ان کے لیے بھی اسمبلیوں میں اضافی نشستیں ہوا کریں گی۔

آئین میں یہ عظیم تاریخی ترمیم قومی اسمبلی کے پورے ایوان پر مشتمل کمیٹی کی سفارشات کو قبول کرتے ہوئے کی گئی۔ اسمبلی کمیٹی نے تقریباً دو ماہ تک قادیانیوں کے ۹۰ سالہ پرانے اور

نازک مسئلہ پر غور کیا۔ اس نے اپنے ۱۲۸ اجلاسوں میں ۹۶ گھنٹے غور وفکر کرنے، متعلقہ دستاویزات کا جائزہ لینے اور ان پر طویل جرح کرنے کے بعد سفارشات پیش کی تھیں، کمیٹی کے سامنے ربوہ جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے ۴۱ گھنٹے اور پچاس منٹ تک شہادت قلم بند کرائی، ان کا بیان گیارہ دن تک جاری رہا۔ لاہوری جماعت کے سربراہ پر دو اجلاسوں میں بہ حیثیت مجموعی آٹھ گھنٹے ۲۰ منٹ تک جرح ہوئی۔

یہ سفارشات خصوصی اسمبلی کمیٹی نے ایک متفقہ قرارداد کی صورت میں منظور کیں۔ ان کے تحت امت مسلمہ کے عقیدہ ختم نبوت کو جو آئینی تحفظ دیا گیا اس کی خلاف ورزی کرنے والے کو سزا بھی دی جاسکے گی۔ قانون سازی کے ذریعے تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ الف کے بعد دفعہ ۲۹۵ ب کا اضافہ منظور ہوا جس کے تحت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے عقیدہ کے منافی کسی بھی قسم کا پرچار قابل تعزیر جرم قرار دیا گیا۔ قومی اسمبلی نے سواد اعظم کی خواہشات کے عین مطابق جو تاریخی سفارشات پیش کیں، ان کی تحت آیندہ انتخابی فہرستوں میں قادیانیوں کا اندراج بھی غیر مسلموں کے زمرے میں ہوا کرے گا۔

سات ستمبر کو پورے اسلامیانِ پاکستان کی نگاہ اسلام آباد پر لگی ہوئی تھیں اور کان منکرین ختم نبوت کے بارے فیصلہ سننے کے لیے بے تاب تھے۔ ریڈیو پاکستان ٹیلی ویژن نے ابتدائی خبر اگرچہ کچھ مبہم انداز میں دی لیکن کچھ وقت بعد آٹھ بجے کی خبروں میں جب واضح طور پر بتایا گیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا ہے اور اسلامیانِ پاکستان کا مطالبہ من وعن تسلیم کرلیا ہے۔ پورے ملک میں خوشی ومسرت کی لہر دوڑ گئی، لوگ عید کی طرح ایک دوسرے سے گلے مل کر مبارک باد دینے لگے، گھروں میں چراغاں کیا گیا اور مٹھائیاں تقسیم ہوئیں، عوام نے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو اور قومی اسمبلی کو اس نہایت جرات مندانہ اور تاریخی فیصلے پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کی۔ ہر شخص کی زبان پر یہی جملہ تھا کہ ”آج تو وزیر اعظم نے سب کے دل جیت لیے ہیں۔“ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ایک نوے سالہ پرانے مسئلہ کو حل کردیا ہے اور یہ ان کا ایک ایسا کارنامہ ہے جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی تاریخ میں ہمیشہ ایک روشن وتابناک باب کی حیثیت سے ثبت ہوگا

اور اسلامیانِ پاکستان ان کے احسان مندر ہیں گے۔

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا

پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے فیصلے کے اعلان کے بعد ملک کے دینی اور سیاسی رہ نماؤں کی طرف سے فیصلے کا پُر جوش خیر مقدم کیا گیا۔ مرکزی مجلس عمل نے اسے اسلامی تاریخ کا ایک اہم فیصلہ قرار دیا۔ بانی جماعت اسلامی سید ابوالاعلیٰ مودودی نے ایک بیان میں کہا کہ:

''اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ قادیانیوں کا مسئلہ حل ہوگیا۔''

آغا شورش کاشمیری نے اپنے بیان میں کہا کہ:

اس عظیم کارنامہ پر پوری ملت اسلامیہ وزیر اعظم بھٹو کی شکر گزار ہے اور میں وجدانی طور پر محسوس کرتا ہوں کہ خود اسلام بھی ان کا شکر گزار ہے۔''

تحریک استقلال پاکستان کے سربراہ (ریٹائرڈ) ایئر مارشل اصغر خان نے اخباری نمائندوں سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ:

قادیانیوں کے مسئلہ کا حل ایک بہت بڑی کامیابی ہے، آج کا دن بڑا مبارک دن ہے۔''

' اسلامی سیکرٹریٹ کے سیکرٹری جنرل حسن التہامی نے کہا:

پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کے متعلق جو فیصلہ کیا ہے وہ قابل ستائش ہے۔ پاکستان اب صحیح معنوں میں ایک اسلامی مملکت بن گیا ہے۔

دارالعلوم کراچی کے صدر مفتی محمد شفیع نے کہا کہ قومی اسمبلی اور سینٹ نے سات ستمبر کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا جو واضح اور غیر مبہم تاریخ ساز فیصلہ کیا ہے وہ تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔

آخر میں اس حقیقت کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں آئینی ترمیم بہت دُور رس اور وسیع ہے اس نے قادیانیت کا مسئلہ مکمل طور پر حل کرنے کی ٹھوس غیر متزلزل اور نتیجہ خیز بنیاد رکھ دی ہے بعض سطح بین حلقے یہ کہتے ہیں اور قادیانی ترجمان بھی یہ تاثر دینے کی کوشش کررہے ہیں کہ آئینی ترمیم سے کچھ اثر نہیں پڑا لیکن ان کا یہ کہنا اور یہ تاثر درست نہیں۔

اس آئینی ترمیم کے مطابق تعزیری قوانین میں ترمیم کرنے کا مسودہ قومی اسمبلی میں پیش ہو چکا ہے۔ اسمبلیوں کے انتخابات کے امیدواروں، شناختی کارڈوں اور رجسٹریشن کی درخواست کے لیے حلف نامے کے داخلے کا اعلان اس آئینی ترمیم کی بدولت ہوا اور بتدریج مکمل طور پر یہ مسئلہ حل ہو جانے میں اب کوئی امر مانع نہیں۔

(نوائے وقت

۷ ستمبر ۱۹۷۵ء، اشاعت خاص)

☆

انگریز آج مرا

زیڈاے سلہری

گوسیاسی طور پر انگریز کو خطہ پاک سے مراجعت کیے ہوئے ستائیس (27) سال ہو گئے لیکن اس کی پوری موت آج ہی واقع ہوئی۔ قادیانی مسئلے کا صحیح حل کے بعد اس کے اثرات کی بنیادیں بالکل کھوکھلی ہو گئیں۔ قادیانیت کے وجود میں انگریزی سیاست کا بہت بڑا ہاتھ تھا جیسا کہ مجھے ان کالموں میں کہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ ولیم ہنٹر (William Hunter) ۱۸۷۰ء میں شائع کردہ کتاب ''ہندوستانی مسلمان'' (The Indian Musalman) میں اس امر پر بہت تشویش کا اظہار کیا گیا ہے کہ برصغیر کے مسلمان، مسلم حکومت کے زوال کے بعد اس علاقے کو ''دارالحرب'' قرار دیتے تھے، اس کا مطلب تھا کہ وہ حکومت وقت کے خلاف جدوجہد کو عین مذہبی فریضہ تصور کرتے تھے چناں چہ ہندوستان گیر وہابی تحریک اسی خیال کی روشنی میں چلائی گئی تھی، ہنٹر کی پریشانی کی خاص وجہ یہ تھی کہ علماء کے فتاویٰ کے ذریعے جو انھوں نے کسی نے کسی طرح حاصل کر لیے تھے، اس فکری و عملی تحریک کا سدباب ممکن نہ ہوا، اس کے خیال میں مسلمانوں کے خیالات متاثر کرنے کے لیے اس سے زیادہ مستند حکم منبع اِستفتا کی ضرورت تھی، اسی بات کو علامہ اقبال نے یوں بیان فرمایا کہ دین کے معاملے میں مسلمان فنی ماہروں کی دلیلوں اور منطق کا اثر قبول نہیں کرتے۔ وہ صرف اللہ کی سنتے ہیں۔ مرزا غلام احمد نے ''نبوت'' کا دعویٰ ہنٹر (Hunter) کی تشخیص کے بعد ہی کیا اور اپنی ''نبوت'' کے دو بنیادی نکات ایک یہ کہ اب جہاد حرام ہے اور دوم یہ کہ اولی الامر (بغیر منکم کی شرط کے) کا اتباع لازمی ہے، کے سامنے وہی سیاسی مسئلہ تھا جس کے حل کے لیے انگریز سرگرداں تھا۔

میں یہاں تاریخی پس منظر کو اشارۃً محض اس امر کی نشان دہی کے لیے بیان کر رہا ہوں کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد ہمارے سامنے کون سے بنیادی مسائل کھڑے

ہوئے ہیں تاکہ ان کا فوری اور موثر تدارک کیا جاسکے، قادیانی مذہب کا لب لباب یہ ہے کہ اسلام کو اس طرح پیش کیا جائے کہ انگریز حاکموں کو قبول ہو سکے نہ اس میں جہاد تھا کہ ان کی حکومت کو مسلمانوں سے کوئی خطرہ لاحق ہو جیسا کہ وہابی تحریک سے تھا اور جس کی یلغار سے انگریزوں کے قدم سرزمین ہندوستان سے کم وبیش اُکھڑنے شروع ہو گئے تھے (۱)۔ اولی الامر کی تشریح بھی اسی مقصد کا تکملہ تھی جب انگریزوں کو دُنیوی طور پر مجبوراً حاکم ہی قبول نہ کیا بل کہ اس کے تحکم کا دینی جواز بھی نکالا تو وہ چین سے حکومت کر سکتا تھا لیکن ایسا بے ضرر اسلام انگریزوں کو ہی قابل قبول نہ تھا، وہ ہندوؤں کو بھی قابل قبول ہوگا کیوں کہ انھیں بھی اپنی مستقل سلامتی کے لیے مسلمانوں کی طرف سے ایسے انداز عمل کی ضرورت ہے کہ وہ ان کی کسی حکمت عملی کے آڑے نہ آسکے،

(۱) مضمون نگار کا یہ موقف بالکل بے بنیاد بل کہ حقیقت کے برعکس ہے۔ وہابی جماعت کبھی بھی انگریزوں کے خلاف جہاد کی حامی نہیں رہی۔ بل کہ برٹش عہد میں برصغیر میں اس جماعت کے علما نے ہمیشہ انگریز حکومت کے خلاف خروج یا جہاد سے واضح الفاظ میں منع کیا، اس حوالہ سے مآثر صدیقی میں ہے: ''سرسید مرحوم لکھتے ہیں کہ یہ پہلا زمانہ بہت عمدہ تھا اور جو کام وہابی کر رہے تھے، گورنمنٹ (برٹش) اس سے واقف تھی اور کسی طرح ان لوگوں کی طرف گورنمنٹ کی بدخواہی کا گمان تک نہ تھا۔ اس زمانہ میں علی العموم مسلمان عوام کو سکھوں پر جہاد کرنے کی ہدایت کیا کرتے تھے تاکہ وہ سکھوں کے مظالم سے مسلمانوں کو نجات دلائیں۔ مجاہدین کے پیشوا مولانا سید احمد صاحب تھے مگر وہ واعظ نہ تھے۔ مولانا محمد اسمٰعیل (دہلوی) صاحب واعظ تھے ان کی نصیحتیں نہایت ولولہ انگیز اثر رکھتی تھیں، مگر انھوں نے کبھی کوئی لفظ اپنی زبان سے ایسا نہیں نکالا جس سے ان کے ہم مشربوں کی طبیعت ذرا بھی گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے منحرف ہو کر برافروختہ ہو بل کہ ایک مرتبہ جب کہ وہ سکھوں پر جہاد کرنے کا وعظ فرما رہے تھے، اثناء وعظ میں کسی شخص نے ان سے دریافت کیا کہ آپ انگریزوں پر جہاد کرنے کا وعظ کیوں نہیں کہتے؟، یہ بھی کافر ہیں۔ آپ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ انگریزوں کے عہد میں مسلمان کو کچھ اذیت نہیں ہے اور چوں کہ ہم انگریزوں کی رعایا ہیں، اس لیے ہم پر اپنے مذہب کی رُو سے یہ بات فرض ہے کہ انگریزوں پر جہاد کرنے میں ہم کبھی شریک نہ ہوں۔'' (مآثر صدیقی، حصہ سوم، ص ۱۵۰ مولفہ ابونصر سید محمد علی حسن خان مطبوعہ مطبع نول کشور، لکھنؤ، ۱۹۲۴ء) معروف اہل حدیث مصنف مولوی محمد حسین بٹالوی انگریز کے خلاف جہاد کے اس حد تک مخالف ہوئے کہ ایک مکمل کتاب ''الاقتصاد فی مسائل الجہاد'' تحریر کی اور اس کا انتساب گورنران پنجاب سر چارلس ایچی اور سر جیمس لائل کے نام کیا، نیز اس کتاب کو ملکہ وکٹوریہ پریس نے شائع کیا۔ مولانا بٹالوی نے اس کتاب کے سبب بہ طور انعام انگریزوں سے چار مربعہ قطعۂ اراضی حاصل کیا۔ یہ کتاب اول مرتبہ رسالہ اشاعۃ السنۃ کی جلد دوم شمارہ گیارہ کے ضمیمہ کے طور پر ۱۲۹۶ھ میں شائع ہوا، پھر مزید تحقیق کے بعد ۱۳۰۶ھ میں باضابطہ کتابی صورت میں شائع ہوئی۔

اس قسم کے اسلام کی تو روسی کمیونسٹ بھی پذیرائی کریں گے اور وہ چاہیں گے کہ قادیانی مبلغ وسط ایشیا کے ان ترکوں میں اپنا اثر ورسوخ قائم کریں جواب تک کرملین کے لیے دردِ سر بنے ہوئے ہیں اور جہاں باوجود اس امر کے کہ اس علاقے کو معمولی لسانی فرق کی بنا پر چار حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے تاکہ ترکوں کی نسلی و مذہبی وثقافتی جمعیت نہ پیدا ہو، آئے دن باغی دانش وروں کی سرکوبی ہوتی رہتی ہے، یہی اسلام قادیانیوں نے افریقی، امریکی اور یورپی ممالک میں پیش کیا ہے۔

اب آپ دیکھیں گے کہ گو انگریزوں نے اپنی استعماری ضرورت کے لیے ایک ایسی فکری تحریک کی داغ بیل ڈلوائی جوان کی عافیت کے لیے اہم تھی، لیکن معاملہ عالم گیر بن گیا، ایک تو انگریزوں کے سایۂ عاطفت میں قادیانیوں کی تعداد اور اثر ونفوذ میں بہت اضافہ ہوا، پھر انھیں خارجی ملکوں میں تبلیغ کے مواقع ہی نہ ملے بل کہ اِجارہ داری حاصل ہوئی، (حکومت کی اجازت کے بغیر باہر کون جا سکتا تھا!) چناں چہ باہر اکثر و بیشتر اسلام کی وہی تصویر اور تصور اُبھرا ہے جو قادیانیوں نے کھینچا، اس تصویر اور تصور میں جہاد غائب ہے اور ہر صاحب حکومت کا اتباع مذہبی فریضہ ہے، یعنی اسلامی نظام کے قیام کی اس کے سوا اور کوئی تعبیر نہیں کہ نماز پڑھی جائے، روزہ رکھا جائے وغیرہ

ملّا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

یہ وہی دینی تصور ہے جو عیسائیت نے یورپ میں رائج کیا، کہ سلطنت کے معاملات سلطنت کے اہل کاروں کے سپرد رہیں تو گرجا کے گرجا کے پادریوں کی تحویل میں، یہ زندگی کا دوغلہ دوگونہ اور منقسم نظریہ اسلام کو قطعی نا قبول ہے، اسلام کے نقطہ نگاہ سے حیات انسانی وحدت غیر منقسمہ ہے، وہ بیک وقت مادیت اور روحانیت پر حاوی ہے اسی لیے اسلام میں سلطنت اور مذہب میں کوئی دیوار حائل نہیں اور اسلام میں چرچ کا وجود ہی عنقا ہے اس کا صریح مطلب ہے کہ مسلمانوں پر اسلام کے اقدار اور احکام کی انفرادی طور پر ہی پابندی لازم نہیں بل کہ ان کا فرض ہے کہ وہ انھیں اجتماعی طور پر (اور بعض تو جاری ہی اجتماعی طور پر ہو سکتے ہیں مثلاً سُود پر پابندی) حکومت کی سطح پر نافذ کریں، بالفاظ دیگر اسلامی نظام کا قیام ان کے معاشرے کے تمکن

کی اہم ترین خصوصیت ہے، اور یہ مقصد جہاد کے بغیر نہیں حاصل ہو سکتا، کہ کوئی غیر اسلامی معاشرہ با آسانی اسلامی نظام قائم کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بنیاد

قرآن کریم میں جہاد پر بہت زور دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرماتا ہے کہ وہ مومنوں کو جہاد کے لیے اُبھاریں، پھر فرمایا کہ جب مستضعفین (کم زور عناصر) اپنی کمزوری کو غیر اسلامی نظام کے تحت زندگی گزارنے کا عذر پیش کریں گے تو انھیں کہا جائے گا کہ وہ ہجرت کیوں نہ کر گئے، اللہ کی زمین وسیع تھی، اسلامی نظام کے قیام کا دارومدار جہاد پر ہے اور اگر جہاد کو ختم کر دیا جائے تو اس کے معنی ہیں کہ اسلامی نظام کو قائم کرنے کا مقصد ترک کر دیا گیا، اب قادیانی نقطۂ نگاہ سے تبلیغ کا مفہوم اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اپنے اراکین کی تعداد بڑھائیں اور اپنی جمعیت کو مضبوط بنائیں، نہ انھوں نے پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام میں کوئی دل چسپی کا اظہار کیا ہے، نہ وہ اس کا ان ممالک میں کوئی اہتمام کرتے ہیں جہاں وہ بزعم خویش اسلام کی ترجمانی کرتے رہے ہیں، نتیجہ جماعت کے سربراہ کے سیاسی اثر و رسوخ کے اضافے کے اور کچھ نہیں ہوتا جس کو وہ بہر حال اپنے مفاد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

تبلیغ کی اہمیت اس حقیقت میں مضمر ہے کہ ایسے آثار نظر آتے ہیں کہ آیندہ سالوں میں زیادہ سے زیادہ انسانیت کی توجہ اسلام کی طرف مبذول ہونے والی ہے بل کہ مبذول ہونی شروع ہوگئی ہے۔ مغرب کا نظام عرصہ دراز سے انتشار کا شکار تھا جب سے یورپ نے چرچ کا دامن چھوڑا اور اس کی ہمہ گیر بدعنوانیوں سے لازم تھا کہ لوتھر (Luther) کا احتجاج بروئے کار آتا اور پراٹسٹنٹ ازم (Protestantism) منظر عام پر اُبھرتا اور زندگی دو دینی اور دُنیوی حلقوں میں تقسیم ہوئی، ایک فکری تحریک کے بعد دوسری فکری تحریک کا سلسلہ شروع ہوا تا آں کہ وہ مارکس کے تخریبی افکار تک پہنچا، مارکس نے مادیت کے جمود میں تحرک پیدا کیا اور اس کا نام (Dirlectical Materia Lasm) رکھا۔ اسی کی کوکھ سے کمیونزم متولد ہوئی۔ ایسے یورپ میں جو فکری طور پر ان کی ملحدانہ افکار کو جنم دے چکا تھا روسی کمیونزم کے ہاتھوں شکست کھا جانا تعجب انگیز نہ تھا۔ جہاں یورپ نیمے دروں نیمے بروں کی گومگو کیفیت سے دوچار تھا۔ ایک طرف صنعتی ترقی کے عقب میں مادیت کے خیالات کی زبردست یورش تو دوسری طرف افکار دیرینہ کی صدائے

بازگشت وہاں روس خالص انقلابی کمیونزم کے خیالات سے سرشار تھا۔ اس کی دھاک ہر طرف بیٹھ رہی تھی اور اس کے سامنے یورپی استعمار بھاگتا نظر آ رہا تھا۔ سو مغرب کی فکری گرفت دنیا پر بہت عرصے سے ختم ہو چکی تھی لیکن اصل انقلاب پچھلے پچیس سالوں میں یہ آیا ہے کہ خود روس فکری تحریک کا علم بردار نہیں رہا۔ ایک تو روس کے سلطنتی قالب میں ڈھلنے کے بعد اس کے انقلابی جوش و خروش میں ویسے ہی کمی آئی۔ سٹالن نے اپنے تیس (۳۰) سالہ دور اقتدار میں کئی فکری پینترے بدلے جتنے روسی لیڈروں کے اخراج (Purges) کے لیے مقدمات چلے۔ اتنے ہی نظریاتی چولے بدلے گئے۔ ان پینتروں کے پیچھے دراصل حکومتی مصلحتوں کے تقاضے تھے لیکن سب کو نظریاتی رنگ دیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کمیونزم کے عقائد کی تخصیص و تعریف کے لیے حکومت کے آلہ کار کے سوا کوئی پیمانہ نہ رہا۔ اس کا مطلب تھا کہ ماسکو کے لیے دنیائے اشتراکیت کا سربراہ رہنا لازم تھا ورنہ ایسا کمیونسٹ ملک جو اس کی حاکمیت کو نہ تسلیم کرے، اس کے اشتراکی نظریات سے بھی رُوگردانی بل کہ بغاوت کر سکتا ہے چناں چہ جب تک ماسکو کو کمیونزم کا مرکز جانا گیا اس کا نظریاتی تسلط قائم رہا لیکن جونہی ٹیٹو نے سٹالن کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور اس سے زیادہ بنیادی طور پر چین نے روس کی اولیت کا انکار کیا۔ نظریاتی اتحاد کی عمارت دھڑام سے زمین پر آ رہی اب روس عظیم سلطنت تو ہے اور دو بڑی طاقتوں میں سے ایک ہے لیکن نظریاتی اعتبار سے اس کا سکہ پوری دنیائے کمیونزم پر نہیں چلتا۔ اس عماراتی شکستگی سے کمیونسٹ معاشرے کے وہ خدوخال نظر آئے جو اس کو دنیا میں غیر مقبول بنانے کا باعث بنے ہیں۔ کمیونزم کے تمام دعاوی کا حاصل یہ ہے کہ روس میں انسان اَسفل ترین جگہ پر کھڑا کیا گیا ہے وہ حکام اعلیٰ کا ہی تابع مہمل نہیں وہ مشینوں کا بھی غلام ہے۔ اسے پیٹ بھر کر کھانا ملتا ہے یا نہیں اس کا تو پتہ نہیں البتہ ماسکو امریکہ سے گندم کی خریداری میں پیش پیش رہتا ہے لیکن اس کی زندگی کا مصرف مملکت کی مشینری کو مضبوط سے مضبوط تر کرتا ہے کہ وہ ہر جہت میں اپنی توسیع پسندی کی آرزو کو پورا کرے۔ اب اگر انسانیت مغرب کی مادیت پرستی، سیکولرازم اور امپریل ازم سے تنگ آئی تھی تو وہ روس کی دنیا پر تسلط کی ہوس کی کیونکر روادار ہو سکتی ہے۔ خاص طور پر جب اس کی طاقت کی قیمت لاکھوں کروڑوں افراد سائبیریا کی سال ہا سال کی قید تنہائی کے ذریعے ادا کرتے ہیں۔ (پڑھیے سولزاٹ سن کی جزیرہ گلاگ The Gulag Arcnifelag) یورپی مغرب اور روسی مشرق سے

بیزاری نے انسان کی توجہ اسلام کی طرف منعطف کر دی ہے، اسلام ایک مکمل فلسفہ زندگی دیتا ہے، ایک نظام حیات قائم کرتا ہے جہاں فرد خشیت اللہ کے اثر کے تحت اپنے فرائض ادا کرتا ہے۔ وہاں حکومت کا فرض اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ احکام الٰہی کو نافذ کرے۔ گویا اس لحاظ سے فرد اور حکومت ایک ہی سطح پر ہیں اور ایک ہی کام میں مشغول ہیں۔ دونوں اللہ تعالیٰ کی رضا کے جویا ہیں، حکومت فرد کی مالک نہیں تو حدود اللہ میں فرد کو پوری آزادی ہے۔ پھر اسلام روحانی اور مادی زندگی میں حد فاصل نہیں کھینچتا۔

علامہ اقبال نے فرمایا مادہ روح کے ہی طول وعرض کا نام ہے۔ اس لیے اسلامی مقاصد کے اندر مادی سے مادی کام روحانی خاصیت رکھتا ہے۔ اس نظریۂ حیات سے انسان کی وہ ذہنی گنجلک دُور ہوتی ہے جو مغربی لبرل ازم اور روسی میٹریل ازم (مادیت) نے پیدا کی۔ چرچ نے انسان کو یکسر روحانی بنا دیا اور دنیا کے کسی کام کا نہ رکھا۔ کمیونزم نے روحانیت کا بالکل انکار کر دیا اور انسان کو پتھر کا ٹکڑا گردانا۔ حالاں کہ انسان ہر دو عناصر سے مرتب ہوا ہے، وہ مٹی سے بنا ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی روح پھونکی ہے۔ بے شک اب تک مادیت پرستی کے ردعمل کے طور پر مغرب میں کئی تحریکیں چلیں جن میں ایک طرف ہپی ازم ہے تو دوسری طرف ہندو سادھوؤں کا چلن بھی، لیکن یہ صرف بے چینی کے مظاہر ہیں، عورتوں کے کپڑوں کے بدلتے ہوئے فیشن کی طرح ان کی کوئی مستقل حیثیت نہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان کی مادیت کو فتح کرنے کی جبلت کو بھی اذن کار ملے تو اس کے سامنے وہ روحانی مقصد بھی ہو۔ جس کے لیے اس کی مادی فتوحات کسی اعلیٰ وارفع مقام کے حصول کا ذریعہ اور زینہ ہیں۔ الی ربک منتھی

انسان کی فطرت کے اس تقاضے کو اسلام ہی پورا کر سکتا ہے (اور اسی لیے اسے دین فطرت کہا گیا ہے) کہ اسلام اُولوالعزمی کا پیامی ہے، وہ جہاد کا نقیب ہے، وہ کوشش وسعی کا داعی ہے، قرآن کریم فرماتا ہے کہ اے جنو اور انسانو، اگر تم زمین و آسمان کو پار کرنا چاہتے ہو تو کر جاؤ لیکن بغیر قوت کے یہ کام سر نہ ہوگا۔ اسلام انسان کو اپنی قوت بروئے کار لانے کی دعوت دیتا ہے یہی اسلام عزت نفس رکھنے والے انسانوں کو اپیل کر سکتا ہے، اس کے مقابلے میں جہاد کے بغیر اسلام ان کے لیے کسی قسم کی کشش نہیں رکھتا۔ محکوم قومیں کسی پیغام کی علم برداری کی سزاوار نہیں۔

جسے زیبا کہیں آزاد بندے ہے وہی زیبا

اب انگریزوں نے اپنی ضرورت کے لیے یہ قادیانیت کی تحریک چلوائی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے دُور نگاہی سے مغربیوں کی طرف سے یہ بھی انتظام کیا کہ کل کلاں اگر اسلام عالم گیر چیلنج کا عامل بن جائے تو ایسا اسلام پھیلے جو یورپ، امریکہ، افریقہ کے لوگوں کے لیے کوئی جاذبیت نہ رکھے، وہ اسے قبول کریں تو ایسے جیسے عیسائیت کا کوئی نیا فرقہ شروع ہوتا ہے جس کی بنیادی طور پر وہی تعلیم ہوتی ہے جو دوسرے فرقوں کی، وہ نئے ہونے کی وجہ سے تو کچھ اثر رکھے لیکن وہ دیرپا ثابت نہ ہو اور کسی قلبی انقلاب کا حامل نہ ہو، آج کل سیاہ فام انسانیت سخت پیچ و تاب میں ہے، افریقی ملک آزاد ہو چکے ہیں لیکن اقتصادی اور تعلیمی لحاظ سے وہ ہنوز یورپ کے دریوزہ گر ہیں۔ ان کے بڑے بڑے اہل کار عموماً وہاں کے مشنوں، سکولوں اور کالجوں کی پیداوار ہوتے ہیں، اس تعلیمی پس منظر میں ان میں حریت فکر نہیں آسکتی، بے جہاد اسلام ان میں آزاد تشخص نہیں پیدا کر سکتا، اسی طرح امریکہ کے حبشی بہت اضطراب سے گزر رہے ہیں، ان کے پاس مقابلتاً تعلیم بھی ہے اور پیسہ بھی، لیکن ان کا معاشرے میں کوئی مقام نہیں۔ وہ اپنے صحیح مرتبے کے لیے تڑپ رکھتے ہیں، وہ مرتبہ صرف دولت اور سرکاری یا پبلک پوزیشن سے نہیں آ سکتا، اس کے لیے سب سے پہلے ضمیر حریت آشنا ہونا چاہیے۔

یہ احساس صرف اسلام پیدا کر سکتا ہے جو نہ صرف اسے اللہ تعالیٰ کی نظر میں ایک برابری کا مقام دے گا بلکہ اسے کل دنیائے اسلام سے مساوات کے واسطے سے وابستہ کر دے گا۔ امریکی حبشی اسلام کے لیے تیار ہو رہے ہیں لیکن توقعات کے برآنے کا انحصار اس بات پر ہے کہ انہیں اسلام کن کے ذریعے سے پہنچتا ہے، بے جہاد اسلام کے لیے ان کے پاس کوئی مصرف نہیں، جدوجہد آزادی لفظی، جمع خرچ سے نہیں حاصل ہو سکتی۔

قادیانی مسئلے کے صحیح حل پر جتنی خوشی منائی جائے بجا ہے،

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

اس کے لیے سواد اعظم اور اپوزیشن کا جذبہ قربانی لائق تبریک ہے تو وزیر اعظم کی سیاسی فراست قابل صد تحسین ہے، گو اصل نکتہ یہ ہے کہ ایک نہ ایک دن اللہ تعالیٰ کی غیرت نے جوش مارنا تھا، لیکن اس مستحسن حل نے ہم کو ایک کڑی آزمائش سے درپیش کر دیا ہے۔ پاکستان میں تو اب کوئی مسئلہ نہیں رہا، قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا ہے اور ختم نبوت کے موضوع

پر اب انہیں زبان کھولنے کی جرات نہ ہوگی لیکن خارجی ممالک میں تو ان پر کوئی قدغن نہیں، وہاں وہ جو چاہیں عقیدہ پھیلائیں، اسلام کو جس صورت میں چاہیں۔ پیش کریں۔

اور یاد رکھیے کہ اب وہ اپنا سارا زور افریقہ اور مغرب کے ملکوں میں صرف کریں گے، اب مسلمانوں کی حمیت کا سوال ہے کہ کیا وہ قادیانیوں کو من مانی کرنے کے لیے باہر کھلا چھوڑ دیں گے یا تبلیغ کے میدان میں خود بھی اُتریں گے اور دنیا کو اصل اور صحیح اسلام سے روشناس کرائیں گے ورنہ گھر کے محاذ کو جیت کر باہر کے محاذ پر ہار جانا۔ قسمت کی عجب ستم ظریفی ہوگی کیوں کہ بالآخر اسلام کے متعلق آخری فیصلہ غیر مسلموں کی وہ اکثریت دے گی جو دنیا کے کونے کونے میں بس رہی ہے، اس تک مستند آواز کا پہنچنا ضروری ہے۔ یہ فرض صرف پاکستان کے مسلمانوں کا ہی نہیں، گوکئی لحاظ سے پاکستان کی تخلیق کی وجہ سے اور ختم نبوت کے مسئلہ کو حل کر کے ان کی ذمہ داری بہت بھاری ہے۔ اب اس فرض کی ادائیگی میں اسلامیانِ عالم کو شامل ہونا ہوگا اور سب کچھ تنظیم کے تحت ہونا چاہیے۔ وہ اسلامی سیکرٹریٹ کے تابع ہو یا رابطہ عالم اسلامی کے۔ بہر حال اصل کام کی شروعات ہی ہوئی ہے:

ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

☆

7 ستمبر 1974ء

قادیانی غیر مسلم، پارلیمنٹ کا تاریخ ساز فیصلہ

محمد متین خالد

قادیانیت اُلجھے مکاشفات، باطل تخیلات، مہمل نظریات، اندھے مشاہدات اور فطرت مخالف ایسا مذہب ہے جس کا ہر پیروکار کفریہ عقائد کے فالج کا شکار ہے۔ 29 مئی 1974ء کو ربوہ (حال چناب نگر) میں جو سانحہ پیش آیا، اس پر پورا ملک سراپا احتجاج بن گیا۔ ملک کے طول و عرض میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کا عوامی مطالبہ گونجنے لگا۔ یاد رہے کہ لاکھوں جگر خراش حوادث کے باوجود امت مسلمہ نے ہر دَور میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے ہمیشہ اپنے خونِ جگر کا نذرانہ پیش کیا ہے، چاہے سر پر موت ہی کیوں نہ کھڑی ہو۔ اس راستہ میں آنے والی ہر مشکل کو انہوں نے ہمیشہ سعادت سمجھ کر بڑی خندہ پیشانی سے قبول کیا۔ حکومت وقت نے اس تحریک کو ہر ممکن طریقے اور حربے سے دبانے کی بھرپور کوشش کی مگر اس کی ہر ترکیب و تدبیر ناکام و نامراد ٹھہری۔ بالآخر ارباب حکومت کو اس امر کا ادراک ہو گیا کہ اس دینی و عوامی تحریک کے پُرجوش سیلاب کے سامنے ان کا وجود خس و خاشاک کی طرح بہہ جائے گا۔ حفظ ماتقدم کے طور پر انہوں نے پوری اسمبلی کو ایک کمیٹی کا درجہ دے کر قادیانیت کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا اختیار دیا۔ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر اور لاہوری جماعت کے سربراہ صدرالدین کو قومی اسمبلی میں طلب کر کے، ان پر قادیانی کفریہ عقائد کے حوالے سے تفصیلی جرح کی گئی۔ انہیں صفائی کے تمام مواقع فراہم کیے گئے۔ 13 روز کی جرح کے بعد دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو گیا۔ اس کارروائی کے نتیجے میں 7 ستمبر 1974ء کو ملک کی منتخب

پالیمنٹ نے آئینی ترامیم آرٹیکلز (2)106 اور (3)260 کے ذریعے متفقہ طور پر قادیانی جماعت کے دونوں گروہوں (ربوہ گروپ اور لاہوری گروپ) کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور یوں مسلمانوں کا 90 سالہ مسئلہ آئینی طور پر حل ہوا۔

قادیانی کہتے ہیں یہ ایک یکطرفہ فیصلہ تھا۔ یہ بات لاعلمی اور تعصب پر مبنی ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جمہوری نظام حکومت میں کوئی بھی اہم فیصلہ ہمیشہ اکثریتی رائے کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ لیکن قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کا فیصلہ شاید دنیا کا واحد اور منفرد واقعہ ہے کہ حکومت نے یہ فیصلہ کرنے سے پہلے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر کو پارلیمنٹ میں اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے کے لیے بلایا۔ جہاں اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار نے اس پر، قادیانی کفریہ عقائد کے حوالہ سے جرح کی۔ مرزا ناصر نے اپنے تمام عقائد ونظریات کا برملا اعتراف کیا بلکہ تاویلات کے ذریعے ان کا دفاع بھی کیا۔ لہٰذا ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے 13 دن کی طویل بحث وتمحیص کے بعد آئین میں ترمیم کرتے ہوئے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا لیکن قادیانیوں نے حکومت کے اس فیصلہ کو آج تک تسلیم نہیں کیا بلکہ اُلٹا وہ مسلمانوں کا تمسخر اڑاتے ہیں اور انھیں سرکاری مسلمان ہونے کا طعنہ دیتے ہیں۔ وہ خود کو مسلمان اور مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور آئین میں دی گئی اپنی حیثیت کو تسلیم نہیں کرتے۔ قادیانیوں کا یہ کہنا کہ اگر یہ کارروائی شائع ہو جائے تو آدھا پاکستان قادیانی ہو جائے گا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس کارروائی کے نتیجہ میں قومی اسمبلی کا کوئی ایک رکن بھی قادیانی نہیں ہوا۔ کسی رکن قومی اسمبلی نے کارروائی کا بائیکاٹ نہیں کیا۔ کسی رکن قومی اسمبلی نے اجلاس سے واک آؤٹ نہیں کیا۔ کسی رکن قومی اسمبلی نے قادیانیوں کی حمایت نہیں کی۔ اس کے برعکس نہ صرف تمام ارکان نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا بلکہ قادیانی خلیفہ مرزا ناصر کی ٹیم میں شامل ایک معروف قادیانی مرزا سلیم اختر چند ہفتوں بعد قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا۔ حالانکہ قادیانی خلیفہ مرزا ناصر اپنی پوری ٹیم کے ساتھ مکمل تیاری سے بڑی خوشی سے قومی اسمبلی گیا۔ اس کے اسمبلی کے اندر داخل ہونے کا انداز بڑا فاتحانہ، تکبرانہ اور تمسخرانہ تھا۔ اس کا خیال تھا کہ میں تاویلات اور شکوک وشبہات کے ذریعے اراکین اسمبلی کو قائل کر لوں گا، مگر بُری طرح ناکام رہا۔

قادیانی قیادت نے قومی اسمبلی کے تمام اراکین میں 180 صفحات پر مشتمل کتاب ''محضر نامہ'' تقسیم کی جس میں اپنے عقائد کی بھرپور ترجمانی کی۔ اس کتاب کے آخری صفحہ پر ''دعا'' کے عنوان سے لکھا ہے:

''دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے معزز ارکان اسمبلی کو ایسا نورِ فراست عطا فرمائے کہ وہ حق و صداقت پر مبنی ان فیصلوں تک پہنچ جائیں جو قرآن و سنت کے تقاضوں کے عین مطابق ہوں۔''

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر قادیانیوں کی دعا قبول ہوئی تو وہ قومی اسمبلی کا یہ فیصلہ قبول کیوں نہیں کرتے؟ اور اگر دعا قبول نہیں ہوئی تو وہ جھوٹے ہیں۔

قادیانی قومی اسمبلی میں مرزا ناصر کے سوال و جواب پر بڑا فخر کرتے ہیں۔ میرے خیال میں انہیں چاہئے کہ وہ آگے بڑھیں اور مذکورہ روداد خود شائع کر لیں تا کہ اعتراض کی گنجائش باقی نہ رہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ کبھی یہ خطرہ مول نہ لیں گے۔ کیونکہ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر نے قومی اسمبلی میں جرح کے دوران قادیانی مذہب کے تمام کفریہ عقائد کا نہ صرف اعتراف کیا بلکہ دفاع بھی کیا۔ اب بھلا وہ کیسے چاہیں گے کہ تمام مسلمان ان کے مخفی عقائد سے آگاہ ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ سابق اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار نے ایک سوال پر کہ ''قادیانیوں کا کہنا ہے کہ اگر یہ رُوداد شائع ہو جائے تو آدھا پاکستان قادیانی ہو جائے گا۔'' جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ:

''سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، یہ کارروائی ان کے خلاف جاتی ہے۔ ویسے وہ اپنا شوق پورا کر لیں، ہمیں کیا اعتراض ہے۔ ان دنوں ساری اسمبلی کی کمیٹی بنا دی تھی اور کہا گیا تھا کہ یہ ساری کارروائی سیکرٹ ہوگی تا کہ لوگ اشتعال میں نہ آئیں۔ میرے خیال میں اگر یہ کارروائی شائع ہوگئی تو لوگ قادیانیوں کو ماریں گے۔''

(انٹرویو نگار منیر احمد منیر، ایڈیٹر ماہنامہ ''آتش فشاں'' لاہور، مئی 1994ء)

قادیانی کہتے ہیں کہ اس وقت اراکین اسمبلی کی اکثریت زانی اور شرابی تھی۔ انھیں کوئی حق حاصل نہ تھا کہ وہ ایسا فیصلہ کرتے۔ قادیانیوں سے پوچھنا چاہیے کہ انہوں نے اس

وقت اسمبلی کا بائیکاٹ کیوں نہ کیا؟ کیا انہیں وہاں زبردستی لے جایا گیا تھا؟ حالانکہ وہ تو وہاں گئے ہی اس لیے تھے کہ قومی اسمبلی جو بھی فیصلہ کرے گی، ہمیں قبول ہوگا۔ عجیب بات ہے کہ اگر قادیانیوں کو پارلیمنٹ غیر مسلم اقلیت قرار دے تو وہ زانی اور شرابی، اگر سپریم کورٹ انہیں کافر قرار دے تو یہ کہنا کہ یہ تو انگریزی قانون پڑھے ہوئے ہیں، انھیں شریعت کا کیا علم؟ اور اگر علمائے کرام انہیں غیر مسلم کہیں تو یہ اعتراض کہ ان کا تو کام ہی یہی ہے۔

قادیانی کہتے ہیں کہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 20 کے تحت ہر شہری کو مذہبی طور پر آزادی اظہار ہے۔ آپ کسی پر پابندی نہیں لگا سکتے۔ قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ (نعوذ باللہ) قرآن مجید میں نئے حالات کے مطابق تبدیلی کر دی گئی ہے۔ اس میں سے کئی آیات خارج کر دی گئی ہیں اور کئی آیات شامل کر دی گئی ہیں اور پھر وہ اس نئے قرآن کی تبلیغ و تشہیر بھی کرے تو کیا اس شخص پر پابندی لگنی چاہیے یا نہیں؟ اگر وہ یہ کہے کہ مجھے آئین کے تحت آزادی اظہار ہے تو کیا اسے یہ اجازت دینی چاہیے؟ پاکستان بلکہ دنیا بھر میں ہر شخص کو کاروبار کی مکمل آزادی ہے مگر ہیروئن اور منشیات وغیرہ فروخت کرنا سختی سے منع ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ آزادی پر پابندی ہے؟ آزادی چند حدود و قیود کے تابع ہوا کرتی ہے۔ آپ اپنا ہاتھ ہلانے میں آزاد ہیں، جب اور جس طرح چاہیں، اسے ہلا سکتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کے ہاتھ ہلانے سے کسی دوسرے کا چہرہ زخمی ہوتا ہے تو پھر اس کی آزادی کہاں گئی؟ لہٰذا آزادی ایک حد تک ہے۔ آزادی بے لگام یا شتر بے مہار ہو جائے تو معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔

سابق وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دورحکومت مین قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ لیکن اس کے باوجود قادیانی مسلسل شعائر اسلامی استعمال کرتے ہیں۔ غیر مسلم ہونے کے باوجود اپنی عبادت گاہ کو مسجد، مرزا قادیانی کو نبی اور رسول، مرزا کی بیوی کو ام المومنین، مرزا قادیانی کے دوستوں کو صحابہ کرام، قادیان کو مکہ مکرمہ، ربوہ کو مدینہ، مرزا قادیانی کی باتوں کو احادیث مبارکہ، مرزا قادیانی پر اُترنے والی نام نہاد وحی کو قرآن مجید، محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی مراد لیتے ہیں۔ چنانچہ 1984ء میں مسلمانوں کے پُرزور مطالبہ پر ایک

آرڈیننس جاری کیا گیا جس میں قادیانیوں کو شعائر اسلامی کے استعمال سے قانوناً روکا گیا۔ اس آرڈیننس کے نتیجہ میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کے تحت کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا، اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتا، اپنے مذہب کی تبلیغ و تشہیر نہیں کرسکتا، شعائر اسلامی استعمال نہیں کرسکتا۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ 3 سال قید اور جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا۔ قادیانیوں نے اپنے خلیفہ مرزا طاہر کے حکم پر آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پورے ملک میں شعائر اسلامی کی توہین کی اور آرڈیننس کے خلاف ایک بھرپور مہم چلائی۔ جس کے نتیجہ میں پاکستان کے اکثر شہروں میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہوئی۔ قادیانی قیادت نے اس آرڈیننس کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا۔ عدالت نے اپنے فیصلہ میں قرار دیا کہ قادیانیوں پر پابندی بالکل درست ہے۔ اس کے بعد قادیانیوں نے چاروں صوبوں کی ہائی کورٹس میں چیلنج کیا، یہاں پر بھی عدالتوں نے دونوں طرف کے دلائل سننے کے بعد قرار دیا کہ آرڈیننس بالکل قانون کے مطابق ہے۔ قادیانیوں کو آئین میں دی گئی اپنی حیثیت تسلیم کرتے ہوئے شعائر اسلامی استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ آخر میں قادیانیوں نے ان تمام فیصلوں کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا اور یہ موقف اختیار کیا کہ ہمیں آئین کے مطابق آزادی کا حق حاصل ہے، لیکن ہمیں شعائر اسلامی استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔ لہٰذا عدالت تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کو کالعدم قرار دے۔ سپریم کورٹ کے فل بنچ نے اس کیس کی مفصل سماعت کی۔ دونوں طرف سے دلائل دیے گئے۔ قادیانیوں کی اصل کتابوں سے متنازعہ ترین حوالہ جات پیش کیے گئے۔ اس کے بعد سپریم کورٹ نے اپنے تاریخی فیصلہ ظہیر الدین بنام سرکار (1993 SCMR 1718) میں قرار دیا کہ کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا اور نہ اپنے مذہب ہی کی تبلیغ کرسکتا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ سزا اور جرمانے کا مستوجب ہوگا۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ جج صاحبان کسی دینی مدرسہ یا اسلامی دارالعلوم کے استاد نہیں تھے بلکہ انگریزی قانون پڑھے ہوئے تھے۔ ان کا کام آئین و قانون کے تحت انصاف مہیا کرنا ہوتا ہے۔ فاضل جج صاحبان کا یہ بھی کہنا تھا کہ قادیانی اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں جبکہ دھوکہ دینا کسی کا

بنیادی حق نہیں ہے اور نہ اس سے کسی کے حقوق یا آزادی ہی سلب ہوتی ہے۔

سپریم کورٹ نے اپنے تاریخی فیصلہ میں لکھا:

''ہر مسلمان کے لیے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ اپنے بچوں، خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔'' (صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان)

کیا ایسی صورت میں کوئی کسی مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا دل آزار مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے تخلیق کیا ہے سننے، پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟'' ہمیں اس پس منظر میں قادیانیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر قادیانیوں کے اعلانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیے اور اس ردعمل کے بارے میں سوچنا چاہیے، جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہو سکتا تھا۔ اس لیے اگر کسی قادیانی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائر اسلام کا اعلانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور ''رُشدی'' (یعنی رُسوائے زمانہ گستاخ رسول ملعون سلمان رشدی جس نے شیطانی آیات نامی کتاب میں حضورﷺ کی شان میں بے حد توہین کی) تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ ردعمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی قادیانی سرعام کسی پلے کارڈ، بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائشی دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ اعلانیہ رسول اکرم کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز نقض امن عامہ کا موجب بن سکتی ہے، جس کے نتیجہ میں قادیانیوں کے جان و مال کا نقصان ہو سکتا ہے۔''

(ظہیر الدین بنام سرکار 1718 SCMR 1993ء)

سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں مزید لکھا:

''ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ قادیانیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور معمولات کے لیے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لیے القاب وخطاب بنا رکھے ہیں اور وہ اپنے تہوار امن وامان کا کوئی مسئلہ یا الجھن پیدا کیے بغیر پُرامن طور پر مناتے ہیں۔'' (ظہیر الدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718)

ایک نہایت اہم اور توجہ طلب بات جسے میں ریکارڈ پر لانا ضروری سمجھتا ہوں کہ قادیانیوں کا مذکورہ کارروائی کو شائع کرنا تو بڑی دُور کی بات ہے، یہاں تو عالم یہ ہے کہ خود ان کی اپنی بنیادی کتابیں ایک عرصہ دراز سے ناپید ہیں اور ایک خاص مصلحت کے تحت انہیں شائع نہیں کیا جارہا۔ یہ وہ کتابیں ہیں جن میں حضرت محمد مصطفی ﷺ، صحابہ کرام اہل بیت، قرآن و حدیث، مقدس شخصیات، اکابرین امت اور اسلامی شعائر کا نہ صرف مذاق اور تمسخر اڑایا گیا ہے بلکہ طعن وتشنیع اور تضحیک وتحقیر کا کوئی پہلو بھی نہیں چھوڑا گیا۔ ان کتابوں میں ایسی دل آزار تحریریں ہیں جن کو پڑھنا اور سننا تو درکنار، صرف ان کے تصور سے ہی کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ان کتابوں میں خصوصی طور پر ''**ایک غلطی کا ازالہ**'' مصنفہ مرزا قادیانی، ''**تذکرہ یعنی وحی مقدس و مجموعہ الہامات** (قادیانیوں کا اصل قرآن)'' از مرزا قادیانی، ''**کلمۃ الفصل**'' از مرزا بشیر احمد ایم۔ اے (مرزا غلام احمد کا بیٹا) ''**سیرۃ المہدی**'' (مرزا غلام احمد قادیانی کی سوانح اور حالات) از مرزا بشیر احمد ایم۔ اے، ''**انوارِ خلافت**'' از مرزا بشیر الدین (مرزا قادیانی کا بیٹا اور قادیانی جماعت کا خلیفہ) ''**حقیقۃ النبوۃ**'' از مرزا بشیر الدین ''**حقیقۃ الرویاء**'' از مرزا بشیر الدین، ''**آئینہ صداقت**'' از مرزا بشیر الدین، ''**اسلامی قربانی**'' از قاضی یار محمد قادیانی، ''**خطوط امام بنام غلام**'' از حکیم محمد حسین قریشی قادیانی ''**ذکرِ حبیب**'' از مفتی محمد صادق قادیانی اور ''**تذکرہ المہدی**'' از پیر سراج الحق قادیانی شامل ہیں۔

انصاف اور اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ قادیانی ان اشتعال انگیز اور جذبات میں آگ لگا دینے والی کتابوں کا دفاع کرنے کی بجائے ان سے اپنی برأت کا اعلان کریں اور ان کتابوں کے مصنفین سے لاتعلقی کا اعلان کریں جنہوں نے یہود و ہنود کے اشارے پر ختم نبوت پر حملہ آور ہو کر اسلام کو زمین بوس کرنے کی ناپاک اور ناکام جسارت کی۔ میرا دعویٰ ہے کہ اگر یہ کتب دوبارہ شائع ہو کر کم از کم قادیانیوں میں ہی تقسیم ہو جائیں تو آدھے سے زیادہ قادیانی اپنے مذہب سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیں۔ لہٰذا مجھے پورا یقین ہے کہ قادیانی کسی بھی قیمت پر قومی اسمبلی کی کارروائی شائع کریں گے اور نہ ہی اپنی مذکورہ توہین آمیز کتب۔

☆

قادیانیت..........پارلیمنٹ کے بعد

اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے

محمد متین خالد

سابق وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں 7 ستمبر 1974ء کو ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے دونوں فرقوں (ربوی ولاہوری) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور آئین پاکستان کی شق (2)160 اور (3)260 میں اس کا مستقل اندراج کر دیا۔ لیکن اس کے باوجود قادیانی مسلسل شعائر اسلامی استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ 26 اپریل 1984ء کو حکومت نے امن وامان کی صورتحال کے پیش نظر امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس میں قادیانیوں کو شعائر اسلامی کے استعمال سے قانوناً روکا گیا۔ اس آرڈیننس کے نتیجہ میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کے تحت کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا، اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتا، اپنے مذہب کی تبلیغ وتشہیر اور شعائر اسلامی وغیرہ استعمال نہیں کر سکتا۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ 3 سال قید اور جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا۔

قادیانیوں نے امتناع قادیانیت آرڈیننس کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا جہاں ان کی رِٹ درخواست خارج کرتے ہوئے جج صاحبان نے متفقہ طور پر اس آرڈیننس کو درست قرار دیا اور قادیانیوں کے بارے میں دوسو صفحات سے زاید اپنے تاریخی فیصلہ میں لکھا:

> ''قادیانی امت مسلمہ کا حصہ نہیں ہیں۔ اس بات کو خود ان کا اپنا طرز عمل خوب واضح کرتا ہے۔ ان کے نزدیک تمام مسلمان کافر ہیں۔ وہ ایک الگ امت ہیں۔ یہ متناقض ہے کہ انھوں نے امت مسلمہ کی جگہ لے لی ہے اور مسلمانوں کو اس امت

سے خارج قرار دیا ہے۔ مسلمان انھیں امت مسلمہ سے خارج قرار دیتے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس امت سے خارج سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ دونوں ایک ہی امت میں سے نہیں ہو سکتے۔ یہ سوال کہ امت مسلمہ کے افراد کون ہیں؟ برطانوی ہندوستان میں کسی ادارے کے موجود نہ ہونے کی بنا پر حل نہ ہو سکا' لیکن اسلامی ریاست میں اس موضوع کو طے کرنے کے لیے ادارے موجود ہیں اور اس لیے اب کوئی مشکل در پیش نہیں ہے۔'' (PLD 1985 FSC8)

سپریم کورٹ کے فل بنچ نے قادیانیوں کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کے تاریخی فیصلہ پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے اپنے فیصلہ میں لکھا:

''اس ترمیم نے مرزا قادیانی کے پیروکاروں کو جو عموماً احمدیوں کے نام سے معروف ہیں' غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ یہ ترمیم جمہوری' پارلیمانی نیز عدالتی طریقے پر کی گئی تھی اور پورے ہاؤس پر مشتمل خاص کمیٹی کی طویل روئیداد کے دوران احمدیوں کے دونوں گروہوں کے مسلمہ لیڈروں کو بھی اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کا پورا موقع فراہم کیا گیا تھا۔ اس کمیٹی کو پیش کی جانے والی قرار داد میں یہ تصریح بھی موجود تھی کہ: ''احمدی اندرونی اور بیرونی سطح پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔'' اور یہ کہ: ''اس وقت مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والی ایک کانفرنس نے جس میں دنیا بھر سے 140 وفود نے شرکت کی تھی' بالاتفاق قرار دیا تھا کہ ''قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف سرگرم عمل ایک تخریبی تحریک ہے جو دھوکے اور مکاری سے ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔'' (مباحثہ قومی اسمبلی پارلیمنٹ جلد 4' 1974ء)'' (PLD 1988 SC 167)

لاہور ہائی کورٹ کے جناب جسٹس محمد رفیق تارڑ (سابق صدر پاکستان) نے قادیانیوں کے خلاف اپنے ایک فیصلہ میں لکھا:

''مرزا قادیانی نے بذات خود ''محمد رسول اللہ'' ہونے کا اعلان کیا اور ان تمام لوگوں کے خلاف بے حد غلیظ زبان استعمال کی' جنھوں نے اس کی جھوٹی نبوت کے

دعویٰ کو مسترد کیا اور اس (مرزا قادیانی) نے خود اعلان کیا کہ وہ برطانوی سامراج کی پیداوار یعنی اس کا ''خود کاشتہ پودا'' ہے۔'' (PLD 1987 Lahore 458)

کوئٹہ ہائی کورٹ کے جناب جسٹس امیر الملک مینگل نے قادیانیوں کی امتناع قادیانیت آرڈیننس 1984ء کی خلاف ورزی پر اپنے ایک فیصلہ میں لکھا:

''خواہ کچھ بھی ہو، موجودہ مقدمے میں تو یہ دیکھا جانا ہے کہ ان قادیانیوں کی نیت کیا تھی جب وہ کلمہ طیبہ کا بیج لگا کر گلیوں کے ہجوم میں گھومتے پھرے؟ اس کی صریح وجہ یہی نظر آتی ہے کہ مذکورہ سائلان لوگوں سے یہ منوانے کا ارادہ رکھتے تھے کہ وہ مسلم ہیں۔ یہی بات ان کی طرف سے مجرمانہ نیت یا مجرم ضمیر (mens rea) کا اظہار کرتی ہے۔ لہٰذا اس مقدمے کے تسلیم کردہ واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس موضوع پر بحث نہیں کی جاسکتی کہ سائلان کا یہ فعل کسی مجرمانہ ارادے یا مجرم ضمیر کے بغیر تھا کیونکہ سائلان اس بات کی کوئی دلیل بیان کرنے میں ناکام رہے ہیں کہ انہوں نے شہر کے پُر ہجوم بازاروں میں چلتے پھرتے وقت کلمہ طیبہ کے بیج (badge) کس وجہ سے لگا رکھے تھے، سوائے اس کے کہ وہ مسلم ہونے کا بہانہ کرتے تھے یا دوسروں سے خود کو مسلم منوانا چاہتے تھے۔'' (PLD 1988 Quetta 22)

لاہور ہائی کورٹ کے جناب جسٹس خلیل الرحمٰن خان نے قادیانیوں کے صد سالہ جشن پر پابندی لگاتے ہوئے اپنے ایک مفصل فیصلہ میں لکھا:

''قادیانیوں کے نزدیک غیر قادیانی یا غیر احمدی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس طرح انہوں نے اپنی علیحدہ امت بنالی ہے جو امت مسلمہ کا حصہ نہیں، یہ چیز خود ان کے طرز عمل اور عقائد سے ثابت ہے، وہ مسلمانوں کو اپنی ملت سے خارج گردانتے ہیں۔ قادیانی حضرات حکومت برطانیہ کے زیر سایہ خود کو مسلمان ظاہر کر سکتے تھے، اب ایسا نہیں کر سکتے، کیونکہ مسلمانوں کے نزدیک مرزا قادیانی امتِ مسلمہ میں انتشار و تفریق پیدا کر کے انگریزوں کے مفادات کے لیے کام کرتا رہا

تھا.........مرزا صاحب کے مخصوص دعویٰ کے پیش نظر یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ قادیانی حضرات مرزا صاحب کو حضرت محمد ﷺ کا بدل مانتے ہیں۔ اس لیے جھنڈوں پر لکھے ہوئے اور بیجوں پر تحریر شدہ الفاظ ''محمد رسول اللہ'' کا استعمال ہر احمدی کی اپنی ذمہ داری ہے کیونکہ ایسا کرنا رسول اکرم ﷺ کے مقدس نام کی بے حرمتی کرنے کے مترادف ہے۔ بلاشبہ ایسا فعل دفعہ 295۔سی ت پ کے دائرہ میں آتا ہے۔'' (PLD 1992 Lahore-1)

سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بنچ نے شعائر اسلامی استعمال کرنے پر قادیانیوں کے خلاف اپنے ایک تاریخ ساز فیصلہ میں لکھا:

''یہ بات قابل غور ہے کہ صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے قوانین، ایسے الفاظ اور جملوں کے استعمال کا تحفظ کرتے ہیں، جن کا مخصوص مفہوم و معنی ہو اور اگر وہ دوسروں کے لیے استعمال کیے جائیں تو لوگوں کو دھوکا دینے اور گمراہ کرنے کا سبب بن سکتے ہیں۔ جو لوگ دوسروں کو دھوکا دیتے ہیں، ان کی حوصلہ شکنی ہونی چاہیے۔ پاکستان ایسی نظریاتی ریاست میں قادیانی جو کہ غیر مسلم ہیں، اپنے عقیدہ کو اسلام کے طور پر پیش کر کے دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ یہ بات خوش آئند اور لائق تحسین ہے کہ دنیا کے اس خطے میں عقیدہ آج بھی ہر مسلمان کے لیے سب سے قیمتی متاع ہے، وہ ایسی حکومت کو ہرگز برداشت نہیں کرے گا جو اسے ایسی جعل سازیوں اور دسیسہ کاریوں سے تحفظ فراہم کرنے کو تیار نہ ہو۔ قادیانی اصرار کرتے ہیں کہ انہیں نہ صرف اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر پیش کرنے کا لائسنس دیا جائے بلکہ وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ اسلام کی انتہائی محترم و مقدس شخصیات کے ساتھ استعمال ہونے والے القابات اور خطابات وغیرہ کو ان غیر مسلموں (مرزا قادیانی اور اس کے خلیفوں) کے ناموں کے ساتھ چسپاں کیا جائے، جو مسلم شخصیات کی جوتی کے برابر بھی نہیں۔ حقیقتاً مسلمان اس اقدام کو اپنی عظیم ہستیوں کی بے حرمتی اور توہین و تنقیص پر محمول کرتے ہیں۔ پس قادیانیوں کی طرف سے ممنوعہ القابات اور شعائر اسلامی کے استعمال پر

اصرار اس بارے میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہنے دیتا کہ وہ قصداً ایسا کرنا چاہتے ہیں جو نہ صرف ان مقدس ہستیوں کی بے حرمتی کرنے بلکہ دوسروں کو دھوکا دینے کے مترادف بھی ہے۔ اگر کوئی مذہبی گروہ (قادیانیت) دھوکا دہی اور فریب کاری کو اپنا بنیادی حق سمجھ کر اس پر اصرار کرے اور اس سلسلے میں عدالتوں سے مدد کا طلبگار ہو تو اس کا خدا ہی حافظ ہے۔ اگر قادیانی دوسروں کو دھوکا دینے کا ارادہ نہیں رکھتے تو وہ اپنے مذہب کے لیے نئے القابات وغیرہ کیوں وضع نہیں کر لیتے؟ کیا انہیں اس بات کا احساس نہیں کہ دوسرے مذاہب کے شعائر، مخصوص نشانات، علامات اور اعمال پر انحصار کر کے وہ خود اپنے مذہب کی ریاکاری کا پردہ چاک کریں گے۔ اس صورت میں اس کے معانی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ان کا نیا مذہب، اپنی طاقت، میرٹ اور صلاحیت کے بل پر ترقی نہیں کر سکتا یا فروغ نہیں پا سکتا بلکہ اسے جعل سازی و فریب پر انحصار کرنا پڑ رہا ہے؟ آخر کار دنیا میں اور بھی بہت سے مذاہب ہیں، انہوں نے مسلمانوں یا دوسرے لوگوں کے القابات وغیرہ پر کبھی غاصبانہ قبضہ نہیں کیا، بلکہ وہ اپنے عقائد کی پیروی اور اس کی تبلیغ بڑے فخر سے کرتے ہیں۔

...... ہر مسلمان کے لیے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ اپنے بچوں، خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔'' (صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان)

کیا ایسی صورت میں کوئی کسی مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا دل آزار مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے تخلیق کیا ہے سننے، پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟

ہمیں اس پس منظر میں قادیانیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر قادیانیوں کے اعلانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیے اور اس ردعمل کے بارے میں سوچنا چاہیے، جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہو سکتا تھا۔ اس لیے اگر کسی قادیانی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائر اسلام کا اعلانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی

اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور ''رُشدی'' تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ اگر قادیانیوں کو سرعام جلوس نکالنے یا جلسہ کرنے کی اجازت دی جائے تو یہ خانہ جنگی کی اجازت دینے کے برابر ہے۔ یہ محض قیاس آرائی نہیں، حقیقتاً ماضی میں بارہا ایسا ہو چکا ہے اور بھاری جانی و مالی نقصان کے بعد اس پر قابو پایا گیا۔ ردعمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی قادیانی سرعام کسی پلے کارڈ، بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائشی دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ اعلانیہ رسول اکرم ﷺ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز نقض امن عامہ کا موجب بن سکتی ہے، جس کے نتیجہ میں قادیانیوں کے جان و مال کا نقصان ہوسکتا ہے۔

......ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ قادیانیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور معمولات کے لیے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دُشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لیے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں اور وہ اپنے تہوار امن و امان کا کوئی مسئلہ یا اُلجھن پیدا کیے بغیر پُرامن طور پر مناتے ہیں۔

......بہرحال قادیانیوں پر لازم ہے کہ وہ آئین و قانون کا احترام کریں اور انہیں اسلام سمیت کسی دوسرے مذہب کی مقدس ہستیوں کی بے حرمتی یا توہین نہیں کرنی چاہیے نہ ہی ان کے مخصوص خطابات، القابات و اصطلاحات استعمال کرنے چاہیے۔''

جناب جسٹس عبدالقدیر چودھری، جناب جسٹس ولی محمد خاں،

جناب جسٹس محمد افضل لون، جناب جسٹس سلیم اختر

(ظہیر الدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718ء)

اعلیٰ عدالتوں کے اتنے سارے فیصلوں کی موجودگی میں کسی ذی شعور کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ حکومت سے قادیانیوں کو آئین میں غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے والی ترمیم کے خاتمہ کا مطالبہ کرے۔ یہ بات معمولی پڑھا لکھا شخص بھی جانتا ہے کہ کسی بھی ملک کی پارلیمنٹ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی شخص یا جماعت کے بارے میں ملک کے مفاد کے پیش نظر کوئی بھی فیصلہ کر سکتی ہے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ بھی 1974ء میں ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر کیا تھا۔ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس میں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر کو اپنا موقف پیش کرنے کا پورا پورا موقع دیا گیا اور اس خصوصی اجلاس میں مرزا ناصر نے اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار کی جرح کے دوران تسلیم کیا کہ ملک کی پارلیمنٹ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی شخص یا جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دے سکتی ہے۔ جناب یحییٰ بختیار کی جرح کے دوران مرزا ناصر نے اپنے ان تمام مذہبی عقائد کو تسلیم کیا جس پر پوری امت مسلمہ کو نہ صرف شدید اختلاف ہے بلکہ وہ اسے' اپنے مذہب میں مداخلت بھی سمجھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کی ان عقائد پر ہٹ دھرمی کی وجہ سے ملک عزیز میں کئی بار لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال بھی پیدا ہوئی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ قادیانیوں کو پابند کیا جائے کہ وہ آئین اور قانون کا احترام کریں۔

☆

اداریہ اخبار العالم (مکہ مکرمہ)

لاہور، ۲۳/ جون- رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے ہفت روزہ اخبار العالم الاسلامی نے اپنے اداریہ میں لکھا ہے کہ قادیانیوں نے جس طرح پاکستان میں غنڈہ گردی کی ہے اور پاکستانی شہریوں پر حملہ کیا ہے، اس کے بعد اب حکومت پاکستان کے لیے نہایت ناگزیر ہو گیا ہے کہ وہ ان کے بارے میں کوئی ٹھوس قدم اٹھائے۔ اس امن شکن گروہ نے جس طرح ملکی قانون کو ہاتھ میں لے کر امن عامہ کو تباہ کرنے کی کوشش کی ہے، اس لیے اس کا مکمل علاج ضروری ہو چکا ہے۔ کہا گیا ہے حکومت پاکستان سے یہ بات بھی مخفی نہیں ہے کہ مرزائیوں نے پاکستان کے اندر ''ریاست در ریاست'' قائم کر رکھی ہے۔ یہی بات حکومت کے لیے کافی وجہ جواز ہے کہ وہ اس فرقہ کا قلع قمع کرے۔

یہ فرقہ درحقیقت اسلام کے خلاف ایک منظّم تحریک ہے جو مرزا غلام احمد کو نبی مانتا ہے اور دنیا کے اندر فساد پھیلا رہا ہے، اسلام کے اُصول وحقائق کو مسخ کر رہا ہے اور اپنی افترا پردازیوں کے ذریعہ مسلمان عوام کو گمراہ کیے جا رہا ہے۔ پاک و ہند کے علماء اور عالم اسلام کے اہل علم حضرات بارہا اس بات کا اظہار کر چکے ہیں کہ قادیانی تحریک دائرہ اسلام سے خارج ہے اور برطانوی حکام کی کوششوں سے یہ وجود میں آئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ قادیانی تحریک اور برطانیہ کے درمیان آج تک مضبوط رشتے اور روابط پائے جاتے ہیں۔ لیکن یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ اس خارج از اسلام تحریک کو پاکستان کے اندر حمایت حاصل ہوتی رہی ہے بل کہ مرزائی مسلمانوں کی صفوں میں اسلام کا لبادہ اوڑھ کر گھس رہے ہیں اور حکومت کی مشینری کے اندر اور حکومت کے نہایت اہم محکموں میں گھس رہے ہیں۔ اس کا سبب دراصل وہ زبردست سہولتیں ہیں جو قادیانی لڑکوں کو مالی اور اخلاقی امداد کی شکل میں ملتی رہتی ہیں اور ان سہولتوں کے بل بوتے پر وہ یورپ کے مختلف تعلیمی اداروں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے ہیں تاکہ جب وہ

پاکستان آئیں تو وہ اونچے اونچے مناصب کی بدولت اس گمراہ تحریک کو زیادہ قوت کے ساتھ پھیلائیں۔ سعودی عرب کے فرماں رَوا شاہ فیصل نے مرزائیوں کو ارض مقدسہ سے نکال باہر کرنے کے لیے نہایت دانش مندانہ اقدام کیا ہے۔ نیز مکہ معظمہ کی اسلامی کانفرنس بھی اپنی حکیمانہ قرارداد میں یہ ثبت کر چکی ہے کہ قادیانیت ایک استعماری سازش ہے اور مسلمانوں کے عقیدہ اور مسلم اتحاد کے خلاف اسے برپا کیا گیا ہے۔

رابطہ عالم اسلامی حکومت پاکستان سے توقع رکھتا ہے کہ وہ پوری صراحت کے ساتھ قادیانیوں کو غیر مسلم فرقہ قرار دے گی۔ اس فرقہ کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ اقدام نہ صرف پاکستان کے مفاد کے لیے ضروری ہے بل کہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس سے دنیا کے مسلمان اس فیصلہ کے بعد قادیانیت کی حقیقت اور اس کے سامراجی عزائم سے پوری طرح آگاہ ہو جائیں گے۔

(روزنامہ نوائے وقت، لاہور

مورخہ ۲۴ر جون ۱۹۷۴ء)

☆

ایک پُرفریب نعرہ

(خاتم النبیین کا مفہوم ''احمدیوں'' کی نظر میں)

از غلام احمد پرویز

ان دنوں ''احمدی'' حضرات نے بار بار اعلان کرنا شروع کر دیا ہے کہ ہم بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ ختم نبوت پر ہمارا بھی ایمان ہے، اس قسم کی شہ سرخیوں کے ساتھ وہ مرزا صاحب کی تحریروں کے ایسے اقتباسات پیش کرتے ہیں جن میں انھوں نے اعلان کیا تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں وہ ان اعلانات اور بیانات کو اس شد و مد اور اصرار و تکرار کے ساتھ شائع کر رہے ہیں کہ وہ لوگ جو ان دعاوی کی حقیقت سے واقف نہیں (اور اصل تو یوں ہے کہ ہم میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو مرزا صاحب کے حقیقی دعاوی اور ''احمدی'' حضرات کے معتقدات کے متعلق صحیح اور پوری معلومات رکھتے ہوں) اس فریب میں آ جاتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں کہ جب ''احمدی'' بھی رسول اللہ کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں تو پھر ان سے جھگڑا کس بات کا ہے؟

ان حالات میں ضروری ہے کہ ہم دیکھیں کہ مرزا صاحب کا دعویٰ کیا تھا اور احمدی حضرات جو اعلانات کر رہے ہیں ان کا صحیح مفہوم کیا ہے۔

۲۔ قرآن کریم کی مشہور آیت ہے:

ترجمہ: محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں وہ خدا کے رسول ہیں اور خاتم النبیین۔

پہلا مفہوم

قرآن کریم میں خاتم النبیین کے الفاظ اسی مقام پر آئے ہیں، لفظی معنی ان کے ہیں ''نبیوں کی مہر'' اور چوں کہ مُہر کسی شے کو بند کرنے کے بعد لگائی جاتی ہے (اسے انگریزی میں

Seal کرنا کہتے ہیں) اس لیے اس سے مراد سلسلہ انبیاء کی آخری کڑی ہے یعنی وہ نبی جو اس سلسلہ کے آخر میں آیا اور اس طرح اس کی ذات گرامی پر نبوت کا خاتمہ ہو گیا اسے ختم نبوت کہتے ہیں۔ قرآن کریم کی اس اصطلاح کے شروع سے یہی معنی لیے جاتے رہے ہیں اور اپنے دعویٰ نبوت سے پہلے خود مرزا صاحب بھی اس سے یہی مراد لیتے تھے، دو ایک اقتباسات ملاحظہ فرمائیے:

''کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم و صاحب فضل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا اور ہمارے نبی نے اہل طلب کے لیے۔ اس کی تفسیر اپنے قول لا نبی بعدی میں واضح طور پر فرما دی اگر ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں گے تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے اور یہ صحیح نہیں، جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کیوں کر آسکتا ہے درآں حال یہ کہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ فرما دیا۔'' (حمامۃ البشریٰ، ص ۳۴)

دوسرے مقام پر لکھا:

''آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔'' (کتاب البریہ، ص ۱۸۴ حاشیہ)

انہوں نے اپنے ایک اشتہار میں جو ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو شائع کیا تھا۔ لکھا کہ:

''میں سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔

ان اقتباسات سے آپ نے دیکھ لیا کہ خود مرزا صاحب بھی قرآنی اصطلاح ،خاتم النبیین کے معنی ''آخری نبی'' کرتے تھے اور ختم نبوت سے یہی مفہوم لیتے تھے کہ رسول اللہ کی ذات گرامی پر نبوت کا خاتمہ ہو گیا اور حضور کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

دوسرا مفہوم (ابتدائی دَور کے بعد)

۳۔ یہ مرزا صاحب کا ابتدائی دَور تھا اس کے بعد جب انھوں نے دعویٰ نبوت کا سوچا تو قرآن کی اس اصطلاح ''خاتم النبیین'' کے معنی بدل دیے اور کہا کہ اس سے مراد ہے وہ نبی جس کی مُہر تصدیق سے نبی بن سکیں چناں چہ انہوں نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھا:

''جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا، اور وہ خاتم الانبیاء بنے مگر ان معنوں سے نہیں کہ آیندہ اس سے روحانی فیض نہیں ملے گا بل کہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں اور ایک وحی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لیے امتی ہونا لازمی ہے۔ (صفحہ ۲۷)

ان کے ملفوظات میں ہے:

''خاتم النبیین کے بارے میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح آں حضرت کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو، وہ صحیح نہیں ہے۔ (ملفوظات احمدیہ، حصہ پنجم ص ۲۹۰ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی)

مرزا صاحب خلیفۂ اول (حکیم نور الدین صاحب) سے ایک شخص نے سوال کیا:

خاتم النبیین رسول تھے تو پھر نبی ہونے کا دعویٰ کس طرح ہو سکتا ہے؟

جواب دیا کہ خاتم، مہر کو کہتے ہیں جب نبی کریم مہر ہوئے، اگر ان کی امت میں کسی قسم کا نبی نہ ہوگا تو وہ مہر کس طرح ہوئے یا مہر کس پر لگی۔ (اخبار الفضل،

قادیان مورخہ ۲۲ رمئی ۱۹۲۲ء)

مرزا صاحب کے خلیفہ ثانی میاں محمود احمد نے اپنے خطبہ جمعہ میں کہا:

''کہا گیا ہے کہ (قادیانی صاحبان) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے لیکن مجھے افسوس آتا ہے ان لوگوں پر جو یہ کہتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا اور باوجود اس کے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بھی کہتے ہیں۔ وہ خاتم یعنی مُہر ہی کیا ہوئی جو کسی کاغذ پر نہ لگی اور اس نے کسی کاغذ کی تصدیق نہ کی۔ اسی طرح نبی کریم خاتم النبیین کیا ہوئے جب کسی انسان پر آپ کی نبوت کی مہر نہ لگی اور آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوا۔ اگر آپ کی امت میں کوئی نبی نہیں ہے تو آپ ''خاتم النبیین'' بھی نہیں ہیں۔

(الفضل، قادیان مورخہ ۱۵ ر جون ۱۹۱۵ء)

تصریحات بالا سے یہ حقیقت سامنے آ گئی کہ:

۱۔ جب ہم (مسلمان) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہتے ہیں تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ حضور سلسلہ انبیاء کی آخری کڑی ہیں اور نبوت آپ کی ذات گرامی پر ختم ہو گئی۔

۲۔ لیکن جب ''احمدی'' حضرات حضور کو خاتم النبیین کہتے ہیں تو اس سے ان کی مراد ہوتی ہے وہ نبی جس کی مُہر تصدیق سے مرزا صاحب کو نبوت ملی۔

یعنی ہم ''خاتم النبیین'' سے مراد ختم نبوت لیتے ہیں اور یہ حضرات اس سے مفہوم اجرائے نبوت لیتے ہیں۔ اسی بنا پر حکیم نورالدین صاحب نے احمدیوں سے کہا تھا کہ تم خاتم النبیین کے الفاظ کا خوب چرچا کرو لیکن اس سے مفہوم اپنا لو۔ یہ ہے وہ تکنیک جس سے احمدی حضرات آج کل اس شدومد سے کام لے رہے ہیں۔ ان کی اس مغالطہ آفرینی اور فریب دہی کا علاج یہ ہے کہ جب یہ خاتم النبیین کہیں تو ان سے پوچھا جائے کہ اس سے آپ کی مراد کیا ہے؟ ''آخری نبی'' یا ''وہ جس کی مہر سے دوسرے لوگ بھی نبی بن سکتے ہیں'' ان کے جواب سے بات صاف ہو جائے گی اور ان کا پردہ چاک۔

ربوہ سے شائع ہونے والے روزنامہ الفضل کی ۲۳؍اپریل ۱۹۷۴ء کی اشاعت میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے ''احمدیت کے متعلق مخالفین کی پیدا کردہ غلط فہمیوں کا جواب''۔ اس میں اس فرق کو واضح کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ مسلمان فرقے اس سے جو مفہوم لیتے ہیں (یعنی نبوت کا خاتمہ) اس سے (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گھٹتی ہے اور احمدی اس کا جو مفہوم لیتے ہیں (یعنی جن کی مہر سے نبی بن سکتے ہیں) اس سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعزت وعظمت قائم ہوتی ہے۔ یہ اپریل ۱۹۷۴ء کی بات تھی لیکن ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کے بعد یہ حضرات اس اصطلاح کو تو بار بار پیش کرتے ہیں اور بہ شدومد کہتے ہیں کہ ہمارا اس پر ایمان ہے لیکن اس کا مفہوم کبھی نہیں بتاتے جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ ان سے متعین طور پر پوچھا جائے کہ اس سے تمہاری مراد کیا ہے؟

خاتم النبیین مرزا صاحب ہیں

اوپر بتایا جا چکا ہے کہ مرزا صاحب نے یہ دعویٰ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور وہ آپ کی مہر تصدیق سے نبی بنے ہیں لیکن اس کے بعد یہ دعویٰ کیا گیا کہ خاتم النبیین (معاذ اللہ معاذ اللہ) خود مرزا صاحب ہیں چناں چہ میاں محمود احمد سے خود ان کے متبعین میں سے کسی نے یہ سوال کیا کہ جب حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) کے بعد بھی نبی آنے کا امکان ہے تو آپ کو آخری زمانے کا نبی کہنے کا مطلب کیا ہے؟

میاں صاحب نے جواب میں کہا:

> ''آخری زمانے کا نبی'' اصطلاح ہے جس کا مطلب ہے کہ آپ کے توسط کے بغیر کسی کو نبوت کا درجہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ اب کوئی نبی ایسا نہیں آسکتا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست تعلق پیدا کر کے وہ نبی بن سکے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں، میری اتباع کے بغیر کسی کو قرب الٰہی حاصل نہیں ہوسکتا، پس آئندہ خواہ کوئی نبی ہو اس کے لیے حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا ضروری ہے۔ (الفضل، قادیان مورخہ ۲؍مئی ۱۹۲۳ء)

دوسرے مقام پر میاں محمود صاحب اس کی وضاحت ان الفاظ سے کرتے ہیں:

''پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جب کوئی نبی آجائے تو پہلے نبی کا علم بھی اسی کے ذریعے سے ملتا ہے یوں اپنے طور پر نہیں مل سکتا اور بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی کے لیے بمنزلہ سوراخ کے ہوتا ہے، پہلے نبی کے آگے دیوار کھنچ جاتی ہے اور کچھ نظر نہیں آتا، سوائے آنے والے نبی کے ذریعے دیکھنے کے۔ یہی وجہ ہے کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو حضرت مسیح موعود نے پیش کیا اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے اور کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے۔ اسی طرح رسول کریم کا وجود اس ذریعہ سے نظر آئے گا کہ حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دیکھا جائے، اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علاحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو اسے کچھ نظر نہیں آئے گا۔ ایسی صورت میں اگر کوئی قرآن کو بھی دیکھے گا تو وہ اس کے لیے یھدی من یشاء والا قرآن نہیں، یضل من یشاء الا قرآن ہوگا۔ (خطبہ جمعہ میاں محمود احمد مندرجہ الفضل بابت ۱۵ر جولائی ۱۹۲۴ء)

آپ نے غور فرمایا کہ پہلے یہ کہا گیا کہ رسول اللہ کی مہر تصدیق کے بغیر کوئی نبی نہیں بن سکتا اور اس کے بعد یہ دعویٰ کیا کہ رسول اللہ کی مہر تصدیق سے نہیں بل کہ اب ہر فیض مرزا صاحب کے اتباع سے حاصل ہوگا۔

آخری نبی مرزا صاحب ہیں

اس کے باوجود ''آخری نبی'' کا خیال مرزا صاحب کے ذہن میں موجود رہا اور انھوں نے یہ اعلان کر دیا کہ آخری نبی رسول اللہ نہیں (معاذ اللہ) مَیں ہوں چناں چہ انھوں نے اعلان کیا کہ:

''ہلاک ہو گئے وہ جنھوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک ہے وہ جس نے مجھے پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور اس کے

سب نوروں میں سے آخری نور۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیوں کہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔'' (کشتی نوح:۵۶)

ہم سمجھتے ہیں کہ اس کے بعد کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ضرورت صرف یہ رہ جاتی ہے کہ مرزا صاحب کے دعاوی اور ان کے متبعین کے ان معتقدات کو اس قدر عام کیا جائے کہ ہر مسلمان ان سے واقف ہو جائے۔

(روزنامہ نوائے وقت، لاہور

۳؍جولائی ۱۹۷۴ء)

☆

مراسلات

تاریخ اشاعت: ۱۲؍جون ۱۹۷۴ء

مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد

(اس کی اپنی تحریرات کی رُو سے)

۱۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا......اور (قادیان) اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لیے نشان ہے۔ (دافع البلاء مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

۲۔ میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔ (مرزا غلام احمد قادیانی کا خط بنام اخبار عام، لاہور مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء)

۳۔ میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں پہلے بھی کئی نبی گزرے ہیں جنہیں تم لوگ سچا مانتے ہو۔ (اعلان از مرزا غلام احمد قادیان مندرجہ اخبار بدر، قادیان مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۰۸ء)

۴۔ خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ (چشمۂ معرفت، ص ۳۱۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

۵۔ میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی، ص ۶۸ مصنفہ مرزا قادیانی)

۶۔ خدا نے ہزار ہا نشانیوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی نبی گزرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی۔ (ایضاً ص: ۱۴۸)

۷۔ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ تورات اور انجیل اور قرآن حکیم پر ہے۔ (تبلیغ رسالت، ج ۶، ص ۶۴)

۸۔ میرے نزدیک نبی اس کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام قطعی اور یقینی اور بہ کثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو اسی لیے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ (تجلیات الٰہیہ، ص ۲۶ مصنفہ مرزا غلام احمد)

۹۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ (اخبار بدر، قادیان مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

۱۰۔ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔ (اعلان مرزا غلام احمد منقول از اخبار الفضل، قادیان مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء)

نوٹ: کیا ان اقتباسات کی روشنی میں اس بات سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ مرزا غلام احمد نے نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا اور کیا ایسا دعویٰ رکھنے والا مجدد، ملہم اور محدث کہلانے کا حق رکھتا ہے یا اسے ایسا مانا جا سکتا ہے۔ کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا!!

☆ سب مسلمانوں نے مجھے قبول کر لیا اور میری دعوت کی تصدیق کی مگر کنجریوں اور بدکار عورتوں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا۔ (آئینہ کمالات اسلام، ص ۵۴۷ مصنفہ غلام احمد قادیانی)

احسان الٰہی ظہیر

☆

تاریخ اشاعت: ۱۲/جون ۱۹۷۴ء

لاہوری مرزائی پارٹی اور مرزا غلام احمد کے عقائد

مکرمی! لاہور ۱۱/جون کے اخبار روزنامہ نوائے وقت، لاہور میں لاہوری مرزائی پارٹی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگز کی طرف سے پہلے صفحہ پر ایک اشتہار بہ عنوان "حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے عقائد ان کی اپنی تحریرات کی رُو سے" دیکھنے اور پڑھنے میں آیا۔ جس میں مرزا صاحب کے چھ عقائد لکھ کر مسلمانوں کو یہ دھوکا دینے اور ورغلانے کی کوشش ناتمام کی گئی ہے کہ مرزا غلام احمد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت کو کافر جانتے ہیں۔ ہاں انہوں نے مجدد و محدث ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کے بعد اراکین انجمن احمدیہ اشاعت اسلام نے اپنے عقائد کا اظہار کرتے ہوئے یوں برات کا اعلان کیا ہے کہ اراکین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا عقیدہ حضرت مرزا صاحب کے مندرجہ بالا اعلانات کے مطابق ہے اور ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اراکین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے ایک ایسی بات کہی ہے جو کہ سراسر مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی اور تصانیف کے خلاف ہے اور یہ توجیہہ مالا یرضی بہ القائل ہے۔ مرزا صاحب اپنے عقائد کا اعلان واظہار برملا ڈنکے کی چوٹ پر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

۱۔ سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں ایک رسول بھیجا۔ (دافع البلاء، ص ۱۵۰، تازیانہ عبرت، ص ۱۲)

۲۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی، ص ۶۷)

۳۔ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا قرآن پر (حوالہ اربعین، ص ۴، ۱۹)

۴۔ میں مرزا غلام احمد مسیح موعود اور امام الزمان اور مجدد وقت اور ظلی طور پر رسول اور نبی اللہ ہوں اور مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ (تازیانہ عبرت بہ دستخط مرزا خود بہ عدالت)

۵۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین ہزار معجزات ہیں۔ تحفہ گولڑویہ، ص ۶۷ پر معجزات کی تعداد دس لاکھ ہے۔ (براہین احمدیہ، ص ۵۷)

میں نے مندرجہ بالا حوالے مرزا غلام احمد قادیانی کی تصنیفات سے پیش کیے ہیں جن میں مرزا نے بالکل صاف الفاظ میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے، اب لاہوری مرزائی اپنے دلائل کی روشنی میں مدعی نبوت پر اگر لعنت بھیجنے کے دعویٰ میں سچے ہیں تو وہ اعلان کریں کہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت پکا مرتد اور کافر ہے۔

عام مسلمانوں کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ مرزائیوں سے ہمارا صرف یہ اختلاف نہیں کہ مرزا صاحب نبی تھے یا مجدد تھے بل کہ ہمارا اور ان کا اختلاف ایمان و کفر پر ہے، ہم ان کو ان کے دعویٰ نبوت کی وجہ سے مسلمان ہی نہیں سمجھتے اور نہ ان کے مسلمان سمجھنے والوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ پھر ان باتوں سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ صاحب ہم انہیں نبی نہیں مانتے ہیں صرف مجدد مانتے ہیں۔

قاضی محمد مظفر اقبال رضوی

صدر جمعیت علماء پاکستان

حلقہ ٹکسالی دروازہ، لاہور

☆

تاریخ اشاعت: ۱۸ر جون ۱۹۷۴ء

کیا فرماتے ہیں ''لاہوری حضرات''

مرزا غلام احمد کے چند دعوے

روزنامہ نوائے وقت ۱۰ر جون میں ایک اشتہار احمدی لاہوری گروپ نے چند اقوال مرزا غلام احمد قادیانی کے لکھے ہیں جس میں کہا گیا کہ مرزا صاحب ختم نبوت پر ایمان رکھتے تھے۔ (اب ذرا مرزا صاحب کے یہ دعوے) ملاحظہ کیجیے:

دعوی خدائی

☆ میں نے اپنے تئیں خدا کے طور پر دیکھا اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میں وہی ہوں جس نے آسمان کو تخلیق کیا۔ (آئینۂ کمالات۔ ایگز بٹ ۵۶۴ مصنفہ مرزا غلام احمد)

نبوت کے دعوے

☆ پس مسیح موعود (مرزا غلام احمد) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ (کلمۃ الفصل، صفحہ ۱۵۸ مصنفہ مرزا بشیر احمد، اپریل ۱۹۱۵ء)

☆ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین ہزار معجزات ہیں۔ (تحفہ گولڑویہ، صفحہ ۶۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

☆ میرے معجزات کی تعداد دس لاکھ ہے۔ (براہین احمدیہ، صفحہ ۵۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

☆ ہمارا دعوی ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ (اخبار البدر، ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

☆ یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ (حقیقۃ النبوۃ از مرزا بشیر الدین محمود احمد، صفحہ ۲۲۸)

☆اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں تو میں اسے ضرور کہوں گا تُو جھوٹا ہے، کذاب ہے، آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔ (انوار خلافت، صفحہ ۶۵)

☆کوئی شخص کسی بھی منصب جلیلہ تک پہنچ سکتا ہے، یہاں تک کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی آگے نکل سکتا ہے۔ (الفضل، مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

☆خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا اور مجھے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا۔ (ایک غلطی کا ازالہ، صفحہ ۱۰)

☆آں حضرت عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے حالاں کہ مشہور تھا کہ اس میں سُور کی چربی پڑی ہے۔ (تحریر: مرزا غلام احمد۔ اخبار الفضل، قادیان مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء)

محمد پھر اُتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(قاضی ظہور الدین اکمل، منقول از اخبار پیغام صلح، لاہور مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۶ء)

☆حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔ (ایک غلطی کا ازالہ، صفحہ نمبر ۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

☆ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ (دافع البلاء، صفحہ ۲۰)

کربلا نیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

☆میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے، میرے گریبان میں سو (۱۰۰) حسین پڑے ہیں۔ (نزول المسیح، صفحہ ۹۹ مصنفہ مرزا غلام احمد)

☆کل مسلمانوں نے مجھے قبول کر لیا اور میری دعوت کی تصدیق کر لی مگر

کنجریوں اور بدکاروں کی اولاد نے مجھے نہ مانا۔ (آئینۂ کمالات، صفحہ ۵۴۷)

☆ جو شخص میرا مخالف ہے وہ عیسائی یہودی مشرک اور جہنمی ہے۔

(نزول المسیح، صفحہ ۴)

☆ میرے مخالف جنگلوں کے سُور ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر۔ (نجم الہدیٰ، صفحہ ۵۳ مصنفہ مرزا غلام احمد)

☆ جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے حلال زادہ نہیں ہے۔ (انوار الاسلام، صفحہ ۳۰)

☆ جو شخص مجھ پر ایمان نہیں رکھتا، وہ کافر ہے۔ (حقیقۃ الوحی، صفحہ ۱۶۳)

☆ ان لوگوں کے پیچھے نماز مت پڑھو جو مجھ پر ایمان نہیں رکھتے۔

(فتاویٰ احمدیہ، جلد اول، صفحہ ۱۸)

☆ اور میں یقین رکھتا ہوں جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیوں کہ مجھے مسیح و مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔ (ضمیمہ بہ عنوان گورنمنٹ کی توجہ کے لائق۔ شہادۃ القرآن، صفحہ ۱۷)

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، صفحہ ۴۱ مصنفہ مرزا غلام احمد)

☆ یہ اور بات ہے، ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضا مند ہوئے تو خوشی سے نہیں بل کہ مجبوری سے اور پھر کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔

(بیان مرزا محمود خلیفہ ربوہ۔ اخبار الفضل مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء)

ان تحریروں کی روشنی میں جواب دیجیے کیا مرزا صاحب (غلام احمد قادیانی) کو مجدد، ولی یا نبی ماننا جائز ہے؟؟؟

محمد ظفر عادل
مکان نمبر ۶، گلی نمبر ۱۶ تیزاب احاطہ، لاہور

☆

تاریخ اشاعت: ۱۹ر جون ۱۹۷۴ء

قادیانی اور پاکستان

مکرمی! حال کے واقعات نے قادیانیوں کو بالکل بے نقاب کر دیا ہے، دراصل یہ فرقہ سیاسی ہے۔ مذہب کا تو انہوں نے دھوکہ دینے کے لیے لبادہ پہن رکھا ہے۔ انگریزوں کے زمانہ میں باوجود یہ کہ یہ ان کا خود کاشتہ پودا تھا۔ انہیں وہ تفوق و عروج حاصل نہ تھا جو پاکستان میں انہیں حاصل ہوا ہے۔ قادیان جہاں سے یہ فرقہ نمودار ہوا، ضلع گورداس پور مشرقی پنجاب میں ایک قصبہ تھا وہاں مسلمان ہندو سکھ عیسائی اور مرزائی سب آباد تھے کسی کو آنے جانے کی کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے پیروؤں کی جائیدادیں تھیں، انگریز ان کے حامی تھے مگر انہوں نے قادیان پر ان کا تسلط نہیں قائم ہونے دیا تھا۔ تمام مقامی سرکاری ملازم تقریباً غیر مرزائی ہوتے تھے لیکن ربوہ میں تو ان کی ایک چھوٹی سی ریاست قائم ہو گئی جہاں ایک بھی مسلمان نہ آباد ہے نہ آباد ہو سکتا تھا۔

یہ چھوٹا سا فرقہ ہے مگر اس کے پیرو ملازمتوں میں اعلیٰ ترین عہدے حاصل کیے ہوئے ہیں، کاروبار پر چھائے ہوئے ہیں، تجارت ان کے ہاتھ میں ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ جوہری توانائی کمیشن میں پچاس فیصد قادیانی ہیں، اس لیے کہ ڈاکٹر عبدالسلام جو سائنس کا مشیر اعلیٰ ہے مرزائی ہے، اس کی سرپرستی سے مرزائی ادھر ادھر بھرتی کیے گئے۔ انہیں بیرون ملک بھیجا گیا۔

واپسی پر انہیں اٹومک انرجی ادارہ سے منسلک کر دیا گیا۔ مرزا ناصر احمد کے بیانات صاف ظاہر کرتے ہیں کہ پاکستان کی محبت ان کے دل میں ذرّہ بھر نہیں ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آکاش بانی یعنی آل انڈیا ریڈیو کا روزانہ چند منٹ مرزائیوں کی حمایت میں دیا کھیان اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ بھارتی حکومت کو مرزائیوں سے گہری دل چسپی ہے یہ کیوں ہے؟ اس لیے کہ چودھری ظفر اللہ خان کچھ عرصہ ہوا، بھارت گئے قادیان میں کئی دن قیام کیا، ان کے وہاں جانے کا یہ مقصد تھا۔ یہ سب اُمور شاہد ہیں کہ مرزائی صُرف اپنی بالادستی کے خواہاں ہیں، ملک جائے بھاڑ میں۔ ملک کو مضبوط کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ انہیں اقلیت قرار دے کر ان کی حد تعین کر دی جائے۔

اختر احسن

اسلامی مشن سنت نگر، لاہور

☆

مورخہ ۲۵ رجون ۱۹۷۴ء

1946ء کے انتخابات میں قادیانیوں کی مخالفت

از ابوبکر ہاشمی

نوائے وقت ۱۹ رجون میں مذکورہ بالا عنوان کے تحت چھپی ہوئی خبر کی تائید میں مزید گزارشات ہدیۂ ناظرین کرنا چاہتا ہوں تاکہ موجودہ نسل حالات سے باخبر ہو سکے

نسل نو کو خبر نہ ہو شاید
دن گزارے ہیں کیا کٹھن ہم نے

۱۹۴۶ء کے انتخابات کی ''کنویسنگ'' کے لیے جب ہمارے اسلامیہ کالج کے پرنسپل عمر حیات ملک نے فیصلہ کیا کہ چاہے نتیجہ کچھ بھی ہو اس نازک مرحلہ پر کالج کے طلبا کو بھی الیکشن کی مہم میں جھونک دینا چاہیے تو ہم بی ایس سی فائنل کے ساتھ آٹھ طلبا نے بھی ایک گروپ بنا کر اس

غرض کے لیے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ طالب علم رہنما سید قاسم رضوی جو کمشنر بن کر اب ریٹائر ہو چکے ہیں۔ اس مہم کے منتظم تھے۔ ہم تیار ہو کر ان کے پاس پہنچے تو انھوں نے دستور کے مطابق ایک مختصر تقریر اپنے کیمپ واقع ٹینس گراؤنڈ اسلامیہ کالج کے باہر کھڑے ہو کر کی اور ہمیں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دیکھیے آپ ہونے والے الیکشن میں مسلم لیگ کے امیدوار کی حمایت میں کنویسنگ کے لیے جا رہے ہیں، ہمیں افسوس ہے کہ ہم آپ کو بولنے کے لیے کوئی آلہ نہیں دے سکے کیوں کہ قوم غریب ہے اور لاؤڈ سپیکر وغیرہ مہیا نہیں کر سکتی، آپ کے پاس اس ضمن میں جو اہم آلات ہیں وہ آپ کے گلے ہیں ان کا خاص طور پر خیال رکھنا کیوں کہ یہ بے کار ہو گئے تو آپ کا مشن ادھورا رہ جائے گا، ہر روز نمکین پانی سے غرارے کرنا اور اگر نمک میسر نہ آئے تو سادہ پانی ہی استعمال میں لے آنا، اس کے بعد یک صد روپیہ دے کر کہا کہ یہ خطیر رقم ہنگامی ضرورت کے لیے دی جا رہی ہے اور یہ قوم کی امانت ہے، اس کا ناجائز تصرف گناہ کے مصداق ہوگا۔ اس کے بعد خدا حافظ کہہ کر ہمیں رخصت کر دیا، ہمارا قرعۂ فال بٹالہ کے علاقہ میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر امیدوار پیر سید بہاء الدین ایم اے، ایل ایل بی کی کنویسنگ کے لیے پڑا، اس حلقہ میں دو اور امیدوار تھے ان میں ایک تو ''یونی نسٹ پارٹی'' سے کھڑا کیا ہوا تھا اور دوسرا مرزائیوں کے قریب کا انڈی پنڈنٹ امیدوار تھا۔ سیاسی پوزیشن یہ تھی کہ قادیان کے قریب میں ہونے کی وجہ سے عام مسلمان قادیانیوں کے بہت مخالف تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ مرزائیوں کا امیدوار کسی قیمت پر کامیاب نہ ہونے پائے، دوسری طرف حکومت وقت کی برسر اقتدار پارٹی کی تمام مشینری اپنے یونی نسٹ امیدوار کی پشت پر تھی۔ نمبرداروں، ذیل داروں اور سفید پوشوں کو طرح طرح کے لالچ دیے جا رہے تھے، ان دنوں سیاسی بیداری بھی ابھی پیدا ہی ہو رہی تھی اور عام ووٹر نمبرداروں اور دوسرے سربراہان دیہہ کے اشاروں پر ناچتے تھے۔ ہم قومی جذبہ کے تحت اُٹھ کھڑے ہوئے مگر قدم قدم پر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، مسلم لیگ کا سبز پرچم ہمارے ہاتھ میں تھا اور ہم دیہات کے بازاروں اور گلیوں میں:

اُٹھا ہے کس شان سے
پیارا ہے جی جان سے
جھنڈا مسلم لیگ کا

گاتے پھر رہے تھے اور پھر ظہیر نیاز بیگی کے یہ اشعار بھی دیہاتیوں کا احساس کمتری دُور

کرنے کے لیے الاپنے پڑتے تھے؛

بھاویں تھانیدار ڈراوے
اکھیں کڈے تے دھمکاوے
اونوں آکھیں چل او جھلے
تیتھوں ڈریے کیہڑی گلے
توں ایں ساڈا چوکیدار
پرچی لیگ نوں دیں او یار

ہم میں ماسوائے چند، اکثریت ان طلبا کی تھی جنھوں نے اس سے قبل لاہور کے باہر قدم نہ رکھا تھا، سارا دن دیہات کی گلیوں کی خاک چھان کر جب ہم کھانا کھا کر یا کبھی نیم فاقہ کی حالت میں تھکن سے چُور ہو کر تنکوں کے بستر پر کسی گاؤں کی بیٹھک میں سو جاتے تھے تو اکثر میرے قریب میں لیٹے ہوئے ساتھی مجھے جگا دیتے تھے کہ یار ہاشمی یہ نیچے سے کیا کاٹ رہا ہے، کہیں کوئی سانپ تو نہیں۔ اس پر میں انھیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غار ثور میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہا ہوا ارشاد ''خوف نہ کھا، اللہ ہمارے ساتھ ہے'' سنا کر چپ کرا دیتا تھا۔ خیر یہ تکلیفیں تو کوئی معنی نہ رکھتی تھیں کہ ایسے موقعوں پر ان میں اذیت بھی ہوتی ہے اور مزا بھی پایا جاتا ہے مگر ہماری دیگر مشکلات جو تھیں وہ کچھ ایسی تھیں۔

ہندو اور سکھ نظریہ پاکستان سے کماحقہ' واقف تھے اور ہمارے مسلمان بھائی بالکل نابلد اور کورے۔ ان حالات میں غیر مسلم سامنے آ کر ایسے ایسے سوالات کرتے تھے کہ ہم نوجوان ذہنوں والے لاجواب سے ہو جاتے تھے، اس پر ہمارے مجاہد اُمیدوار پیر بہاء الدین جو بہت لکھے پڑھے، علم دوست اور نوجوان اعلیٰ پایہ کے وکیل تھے اور جن کو قائداعظم سے خاص عقیدت تھی۔ ہمارے آڑے آ جاتے تھے جس پر سکھ کہتے تھے کہ پیر صاحب آپ خاموش رہیں، آپ کو تو ہم روز سنتے ہیں، آپ ہمیں لاہور سے آئے ہوئے بھائیوں سے گفتگو کرنے دیں۔

عام مسلمان ہماری باتیں سن کر کہتے تھے کہ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں اور آپ کی باتیں دل کو لگتی بھی ہیں مگر ووٹ جب تک ہمارے گاؤں کا ''ہیڈ مین'' نہیں کہے گا ہم مسلم لیگ کو نہیں دیں گے لہٰذا آپ ہمیں پرچار کرنے کی بجائے ان سربراہان کو پکڑیں۔ ان حالات میں ہمیں ان

لوگوں کے در پر بھی اکثر حاضری دینی پڑی۔

تیسرے قادیانیوں کا پراپیگنڈہ یہ تھا کہ اگر ہمارے اُمیدوار کو ووٹ نہیں دیتے تو مسلم لیگ کے امیدوار کو ووٹ دو۔ اس سے بہ ظاہر تو مرزائی مسلم لیگ کے حق میں بول رہے تھے مگر اندرونی طور پر وہ مسلمانوں کے ووٹوں کو بُری طرح تقسیم کروا رہے تھے، ادھر کے لوگ چوں کہ مرزائیوں کے بُری طرح خلاف تھے لہذا مسلم لیگ کی حمایت کی وجہ سے (جو مرزائی دوسرے درجے پر کر رہے تھے) وہ لوگ مسلم لیگ کے متعلق بھی سوچنے لگ گئے تھے کہ کہیں یہ بھی مرزائیوں کی جماعت ہی نہ ہو، وغیرہ وغیرہ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کے ووٹ بُری طرح سے بٹ گئے اور فائدہ مرزائی امیدوار کو پہنچ گیا جس کو مرزائیوں کے سو فیصد ووٹ ملنے تھے، مرزائی امیدوار کامیاب ہو گیا اور دوسرے دونوں ہار گئے جن میں ایک قائداعظم کا ساتھی تھا جو مرزائیوں کی سازش سے کامیاب نہ ہو سکا۔

اس کے بعد لاہور دہلی دروازہ کے باہر قائداعظم کے جلسہ میں مَیں نے اسی پیر بہاء الدین کو دیکھا جو عام مسلمانوں میں کھڑا قائد کی تقریر سن رہا تھا اور دوسرے کامیاب امیدواران سٹیج پر بیٹھے تھے، پھر فسادات شروع ہو گئے اور اس بٹالہ کے علاقہ میں مسلمانوں پر قیامت ٹوٹ پڑی، مسلمانوں کا خوب قتل عام ہوا۔ ہم چوں کہ اس علاقہ کے چپہ چپہ کی دشت نوردی کر چکے تھے لہذا جب اخبارات میں ادھر کے حالات چھپتے تھے تو پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا تھا۔ مسلم لیگی گھرانوں کا تو بُرا حال ہوا۔ اس زمانہ میں پیر بہاء الدین کے پاس ان کے بھائی ہمارے کالج کے مشہور پروفیسر سید فیاض محمود جو اب ہوائی فوج میں تھے ''کنوائے'' (Convey) لے کر گئے تو پیر بہاء الدین نے انکار کر دیا اور کہا کہ مسلم لیگ کے سربراہ کی حیثیت سے میرا فرض ہے کہ جب تک ایک بھی مسلمان اس علاقہ میں موجود ہے۔ میں یہاں سے پاکستان نہ جاؤں اور ان کی بہ دستور مدد کرتا رہوں۔ ہاں میری لائبریری بڑی پیاری ہے اسے پاکستان لے جاؤ کہ وہاں کام آئے گی۔

نتیجہ یہ کہ اس مرد مجاہد نے اپنی جان مسلمانوں پر قربان کر دی اور شہید کر دیا گیا۔ سنا ہے کہ عام آدمی شاہ صاحب کے دبدبے سے گھبراتے تھے، انھیں تھانے بلا کر شہید کیا گیا اور ہاتھوں پر مارنے کے بعد چھریوں سے نشانات بنائے گئے کہ تخریب کاروں کے چاقوؤں سے شہید

ہوئے ہیں۔ اللہ اللہ کیا لوگ تھے اور کیا زمانہ تھا۔ قوم کردار کی بلندی پر تھی۔

یہ بات بھی تذکرہ طلب ہے کہ ہم ایسے جتنے گروپ پبلسٹی کے بعد واپس آئے انھوں نے دی ہوئی رقوم من وعن واپس جمع کروادیں اور جو تھوڑا بہت خرچ ہوا، اپنے پلّے سے کرتے رہے۔

☆

تاریخ اشاعت: ۲۵رجون ۱۹۷۴ء

مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت تھا!

نوائے وقت ۱۱رجون کے صفحہ اول پر لاہوری مرزائیوں کی ''احمدیہ انجمن اشاعت الاسلام'' کے سیکرٹری کی جانب سے ایک اشتہار شائع ہوا جس میں انھوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریرات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مرزا صاحب نے نہ تو خود نبوت کا دعوی کیا ہے اور نہ ہم لاہوری مرزائی ان کو نبی سمجھتے ہیں بل کہ اس میں لکھا گیا ہے کہ وہ شخص لعنتی ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا آپ کے بعد کسی اور کو نبی یقین کرتا ہے اور آپ کی ختم نبوت کو توڑتا ہے۔

مذکورہ اشتہار سے لاہوری مرزائیوں کے سیکرٹری نے پاکستان کے عامۃ المسلمین کو فریب اور دھوکہ دینے کی مذموم کوشش کی ہے، اس لیے اس عوامی حکومت کے عوامی دَور میں جب کہ کوئی اخبار ۴۵ پیسے سے کم نہیں ملتا۔ ہمارا فرض ہے کہ مرزا قادیانی کی ان تحریروں کو جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ اس نے صرف اپنے نبی ہونے کا دعوی ہی نہیں کیا بل کہ اخبار ''پیغام صلح'' لاہور جلد ۲۱ نمبر ۲۲ مورخہ ۲۱راپریل ۱۹۳۳ء میں (جو کہ بہ تقریب یوم تبلیغ شائع ہوا) چودھری ظفر اللہ کی طرف سے ''دس نبی اور ایک بندے کا انتخاب'' کے عنوان سے حسب ذیل عبارت تحریر ہے:

''خدا کے راست باز نبی رام چندر پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی کرشن پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی بدھ پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی زرتشت پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی موسیٰ پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی محمد صلعم پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی ابراہیم پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی مسیح پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی احمد پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی بابا نانک پر سلامتی ہو۔"

ناظرین! غور فرمائیں کہ جس مذہب کا بہت بڑا پیروکار بیک وقت بعض غیر مسلم افراد کو نبی کے بعد نبی مانتا ہے اس پر بس نہیں بل کہ اس پر سلام بھیجتا ہے۔ ایسے لوگوں کا یہ کہنا کہ ہم ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ماننے والے کو لعنتی قرار دیتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کے ساتھ ایک فریب اور دھوکہ ہے۔

اب مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی نبوت اس کی اپنی تحریروں سے ملاحظہ فرمائیں:

ا۔ جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہم کلامی سے مشرف ہوں اور میرے ساتھ بکثرت بولتا اور ہم کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے، بہت سی غائب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا ہے اور آیندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو، دوسرے پر وہ اَسرار نہیں کھولتا۔ اور انھی اُمور کی کثرت کی وجہ سے میرا نام "نبی" رکھا ہے سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔ (مرزا غلام احمد قادیانی کا خط ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء بنام اخبار عام، لاہور)

۲۔ پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیش گوئی کے قریب خدا کی طرف

سے پا کر بہ چشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیوں رد کروں یا کیونکر اس کے سوا کسی سے ڈروں۔ (ایک غلطی کا ازالہ، صفحہ ۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

۳۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔ (حوالہ چشمہ معرفت، ص ۳۱۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

۴۔ خدا نے میرے ہزار ہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گذرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی لیکن پھر بھی جن کے دلوں میں مہریں ہیں وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی، ص ۱۴۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

۵۔ اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی، ص ۶۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

۶۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا، تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہر حال جب تک طاعون دنیا میں رہے گا گو ستر (۷۰) برس تک رہے، قادیان کو اس خوف ناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیوں کہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لیے نشان ہے۔ (دافع البلاء، صفحہ ۱۰، ۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

۷۔ میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں، پہلے بھی کئی نبی گذرے ہیں جنہیں تم لوگ سچا مانتے ہو۔ (مرزا غلام احمد قادیانی، اخبار بدر مورخہ ۱۹؍اپریل ۱۹۰۸ء)

۸۔ صدہا نبیوں کی نسبت ہمارے معجزات اور پیش گوئیاں سبقت لے گئے

ہیں۔ (ریویو جلد اول، ص ۳۹۳)

۹۔ جو شخص مجھ میں اور نبی مصطفیٰ صلعم میں فرق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں جانا اور نہیں پہچانا۔ (خطبۂ الہامیہ، ص ۱۷۱)

۱۰۔ ہلاک ہو گئے وہ جنھوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھ کو پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیوں کہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔ (کشتی نوح، ص ۵۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی کی مندرجہ بالا تحریرات سے روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو نبی اور رسول کہنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے تھے لیکن لاہور کی انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کے سیکرٹری کا نوائے وقت میں مرزا غلام احمد قادیانی کی صفائی کے لیے اس کی ایک تحریر کو پیش کر دینا کہ وہ ''مدعی نبوت اور اس کو ماننے والے کو لعنتی قرار دیتے ہیں'' محض دھوکہ اور فریب ہے اور اس کے سوا اس کا مقصد کچھ اور نہیں۔

من جانب

شعبہ نشر و اشاعت

مرکزی انجمن شبان اہل حدیث (رجسٹرڈ) لائل پور

☆

تاریخ اشاعت: ۲۶ رجون ۱۹۷۴ء

امیر جماعت احمدیہ لاہور کی غلط بیانی

نوائے وقت ۲۰ رجون میں امیر جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے ایک اشتہار ''جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد'' شائع ہوا ہے جس میں جناب نے مرزا صاحب کی وکالت کرتے ہوئے مسلمانوں کو دھوکا دینے کی کوشش کی ہے۔ عقیدہ نمبر ۳،۲ میں لکھتے ہیں کہ ہمارا ایمان ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جبرائیل کسی شخص پر بھی وحی نبوت لے کر نازل نہیں ہوسکتا کیوں کہ اس سے ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جاتی ہے۔

لیکن جماعت احمدیہ لاہور نے خود اپنے نبی کا ایمان اس طرح شائع کیا ہے، مرزا صاحب فرماتے ہیں:

''مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں، ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرّہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اس خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔'' (یعنی جیسے ان پر وحی نازل ہوئی اسی طرح مجھ پر بھی نازل ہوتی ہے) (ایک غلطی کا ازالہ، ص ۷ از مرزا غلام قادیانی ناشر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگ لاہور)

اور پھر عقائد نمبر ۶ میں لکھتے ہیں کہ:

''اس امت کے مجددین میں سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

چودھویں صدی کے مجدد ہیں جیسا کہ گزشتہ تیرہ صدیوں میں مجددین آتے رہے ہیں۔“

یہاں ہم مولوی صدردین صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور سے صرف ایک سوال کرنا از حد ضروری سمجھتے ہیں یہ کہ اگر مرزا صاحب پہلے مجددین کی طرح کے ایک مجدد ہیں تو پھر جناب مہربانی فرما کر اس بات سے بھی مسلمانوں کو آگاہ فرما دیں کہ پہلے تیرہ مجددین کے ناموں پر مسلمانوں میں وہ کون کون سے علاحدہ علاحدہ فرقے یا گروہ مجددین کے ناموں سے منسوب ہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً مجددین کے ناموں پر مسلمانوں میں فرقے موجود نہیں ہیں تو پھر جناب کے اس نبی چودھویں مجدد مرزا صاحب کے نام لیوا احمدی اور مرزائی کیوں ہیں؟ اس لیے کہ جناب کے مجدد نبی تھے؟

فاروق بٹ و حافظ مجاہد بٹ

مکان نمبر ۶ گلی نمبر ۴۰ محمدی محلہ وسن پورہ، لاہور

☆

تاریخ اشاعت: ۲۹ر جون ۱۹۷۴ء

مجدد ماننے کا مسئلہ

مکرمی! نوائے وقت ۲۰ر جون میں مسٹر صدرالدین امیر جماعت احمدیہ لاہوری کا اعلان نظر سے گزرا اور ان کے عقائد کے متعلق واضح الفاظ میں یہ بات مصدقہ ہوگئی کہ لاہوری احمدی مرزا غلام احمد کو مجدد زماں مانتے ہیں۔ کتنی ستم ظریفی ہے کہ جو شخص خود نبوت کا دعویٰ کرتا ہے جب کہ اس کی تحریروں سے واضح ہے اس کو لاہوری احمدی صرف مجدد مانتے ہیں یعنی ایسے آدمی کو مجدد مانتے ہیں جو نبی نہیں ہے مگر اپنے آپ کو نبی کہتا ہے۔ میری سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ لاہوری احمدی گروپ کس کو دھوکا دینا چاہتے ہیں!!!

بدرالدین، لاہور

☆

تاریخ اشاعت: ۲۹ر جون ۱۹۷۴ء

مرزائیت

(علماء مکہ معظمہ ومدینہ منورہ ومصر وشام وفلسطین کی نظر میں)

شیخ الاسلام مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکہ معظمہ نے براہین احمدیہ اور رسالہ اشاعۃ السنۃ کے فائل کا بہ نظر امعان مطالعہ فرما کر مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کا فتوی تیار کیا جس میں لکھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے دوسرے علماء نے بھی اسی مضمون کے مطابق اپنی اپنی رائے ظاہر کی۔ مکہ معظمہ کے مفتی اعظم رئیس القضاۃ شیخ عبداللہ بن حسن کے فتوی کا ترجمہ یہ ہے۔

حق تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد ہم کہتے ہیں کہ مدعی نبوت کے کفر میں کوئی شک نہیں کیوں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا، اس لیے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔

جو شخص قادیانی کے دعوی کی تصدیق کرے یا اس کی متابعت کرے وہ بھی مدعی نبوت کی طرح کافر ہے اور اہل اسلام سے ان کا رشتۂ نکاح و بیاہ صحیح نہیں۔'' (رئیس قادیان مولفہ ابوالقاسم دلاوری، جلد دوم، صفحہ ۱۰، ۱۱)

علماء مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے فتوی کے کچھ مدت بعد مصر، شام اور فلسطین کے مفتیان عظام کے فتوے بھی ہندوستان پہنچ گئے جن میں قادیانی کو بالاتفاق مرتد اور خارج از اسلام قرار دیا گیا۔ مصر کے فتوی پر شیخ محمد نجیب مفتی اعظم اور علامہ طنطاوی جوہری کے دستخط تھے، اس فتوی کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

''غلام احمد ہندی کی کتاب ''مواہب الرحمٰن'' کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ

وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم انبیاء مانتا ہے مگر آپ کے خاتم الانبیاء ہونے سے یہ مراد نہیں لیتا کہ آں حضرت کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہو گا بل کہ اس کے زعم میں ختم نبوت سے ختم کمالات نبوت مراد ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی بجز اس کے جو آپ کی امت میں ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل پیرو ہو اور اس نے آپ کی روحانیت سے پورا پورا فیض اور آپ کی روشنی سے کامل روشنی حاصل کی ہو- ایسے کامل پیرو کے لیے مغائرت کا مقام نہیں رکھتا اور نہ یہ نبوت محمدی سے الگ کوئی دوسری نبوت ہے جب کہ یہ خود احمد ہی ہے جو دوسرے آئینہ میں ظاہر ہوا ہے۔ کوئی شخص خود اپنی صورت پر جس کو اللہ تعالیٰ آئینہ میں دکھاتا اور ظاہر کرتا ہے، غیرت نہیں کرتا۔ پس جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو وہ ہو بہو وہی ہے۔''

اس تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ غلام احمد حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبوت کے جاری رکھنے کا عقیدہ رکھتا ہے، اس کا دعوی ہے کہ وہ بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے اتباع سے بنی ہے اور اس کی نبوت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے مغائر نہیں بل کہ وہ ہو بہو محمد ہے۔''

حالاں کہ یہ عقیدہ صریح کفر اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ''ما کان محمد...... الخ'' کے خلاف ہے۔ یہ بیان من جملہ ان دعاوی کے ہے جو غلام احمد ہندی کے کذب پر دلالت کرتے ہیں۔ مصطفیٰ کامل پاشا مرحوم رئیس حزب الوطن اور مالک اخبار اللواء قاہرہ نے اس کی کتاب ''مواہب الرحمٰن'' کا رد لکھا تھا اور غلام احمد کو ''ضال و مضل'' بتایا تھا اور اس کے اقوال کو نجاست کی طرح دیوار پر ڈال دینے کے لائق لکھا تھا۔

شام کا فتوی جس کا نام ''خلاصة الرد فی انتقاد مسیح الھند'' ہے علامہ مفتی محمد ہاشم الرشید الخطیب الحسینی القادری کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسیح ہندی کاذب ہے وہ اور اس کے پیرو دائرہ اسلام میں داخل نہیں۔ اسکندرانی نے اور تمام جرائد نے اس کا رد کیا ہے اور تمام مسلمان اس یقین پر جاذم ہیں کہ قادیانی ملحد اور کافر ہیں۔

بیت المقدس کے فتویٰ پر مفتی اعظم سید امین الحسینی کے دستخط ہیں، اس فتویٰ کا خلاصہ یہ ہے کہ کتاب اللہ اس پر صریح ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اس عقیدہ پر ساری امت کا اجماع ہے اس کے خلاف اعتقاد رکھنا کفر اور اسلام سے خروج ہے پس جو شخص نبوت کے جاری رہنے کا عقیدہ رکھے۔ وہ مرتد ہے۔" (رئیس قادیان، جلد دوم، صفحہ ۴۴، ۴۵ مطبوعہ گیلانی پریس، لاہور ۱۳۶۵ھ)

مرسلہ سید انیس الحسن

۳/۷۷ اکریم پارک، لاہور

☆

VIII۔ قطعات/منظومات

ظفر اللہ کا لندن پلان

جو غیر ملک میں نہیں کرتے وطن کی بات
ان کے وطن میں بیٹھ کے ظفر اللہ رو دیے
کھولی ہے اپنی ٹانگ تو لاجوں بھی خود مریں
جتنے مقام عز و شرف کے تھے کھو دیے

وقار انبالوی

(نوائے وقت ۱۰ر جون ۱۹۷۴ء)

ظفر اللہ کو ٹام کا جواب

اپنا اُلو سیدھا کرنے میں تو بے شک فرد ہیں
آپ سے کس نے کہا؟ ہم آپ کے ہمدرد ہیں
آپ نے ڈنڈے کی خدمت کی تھی، اب ڈنڈا کہاں
گردش ایام سے پس پِس کے ہم خود گرد ہیں

وقار انبالوی

(نوائے وقت مورخہ ۱۳ر جون ۱۹۷۴ء)

☆

دوٹوک فیصلے کی ضرورت

ہم نے یہ مانا کہ کچھ شور و شغب فصلی بھی ہے
اصل مقصد میں مگر اک عافیت وصلی بھی ہے
اک قدم بس اور اُٹھا دو ٹوک کر دے فیصلہ
جنت ارضی سے آگے جنتِ اصلی بھی ہے

وقارانبالوی

(نوائے وقت مورخہ ۱۴ر جون ۱۹۷۴ء)

☆

تھوڑا سا انتظار

آپ نے ہڑتال کی! اظہار جذب دل کیا!
دوستوں کا ذکر کیا؟ دشمن کو بھی قائل کیا
کیجیے تکمیل مقصد کے لیے کچھ انتظار
تا کہ یہ معلوم ہو کیا آپ نے حاصل کیا!

وقارانبالوی

(مورخہ ۱۵ر جون ۱۹۷۴ء)

☆

علمائے دین کی رہائی

پُھرتی جو راتوں رات دکھائی پولیس نے
پھڑکی نگاہِ ضبط کی کیا کیا ہیں پسلیاں!
قاتل ڈکیت اس کے لیے ڈونلے تیل کے
اور عالمانِ دین گھڑے کی ہیں مچھلیاں

وقارانبالوی

(نوائے وقت ۲۱ر جون ۱۹۷۴ء)

☆

قادیانی مسئلہ

گزر ہی گیا اضطرابات کا مرحلہ
نمائندے مل کر کریں گے کوئی فیصلہ
عمومی تڑپ معرض مصلحت میں ہے گم
سنبھالا خصوصی کمیٹی نے اب مسئلہ

وقارانبالوی

(نوائے وقت ۲ر جولائی ۱۹۷۴ء)

☆

لبوں کو سی رکھو

ہوا ہے حکم نہ اندازِ برہمی رکھو
خیال امن و اماں۔ پاسِ آشتی رکھو
جو حرفِ حق کی سزا ہے وہ ہے تمہیں معلوم
دلوں کے چاک نہ دیکھو۔ لبوں کو سی رکھو

وقار انبالوی

☆

گرفتاریوں کی مہم

سنتے ہیں کہ لاہور میں پولیس نے کل تک
قانون کے پنجے میں بہت سوں کو ہے جکڑا
جاری ہے مہم زور سے۔ لیکن ہے عجب بات
ڈاکو کوئی ہاتھ آیا نہ قاتل کوئی پکڑا!

وقار انبالوی

☆

کانٹا نکل گیا

مژدہ ہو تجھ کو ختم نبوت کے پاسدار
تیرا یقین عشق کے سانچے میں ڈھل گیا
جس کی کسک سے لرز رہا تھا ترا ضمیر!
خوش ہو کہ تیرے دل سے وہ کانٹا نکل گیا

وقار انبالوی

(نوائے وقت ۸ ستمبر ۱۹۷۴ء)

☆

شرعی عدالت اور قادیانی

فیصلہ شرعی عدالت کا ہے واضح اور صاف
قادیانی غیر مسلم ہیں بغیر اختلاف
اپنے ''مَت'' کی اصطلاحیں بدلیں ارض پاک میں
یا اٹھا لیں اپنا ڈیرا ڈنڈا گستاخی معاف

وقار انبالوی

(نوائے وقت ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

☆

اشتہارات

تاریخ اشاعت: ۱۳ر جون ۱۹۷۴ء

ہم مسلمانوں کا فرض

ہم مسلمانوں کا فرض ہے کہ نبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی کے منکر قادیانیوں کا مکمل طور پر سماجی بائیکاٹ کریں۔

ان سے کسی قسم کے مراسم نہ رکھیں۔

اوران کی تیار کردہ کسی چیز کی خرید وفروخت نہ کریں

ہم وزیراعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو سے پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ قادیانیوں کو بلاتاخیر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیں اور اس طرح دنیا وآخرت میں سرخ رُو ہوں۔

من جانب

اراکین پرچون یارن مرچنٹس ایسوسی ایشن

سُوتر منڈی، لائل پور

☆

تاریخ اشاعت: ۱۳؍جون ۱۹۷۴ء

مرزا غلام احمد قادیانی کا انکار ختم نبوت

(مرزا کا دعویٰ نبوت اپنی تحریرات کے آئینہ میں)

انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کا ایک اشتہار ''نوائے وقت'' مجریہ ۱۱ جون میں شائع ہوا جس میں عوام کو دھوکا دینے کی کوشش کی گئی ہے مرزا غلام احمد ختم نبوت کے قائل تھے حالاں کہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ اس اشتہار میں مرزا صاحب کے جو حوالے درج ہیں وہ ۱۹۰۱ء سے پہلے ہیں جب کہ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت ۱۹۰۱ء میں کیا۔

تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ محمد الرسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم — اس وحی الہٰی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ (ایک غلطی کا ازالہ: صفحہ ۴ از مرزا صاحب تحریر ۵ نومبر ۱۹۰۱ء)

۲۔ سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء: صفحہ ۱۱)

۳۔ میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا اور اسی نے میرا نام نبی رکھا۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی، صفحہ ۶۸ مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء)

۴۔ صریح طور پر مجھے نبی کا خطاب دیا گیا۔ (حقیقۃ الوحی، صفحہ ۱۵۰ از مرزا صاحب)

۵۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ (حقیقۃ الوحی، صفحہ: ۱۵۰ تاریخ اشاعت ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء)

۶۔ ہمارا دعوی ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ (روزنامہ بدر، قادیان مورخہ ۵/مارچ ۱۹۰۸ء مرزا صاحب کا سال وفات)

۷۔ میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور

جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیوں کر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔ (آخری خط مندرجہ اخبار عام مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

یہ خط مرزا صاحب نے ۲۳ مئی کو لکھا ۲۶ مئی کو شائع ہوا اور یہی دن مرزا صاحب کی وفات کا ہے۔

نوٹ: اب لاہوری مرزائی فرمائیں کہ مرزا صاحب کے ارشاد کے مطابق مدعی نبوت لعنتی ہے (جیسا کہ اشتہار میں اعلان ہے) تو پھر مرزا صاحب اپنے فتوے سے خود ہی لعنتی ٹھہرے۔

اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد مدعی نبوت کافر ہیں۔ اس کو کافر نہ کہنے والے بھی کافر ہیں چہ جائیکہ اسے مجدد یا مسیح موعود مانا جائے۔ ایسا شخص کفر کا مجدد تو ہو سکتا ہے اسلام کا نہیں۔

من جانب: مجلس تحفظ ختم نبوت، لائل پور

☆

تاریخ اشاعت: ۱۳ جون ۱۹۷۴ء

قادیانیوں کا مکمل سماجی بائیکاٹ کیا جائے

۱۱ جون کو نوائے وقت میں شائع شدہ اشتہار میں مرزائیوں کو مسلمان ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے حالاں کہ مرزا غلام احمد کی اپنی تحریریں اسے جھوٹا ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں۔

۱۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء صفحہ نمبر ۱۱ طبع قدیم)

۲۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ (اخبار بدر مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

۳۔ سدا نبیوں کی نسبت ہمارے معجزات اور پیش گوئیاں سبقت لے گئی ہیں۔ (ریویو جلد اول، صفحہ ۳۹۳)

۴۔ جو کوئی میری جماعت میں داخل ہو گیا، صحابہ میں داخل ہو گیا۔ (خطبۂ الہامیہ، صفحہ نمبر ۱۷۱)

۵۔ اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور اس نے مجھے بھیجا ہے اور میرا نام نبی رکھا ہے اور میری تصدیق کے لیے بڑے نشانات ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔ (حقیقۃ الوحی، صفحہ ۶۸)

۶۔ ہاں میں وہ ہوں جو بشارتوں کے موافق آیا ہوں عیسیٰ کہاں جو میرے منبر پر قدم رکھے۔ (ازالۂ اوہام طبع سوم)

۷۔ میں ہی مسیح زماں ہوں، میں ہی کلیم خدا ہوں، میں ہی محمد و احمد مجتبیٰ ہوں۔ (تریاق القلوب، صفحہ ۳)

من جانب: تنظیم نوجوانان اسلام
بلاک نمبر ۱۶، سرگودھا

☆

تاریخ اشاعت: ۱۴ر جون ۱۹۷۴ء

وزیر اعظم بھٹو سے مطالبہ

محترم وزیر اعظم پاکستان !!!

قادیانیت ملت اسلامیہ کے وجود پر ایک ناسور کی حیثیت رکھتا ہے جو انگریز نے پیدا کیا تھا اب یہ ناسور اس قدر بڑھ گیا ہے کہ اگر اس کا فوری طور پر آپریشن نہ کیا گیا تو ملت اسلامیہ کو سخت نقصان پہنچنے کا قوی امکان ہے لہذا آپ اس ناسور کو قطع کرنے کا مبارک سہرا اپنے سر باندھیے یعنی قادیانی لاہوری مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر انھیں کلیدی عہدوں سے برطرف کیجیے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دیجیے۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ قوم کی یہ متفقہ آرزو پوری کر کے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کے علاوہ پورے عالم اسلام کو ممنون احسان فرمائیں گے۔

الداعی: صاحب زادہ میاں جمیل احمد شرق پوری
سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرق پور شریف

☆

تاریخ اشاعت: ۲۲ر جون ۱۹۷۴ء

ضروری اعلان

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت، لائل پور کی جانب سے نوائے وقت مورخہ ۲۰ جون میں ایک اشتہار شائع ہوا ہے جس میں مجھ سے بعض اُمور کی وضاحت طلب کی گئی ہے جو حسب ذیل ہے:

۱۔ میں پیدائشی لاہوری جماعت احمدیہ لاہور کا فرد تھا۔

۲۔ عرصہ دس سال سے بوجہ اختلاف رائے میں نے لاہوری جماعت احمدیہ سے تعلق منقطع کر لیا ہوا ہے۔

۳۔ میرا تعلق کبھی بھی قادیانی جماعت سے نہیں رہا، لہذا اس کو چندہ دینے کا سوال خارج از بحث ہے۔

☆ لاہوری جماعت سے تعلق منقطع کرنے کے بعد میں نے انھیں کوئی چندہ نہیں دیا۔

☆ اس کے برعکس انجمن حمایت اسلام لاہور کے مختلف اجلاس کی صدارت کر چکا ہوں اور وقتاً فوقتاً معقول رقوم بہ طور چندہ دے چکا ہوں۔

☆ ۱۹۶۴ء میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ میں، جس کی صدارت کے فرائض مجھے سونپے گئے تھے۔ میں نے اپنا احمدیت لاہوری یا قادیانی سے لاتعلقی کا اعلان برملا کیا تھا۔

۴۔ میری حیثیت کوئی مذہبی عالم یا مفتی کی نہیں، کہ کسی مسئلہ پر فتوی صادر کروں، البتہ

اپنے عقیدہ کی پھر غیر مبہم الفاظ میں وضاحت کرتا ہوں:

''میرا ایمان کامل ہے کہ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی پیدا نہیں ہوسکتا، ان کے بعد ہر مدعی نبوت، خواہ وہ مرزا غلام احمد ہو یا کوئی اور شخص، کاذب، کافر اور خارج از دائرہ اسلام ہے۔''

مجھے شدید دکھ پہنچا ہے کہ ایک مذہبی مسئلہ کو کاروباری رقابت کی بھینٹ چڑھایا گیا ہے۔ میں پُر خلوص اور دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان بھائی کے ایسے اعلان پر امنا وصدقنا کہنا چاہیے۔

دستخط نصیر اے شیخ

چیئرمین کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ، اسماعیل آباد، ملتان

☆

تاریخ اشاعت: ۲۴ رجون ۱۹۷۴ء

وضاحت

میں پیدائشی طور پر لاہوری جماعت میں تھا لیکن ۱۹۶۸ء یعنی عرصہ چھ سال سے بوجہ اختلاف ایمان میں نے لاہوری جماعت احمدیہ سے ہمہ قسم کا تعلق منقطع کر دیا ہوا ہے۔ لہذا تعلق منقطع کرنے کے بعد میں نے یا کسی ایسی کمپنی نے جو میرے زیر اثر کام کرتی ہو کسی مرزائی ادارہ، لاہوری یا قادیانی کو چندہ نہیں دیا۔

''''میرا ایمان کامل ہے کہ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی پیدا نہیں ہوسکتا، ان کے بعد ہر مدعی نبوت، خواہ وہ مرزا غلام احمد ہو یا کوئی اور شخص، کاذب، کافر اور خارج از دائرہ اسلام ہے۔''

شیخ میاں آفتاب احمد

چیئرمین سن شائن کاٹن ملز لمیٹڈ، شیخوپورہ

☆

تاریخ اشاعت: ۲۵؍جون ۱۹۷۴ء

ضروری اعلان

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت، لائل پور کی جانب سے میرے متعلق یہ غلط فہمی پیدا ہوئی ہے کہ میں جماعت احمدیہ (ربوہ) یا لاہوری سے تعلق رکھتا ہوں، لہذا میں اعلان کرتا ہوں کہ؛

۱۔ میں پیدائشی طور پر اہل سنت و جماعت کے عقیدے کا مسلمان ہوں۔

۲۔ کچھ عرصہ میرا تعلق لاہوری جماعت سے رہا ہے، اس وقت بھی میں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین سمجھتا رہا ہوں۔

۳۔ عرصہ ہوا میں نے لاہوری جماعت احمدیہ سے بھی تعلقات منقطع کر لیے ہوئے ہیں۔ کسی قسم کا کوئی چندہ وغیرہ بھی ادا نہیں کرتا۔

۴۔ میرا ایمان کامل ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، ان کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا، ہر مدعی نبوت، خواہ وہ مرزا غلام احمد ہو یا کوئی اور شخص، میں اسے کاذب و کافر اور دائرہ اسلام سے خارج تصور کرتا ہوں۔

نذر حسین

حصہ دار: ملک آئل ملز،

سمندری روڈ، لائل پور

☆

مورخہ ۲۹؍جون ۱۹۷۴ء

وزیر اعظم پاکستان سے مطالبہ

ہم اسلامیان ضلع لائل پور وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو، صاحب زادہ فاروق علی خان سپیکر قومی اسمبلی پاکستان اور معزز ممبران قومی اسمبلی سے پُر زور مطالبہ کرتے ہیں

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی کے منکر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کران کو کلیدی اسامیوں سے علاحدہ کر کے دین و دنیا میں سرخ روئی حاصل کریں۔

اہالیان ضلع لائل پور

☆

مورخہ ۲۹رجون ۱۹۷۴ء

بائیکاٹ

غلہ منڈی گوجراں والہ کے تاجران نے آج جنرل اجلاس میں متفقہ طور پر یہ پاس کیا ہے کہ وہ آیندہ کسی قادیانی سے کوئی لین دین نہیں کریں گے۔

اُمید ہے دوسری منڈیوں کے تاجران بھی اسی جذبہ ایمانی کا ثبوت دیں گے۔

من جانب
میاں سلطان محمود
صدر انجمن آڑھتیاں غلہ منڈی گوجراں والہ

☆

مورخہ ۲۹ رجون ۱۹۷۴ء

غلط فہمی کا ازالہ

ہمیں یہ جان کر دُکھ ہوا ہے کہ ہمارے متعلق یہ غلط تاثر پایا جاتا ہے کہ ہم مرزائی یا قادیانی فرقے سے نعوذ باللہ تعلق رکھتے ہیں۔ یہ وضاحت ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ ہمارے خاندان کا کوئی فرد اس فرقے سے منسلک نہیں اور ہم سب کا یہ ایمان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد ہر مدعی نبوت خواہ وہ مرزا غلام احمد ہو یا کوئی اور کاذب، کافر اور خارج از دائرہ اسلام ہے۔

المشتہر: شیخ غلام محی الدین محمد اکرم ڈسٹری بیوٹرز
پریمیئر ٹوبیکو انڈسٹریز لمیٹڈ، چوک صرافان، قصور

☆

مورخہ ۲۹ رجون ۱۹۷۴ء

جناب ارشاد احمد خان صاحب
ایم این اے حلقہ میلسی ضلع ملتان کی

خصوصی توجہ کے لیے

ہر سہ مرزائیوں (قادیانی، لاہوری، ربوہ) کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا بل جب قومی اسمبلی میں برائے بحث و منظوری پیش ہو تو آپ اپنے حلقۂ انتخاب کے مسلمانوں کے جذبات کا خصوصی طور پر احترام کرتے ہوئے بل کی حمایت کریں اور عنداللہ و عندالرسول سرخ رُو ہوں۔

من جانب
اہالیان ٹبہ سلطان پور، تحصیل میلسی، ضلع ملتان

☆

تاریخ اشاعت: یکم اگست ۱۹۷۴ء

مرزائیت کی ابتداء

مکرمی! یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ انگریز کو صلاح الدین ایوبی سے لڑائی میں شکست و بربادی کے بعد اور کابل میں ۱۸۹۹ء میں پسپائی کے بعد مسلمان قوم جس کے ایمان کا ایک جزو جہاد بالسیف ہے۔ دشمنی پیدا ہوگئی تھی۔ اس طرح ہندوؤں کو پرتھوی راج اور پانی پت کی لڑائیوں میں ہار سے جو جہاد بالسیف کی بدولت جیتی گئیں۔ دشمنی پیدا ہوگئی، اس وجہ سے ہندو کی سازش اور انگریز کے اثر و رسوخ اور دولت سے مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک نیا مذہب جاری کیا اور اپنی وحی میں بتلایا کہ جہاد بالسیف غلط ہے۔ اسی جذبۂ جہاد کو سرد کرنے کے لیے ''گاندھی'' نے عدم تشدد کی داغ بیل ڈال کر بہادر پٹھانوں کو بزدل بنایا۔ پاکستان بننے پر نہرو گاندھی نے اپنے ''چیلے کھدر پوش'' (مرزائی) ۱۹۴۷ء اگست میں پاکستان بھیج دیے جو ملت کو کمزور کرنے میں لگے ہیں۔

سید لطافت حسین زیدی
کوثر روڈ (کرشن نگر، اسلام پورہ، لاہور)

☆

خاص اشاعتوں کی تفصیلات

تاریخ اشاعت: ۳ر ستمبر ۱۹۷۵ء

اس اشاعت کے اول صفحہ پر مولانا کوثر نیازی (وزیر مذہبی اُمور، پاکستان) کا بیان درج ہے:

"ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے والوں کو حج کی اجازت نہ ملے گی۔"

"یادرفتگان" کے عنوان سے محمد شفیع جوش کا ایک خصوصی کالم بھی شامل اشاعت ہے جس میں قادیانیت کی سرکوبی میں پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔

تاریخ اشاعت: ۸ر ستمبر ۱۹۷۵ء

اشاعت خاص بہ عنوان: "۷ ستمبر- ایک یادگار دن"

اس خاص اشاعت میں روزنامہ نوائے وقت مورخہ ۸ر ستمبر ۱۹۷۴ء کے سرورق کا عکس دیا گیا ہے۔ تحریک ختم نبوت میں اہم کردار ادا کرنے والے علماء کی تصاویر دی گئی ہیں جن میں قائد ملت اسلامیہ محرک قرارداد ختم نبوت مولانا الشاہ احمد نورانی (جمعیت علماء پاکستان)، پروفیسر عبدالغفور، مولوی یوسف بنوری، مفتی محمود، شورش کاشمیری، وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ اور حسن التہامی۔

اسی اشاعت میں تاریخی قرارداد کا متن اُردو زبان میں دیا گیا ہے۔

خصوصی اداریہ: اسی اشاعت میں ایک خصوصی اداریہ بہ عنوان "آئینی ترمیم پر عمل درآمد" بھی تحریر کیا گیا۔

☆

تاریخ اشاعت: ۲۷ر اپریل ۱۹۸۴ء

۲۶ر اپریل ۱۹۸۴ء کو صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق نے امتناع قادیانیت آرڈی ننس جاری کیا جس پر تفصیلی گفتگو آگے کی جائے گی، یہاں ۲۷ اپریل کی اشاعت کی سرخیاں قارئین کے ملاحظہ کے لیے درج کی جاتی ہیں؛

☆ قادیانیوں کے لیے اسلامی اصطلاحات کا استعمال جرم قرار دے دیا گیا۔

☆ قادیانی اپنی عبادت گاہ کو "مسجد" کا نام نہیں دے سکیں گے۔

☆ عبادت کے لیے بلانے کی غرض سے مسلمانوں کی طرح اذان دینے کی ممانعت۔

☆ مرزا غلام احمد کے جانشینوں، ساتھیوں یا رشتہ داروں کو امیر المومنین، خلیفہ، صحابہ، امہات المومنین اور اہل بیت نہیں لکھا جاسکتا۔

☆ خود کو "مسلمان" کہنے اور اپنے فرقہ کی تبلیغ کی ممانعت کر دی گئی- خلاف ورزی کی سزا تین سال قید اور جرمانہ ہوگی۔

☆ صدر (جنرل ضیاء الحق) کا اقدام قابل تحسین ہے۔ میاں طفیل، عبدالستار خان نیازی، حامد میاں اور مولانا سید محمود احمد رضوی کا ردعمل۔

☆

تاریخ اشاعت: ۲۹ر اپریل ۱۹۸۴ء

ملک بھر میں قادیانی عبادت گاہوں کا نام ''احمدیہ دارالذکر'' رکھ دیا گیا۔

مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے رکن قاضی عبداللطیف نے امتناع قادیانیت کے بارے کہا:

صدر کا یہ جرات مندانہ اقدام ایک مومن کی خصوصیات کی عکاسی کرتا ہے۔ اس آرڈی ننس سے ملک میں امن وامان کے قیام میں مدد ملے گی اور قادیانیوں کو اسے کھلے دل سے قبول کرنا چاہیے۔''

امتناع قادیانیت آرڈی ننس کے اجراء کے بعد چالیس قادیانیوں نے فوری طور پر اسلام قبول کرلیا۔ (نوائے وقت مورخہ ۳۰ر اپریل ۱۹۸۴ء)

قادیانیوں نے امتناع قادیانیت آرڈی ننس، ۱۹۸۴ء کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا جس کا تفصیلی فیصلہ وفاقی شرعی عدالت نے ۲۸ر اکتوبر ۱۹۸۴ء کو جاری کیا۔ نوائے وقت نے اس فیصلہ کی رپورٹنگ مرکزی صفحہ پر کی جو کہ یہاں نقل کی جا رہی ہے:

مرزا غلام احمد دھوکے باز، بے ایمان اور کافر تھا
وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ

قادیانی آرڈی ننس قرآن وسنت کے مطابق ہے، قائداعظم یا پاکستان کا قادیانیوں کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں تھا، ۲۲۴ صفحات پر مشتمل مفصل فیصلہ

۲۸ر اکتوبر (اپ پ/ اپ پ ا) وفاقی شرعی عدالت نے مرزا غلام احمد کو دھوکے باز، بے ایمان اور کافر قرار دیا ہے۔ آج وفاقی شرعی عدالت نے اپنے مفصل فیصلے میں جو کہ ۲۲۴ صفحات پر مشتمل ہے، قادیانیوں کی پٹیشن خارج کر دی اور قادیانی آرڈی ننس کو۔۔۔ قادیانی فرقے کے بعض افراد نے وفاقی شرعی عدالت میں درخواستیں دائر کی تھیں جس میں اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں (امتناعی وتعزیر) آرڈی ننس ۱۹۸۴ء میں شامل احکام کو قرآن اور سنت کے منافی قرار دیا جائے۔ ان درخواستوں کی وفاقی شرعی عدالت نے نہایت تفصیل سے سماعت کی۔ مذکورہ بالا آرڈی ننس کے نفاذ سے تعزیرات پاکستان میں دفعات ۲۹۸ ب اور ۲۹۸ ج کا اضافہ کیا گیا ہے۔

دفعہ ۲۹۸ کے مطابق قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ کا کوئی شخص جو:

(الف) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی شخص کو ''امیر المومنین''، ''خلیفۃ المومنین''، ''صحابی'' یا ''رضی اللہ عنہ'' کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے؛

(ب) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ مطہرہ کے سوا کسی ذات کو ام المومنین کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے،

(ج) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان (اہل بیت) کے فرد کے سوا کسی شخص کو اہل بیت کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے،

(د) اپنی عبادت گاہ کو ''مسجد'' کے طور پر منسوب کرے یا موسوم کرے یا پکارے۔ اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

اسی طرح مذکورہ اشخاص کا عبادت کے لیے بلانے کے طریقے اذان کے طور پر منسوب کرنا یا اپنی عبادت کے

لیے بلانے کے لیے اذان دینا اتنی ہی مدت کے لیے سزائے قید اور جرمانہ کا مستوجب قرار دیا گیا ہے۔ مذکورہ گروپ کے اشخاص کے لیے اگر وہ خود کو مسلمان ظاہر کریں یا مسلمان موسوم کریں اسی قسم کی سزا مقرر کی گئی ہے۔ وفاقی شرعی عدالت نے ان درخواستوں کو ایک مفصل حکم کے ذریعے جو آج سنایا گیا ہے خارج کر دیا ہے۔ عدالت کے سامنے اُٹھائے گئے نکات میں من جملہ دیگر باتوں کے یہ سوال بھی شامل تھا کہ آیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا سلسلہ قطعی طور پر ختم ہو گیا ہے اور یہ کہ وہ آخری نبی تھے جن کے بعد کسی قسم کا بھی کوئی نبی نہیں ہوگا۔ عدالت نے قرآن پاک، سنت اور نام وَر سُنّی اور شیعہ مفسرین کی مستند تفسیر و تعبیر اور رائے کی بنیاد پر یہ قرار دیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا قطعی خاتمہ ہو گیا ہے اور وہ آخری نبی تھے جن کے بعد کسی قسم کا بھی کوئی نبی نہیں ہوگا۔ عدالت کی قلم بند کردہ دیگر تجاویز درج ذیل ہیں:

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس دنیا میں امت مسلمہ کے رکن اور اسلامی شریعت کے پیرو کی حیثیت سے ظہور ہوگا۔ مرزا غلام احمد نہ تو مسیح موعود ہے اور نہ مہدی۔

(۳) کہ وہ لوگ جو قرآن پاک کی واضح اور عمومی آیات کو ان کی تاویل اور تخصیص کے ذریعے غلط معنی پہناتے ہیں۔ مومن نہیں ہیں اور چوں کہ مرزا غلام احمد نے یہی کیا تھا لہٰذا وہ کافر تھا۔

(۴) مرزا غلام احمد کی زندگی کے حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دھوکے باز اور بے ایمان آدمی تھا جس نے درجہ بدرجہ اور منصوبے کے ساتھ اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعے خود کو ''محدث'' اور بعد میں ''ظلّی'' اور ''بروزی'' نبی اور رسول اور مسیحا منوانے کی کوشش کی۔

(۵) اس کی تمام پیش گوئیاں اور الہامی پیش گوئیاں غلط پائی گئیں لیکن اپنے مخالفین کے تمسخر سے بچنے کے لیے اس نے بعض اوقات اپنی تحریروں کی اس طرح تعبیر کی ہے کہ اس نے کبھی بھی ''نبوت'' یا ''رسالت'' کا دعویٰ نہیں کیا۔

(۶) کہ مرزا غلام احمد نے خود اس بات کا اعلان کیا کہ ''خدا نے اس پر وحی کی ہے کہ وہ کوئی شخص جس تک اس کا پیغام پہنچ جائے اور جو مجھے نبی قبول نہ کرے وہ مسلمان نہیں ہے'' یہی بات چوہدری ظفر اللہ خان کے بارے میں کہی جاتی ہے جنھوں نے قائد اعظم کی نماز جنازہ میں شریک ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ خود قادیان میں اس کے ماننے والے مسلمانوں کو اذان دینے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

(۷) کہ قائد اعظم یا پاکستان کا قادیانیوں کے ساتھ کوئی معاہدہ یا عہد و پیمان نہیں تھا کہ ان کو مسلمان سمجھا جائے گا یا ان کو اسلام کے نام سے اپنے عقیدہ کی تبلیغ کرنے دی جائے گی۔

۸۔ کہ ان کو مسلمانوں کے طور پر عمل کرنے کی اجازت دینے سے انکار کرنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ان کے مذہب کے حق عبادت میں مداخلت کی گئی ہے وہ ایسا کر سکتے ہیں جب تک کہ وہ خود کو مسلمان ظاہر نہ کریں یا لوگوں کو اپنے عقیدہ پر لانے کے لیے اس عقیدے کے بارے میں غلط بیانی سے کام نہ لیں۔

۹۔ ''ام المومنین، امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین کے کلمات کے استعمال سے لوگوں کو دھوکہ ہو سکتا ہے، ایسے ناموں کے حامل مسلمان ہیں۔ اسی طرح ''رضی اللہ عنہ'' کا کلمہ قرآن پاک میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے لیے بہ طور فضل و رحمت استعمال ہوا ہے۔ اس طرح مسلمان ''صحابی'' اور ''اہل بیت'' کے کلمات علی الترتیب رسول پاک کے صحابہ اور ان کے خاندان کے افراد کے لیے استعمال کرتے

ہیں۔

۱۰۔ قادیانیوں کی طرف سے خود کو مسلمان ظاہر کرنے، مسلمانوں کی طرح عمل کرنے اور مسلمانوں کی مقدس شخصیات اور مقامات کے خطابات، القابات اور ناموں کو استعمال کرنے پر اصرار کی وجہ سے مسلمانوں کو ہمیشہ ایذا اور تکلیف پہنچتی ہے اور امن عامہ کے مسائل پیدا ہوئے ہیں جس کی وجہ سے مملکت کے لیے قانون نافذ کرنا ضروری ہوگیا ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت ۲۹؍اکتوبر ۱۹۸۴ء)

تاریخ اشاعت: ۸؍ستمبر ۱۹۹۴ء

خصوصی کالم بہ عنوان: ''تاریخ تحفظ ختم نبوت کا ایک عہد ساز دن'' از محمد طاہر عبدالرزاق

تاریخ اشاعت: ۷؍ستمبر ۱۹۹۷ء

خصوصی کالم بہ عنوان: ''یوم تحفظ ختم نبوت اور یوم تجدید عہد'' از سید محمد کفیل بخاری

تاریخ اشاعت: ۷؍ستمبر ۱۹۹۸ء

خصوصی کالم: یوم تحفظ ختم نبوت از محمد طاہر عبدالرزاق، ختم نبوت از محمد خان لغاری

تاریخ اشاعت: ۷؍ستمبر ۱۹۹۹ء

خصوصی کالم: یوم تحفظ ختم نبوت از محمد طاہر عبدالرزاق

تاریخ اشاعت: ۸؍ستمبر ۲۰۰۰ء

قائد ملت اسلامیہ مولانا شاہ احمد نورانی کا خصوصی پیغام

''۷؍ستمبر کا دن پوری امت مسلمہ کے لیے بہت بڑی کامیابی کا دن ہے، پوری قوم کو یہ دن ''یوم ختم نبوت'' کے طور پر زندہ رکھنا چاہیے۔''

خصوصی کالم: ''جب پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا'' از طاہر عبدالرزاق

تاریخ اشاعت: ۷؍ستمبر ۲۰۰۱ء

اشاعت خاص

اس مناسبت سے ''ایوان وقت'' میں ایک اہم مذاکرہ بہ عنوان **''اسلام میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت''** منعقد ہوا، اس مذاکرہ میں میزبانی کے فرائض ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی نے نبھائے جب کہ مفتی محمد خان قادری، مولانا منور حسین صدیقی، مولوی صلاح الدین یوسف، مولوی محمد حسین اکبر، ملک محبوب الرسول قادری اور مولوی عبدالعزیز نے بہ طور مہمان شرکت کی۔ اس مذاکرہ کی مکمل رُوداد ڈاکٹر عابد نظامی نے ترتیب دی۔

اس خاص اشاعت میں قومی اسمبلی میں منظور کی جانے والی قرارداد کا متن دیا گیا ہے۔

دیگر مقالات کی تفصیل یوں ہے:

۱۔ تحریک ختم نبوت۔ آغاز سے ریلوے اسٹیشن تک از محمد امجد خان۔

۲۔ قومی اسمبلی میں فتح ختم نبوت از طاہر عبدالرزاق

۳۔ تحریک ختم نبوت۔ ریلوے اسٹیشن سے قومی اسمبلی کے اجلاس تک از جسٹس ریٹائرڈ پیر محمد کرم شاہ الازہری

پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں: ''سچ تو یہ ہے کہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد ۷ ستمبر کا یہ واقعہ سب سے زیادہ خوش کن اور ایمان افروز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کرم اور اس کا احسان ہماری دست

گیری نہ کرتا تو ہم اس منزل پر نہیں پہنچ سکتے تھے۔"

۴۔تحریک ختم نبوت۔پس منظر

اس عنوان کے تحت تحقیقاتی عدالت ۱۹۵۳ء میں سید ابوالاعلیٰ مودودی کے بیان کے اہم اقتباسات دیے گئے ہیں۔

تاریخ اشاعت: ۷؍ستمبر ۲۰۰۲ء

خصوصی کالم:

۱۔ ۷ستمبر۔پاکستان کی تاریخ میں اہم سنگ میل از خواجہ عابد نظامی

۲۔ ۷ستمبر۔تحریک ختم نبوت کا یوم فتح از طاہر عبدالرزاق

[بابائے صحافت مولوی ظفر علی خان کے اخبار زمین دار نے قادیانیت کی گوشمالی کے لیے تلوار کا رُوپ دھار لیا اور ہندوستان بھر میں "زمیندار" نے قادیانیت کی زہریلی فصل برباد کردی۔]

تاریخ اشاعت: ۸؍ستمبر ۲۰۰۳ء

خصوصی کالم: قادیانیت کا یوم حساب از محمد طاہر عبدالرزاق

تاریخ اشاعت: ۷؍ستمبر ۲۰۰۴ء

خصوصی کالم: ۷ستمبر۔جب پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا۔[اس کالم میں سانحہ ربوہ اور قادیانیوں کے ظلم اور قرارداد ختم نبوت کی منظوری کے متعلق گفتگو ہے، نیز قادیانیوں کی کتب، اخبارات و اشتہارات کی اشاعت پر تشویش کا اظہار کیا گیا ہے۔]

تاریخ اشاعت: ۸؍ستمبر ۲۰۰۵ء

۷ستمبر کا تاریخی دن از صلاح الدین سعیدی

تاریخ اشاعت: ۷؍ستمبر ۲۰۰۷ء

اشاعت خاص

۱۔تحفظ عقیدہ ختم نبوت از مولوی فضل الرحمٰن (JUI)

۲۔ ۷ستمبر۔جب پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا از طاہر عبدالرزاق

۳۔شمع رسالت کے پروانے اور عقیدۂ ختم نبوت از متین خالد

اسی اشاعت میں ممتاز احمد اعوان کا خصوصی کالم بہ عنوان "۷ستمبر۔جب پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا" بھی شامل ہے۔

تاریخ اشاعت: ۷؍ستمبر ۲۰۰۸ء

خصوصی کالم: ۱۔تحریک پاکستان و ختم نبوت کے نڈر مجاہد بشیر نظامی از خواجہ مشتاق

۲۔تحریک ختم نبوت کا یوم فتح از طاہر عبدالرزاق

تاریخ اشاعت: ۷؍ستمبر ۲۰۰۹ء

اشاعت خاص

۱۔قادیانیوں کے خلاف پارلیمنٹ کے تاریخی فیصلے کی سپریم کورٹ سے توثیق از متین خالد

۲۔ برصغیر میں فتنۂ انکار ختم نبوت از پیر تبسم بشیر اویسی

۳۔ تحریک ختم نبوت از طاہر مکی

تاریخ اشاعت: ۷؍ستمبر ۲۰۱۰ء

اشاعت خاص

۱۔ تحریک ختم نبوت سرخ رُو ہوگئی از حافظ عبدالرؤف [اس اشاعت میں تاریخ ساز دن ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے موقع پر ارکان اسمبلی کی وزیر اعظم کے ساتھ بنائی گئی گروپ فوٹو بھی شامل ہے۔]

تاریخ اشاعت: ۷؍ستمبر ۲۰۱۱ء

اشاعت خاص

۱۔ ۷ ستمبر۔ یوم تحفظ ختم نبوت از عبداللطیف خالد چیمہ

۲۔ اقبال اور قادیانیت از وقاص سعید

۳۔ تحریک ختم نبوت میں علماء و مشائخ کا کردار از تبسم بشیر اویسی

خصوصی کالم: ۱۔ تحریک پاکستان و ختم نبوت کے نڈر مجاہد بشیر نظامی مرحوم از خواجہ محمد مشتاق

۲۔ ۷ ستمبر۔ پارلیمنٹ میں قادیانیوں کی شکست از محمد آصف بھلّی،

۳۔ قادیانی سرگرمیوں پر حکومتی خاموشی از سلطان سکندر

تاریخ اشاعت: ۷؍ستمبر ۲۰۱۲ء

اشاعت خاص

۱۔ ختم نبوت کا تاریخ ساز دن از علامہ منیر احمد یوسفی

۲۔ یوم تحفظ ختم نبوت از مجیب الرحمٰن انقلابی

۳۔ تحریک تحفظ ختم نبوت۔ تاریخ کے آئینہ میں از ابن سعید

۴۔ یوم فتح عظیم ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء از غضنفر عباس قیصر فاروقی

خصوصی کالم:

قادیانی غیر مسلم۔ پارلیمنٹ کا تاریخ ساز فیصلہ از متین خالد

تاریخ اشاعت: ۷؍ستمبر ۲۰۱۳ء

خاص اشاعت

۱۔ سات ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی تقریر کا متن

۲۔ قرآن پاک میں ۱۰۰ مرتبہ ختم نبوت کا اعلان از کے ڈی چوہدری

۳۔ تحریک ختم نبوت۔ تاریخ کے آئینہ میں

۴۔ پارلیمنٹ کا ختم نبوت پر تاریخی فیصلہ از علامہ منیر احمد یوسفی

۵۔ سات ستمبر کے فیصلہ پر اکابرین کے تاثرات [سید مودودی، مفتی محمود، ابوالحسن علی ندوی، مولوی منظور احمد چنیوٹی، مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، ائیر مارشل اصغر خان]

خصوصی کالم: قادیانیت۔ پارلیمنٹ کا تاریخ ساز فیصلہ از متین خالد

☆

تاریخ اشاعت: ۷ر ستمبر ۲۰۱۴ء

قادیانیت فتنہ ہے، آئین میں رد و بدل کی مزاحمت کی جائے گی۔
طاہر جاوید نقش بندی (جمعیت علمائے پاکستان)

☆

تاریخ اشاعت: ۷ر ستمبر ۲۰۱۵ء

اشاعت خاص

۱۔ یوم ختم نبوت، ۷ ستمبر از مولوی عبدالرحیم
۲۔ سب نبیوں میں افضل ہمارا نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم از علامہ منیر احمد یوسفی
۳۔ ایمان کا تحفظ وبقا از مجیب الرحمٰن انقلابی
۴۔ ختم نبوت کا تاج از شیخ الحدیث علامہ خادم حسین رضوی
۵۔ قادیانیت کے بارے قومی اسمبلی کا فیصلہ پوری قوم کی خواہشات کا آئینہ دار: ذوالفقار علی بھٹو

☆

تاریخ اشاعت: ۷ر ستمبر ۲۰۱۶ء

اشاعت خاص

۱۔ یوم الفتح از ڈاکٹر لیاقت علی نیازی
۲۔ اہل علم سے گفتگو از محمد ریاض اختر (شرکاء گفتگو: نزاکت گولڑوی، ڈاکٹر جی اے چشتی، بیگم نزاکت، پیرزادہ مفتی ریاض چشتی، حاجی افتخار خان)
۳۔ سانحہ ربوہ کا ردعمل از مولوی الیاس گھمن
۴۔ پارلیمنٹ کے بعد عدالتوں کے فیصلے از متین خالد
۵۔ ۷ ستمبر۔ تاریخ ساز دن از علامہ منیر احمد یوسفی

خصوصی کالم:
تحریک ختم نبوت، آغاز سے کامیابی از نواز رضا
[اس کالم میں سعود ساحر کالم نگار روزنامہ امت، کراچی کی کتاب پر تبصرہ کیا گیا ہے۔]

☆

ماخذ و مراجع

اخبارات و رسائل:

۱۔ روزنامہ نوائے وقت (متفرق فائلیں)
۲۔ سہ ماہی افکار رضا۔ افکار نورانی نمبر
۳۔ ماہ نامہ ترجمان اہل سنت، کراچی۔ ختم نبوت نمبر ۲ ۱۹۷۴ء
۴۔ ماہ نامہ کنزالایمان، لاہور۔ محاصرہ قادیانیت نمبر
۵۔ ماہنامہ تائید الاسلام، لاہور
۶۔ ہفت روزہ اخبار سفیر ہند، امرتسر فائل ۱۸۸۷ء
۷۔ ہفت روزہ اخبار البدر، قادیان
۸۔ ہفت روزہ اخبار الحکم، قادیان
۹۔ ہفت روزہ/روزنامہ پیسہ اخبار، لاہور
۱۰۔ ہفت روزہ سراج الاخبار، جہلم
۱۱۔ ہفت روزہ اخبار الفقیہ، امرتسر
۱۲۔ ماہ نامہ شمس الاسلام، بھیرہ
۱۳۔ ہفت روزہ رضوان، لاہور
۱۳۔ ماہ وار رسالہ تحفۂ حنفیہ، پٹنہ
۱۴۔ ماہ وار قهر الديان علی مرتد بقادیان، بریلی
۱۵۔ ہفت روزہ اخبار اہل فقہ، امرتسر
۱۶۔ ریویو براہین احمدیہ۔ ضمیمہ رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۷، نمبر ۶، ۷، ۸۔ ۱۸۸۴ء
۱۷۔ ماہ وار رسالہ مرقع قادیانی، امرت سر
۱۸۔ روزنامہ پاکستان، لاہور

کتب:

۱۔ آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳ء
۲۔ منیر انکوائری رپورٹ (اردو)، حکومت پنجاب، لاہور
۳۔ ردقادیانیت اور سُنّی صحافت (جلد اول) مرتبہ محمد ثاقب رضا قادری مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور
۴۔ ردقادیانیت اور سُنّی صحافت (جلد دوم/سوم)، محمد ثاقب رضا قادری مطبوعہ اکبر بک سیلرز، لاہور
۵۔ ردقادیانیت میں صحافت کا حصہ، محمد ثاقب رضا قادری (غیر مطبوعہ)
۶۔ اہل چکوال اور مرزائیت، عابد حسین شاہ پیرزادہ مطبوعہ مسلم کتابوی، لاہور
۷۔ عقیدۂ ختم النبوۃ (جلد ۱ تا ۱۵) مفتی محمد امین (جلد ۱ تا ۱۶)، ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ، کراچی

۸۔ اشاریہ شمس الاسلام، بھیرہ مرتبہ ڈاکٹر انوار احمد بگوی، مجلس مرکزیہ حزب الانصار، بھیرہ

۹۔ رجم الشیاطین برد اُغلوطات البراھین از مفتی غلام دستگیر قصوری، اسلامیہ پریس، لاہور، ۱۸۹۴ء

۱۰۔ اہل حدیث کی صحافتی خدمات، محمد مستقیم سلفی، العزۃ یونیورسل، بنارس ۲۰۱۴ء

۱۱۔ پاکستان کی قومی اسمبلی کا تاریخی فیصلہ، ظہور الحسن بھوپالی، ورلڈ اسلامک مشن، کراچی

۱۲۔ تحریک ختم نبوت اور JUP کا پارلیمانی کردار، خالد محمود قادری، جمعیت علمائے پاکستان، ۱۹۹۸ء

۱۳۔ تحریک ختم نبوت از ڈاکٹر بہاء الدین، مکتبہ قدوسیہ، لاہور

۱۴۔ الکاویہ علی الغاویہ از مولانا محمد عالم آسی امرتسری مشمولہ عقیدۂ ختم النبوۃ سیریز، کراچی

۱۵۔ کاشف اسرارِ نہانی مطبوعہ مطبع سراج الاخبار، جہلم

۱۶۔ مبلغ اسلام از خلیل احمد رانا مطبوعہ ورلڈ اسلامک مشن، کراچی

۱۷۔ سیرت امیر ملت از پیر سید اختر حسین جماعتی، امیر ملت پبلی کیشنز، علی پور سیداں، نارووال، پاکستان

۱۸۔ غازی ختم نبوت از محمد صادق قصوری،

۱۹۔ علامہ اقبال اور فتنۂ قادیانیت از متین خالد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ملتان ۲۰۰۵ء

۲۰۔ تاریخ ختم نبوت از حبیب الرحمٰن لدھیانوی، رئیس الاحرار اکیڈمی، فیصل آباد

۲۱۔ دیوان ظفر علی خان از مولوی ظفر علی خان، علی ہجویری پبلشرز، منیر مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

۲۲۔ تذکار بگویہ، ڈاکٹر انوار احمد بگوی، مجلس مرکزیہ حزب الانصار، بھیرہ

۲۳۔ احتساب قادیانیت، اللہ وسایا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ملتان

۲۴۔ مہر منیر، مولانا فیض احمد فیض، پانچویں اشاعت ۱۹۸۷ء، پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز، لاہور

۲۵۔ قلمی چہرے، شورش کاشمیری ناشر مجلس یادگار شورش، ۱۹۹۹ء

۲۶۔ نشان منزل از بیگم محمودہ نظامی، نوائے وقت پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور

۲۷۔ اشاریہ نوائے وقت، سرفراز حسین مرزا، پاکستان سٹڈی سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

۲۸۔ بھٹو اور قادیانی مسئلہ، ڈاکٹر سید محمد سلطان شاہ، جنگ پبلشرز، لاہور ۱۹۹۳ء

۲۹۔ تحفظ ختم نبوت اور مولانا عبدالستار خان نیازی، جمعیت علماء پاکستان، کراچی

۳۰۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء، مولوی اللہ وسایا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ملتان

۳۱۔ تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء، مولوی مجاہد الحسینی، ختم نبوت پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۳ء

۳۲۔ اک عہد کی سرگزشت، جمیل اطہر قاضی مطبوعہ بک ہوم، لاہور

۳۳۔ انسائیکلوپیڈیا مولانا عبدالحامد قادری بدایونی، مرتب وناشر آزاد بن حیدر، کراچی ۲۰۱۶ء

۳۴۔ فلسفۂ عبادات اسلامی، مولانا عبدالحامد بدایونی مطبوعہ ادارہ پاکستان شناسی، لاہور

۳۵۔ تحریک تحفظ ختم نبوت سیدنا صدیق اکبر تا شاہ احمد نورانی، احمد ترازی، افق پبلشرز، کراچی ۲۰۰۹ء

۳۶۔ تاریخ احمدیت، دوست محمد شاہد، اشاعت ۲۰۰۷، نظارت نشر و اشاعت قادیان

37The proceedings of the Special Committee of the Whole House held in Camera to consider the Qadiani Issue-Official Reports by National Assembly of Pakistan

☆

تاثرات

سید وجاہت رسول قادری (سربراہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی)

آپ کی یہ علمی کاوش تب و تاب جاودانہ ہے۔ سرکارِ اَبد قرار شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین بالمومنین رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ''لقائے یار'' کا پروانہ ہے------ جو بھی اہل علم و بصیرت آپ کی یہ تصنیف مطالعہ کرے گا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو محسوس کرے گا اور بے اختیار کہہ اُٹھے گا؛

اے گل بتو خرسندم تو بوئے کسے داری

عرض کیا ہے؛

تحریر ہے ثاقبؔ کی گویا اک نوائے وقت ہے
تاریخ کا حصہ ہے یہ اک مقتضائے وقت ہے
ختم نبوت تحریک کے صدیق اکبر ہیں امام
صبح قیامت تک چلے گی یہ نوائے وقت ہے
ثاقبِ خنداں قلم کو ہے مرا شاداں سلام
سارے عشاق نبی کی یہ نوائے وقت ہے
ختم نبوت کے شہیدوں کو مرا تاباںؔ سلام
یہ ہمارا فرض ہے یہ ہی نوائے وقت ہے

☆

ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی (مالیگاؤں، انڈیا):

تاریخ ختم نبوت کے اوراقِ گذشتہ پر پنہاں
ان مٹ نقوشِ جاوداں، ماضی کی روشن جھلکیاں
وہ کاوشاتِ محترم، وہ مجاہداتِ مستحکم
کل بھی نوائے وقت تھی، اب بھی نوائے وقت ہے

ختم نبوت کے لیے وہ کاوشاتِ محترم
قصۂ پارینہ بن کر ہی رہ جاتی مگر
قربان میں ثاقب میاں کے عزم جنوں انگیز پر
کل کی نوائے وقت کو خوانِ مطالعہ پر سجایا
احسن سلیقہ مندی سے، صد مرحبا صد مرحبا

گلہائے تبریک ہیں پیش ثاقب میاں کے واسطے
میں عرض کرتا ہوں سلام اس کاوشِ جمیل کو
ہے دست بستہ یہ دعا بتوسل خیر الوریٰ
رکھے خداوندِ کریم ثاقب کو با امن واماں

☆

محمد ثاقب رضا قادری نے تحقیق کے لیے بلاشبہ ایک اہم موضوع کا انتخاب کیا ہے۔ روزنامہ ”نوائے وقت“ اُردو کا ایک نظریاتی اخبار ہے۔ اس نے اپنے آغاز سے لے کر عہدِ موجود تک اسلام، دوقومی نظریہ، علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ، قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور تحریکِ پاکستان کے حوالے سے مسلمانانِ پاکستان کی فکری رہنمائی کا فریضہ انجام دیا ہے۔ مخالفینِ اسلام و پاکستان کے نظریات کے رد اور اُن کے اعتراضات کے مدلل و مسکت جواب دینے میں بھی اس نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ یوں نوائے وقت کی حیثیت محض ایک اُردو اخبار کی نہیں بل کہ ایک دبستان اور ایک ادارہ کی ہے جو ہر طرح کے حالات میں مسلم تہذیبی وثقافتی اقدار اور نظریۂ پاکستان کی حفاظت اور فروغ کی ذمہ داریوں کو خوش اُسلوبی سے ادا کرتا رہا ہے۔ ختم نبوت کی تحریک میں بھی نوائے وقت نے نہایت روشن اور مثالی کردار ادا کیا ہے۔ مضامین، مکالمات، اداریوں، کالموں، خبروں اور اشتہارات کے ذریعے سے تحریکِ ختمِ نبوت کو مستحکم اور فعال بنانے میں نوائے وقت نے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ اس نے نہ صرف مسلمانوں کے سوادِ اعظم کے معتقدات کو عام کرنے کا فریضہ انجام دیا بل کہ قادیانیوں اور دوسرے غیر مسلموں کے گمراہ کُن نظریات اور افکار کی دھجیاں اڑانے میں بھی خدمات انجام دیں۔

محمد ثاقب رضا قادری نے نہایت محنت اور دیدہ ریزی سے تحریکِ ختم نبوت کے سفر میں نوائے وقت کی خدمات کو اُجاگر کرنے کی سعی کی ہے۔ نوائے وقت کے ستر پچھتر سالہ پُرانی فائلوں کا بالاستیعاب مطالعہ کر کے انھوں نے کیسے کیسے جواہر پارے یک جا کیے ہیں۔ ان کی اس محنت اور جانکاہی کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جو اس طرح کے دُشوار گزار راستوں سے گزرے ہیں۔ ثاقب صاحب کا اندازِ بیان عمدہ، دل کش اور غیر مبہم ہے۔ انھوں نے تحقیقی منہاج کا احترام کرتے ہوئے یہ تحقیقی سفر مکمل کیا ہے۔ ثاقب صاحب کا یہ تحقیقی کام بلاشبہ مسلمانانِ پاکستان کی ستر سالہ تہذیبی، ملی، سیاسی اور علمی زندگی کا آئینہ ہے۔ میں محمد ثاقب رضا قادری کی محنت کی باریابی اور تحقیقی دُنیا میں ان کی کامیابی کے لیے دست بہ دُعا ہوں۔

ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ اُردو

علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد

کتاب ملنے کا پتہ: دکان نمبر۴، حلیمہ ہادیہ پلازہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔

042-37228075, 0322-8272526, 0333-1206301, 0333-1206309

/salamfoundation.pk